کلاسکی ادب کی فرہنگ

(پہلی جلد)

مُرتّب
رشید حسن خاں

انجمن ترقّیِ اردو (ہند) نئی دہلی

بابائے اردو مولوی عبدالحق میموریل سیریز ۶

کلاسکی ادب کی فرہنگ

(پہلی جلد)

مُرتّب

رشید حسن خاں

انجمن ترقیِ اردو (ہند) نئی دہلی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو (ہند) ۱۵۱۸

سن اشاعت : ۲۰۱۳ء

اشاعت : دوم

سرورق : محمد ساجد

بہ اہتمام : اختر زماں

طباعت : اصیلہ آفسیٹ پرنٹرز، نئی دہلی

CLASSICI ADAB KI FARHANG

Edited by

Rasheed Hasan Khan

Price:Rs. 400. 00

ISBN: 81-7160- 115-4

Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)

Urdu Ghar: Urdu Ghar Marg, Rouse Avenue,New Delhi-110002

Phone: 0091-11-23237210 - 23236299

E-mail : bookdepot@atuh.org, Website: www.atuh.org

اچّھے افسانہ نگار

اور

بہت اچّھے انسان

انور خاں (مرحوم)

کی یاد میں

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے، فنا ہوتا نہیں

(اقبالؔ)

فہرست

حرفِ آغاز (اشاعتِ ثانی)

رشید حسن خاں صاحب ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے ان کی علمی اور ادبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ دہلی میں مخمور سعیدی مرحوم کے بعد وہ میرے دوسرے مُربی تھے اور یہ رشتہ ہمیشہ قائم رہا۔ مخمور سعیدی صاحب کی آوارہ مزاجی کی وجہ سے جس نوعیت کی مشفقانہ شکایتیں رشید صاحب کو اُن سے تھیں، کم وبیش وہی مجھ سے بھی تھیں اور ہم دونوں ہی نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ ان شکایتوں یا ان کی نوعیت میں کوئی کمی آجائے۔ مثلاً، وہ ایک منظم اور مربوط زندگی گزارنے کے قائل تھے۔ اس کے برعکس مخمور صاحب اور یہ خاکسار بھی خصوصاً اس دور میں زندگی اور اس کے کسی طرزِ عمل میں نظم وضبط کو زیادہ خاطر میں نہیں لاتے تھے جب کہ رشید حسن خاں صاحب کے روزانہ کے معمولات تک کچھ اس طرح متعین تھے کہ آپ انھیں دیکھ کر گھڑی ملالیں۔ وہ زندگی بھر اس طرزِ عمل پر قائم رہے اور اسی بنا پر متعدد علمی فتوحات ان کے حصّے میں آسکیں۔

اردو کی ادبی تحقیق کو جن اسکالروں کی بدولت بلند وقار حاصل ہوا، اُن میں رشید حسن خاں کا نام بہت نمایاں ہے۔ وہ ایک بے بدل محقق اور عالم تھے۔ ان کی غیر معمولی محنت، دیدہ ریزی اور علمی انہماک وشغف ہی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اردو کے اہم کلاسکی متون 'فسانۂ عجائب'، 'باغ و بہار'، 'مثنوی گلزارِ نسیم'، 'مثنویاتِ شوق'، 'مثنوی سحر البیان' کو جدید اصول تدوین کی مکمل پابندی کے ساتھ مرتب کر کے اردو ادب کے کلاسکی سرمایے میں اہم اور وقیع اضافے کیے۔

کلاسکی ادب کی فرہنگ (پہلی جلد) میں رشید حسن خاں کی مرتب کردہ فسانۂ عجائب ، باغ و بہار، گلزارِ نسیم، مثنویاتِ شوق، مثنوی سحر البیان، انتخابِ سودا، انتخاب نظیر اکبرآبادی، ڈاکٹر نذیر احمد کی کہانی : کچھ میری اور کچھ ان کی زبانی اور دہلی کی آخری شمع (۱۲۶۱ھ میں دہلی کا ایک مشاعرہ) کے الفاظ شامل ہیں۔

رشید حسن خاں (مرحوم) کا کلاسکی ادب کی فرہنگ کی دو اور جلدیں بھی منظرِ عام پر لانے کا ارادہ تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ دوسری جلد میں اردو کے اہم اور ممتاز شعرا اور مصنّفین کو شامل کیا جائے گا اور تیسری جلد میں اہم نثری تصانیف کی شمولیت ہوگی، جس میں 'طلسمِ ہوش رُبا' کے سب دفتر، محمد بخش مہجور، رجب علی بیگ سرور، سرشار اور بعض دوسرے مصنّفین کی تصانیف ہوں گی۔ افسوس رشید حسن خاں صاحب کی عمر نے وفا نہیں کی جس کی وجہ سے یہ کام (تین جلدوں میں) تکمیل کو نہ پہنچ سکا جو اگر مکمل ہو جاتا تو اردو ادب کا بیش بہا سرمایہ ثابت ہوتا۔ گرچہ اردو کے کلاسکی متون کی کئی فرہنگیں تیار ہوئی ہیں لیکن اس پایے اور مرتبے کا کوئی کام اب تک نہیں ہوا تھا۔ رشید حسن خاں صاحب کی یہ خوبی تھی کہ وہ جو بھی علمی اور تحقیقی کام کرتے اُسے غیر معمولی محنت اور دقّتِ نظر سے انجام دیتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا شمار اردو کے صفِ اوّل کے محققوں اور متنی نقادوں میں ہوتا ہے۔

کلاسکی ادب کی فرہنگ (پہلی جلد) کی اشاعت بابائے اردو مولوی عبدالحق سیریز کے تحت عمل میں آئی تھی۔ طلبہ، ریسرچ اسکالر اور اساتذہ میں مقبولیت کی وجہ سے اس کے نسخے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئے۔ اب اس کا دوسرا اڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔

اطہر فاروقی

پیش لفظ

میں نے انجمن کی ادبی کمیٹی میں تجویز پیش کی تھی کہ رشید حسن خاں صاحب سے درخواست کی جائے کہ وہ انجمن کے لیے اردو کے وہ اہم کلاسیکی متون مرتب کردیں، جن کا مطالعہ ہمارے زمانے کے اساتذہ اور طلبہ دونوں کے لیے ضروری ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ ادبی کمیٹی نے نہ صرف میری تجویز منظور کرلی بلکہ کلاسیکی متون کو جدید اصولوں کے تحت مرتب کرنے کا طویل المدّت پروگرام ترتیب دے لیا۔ میں نے جب خاں صاحب کو ادبی کمیٹی کے اِس فیصلے سے مطّلع کیا، اُس وقت اُن کے پاس فسانۂ عجائب کا متن تیار تھا۔ مجھے دلی مسرت ہے کہ اُنھوں نے طباعت کے لیے وہ متن انجمن کو دے دیا اور دوسرے کلاسیکی متون تیار کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ وعدہ وعدے کی حد تک ہی نہیں رہا، خاں صاحب نے دن رات ایک کرکے اردو کے ایسے متون مرتب کیے، جن کے بغیر اردو کے کلاسیکی ادب کا تصوّر ہی نہیں کیا جاسکتا۔ وہ متون ہیں: ۱- فسانۂ عجائب ۲- باغ و بہار ۳- مثنوی گلزارِ نسیم ۴- مثنویاتِ شوق ۵- مثنوی سحر البیان۔

مولوی عبدالحق مرحوم نے انجمن میں کلاسیکی متون مرتب کرنے کی روایت کا آغاز کیا تھا۔ اُنھوں نے یہ کام خود بھی کیا اور دوسروں سے بھی کرایا۔ اِس لیے طے کیا گیا کہ انجمن کلاسیکی ادب کی ایک سیریز طبع کرے گی اور اُس کا نام 'بابائے اردو مولوی عبدالحق میموریل سیریز' ہوگا۔ چناں چہ اُسی سیریز کے تحت خاں صاحب کی پانچوں کتابیں شائع ہوچکی ہیں، جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

خاں صاحب نے اپنے ہر تنقیدی اڈیشن کے آخر میں متن سے متعلق فرہنگ مرتب کرکے کتاب میں شامل کی ہے۔ یہ فرہنگ کلاسیکی متن کی فرہنگ نویسی کا اعلاترین نمونہ ہے۔ اِس کام میں خاں صاحب نے بڑی محنت، جستجو اور ژرف نگاہی سے کام لیا ہے۔ ہمارے زمانے میں ایسے کام کرنے والے شاذ و نادر ہی ہوں گے۔ کئی پروفیسروں نے خاں صاحب سے

درخواست کی تھی کہ وہ پورے کلاسیکی ادب کی ایک فرہنگ مرتب کردیں، لیکن خاں صاحب اپنے دوسرے کاموں میں اِتنے مصروف تھے کہ یہ فرمایش پوری نہ کرسکے۔ مجھے خاں صاحب کے مزاج میں خاصا دخل ہے۔ میں نے جب اِس کام کی اُن سے درخواست کی تو انھوں نے فوری طور پر کوئی جواب نہیں دیا، لیکن میرے اصرار پر بالآخر اُنھوں نے یہ درخواست منظور کرلی۔ طے پایا کہ وہ کلاسیکی ادب کی فرہنگ تین جلدوں میں مرتب کریں گے۔ اِس فرہنگ میں پرانے شاعروں کے دواوین، مثنویات، داستانوں اور دوسری منظوم و منثور تحریروں میں استعمال ہونے والے ایسے الفاظ شامل کیے جائیں گے، جن کا ہمارے زمانے میں چلن نہیں رہا یعنی اب وہ متروک ہو چکے ہیں، یا جن کا تلفظ اور جن کے معنی بدل گئے ہیں۔

اردو میں متون کی فرہنگیں کافی تعداد میں تیار کی گئی ہیں۔ یہ بات پوری ذمّے داری کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ فرہنگ نویسی کے سلسلے میں اِس پایے کا عالمانہ اور محققانہ کام اردو میں پہلی بار ہوا ہے۔ اِس سلسلے کی پہلی جلد پیش کی جا رہی ہے۔ توقّع کی جاتی ہے کہ باقی دو جلدیں بھی جلد تیار ہو جائیں گی۔

میں نے گلزارِ نسیم کے پیش لفظ میں لکھا تھا: ”رشید حسن خاں صاحب کا شمار اُن محققوں میں ہوتا ہے جن کے لیے ادبی مصروفیات عبادت کا درجہ رکھتی ہیں۔ اُنھوں نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے، اپنی ساری زندگی علم و ادب کی خدمت میں گزار دی ہے۔ لگاتار محنت اور دیدہ ریزی کا نتیجہ ہے کہ اُن کا شمار اعلا ترین محققوں اور متنی نقادوں میں ہوتا ہے“۔ اِس فرہنگ کی یہ پہلی جلد میرے اِس قول کی مزید تصدیق اور توثیق کرے گی۔

خلیق انجم
جنرل سکریٹری انجمن ترقیِ اردو (ہند)

ابتدائیہ

اصولِ تدوین کی مکمل پابندی کے ساتھ اب تک پانچ کلاسکی متن میں نے مرتب کیے ہیں: فسانۂ عجائب، باغ و بہار، مثنوی گلزارِ نسیم، مثنویاتِ شوق [اِس میں مثنوی زہرِ عشق بھی شامل ہے]، مثنوی سحر البیان۔ یہ محض اتفاق ہے کہ یہ متن مختلف دانش گاہوں کے نصاب میں بھی شامل ہیں اور خیال یہ ہے کہ جزوۃً یا مکمل طور پر شاملِ نصاب رہیں گے۔

تدوین سے اور ادبی تحقیق سے جو لوگ تعلقِ خاطر رکھتے ہیں، ایسے اہلِ نظر نے اِن متون کے متعلق بہت اچھی رائے ظاہر کی۔ اِن کی اعلا قدر و قیمت کا، ناگزیر ضرورت کا اور اہمیّت کا اعتراف کیا۔ وہ لوگ جو پڑھنے اور پڑھانے سے تعلق رکھتے ہیں، اور وہ خوش ذوق قارئین بھی؛ جن کی تعدادِ زیادہ نہ سہی، مگر جن کی اہمیّت کچھ کم نہیں؛ اِن سب نے خاص طور پر اِن متنوں کے متعلق اچھی رائیں ظاہر کیں۔

بہت سے اساتذہ اور طلبہ نے یہ رائے ظاہر کی کہ اِن متنوں میں توقیف نگاری (پنکچو یشن) اور اعراب نگاری کا جو اہتمام کیا گیا ہے، اُس سے عبارت کو صحیح طور پر پڑھنے میں اور سمجھنے میں بہت مدد ملی ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ہر متن کے ساتھ جو مفصل حواشی ہیں، جن میں متن سے متعلق ضروری تشریحات کے ساتھ ساتھ ایک مستقل ضمیمے میں تلفظ اور املا کے متعلقات پر بھی گفتگو کی گئی ہے؛ اِن کی مدد سے بہت سی باتوں کو سمجھنے میں اور مشکلات کو حل کرنے میں آسانی ہوئی ہے۔

اِسی کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ ہر متن کے آخر میں جو فرہنگیں شامل ہیں، وہ بہت مفید ہیں۔ اِن متنوں میں ایسے بہت سے لفظ ہیں جو اب مستعمل نہیں رہے، یا اُن کے معنی بدل گئے ہیں، یا پرانے معانی کے ساتھ نئے معانی بھی اُن کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ ایسے لفظ بھی اچھی خاصی تعداد میں ہیں جو پُرانی تہذیب کے نشانات کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کے معنوی متعلقات اب بیش تر لوگوں کو معلوم نہیں یا اچھی طرح معلوم نہیں۔

میرے متعدّد کرم فرما مختلف اوقات میں یہ فرمایش کرتے رہے ہیں کہ اِن متنوں

میں شامل فرہنگوں کو بعض ضروری اضافوں کے ساتھ علاحدہ کتابی صورت میں مرتب کردیا جائے۔ اِس طرح بہت سے عام پڑھنے والے بھی ایسے الفاظ سے اور اُن کے معنوی متعلقات سے واقف ہوسکیں گے۔ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ کچھ ایسے پُرانے لفظوں سے شناسائی ہوسکے گی جن کا چلن اب نہیں رہا، یا اُن کے معنی بدل گئے ہیں۔ اِس طرح یہ اندازہ ہوسکے گا کہ پُرانے متنوں میں ایسے لفظوں کی کتنی بڑی تعداد محفوظ ہے جو ہماری علمی اور تہذیبی سرگذشت کے دُھندلے نشانات بن کر رہ گئے ہیں۔ ایسا مجموعہ اگر مرتب ہوگیا تو وہ گویا اشاریہ ہوگا اِس ضرورت کا کہ کلاسکی متنوں کے ایسے لفظوں کو، جن کی تعداد بہت ہے، ممکن حد تک یک جا کرلیا جائے۔ اِس طرح وہ معنوی تفصیلات مرتب ہوکر محفوظ ہوجائیں گی جن سے آگے چل کر کم سے کم لوگ واقف ہوں گے۔

یہاں میں محض بہ طورِ مثال ایسے چند لفظوں کا حوالہ دوں گا جو اِس فرہنگ میں شامل ہیں، اِنھی چند مثالوں سے ایسے بڑے مجموعے کو مرتب کیے جانے کی ضرورت اور اہمیّت کا اندازہ کیا جاسکے گا۔ ایک لفظ ہے "ماہر"، یہ عام لفظ ہے جو ماہرِفن جیسے مرکّبات میں آتا رہتا ہے۔ مثنویاتِ شوق میں یہ لفظ "رازداں" (واقف) کے معنی میں ملے گا:

اِس قرینے سے یہ ہوا ظاہر راز سے اُن کے ہے یہی ماہر

(ص ۱۶۵)

ماہر کیا: واقف کیا:

پری کا بھی احوال ظاہر کیا چھپے راز سے اُس کو ماہر کیا

(سحرالبیان، ص ۲۰۵)

ماہر ہوا: واقف ہوا:

یہ چرچا جو پھیلا، تو ظاہر ہوا ہراک حال سے اُس کے ماہر ہوا

(ایضاً، ص ۱۹۸)

یا جیسے ایک لفظ ہے "چالاک"۔ اب یہ لفظ بہ طورِ صفت جس مفہوم میں بہ طورِ عموم مستعمل ہے (اور یہ کچھ اچھی صفت نہیں مانی جاتی) کلاسکی ادب میں اِس کے معنی اِس سے مختلف ملیں گے۔ یہ تیز، طرّار، پھرتیلا، چست کے مفہوم میں آتا ہے۔ یہ لفظ گھوڑے کی عمدگی اور تیز رفتاری کے معنی میں ملتا ہے (باغ و بہار، ص ۶۳) اور جوشِ جوانی کے اثر سے جسم میں جو کیفیتِ بے اختیاری

نمایاں ہوتی رہتی ہے، اُس کو ظاہر کرتا ہے:

اِتنے میں آدمی نے دی یہ خبر — اک سواری کھڑی ہے ڈیوڑھی پر
ایک ماما بھی آئی ہے ہمراہ — کتنی چالاک ہے، خدا کی پناہ!
اپنے سایے سے بھی بھڑکتی ہے — بوٹی بوٹی پڑی پھڑکتی ہے

(مثنویات، ص ۲۰۵)

آخری مصرع (بوٹی بوٹی پڑی پھڑکتی ہے) چالاک کے مفہوم کو عمدگی کے ساتھ ادا کر رہا ہے۔ اِسی طرح "چالاکی":

میں بھی تھا کم سنی سے عاشق تن — پالے طفلی میں کھیلنے کو ہرن
دل سے چالاکی اُن کی بھاتی تھی — پیاری آنکھوں پہ جان جاتی تھی

(مثنویات، ص ۱۶۲)

یا جیسے یہ الفاظ اور کلمات: ہم بستری اختیار کرو: زمین پر ہمارے ساتھ بیٹھو۔ گانی: گانے والی۔ ناچنی: ناچنے والی۔ حیران ہو کر: مصیبتیں اٹھا کر، پریشان ہو کر۔ بھیٹّا: ملاقات۔ بدرُچی: بدصورت۔ بندش: تدبیر، سازش۔ امتیاز نہیں: شوق نہیں۔ اِمداد ہوئی: بخشی گئی، عطا ہوئی [مع: ہوئی ہر شے ہر ایک کو امداد]۔ اُکھڑ آیا: نشان اُبھر آیا۔ پُوماہہ، چیپل کا پُوا، سیر باز، ورغلانا، چکنا چور: نشے میں ڈوبا ہوا، مست و بے خود۔ ظلم کا حادثہ ہوا: بڑا دردناک حادثہ ہوا۔ غضب ہوا ہے: ناراض ہوا ہے۔ دست گیر: قید۔ گنہذ (مع ذال)۔ جُدی جُدی: الگ الگ۔ جُدے: الگ۔ اِسی طرح، پہر، گھڑی، نوبت، گجر، صبح کی وردی، تورہ، جامہ، میمہ، ساچق، نوبات، صدقے کی گویا جیسے بہت سے لفظ ہیں جو پُرانی معاشرت کے ایسے مختلف اجزا اور مظاہر کے آئینہ دار اور ترجمان ہیں جن کے متعلقات کا اب بیش تر لوگوں کو علم نہیں یا پوری بات نہیں معلوم۔

میں دوسرے کاموں میں اِس طرح مصروف تھا کہ اِس طرف توجہ نہیں کر سکا تھا اگرچہ اِس کام کی اہمیت کا منکر نہیں تھا [اِن کاموں میں سے ایک کام تھا ٹھگوں کی زبان کے لغت مصطلحات ٹھگی کا نیا اڈیشن مرتب کرنا۔ یہ کام مکمل ہو چکا ہے اور زیرِ طباعت ہے]۔ کلاسکی متنوں کے اِس سلسلے [بابائے اردو مولوی عبدالحق سیریز] کی کتابوں کو مرتب کرانے اور شائع کرنے میں ڈاکٹر خلیق انجم کی ذاتی دل چسپی کو اور اُن کی فرمایش کو بہت کچھ دخل رہا

ہے۔اب اُنھوں نے خاص طور پر اصرار کیا کہ اِس فرہنگ کے کام کو ضرور مکمل کر دیا جائے۔ جو لوگ خلیق صاحب کو جانتے ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کی فرمائش کو اور اُن کے اصرار پیہم کو نہ ماننا کیسا مشکل کام ہے۔ مجھے بھی اُن کے اصرار کے سامنے اور ضروری کاموں کو ملتوی کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔[اِن ضروری کاموں میں کلیاتِ جعفر زٹلی کی ترتیب بھی شامل ہے، جس کے کام کو شروع کر چکا تھا، اور جسے اب سب سے پہلے مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی]۔اِس طرح اِس فرہنگ کی ترتیب کا مرحلہ بالآخر طے ہو گیا۔اِسی کے ساتھ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ایک جلد میں ایسے سب لفظ نہیں سما پائیں گے۔ خلیق انجم صاحب کے مشورے کے مطابق یہ طے کیا گیا کہ اِس فرہنگ کو تین جلدوں میں منقسم کیا جائے۔اِسی خیال کے تحت اِس مجموعے کو پہلی جلد قرار دیا گیا۔

اگلی دو جلدوں میں اردو کے اہم شعرا اور مصنّفین شامل ہوں گے، جن کی تصنیفات سے اہم الفاظ کے گوشوارے تیار کیے جائیں گے۔اِس فہرست میں جعفر زٹلی، آبرو، ناجی، شاہ حاتم، سودا، میر، میر درد، قائم چاندپوری، فغاں، انشا، مصحفی، جرات، نظیر؛ اِن کے بعد غالب، شاہ نصیر، مومن، ذوق اور داغ کے نام شامل ہوں گے۔لکھنوی شعرا میں ناسخ، آتش، اِن دونوں کے اہم تلامذہ، جانصاحب، امیر، جلال، منیر اور محسن کے دواوین پیشِ نظر رہیں گے۔اِسی کے ساتھ اہم مثنویاں بھی اِس فہرست میں شامل رہیں گی۔ مراثی کے ذخیرے میں سے میر انیس اور مرزا دبیر کے مرثیوں کو سامنے رکھا جائے گا۔

تیسری جلد کے لیے نثری تصانیف کو بنیاد بنایا جائے گا۔اُس میں داستانی قصّے ہوں گے۔طویل داستانوں میں سے صرف طلسم ہوش ربا کے سب دفتر ہوں گے۔ محمد بخش مہجور، رجب علی بیگ سرور، سرشار اور بعض دوسرے مصنّفین کی تصانیف ہوں گی۔

یہ واضح کر دیا جائے کہ سارے الفاظ کا گوشوارہ بنانا مقصود نہیں ہو گا۔ عام لفظ، جن کے معانی سبھی کو معلوم ہیں اور وہ کسی معنوی تبدیلی سے یا کسی اور تغیّر سے بھی دوچار نہیں ہوئے، ایسے لفظوں کو اِن دونوں جلدوں میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ نظری طور پر کچھ بھی کہا جائے، عملی طور پر کسی ایک شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ ساری تصانیف کا مطالعہ کر سکے۔ کسی ایک دائرے میں رہ کر ہی کام کی تکمیل کی جا سکتی ہے۔اِسی لحاظ سے یہ خاکہ بنایا گیا ہے۔یہ درست ہے کہ سب لفظ اِن دونوں جلدوں میں شامل نہیں ہو سکیں گے؛ مگر یہ بھی صحیح ہے کہ

ایسے بیش تر لفظ، یا بڑی تعداد میں ایسے لفظ ضرور شامل ہو سکیں گے۔ باتوفیق لوگوں سے زمانہ خالی نہیں رہتا اور امکانات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ بہ خوبی ممکن ہے کہ کوئی اور صاحبِ ذوق کوئی ایسا مجموعہ مرتب کردے جس میں وہ سب لفظ سما جائیں جن کو شامل ہونا چاہیے تھا۔

گماں مبر کہ بہ پایاں رسید کارِ مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگِ تاکست

کلاسکی ادب کی پہلی جلد کے نام سے یہ مجموعہ جو پیشِ نظر ہے، مندرجہ ذیل متنوں کے الفاظ پر مشتمل ہے: فسانۂ عجائب، باغ و بہار، گلزارِ نسیم، مثنویاتِ شوق، سحرالبیان، انتخابِ سودا، انتخابِ نظیر اکبر آبادی، ڈاکٹر نذیر احمد کی کہانی: کچھ میری اور کچھ اُن کی زبانی (مرزا فرحت اللہ بیگ)، دہلی کی آخری شمع [۱۲۶۱ھ میں دہلی کا ایک مشاعرہ]، (ایضاً)۔ پہلی پانچ کتابیں "بابائے اردو مولوی عبدالحق میموریل سیریز" کے تحت انجمن ترقیِ اردو (ہند) نئی دہلی نے شائع کی ہیں۔ اِن کے سنہِ اشاعت بالترتیب یہ ہیں: ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۵ء، ۱۹۹۸ء، ۲۰۰۰ء۔ انتخابِ سودا اور انتخابِ نظیر اکبر آبادی مکتبہ جامعہ دہلی کی شائع کی ہوئی ہیں "معیاری ادب" سیریز کے سلسلے میں۔ اِن کے سنہِ اشاعت بالترتیب ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۰ء ہیں۔ آخری دونوں کتابیں "مولوی عبدالحق نصابی سیریز" کے تحت انجمن ترقیِ اردو (ہند) نئی دہلی کی شائع کی ہوئی ہیں: سالِ طبع ۱۹۹۲ء۔ یہ سب کتابیں میری ہی مرتب کی ہوئی ہیں۔

بیش تر الفاظ کے تحت حوالے دیے گئے ہیں۔ فسانۂ عجائب، باغ و بہار، ڈپٹی نذیر احمد کی کہانی اور دہلی کی آخری شمع کے صفحات نمبر کے ساتھ حوالے نقل کیے گئے اور باقی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ اشعار کے نمبر شمار لکھے گئے ہیں [جو اِن کتابوں میں اشعار کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں]۔ بعض الفاظ کے تحت حوالے کی عبارت نقل کرنے کے بجائے اُس ماخذ کا حوالہ دے دیا گیا ہے جہاں سے وہ ماخوذ ہے۔ الفاظ کے بس وہی معنی لکھے گئے ہیں جن معنوں میں وہ اِن متنوں میں آئے ہیں۔ ہر لفظ کے سب معانی لکھنے کا التزام نہیں کیا گیا؛ اِس کا التزام مکمل لغت میں کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالحق میموریل سیریز کے تحت شائع ہونے والے پانچ متنوں کا اوپر ذکر آیا ہے، اُن میں سے ہر متن کے ساتھ کئی ضمیمے ہیں، جن میں بہت سے الفاظ بھی زیرِ گفتگو آئے ہیں۔ اِن ضمیموں میں سے بھی بہت سے لفظوں کو شاملِ فرہنگ کرنا مناسب اور ضروری معلوم

ہوا، یوں الفاظ کی اچھی خاصی تعداد کا اِس فرہنگ میں اضافہ ہو گیا ہے۔ علاوہ بریں، کچھ الفاظ بعض لُغات سے لے لیے گئے ہیں جن کا شامل کرنا اِس فرہنگ میں ضروری معلوم ہوا۔ مقصد یہ ہے کہ یہ فرہنگ طلبہ کے لیے زیادہ سے زیادہ کار آمد بن سکے۔ ایسے اکثر الفاظ کے تحت سند کے طور پر مختلف لُغات کے حوالے درج کیے گئے ہیں۔ اِس سلسلے میں امیر اللغات، فرہنگِ آصفیہ، نور اللغات، اردو لغت (ترقیِ اردو بورڈ کراچی)، فرہنگِ اثر، فیلن کا لغت، پلیٹس کا لغت، جلال کا لغت سرمایۂ زبانِ اردو اور رشک لکھنوی کا لغت نفس اللغۃ پیشِ نظر رہے ہیں۔

ایسے لفظ جن کی معنویت میں رسم و رواج، لباس، کپڑے، زیور (وغیرہ) سے متعلق پُرانی تہذیبی روایتوں کی نشانیاں تہ نشیں ہیں، ایسے اہم الفاظ کے ذیل میں، اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسی وضاحتیں کر دی گئی ہیں جن کی مدد سے کچھ جھلکیاں خیال کی نگاہوں کے سامنے آ جائیں۔ اِس کے لیے مولوی ظفر الرّحمان دہلوی کی بے حد قابلِ قدر کتاب فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں [آٹھ جلدیں]، مولوی سیّد احمد دہلوی کی کتاب رسومِ دہلی اور مولانا عبدالحلیم شررؔ کی کتاب گذشتہ لکھنؤ کو خاص طور پر سامنے رکھا گیا ہے۔ رسومِ دہلی کا وہ نسخہ میرے سامنے ہے جسے سیّد یوسف بخاری دہلوی نے مرتّب کیا تھا۔ میرے سامنے اِس کا وہ اڈیشن ہے جسے ہندستان میں کتاب کار پبلی کیشنز، رام پور نے شائع کیا تھا۔ گذشتہ لکھنؤ کے متن کی تصحیح میں نے کی تھی مکتبہ جامعہ دہلی کے "معیاری ادب" سیریز کے لیے۔ سالِ طبع ۱۹۷۱ء۔
حوالے کے ذیل میں کتابوں کے لیے مندرجہ ذیل مخففات استعمال کیے گئے ہیں:

باغ و بہار: باغ۔ فسانۂ عجائب: فسانہ۔ گلزارِ نسیم: گلزار۔ سحر البیان: بیان۔
مثنویاتِ شوق: مثنویات۔ انتخابِ سودا: سودا۔ انتخابِ نظیر اکبر آبادی:
نظیر۔ ڈاکٹر نذیر احمد کہانی: کہانی۔ فرہنگِ آصفیہ: آصفیہ۔ نور اللغات: نور۔

توقّع کی جاتی ہے کہ طلبہ اور اساتذہ کے لیے، جنھیں کلاسکی ادب پڑھنا اور پڑھانا پڑتا ہے، فرہنگ کی یہ پہلی جلد کار آمد ثابت ہو گی۔ یہ بھی توقّع کی جاتی ہے کہ باقی دو نوں جلدیں اِس جلد کے مقابلے میں وسیع الذّیل ہوں گی اور اُسی نسبت سے زیادہ کار آمد ہوں گی۔

معروف، مجہول، لین، مخلوط اور غُنّہ آوازوں کے تعیّن کے لیے علامتوں سے کام لیا گیا ہے۔ یہ سب وہی علامتیں ہیں جو انجمن ترقیِ اردو (ہند) کی کتابوں میں شامل رہی تھیں، اور

کلاسکی متنوں کی تدوین کے اِس سلسلے میں ہر متن میں شامل کی گئی ہیں:

۱- درمیانِ لفظ واقع یاے معروف کے لیے اُس کے نیچے چھوٹی سی کھڑی لکیر، جیسے: میت، جیت۔

۲- ایسی ہی یاے مجہول کے لیے حرفِ ماقبل کے نیچے زیر، جیسے: دیر، زیب۔

۳- یاے لین کے لیے حرفِ ماقبل پر زبر، جیسے: غَیب، دَیر۔

۴- یاے مخلوط کے لیے اُس پر آٹھ کے ہندسے جیسا نشان، جیسے پیار، پیاس، کیا۔

۵- واوِ معروف پر اُلٹا پیش، جیسے: دور، طور، چور۔

۶- واوِ مجہول کے لیے حرفِ ماقبل پر پیش، جیسے: بُور، کھول، مُور۔

۷- واوِ ماقبل مفتوح کے لیے حرفِ ماقبل پر زبر، جیسے: دَور، طَور، بَور۔

۸- واوِ مخلوط کے لیے یاے مخلوط جیسا نشان، جیسے: کوئی (بروزنِ فع)۔

۹- واوِ معدولہ کے نیچے خط، جیسے خورش، خویش۔

۱۰- ہمزۂ مخلوط کے لیے وہی یاے مخلوط اور واوِ مخلوط والی علامت، جیسے تیئں (بروزنِ فع)۔

۱۱- درمیانِ لفظ واقع نونِ غنہ پر اُلٹے قوس کا نشان، جیسے: بھنور، منہ، مانند۔

۱۲- تخلص پر متعارف نشان، جیسے: قتیلؔ، غالبؔ۔

۱۳- خاص ناموں پر خط، جیسے: میر حسن، نور اللغات، دہلی، الف ہو۔

علامتوں کے سلسلے میں اِس بات کو خاص طور پر پیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ وہ ممکن حد تک کم سے کم ہوں، ضروری مقامات ہی پر اُن کو شامل کیا جائے۔

اضافت کے زیر پابندی کے ساتھ لگائے گئے ہیں۔ مشدّد حرفوں پر تشدید لازماً لکھی گئی ہے۔ توقیف نگاری کا التزام بھی ملحوظ رہا ہے۔ اِس سلسلے میں مندرجۂ ذیل رُموزِ اوقاف سے کام لیا گیا ہے: سکتہ، یعنی کاما (،)۔ وقفہ (؛)۔ بیانیہ (:)۔ ندائیہ [تحسین، ندا، تاسف اور تعجب کے لیے] (!)۔ استفہامیہ (؟)۔ ختمہ (۔)۔

ہاے ملفوظ شوشہ دار ہو یا گھنڈی دار، اور وہ لفظ کے شروع میں ہو یا آخر میں؛ ہر جگہ التزام کے ساتھ اُس کے نیچے شوشہ (لٹکن) لگایا گیا ہے، جیسے: ہو، ہلنا۔ بہت، بہنا۔ فقہ، وجہ،

بیہ، کیہ، سہ، بتہ۔ ہائے مخلوط کو لازماً دو چشمی صورت میں لکھا گیا ہے، جیسے گھر، سرھانے، پڑھانا، کُمھار، کولھو۔

کلاسکی متنوں کی تدوین کے پروگرام میں ترجیحی طور پر مصطلحاتِ ٹھگی، کلیاتِ جعفر زٹلی، غرائب اللغات (عبدالواسع ہانسوی)، امراو جان ادا شامل تھیں۔ اِن میں سے مصطلحاتِ ٹھگی کا کام تکمیل کو پہنچ گیا اور وہ زیرِ طباعت ہے۔ کلیاتِ جعفر زٹلی زیرِ ترتیب ہے۔ اگر عُمر اور صحت نے حقِّ رفاقت ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی تو باقی متن بھی آدابِ تدوین کی مکمل پابندی کے ساتھ مرتب ہو جائیں گے۔ یہ توقع بھی ہے اور تمنا بھی۔ اِس فہرست میں کلاسکی ادب کی فرہنگ کی بقیہ دو جلدوں کا اضافہ ہوا ہے۔ اِس علمی ذمّے داری کا حق بھی ادا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایک نئے کام "لفظیاتِ غالبؔ" کی داغ بیل بھی پڑ گئی ہے۔ مرزا صاحب کے اردو فارسی کلام میں شامل الفاظ کا مکمل توضیحی اشاریہ بنانا مقصود ہے۔ دیوانِ اُردو سے مفرد اور مرکب، دونوں طرح کے لفظوں (اسموں) کو لیا جائے گا اور فارسی کلام میں سے صرف مرکب الفاظ کو شامل کیا جائے گا۔ ہر لفظ کے ساتھ متعلقہ مصرعے یا حسبِ ضرورت مکمل اشعار بھی لکھے جائیں گے۔ اِس طرح بہ یک نظر یہ معلوم کیا جا سکے گا کہ مرزا صاحب نے کن کن لفظوں کو کیسی کیسی معنوی جہتوں کے ساتھ نظم کیا ہے اور اُن کے کلام میں نیرنگِ معنویت کا انداز و احوال کیا ہے۔ توقع کرتا ہوں کہ یہ بھی کام تکمیل کو پہنچ سکیں گے۔

رشید حسن خاں

یکم فروری ۲۰۰۲ء

آ

آب: پانی۔ چمک دمک [جیسے: جس موتی میں آب نہیں، وہ کنکر ہے]۔ تازگی، رونق۔ تلوار، خنجر وغیرہ کی دھار، کاٹ، تیزی۔

آبِ آتش رنگ [آبِ آتشیں، آبِ حرام، آبِ سُرخ، آبِ سیاہ، آبِ طرب، آبِ نشاط، آبِ گل رنگ، آبِ گل گوں، آبِ مُغاں]: شراب۔ دو چار ساغر آبِ آتش رنگ جوانی کی ترنگ میں...... جو پیے [فسانہ، ص ۹۰]۔

آبِ آہن تاب: وہ پانی جسے اصلاح کے لیے لوہا گرم کر کے بجھایا گیا ہو [پُرانے طبیبوں کی اصطلاح ہے]۔

آبِ آئینہ: آئینے کی چمک، صفائی، جلا۔

آب اُترنا، آب اُتر جانا: چمک دمک جاتی رہنا۔

آباد ان: آباد۔ شہرِ عظیم الشان، بہت آباد ان نمود ہوا [فسانہ، ص ۱۶۱]۔

آبادانی: آبادی۔

آبادی چلی: بیاہ کے بعد لڑکی کا ماں باپ کے گھر رہنا سہنا ختم ہوا، گھر کی رونق جارہی ہے۔

آبِ انگور: انگور کی شراب۔

آبا و اجداد: باپ دادا ["آبا" جمع ہے "اَبّ" کی: باپ۔ اجداد جمع ہے "جدّ" کی: دادا۔ ("اب" اور "جد" تشدید کے بغیر بھی آتے ہیں)۔ آبا و اجداد سے مراد ہوتی ہے خاندان کے پچھلے بزرگوں سے]۔

آب بازی: تالاب، حوض، ندی، دریا میں نہاتے وقت ایک دوسرے پر پانی کے چھینٹے اڑانا، پانی کے چھینٹوں سے کھیلنا۔

آبِ بَحت: خالص پانی۔

آبِ بقا [آبِ حیات، آبِ حیواں، آبِ خضر، آبِ زندگانی]: وہ روایتی پانی جس کے لیے کہا گیا ہے کہ اُس کو پی کر آدمی اَمر ہو جاتا ہے، اُسے موت نہیں آتی۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ پانی چشمۂ ظلمات میں ہے اور چشمۂ ظلمات کسی نامعلوم مقام پر اندھیرے میں ہے۔ سکندر (بادشاہ) حضرت خضر کی ہمراہی میں گیا تھا، لیکن ناکام رہا اور حضرت خضر نے اُسے پی کر ہمیشہ رہنے والی زندگی (عمرِ جاوید) پائی۔ مرزا غالب نے اِسی روایت کی نسبت سے کہا ہے: [دیوانِ غالب، نسخۂ عرشی، طبعِ اوّل، ص ۲۴۲]:

کیا کیا خضر نے سکندر سے!
اب کسے رہ نما کرے کوئی

آب بگڑنا: دھار کا کُند ہو جانا۔ چمک دمک، رونق، تازگی باقی نہ رہنا۔

آبِ تلخ: لفظی معنی: کڑوا پانی۔ مجازاً: شراب۔

آبِ تیغ: تلوار کی چمک، دھار، کاٹ۔

آبجُو: نہر، ندی ["جوے آب" کی مقلوب شکل]۔

آبِ جُو: ندی، نہر کا پانی۔

آبِ چشم: آنسو۔

آبِ چک: مکان کے پچھواڑے چھت، کھپریل کا پانی گرنے کی تنگ گلی، جگہ۔

آبِ چکابُو: کوئی ایسی جگہ، چیز جس میں کئی حلقے یا راستے ہوں اور پانی چاروں طرف گھومتا ہوا نکلے یا بہے۔ [ہندی میں چکابو کے معنی ہیں: قدیم زمانے میں لڑائی کے وقت کسی شخص یا چیز کی حفاظت، اُس کے چاروں طرف ایک کے پیچھے ایک گولائی میں فوجی صفوں کا گھیرا]۔

ہر گھر میں وہ چاہے کہ میں فوّارہ سا چھوٹوں
ہر کوچے میں جوں آبِ چکابو وہ رواں ہے
(سودا، ص ۲۵۸)

لگے کوچوں میں کرنے گشت ہر سو
پھرے ہے جس طرح آبِ چکابو
(سودؔا، کلیات [لاہور] جلدِ سوم، ص ۴۰)

آبِ حرام: شراب۔

آبِ حیات: دیکھیے: آبِ بقا۔ مجازاً: شراب۔ شاہانِ دہلی کے پینے کا پانی [امیر مینائی نے امیر اللغات میں آئینِ اکبری کے ایک عنوان "آبدار خانہ" کے حوالے سے لکھا ہے کہ اکبر نے "اپنے پینے کے پانی کا یہ نام رکھا تھا"۔ پھر یہ شاہانِ دہلی کے آبدار خانے کا مستقل لفظ بن گیا۔ آزاد نے آبِ حیات میں تاباں کے احوال میں لکھا ہے کہ "بادشاہ جب اُس مقام پر آپہنچے، تو اِس لیے کہ ٹھہرنے کو ایک بہانہ ہو، آبِ حیات مانگا"۔ آزاد نے اِس پر حاشیہ لکھا ہے، اُس میں لکھا ہے کہ شاہانِ دہلی کے پینے کے پانی کو "آبِ حیات" اور شہزادوں کے پانی کو "آبِ خاصہ" کہا جاتا تھا۔

آبِ حیواں: دیکھیے: آبِ بقا۔

آبِ خاصہ: بادشاہوں، شاہ زادوں اور اُمرا کے پینے کا پانی۔ دیکھیے: آبِ حیات۔

آبِ خجالت، آبِ خجلت: شرمندگی کی وجہ سے آیا ہوا پسینا۔ شرمندگی کا پسینا۔

آبخورے بھرنا: مراد پوری ہونے پر مانی ہوئی مَنّت پوری کرنے کے لیے دودھ یا شربت سے بھرے ہوئے آبخوروں پر نیاز دلانا۔

آبِ خِضر، آبِ خَضر: دیکھیے: آبِ بقا۔

آب دار: چمکیلا، مصفّا، روشن، درخشاں۔

تروتازہ، شاداب۔ صاف شفاف۔ نفیس، عمدہ۔ تیز دھار والا (تلوار، خنجر وغیرہ)۔

آب داری: "آب دار" کا اسم کیفیت: چمک، تازگی، عمدگی، دھار کی تیزی۔

آب دار: بادشاہوں، اُمرا کے یہاں پینے کا پانی اور اُس سے متعلق جملہ سامان رکھنے کا نگراں اور منتظم شخص۔ نیز وہ شخص پانی پلانے کی خدمت جس کے سپرد ہوتی تھی۔

آب دار خانہ: وہ جگہ جہاں پینے کا پانی اور اُس سے متعلق سب سامان رکھا جاتا تھا۔ بادشاہوں اور اُمرا کے یہاں اِس کا اہتمام خاص طور پر کیا جاتا تھا۔

آبدست: رفعِ حاجت (پاخانہ پھرنے) کے بعد پانی سے اُس مقام کو دھونے کا عمل۔ وہ پانی قضاے حاجت کے بعد جس سے اُس مقام کو دھویا گیا ہو۔

آبدست کا بھی سلیقہ نہیں: نادان اور بے سلیقہ شخص کے لیے کہتے ہیں۔

آبِ دنداں: دانتوں کی چمک۔

آبِ دیدہ: آنسو۔

آب دیدہ: جس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوں، رُہانسا۔

آب دینا: چمکانا، جلا دینا، دھار دار چیزوں [تلوار، چھری، خنجر وغیرہ] کو سان پر چڑھانا، دھار لگانا۔

آب رَسیدہ: پانی میں بھیگا ہوا۔ وہ کاغذ، کتاب کے صفحات جن پر پانی سے بھیگنے کے نشانات پڑگئے ہوں۔ [جیسے: کتاب مکمل ہے، مگر بعض صفحات آب رسیدہ ہو کر خراب ہوگئے ہیں، مگر متن خوانا ہے، پڑھنے میں آتا ہے]۔

آبِ رَفتہ: وہ پانی جو بہہ چکا ہو۔

آبِ رَفتہ جُو میں پھر آیا: جو پانی بہہ چکا تھا، وہ نہر میں واپس آگیا؛ مراد ہوتی ہے کسی ناممکن بات کے ممکن ہو جانے سے۔ گئی ہوئی دولت واپس مل جانے سے۔

نور آگیا چشمِ آرزو میں
آیا پھر آبِ رفتہ جُو میں
[گلزار، ۳۴۲]

یعنی آنکھوں کی جو روشنی چلی گئی تھی (ختم ہو گئی تھی) وہ واپس آگئی، آنکھیں روشن ہو گئیں۔

آبِ رواں: بہتا پانی۔ ایک قسم کی عمدہ باریک سفید ململ۔ ہندستان میں ململ کے کئی نام تھے: آبِ رواں، آرنی، ایولائی، یا آلابالی، جہازی، شبنم، ململ خاص [اصطلاحات]۔ آتش نے "آبِ رواں" کے دونوں معنوں [بہتا پانی۔ ململ] کی رعایت سے کہا ہے:

کسی کی محرمِ آبِ رواں کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کبھی حباب آیا

آبِ ریز: پانی گرانے والا، بہانے والا۔ وہ برتن جس سے نہانے میں سر پر پانی ڈالا جائے، لوٹا۔ "لوٹے کو "اِبریق" کہتے ہیں، جو "آب ریز" کا مُعرّب ہے" (اردو لغت)۔

زمیں پر تھا اک موجہ نور خیز
ہوا جب وہ فوّارہ ساں آب ریز
[بیان، ۴۹۱]

آبِ زَر: وہ پانی جس میں (کیمیاوی عمل سے) سُونا حل کیا ہوا ہو۔ عام نقاشی اور کتابوں کی آرائش میں استعمال کیا جاتا تھا۔

آبِ زَر سے لکھنا: لفظی معنی: کسی اعلا تحریر کو سونے کے پانی سے لکھنا۔ مجازاً: کسی تحریر کو قابلِ قدر سمجھنا۔ جیسے: یہ اشعار، یہ نصیحتیں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

آبِ زُلال: صاف شفاف، میٹھا اور خوشگوار پانی۔

آبِ زندگی، آبِ زندگانی: دیکھیے: آبِ بقا۔

آبِ سُرخ: شراب۔ کنایتاً: اشکِ خونیں۔

آبِ سیاہ: شراب۔

آبِ شُور: کھاری پانی۔

آبشُورہ: کچّی اِملی یا اچور اور ہَڑ کو پانی میں بھگو کر، نتھار کر، ضرورت کے مطابق زیرہ، سُونٹھ (وغیرہ) مسالے ملا کر یہ مشروب بنالیا جاتا ہے۔ ہاضمہ درست رکھنے کے لیے سہ پہر کو یا کھانے کے بعد پیا جاتا ہے۔ چوں کہ اِس کے مسالوں میں سونٹھ اور زیرہ دوسرے مسالوں سے زیادہ ہوتے ہیں، یوں اِسے جلجیرا (جل زیرہ) اور جل سونٹھ بھی کہا جاتا ہے۔ اِس کا ایک نام "کھٹومر" بھی ہے۔

آبِ طرب: شراب۔

آبِ عِنَب: انگور کی شراب۔

آبِ گرم: پانی کی طرح رقیق مادّہ جو چھالے یا پھپھولے کے پھوٹنے سے بہے۔

آبِ گُل رنگ: شراب۔

آبِ گل گوں: شراب۔

آبِ گُہر، آبِ گوہر: موتی کی آب، چمک۔

شُستہ وشُدوں ہوں میں الفاظ کو جس پانی سے
دُرد ہے آبِ گہر سامنے اُس کے، وہ زُلال
(سودا، ص ۱۷۶)

آبِ گیر: تالاب، حوض۔

آبگینہ: شیشہ، کانچ، بلّور۔

آبِ مُردہ: ٹھہرا ہوا پانی؛ آبِ جاری کی ضد: بند پانی۔

آبِ نشاط: شراب۔

آبنوس: ایک درخت، جس کی لکڑی بہت سخت اور نہایت سیاہ ہوتی ہے۔ یہ پانی میں ڈوب جاتی ہے۔ اِس سے عموماً کنگھیاں، سنگاردان، قلم دان اور دوسرا نفیس سامان بنایا جاتا ہے۔

آبنوس کا کُندہ / لٹھا: بہت موٹا اور بہت سیاہ فام (کالے رنگ کا) آدمی۔

آبِ نیساں: نیساں ساتویں رومی مہینے کا نام ہے کہ آفتاب بُرجِ حمل میں ہوتا ہے (یہ موسم بہار کے آغاز کا زمانہ ہوتا ہے)۔ اِس مہینے میں جو پانی برستا ہے، اُس کو آبِ نیساں کہتے ہیں۔ یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ اُس کے قطروں سے سیپ میں موتی اور بانس میں بنسلوچن پیدا ہوتا ہے (امیراللغات)۔

آب و خُور: پانی اور کھانا، روزی روٹی، آب ودانہ۔

آب ودانہ: مراد ہوتی ہے روزی، رزق۔ [باغ، ص۶]۔

اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے
ناداں! تجھے فکر آب ودانے کی ہے
(انیس)

آب ودانے کی بات: قسمت کی بات، تقدیر کا لکھا۔

آب ودانے کے ہاتھ تھی: تقدیر کی بات تھی، یہی قسمت میں لکھا تھا۔

کہاں ہم، کہاں تم، ہوا یہ جو ساتھ
یہ تھی بات سب آب ودانے کے ہاتھ
[بیان، ۷، ۱۶۳]

آب و رنگ: ظاہری رنگ روپ، شکل صورت۔

آب و گِل: پانی اور مٹی۔ خمیر، مزاج، فطرت، سرشت۔ ع:

عشق انساں کی آب وگل میں ہے
[مثنویات، ۱۲۰]

[آب وگل، مذکر اور مونث دونوں طرح مستعمل رہا ہے، مگر بیش تر اساتذہ نے اِسے مونث مانا ہے]۔

آب و نمک: پکے ہوئے کھانے کا ذائقہ، مزہ۔

آبی: ایک قسم کی میدے کی روٹی جو تنور میں پکائی جاتی ہے۔ چوں کہ روغنی روٹی کے خمیر میں گھی اور دودھ ڈالتے ہیں اور اِس کے خمیر میں صرف پانی، اِس لیے اِس کو ''آبی روٹی'' کہنے لگے۔ یہ روٹیاں شیر مالوں کے ساتھ جوڑا لگا کر اکثر مُردے کی رسموں میں تقسیم ہوا کرتی تھیں۔

مسلمان کو پلاو، قلیہ، زردہ، قورما؛ ایک آبی، ایک شیرمال [فسانہ، ص۱۳۸]۔

آبَیل مجھے مار: اپنے آپ کسی مصیبت میں پڑنا۔ مُفت کا جھگڑا مول لینا۔

آپا شُتّو: بے وقوف عورت۔

آپ اللہ نے بنایا تھا / بنایا ہے: بہت خوب صورت، کوئی عیب نہیں۔

کیا خداداد حُسن پایا تھا
آپ اللہ نے بنایا تھا
[مثنویات، ۱۹۷]

آپ بھولے، اُستاد کو لگائے: اپنی غلطی دوسروں کے سر تھوپنے کے موقعے پر کہتے ہیں۔

آپ سے بے آپ: بے خود، ہوش و حواس کھوئے ہوئے۔

آپ سے دوُر: خدا نہ کرے، خدا آپ کو محفوظ رکھے۔ ایسے موقعے پر استعمال کرتے ہیں جب مخاطب کی طرف کسی بُری بات کی نسبت کرنے سے بچنا مقصود ہوتا ہے۔

آپ کو / اپنے کو دور جاننا: اپنے آپ کو عاقل و کامل سمجھنا، غرور کرنا، اپنے کو بہت کچھ سمجھنا:

حُسن میں رشکِ حور جانتی ہیں
بہت اپنے کو دور جانتی ہیں
[مثنویات، ۸۵]

آپ کھائے، بلّی کو بتائے: خود قصور کرے اور الزام دوسرے پر رکھے۔

آپ کے پانْو پوجیے: دیکھیے: پانْو پوجنا۔

آپ کی جان سے دور: دیکھیے: آپ کے دشمن۔

داغؔ کہتے ہیں جنھیں، دیکھیے، وہ بیٹھے ہیں
آپ کی جان سے دور، آپ پہ مرنے والے

آپ کے دُشمن: آپ۔ جہاں مخاطب کو کسی بُری بات کی نسبت سے بچانا ہوتا ہے، وہاں آپ کی جان سے دور، آپ کے دشمن؛ یہ کلمے زبان پر لاتے ہیں۔

کون سا پڑ گیا ہے رنج و محن
جان کیوں دیں گے آپ کے دشمن
[مثنویات، ۱۶۴۶]

[جان دینا (مر جانا) اچھی بات نہیں، اِس لیے یوں کہا کہ آپ کے دشمن کیوں جان دیں گے، یعنی آپ کیوں جان دیں گے]۔

آپ پہنچنا: پہنچنا، پہنچ جانا، انجام کو پہنچنا، دن پورے ہونا، آنے یا پہنچنے کے قریب ہونا۔

آپ پھنسنا: امید کے خلاف یا اتفاقاً کسی مصیبت میں مبتلا ہو جانا۔ فریب میں آجانا، جھگڑے میں پڑنا۔ گھر جانا۔

آپی: آپ ہی، اپنے آپ، خود بہ خود۔

تم کو کیا ہے، جو جان کھوتے ہو
بے سبب آپی آپ روتے ہو
[مثنویات، ۱۷۰۸]

امیر مینائی نے امیر اللغات میں لکھا ہے: "بعض لوگ "آپی" کو "آپھی" لکھتے ہیں۔ مؤلف کی رائے ہے کہ ایسے مقامات میں ہائے مخلوط التلفظ کا ترک کرنا تحریر اور تقریر میں مستحسن ہے"۔

آپی آپ: اپنے آپ، خود بہ خود۔

آت گھات: موقع، فریب، دھوکا، چال۔ (اِس میں "آت" تابع ہے)۔

آتش: آگ۔

آتش بازی کا ہاتھی: ہاتھی کی شکل بنا کر، اُس میں انار، مہتاب، پٹاخے موقعے موقعے سے رکھ دیتے ہیں۔

آتش بہ جاں: جس میں بہت بے چینی، تڑپ ہو، بہت بے قرار۔

آتش پرست: آگ کی پوجا کرنے والا۔ آتش پرستی ایک مذہب ہے جس میں آگ کو مقدس مان کر، اُس کی پوجا کی جاتی ہے۔ اِس مذہب کا بانی زرتشت (یا زردُشت) ایرانی تھا۔ ہندستان میں اِن لوگوں کو "پارسی" کہتے ہیں۔

آتشِ تر: شراب۔

آتشِ خاموش: آہستہ آہستہ، اندر ہی اندر جلنے والی، سلگنے والی آگ۔

آتشِ کارواں: قافلے والوں کی جلائی ہوئی آگ۔ پرانے زمانے میں قافلے جہاں ٹھہرتے تھے، تو مختلف کاموں کے لیے آگ تو جلائی ہی جاتی تھی۔ جب کوچ کرتے تھے تو بجھی ہوئی آگ کے نشانات، اُن کے ٹھہرنے کے نشانات بن کر باقی رہ جاتے تھے۔

اے عزیز! آتشِ کارواں، نقشِ پاے یارانِ رفتگاں ظاہر ہوں [فسانہ، ص ۲۲۲]۔

آتش دیدہ: آگ سے جلا ہوا۔

آتشِ سیّال: شراب۔

آتش کدہ، آتش خانہ: آتش پرستوں کی عبادت گاہ، جہاں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے۔

آتش کے پَر کالے: بہت ذہین، تیز طبع، یعنی بہت جلد بات کی تہ تک پہنچ جانے والے۔

ہوتے آتش کے ہیں یہ پَر کالے
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے
[مثنویات، ۱۵۲۰]

آتشِ گُل: لالے اور گُلاب جیسے سرخ رنگ کے پھولوں کی سُرخی (جسے بہ طورِ تشبیہ آگ کہا گیا ہے)۔

آتشِ لعلِ شیریں: ہونٹوں کی سُرخی۔

آتشِ لعلِ شیریں کا دُود: سرخ ہونٹوں کی آگ سے نکلنے والا دھواں؛ مراد ہے مونچھوں کے ہلکے بالوں (رُوئیں) سے۔

نئی پُشتِ لب سے مَسوں کی نُمود
بنا آتشِ لعلِ شیریں کا دُود
[بیان، ۹۰۰]

آتشِ مہر کا دُخاں: سورج کی آگ کا دُھواں۔ [دُخاں: دھواں]۔

اک شب کہ وہ زلفِ مہ رُخاں تھی
یا آتشِ مہر کا دُخاں تھی
[گلزار، ۱۴۴۴]

دوسرے مصرعے کا مفہوم یہ ہے کہ دن بھر سورج کی آگ جلتی رہی تھی (روشنی اور تیز دھوپ پھیلی تھی) شام کو جب وہ آگ بجھنے لگی، تو اُس بجھتی ہوئی آگ کا دُھواں رات کی سیاہی بن کر ہر طرف پھیل گیا۔ رات کو سورج کی بجھتی ہوئی آگ کا دُھواں کہا ہے۔

آتش نَفَس: دیکھیے: آتش نوا۔

آتشِ نمرود: وہ آگ جو خدائی کا دعوا کرنے والے نمرود بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کو جلا دینے کے لیے روشن کی تھی؛ مگر وہ خدا کے حکم سے ٹھنڈی ہو گئی اور گلزار بن گئی۔

آتش نوا: جس کی آواز میں سوز و گداز ہو، تاثیر کی گرمی ہو: آتش نَفَس۔

آتشیں آب: شراب۔

ع: پلا آتشیں آب پیرِ مُغاں
[بیان، ۴۷۵]

آتما کے درد سے: دلی محبّت کے سبب، محبّت سے مجبور ہو کر۔

اُمّا نے آتما کے درد سے مہربان ہو کر میری عیب پوشی کی [باغ، ص ۶۲]۔

آتو / آتون: اُستانی۔ وہ عورت جو لڑکیوں کو گھروں میں لکھنا پڑھنا سکھاتی تھی۔

آتو جی صاحب: آتو۔

آتو جی صاحب! بے ادبی معاف، آپ نے دھوپ میں چونڈا سفید کیا ہے
[فسانہ، ص ۱۳۴]۔

آتے بھلے نہ جاتے: آنا جانا برابر ہے۔ نہ (اُن کے) آنے سے فائدہ ہے نہ جانے سے۔

آتے کا مُنہ دیکھتی تھی جاتے کی پیٹھ: انتظار کی بے تابی ظاہر کرنے کے موقعے پر مستعمل ہے۔

آٹھ آٹھ آنسو رُلوایا: بہت رُلایا۔ مجازاً: بہت دُکھ دیا، بہت تکلیف پہنچائی
[مثنویات، ۱۰۶۱]۔

آٹھ آٹھ آنسو رُونا: پھوٹ پھوٹ کر رونا، بہت رونا۔

آٹھ پہر، آٹھوں پہر: دن رات، ہر وقت۔

چمن پر نہ مائل، نہ گُل پر نظر
وہی صورت آنکھوں میں آٹھوں پہر
[بیان، ۱۴۴۲]

[دیکھیے: پہر]

آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی / آٹھوں پہر چونسٹھ گھڑی: دن رات، ہر وقت۔

ع: یہ غم آٹھوں پہر، چونسٹھ گھڑی ہے [داغ]

مزید دیکھیے: پہر۔

آٹے کا چراغ: مجازاً وہ چیز جس کی حفاظت کرنا ضروری ہو اور مشکل ہو؛ مثلاً غیر شادی شدہ جوان لڑکی کے لیے یہ کہنا: اِس جوان جہان کو کہاں لے کے بیٹھوں، اِس آٹے کے چراغ کو کہاں رکھوں۔

آٹے کی آپا: بھولی بھالی عورت، ہلّی، بے وقوف۔

آثار: نیو۔ دیوار کی چوڑائی، دیوار کا پایہ۔ نشان، علامتیں۔

تعمیرِ مکاں کے ہیں جو آثار
یوں خامہ ہے بہرِ بیت معمار
[گلزار، ۳۷۳]

["بیت" میں ایہام کی نسبت ہے۔ اِس کے معنی گھر بھی ہیں اور شعر بھی۔ اِسی طرح مکان، تعمیر، آثار اور معمار بھی باہم مناسبت رکھتے ہیں]۔

آثار: خصوصیات، اطوار۔ پُرانے زمانے کی وہ عمارتیں، تحریریں، نشانات وغیرہ جن سے اُس زمانے یا علاقے کی تاریخ اور تہذیب کا پتا چل سکے۔

آثارِ باقیہ: وہ پُرانے نشانات (عمارتیں وغیرہ) جو باقی رہ گئے ہوں۔

آثارِ صَنادید، آثارُ الصّنادید: بزرگوں کی یادگاریں، آثارِ قدیمہ، پُرانی نشانیاں۔

آثارِ قدیم / قدیمہ: پُرانی عمارتیں، کسی قوم کی تہذیبی عظمت یاد دلانے والی چیزیں جو زمین پر موجود ہوں یا زمین کھود کر نکالی جائیں۔

آجِر: اُجرت دینے والا، مزدور کی ضد۔

آختہ: دیکھیے: اَختہ۔

آخرُالامر: آخر کار۔

آخرُالذّکر: آخر میں یا بعد میں بیان کیا ہوا۔ دو یا دو سے زائد میں سے آخری۔

آخرُالزّماں: کسی سلسلے کا آخری شخص۔ عام طور پر لفظِ "نبی" یا "پیغمبر" کے ساتھ رسول اللہؐ کے لیے مستعمل ہے جو مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق آخری پیغمبر ہیں: پیغمبرِ آخرالزّماں۔ نیز شیعہ عقیدے کے مطابق بارھویں امام حضرت مہدی کے لیے، جن کو امامِ آخرالزّماں کہا جاتا ہے۔

آخِرَش: آخر کار، آخر کو۔

غرض آخرش بعدِ راز و نیاز
وہ مسند پہ بیٹھی بہ صد امتیاز
[بیان، ۱۱۲۸]

آخرِ کار: آخر کار۔

پہلے راتوں کی نیند جاتی ہے
آخرِ کار موت آتی ہے
[مثنویات، ۶۳۶]

آخر کار اور آخرِ کار، یہ کلمہ دونوں طرح مستعمل رہا ہے۔

آخر کی بار: آخری بار۔

لکھا یہ بھی اک حرف آخر کی بار
[بیان، ۱۹۶۹]

آخر ہونا: مر جانا۔

حال اوّل سے یہ نہ تھا ظاہر
کہ اِسی غم میں ہوں گے ہم آخر
[مثنویات، ۴۵۵]

آخری پوشاک: کفن۔

آخری سواری: جنازہ۔

آخون: معلّم، اُستاد [آخون جی، آخون صاحب]۔

آخون زادہ: اُستاد کا بیٹا۔

آدم ثانی: حضرت نوحؑ کا لقب ہے، جن کے زمانے میں، طوفان میں فنا ہونے کے بعد دُنیا دوبارہ آباد ہوئی۔

آدمی کا شیطان آدمی ہے: آدمی ہی آدمی کو بہکاتا ہے۔

غرض آدمی کا شیطان آدمی ہے، ہر دم
کے کہنے سکنے سے اپنا بھی مزاج بہک گیا
[باغ، ص ۲۲]

آدھا تیتر، آدھا بٹیر: وہ کام جو ایک اصول اور ایک نظام کے تحت نہ ہو؛ بے جوڑ، بے میل، دورنگا۔ دوغلا، جس کی اصل نسل میں کھوٹ اور میل ہو، جیسے: حسب نسب میں طرفہ پھیر، آدھا تیتر آدھا بٹیر۔

آدِیس: جوگیوں کا سلام۔ ع: لگا کہنے: جوگی جی! آدیس ہے [بیان، ۱۵۷۱]۔

آدینہ: جُمعہ۔

آذَر: آگ۔

آذُوقہ: دیکھیے: آزُقہ۔

آراستہ پیراستہ: سجایا ہوا، بنا سنورا، سجا سجایا، زیبائش اور آرائش کے لحاظ سے عمدہ، درست۔

آرام: سکون، چین۔

نہیں دم بھر کسی کو واں آرام
دیکھنے والے رو رہے ہیں تمام
[مثنویات، ۱۷۲۸]

آرام پائی: اونچی ایڑی اور چوڑے پنجے کی خوب صورت، ملائم جوتی۔

دوگانا! تیسری کے چاند پر پھبتی کہی میں نے
کسی محبوب کی اُتری ہوئی آرام پائی ہے
[جانصاحب]

آرام پائی جس کے ہاتھ آئی، دل نے چین پایا [فسانہ، ص ۱۶]۔

آرام جان: دیکھیے: آرام دان۔

آرام چوکی: آرام کرسی۔

آرام دان: ایک طرح کا چھوٹا اور نازک پان دان/آرام جان۔ پان دان جو شروع میں محض اسبابِ ضرورت کا جُز تھا، رفتہ رفتہ بیگمات کی حیثیت اور وجاہت کا نشان بن گیا۔ جتنی بڑی بیگم صاحبہ، اُتنا ہی بڑا پان دان؛ اِس طرح دس دس بیس بیس سیر کے پان دان بننے لگے۔ یکایک اختصار پسندی کے رجحان کے تحت نئی طرح کے چھوٹے، بلند، گُمبد نما اور کلس دار پان دان ایجاد ہوئے، جن کو پہلے "محسن دان" کہا جاتا تھا، مگر بعد کو "آرام جان" اور "آرام دان" کہا جانے لگا۔ اِن کی بیرونی قطع ایک خوش نما گُمبد کی سی ہوتی ہے اور کڑے کے بجائے، جو پُرانی وضع کے پان دان میں لگا ہوتا ہے، اِسی کلس یا چوٹی کو پکڑ کے اُٹھایا جاتا ہے[شرر: گذشتہ لکھنؤ]۔

آرام گوش: کان کی صفائی کرنے والا: کن میلیا۔

آرام والی: بیوی۔

آرایش: سجاوٹ اور چراغاں وغیرہ کا سامان۔ آراستگی، زیبایش، بناو سنگار۔

اسد! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرایش
لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے
(غالبؔ)

نیز دیکھیے: آرایش کے تخت۔

آرایش کے تخت: کاغذ اور ابرک کے وہ چھوٹے چھوٹے تخت جن پر آرایش کے پھل پھول سجے ہوتے ہیں۔

(آرایش: کاغذ اور ابرک سے ٹٹیاں، درخت اور پھل پھول وغیرہ بناتے ہیں۔ ہندوؤں میں برات کے ساتھ اور مسلمانوں میں ساچق کے ساتھ دُلھن کے گھر لے جاتے ہیں[امیر اللغات])۔

آرتی: ہندو روایات کے مطابق دیوتاؤں کی پوجا کا ایک طریقہ (جس کی صورت یہ ہے کہ پجاری مندروں میں پیتل کے پنج شاخے کی ساری بتیاں روشن کر کے دیوتا کی مورت کے سر کے گرد پھراتا ہے۔ باجے اور گھڑیال کی گونج میں پجاری اور حاضرین بھجن گاتے ہیں۔

آرتی گانا، آرتی جگانا: آرتی کے بھجن، گیت گانا۔ سب پنڈے سنکھ بجاتے، آرتی گاتے جلو میں ہولیے[باغ، ص ۱۷۲]۔

آرمو: آٹا۔

آرزو کمال ہے: بہت آرزو ہے۔

اے جوان! اگر تجھے آرزو کمال ہے کہ یہ ماہیت دریافت کرے[باغ، ص ۸۸]۔

آرسی: ہاتھ کے انگوٹھے میں پہننے کا ایک زنانہ زیور، جو انگوٹھی کی وضع کا ہوتا

تھا، اِس میں نگینے کی جگہ شیشہ جڑا ہوتا تھا (مُنہ دیکھنے کے لیے)۔

آرسی بھَوَن: شیش محل۔

آرسی دھام: شیش محل۔

آرسی تو دیکھو: طنزاً، اپنی صورت تو دیکھو۔ اُس موقعے پر کہتے ہیں جب کوئی بڑھ چڑھ کر باتیں کرے۔

آرسی ٹوٹ گئی: جب کوئی بدصورت عورت خوب صورت ہونے کا دعوا کرے؛ یا کوئی عورت اپنے حُسن پر خواہ مخواہ اِترائے، تو کہتے ہیں کہ اِس کی آرسی ٹوٹ گئی (اپنی صورت نہیں دیکھتی کہ کیسی ہے)۔

آرسی مُصحَف: شادی کی ایک رسم۔ رُخصتی سے پہلے دولھا دُلھن کو آمنے سامنے بٹھاتے ہیں اور سرخ دوپٹا یا سرخ دوشالا اُن کے سروں پر ڈال دیتے ہیں۔ بیچ میں آئینہ اِس طرح رکھتے ہیں کہ دونوں کو ایک دوسرے کی شکل آئینے میں نظر آسکے۔ ساتھ میں قرآنِ پاک کھلا ہوا اِس طرح رکھا جاتا ہے کہ سورۂ اخلاص (قُل ہُواللہ) سامنے رہے۔ اِس موقعے پر دُلھن والیاں دولھا سے کہتی ہیں: میاں! اپنی زبان سے کہو کہ بیوی! آنکھیں کھولو، میں تمھارا غلام۔ اِس طرح اصرار کے بعد دُلھن ذرا سی آنکھیں کھولتی ہے اور آئینے میں دونوں ایک دوسرے کی صورت دیکھتے ہیں۔ برکت کے لیے قرآنِ پاک پر بھی نظر رہتی ہے۔

آری: عاجز، تنگ [امیراللغات]۔

ناک میں دم ہے، اشک باری ہے
زندگی تنگ سے جان آری ہے
[مثنویات، ۱۲۲۳]

[زندگی سے جان آری ہے: جینا مشکل ہوگیا ہے، (اِس معنی میں "عاری" بھی آتا ہے)]۔

آرے: ہاں، بے شک۔

آڑھا: دیکھیے: بوڑھا آڑھا۔

آڑی ہیکل: ایک زیور، بدھی کی طرح گلے میں پہننے والا ہار۔

آڑی ہیکل گلے میں ڈالے ہوئے
پیاری پیاری کچیں نکالے ہوئے
[مثنویات، ۴۷۷]

آزَر: حضرت ابراہیمؑ کے والد یا چچا کا نام۔

آزَرم: صلح، مہربانی۔ لحاظ، پاس۔

آزُقہ: خوراک، غذا۔

اَٹھواڑے میں ایک دن آتی ہوں اور
آٹھ دن کا آزُقہ اٹھا دے جاتی ہوں
[باغ، ص ۱۵۰]۔

[لغات میں اِس لفظ کی چار صورتیں

ملتی ہیں: آذُوقہ، اَذُوقہ۔ آزوقہ، آزُقہ۔ باغ و بہار میں ہر جگہ "آزُقہ" ہے]۔

آس: وہ آواز جو گانے والے کے ساتھ سنگت کے لوگ، یا کوئی ایک شخص سہارا دینے کے لیے آ آکر کے لگاتا ہے۔ ساز کے ساتھ کسی ضمنی باجے کی سہارا دینے والی آواز، تاکہ تسلسل یا رنگ قائم رہے۔

آسا: طرح، مانند۔

آسا: "ایک پاک بی بی، جن کے نام سے عورتیں منت مانتی ہیں۔ بعض مسن عورتوں سے معلوم ہوا کہ اصل میں یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام ہے۔ "عائشہ" سے بدل کر "آسا" ہو گیا۔ لیکن لکھنؤ میں اکثر حضرات سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ زہراؓ سے مراد لیتے ہیں" (امیراللغات)۔

آسا کے گلگلے: عورتوں کی رسم ہے کہ منت پوری ہونے کے بعد بی بی آسا کے نام کے گلگلے پکاتی ہیں اور سیدانیوں کو کھلاتی ہیں۔ عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ اگر حالتِ نجاست میں کوئی عورت وہ گلگلے کھا لے یا چھو لے، تو اُس کے حق میں بُرا ہوتا ہے اور مَردوں کا کھانا بہت ممنوع جانتی ہیں (امیراللغات)۔

آسا کے نام کا چھلّا اٹھانا، یا اُٹھا رکھنا: یہ ایک منت ہے۔ عورتوں کا اعتقاد ہے کہ بی آسا کے نام کا چھلّا پانی میں غوطہ دے کر اُٹھا رکھنے سے بگڑی ہوئی بات بن جاتی ہے اور مراد بر آتی ہے۔ مراد حاصل ہونے کے بعد اُس چھلّے کی چاندی بیچ کر اُس کے داموں سے شیرینی منگا کر نذر دلواتی ہیں (ایضاً)۔

آس مراد: آل اولاد۔

آس مراد والی: وہ عورت جو صاحبِ اولاد ہو۔

آسامی: دیکھیے: اَسامی۔

آس بندھنا: ساز اور آواز کے سُروں کا پوری طرح ہم آہنگ ہونا۔

اور پکھاوج بجاوے وہی داس
سُروں کی بندھ رہی ہو باہم آس
(سودا، ص ۳۰۹)

آس بی بی کی ٹکیاں: "یہ ٹکیاں میٹھی پکائی جاتی ہیں اور حضرت عائشہؓ کی اُن پر نیاز دلائی جاتی ہے اور یہ نیاز اکثر بیساکھ کی پہلی تاریخ کو ہوا کرتی ہے" [امیراللغات]۔

آستاں، آستانہ: چوکھٹ، دہلیز۔

آستاں بوس، آستانہ بُوس: چوکھٹ چومنے والا، خادم۔ عاجزی، انکساری یا عقیدت کے اظہار کے طور پر کہتے ہیں۔

آستاں بُوس ہونا: اُمرا یا فقرا یا بزرگوں

کے دروازے پر یا مزار پر حاضری دینا، تعظیماً سر جھکانا یا بوسہ دینا۔

آستین کا سانپ: دوست کے پردے میں دشمن۔

آستین میں سانپ پالنا: دشمن اور بد خواہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اُسے دوست بنانا۔

آسمان دور ہے زمین سخت ہے / زمین سخت ہے، آسمان دور ہے: انتہائی مجبوری اور بے بسی کا عالم ہے۔

پر میں اب اِس کو کیا کروں کم بخت
آسماں دور ہے، زمیں ہے سخت
[مثنویات، ۱۶۰۵]

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے
زمیں سخت ہے، آسماں دور ہے
[میر۔ کلّیات مرتبہ آسی، ص ۱۷۸]

آسمان سے تارے لے آنا: ناممکن کام کو ممکن بنا لینا۔ بہت دشوار کام کو کر لینا۔

وہ بولی: جو تو کہے زباں سے
تارے لے آؤں آسماں سے
[گلزار، ۱۹۷]

آسمان سے گرا، کھجور میں / ببول میں اٹکا: ایک مشکل یا مصیبت سے نکلتے ہی دوسری مشکل یا مصیبت میں پھنس گیا۔

آسمانی کتاب: خدا کی طرف سے کسی نبی پر وحی کے ذریعے نازل ہونے والے پیغامات کا مجموعہ۔ خدا کی طرف سے بھیجا ہوا صحیفہ جو کسی صاحبِ شریعت رسول کے لیے آیا ہو۔ توریت، زبور، انجیل اور قرآن میں سے ہر ایک۔ اِن چاروں کتابوں کے سوا، بعض دوسری قوموں کی وہ کتابیں جنھیں وہ آسمان سے اُترا ہوا مانتی ہیں۔

آسَن: ہندو فقیروں اور جوگیوں کے بیٹھنے کا خاص ڈھنگ۔ وہ کمبل وغیرہ جس پر بیٹھ کر ہندو فقیر پوجا پاٹھ کرتے ہیں۔

وہ جوگی، وہ دھونی اور وہ آسن
دکھلایا، تو تھی اُسی کی جوگن
[گلزار، ۹۱۹]

آسَن: گھوڑے پر بیٹھنے میں سوار کی ران کا وہ حصّہ جو گھوڑے کی پیٹھ سے لگا ہوتا ہے۔

آسَن: وہ جگہ جہاں جوگی یا فقیر رہتے ہیں (آصفیہ)۔

اشنان کے بعد جب اپنے آسن پر جانے لگتا ہے تب بیمار اور درد مند دروازے پر جمع ہوتے ہیں [باغ، ص ۱۰۶]
پھر وہی خوشی کا دن آیا اور جوگی اپنے آسن سے باہر نکلا [٫٫ ٫٫ ص ۱۰۸]۔

آسَن مارنا: فقیروں اور جوگیوں کا عبادت کے واسطے کسی جگہ ایک ہی بیٹھک سے

بیٹھنا: دوزانو، چار زانو یا آلتی پالتی مار کے۔
شیر کی کھال بچھائے، بھبھوت رمائے، آسن مارے، خدا جانے کس پینک میں بیٹھا[فسانہ، ص ۲۷۲]۔

آسودگانِ خاک: مُردے، جو قبروں میں دفن ہیں۔

آسیا: چکّی۔ ع:
کسی کے گھر نہ رہا آسیا سے تا بہ اُجاغ
[سودا، ص ۲۶۹]

آسیائے چرخ/ آسیائے گردوں: آسمان کی چکّی، یعنی آسمان۔

آسیب: صدمہ، تکلیف۔ دشمنی، مخالفت۔ آفت، بلا۔ دیو، جن، بھوت پریت کا سایہ، اثر۔

آش: وہ غذا جسے آسانی سے پی سکیں، جیسے: شوربا، یخنی، حریرا وغیرہ۔

آش پکانا: شوربا تیار کرنا۔ کسی کو زک دینے کے لیے سازش کرنا۔ مارپیٹ کے ٹھیک کر دینا۔ بہت مارنا۔

مجھ کو باورچی یوں دِھراتے ہیں
رہ، تری آش کیا پکاتے ہیں
[سودا، ص ۲۸۲]

آش جَو: چھلے اور بھنے ہوئے جَو کا جوش دیا ہوا پانی۔

آشفتہ: پریشان، حیران، عاشق، دیوانہ، سودائی۔

آشفتہ سر: سر پھرا، بیخود، دیوانہ۔

آشفتہ مو: بکھرے ہوئے بالوں والا۔

آشکار/ آشکارا: ظاہر۔

آشنا: پیراک۔
آئینے میں صورت دیکھ خود محوِ تماشا ہوئی، بحرِ عُجب و نخوت میں آشنا ہوئی [فسانہ، ص ۳۹]۔ میرک جان صاحب پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوئے کہ مردمِ برّو بحر ثنا خواں ہوئے [// // ص ۱۳]۔ [اس جملے میں "آشنا" میں دونوں معنوں (واقف، پیراک) کی رعایت شامل ہے]۔

آشنا: جان پہچان والا، واقف کار۔ دوست، رفیق۔ آگاہ، باخبر۔ وہ مرد عورت جن کا باہم ناجائز تعلق ہو۔

آشنائی: جان پہچان، واقفیت۔ تیراکی۔
یہ قطرۂ بحرِ کبریائی
دریا ہے، جو ہووے آشنائی
[گلزار، ۹۷۷]

آشنائی: مرد عورت کا ناجائز تعلق۔

آشنائی کی راہ سے: دوستی کے طور پر، دوستوں کی طرح۔
مبارک کو پہچان کر ہر ایک آشنائی کی
راہ سے گلے ملتا اور مزاجیں کرتا
[باغ، ص ۲۲۴]

آغِشتۂ خاک: مٹی میں آلودہ، مٹی میں لتھڑا ہوا۔

آغوشِ لحد: کھدی ہوئی قبر کی زمین۔

آفاق: دُنیا، جہان، کُل عالم۔

آفتاب پَرَست: گرگٹ۔ سورج مکھی (پھول)۔ کنول کا پھول۔ وہ فرقہ جو سورج کی پرستش کرتا ہے۔

آفتابِ حَشر: قیامت کے دن جو سورج نکلے گا۔ [یہ کہا جاتا ہے کہ اُس دن سورج زمین سے سوا نیزے کے فاصلے پر ہوگا]۔

آفتاب لبِ بام آنا: مرنے کے قریب ہونا۔

آفتاب دو نیزے بلند ہوا: سورج دو نیزے بھر اونچا ہوا، یعنی دن چڑھا، دھوپ خوب پھیل گئی [باغ، ص ۳۹]۔

آفت اُٹھانا: مصیبت جھیلنا، تکلیف برداشت کرنا [نور]۔

کبھی آفت نہ یہ اُٹھائی تھی
چھائیں پھوئیں میں نوج آئی تھی
[مثنویات، ۸۹۲]

آفتابِ سپہرِ جاہ و حشم: شان و شوکت کے آسمان کے سورج، یعنی بہت شان و شوکت والے۔ (سپہر: آسمان)۔

آفتابِ سپہرِ جاہ و حشم
شاہ واجد علی شہِ عالم
[مثنویات، ۴۲۹]

آفتاب گیر: دیکھیے: آفتابی ۱۔

آفتابہ: وہ بڑا لوٹا (جو عموماً تانبے کا ہوتا تھا) جس میں ایک طرف یا دونوں طرف لمبی سی دستی (ہتھی) لگی ہوتی تھی۔ اِس کے مُنہ پر سرپوش (ڈھکن) بھی ہوتا تھا۔ اِس میں گرم پانی رکھا جاتا تھا ہاتھ مُنہ دُھلانے کے لیے۔ اِس کی گردن لمبی سی ہوتی تھی۔ اِسے ایک طرح سے جگ اور صراحی کا مجموعہ کہیے۔

آفتابی: مور کی کھلی ہوئی دُم سے مشابہ ایک خاص وضع کی پنکھیا، جسے سورج مُکھی بھی کہتے ہیں۔ اِس سے چہرے کو دھوپ سے بچاتے ہیں، پنکھے کی طرح جھلنے کے بھی کام آتی ہے۔

بادشاہوں کے جلوس میں چتّر کے علاوہ سونے یا چاندی کا ایک پان کی طرح کا تکون، یا دائرہ، جو ایک ڈانڈ پر جڑا ہوتا تھا۔ چتر سر پر سایہ کرتا اور آفتابی پہلو سے آنے والی دھوپ کو بچانے کے لیے استعمال میں آتی تھی۔

آفتابی: تین یا زیادہ دروں کا برامدا، جو شاہی عمارتوں میں، یا بعض اُمرا کے مکانات کے اوپر کے حصّے میں مہتابی کی طرح بنا

ہوتا تھا۔ چبوترے کے صحن کے وسط میں آگے بڑھا ہوا اور چبوترے کے صحن کی سطح سے کسی قدر بلند، چھوٹا، مستطیل چبوترا؛ جو موسمِ گرما کی دھوپ اور موسمِ گرما کی چاندنی سے لطف اُٹھانے کو اُمرا کے قدیم طرز کے مکانات میں بنایا جاتا تھا۔ اسے "ماہتابی" بھی کہتے تھے (اصطلاحات)۔

آفتابی: ایک قسم کی آتش بازی، جس کے چھوٹتے ہی دھوپ کی سی روشنی پھیل جاتی ہے؛ جیسے "ماہتابی" چھوڑنے سے چاندنی سی چھٹک جاتی ہے۔

آفریدگار: پیدا کرنے والا، خالقِ مطلق۔

آفریں: تعریف کا کلمہ: سُبحان اللہ، واہ واہ، شاباش۔

آفرینش: پیدائش، پیدا ہونا۔ دُنیا، کائنات، جو کچھ خدا نے خلق کیا ہے۔

آگھر: جنگل میں آدمیوں کی گزر سے دور سنسان جگہ، جو وحشی چوپایوں کے بیٹھنے کا ٹھکانا بنا ہوا ہو اور جہاں وہ دن رات میں ایک مرتبہ ضرور آکر کھڑے ہوں۔ درندوں کے رہنے کی جگہ۔

آگ کا باغ: آتش بازی۔

آگ کا پھول: چنگاری۔

آگ لگ جائے: غارت ہو، تباہ ہو جائے۔ عورتیں کوسنے کے طور پر اور بددُعا کے طور پر کہتی ہیں۔

آگ لگ جائے وہ گھڑی کم بخت
بام پر آئی تھی میں کون سے وقت
[مثنویات، ۱۲۶۶]

آگے: اب سے پہلے، پچھلے زمانے میں۔ زیادہ، سوا، بڑھ کر۔

کہنے والے نے کہا ہے کہ آگے روم کے ملک میں کوئی شہنشاہ تھا [باغ، ص ۱۰]

مدحِ حیدر میں کھولے جو دہن
اِس سے آگے نہیں ہے جائے سخن
[مثنویات، ۱۲۶۶]

آگیا: حکم۔

ایک روز مہاراج نے آگیا دی کہ جتنے راجا اور کنور ہیں، میدان میں نکل کر تیر اندازی کریں [باغ، ص ۱۵۰]۔

آگے آیت: بس، ختم۔ قرآنِ پاک کی تلاوت میں آیت پر ٹھہرنا ہوتا ہے، اُس نسبت سے یہ بہ طورِ مزاح اُس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص کچھ پڑھتے پڑھتے یا کہتے کہتے رُک جاتا ہے۔

آگے خدا کا نام: بس خاتمہ ہے، اِس سے آگے کچھ نہیں۔ یوں بھی کہا جاتا ہے: آگے خدا کا نام، محمدؐ کا کلمہ۔

آگے خیریت ہے: اُس جگہ بولتے ہیں جہاں یہ کہنا مقصود ہوتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا، ہو چکا؛ جو کچھ ملنا تھا، مل چکا؛

اب اور کوئی اُمید نہ رکھو۔

آگے کنواں، پیچھے کھائی: کام کرنے میں بھی خرابی اور نہ کرنے میں بھی۔ ہر طرح خطرہ یا نقصان۔

آگے ناتھ نہ پیچھے پگا (پگھا): اکیلا دم، لاولد، لاوارث۔

آگے ہی: پہلے ہی۔
نماز کے وقت اُٹھ کر، آگے ہی جنگل میں گھس کر چھپ رہا [باغ، ص ۹۸]۔

آلا: یہ لفظ ایسے زخم کی صفت کے طور پر آتا ہے جو بھر تو گیا ہو، مگر ابھی کچھ کچا پن باقی ہو۔
کسی کا کان جو آلا تھا، تو حسن کی دکان میں ناز و انداز کا نرخ دوبالا تھا [فسانہ، ص ۱۸۳]۔

آلام: الم کی جمع: غم۔

آلاپ: دیکھیے: اَلاپ۔

آلت: مرد کا عضوِ تناسل [باغ، ص ۱۸۳]۔

آلتمغا: انعام میں دی گئی، یا بخشی گئی جاگیر؛ نیز اُس جاگیر کی سند کا کاغذ۔ مغلوں کے قانون کے مطابق منصب دار (امیر) کے مرنے پر اُس کا سارا اثاثہ (مع جاگیر) بہ حقِ حکومت ضبط ہو جایا کرتا تھا؛ آلتمغا میں جو جاگیر دی جاتی تھی، وہ اِس قانون سے مستثنا ہوتی تھی، وہ اُس امیر کے بعد اُس کے وارث کو ملتی تھی۔

آلینا: پیچھے سے آکر پکڑ لینا، یا ساتھ ہو جانا۔ گھیر لینا۔ آجانا، آچلنا۔ قریب آجانا۔

آماج: نشانہ، ہدف۔

آماج گاہ: نشانہ، ہدف۔ جس چیز یا مقام کو تاک کر تیر لگایا جائے۔

آماج گاہِ حوادث: مصیبتوں کا نشانہ، جس پر مصیبتیں پڑی ہوں۔

آمد: آمدنی۔
اور ظاہر میں اگر ملکہ کی سلطنت پر نگاہ کیجیے تو اُس کی آمد، فقط باورچی خانے کے خرچ کو بھی کفایت نہ کرتی ہوگی [باغ، ص ۸۷]۔

آمد: آنا۔ وہ اشعار جو ناٹک کے کسی اہم کردار کے اسٹیج پر آنے سے پہلے گائے جاتے ہیں۔
جب آمد گائی جا چکتی ہے، پردہ اُٹھتا ہے (اندر سبھا بہ حوالہ اردو لغت)۔

آمد: بے ساختہ، بے تکلف، بناوٹ سے پاک؛ ادائے مضمون میں بے ساختگی "آورد" کی ضد۔

آمرزش: مغفرت، بخشش (گناہوں کی)۔
کرے وہاں ناز آمرزش پہ ہر یک فاسق وزانی [سودا، ص ۴۹]۔

آمرزگار: بخشنے والا، یعنی خدا۔
کہ ہے تو کریم اور آمرزگار [بیان، ۹۳]۔

مجھے بخشیو میرے پروردگار!
کہ ہے تو کریم اور آمرزگار
[بیان، ۹۲]

آمرنا: آجانا [حقارت ظاہر کرنے کے لیے، یا طنزاً]۔

آمنّا: لفظی معنیٰ: ہم ایمان لائے۔ مجازاً: بجا ہے، درست ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں۔

لیلیٰ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھو۔ سب نے کہا: آمنّا، یہی بات ہے [باغ، ص ۳۸]۔

آمنّا و صدّقنا: ہم مانتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں۔ بجا درست، ایسا ہی ہے۔

آموزگار: سکھانے والا، مُعلّم، اُستاد۔

آمین: ایک کلمہ ہے جو دعا کی قبولیت کے لیے استعمال کرتے ہیں: خدا دُعا قبول کرے، ایسا ہی ہو۔

آناکانی: ٹال مٹول، چشم پوشی۔

آناکانادی: جان کر اَن جان بن گیا۔

پھر اُس نے دیدہ و دانستہ آناکانی دی اور میں پیچھے لگ گیا [باغ، ص ۹۹]۔

آن تان: آن بان۔

آنٹ چڑھنا: ہاتھ لگنا، قابو میں ہونا۔

ٹھگ نہ تنہا چڑھے ہیں اِس کی آنٹ
مل رہی ہے اُچکوں سے بھی سانٹ
[سودا، ص ۲۷۷]

آنٹ سانٹ: جوڑ توڑ، سازش، ملی بھگت۔

آنچل پلّو: آنچل: دوپٹے کے عرض کا کنارہ۔ اِس کے کونوں پر عموماً تُرنج بنا دیے جاتے تھے۔

پلّو: آنچل کے آگے بادلے کا بنا ہوا تقریباً آدھ گز چوڑا حاشیہ (آصفیہ)۔

گلے میں پشواز بادلے کی سنجاف کی اور سر پر اُوڑھنی جس میں آنچل پلّو، لہر، گوکھرو لگا ہوا [باغ، ص ۱۴۱]۔

آنکس، اَنکس: بھالے نما لوہے کا آنکڑا جس کی نوک سے مہاوت ہاتھی کی گردن پر اور کانوں کے برابر ہولا دیتا ہے، یعنی گدگداتا ہے تاکہ ہاتھی چلنے میں سُستی اور بے ترتیبی نہ کرے۔

آنکلنا: کبھی کبھی آجانا، اتفاقیہ طور پر آجانا۔

آنکھ اُٹھائی: آنکھ کے اشارے سے حکم دیا۔

دعوت کی اُسے خبر سنائی
دیووں کے رُخ اُس نے آنکھ اُٹھائی
ہم چشموں نے چتون اُس کی تاڑی
پلکوں سے زمین بَن کی جھاڑی
[گلزار، ۳-۵۰۲]

آنکھ چار کرتا ہے: ڈھٹائی سے دیکھتا ہے، بے شرمی سے آنکھ مِلاتا ہے۔

جھوٹ کہتا ہے اور مُکرتا ہے
اُس پہ پھر آنکھ چار کرتا ہے
[مثنویات، ص ۹۸۸]

آنکھ چار کرنا / آنکھیں چار کرنا: نظر سے نظر ملانا، آنکھوں میں آنکھیں ڈالنا، بے روک ٹوک سامنے آنا، ڈھٹائی سے دیکھنا[اردو لغت]۔

آنکھ خون میں ڈوبی: بے حد غصہ آیا۔

آنکھ اُس کی، یہ سُن کے، خوں میں ڈوبی
بر ّیخ بنی وہ ماہِ خوبی
[گلزار، ۱۳۵۹]

آنکھ لڑنا: آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا، محبّت کی نگاہ سے دیکھنا۔

ع: آنکھ اچھے سے سب کی لڑتی ہے
[مثنویات، ۹۰۱]۔

آنکھ لگانا: محبّت کرنا، دوستی کرنا۔

ع: نُوج ایسے سے کوئی آنکھ لگائے
[مثنویات، ۱۸۹]

آنکھ ناک سے ڈر: جب کوئی جھوٹ بولتا ہے، تو عورتیں یہ کہتی ہیں۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا سے ڈر، کہیں ایسا نہ ہو کہ اِس کی سزا کے طور پر تو اندھا یا ذلیل ہو جائے۔ اگلے زمانے میں حاکم مجرموں کی آنکھیں نکلوا لیتے تھے یا اُن کی ناک کٹوا ڈالتے تھے۔

ارے ظالم! خدائے پاک سے ڈر
جھوٹ مت بول، آنکھ ناک سے ڈر
[مثنویات، ۳۶۵]

آنکھ نہیں پھرتی: نظر نہیں ہٹتی، برابر دیکھے جاتا ہے۔

آنکھ، کچھ بھی کہوں، نہیں پھرتی
کان پر تیرے جوں نہیں پھرتی
[مثنویات، ۹٦۰]

آنکھوں سے نیل ڈھلنا: مرتے وقت جو چند قطرے پانی کے آنکھوں سے نکلتے ہیں اُس کو آنکھوں کا نیل ڈھلنا کہتے ہیں[نور]۔

نیل آنکھوں سے اب تو ڈھلتا ہے
نبض ساقط ہے، دم نکلتا ہے
[مثنویات، ۷۱۳]

آنکھوں میں چربی چھانا: بے حیا، بے غیرت ہو جانا۔ اچھے بُرے میں تمیز نہ کرنا۔

چربی آنکھوں پہ تیری چھائی ہے
کچھ نگوڑے کی شامت آئی ہے
[مثنویات، ۸۸۷]

آنکھوں میں سرسوں پھولنا: خوش ہونا۔

وہ بانجھ تھی، جب حمل قبولی
سرسوں آنکھوں میں سب کی پھولی
[گلزار، ۱۳۸٦]

آنکھوں میں گُل کھِلا: آنکھوں میں نشے کی کیفیت چھائی۔

آنکھیں پٹّم ہو جائیں: اندھا ہو جائے، دیدے پھوٹ جائیں۔

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں: حیران

رہ گئے۔

صاحب بہادر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، کہنے لگے: یہ ترجمہ تم نے رائل ڈکشنری سے کیا ہے؟ [کہانی، ص ۶۱]۔

آنکھیں جھپکانا: پلک مارنا، جھینپنا، لحاظ سے آنکھیں نیچی کر لینا۔

آنکھیں چار ہونا: سامنا ہونا۔

آنکھیں دیکھی تھیں: فیض پایا تھا۔

تھا اک کمال پر دیرہس
عیسیٰ کی تھیں اُس نے آنکھیں دیکھیں
[گلزار، ۴۰]

(مراد یہ ہے کہ وہ بہت تجربے کار اور ماہر تھا، جیسے اُس نے حضرت عیسیٰ سے فیض پایا ہو)۔

آنکھیں کھُل گئیں: حیران رہ گیا (بے شمار دولت دیکھ کر اِس قدر خوشی ملی ہوئی حیرت ہوئی کہ تعجّب میں پڑ گیا، حیران رہ گیا)۔

آنکھیں مانگتا تھا: آنکھوں کی روشنی ملنے کی دُعا کرتا تھا۔

تکیے پہ فقیر، پیر، اندھا
اک گوشے میں آنکھیں مانگتا تھا
[گلزار، ۳۱۰]

آنوَل: وہ ٹکیا جو پیدا ہونے والے بچّے کی نال کے آخر میں ہوتی ہے۔

آنوَل نال: جب بچّہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کی ناف، انتڑی کی طرح بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ دائی اُسے اُسی وقت کاٹ ڈالتی ہے۔ اِس کے اخیر میں ایک ٹکیا بھی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اِس کُل ہیئتِ مجموعی کا نام "آنوَل نال" ہے۔ اُسے کاٹ کر زمین میں دبا دیتے ہیں [آصفیہ]۔ "کٹا ہوا نال تو ضرور ہی گھر میں گاڑا جاتا ہے، مگر جس عورت کے بچّے نہیں جیتے، وہ گھر کے باہر بھی دبوا دیتی ہے" [رسومِ دہلی]۔

آنوَل نال وہیں گڑا ہے: "جب کہتے ہیں کہ فلاں شخص کا آنوَل نال وہاں گڑا ہے، تو اُس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ وہ اُس کا مقامِ پیدائش ہے، جس سے اُس کو فطرتاً محبّت اور لگاؤ ہے" [آصفیہ]۔

ایسی ایسی تباہی کھا کر، ویسے شہر سے کہ وطن اور جنم بھُوم میرا ہے اور آنول نال وہیں گڑا ہے [باغ، ص ۶]۔

آواز پر لگا ہونا: آواز یا بولی پہچاننے سے کوئی کام کرنے کا عادی ہونا۔ مثلاً پرند جو آواز پر لگے ہوتے ہیں، آواز سنتے ہی آجاتے ہیں۔

آواز پہ وہ لگی ہوئی تھی
آپ آن کے ٹھاٹھ دیکھتی تھی
[گلزار، ۶۴]

آواگون: آنا جانا۔ ہندو عقیدے کے مطابق مرکر پھر جنم لینا کسی دوسری جُون (شکل، صورت) میں۔ بار بار جنم لینا۔ مرنے کے بعد روح کا ایک قالب سے نکل کر دوسرے

قالب میں آنے کا عمل؛ تناسُخ۔
ایک پنڈت میرے نزدیک آیا اور سمجھانے لگا کہ مانُس ایک دن جنم پاتا ہے، ایک دن ناس ہو تا ہے، دُنیا کا یہی آواگون ہے[باغ، ص ۱۸۷]۔

آوِیزاں: لٹکتے ہوئے، لٹکے ہوئے۔

آوِیزہ: کان کی لو میں پہننے کا زیور، جو مختلف وضع کا بنایا جاتا ہے۔ اُن سب میں نیچے کے رُخ جھولنے والی ایک مشترک چیز ہوتی ہے جو آویزہ یا بُندا کہلاتی ہے یہی چیز اِس زیور کی وجہِ تسمیہ ہے۔ آویزہ یا بُندا موتی کا بھی ہوتا ہے اور نگ کا بھی، جو عام طور پر لمبوترا یعنی صراحی نما پسند کیا جاتا ہے۔ بعض بُندے سہیلی دار ہوتے ہیں اور بعض سادہ۔ سہیلی دار بُندے وہ کہلاتے ہیں جن میں آویزے کے اوپر دو پتّیاں دونوں طرف ہوں۔ اِن پتّیوں کو اصطلاحاً "سہیلی" کہتے ہیں۔ دونوں سہیلیوں کے جوڑ پر پھول کی وضع کی بنی ہوئی شکل کو "تُرکی" کہتے ہیں۔

صبح کا تارا اجل ہے، دیکھو بُندے کی لٹک
دیکھ سورج یہ جڑاؤ تُرکیاں، تھرائے ہے
(جرأت)[اصطلاحات]

آوِیزہ: "اور جڑاؤ خنجر موتیوں کا اور آویزہ لگا ہوا کمر سے نکال کر میرے آگے پھینکا" [باغ، ص ۹۹]۔
"آویزہ" سے مراد ہے کسی ایسے جواہر سے جو خنجر میں لگا ہوا ہو (بجڑا ہوا نہ ہو) اُسی طرح جس طرح بُندے میں (جو کان کا زیور ہے) نیچے کے رُخ صراحی نما موتی یا کوئی قیمتی پتھر (مثلاً زمرد) لگا ہوتا ہے اور ہلکی سی جنبش سے حرکت کرتا ہے [اِسی نسبت سے اِس قماش کے بُندے کو "آویزہ" کہا جاتا ہے]۔

آوِیزہ دار پازیب: وہ پازیب جس میں جھنکار کے لیے گھنگرو لگے ہوں، گھنگرو دار پازیب۔
ع: وہ لعلوں کی پازیب آویزہ دار
[بیان، ۱۰۷۶]

آہنگ: ارادہ۔
زمرّد کے لے ہاتھ میں سنگِ پا
کیا خادموں نے جو آہنگِ پا
[بیان، ۴۹۲]
(آہنگِ پا کیا: پیروں کو ملنے کا ارادہ کیا)۔

آہنگ: نغمہ، آواز۔

آہو: ہرن۔

آئنہ دار: ظاہر کرنے والا، عکاس۔ کسی واقعے یا چیز کو پوری طرح ظاہر کرنے والا۔

آئنہ دارِ بام و در: جس میں عمارت کے بام و در کا، یعنی پوری عمارت کا عکس صاف نظر آرہا ہو۔
ع: حوض آئنہ دارِ بام و در تھا[گلزار، ۲۱۲]۔

آئنہ دارِ خود نمائی: اپنی بڑائی کو، بڑائی کے

احساس کو پوری طرح ظاہر کرنے والی۔
اے آئینہ دار خود نمائی[گلزار، ۵۸۸]۔

آئین: رسم و رواج، طور طریقہ، قاعدہ قانون۔

آئین: روش، مشرب، طریقہ۔

اور آئین میری یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں[باغ، ص ۱۳۳]۔

آئینہ اُلٹا دکھانا: جب کسی کا خوب بناؤ سنگار کیا جاتا ہے، تو بناؤ سنگار کرنے والی عورت یا دوسری عورتیں ٹوٹکے کے طور پر بُری نظر سے بچانے کی غرض سے آئینہ اُلٹا کر کے دکھاتی ہیں۔

آئینہ بند: جھاڑ، فانوس اور شیشے کے ساز و سامان سے آراستہ کیا ہوا، جس کی دیواروں میں چونے پر شیشے کے ٹکڑے جڑے گئے ہوں۔

آئینہ بند کریں: آراستہ کریں۔

آئینہ بندی: مراد ہے شہر کو آراستہ کرنے سے۔

شہر میں آئینہ بندی کا حکم کرو اور شادی کی تیاری جلدی ہو[باغ، ص ۲۴۸]۔

آئینہ ہے: ظاہر ہے۔

آئینے پر پانی ڈالنا: یہ ایران کی رسم ہے کہ جب کوئی شخص سفر پر جاتا تھا تو چند ہرے پتے آئینے پر رکھ کر، اُس پر پانی ڈالتے تھے تاکہ وہ صحیح سلامت واپس آجائے۔

اشکوں سے شگوں لیا نرالا
آئینۂ رُخ پہ پانی ڈالا
[گلزار، ۱۰۷۰]

آیِندہ رَوِندہ: آنے جانے والے۔

آیہ: قرآنِ پاک کی آیت۔

الف

اِبتِذال: اخلاقی پستی، گھٹیاپن، کمینہ پن۔ عام ہونے یا کثرتِ استعمال سے جس کی قدر گھٹ جائے۔ نظم اور نثر کا عامیانہ، رکیک انداز؛ فرسودہ اور پامال مضامین کا استعمال۔ دوسروں کے مضامین کو اپنے اشعار میں باندھ لینا۔ (دیکھیے: مبتذل بند)۔

اَبتَر: بکھرا ہوا، منتشر، پریشان، درہم برہم۔

لکھ دیا ہم نے اُنھیں اپنی پریشانی کا حال
واہ کیا سمجھا ہے اُن کی زلفِ ابتر کا جواب
(اردو لغت)

اوراقِ خلائق نظر آتے ہیں پریشاں
یہ دفترِ عالم کہیں ابتر تو نہیں ہے
(امیر اللغات)

اَبتَر: بدچلن، آوارہ، ناعاقبت اندیش،

نالائق۔ ناقص، خراب۔

یارو! مجھ سے تو لاولد بہتر
میرا بیٹا اور اِس قدر ابتر
[سوداؔ، ص ۲۸۴]

آنکھ سے نکلے پہ آنسو کا خدا حافظ یقیں
گھر سے جو باہر گیا لڑکا، سو ابتر ہو گیا

اب تئیں: اب تک۔

اُبٹن، اُبٹنا، بُٹنا: نرمی، نکھار اور خوش بو کے لیے جسم پر ملنے کا ایک مرکب، جسے بھُنے جَو کے آٹے، ہلدی، کھلی، ناگرموتھا اور بالچھڑ وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے۔

امیرؔ مینائی نے امیر اللغات میں لکھا ہے کہ اِس کے تیار کرنے کی بہت سی ترکیبیں ہیں، من جملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ جَو چھِیل کر بھونے جاتے ہیں اور اُن میں چھَیل چھبیلا ناگرموتھا، دونوں صندل اور خوش بو کی چیزیں ملا کر ایک ہانڈی میں بھرتے اور پیندے میں سوراخ کر کے ایک دوسری ہانڈی پر رکھتے ہیں اور نیچے والی ہانڈی میں رال اور لوبان رکھ کر دونوں ہانڈیوں کو وصل کرنے کے لیے آٹے کا کڑا لگا کر کئی پہر دھیمی آنچ دیتے ہیں۔ جب رال اور لوبان جل چکتا ہے تو اُتار کر اُن چیزوں کو پیس لیتے ہیں اور پھلیل کے ساتھ بدن کی خوش بو کے لیے اُمرا اور آرایش پسند اکثر اِس کا استعمال کرتے ہیں اور عام طور پر شادی سے کچھ دن پہلے دولھا اور دُلھن کے بدن میں روز ملا جاتا ہے۔

اب جب: ٹال مٹول، تامّل۔

اَبْجَد: حروفِ تہجی: ا، ب، ت، ث (وغیرہ)۔ حروفِ تہجی سے بنائے گئے آٹھ لفظ، جن میں ہر حرف کے عدد مقرر ہیں [جیسے ابجد: الف: ۱، ب: ۲، ج: ۳، د: ۴]۔ آٹھ کلمے یہ ہیں: ابجد، ہوز، حطّی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ، ضظغ۔

ابجد خواں: الف بے پڑھنے والا۔ مجازاً: مبتدی، نوسِکھیا۔

اَبجد داں: حروفِ ابجد یا طریقۂ ابجد کو جاننے والا۔ الف بے جاننے والا، بہت معمولی پڑھا ہوا۔

اَبَد: وہ زمانہ جس کی مستقبل میں انتہا نہیں۔ ازل کا مقابل۔

اَبدُالآباد: ہمیشگی، لاانتہا مدت۔ دوام، ہمیشہ کے لیے۔

اَبدال: اولیاء اللہ کا ایک گروہ جس میں بعض کے نزدیک چالیس افراد ہیں اور بعض کے نزدیک ستر۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا کی نگرانی اور انتظام اِن سے متعلق ہے۔

ابدال سے ہے دارِ جہاں کو قیام و نور
کہیے چہل ستون اِنھیں یا چہل چراغ
[رشکؔ: امیر اللغات)

اِبدال: کسی لفظ کے ایک حرف کو کسی دوسرے حرف سے بدل دینا [جیسے تلوار اور تروار میں واو اور ب کا اِبدال ہے]۔

اَبدی: ابد کی طرف منسوب، جس کی مستقبل میں حد اور انتہا نہ ہو: دائمی، جاودانی، غیر فانی، ہمیشہ رہنے والا۔

اَبدِیّت: ہیشگی، بقاے دوام۔

اِبرام: اصرار، تقاضا، شدّت کے ساتھ کسی بات کا مطالبہ۔

اِبراہیم اَدہَم: (باغ، ص۲۰۹)۔ بلخ کے رہنے والے مشہور صوفی اور باعمل زاہد تھے۔ ۱۶۰ھ اور ۱۶۶ھ کے درمیان کسی وقت وفات ہوئی [دائرۂ معارف اسلامیہ (لاہور) جلدِ اوّل]۔ آپ کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ آپ بادشاہ تھے، پھر خدا کی محبّت ایسی غالب ہوئی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فقیری اختیار کی۔ باغ و بہار (ص۲۰۹) میں آپ کا ذکر اِسی نسبت کے ساتھ آیا ہے [مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ محض افسانہ ہے۔ آپ شروع ہی سے متوکّل، زاہد اور صوفی تھے]۔

ابرِ دریابار: بہت برسنے والا بادل۔

ع: ابرِ دریابار کو برساوے دشتِ یاس پر
[سودا، ص۶۰]

ابرِ قبلہ: جو بادل قبلے (مغرب) کی طرف سے اُٹھے۔ مشہور ہے کہ یہ بادل زیادہ برستا ہے۔

ابرِ گوہر بار (گُہر بار): موتی برسانے والی گھٹا، یعنی خوش حال، مالا مال کر دینے والی۔ وہ بادل جس کے پانی کے قطرے سیپ میں موتی بنتے ہیں: ابرِ نیساں۔

ابرِ مَطیر: برسنے والا بادل۔

اَبرَن: زیور۔

ع: نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے اَبرن
[نظیر، ص۱۴۲]

[ہندستان میں "بارہ ابرن سولہ سنگار" مشہور ہیں]۔

ابرِ نیساں: دیکھیے: آبِ نیساں۔ نیز ابرِ گہربار۔

اِبریق: لمبی گردن کا دستے دار لوٹا: آفتابہ۔

اَبعاد: فاصلے، جسم کے حدود (لمبائی، چوڑائی، گہرائی)۔

اَبعادِ ثلاثہ: جسم کے تینوں اطراف: لمبائی، چوڑائی، عُمق (گہرائی)۔

اب کے، اب کی: اِس بار، اِس دفعہ، دوبارہ، آیندہ، امسال۔

اِس کلمے کے تحت یہ وضاحت ضروری ہے کہ عام طور پر اسم مذکر کے ساتھ "اب کے" آتا ہے اور اسم موئث کے ساتھ "اب کی" جیسے:

کچھ خریدا نہیں ہے اب کے سال
کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار
(غالبؔ)

اور مفرد طور پر "اب کے" آئے گا، جیسے:

عہ: اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گزر گئے۔

اب کے جنوں میں، فاصلہ شاید نہ کچھ رہے :
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں

یا جیسے یہ قول: اب کی بات اب کے ہاتھ، جب کی بات جب کے ساتھ (نوراللغات، امیراللغات)۔

اِبلاغ: پہنچانا؛ بات، پیغام، خیالات یا عقائد، علوم وغیرہ دوسرے تک بھیجنے یا پہنچانے کا عمل تقریر، تحریر یا اشارات کے ذریعے سے۔

اَبلق: دورنگا گھوڑا، جو سرخ و سفید رنگ کا، یا سفید و سیاہ رنگ کا ہو۔ ایسے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جس کے چاروں پیر سفید ہوں۔

اَبلقِ اَیام: دن (سفید) اور رات (سیاہ) کی رعایت سے زمانے کو ابلق کہا گیا ہے۔

اَبلہ: بے وقوف، سیدھا، سادہ لوح۔

اَبلہ طرازی: بے وقوف بنانا۔

اَبنا: اِبن کی جمع: بیٹے۔ ساتھی، ہم جنس۔

اِبن السبیل: لفظی معنی: راستے کا بیٹا، مراداً: راہ گیر، مسافر۔

اِبن الوقت: لفظی معنی: وقت کا بیٹا۔ مراداً: موقع پرست، وقتی مصلحت کے مطابق کام کرنے والا۔

اَبنائے دَہر: (اَبنائے جہاں، اَبنائے روزگار، اَبنائے زماں، اَبنائے زمانہ): دُنیا والے۔ آج کل کے انسان، ہم عصر۔ دُنیادار لوگ۔

اَبنائے وقت: وقت کے سانچے میں ڈھل جانے والے لوگ، اِبن الوقت۔

اِبنِ مریم: حضرت عیسیٰؑ [جو باپ کے بغیر حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے]۔

ابوالآبا: پردادا یا اگلی پیڑھیوں میں کوئی اور بزرگ۔ مورثِ اعلا۔

اَبوالبَشَر: حضرت آدمؑ۔

اَبوتُراب: حضرت علیؓ کی کنیت۔

اَبوجَہل: (باغ، ص ۲۲۳): مراد ہوتی ہے سخت بے رحم، دشمن اور حاسد سے [ابو جہل: مکّے کا ایک مشہور کافر، جس کا نام عمر بن ہشام تھا۔ اِسے رسولؐ اللہ کے ساتھ بہت زیادہ عداوت تھی اور اِس کی جہالت اِس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ آپ نے اُس کو "ابو جہل" فرمایا، تب سے یہ کنیت، نام کی جگہ مشہور ہو گئی (امیراللغات)]۔

ابو طالب: رسول اللہؐ کے چچا اور حضرت علیؓ کے والد عمران ابن عبدالمطلب کی کنیت، جو اپنے والد (عبدالمطلب) کے انتقال کے بعد رسول اللہؐ کے ولی اور مربّی رہے۔ ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی۔

اَبُو لَہَب: عبدالعزیٰ نام تھا۔ رسول اللہ کا چچا تھا، مگر سخت مخالف۔ اِس کی مذمت اور عتابِ خداوندی کے بارے میں ایک سورت نازل ہوئی جو سورہ لہب کے نام سے قرآنِ پاک کے تیسویں پارے میں شامل ہے۔

اُبھار کر لاؤ: ورغلا کر، بہکا کر لے آؤ۔

کسی صورت اُبھار کر لاؤ
میرے گھر تک سوار کر لاؤ

[مثنویات، ۸۰]

اِبْہام: وضاحت کا نہ ہونا، معنی یا مفہوم میں اشتباہ، مُبْہَم پن۔ ہاتھ کا انگوٹھا۔

ابھی دلّی دور ہے (باغ، ص۷۵): اُس مقام پر بولتے ہیں جہاں یہ کہنا ہوتا ہے کہ ابھی کسی کام کے ہونے میں بہت زمانہ باقی ہے، ابھی مقصد پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

اَبْیَض: سفید، اُجلا، اَسود کی ضد۔ ایک رنگ سفید گھوڑا، جس کا رنگ چاندی کی طرح چمک دار ہو: نُقرہ۔

اُپَج: نئی بات، انوکھی بات، جدّت، امنگ، ترنگ۔ جو کچھ بے ساختہ طبیعت سے نکلے۔ ایجاد۔ گاتے گاتے نئے انداز سے تان لینا۔ طبیعت کی جودت سے اُستادوں کے مقرّرہ قاعدے سے ہٹ کر (لیکن اصولوں کے مطابق) کوئی نئی تان لگانا۔

اُپَج کی لینا: انوکھی بات کہنا، جدّت کا اظہار کرنا، نئی بات کہنا، نئی تان لگانا۔

اُپَجنا: اُگنا، ظاہر ہونا۔

اُپجیں لینا: گاتے گاتے نئے انداز سے تان لگانا (بیان، ص۳۱۹)۔

اُپرالا کرنا (باغ، ص۱۲۰): مدد کرنا۔
[اُپرالا کرنا: مدد کرنا، طرف داری کرنا، حفاظت کرنا۔ پلیٹس]۔

اپنا سر کھانا (مثنویات، ۲۲۳): کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکنا، اُلٹا اپنا نقصان کرنا۔ خود ہی پریشانی میں پڑنا۔ خود ہی بک بک کرتے کرتے اپنا وقت ضائع کرنا۔

اپنی بانی پر آنا: ضد پکڑنا، اپنی بات رکھنے پر اصرار کرنا۔

اگر ہم کبھی اپنی بانی پر آئیں
تمھارے فلک کو نہ خاطر میں لائیں

[بیان، ۱۹۸۱]

اپنی بانی نہ چھوڑے گا: اپنی بُری عادت، اپنی حرکتیں نہیں چھوڑے گا۔

کوئی بتوں سے مُنہ بھی توڑے گا
اپنی بانی مگر نہ چھوڑے گا
[مثنویات، ۱۰۵۸]

اپنے تئیں: مجھے، اپنے آپ کو۔
اپنے تئیں سب سے بہتر سمجھتا ہے (باغ، ص۸)۔ اگر آج اپنے تئیں مقدور ہوتا (باغ، ص۳۵) یعنی اگر مجھے مقدور ہوتا۔

اپنے جامے سے باہر ہو گئی: دیکھیے: جامے سے باہر ہو گئی۔

اپنے جی سے گزر گئی: مرگئی۔
جی سے اپنے گزر گئی آخر
بعد چندے کے مر گئی آخر
[مثنویات، ۴۱۵]

اپنے ڈھیل سے ڈانوا ڈول رہے (فسانہ، ص۳۶): اکیلا حیران پریشان پھرے۔

اپنی رادھا کو یاد کرو (مثنویات، ۴۰۲): جاؤ کچھ واسطہ نہیں، کچھ پروا نہیں، اپنے گھر خوش رہو۔

اپنی سی نباہ چلی (مثنویات، ۱۶۰۶): جو کچھ میں کر سکتی تھی وہ کر چلی۔ اپنے انداز کو نباہ چلی۔

اپنے قدحے کی خیر منانا: اپنی ہی بھلائی چاہنا۔ اپنی ہی چیز کو محفوظ رکھنے کی فکر کرنا۔
[اصل لفظ ''قدح'' ہے، اِس مقولے میں اِس کا تلفظ کچھ اِس طرح ہوتا ہے کہ ح کے نیچے زیر آجاتا ہے اور کبھی دال کے نیچے [قدحِ کی خیر۔ قدِحے کی خیر]۔

اپنے کو بہت دور جانتی ہیں (مثنویات، ۸۵): بہت مغرور ہیں، اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتی ہیں۔

اپنے کیے کو خود آتی (مثنویات، ۱۲۱۸): جو کچھ میں نے کیا ہے، اُسے نباہنے کے لیے خود ہی آتی۔

اپنے مُنہ سے دھنا بائی: اپنی زبان سے اپنی بڑائی، اپنی تعریف کرنا۔
جیسا میر امن صاحب نے ...... بکھیڑا مچایا ہے کہ ہم لوگوں کے دہن، جسے میں یہ زبان آئی ہے...... یہ وہی مثل سننے میں آئی کہ اپنے مُنہ سے دھنا بائی [فسانہ، ص۳۰]۔

اپنے مُنہ میاں مٹھو: اُس کو کہتے ہیں جو آپ اپنی تعریف کرے۔
مجھ کو بھی ہو یقیں کہ مرتا ہے تو
یا فقط اپنے مُنہ میاں مٹھو
[مثنویات، ۹۸۲]

اُتار: کم درجے کا، کم رُتبہ۔

سِدگاروں میں گو سب سے ہے وہ اُتار
پہ کہتے ہیں چوٹی کا اُس کو سنگار
(بیان، ۹۴۰)

اُتارا: مجمع، جمگھٹ۔
اندر کا اکھاڑا کہوں یا پریوں کا اُتارا
(باغ، ص۸۶)۔

اُتارا: دریا، ندی کا گھاٹ، جہاں مسافروں کو اُتارنے کے لیے ناو لگائی جائے؛ جس جگہ سے دریا پار کیا جائے۔ دریا، ندی کے اِس پار سے اُس پار جانے کا عمل۔ بھوت پریت کو پیش کی جانے والی قربانی یا صدقہ۔ صدقہ، جو ردِّ بلا (بری نظر، کسی بری روح کے سایے) کو دور کرنے کے لیے دیا جائے یا ٹوٹکے کے طور پر چوراہے پر رکھا جائے؛ چاول، آٹا وغیرہ کسی برتن میں بھر کر آسیب زدہ شخص یا بیمار پر سر سے پاؤں تک سات مرتبہ وار پھیر کیا جائے اور کسی محتاج کو دے دیا جائے۔

اُتارے ہونا: کسی کام یا بات پر بہت آمادہ ہونا، پیچھے پڑ جانا، مستعد ہونا۔

اُتالیق (باغ، ص۶): وہ اُستاد جس کو اُمرا کے بچّوں کو پڑھانے اور آداب سکھانے کے لیے رکھا جاتا تھا۔

اَتائی: جس نے کسی غیر پیشے والے کا ہنر سیکھا ہو اور وہ اُس کا آبائی، خاندانی پیشہ نہ ہو۔ جو کسی پیشے کو باقاعدہ حاصل کیے بغیر اُس میں دخل دے (عموماً طبیب یا موسیقار کے لیے مستعمل ہے)۔

اِتّباع: اطاعت، پیروی، تقلید۔

اَتْقِیا: خدا کا خوف کرنے والے لوگ۔ شریعت میں جن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، اُن سے بچنے والے، پرہیز کرنے والے لوگ۔ پرہیزگار، متقی۔

اَت گت: بہت زیادہ، حد سے سوا۔ بے گنتی، بے شمار۔

چل بھی، در گور ہو تری صورت
اِتنا بھی چھیڑتے نہیں اَت گت
[مثنویات، ۹۵۴]

اِتْلاف: ضائع کرنا، کھونا۔ نقصان، بربادی۔ جیسے: سیلاب میں جان و مال کا بہت اتلاف ہوا۔

اَتَم: جس میں کسی قسم کی کمی نہ ہو، مکمل، جامع۔

اَتھک: بے حد مشقت کرنے والا، جو محنت اور مشقت سے نہ تھکے۔

اَتیت: حرص اور دنیاوی خواہشات سے بے نیاز، ایک طرح کے سادھو جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔

اَٹاری: چھایا ہوا اوپر کا کمرہ، کوٹھا، بالاخانہ۔

اَٹریا: اٹاری کا مخفف۔

اَٹالا: بے میل اور بے ترتیب اوپر تلے بے طور رکھا ہوا اسباب، جس کو سر یا کمر پر اٹھانا اور لے جانا حمّال کے لیے

مشکل ہو۔

اَٹکا: جس نے مقابلہ کیا، جو سامنے آیا۔
جو اَٹکا، اُسے مار لیا، بھاگتے کا پیچھا نہ کیا
[فسانہ، ص ۲۶۲]۔

اُٹکَل لیس: بے ٹھکانے، بے نشان، یوں ہی بے سمجھے بوجھے، قیاساً، اٹکل پچّو۔

رات کا تیر سراسری اُٹکَل لیس، مگر مرگ
جو درپئے ہو گئی، کسی گوشے میں جان نہ
بچی [فسانہ، ص ۲۷۹]۔

اَٹکل: اندازہ۔ سلیقہ۔

اَٹکلنا: پرکھنا، اندازہ لگانا، جانچنا۔

اَٹکلے: اندازہ لگائے۔

کمرا یہ اٹکلے دیوانِ خاص بیچ وزیر
کہ شامیانے کے بانسوں پہ روپے کے ہیں خول
[سودا، ص ۲۶۵]

اَٹکنا: کام پورا نہ ہونا، کام رُک جانا۔ [کہیں نہ اٹکا رہے گا: کوئی کام نہیں رکے گا، ہر مقصد پورا ہو گا]۔

اگر تجھ کو یاد یہ لٹکا رہے گا، سائیں چاہے
تو کہیں نہ اٹکا رہے گا [فسانہ، ص ۲۹۲]۔

اَٹم: ڈھیر۔

اُٹھاؤ چولھا: معٔ واوِ معروف (اُٹھاءُ) وہ چولھا (خاص کر مٹی کا بنا ہوا) جسے آسانی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ رکھ سکیں۔ ایسا شخص جو ایک جگہ جم کرنہ رہے: بے ٹھکانا، بکھرا۔

ع: بے زن کے، ہے مرد اُٹھاؤ چولھا

اُٹھائی گیرا: (باغ، ص ۱۰)۔ اُچکا؛ وہ چور جو ہر ایک چیز بازار وغیرہ سے آنکھ بچا کر لے جائے۔ مراد ہوتی ہے معمولی درجے کے چور سے، جو لوگوں کی نظر بچا کر چیزیں اُٹھا لیا کرتا ہے۔

اَٹھوائی کھٹوائی لے کر پڑنا (باغ، ص ۲۲۹): غم یا غصّے کے سبب سے الگ پڑ رہنا، تنہائی اختیار کر لینا۔ سب سے علاحدہ ایک پلنگ پر پڑ رہنا۔

اَٹھواڑا (باغ، ص ۱۵۰): آٹھ دن، آٹھ دن کی مدّت۔

اَٹّے: اَٹّا کی جمع: اَٹّا: اوپر کی منزل، اٹاری، بالاخانہ۔

اَٹیرَن: وہ چیز یا آلہ جس پر اَنٹی بنانے کے لیے سوت لپیٹتے ہیں۔ مجازاً: لاغر آدمی جو ہڈیوں کا ڈھانچا ہو۔ مدہوش آدمی جس کے ہاتھ پانو نشے یا بے ہوشی کے عالم میں اٹیرن کی طرح اُلٹے سیدھے ہو جائیں۔ نئے گھوڑے کو سدھانے کی مشق جو انگریزی کے آٹھ کے ہندسے (8) کی شکل مین کرائی جاتی ہے کہ وہ باگ کے اشارے پر دائیں بائیں مڑنا سیکھ لے۔

اَثاث: سامان (تجارت کا یا گھر کا)، سرمایہ۔

اِثبات: ثابت کرنا، تصدیق کرنا۔

اَثمار: ثمر کی جمع: پھل۔

اَثنا: درمیان، بیچ۔ [جیسے اثنائے گفتگو، یعنی بات چیت کے دوران۔ اثنائے راہ، یعنی راہ میں]۔

اِثنا عشر: بارہ۔

اُنھوں سے ہے قائم امامت کا گھر
کہ بارہ ستوں ہیں یہ اِثنا عشر
[بیان، ۸۲]

اثنا عشر سے یہاں شاعر کی مراد ہے بارہ امام: حضرت علی، امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری، امام محمد مہدی (نوراللغات)۔

اِجابت: منظوری، قبولیت۔ طبیبوں کی اصطلاح میں: پاخانہ، رفعِ حاجت۔

اِجارہ: ٹھیکا لینا۔ مجازاً: قبضہ، زبردستی، دعوا، اختیار۔ کرایہ:

ع: اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا (نظیر)

اِجارے کا نشان: ٹھیکے کی دستاویز پر منظوری کی مُہر۔ خرچ کی دستاویز پر منظوری کی مہر۔

ع: اور زر کے اجارے کا بھی اردو میں نشاں ہے
[سودا، ص ۲۵۹]

اُجاغ: چولھا۔

ع: کسی کے گھر نہ رہا آسیا ہے تا بہ اُجاغ
[سودا، ص ۲۶۹]

اِجتماع تمام ہے: سب کا اتفاق ہے، سب مانتے ہیں۔

ہے اِس بات پر اجتماع تمام
کہ طالع میں فرزند ہے تیرے نام
[بیان، ۲۶۴]

اِجتماعِ نقیضین: دو ایسی مخالف چیزوں کا جمع ہونا جن کی یک جائی ممکن نہ ہو، جیسے: سپیدی اور سیاہی (اجتماعِ ضدین)۔

اَجرام: جرم کی جمع: (عام چیزوں کے) جسم، بدن۔ جواہرات کے، ستاروں کے جسم (ظاہری وجود)۔ اَجرامِ فلکی، اَجرامِ سماوی: سورج، چاند وغیرہ سب سیارے، ستارے۔

اِجرائے کار: کام کا جاری کرنا۔ کنایۃً مشکلوں کا حل کرنا۔

اَجساد: جسد کی جمع۔ جسد: جسم، بدن، مادّی وُجود۔

اُجڑ گئی: ایک کلمہ ہے جو عورتیں بہ طور تکیہ کلام کے حقارت، بیزاری، ظاہر کرنے کے لیے کہتی ہیں: نگوڑی، موئی، بدبخت، کم بخت۔

کیوں میں آئی اُجڑ گئی، ہے ہے!
کیا ترے جُل میں پڑ گئی، ہے ہے!
[مثنویات، ۹۰۲]

اُجڑی: عورتیں بہ طور تکیہ کلام بیزاری اور حقارت ظاہر کرنے کے لیے "اُجڑا" یا "اُجڑی" استعمال کرتی ہیں:

ختم بھی اُجڑی بات ہوتی ہے
مجھ کو جانے دو، رات ہوتی ہے

[مثنویات، ۳۸۰]

اَجزاے مَوالید: مخلوقات، یعنی حیوانات، نباتات، جمادات کے اجزا، جن سے یہ مخلوق بنی ہیں۔ [مَوالید: مولود کی جمع: لڑکے، بچّے]۔

توأم اجزا جو مَوالید کے ہیں یک دیگر
مُنجمد رہنے میں اُن کے دو ہیں آجائے خلل

[سودا، ص ۸۳]

اَجَل: بزرگ، برتر۔ [استعمال میں تشدید کے بغیر "اَجَل" بھی آتا ہے]۔

وصف تیرے کی ہے شایان زباں تیری ہی
سمجھے تو آپ کو، یا تجھ کو خداوندِ اَجَل

[سودا، ص ۸۶]

اَجَل رَسیدہ: جس کی موت آیا چاہتی ہو۔ موت کے پھندے میں پھنسا ہوا۔

اَجَل گرِفتہ: جس پر موت کا سایہ پڑ چکا ہو، موت جسے اپنے پھندے میں پھنسانے ہی والی ہو، موت آنے ہی والی ہو۔

داروغہ کی نگاہ مجھ پر پڑی، رونے لگا اور بولا: اے کم بخت، اَجَل گرِفتہ! میری بات نہ سنی اور اس شہر میں جا کر مفت اپنی جان دی [باغ، ص ۱۸۷]۔

اِجماع: لوگوں کا جمع ہونا، ہجوم، مجمع۔

کہنے لگا پھر آکے اُس اجماع میں کوئی
مرکب نہ یہ گدھا نہ یہ راکب گناہ گار

[سودا، ص ۲۷۴]

اِجْماع: اتفاق، ہم خیالی۔ صحابہ، مجتہدین، علما کا کسی شرعی مسئلے پر اتفاق، متفقہ حکم۔

اِجْمال: اِختصار جس کی تفصیل کی جا سکے۔

اِجْمالاً: مختصر طور پر، غیر مفصل۔

اَجْمَل: بہت حسین، بہت خوب صورت۔

اَجِنّہ: جَنین کی جمع: وہ بچّہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ بھوت، جن۔

اُس اَجِنّے کو بھی اکثر اے لئیم
کہتے ہیں سیّد، کہ جس کا گھر ہو نیم

[سودا، ص ۳۱۴]

اَچپل: شوخ، چلبلا۔

اَچپلی: شوخ، چلبلی۔

یہ تو ہیں بوڑھے خرس؛ وہ ہے شوخ، اَچپلی
ماری کبھی تو دَھول، کبھی داڑھی نوچ لی

[سودا، ص ۲۸۷]

اَچپلاپَن: شوخی، ناز، کرشمہ، چلبلاپن۔

گوری رنگت پہ گرمی صورت میں
اَچپلاپن بھرا طبیعت میں

[مثنویات، ۸۰۹]

اَچَل: جو چل نہ سکے، اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔

اُس کی جلدی کا تو کیا ذکر ہے، سبحان اللہ
نسبت اُس کی فرس ایسا کہ جسے کہیے اچّل
[سودا، ص ۸۴]

اچمبھا (اَچنبھا) گزرتا ہے: تعجب ہوتا ہے، حیرت ہوتی ہے۔

پَر، اَچنبھا مجھے گزرتا ہے
تجھ میں کیا ہے، جو کوئی مرتا ہے!
[مثنویات، ص ۱۷۵]

اُچھال چَھکّا: شوخ، بد وضع عورت، فاحشہ، چھنال۔

دوسری چٹکی لے کے بولی: اُچھال چھکّا! تو بڑی خام پارا ہے [فسانہ، ص ۷۶]۔

اَچھوانی: "اصل میں "اَجوانی" تھا۔ ایک قسم کا شیرہ ہے جو زچہ کو دیا جاتا ہے۔ اِس کا قاعدہ یہ ہے کہ اجوان (اجوائن) کے شیرے کو کھانڈ ملا کر کڑکڑاتے گھی میں چھوڑ دیتے ہیں۔ جب وہ پک جاتا ہے، تو سونٹھ ڈال کر زچہ کو پلاتے ہیں۔ مگر اب مسلمانوں میں اجوان کے بجائے عنّاب کا شیرہ پکا کر اچھوانی بنانے لگے ہیں" [آصفیہ]۔

ایک بیٹی میری ہے کہ وہ دو جی سے، پورے دنوں، دردِ زہ میں مرتی ہے۔ اگر جنی تو سٹھوارا، اَچھوانی کہاں سے پلاؤں گی [باغ، ص ۲۱۱]۔

اِحاطۂ تحریر سے باہر ہے: بیان نہیں کیا جا سکتا، بیان میں نہیں سما سکتا۔

سرھانے تکیہ رکھا ہے، مگر اُس کی رنگت کا بیان اِحاطۂ تحریر سے باہر ہے [کہانی، ص ۳۳]۔

اِحتِساب: جانچنا، گنتی شمار۔ اُن باتوں سے روکنا جو شریعت میں منع ہیں۔

اِحتِشام: نوکر چاکر والا ہونا، شان و شوکت۔

اِحتِمال: شک، گمان۔

اِحتِیاج: ضرورت، حاجت۔ غرض۔

یہ خیرات، احتیاج رفع کرنے کے واسطے ہے، نہ جمع کرنے کے لیے [باغ، ص ۷۴]۔

اِحتیاجِ شُست و شُو نہیں: دھونے کی ضرورت نہیں۔

عشق کہتا تھا: لباس، عریانی ہے۔ یہ وہ جامہ ہے جسے اِحتیاجِ شُست و شُو نہیں [فسانہ، ص ۱۱۵]۔

اَحدی (باغ، ص ۲۲۴): تیر انداز۔ اکبر نے ایک خاص قسم کے تیر اندازوں کا نام "احدی" رکھا تھا، جو کسی فوج کے زمرے میں تو نہیں ہوتے تھے، مگر علاحدہ کسی وقت کے لیے تنخواہ پاتے تھے [آصفیہ]۔

"احدی، بارہ ہزار یکّہ جوان تھے (باڈی گاڈ)۔ چند روز کے بعد "احدی" اُن کا خطاب ہوا۔ پھر یہی "چیلے" ہو گئے۔ دہلی میں چیلوں کا کوچہ مشہور ہے، وہاں

کسی زمانے میں سلاطینِ چغتائیہ کے اِسی نسل کے خانہ زاد رہتے تھے [محمد حسین آزاد: دربارِ اکبری]۔

صاحب آصفیہ نے مزید لکھا ہے: "اب یہ لفظ بہ سکونِ حائے حطی نہایت سست، کاہل، مجہول آدمی کے واسطے مخصوص ہو گیا ہے"۔ جعفر زٹلی نے ایک شعر میں اِسے سپاہی کے معنی میں نظم کیا ہے۔ نظم "در بیانِ نوکری" کا شعر ہے:

امرا سب ہیں بے خبر، اَحَدی بچارے بے ذَر
اسوار پاجی سے بتر، یہ نوکری کا خط ہے

اِس سے معلوم ہوا کہ شروع ہی سے یہ لفظ ح کے زبر اور سکون کے ساتھ (اَحَدی - اَحدی) دونوں طرح مستعمل رہا ہے۔ اور یہ کہ اب یہ لفظ سست، کاہل شخص کے لیے آتا ہے۔

اَحسن: بہت اچھا۔

اَحسَنت: کلمۂ تحسین: واہ واہ، بہت خوب، سبحان اللہ، آفریں، شاباش، کیا کہنا۔

فرق پر جب عدو کے وہ بیٹھے
زہ، فلک بولے! اور ملک، اَحسنت

[سودا، ص ۲۰۸]

اَحمر: سُرخ۔

اَحمقُ الّذی/لَّذین: بے وقوف۔

اَحوَل: وہ شخص جس کی ایک آنکھ کی پُتلی ایک طرف پھری ہوئی ہو، جس کے سبب سے اُسے ایک کے دو نظر آئیں: بھینگا، کج نظر۔

ع: احولوں کی طرح اُسے آوے نظر تمام دو
[سودا، ص ۵۲]

اِحیا: زندہ کرنا۔

اِحیاے اَموات: مُردوں کو زندہ کرنا۔

اَحیا: زندے (زندہ لوگ)۔

اِحیاناً: اتفاقاً، بھولے سے۔

اَخّاذ: بہت زیادہ حاصل کرنے والا۔ کنایتاً: حریص، لالچی۔

کہنے لگا وہ مجھ سے کہ سودا! ہزار حیف
اَخّاذ میں نے تجھ کو نہ سمجھا تھا یہاں تلک
یہ قصد ہو ترا کہ میں لے کر بیاض ہاتھ
پہنچا کروں گا ہر دَر و ہر درباں تلک
[سودا، ص ۱۰۵]۔

اختر شناس: نجومی، جوتشی۔

اِختِلاط: دوستی، دوستانہ بے تکلفی۔

دونوں بادشاہوں میں صحبت گرم ہوئی اور باتیں اختلاط کی ہونے لگیں [باغ، ص ۲۴۵]۔

اِختِلاط: بے تکلفی، چھیڑ چھاڑ، گرم جوشی، لپٹانا چپٹانا، بوس و کنار۔

اچھے آتے ہی اختلاط بڑھائے
خوب نامِ خدا مزے میں آئے
[مثنویات، ۸۲۴]

زور سے لے لی ران میں چٹکی
پڑے اِس اختلاط پر پٹکی
[۹۵۰ //]

تیرا یہ اِختلاط جائے اُجڑ
کس قدر ہے نگوڑا چم چچڑ
[۹۵۴ //]

اِختلاط تھا: مذاق تھا۔

ایسا کون احمق ہوگا جو تجھ سا معشوق عاشق خصال چھوڑ کے امر نادیدہ کی جستجو کرے۔ یہ فقط اختلاط تھا [فسانہ، ص ۶۴]۔

اِختِلالِ حواس: بدحواسی، حواس میں فتور آنا۔

دل جو غم سے اُداس ہونے لگا
اِختلالِ حواس ہونے لگا
[مثنویات، ۱۱۳۸]

اَختہ (آختہ): وہ چوپایہ جس کے خصیے نکال دیے گئے ہوں: خصی، بدھیا۔

خواجہ سرا، حرم سرا کے اندر آنے جانے والا ملازم (جو عموماً خصی ہوا کرتا تھا)۔ مزاحاً، طنزاً: نامرد۔

اَختہ بیگی، آختہ بیگی: جانوروں کو خصی بنانے کے کام کا مہتمم۔ داروغہ اصطبل۔

اَخذ: اختیار کرنا، حاصل کرنا۔

اَخذ کرنا: چُن لینا۔

اَخذ و جَر: حاصل کرنا، کھینچ لینا [جَر: کشش، کھنچاو]۔

اِخراجات: خرج کی جمع۔ [خرج اور خرچ، یہ لفظ دونوں طرح مستعمل رہا ہے۔ عربی کا لفظ "خرج" ہے، اِسی لیے اُس کی عربی انداز کی جمع "اخراجات" بنالی گئی ہے۔ اردو میں عموماً "خرچ" مستعمل ہے، جس سے "خَراج" بنالیا گیا ہے]۔

اگر اُن کو روزانہ باہر نکلنے کا شوق نہ ہوتا تو لباس کی مد ہی اُن کے اِخراجات کی فہرست سے نکل جاتی [کہانی، ص ۳۲]۔

اَخگر: چنگاری۔

اَخلاط: خِلط کی جمع: خون، صفرا، بلغم، سودا؛ اِن کو اَخلاطِ اربعہ کہتے ہیں۔

اِخوان: "اَخ" کی جمع: بھائی۔

اِخوانُ الشّیاطین: شیطان کے بھائی بند۔ مراد ہیں: بُرے لوگ، بہکانے والے لوگ۔

اُخُوَّت: بھائی ہونے کا رشتہ (سگا بھائی ہو یا دودھ شریک)۔ بھائیوں جیسا تعلق، بھائی چارا۔

اُخُوَّتِ اسلامی: مسلمان ہونے کے لحاظ سے بھائی ہونا؛ کنایتاً: سب کا برابر ہونا۔

وہ بزرگ ہستی اُخُوَّتِ اسلامی کا سبق پڑھے ہوئے تھی [کہانی، ص ۲۱]۔

اَخوَند: اُستاد، تربیت کرنے والا۔ [دیکھیے:

آخون]۔
ع: مکتب میں جیسے طفل کو اخوند سے ہو ہول
[سودا، ص ۲۸۷]

اَخی: بھائی، عزیز۔ میرا بھائی۔

اَخیار: نیک، پارسا، برگزیدہ لوگ۔

اَخیافی: سوتیلے، وہ بھائی بہن جن کی ماں ایک ہو اور باپ مختلف ہو۔

اُداسا: آزاد فقیروں کی بولی میں: بوریا بستر، اوڑھنا بچھونا۔ وہ ڈوری جس میں یہ سب سامان باندھ کر کاندھے پر لٹکایا جائے۔

اُداسا کسنا: سفر کرنا، سفر کے لیے تیار ہونا، سفر کا سامان باندھنا (فقیروں کی بولی)۔

اداسا کھینچنا: تنہائی میں بیٹھ کر سانس روکنا (حَبسِ دَم کرنا) عبادت کے طور پر۔

اُداسا لگانا: بوریا بستر لگانا۔ سامان کسی جگہ جمانا (فقیروں کی بولی)۔

اُداسی: نانک شاہی سادھو، جو عموماً لنگوٹ باندھتے ہیں۔ سنیاسی، فقیر، بیراگی۔ پژمردگی، افسردگی، غم زدہ ہونے کی کیفیت۔

اَدائی: قرض وغیرہ کی بے باقی، چکتا، اَدائگی۔

اَدائگی: دیکھیے: ادائی۔

اِدبار: اقبال کی ضد: افلاس، بد نصیبی، نحوست۔

اِدراک: حقیقتوں کو جاننے کی ذہنی صلاحیت، عقل، سمجھ۔

دیا عقل و ادراک اُس نے ہمیں
کیا خاک سے پاک اُس نے ہمیں
[بیان، ۳۴]

اِدراک ہوتا ہے: محسوس ہوتا ہے، اندازہ ہوتا ہے، معلوم ہوتا ہے۔

پر، یہ ہوتا ہے عقل سے ادراک
کہ نہیں بے سبب اُڑاتے خاک
[مثنویات، ۱۶۸۹]

اِدّعا: دعوا، دعوا کرنا۔ دعوا بلا دلیل۔ غرور، مبالغے، شیخی یا غلط فہمی پر جس بات کی یا دعوے کی بنیاد ہو۔

اِدّعائی: واقعی کی ضد، خیالی، مفروضہ۔

اِدّعائیت: معقول دلیل کے بغیر کسی چیز کے مسلّم اور کسی بات کے درست ہونے کا دعوا۔

اِدّعائے یکتائی: یکتائی کا دعوا ہے، اپنے آپ کو بے مثال سمجھتی ہیں۔

جس کو ہے اِدّعائے یکتائی
آفتِ جاں ہے جس کی رعنائی
[مثنویات، ۵۸۹]

اَدَھچہ: پلنگ کی پُر تکلف سفید چادر، جس کے حاشیوں پر کارچوبی، کلابتوں کا کام ہوتا ہے۔ یہ چادر توشک کے نیچے اِس طرح بچھائی جاتی ہے کہ حاشیے دار

کنارے چاروں طرف لٹکتے رہیں۔

سراسر ادھّے زری باف کے
کہ تھے رشک آئینۂ صاف کے
[بیان، ۵۸۷]

اُدماتی: جوانی کے نشے میں چور، بدمست، شہوت پرست۔

بات مجھ کو نہیں یہ خوش آتی
ایسی بندی نہیں ہے اُدماتی
[مثنویات، ۹۶۵]

اُدھار: ناشتے کے طور پر کچھ کھانا، مراد ہے تھوڑی سی غذا؛ اِتنی غذا جس سے بھوک تو جاتی رہے مگر سیری نہ ہو۔

اُدھار ہو: تھوڑی سی غذا کا سہارا ہو۔

اے صاحب زادی! اپنی شیر کچھ ٹکڑا پارچہ دلا تو اُس کو پانی پینے کا اُدھار ہو
[باغ، ص ۲۱۲]۔

اَدھر: کسی ٹیک یا سہارے کے بغیر مُعلّق، سطح سے اٹھا ہوا، لٹکا ہوا۔

نہ وہ بیوہ ہے نہ اُس کا شوہر اُس کے پاس ہے؛ جیسے کوئی چیز مُعلّق، یعنی اَدھر رہتی ہے؛ نہ آسمان پر ہے نہ زمین پر
[اردو لغت]۔

اَدھر سا: ایک طرح کا عمدہ باریک کپڑا جس کی بُناوٹ میں جھر جھراپن ہوتا ہے۔

اِدھر کی طرف: اِدھر۔

میں تو جاتی تھی اپنے گھر کی طرف
کون لایا مجھے اِدھر کی طرف
[مثنویات، ۱۴۱]

جائیں جب کربلا سے گھر کی طرف
لاؤں دُھو کے سے میں اِدھر کی طرف
[مثنویات، ۸۹]

اَدھر میں: بیچ میں، بغیر کسی سہارے یا ٹیک کے لٹکا ہوا، مُعلّق۔

زمیں وھاں کی ساری جواہر نگار
اَدھر میں چمن اور ہوا میں بہار
[بیان، ۶۸۷]
(یعنی وہ باغ زمین آسمان کے بیچ میں فضا میں مُعلّق تھا)۔

اَدھرنگ: جس پر فالج کا اثر ہو جائے۔ آدھے جسم پر فالج گرنا۔

اَدہَم: سیاہ رنگ کا گھوڑا۔

اُدَھم ـ اوْدَھم: شور غل، دھما چوکڑی۔

اَدَھن: وہ پانی جو دال، کھچڑی وغیرہ پکانے کے لیے پہلے کھولایا جاتا ہے۔ مجازاً: گرم پانی۔

اَدّھی: پُرانے پیسے کا آٹھواں حصّہ، یہ آدھا چھدام ہوا۔ [ایک روپے میں چونسٹھ پیسے ہوتے تھے۔ ایک پیسے میں دو ادھیلے۔ ایک ادھیلے میں دو چھدام اور ایک چھدام میں دو اَدّھیاں ہوتی

تھیں۔ گویا ایک پیسے میں دو ادھیلے، یا
چار چھدام، یا آٹھ اَدھیاں ہوتی تھیں]۔
مجھ کو اِتنی وسعت نہیں کہ اَدھی کا
تیل چراغ میں جلاؤں[باغ، ص ۲۱۱]۔

اَدینہ: جمعہ۔
آج رُوزِ اَدینہ ہے، اِن کو کیوں ضربِ شلاق
کر رہا ہے[باغ، ص ۱۳۸]۔
[اصلاً "آدینہ" ہے۔ باغ و بہار کے
سبھی نسخوں میں "ادینہ" ہے۔ اِس کا
امکان ہے کہ اُس زمانے میں یہ لفظ اِس
طرح بھی مستعمل ہو، اِسی امکان کے
پیشِ نظر اِس لفظ کو اِسی طرح بر قرار رکھا
گیا ہے]۔

اَذفَر: خالص مُشک۔
اَذِیّت: تکلیف۔

اذیّت مگر ہم سے پاتا ہے تو
کہ اب پانو پڑ پڑ اُٹھاتا ہے تو
[بیان، ۱۶۷۸]

اِرادت: اعتقاد، عقیدت۔
اَربابِ عشرت: طوائفیں، گانے والیاں۔
اَربابِ نَشاط: گانے بجانے والے/والیاں۔
ڈُوم ڈھاری۔ طوائفیں۔
اَربابِ ہِمَم: ہمت والے لوگ۔
اَربَعین: چالیس۔
اَربَعین تک: مراد ہے حضرت حسینؓ کے
چہلم سے جو ۲۰ر صفر کو ہوتا ہے۔
اربعین تک عزاداری ہوتی ہے، خلقِ خدا
ماتمِ حسینؓ میں رُوتی ہے[فسانہ، ص ۲۱]۔

اِرتباط: میل جول، دوستی، ربط ضبط۔
اِرتباط: جنسی بے تکلفی۔

کتنا بد اختلاط ہے درگور
کیا بُرا اِرتباط ہے درگور
[مثنویات، ۹۰۴]
ہوئے پھر اِرتباط اُن کے ساتھ
ٹانگوں میں ٹانگیں، گردنوں میں ہاتھ
[مثنویات، ۱۰۳۳]

اِرث: میراث، وہ مال جو کسی کے مرنے
کے بعد اُس کے وارث کو ملے۔
اَرجُل: وہ گھوڑا جس کا پچھلا دایاں یا بایاں
پیر گھٹنے تک سفید ہو اور باقی جسم کسی
اور رنگ کا ہو۔ ایسا گھوڑا بہت منحوس
سمجھا جاتا ہے۔
اُردابیگنی: وہ مردانہ لباس پہنے ہوئے
ہتھیار بند عورت جو شاہی محلوں میں
چوکی پہرے کی خدمت انجام دیتی تھی
اور حکم احکام بھی پہنچایا کرتی تھی(آصفیہ)۔
کیا دیکھتا ہوں کہ دو رُویہ صف باندھے
اُردابیگنیاں، قلماقنیاں، تُرکنیاں، حبشنیاں،
اُزبکنیاں، کشمیرنیاں جواہر میں جڑی،
عہدے لیے کھڑی ہیں[باغ، ص ۸۶]۔
اَرداس: عرضداشت کی بدلی ہوئی شکل:

درخواست، گزارش۔

اُردو: لشکر، لشکر کا پڑاو۔

اُردو کے لوگ: لشکر سے تعلق رکھنے والے۔ میر امن نے اِسے لال قلعے اور اُس کے اطراف میں رہنے والوں کے معنوں میں لکھا ہے: فرمایا کہ اِس قصّے کو ٹھیٹھ ہندستانی گفتگو میں، جو اردو کے لوگ ہندو مسلمان، عورت مرد، لڑکے بالے، خاص و عام آپس میں بولتے چالتے ہیں، ترجمہ کرو [باغ، ص ۵]۔

اُردوے مُعلّیٰ: فصیح اور مستند اُردو۔ اُردوے معلّیٰ کی فصاحت تصنیفِ شعرا سے معلوم ہوئی [فسانہ، ص ۱۹]۔

اُردوے مُعلّیٰ: شاہی لشکر۔

فوجِ ظفر موج ساتھ۔ اردوے معلّیٰ کا عجب عالم تھا۔ ایک شہر روز ہمراہ، جہان کی نعمت تیار شام و پگاہ [فسانہ، ص ۱۸۵]۔

اُردوے مُعلّیٰ کی زبان: مراد ہے دہلی کی مستند، فصیح، معیاری زبان۔ غالباً میر کلو عرشؔ (فرزندِ میر تقی میرؔ) کا شعر ہے:

ہم ہیں اردوے معلّیٰ کے زباں داں اے عرشؔ
مستند ہے، جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں
[نور]

اُردی: اردی بہشت، ایرانی سال کا دوسرا مہینا، جو ہندستانی مہینے جیٹھ کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ مہینا عین موسمِ بہار میں آتا ہے۔

اَرژَنگ: دیکھیے: مانی۔

اَرَسطو نژاد: ارسطو کی نسل میں، مراد ہوتی ہے: بہت عقل مند، بہت جاننے والا۔

اَرض: زمین۔

اَرض وسَما: زمین آسمان۔

اَرغَنُوں: ایک طرح کا ساز، جس میں ایک سے زیادہ نلیاں ہوتی ہیں اور ہَوا تھیلیوں کے ذریعے سمائی جاتی ہے۔ آواز کو اونچا نیچا کرنے کے لیے چابیاں ہوتی ہیں [اردو لغت]۔

اَرغَواں: مہین شاخوں اور بنفشئی پھولوں کا ایک ایرانی پودا۔ موسمِ بہار میں پھولوں سے لد جاتا ہے، پتّیاں نہیں رہتیں۔ دوسرے موسم میں پتّیاں نکلتی ہیں۔ اِس پودے کے پھول کو بھی "ارغواں" کہتے ہیں [اردو لغت]۔

کہیں ارغواں اور کہیں لالہ زار
جُدی اپنے موسم میں سب کی بہار
[بیان، ۳۹۳]۔

اَرغَواں زار: سُرخ، جہاں سرخ رنگ پھیلا ہوا ہو، سرخ پھول بہت ہوں۔

اَرغَوانی: بنفشئی مائل سُرخ رنگ۔ سرخ رنگ کا۔ ےِ ارغوانی: سرخ شراب۔

مَۓ ارغوانی پلا ساقیا[بیان، ۱۷۳]۔

اَرکان: رُکن کی جمع: بڑے بڑے سردار، امیر، وزیر (جنھیں حکومت کے رُکن، یعنی ستون سمجھا جاتا تھا)[باغ، ص۷۶]۔

اَرکانِ دولت: حکومت کے سردار، امیر و وزیر۔

سب اَرکانِ دولت قبلۂ عالم کے جان و مال کو دُعا کرتے ہیں[باغ، ص۱۶]۔

اَرگجا: صندل، گلاب، کافور، مشک، عنبر کو چمیلی کے تیل میں حل کر کے خوش بودار مرکب تیار کیا جاتا تھا۔

اِرَم: جنّت۔ شدّاد کی بنوائی ہوئی جنّت، جسے اُس نے نہایت عالی شان، خوب صورت، آرام دہ عمارتوں اور دل کش باغات سے آراستہ کیا تھا۔ اُس کی نظر میں یہ خدائے تعالا کی جنّت کا جواب تھا۔ یہ "جنّت" کہاں تھی، اِس کے متعلق خاصے اختلافات ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے دائرۂ معارفِ اسلامیہ، جلدِ دوم، لفظِ ارم۔

اِرَم: بکاولی کے باغ کا نام جہاں وہ پھول تھا جس سے اندھی آنکھوں میں روشنی آجاتی تھی[گلزار، ۴۴]۔

اَرمغاں، اَرمُغاں: تحفہ۔

اَرنا: جنگلی بھینسا۔

اَریب: دانش مند، عاقل۔

اَرے تُرے: بے تکلفی، بے ادبی یا گستاخی سے مخاطب کرنے کا کلمہ؛ اَبے تبے۔

اری اور تُری: بے تکلفی کے کلماتِ خطاب۔

ع: اری اور تری کہہ پکارے کوئی
[بیان، ۴۲۳]

اَریکہ: آراستہ کیا ہوا تخت (شاہی تخت)۔

اَریکۂ زنگاری: آسمان۔

سلطانِ اریکۂ زنگاری بھی دریچۂ مشرق سے سر نکال مشغولِ نظارہ ہوا[فسانہ، ص۱۸۱]۔

اَڑانا: ایک راگنی جو رات کے دوسرے پہر گائی جاتی ہے۔

اُڑانا: ٹالنا، فریب دینا۔

یہ سُن، شاہ زادی ہنسی کھلکھلا
کہا: کیوں اُڑاتی ہے نجم النسا!
[بیان، ۱۸۴۰]

اُڑان پردہ / اُڑن پردہ: پالکی یا ڈولی کا پردہ جو بہ وقتِ ضرورت پورا یا اُس کا کچھ حصہ اُٹھا دیا جائے، یعنی چھتری پر اُلٹ دیا جائے۔

اُڑان گھائی: دھوکا دینے کے لیے جواری کا اُنگلیوں کی گھائی میں کوڑی کو دبا کر چھوڑنے کا عمل۔ مجازاً: مکر و فریب، چھل بل، دھوکا دھڑی۔ داؤں، چال، حکمتِ عملی: اُڑن گھائی۔

اُڑان گھائیاں بتانا: فریب دینا، فقروں میں اُڑانا، فریب کی باتیں کرنا۔

اِڑایا: پہنا (پیر میں جوتا پہنا)۔

موچھوں پر تاو دے کر چڑھواں جوتا اِڑایا [باغ، ص ۱۰۷]۔

اُڑسنا: کسی تنگ جگہ یا کسی ہوئی چیز میں کسی چیز کو موڑ کر یا دبا کر گھسانا، ٹھونسنا، کھونسنا، اٹکانا، پھنسانا۔

اُڑن جوگا: عورتوں کی زبان میں کوسنا: مرنے جوگا، مُوا، مٹ گیا۔

اَڑنگ: ڈھیر، انبار۔ تھوک فروشی کا بازار، منڈی، کارخانہ جہاں چیزیں بنائی جائیں۔

اَڑنگ بَڑنگ: بے سروپا، بے معنی باتیں۔

اَڑنگا: کشتی کا ایک داؤں، جس میں حریف کی ٹانگ میں ٹانگ پھنسا کر گرا دیتے ہیں۔ معماروں کی پاڑ کی کھڑی لکڑی کی جھوک روکنے اور سہارا دینے والی ترچھی بندھی ہوئی لکڑی۔ ٹیک، سہارا۔ مجازاً: مزاحمت، جھمیلا، رخنہ۔

اُڑن گھائی: دیکھیے: اُڑان گھائی۔

اَڑواڑ: کسی وزنی چیز کو سہارا دینے اور اوپر کو اُٹھائے رکھنے والی آڑ۔ وہ لکڑی (یا بَلّی) جو چھت وغیرہ کے گر پڑنے کے اندیشے سے لگا دیتے ہیں: ٹیکن، رُوک۔ مثلاً چھت کی کوئی دھنّی ٹوٹ گئی یا خراب ہو گئی تو اُس کے نیچے ٹیکن کے طور پر مضبوط لکڑی لگا دی جاتی ہے۔

ٹانگ ہر ایک تار سے بڑی۔ کھڑی ہو تو سقفِ بے ستوں کی اڑ واڑ ہو [فسانہ، ص ۲۵۳]۔

اَڑی پہ: مشکل کے وقت [گلزار، ص ۶۹]۔

اِزار بندی رشتہ: سُسرال کی طرف سے رشتے داری، وہ رشتہ جو بیوی کی طرف سے ہو۔ نَسَبی رشتے کی ضد۔

اِزالۂ حیثیتِ عُرفی: کسی کی موجودہ حیثیت کو دوسروں کی نظروں میں گھٹانا، کسی کی شہرت کو نقصان پہنچانے کا مرتکب ہونا، کوئی ایسی بات مشہور کرنا جس سے کسی کی عزّت دوسروں کی نظر میں گر جائے، ہتکِ عزّت۔

اَز بس: چوں کہ [اِس کا مخفف 'زِبس' آتا ہے]: از بس کہ۔

اَز پا تا فرق: سر سے پیر تک [فرق: سر]۔
ازپا تا فرق دریاے جواہر میں غرق [فسانہ، ص ۲۰]۔

اَز پَےِ زمانہ: زمانے کے لیے، سب کے لیے [اَز پَےِ زمانہ مرگ ہے: سب کو مرنا ہے]۔

یوں تو ہے از پئے زمانہ مرگ
نہ مرے پر کوئی جوانہ مرگ
[مثنویات، ۱۷۲۴]

اَز خود رَفتہ: بے خود، جو اپنے آپے میں نہ ہو۔ جس کے ہوش و حواس جاتے رہے ہوں، از خود فراموش۔

اَز خود رَفتہ ہوا: عاشق ہو گیا۔

سوداگر کی آنکھ جو پڑی، بہ یک نگاہ از خود رفتہ ہوا [فسانہ، ص ۲۰۱]۔

اَز خود رَمیدہ: آپ سے باہر، بیخود، جو اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو۔

اِزدِحام: لوگوں کی بھیڑ، ہجوم، جماو۔

اَزرَق: نیلا۔

از سَما تا سَمَک: [سما: آسمان۔ سمک: مچھلی]۔ آسمان سے مچھلی تک، یعنی زمین کی تہ تک۔ مراداً: آسمان سے زمین تک۔ دیکھیے: ازماہ تا بہ ماہی۔

اَزَل: مدّت جس کی ابتدا نہ ہو، ہمیشگی؛ ابد کا مقابل۔ [ابد میں مستقبل کی مدّت لامحدود ہے، ازل میں اُس کے مقابل ماضی کا زمانۂ آغاز لامحدود ہے]۔

اَزَلی: قدیم جس کی ابتدا نہ ہو۔ مجازاً: بہت پُرانا، مدّت کا، موروثی۔

ازماہ تا بہ ماہی (تاماہی): چاند سے مچھلی تک۔ [چاند پہلے آسمان پر ہے اور زمین پُرانے خیال کے مطابق جس گائے کے سینگ پر قائم ہے، وہ مچھلی پر کھڑی ہوئی ہے]۔ مراداً: آسمان سے زمین تک، اوپر سے نیچے تک۔

اُسارا: سایبان، چھپّر، برامدہ۔ مختصر سا سر چھپاؤ چھپّر جو کسان کھیت کے کنارے ڈال لیتا ہے۔

اِس اُصول: اِس طرح۔

ہَوا بندھ گئی اُس گھڑی اِس اصول
بسیرا گئے جانور اپنا بھول
[بیان، ۱۵۶۰]۔

اِس آن: اِس وقت۔

بولی گھبرا کے پھر، ٹھہر مری جان!
کچھ سُنا بھی کہ کیا بجا اِس آن
[مثنویات، ۱۵۷۲]

اسباب گزارے کا: جس کی مدد سے دریا سے پار اُترا جا سکے (جیسے: کشتی)۔ [گزارا: دریا سے پار اُترنا، دریا کو عبور کرنا]۔

جب تلک اسباب گزارے کا ہاتھ آوے، وہ نازنین بھی آرام پاوے [باغ، ص ۶۵]۔

اِس پار یا اُس پار: اِدھر یا اُدھر؛ مراد ہوتی ہے: قطعی فیصلہ۔

سچ ہے، مایوسی انسان کو ہمّت والا بنا دیتی ہے۔ میں نے بھی سوچ لیا کہ آج اِس

پاریااُس پار[کہانی، ص ۲۷]۔ مرتا کیا نہ کرتا، میں نے بھی سوچ لیا کہ آج اِس پاریااُس پار[کہانی، ص ۲۷]۔

اَسپَک: بڑاخیمہ۔

اسپِ گِلی: مٹی کا بنا ہوا گھوڑا، جس سے چھوٹے بچّے کھیلتے ہیں۔

اِسپَند، سِپَند: ایک سیاہ بیج (حرمل کا دانہ) بُری نظر کے اثرات کو دور کرنے کے لیے جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ یہ جلتے وقت چٹانے کی آواز دیتا ہے۔ عموماً اِسے "کالادانہ" کہاجاتا ہے۔

جو چہرۂ آتشیں پہ تِل تھا
اِسپندِ نگاہِ بد بہ دل تھا
[گلزار، ۱۰۳۲]

اِستاد کر: ["استاد" فارسی کے مصدر اِستادن (بہ معنی کھڑا ہونا) کا ماضی]۔

دل بادل ساخیمہ چوبوں پر اِستاد کر، طنابوں سے کھنچوایا[باغ، ص ۸]۔
یعنی چوبوں پر کھڑا کر کے۔

اِستادہ: کھڑا ہوا۔

خیمہ اِستادہ اک نظر آیا
میں ٹہلتا ہوا اُدھر آیا
[مثنویات، ۶۴]

مراد یہ ہے کہ وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا۔

اِستادہ ہوئی: کھڑی ہوئی۔

دل میں گزرا جو اُس کے صبح کا شک
ہوئی اِستادہ جا کے زیرِ فلک
[مثنویات، ۱۶۵۶]

اِستادے: شامیانے اور خیمے کی چوبیں، جن پر شامیانہ کھڑا کیا جاتا تھا۔

ایک شمیانہ جڑاؤ اِستادوں پر کھڑا ہوا [باغ، ص ۸۸]۔

جڑاؤ وہ اِستادے الماس کے
ڈھلے ایک سانچے کے، اک راس کے
[بیان، ۸۰۲]

(جڑاؤ اِستادے: ایسی چوبیں جن میں جواہرات جڑے ہوئے تھے)۔

اِستخارہ: کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں غیبی اشارہ معلوم کرنا۔ (۱) عشا کی نماز کے بعد دُعاے استخارہ پڑھ کر اِس اُمید میں سو جانا کہ خواب میں رہ نمائی ہو گی۔ (۲) درود اور مقرّرہ دُعا پڑھ کے تسبیح کا تھوڑا سا حصہ دونوں چٹکیوں سے پکڑنا اور دو دو دانے کر کے طرح دینا۔ آخر میں طاق سے اجازت اور جُفت سے مخالفت کا حکم لگانا۔ (۳) خاص دُعا پڑھ کر قرآنِ پاک کھولنا اور مقرّرہ اصول کے مطابق حکمِ الٰہی دریافت کرنا۔ دیوانِ حافظ سے فال نکالنا۔

اُستخواں: ہڈی۔

گردشِ چرخ سے ہلاک ہوئے
استخواں تک بھی اُن کے خاک ہوئے
[مثنویات، ۱۴۹۰]

اِستِدعا کرنا: درخواست کرنا۔

اِستری: عورت۔

کوئی اُس پہ عاشق ہو جن و پری
کوئی اُس کی معشوق ہو اِستری
[بیان، ۲۸۳]

اِستریوں: اِستری کی جمع: عورتیں۔

سُن کر بولی کہ کیا مسلمان اپنی اِستریوں کو اوجھل میں رکھتے ہیں[باغ، ص۱۷۱]۔

اِستِصواب: مشورہ، صلاح۔

اِستِغنا: بے نیازی، بے پروائی، بے توجّہی۔

گھر میں اِس لباس سے استغنا کے کئی باعث تھے۔ اوّل تو یہ بات تھی کہ اُن کو اپنے کاموں ہی سے فرصت نہ تھی [کہانی، ص ۳۴]۔

اِستِفسار کیا: پوچھا[باغ، ص۲۴۶]۔

اِستِقامت: اِستقلال، کسی بات پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

اِستِقامت کا مکان: قیام گاہ، جہاں کوئی شخص ٹھہرا ہوا ہو۔

میں یہ تسلّی پا کر، اپنی اِستقامت کے مکان پر آکر منتظر تھا[باغ، ص۸۸]۔

اِستِمزاج: مرضی معلوم کرنا، عندیہ لینا۔

کر کے دریافت اُن کا طرزِ مزاج
لیں گے در پردہ یہ بھی اِستمزاج
[مثنویات، ۶۵۲]

اِستَنبول: ترکی کے مشہور تاریخی شہر قسطنطنیہ کا دوسرا نام ہے۔

اَستھان: جگہ، مقام۔ بزرگوں کے رہنے کی جگہ[آصفیہ]۔

اَستھل: فقیروں کے رہنے کی جگہ۔ ہندو فقیروں کی کُٹی۔

اَسد: شیر۔ آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے پانچویں بُرج کا نام (بُرجِ اسد)۔

اَسَدُ اللہ الغالب: مراد ہے حضرت علی سے۔

اِسرار: بھوت پریت۔ جن، پری یا کسی بدروح کا سایہ، آسیب۔

کسی نے کہا: یہ تو دل دار ہے
کسی نے کہا: کچھ یہ اِسرار ہے
[بیان، ۸۸۸]

کوئی کہتا تھا: ہے کوئی آزار
کوئی بولا: نظر کا ہے اِسرار
[مثنویات، ۵۰۸]

اَسرار: راز، بھید، چھپی ہوئی باتیں۔ نامعلوم باتیں۔

صاف کھلتے نہیں پہ یہ اَسرار
مر گیا کوئی، یا کہ ہے بیمار
[مثنویات، ۱٦۸۸]

اَسْفَل: اعلا کی ضد، سب سے نیچا۔ مجازاً: کم رُتبہ، کمینہ۔

اَسْفَلُ السّافِلین: دوزخ کے سب سے نیچے والے طبقے کا نام ہے۔

اِسْفَنْدِیار: ایرانی بادشاہ گشتاسپ کا لڑکا، یہ روئیں تن تھا (جسم دھات کا بنا ہوا تھا) اِس لیے اِس کے جسم پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا۔ آخر کار رستم کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اُس کے تئیں: اُس کو۔

کہیں، دیکھ اُس کے تئیں ہوش مند
پَری کو کیا ہے گا شیشے میں بند
[بیان، ۷۸۷]

اُسلوب: طریقہ، انداز، روش، ڈھنگ۔

زندگی کا یہ کون ہے اُسلوب
اِس سے تو موت ہے ہماری خوب
[مثنویات، ٦۷۰]

اُسلوب بندھا ہے: صورت پیدا ہوئی ہے، راہ نکلی ہے۔

پہنچا جس وقت سے ترا مکتوب
زندگی کا بندھا ہے کچھ اسلوب
[مثنویات، ۱۴۰۳]

اِسمِ اعظم: [باغ، ص ۱۰۹] خدا کے ناموں میں سب سے بڑا نام۔ اِس میں اختلاف ہے کہ وہ کون سا نام ہے۔

اَسمائے رَدِّ سِحر: وہ خدا کے نام یا دُعائیں جن کو پڑھنے سے جادو ٹوٹ جاتا ہے۔

اِسْم با مُسَمّیٰ: جیسا نام ہو، ویسی ہی صفت اُس میں ہو۔ مثلاً کسی کا نام شجاعت ہو اور وہ ہو بھی بہادر، تو کہیں گے: وہ تو اسم با مسمّٰی ہیں۔

وزیر پُرانا، عقل مند، نام بھی خرد مند، اسم با مسمّٰی تھا [باغ، ص ۱۲]۔

اِسمِ ذات: خدا کے ناموں میں "اللہ" کو اسمِ ذات (ذاتی نام) کہتے ہیں اور باقی ناموں کو صفاتی نام کہتے ہیں۔

اِسم و رَسم: نام و نشان۔

اَسواری: سواری۔

رکھ دی اپنی خوشی سے اَسواری
موئے نوکر ہیں یا ہیں بیگاری
[مثنویات، ۱۲۴]

اَش اَش کرنا: بہت خوش ہونا، خوشی کے مارے وجد کرنا۔ حیرت و تعجب کا اظہار۔

اُسے دیکھ، اِس نے تو پھر غش کیا
لباس اور زیور سے اَش اَش کیا
[بیان، ۱۱۲۱]

وہ بھی اِس کی صورت پر غش ہو گیا،

فصاحت پر اُش اُش کرتا رہا [فسانہ، ص ۲۰۲]۔ [اِسے "عش عش" لکھنا درست نہیں۔ امیر اللغات، آصفیہ، نور اللغات اور جلال کے لغت سرمایۂ زبانِ اردو میں صراحت کردی گئی ہے کہ صحیح املا "اُش اُش" ہے]۔

اِشباع: کسی حرف کی حرکت کو اِس حد تک کھینچنا کہ زبر کی درازی سے الف، زیر کی کشش سے ی اور پیش کو کھینچ کر پڑھنے سے واو پیدا ہو جائے، جیسے اُفتاد سے اُوفتاد (وغیرہ)۔ اشعار کی تقطیع کرنے میں یہ صورت بیش تر سامنے آتی ہے، خاص کر اضافت کے تحت، کہ اُس کو کھینچ کر پڑھنے سے وزن میں ایک ی کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً: "دلِ دشمن" کا "دلے دشمن" بن جانا (وغیرہ)۔

اُشتُر، شُتُر: اونٹ۔

اُشتُلم: زور زبردستی، ظلم۔

اِشتِہا: بھوک۔

اِشتِہار: مشہور کرنا، شہرت۔

ہے اشتہار تجھ سے مرا، اے فلک جناب!
رخشندگیٔ ذرہ ہے از فیضِ آفتاب
[سودا، ص ۱۵۱]

اَشجَع: بہت بہادر۔

اَشرَفُ الاشراف: شریفوں کے شریف، یعنی سب سے بڑھ کر شریف۔

اَشرَفُ البِلاد: شہروں میں سب سے بڑھ کر، سب سے برتر شہر۔

اشرف البلاد کلکتے میں آب و دانے کے زور سے آ پہنچا [باغ، ص ۶]۔

اَشرَفُ النّاس: سارے انسانوں سے برتر۔

اشرفیاں امام ضامن کی: دیکھیے: امام ضامن۔

اَشعَہ: شعاعیں، کرنیں۔

اَشعہ نور: نور کی کرنیں۔

سُن کے یہ مژدۂ جاں بخش جو میں کھولی آنکھ
اشعہ نور کی سی مجھ کو نظر آئی جھلک
[سودا، ص ۱۵۴]

[شُعاع کی جمع "اَشِعَہ" ہے۔ سودا نے جس طرح نظم کیا ہے، اِسے اُن کا تصرف سمجھنا چاہیے اور اِسے بھی درست ماننا چاہیے۔ یہ بات بھی بجائے خود درست ہے کہ اُردو میں "اَشِعَہ" کے مقابلے میں "اَشعہ" زیادہ رواں اور سلیس ہے]۔

اِشکال: مشکل، دقت۔

اَشکال: شکل کی جمع: شکلیں۔

اَشک: آنسو۔

اشک باری: رونا، آنسوؤں کا بہنا۔

ناک میں دم ہے، اشک باری ہے
زندگی تنگ سے جان آری ہے
[مثنویات، ۱۲۲۳]

اشکِ بُلبُل: افیون کی خفیف مقدار۔

اِدھر چسکی پی، یا اشکِ بلبل کا دَورِ تسلسل ہوا؛ آنکھوں میں گُل کھِلا [فسانہ، ص۹]۔

اَشہَب: ہر سیاہ چیز جس میں سفیدی کی جھلک نمایاں اور غالب ہو۔ سبزہ گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جس کے سیاہ بالوں پر سفید بالوں کا رنگ غالب ہو۔

اَصحاب: رفیق، ساتھی۔

اَصحابِ فیل: وہ لوگ جو (رسول اللہ کی ولادت سے ذرا پہلے) اَبرہہ والیِ یمن کے ساتھ خانۂ کعبہ کو ڈھانے کے لیے ہاتھی لے کر آئے تھے۔

اِصرافِ کثیر سے: بہت خرچ کرنے سے، یا بہت دولت دے کر۔

جب تقریر سے اور اصرافِ کثیر سے کام نہ نکلے گا؛ جو کچھ بَن پڑے گا، وہ کروں گا [فسانہ، ص۲۲۶]۔

اَصطَبَل: (اِصطَبل): جہاں گھوڑے باندھے جاتے ہیں۔

بدیُمن یہ کہ اصطبل اُوجڑ کرے ہزار
[سودا، ص۲۷۳]۔

[اِس کا ایک پُرانا املا "اسطبل" بھی ہے]۔

اِصطِلاح: وہ لفظ جس کے کوئی خاص معنی کسی علم یا فن کے ماہرین نے یا کسی جماعت نے مقرّر کر لیے ہوں۔ روز مرّہ، بول چال۔ ایسا لفظ جسے کہنے والے اور مخاطب کے سوا دوسرا نہ سمجھ سکے۔

اِصفَہان: وسطِ ایران کا ایک مشہور شہر جو علم و ادب کے بڑے مرکز کی حیثیت سے مشہور رہا ہے۔ یہاں کا سرمہ اور تلوار بھی مشہور چیزوں میں شامل تھی۔ اِسے وسعت کے لحاظ سے "نصفِ جہاں" کہا جاتا تھا۔ ایک زمانے میں صفوی خاندان کے بادشاہوں کا دارالحکومت رہا ہے۔

چناں چہ اصفہان نصفِ جہاں مشہور ہے [باغ، ص۶۸]۔

اَصَم: بہرا۔

اَصیل: خادمہ، ملازمہ، ماما۔ [اصیل وہ ملازمہ ہے جو زر خرید (باندی) نہ ہو]۔

اَصیل: خاندانی، شریف، اچھے نسب والا۔ اچھی نسل کا جانور۔ عمدہ فولاد کی بنی ہوئی تلوار جس کی کاٹ اچھی ہو۔ اصلی، کھرا، اعلا قسم کا۔ اَصیل مُرغ: نر چیل یا گدھ کے ساتھ مرغی کا جوڑا لگنے سے پیدا نسل کا مرغ۔ یہ وزنی، گٹھے ہوئے جسم، اونچے ہاڑ کا بہت چوٹ والا اور

لڑاکو ہوتا ہے۔

اِضافت: دو اسموں کے درمیان عارضی معنوی تعلّق کی علامت۔ دو چیزوں کا باہمی تعلّق، لگاو، نسبت۔

اس عرصے میں سفید دیو کے ملازم بھی حاضر ہوئے۔ دعوت کی تیاری، ضیافت کی اضافت کی [فسانہ، ص۲۹۹] یعنی دعوت کو بھی اُس سلسلۂ ملاقات میں شامل کرلیا۔

اِضطِراب: بے چینی، بے قراری، اطمینان کی ضد۔

اِضطِرار: کسی کو ایک کام پر یہاں تک مجبور کرنا کہ وہ اُسے چار ناچار اختیار کرلے؛ بے اختیاری، بے چینی، مجبوری۔ دیکھیے: دلِ پُر اضطرار۔

اِضمِحلال: کم زوری، بے طاقتی۔ سستی، اُداسی، پژمردگی۔ صدمہ، نقصان۔

اَطراف: چاروں طرف، اِدھر اُدھر۔

اَطلس: ریشم اور سوت کا مِلوان بنا ہوا چکنی اور چمکیلی سطح کا کپڑا۔ اِس کی بُناوٹ اِس طرح کی جاتی ہے کہ تانے کے تار اوپر کے رُخ ہموار سطح بناتے ہیں [فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں]۔ عام طور پر اِسے "ساٹھن" کہا جاتا ہے۔

اِطناب: درازی، طول۔ گفتگو یا کلام کو بڑھانا، طول دینا۔ ضرورتاً ہو تو بلاغت کے لحاظ سے مُحسن ہے اور بے ضرورت ہو (محض تکرار ہو) تو عیب ہے۔

اَظلَم: بہت بڑا ظالم۔

اِظہار: ظاہر کرنا۔ اہلِ مقدمہ یا گواہوں کا بیان۔

مُخبِر نے سنا، پکڑ بُلایا
لے کر اِظہار ساتھ، لایا
[گلزار، ۴۰۲]

اِظہار لینا: حاکم یا کسی افسر کا اہلِ مقدمہ سے حالات دریافت کرنا۔

اِعتِنا: اہتمام، پروا، غم خواری کرنا۔ توجّہ۔ [بے اعتنائی: بے توجّہی]۔

اِعجاز: اِس دُنیا کے معمولات کے خلاف جو واقعے پیغمبروں سے ظہور میں آئے ہیں: خرقِ عادت۔ مجازاً وہ حیرت انگیز بات جو معجزہ سی معلوم ہو۔ کرشمہ۔

آنکھوں میں سحر، ہونٹوں پر اعجاز
بات کرنے کا اک نیا انداز
[مثنویات، ۳۱۰]

یہاں مراد ہے اعجازِ مسیحا، یعنی حضرت عیسیٰ کا معجزہ [مُردوں کو زندہ کرنے والا معجزہ] ہونٹوں میں مسیحائی کا وہ انداز کہ مردہ دل کو نئی زندگی مل جائے۔

اُعجُوبہ / اَعجُوبہ: جو عجیب و غریب ہو، حیرت انگیز، انوکھا: عجوبہ۔

اَعْراب: ملکِ عرب کے باشندے۔

اِعْراب: زَبر، زیر، پیش، جزم، تشدید۔

اگر اِعراب کی غلطیاں مجھ سے کم کہیں
تو نظم کو نثر میاں دانی سے زیادہ بنادیا۔
[کہانی، ص ۴۸]۔

اَعْرابی: عرب کا باشندہ، عرب کا صحرا نشیں، عرب کا بدّو یا دیہاتی۔

اَعْراف: دوزخ اور جنّت کے درمیان ایک مقام۔ مجازاً: آرام اور تکلیف کی درمیانی حالت۔ وہ جگہ جہاں نہ پوری طرح راحت ہو نہ تکلیف۔

اِعْلام: اعلان، اطّلاع، حکم نامہ، نوٹس۔ عدالت کا سمن۔

ع: مانگا قاضی سے جو اِعلام، دیا اُن نے جواب [سودا، ص ۲۹۴]۔

اَعْلام: عَلم کی جمع: جھنڈے۔ اشخاص، مقامات وغیرہ کے خاص نام؛ اسمائے معرفہ، اسمائے نکرہ (عام ناموں) کا مقابل۔

اَعْمیٰ: اندھا۔

اَعْمائے ازل: پیدائشی اندھا۔ ازلی اندھا۔

اَعْمار: عُمر کی جمع، زندگیاں، عمریں۔

ع: قاطعِ اَعمار ہیں اکثر نجوم (غالب)۔

اَعْیان: سر برآوردہ لوگ، اُمرا، کسی ادارے کے بالادست افراد۔ اعیانِ قوم: قوم کے بزرگ، بڑے لوگ۔

اِغْتِرار: دھوکا دینا۔ مجاز اُغرور کرنا۔

خوش نہیں آتا تمھارا اِغتِرار
ورنہ کیا للکاروں تم کو بار بار
[سودا، ص ۸۹]

اِغْراق: بہت مبالغہ، کسی کی تعریف اِس طرح بڑھاچڑھاکر کرنا کہ بہ اعتبار عقل کے ممکن تو ہو، مگر عادت اور معمول کے خلاف ہو۔

اَغْلب ہے: قوی گمان ہے، یقین کے قریب ہے۔

وہ کم حوصلہ ہر ایک سے جلد آشنا ہو بیٹھتا ہے، اَغلب ہے کہ دوستی کرنے کے لیے دعوت اور ضیافت کرے گا [باغ، ص ۶۰]۔ جس سوداگر کا مذکور کیا ہے، اَغلب ہے کہ یہی ہو [باغ، ص ۱۲۲]۔ نیز دیکھیے: غالب ہے۔

اِغْماض: چشم پوشی، کسی کے گناہ یا بُرائی کو نظر انداز کر دینا۔

اِغْماض: بے توجّہی، بے رُخی۔

خانہ زاد کے پاس ایک عورت ناراض ہے، اُس کو فدوی سے اغماض ہے [فسانہ، ص ۲۱۵]۔

اَغْنِیا: غنی کی جمع؛ مال دار، دولت مند لوگ۔

اِغْوا: بہکانا، ورغلانا، فریب دینا۔ کسی مرد یا

عورت کو کسی غرض کے تحت بھگا لے جانا۔

اِفاقت: اِفاقہ، مرض میں کمی ہونا۔ مرض کے بعد صحت۔

اِفاقت نہیں: مرض میں کمی نہیں، غموں کے بوجھ سے چھٹکارا نہیں۔

کہا: بارِ غم سے اِفاقت نہیں
اری کیا کروں، مجھ میں طاقت نہیں
[بیان، ۱۸۰۳]

اِفتا: دینی مسائل میں شریعت کے مطابق فیصلہ دینے کا کام، فتوا دینا۔ [مُفتی: فتوا دینے والا]۔

اُفتاد: ناگہانی آفت، اچانک مصیبت۔

کیسی اُفتاد یہ الٰہی ہے
آج جی جان کا خدا ہی ہے
[مثنویات، ۱۲۶]

سختی سہی، یا کڑی اُٹھائی
اُفتاد تھی جو پڑی، اُٹھائی
[گلزار، ۹۳۱]

اُفتاد پڑنا: حادثہ پیش آنا۔ اتفاقیہ مصیبت ٹوٹ پڑنا۔

دل کو تشویش تھی یہ حد سے زیادہ
دفعتہً پڑ گئی یہ کیا اُفتاد
[مثنویات، ۱۴۵۷]

نہیں معلوم کیا پڑی اُفتاد
جو فراموش کی ہماری یاد
[ایضاً ۱۴۶۱]

اُفتادگاں: گرے ہوئے، عاجز لوگ۔ (اُفتادہ کی جمع)۔

اُفتادگاں نہ لیں مددِ غیر بہرِ اَوج
سایے کو اِحتیاج نہیں نردِباں تلک
[سودا، ص ۱۰۲]

اُفتادگی: گرنے، پڑنے کی حالت۔ بے چارگی، ناتوانی۔ مراداً: خاکساری، انکساری۔

اُفتان و خیزاں: گرتا پڑتا۔

اِفترا: تہمت، بُہتان۔

اِفتراپرداز: بہتان لگانے والا۔

اِفتراپَردازی: بہتان لگانا۔

اَفراسیاب: پرانے زمانے میں توران کا بادشاہ، جو تُور ابنِ فریدوں کی اولاد سے تھا۔ ایرانی بادشاہوں سے زندگی بھر لڑتا رہا۔ مجازاً: بہادر۔

اِفراط و تفریط، اِفراط تفریط: حد سے بڑھی ہوئی زیادتی اور کمی۔

اَفروختہ: روشن، جلتا ہوا۔

ع: اَفروختہ آتشِ حسد ہے [گلزار، ۱۱۹۶]

اَفزود: زیادہ، بڑھ کر۔

وہ، اَلحق کہ ایسا ہی معبود ہے
قلم جو لکھے، اُس سے اَفزود ہے
[بیان، ۷]

اَفزوں: زیادہ۔ بڑھنے والا۔

اَفزونی: زیادہ ہو جانا، بڑھ جانا۔

آتشِ غم بھڑک گئی دونی
تپشِ قلب نے کی اَفزُدنی
[مثنویات، ۱۶۷۰]

اَفسر: تاج۔

اَفسوں: جادو، منتر۔

میں نے جو افسوں یاد کیے تھے، پڑھنے شروع کیے؛ وہ جِن جو کھڑا تھا، بَیل بن گیا [باغ، ص ۱۱۲]۔

اِفشا: ظاہر کرنا، ظاہر۔

اَفشاں: مُقَیش یا بادلے کے کترے ہوئے ریزے، جو اکثر آرایش کے لیے عورتوں، خاص کر دُلھنوں کے بالوں پر چھڑکے جاتے ہیں۔ ماتھے اور چہرے پر بھی جمائے جاتے ہیں۔

اَفشاں پتھر: مَیلے رنگ کا سفید یا ہلکا گلابی پتھر۔ بناوٹ کے لحاظ سے اِس کا شمار سنگِ مرمر کی قسم میں ہے۔ بعض پر مختلف رنگ کی بڑی بڑی چتّیاں ہوتی ہیں۔ یہ اعلا درجے کی عمارتوں میں لگایا جاتا ہے اور نگینے بھی بنائے جاتے ہیں۔ اِس کو "سنگِ اَبری" اور "سنگِ عجوبہ" بھی کہتے ہیں۔

چبوترا سنگِ مرمر کا، حوض مصفّی پانی سے چھلکتا، فرش یک لخت افشاں پتھر کا [فسانہ، ص ۸۸]۔

اَفشانی کاغذ: وہ کاغذ جس پر سنہری بُندکیاں پڑی ہوئی ہوں۔

افشانی کاغذ پر ایک رُقعہ اِسی عبارت کا تحریر کیا [باغ، ص ۲۴۲]۔

اِفشائے راز: بھید کھُل جانا۔ راز ظاہر ہونا۔

اَفعی: ایک قسم کا کالا سانپ جو بہت زہریلا ہوتا ہے۔

اَفعیِ زُلفِ یار: محبوب کی زلف کو افعی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

کہیں افعیِ زلفِ یار ہے یہ
کہیں تریاقِ زہرِ مار ہے یہ
[مثنویات، ۷۱۹]

اَفلاطون: یونان کا مشہور فلسفی، سُقراط کا شاگرد اور ارسطو کا اُستاد تھا۔

وہ مہنت جسے اِس زمانے کا افلاطون کہا چاہیے، قارورہ اور نبض دیکھتا ہوا اور ہر ایک کو نسخہ لکھ کر دیتا ہوا چلا جاتا ہے [باغ، ص ۱۰۶]۔

[افلاطون طبیب نہیں تھا، مگر اِس عبارت میں یہ نام طبیب کی مناسبت کے ساتھ آیا ہے۔ غالباً اِس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں لفظِ "حکیم" طبیب کے لیے اور علمِ حکمت کے ماہر کے لیے مستعمل ہے، یوں فلسفی افلاطون کو فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم، یعنی طبیب بھی فرض کر لیا گیا]۔

اَفواہ: اُڑتی ہوئی خبر، مشہور بات۔ [یہ فوہ

کی جمع ہے۔ فواہ: مُنہ]۔

اَقربا: رشتے دار۔

اَقسام کے: طرح طرح کے۔["قِسم" کی جمع]۔

نئے کھانے اور میوے اَقسام کے
مہیا سب اسباب آرام کے
[بیان، ۷۳۰]

اَقسام اَقسام کے: طرح طرح کے ["اقسام" جمع ہے "قِسم" کی]۔

کھانے اَقسام اَقسام کے شیریں اور نمکین چنے گئے [باغ، ص ۸۳]۔

اِقلیم: پُرانی جغرافیائی تقسیم کے مطابق آباد زمین کا ساتواں حصہ۔ ملک۔

اِکّا: ایک خاص طرح کا بازو بند، جوشن اور نونگے کے مقابلے میں جس پر ایک ہی بڑا نگ جڑا ہوتا ہے۔ ایک بتی کا شمع دان۔

اَکابر: سردار، امیر۔

میں رئیس اور اکابر اِس شہر کا ہوں [باغ، ص ۲۲۹]۔

["اکابر" جمع ہے، مگر اِس عبارت میں یہ بطور واحد کے آیا ہے]۔

اکابر عالم: بہت بڑے عالم۔

جا کر دیکھا تو اکابر عالم اور فاضل صاحبِ شرع حاضر ہیں [باغ، ص ۸۳]۔

اَکابر و اَصاغر: چھوٹے بڑے۔ مراد ہے عام آدمی، تاجر، امیر وغیرہ۔ ["اکابر" جمع ہے "اکبر" کی اور "اصاغر" جمع ہے "اصغر" کی]۔

تین سال میں وہاں کے اکابر و اصاغر سے مل جل کر اعتبار بہم پہنچایا [باغ، ص ۱۵۲]۔

اَکاسی دِیا: معمول سے زیادہ بلندی پر روشن کیا جانے والا چراغ، جگہ کی نشان دہی کے لیے۔ وہ بڑا چراغ جو جہازوں کی رہ نمائی کے لیے بلند مینار پر روشن کیا جاتا تھا۔

چلو خانے کے روبہ رو نصف شب گزرے تک دُکانیں کھلیں، اکاسی دیا جلتا؛ بھولا بھٹکا اُس کی روشنی میں آملتا [فسانہ، ص ۱۸۶]۔

اک پیچا: ایک خاص وضع کی ترچھی پگڑی جو بانکے ترچھے لوگ باندھا کرتے تھے۔

گو کندا ز جوان جوان، بنفشئی بادلے کے دگلے پہنے، گلنار اک پیچے سجے [فسانہ، ۱۰۶]۔

اُگت: اُپج، ذہانت، ذہنی طاقت۔

جنھوں نے اپنے گیان اور اُگت سے اور تلاش و محنت سے قاعدوں کی کتابیں تصنیف کہیں [باغ، ص ۸]۔

اِکتارا: تنبورے سے ملتا جلتا ایک تار کا باجا، جس پر اکثر ہندو فقیر بھجن وغیرہ گایا

کرتے ہیں۔

اَکَٹ: مضبوط اور سخت چیز جو نہ کاٹے کٹے اور نہ توڑے ٹوٹے۔ یکتا، کامل۔

اَکسنا: ہلنا، ہٹنا۔

[اُکسنے تلک نہیں پاتی: کہیں اِدھر اُدھر جا نہیں سکتی]

میں اُکسنے تلک نہیں پاتی
ورنہ اپنے کیے کو خود آتی
[مثنویات، ۱۲۱۸]

اِکسیر: مختلف اجزا، جڑی بوٹیوں کا وہ مرکب جس سے (مشہور روایت کے مطابق) تانبے کو سونا اور رانگے کو چاندی بنایا جاسکتا ہے۔ مجازاً: کسی مرض کے لیے نہایت مفید اور فوراً اثر کرنے والی دوا۔ کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بہت کارگر طریقہ (وغیرہ)۔

اَکفَر: بہت بڑا کافر، بہت ظالم:

جی میں دہشت آئی کہ مَبادا یہ خبر اُس اکفر کو پہنچے، تو یقین کامل ہو، جانِ دَشتہ ظلم سے نہ بچے [فسانہ، ص ۲۳۶]۔

اَکل و شُرب: کھانا پینا۔

اَکُول: بہت کھانے والا، پیٹو۔

اُکھڑ آیا: اُبھر آیا۔

طمانچہ کھینچ کر مارا کہ میرے گال پر پانچوں اُنگلیوں کا نشان اُکھڑ آیا [باغ، ص ۲۱۹]۔

اَکھوَ مَکھوَ: عورتیں اکثر رات کو بچّوں کو بہلانے کے لیے اپنا ہاتھ چراغ کی لو کی طرف لے جاتی تھیں اور اُدھر سے پلٹا کر وہی ہاتھ منہ پر پھیرتی تھیں اور زبان سے کہتی جاتی تھیں: اکھو مکھو، میاں کو (یا بی بی کو) اللہ رکھو۔ مراد ہے بچوں کو بہلانے والی باتوں سے۔

دیکھو منہ تک ہتھیلی آتی ہے
اکھو مکھو تمھیں کو بھاتی ہے
[مثنویات، ۳۰۶]

اِکّے: اِکّا کی جمع؛ شاہی فوج کا وہ عہدے دار (جمعدار) جو اپنے ماتحتوں کو پہرا چوکی کی ڈیوٹی تقسیم کیا کرتا تھا۔ اِس کے سوا اور کوئی خدمت اُس سے متعلق نہیں ہوتی تھی۔ ایسے خاندانی سپاہی (یا عہدے دار) جو کسی خدمت کی تخصیص کے بغیر اچھی تنخواہ پایا کرتے تھے۔

اَگردان: وہ ظرف جس میں بنے ہوئے سوراخوں میں اگربتیاں لگائی جاتی ہیں۔ وہ برتن جس میں آگ روشن کرکے اگر جلاتے ہیں۔

اَگرسُوز: دیکھیے: اگردان۔

اَگر مگر: ہچکچاہٹ، پس و پیش، تذبذب۔

اَگری: (آگری۔ اگری): وہ رنگ جو گہرے کتھئی رنگ کے قریب ہوتا ہے۔

اگلے زمانے والے/ اگلے زمانے کے: پُرانی وضع قطع، قدیم مذاق اور پرانے طور طریقوں کو پسند کرنے والے لوگ۔ بھولے بھالے، سیدھے سادے آدمی۔

کوچہ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے
خضر کیا جانیں، غریب اگلے زمانے والے

[صبا لکھنوی]

اَگن باو: گھوڑوں کی ایک بیماری، جس میں کھال اُدھڑ جاتی ہے اور بال گر جاتے ہیں[سودا، ص ۲۷۳]۔

اَلاپ: (آلاپ) سُر یا لَے ملانے کے لیے آواز کا اُتار چڑھاو، سُر ملانا، دھرپد گانے سے پہلے جو سُروں کا اُتار چڑھاو کرتے ہیں، اُسے الاپ کہتے ہیں۔

اُلاغ، اُلاق: گدھا۔ ڈاک چوکی کا گھوڑا۔

اور اُن مکانوں میں ہر سمت رینگتے ہیں اُلاغ
جہاں بہار میں سنتے تھے بیٹھ کر ہنڈول

[سودا، ص ۲۶۹]

اُلاق: چھوٹی کشتی (فرہنگِ فارسی)۔[باغ، ص ۱۰۷]۔ باغ و بہار میں "اُلاق" ہے، مگر فرہنگِ فارسی میں "الاق" ہے۔ یہ اردو فارسی میں استعمال کا فرق ہو سکتا ہے۔ ہاں، فرہنگ اصطلاحات میں "اُلانگ" ہے بڑی کشتی کے معنی میں۔ بہ ہر صورت، ترجیحی شکل وہی ہے جو باغ و بہار میں ہے]۔

اَلاَمرُ فوقَ الادب: حکم کا درجہ ادب سے بڑھ کر ہے۔ یعنی حکم کا ماننا لازم ہے۔

اِلٰہُ العالمین: سب جہانوں کا خدا۔ دیکھیے: یا الٰہ العالمین۔

البتہ: ضرور۔

اَلبیلی: سیدھی سادھی، الھڑ، بھولی بھالی [نور اللغات]۔

اور وہ ہُوتیاں ہیں اَلبیلی
میں نہیں کچی گولیاں کھیلی

[مثنویات، ۹۲۴]

اِلتہاب: شعلہ بھڑکنا، آگ کا بھڑکنا۔

اِلتیام: زخم کا بھرنا۔ میل ملاپ، میل جول۔ درستی، اصلاحِ حال۔ پھٹی، ٹوٹی چیز کے ٹکڑوں کا باہم جُڑ جانا، پیوستگی۔

اِلحاق: ایک چیز کا دوسری چیز میں شامل ہو جانا، خاص کر ایک علاقے کا دوسرے علاقے میں مل جانا (شامل کر دیا جانا)۔

اِلحاقی: اصل سے خارج، بعد میں بڑھایا ہوا۔ اصل متن میں شامل کر لیے گئے غیر معتبر حصے۔

اِلحان: اچھی آواز سے پڑھنا یا گانا۔

اَلحان: دل کش، سُریلی آوازیں، لہجے ("لَحن" کی جمع)۔

اَلحذر: خدا کی پناہ، خدا بچائے، خدا اپنی پناہ

میں رکھے۔

کرتے ہیں یہ دعا حسینوں سے
اَلحَذر اِن تماش بینوں سے
[مثنویات، ۳۱۸]

اَلحَذر، اَلحَفیظ: خدا بچائے، خدا محفوظ رکھے، خدا اپنی پناہ میں رکھے۔

کس قدر صاف تیرا دیدا ہے
اَلحذر، اَلحفیظ کی جا ہے
[مثنویات، ۹۳۶]

اَلحُق: یقیناً، بے شک۔

اَلَخ: عربی کے فقرے "اِلیٰ آخِرِہ" کی مخفف شکل، جس کے معنی ہیں: یہاں سے لے کر آخر تک۔ کسی عبارت کے شروع کا لفظ (یا الفاظ) لکھ کر اختصار کی غرض سے اُس کے آگے "الخ" لکھ دیا جائے تو مراد یہ ہوگی اِس عبارت میں اِس لفظ (یا اِن الفاظ) سے لے کر اِس عبارت کے یا جملے کے آخر تک کا حصہ۔

اَلخالق/اَلخالِق: وہ روئی دار قبا جس کا سینہ اور آستینوں کے چاک کھلے ہوئے ہوتے ہیں؛ مگر آج کل روئی دار مخمل یا بانات وغیرہ کے انگرکھے وغیرہ پر بھی اطلاق ہونے لگا ہے [آصفیہ]۔

اَلَخ بَلَخ ہونا: معمولی بات پر بہت غصّے، ناراضی کا اظہار کرنا۔

اَلَست: دیکھیے: عہدِ الست۔

اِلَسنا پلَسنا: خوش و خرسم رہنا، مزے اُڑانا، اہلے گہلے پھرنا۔

اَلسِنہ: لِسان کی جمع: زبانیں (جو مُنہ میں ہوتی ہیں)۔ بولیاں۔

اُلُش، اُلُش: اُمرا یا بادشاہوں کے سامنے جو کھانا رکھا جائے، اُس میں سے کچھ کھانا نکال کر کسی خاص شخص (امیر، سردار وغیرہ) کو عطا کرنا۔ اِسے خاص التفات اور بہت عزت کی بات سمجھا جاتا تھا۔

اُلُشِ خاص: بادشاہ کی طرف سے بھیجا گیا کھانا۔

اِتنے میں خواجہ سرا کئی چوگوشے تورہ پوش پڑے، بھوئیوں کے سر پر دھرے آکر موجود ہوا کہ حضور سے اُلُشِ خاص عنایت ہوا ہے [باغ، ص ۸۸]۔

اُلُش کرنا: کھانے وغیرہ میں سے تھوڑا سا چکھنا یا پینا۔

اُس وقت ملکہ مہر نگار نے گلاس شراب سے بھر کر شہ زادے کو دیا، کہا: اِسے اُلُش کر دیجیے، تاریخِ سفر خاطرِ انور سے دور ہو [فسانہ، ص ۹۰]۔

اَلغارُوں: بہت زیادہ، بڑی تعداد میں یا زیادہ مقدار میں، کثرت سے۔

اَلقِصّہ: غرض کہ، مختصر یہ کہ۔

اَلقَط ہے: ختم ہے۔

اَلْکَن: ہکلا۔

اَلَکھ: جو دیکھنے میں نہ آئے۔

اَلَکھ روپ: جس کا روپ ظاہر نہ ہو۔

اللہ آمین سے پالنا: بڑے لاڈ پیار سے پالنا۔ دعائیں مانگ مانگ کر اور منّتیں مان مان کر پرورش کرنا۔

اللہ آمیں سے ہم تو یوں پالیں
آپ آفت میں دل کو یوں ڈالیں!

[مثنویات، ۱۳۴۳]

اللہ آمیں سے اِس کو پالا ہے
سارے گھر کا یہی اُجالا ہے

[ایضاً ۵۴۵]

اَللہ جی: واہ واہ، بہت خوب (طنز کے طور پر)۔

کہا تب پری زاد نے: واہ جی!
بہت گرم ہیں آپ اللہ جی!

[بیان، ۱۵۷۸]

اللہ دے اور بندہ لے: امید کے خلاف یا اچانک کوئی ایسی چیز مل جائے جو بہت فائدے کی، کام کی ہو۔

جب پڑھ کر اُٹھے تو سب کچھ یاد تھا، مگر دماغ پر کسی قسم کا بار نہ تھا۔ چلو، اللہ دے اور بندہ لے [کہانی، ص ۷۴]۔

(۲) بغیر سوچے سمجھے کسی بات کو صحیح سمجھ کر نقل کر دینا:

اُن بھلے آدمیوں نے قاموس دیکھ کر مطالعہ کیا تھا۔ اُس میں "اناء" کے معنی مٹکے کے بھی ہیں؛ اللہ دے اور بندہ لے، اُنھوں نے یہاں مٹکا پھنسا دیا (کہانی، ص ۵۶]۔

(۳) کسی چیز کی کثرت کو ظاہر کرنے کے لیے؛ بے حد، بہت، بے انتہا:

اب کیا تھا، اللہ دے اور بندہ لے، جو کچھ دل میں بخار بھرا تھا، خوب اچھی طرح نکال لیا [کہانی، ص ۷۲]۔

اللہ کے ولی: سیدھے، نیک، مکر فریب سے نا آشنا۔

یہ بے چارے اللہ کے ولی، وہ وَلَدُ الزِّنا شقی [فسانہ، ص ۲۱۰]۔

اَللّے تَللّے کرنا: خوب مزے اُڑانا، عیش کرنا۔

ہم سے اظہار تھا کہ مرتے ہیں
یاں اَللّے تَللّے کرتے ہیں

[مثنویات، ۹۸۷]

اَلماس: ہیرا۔

اَلَم اُٹھانا: غم اٹھانا، رنج برداشت کرنا۔

رشک سے پیچ و تاب کھانے لگی
دل ہی دل میں الم اٹھانے لگی

[مثنویات، ۴۱۳]

اَلَمَست: جوانی (یا شراب) کے نشے میں ڈوبا ہوا، مست۔

انگور کے خوشوں میں دلِ آبلہ دار کا پتا۔ زربفت کی تھیلیاں چڑھیں، نگہ بانی کو گوشوں میں باغبانیاں اَلمست کھڑیں [فسانہ، ص ۸۷]۔

اَلنگ: (بروزنِ پتنگ) پہلو، سمت، طرف۔ قلعے کی دیوار۔

ایک کوٹ دیکھا بہت بلند، تمام پتھر کا، اور ہر ایک اَلنگ اُس کی دو دو کوس کی [باغ، ص ۱۸۹]۔

اُولِوالعزم: بڑے ارادے والا، عالی حوصلہ، بلند ہمّت والا (دیکھیے: اولوالعزم)۔

اَلوان: طرح طرح کے، رنگا رنگ۔ (لون کی جمع۔ لون: رنگ)۔

اُلول: شوخی، اُچھل کود۔

سوار گر پڑے سوتے میں چارپائی سے
کرے جو خواب میں گھوڑا کسی کے نیچے اُلول
[سودا، ص ۲۶۵]

اُلوہیّت: خدا ہونا، خدائی شان، خدائی۔

اُلیل: گھوڑے کی شوخی، اُچھل کود۔

اِمارت کی لینا: اپنی دولت و عظمت کو جتانا۔

جانِ عالم نے تبسّم کر کے کہا: پھر درپردہ اِمارت کی لی۔ یعنی ہم تو یہاں کے مالک ہیں، آپ بھوکے پیاسے سالک ہیں [فسانہ، ص ۸۵]۔

اِمامِ اوّل: مراد ہیں حضرت علیؓ۔ حضرات شیعہ بارہ اماموں کو مانتے ہیں، پہلے امام حضرت علیؓ ہیں۔

شیرِ یزداں، شہِ مرداں، علیِ عالی قدر
وصیِ ختمِ رُسُل اور امامِ اوّل
[سودا، ۸۱]۔

امام ضامن: حضرت علی موسیٰ رضا۔ حضرات شیعہ کے عقیدے کے مطابق آٹھویں امام۔ "جب کوئی سفر کو جانے لگتا ہے تو گھر والے اور عزیز و احباب اس کے بازو پر امام ضامن کا روپیا باندھ دیتے ہیں اور وہ منزلِ مقصود پر پہنچ کر خیرات کر دیا جاتا ہے۔ روپے کی تخصیص نہیں؛ دولت مند اشرفی اور غریب پیسا باندھتے ہیں" [نور]۔

بہن نے امام ضامن کا روپیا میرے بازو پر باندھا [باغ، ص ۲۵]۔

اِمامِ ہُدا: سیدھا راستہ دکھانے والا امام۔

کوئی اُن میں، نہیں علی سے جدا
تا بہ مہدی، ہیں سب امامِ ہُدا
[مثنویات، ۴۲۶]

اَمان: پناہ، حفاظت۔

اَمانت: جوں کا توں، حفاظت کے ساتھ، احتیاط کے ساتھ۔ کسی طرح کی کمی بیشی کے بغیر۔

ئے عشق میں پھر یہ سوجھی ترنگ
کہ لے چلیے اِس کا امانت پلنگ

محبّت کی آئی جو دل پر ہَوا
وہاں سے اُسے لے اُڑی دل رُبا
[بیان، ۷-۱۰۷]

وہ من ڈالے اُس میں پڑا تھا جو وھاں
کہا یہ پری زاد نے سب کو، ہاں!
نکالو امانت اِسے اِس نَمط
کہ لیتے ہیں بو مشک سے جس نَمط
[بیان ۶۴-۱۷۴۵]

دو کشتیاں امانت حضور میں اُس پری کے گزرانیاں [باغ، ص ۳۰]۔ اور اُس کے مال و خزانے کو امانت اِس کے سُپرد کریں [// // ص ۱۷۴]۔

امانت دھرا ہے: اُسی طرح رکھا ہوا ہے۔

صاحب نے کیا کھایا! کھانا تو سب امانت دھرا ہے [باغ، ص ۷۸]۔ یعنی ذرا بھی کم نہیں ہوا۔

امانت لے چلو: بہت احتیاط کے ساتھ اِسی طرح لے چلو۔

عرض کی: اب تلک تو جیتا ہے۔ حضرت فرمایا کہ امانت، قالیچے پر لٹا کر، باغ میں لے چلو [// // ص ۱۵۷]۔

اِمتِلا: معدے کا غذا سے، یا بدن کا مادّے سے بھرا ہونا۔ بدہضمی۔

اِمتِیاز: سمجھ، سلیقہ، شعور۔

اِس میں ہر اک کو امتیاز نہیں
مُنہ تلک آئے، یہ وہ راز نہیں
[مثنویات، ۱۲۵۴]

[ہر ایک کو امتیاز نہیں: یعنی ہر شخص نہیں سمجھ سکتا]۔

اِمتیاز نہیں: شوق نہیں، دل چسپی نہیں۔

سَیر میں مجھ کو اِمتیاز نہیں
تم پھرو، بندی سیر باز نہیں
[مثنویات، ۱۳۶۰]

اِمداد ہوا: عطا ہوا، دیا گیا۔

اِس قدر زور جواہر محتاج، فقیروں کو عنایت و امداد ہوا [فسانہ، ص ۱۲۹]۔

اِمداد ہوئی: عطا ہوئی، بخشی گئی۔

ہے بنا جب سے گلشنِ ایجاد
ہوئی ہر شے ہر ایک کو امداد
رنگ و خوبی عطا کیا گل کو
نالہ و درد بخشا بلبل کو
[مثنویات، ۱۲۶۸]

اَمر: حکم، کام، معاملہ۔

اُمرا زادِیاں: امیروں کی لڑکیاں۔

پری زاد ہمجولی اُمرا زادیاں مصاحبت میں رہتی تھیں [باغ، ص ۴۸]۔

اُمَرائیت: امیر ہونے کا احساس، غرور۔

اُمرائیت کو کام نہ فرماؤ، نیچے آؤ۔ یہ ہمیں معلوم ہوا کہ تم بڑی آدمی ہو

[فسانہ، ص ۸۲]۔

اَمرَد: نوعُمر خوب صورت لڑکا، جس کے داڑھی مونچھ نہ نکلی ہو۔

اَمرِ شُدَنی: ہونے والی بات۔

اَمر و نُہی: شریعت کے مطابق کاموں کا حکم دینا اور خلافِ شریعت کاموں سے منع کرنا۔[اَمر: حکم۔ نُہی: منع کرنا]۔

اَمَل: اُمّید۔

اِملاک، اَملاک: "مِلک" کی جمع: جائداد، مال اسباب۔

اور حاتم کا مُلک و اِملاک اور مال و اسباب چھوڑدیا[باغ، ص ۷۳]۔

اَموال: مال کی جمع: دولت۔

اُمور: کام، معاملات۔ بہت سے کام، بہت سے معاملات:

دل سے اپنے ذرا یہ رکھنا دور
کون کم بخت یہ کرے گا اُمور
[مثنویات، ۱۶۲۱]

مطلب یہ ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہی ہو، یہ سب کون کرے گا۔

اُمّی: وہ شخص جو پڑھنا اور لکھنا نہ جانتا ہو۔ یہ لقب ہے رسول اللہ کا، آپ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

اُمّید سے رہنا: حمل رہ جانا، اُمّید سے ہونا۔

بارے، جو پڑی گھر اُس کے بے قید
اُمّید سے رہ گئی وہ نومید
[گلزار، ۸۰۳]

اُمّید سے ہونا: حاملہ ہونا، پاؤں بھاری ہونا، پیٹ سے ہونا۔

اَمین: امانت دار، معتبر جس پر بھروسا کیا جاسکے۔ یہ رسول اللہ کا لقب ہے، جو پیغمبر ہونے سے پہلے لوگوں کی امانتیں محفوظ رکھنے کی بنا پر مکّے والوں کی طرف سے آپ کو ملا تھا۔

اَنّا: وہ عورت جو بچّوں کو دودھ پلانے کے لیے ملازم رکھی جاتی تھی۔

کوئی ماما ہے، کوئی دائی ہے
کوئی انّا، کوئی کھِلائی ہے
[مثنویات، ۱۷۳۸]

اَنا الحق: میں خدا ہوں۔ [یہ منصور کا قول ہے، جس پر اُنھیں علما کے فتوے کے مطابق قتل کردیا گیا تھا]۔

کہیں فریادِ خونِ ناحق ہے
کہیں خود قائلِ اَنا الحق ہے
[مثنویات، ۶۳۰]

اَنام: مخلوقات۔

اَنبوہ: ہجوم، بھیڑ۔

اَنت: انجام، آخر، انتہا، نتیجہ۔

اِنْتِباہ ہوا: اپنی غلطی معلوم ہوئی۔

جرم پر اپنے اِنتباہ ہوا
کہیے چلو تقصیر کی، گناہ ہوا
[مثنویات، ۲۸۶]

اِنتظار کھینچنا: انتظار کرنا۔

اِن تِلوں تیل ہی نہ تھا: مُروّت تھی ہی نہیں۔

آپ سے میل ہی نہ تھا گویا
اِن تِلوں تیل ہی نہ تھا گویا
[مثنویات، ۲۵۹]

اَنْٹی: سوت یا ریشم کی لچھی۔ رہل یا لکڑی جس پر سوتی یا ریشمی تاگا لپیٹا جائے۔ گرہ، گانٹھ، خاص کروہ گرہ جو کسی چیز کے رکھنے، اڑسنے سے نیفے میں پڑ جائے۔

اَنْٹی مار: دغاباز، گرہ کٹ، جیب کترا۔

اَنْٹی ماری: چالاکی، فریب، دغابازی، عیاری۔

اَنجم سپاہ: بہت فوج والا [ستاروں کی طرح بے شمار فوج رکھنے والا]۔ (انجم: "نجم" کی جمع۔ انجم اور نجوم، دونوں جمعیں آتی ہیں)۔

اَنْجھواں: آنسو۔ [اَنْجھو/اَنْجھو: آنسو]۔

اَنْ چت: اچانک۔

جاتے جاتے اَن چت ایک دریا راہ میں ملا [باغ، ص ۶۴]۔ یے باتیں ہوتیاں تھیں کہ اَن چت وہ پری آ پہنچی [// // ص ۱۱۱]۔

اَنْچھر: جادو کے بول، تاثیر سے بھری ہوئی بات۔

اَنْدام: جسم، بدن۔

اِنْدراسَن: اِندر آسن، راجا اندر کی تخت گاہ۔

ع: اندراسن امر نگر ہے شہر ایک
[گلزار، ۱۰۸۷]

اِنْدر کا اَکھاڑا: راجا اندر کی سبھا، جس میں پریاں ناچتی تھیں۔ کنایتاً: خوب صورت عورتوں کا مجمع (نور)۔

اندر کا اکھاڑا کہوں یا پریوں کا اُتارا۔ اُن کو دیکھتا بھالتا آگے چلا [باغ، ص ۸۶]۔

اَنْدوہ: غم۔

اَنْدھلا: اندھا۔

اَنْدیشہ: خیال۔

اور بالفعل ایک اندیشۂ مشکل میرے دل میں خلش کر رہا ہے [باغ، ص ۸۶]۔

اَنْدھیری: اَندھیاری، تاریکی، سیاہی۔

اَنْدھیری: مَنکھوے، گھوڑے کی نگاہ کو یک سو رکھنے کے لیے قریب چھے انچ مربع شکل کے چمڑے کے بنے ہوئے مَنکھوے، جو دہانے کے تسمے میں سلے ہوئے اور

دونوں آنکھوں کی بغلیوں سے ملے ہوئے
بہ طور پردہ لگے رہتے ہیں[اصطلاحات
جلدِ پنجم]۔

اَنْدھیری: ملکھیا۔ بہشتی (یا مزدور) کے
منہ کا نقاب[اصطلاحات]۔

مسلمان گھروں میں سقا (بہشتی) جب
پانی لاتا تھا تو اپنے صافے کے لٹکتے
ہوئے سرے کو نقاب کے طور پر منہ
پر ڈال لیا کرتا تھا۔

سر پر پگڑی باندھی۔ پیچ پگڑی کا
اندھیری ڈالنے کے لیے کھلا.... (طلسم
ہوش رُبا بہ حوالہ اردو لغت)۔

اِنْڈوی: عمدہ کپڑے اور لچکے، پٹھے سے بنا
ہوا حلقہ، جسے جوگنیں اور جوگی زیبائش
کے واسطے سر پر رکھتے ہیں۔

یہ جوگن جو بیٹھی بروگن ہوئی
کہ اِتنے میں رات آئی جوگن ہوئی
بھبھوت اپنے منہ پر شتابی سے مَل
رکھ انڈوی کو مہ کی، شب آئی نکل
[بیان، ۲-۱۶۰۱]

اِن رُوزُوں: اِن دنوں۔

اِن روزوں خانہ زاد جس بادشاہ پاس گیا
تھا، نیا ماجرا دیکھا[فسانہ، ص ۲۸۸]۔

اِنْس: انسان۔

اَنْسَب: بہت مناسب۔

اِنْس و جاں: آدمی اور جن۔

اِنْسِیاں: اِنس کی جمع: آدمی۔

ع: کیا انسیاں، کیا طائراں، کیا وحش، کیا
جن و پری[نظیر، ص ۱۷]۔

اِنشا کرنا: لکھنا۔

اگر معرکہ رزم یا صحبتِ بزم اُس کی اِنشا
کروں، صفحۂ دُنیا پر نہ لکھ سکوں[فسانہ،
ص ۴]۔

اِنْصِرام: سرانجام، تکمیل، انجام پانا، بندوبست،
اہتمام، انتظام۔

کہتی ہے مجھ سے مغفرت ہووے گی خوب یہ غزل
ہمرہ نعت و منقبت گر اِسے انصرام دو
[سودا، ص ۵۲]

(انصرام دو: مکمل کرو، سرانجام دو)۔

اِنْصِرام کر: انجام کو پہنچا کر، مکمل کر کے۔

حمدِ حق اور نعتِ احمد کو یہاں کر انصرام
اب میں آغاز اُس کو کرتا ہوں جو ہے منظور کام
[باغ، ص ۴]

اِنْضِمام: ملنا، مل جانا، شامل ہونا، شرکت۔
ایک علاقے کا دوسرے علاقے میں
الحاق، دو علاقوں کا باہم ملایا جانا۔

اِنْطِباع: چھاپا جانا، طباعت۔

اَنْفار: ادنا درجے کے ملازم[نَفَر کی جمع]۔

انفار پھر سب آن کے اِس بات پر اڑے
ہم کوڑیاں طلب کی تو لیں گے کھڑے کھڑے
[سودا، ص ۳۴۵]

اِنْفِعال: شرمندہ ہونا، منفعل ہونا، شرمندگی، منفعل ہونے کی کیفیت۔

اَنکھڑِیاں: آنکھیں۔

اُن کی پاپُوش کو غرض تھی: اُنھیں کیا ضرورت تھی۔ وہ کیوں بھیجتیں۔

اُن کی پاپوش کو غرض تھی ہاں
جو مجھے بھیجتیں خبر کو یہاں
[مثنویات، ۱۱۸۲]

اَنگ: جسم۔

اَنگا: انّا، دودھ پلائی۔

میری یہ حالت دیکھ کر دائی، دوا، چھوچھو، انگا؛ سب کی سب متفکر ہوئیں [باغ، ص ۴۹]۔

اَنگبیں: شہد۔

اَنگرکھا: "بالابر" پر ترقی کر کے دہلی میں انگرکھا ایجاد کیا گیا، جس میں دراصل "جامہ" اور "بالابر" دونوں کو ملا کر ایک نئی قطع پیدا کی گئی۔ اِس میں سینے پر چولی، قبا سے لی گئی؛ مگر سینہ کھلا رکھنے کی جگہ ایک گول اور لمبوترا گریباں بڑھایا گیا، جس کے اوپر، گلے کے نیچے ایک ہلال نما کنٹھا لگایا جاتا۔ چولی نیچے رہتی، جس میں پہلے داہنی طرف کا پردہ نیچے بغل میں بندوں سے باندھ دیا جاتا اور پھر اوپر بند ہوتے، جس سے دونوں طرف کے پردے سینے کے بیچوں بیچ میں لا کے باندھ دیے جاتے۔ اِس میں بائیں جانب تھوڑا سا سینہ کھلا رہتا اور نیچے دامن اگرچہ قبا کے سے ہوتے، مگر پُرانے جامے کی یادگار میں دونوں پہلوؤں پر بغلوں کے نیچے چُننٹ ضرور رکھی جاتی۔ یہ پُرانا انگرکھا تھا جو دہلی کے آخری دور میں رواج پاچکا تھا اور وہاں سے سارے ہندستان میں پھیل گیا۔ لکھنؤ میں آنے کے بعد اِس انگرکھے میں زیادہ چُستی اور قطع داری پیدا کی گئی۔

[شرر: گذشتہ لکھنؤ]۔ (اُس لکھنوی قطع داری کے لیے دیکھیے: "شلوکا")۔

اَنگُشت: اُنگلی۔

اَنگُشتَری: انگوٹھی۔

اُنگلیاں اُٹھیں گی: رُسوائی اور بدنامی ہوگی۔

اک فقط میری جان جانے میں
اُنگلیاں اُٹھیں گی زمانے میں
[مثنویات، ۲۷۲]

اَن گنا مہینا، اَن گِنا مہینا: حمل کا آٹھواں مہینا۔

جب سَتوانسا ہوا اور اَن گنا مہینا گزر کر پورے دن ہوئے [باغ، ص ۱۸۶]۔

اِن گُنوں پر پتھر پڑیں: دیکھیے: پتھر پڑیں۔

انگور بندھنا: زخم کا بھرنے، ٹھیک ہونے

کے قریب ہونا، زخم کے اوپر سرخ
دانے دار گوشت کا اُبھر آنا، کُھرنڈ
بندھنے لگنا۔

انگور کر لائے: زخم بھر گئے۔

بیس دن کے عرصے میں زخم بھر آئے
اور انگور کر لائے [باغ، ص ۱۵۸]۔

اَنگیا: دیکھیے: کُرتی۔

اَنْواع کے: طرح طرح کے۔

ریاحین و گل اُس میں انواع کے
طلسمات گل اُس میں انواع کے
[بیان، ۶۸۰]

اَنوکھی: نئی، عجیب۔

میں بھی ایک آدھ نقل یا کہانی انوکھی کہہ کر
اُس کے دل کو بہلاتا [باغ، ص ۱۵۹]۔

اَنوکھی پھَبَن: نیا انداز۔ نئی آرایش،
انوکھی زیب و زینت۔

کچھ اک تمکنت اور کچھ اک بانکپن
غرض ہر طرح میں انوکھی پھبن
[بیان، ۸۵۵]

اَنوکھی گھَڑَت: نئی طرح کی بناوٹ،
انوکھی ساخت۔

مُرصّع کے تھے عطرداں کئی دھرے
انوکھی گھڑت کے کئی چوگھرے
[بیان، ۱۰۹۱]

اُنھیں پانو پھر آئی: فوراً لوٹ آئی۔

دائی یہ کہہ کر گئی اور اُنھیں پانو پھر آئی کہ چلو
حضور میں [باغ، ص ۸۹]۔

اَنیلا: ناتجربے کار۔

ایک رفیق، وہ اَنیلا؛ دوسرا جانور، یہ بے
چارہ بے پر [فسانہ، ص ۵۲]۔

اَوامِر و نَواہی: اَوامر: وہ احکام جن کے
بجا لانے کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔
نواہی: وہ کام جن سے شریعت میں منع
کیا گیا ہے۔

اوُبھنا: اُٹھنا، بلند ہونا۔

اوُبھی: اُٹھی، چھائی ہوئی۔

باغ میں کوئل پپیہے، مور کا شور؛
جھولے پر گھٹا رہی اوُبھی گھنگھور
[فسانہ، ص ۱۰]۔

اُوپچی: ہتھیار بند، پانچوں ہتھیار باندھے
ہوئے سپاہی۔ [پانچوں ہتھیار: تلوار،
ڈھال، برچھی، تیر، کمان (اردو لغت)]۔

اُس جوان کو دیکھا کہ اُوپچی بنا ہوا، زرہ
بکتر پہنے، چار آئینہ باندھے، گھوڑے پر
پاکھر ڈالے [باغ، ص ۱۴۹]۔

اوپر اوپر مزے اُڑانا: سب سے الگ،
سب کی نظر سے بچے ہوئے، پوشیدہ
طور پر عیش کرنا۔

کیوں جی! یہ اکیلے شب کو جانا
اوپر اوپر مزے اُڑانا
[گلزار، ۱۱۹۲]

اوپر کا آنے والا: غیر آدمی، باہر کا اجنبی شخص۔

شبنم کے سوا پُچرانے والا
اوپر کا تھا کون آنے والا
[گلزار، ۲۵۲]

اَوتار: کسی دیوتا کا انسانی پیکر میں ظاہر ہونا۔

اَوج: بلندی، مرتبہ۔

ماسوا اِس کے، کیا یہ اَوج ہے کم
دُوشِ احمد پہ تھے علی کے قدم
[مثنویات، ۱۰]

اَوج: بلندی۔ مجازاً: شان و شوکت۔

اُسی دھوم سے اور اُسی فوج سے
اُسی شان سے اور اُسی اَوج سے
[بیان، ۲۱۱۸]

اَوجِ حَسَب: خاندانی بلندی، نَسَبی شرافت۔

اَوجِ سعادت: بہت زیادہ خوش نصیبی۔

اَوجھل میں: اُوٹ میں، مراد ہے: پردے میں۔

کیا مسلمان اپنی اِستریوں کو اَوجھل میں رکھتے ہیں [باغ، ص ۱۷۱]۔

اَودھ بنگلہ: فیض آباد۔ [فسانہ، ص ۲۰۲]۔

اُدَھم: دیکھیے: اُدَھم۔

اَوراق: وَرَق کی جمع۔ وَرَق: کاغذ کے پرت۔ درخت کے پتے۔

اَوراقِ جَمعِیّت: سکون اور اطمینان کے ورق، یعنی سکون اور اطمینان۔

اَورَگی: کارچوبی کام کے اُن مختلف قطع کے ٹکڑوں کو کہتے تھے جو زنانے یا مردانے جوتوں پر آرائش کے لیے لگائے جاتے تھے۔

زرِدُوزی ایسی بنی، یہ باریکی چھنی کہ باہر بَندۂ اَورَگی کی پتی جو پائیں؛ بجائے جِیغہ و سَرپیچ، اپنے سر پر لگائیں [فسانہ، ص ۱۵]۔

اَورَنگ: تخت۔ شاہی تخت۔

اُوس پڑنا: اُداسی چھا جانا، بے رونقی برسنا۔

ع: غفلت سے یہ پھول پر پڑی اُوس
[گلزار، ۲۵۴]۔

[یہاں مراد یہ ہے کہ غفلت کے سبب پھول غائب ہو گیا اور چمن پر بے رونقی چھا گئی]۔

اَوسَر چُوکنا: بے سُرا ہونا۔ [اَوسَر: موقع، راگوں کا وقت]۔

اَوسَر چُوکی ڈُومنی گاوے تال بے تال: اِس مثل کا مطلب یہ ہے کہ ڈومنی جب راگ اور تال بھول جاتی ہے تو بے سُری ہو جاتی ہے؛ اِسی طرح بعض دفعہ آدمی اپنی غلطی کی بنا پر کسی مصیبت میں بُری طرح مبتلا ہو جاتا ہے اور ساری سمجھ بوجھ ختم ہو جاتی ہے۔

[ڈُومنی: گھروں کے اندر گانے والی

عورت، جسے مختلف تقریبوں میں بُلایا جاتا تھا]۔

میری اُس وقت یہ حالت تھی جیسی اَوسَر چوکی ڈومنی گاوے تال بے تال۔ اپنے اوپر لعنت کرتی تھی کہ کیوں تو یہاں آئی، جس کی یہ سزا پائی [باغ، ص ۵۸]۔

اَوصاف: تعریفیں، کمالات۔ ["وصف" کی جمع]۔

بعدِ احمد، علی کے لکھ اَوصاف
نہ رُکی تیغ جس کی رُوزِ مُصاف
[مثنویات، ۵۰]

اَوصاف: طنزاً: بُری باتیں، بُری عادتیں، ناشایستہ حرکات۔

اِکی مرشد ہو تم، قصور مُعاف
سُن چکی ہوں میں آپ کے اوصاف
[مثنویات، ۱۶۱]

اِس شعر میں "اوصاف" بہ طورِ طنز آیا ہے؛ یعنی میں آپ کی حرکات کے متعلق بہت کچھ سن چکی ہوں۔ گفتگو میں بھی یہ لفظ اِس طرح استعمال میں آتا ہے۔

اَوضاع: طور طریقے، چال ڈھال، افعال واطوار۔

اَوقات: وقت کی جمع۔ پنج وقتہ نماز کے اوقات سب کو معلوم ہونا چاہیے۔

اَوقات: وقعت، حیثیت، شخصیت۔ [بیش تر حقارت کی نسبت کے ساتھ مستعمل ہے جیسے: اُن کی اوقات ہی کیا ہے، یعنی اُن کی حیثیت، وقعت کچھ نہیں]۔

اوقات تلخ کی: مصیبتیں اٹھائیں، پریشانیاں برداشت کیں۔ زندگی اجیرن ہو گئی۔

تیرے پیچھے کی تلخ سب اَوقات
دن کو دن سمجھی اور نہ رات کو رات
[مثنویات، ۱۳۴۴]

اَوقات تلف کرنا: وقت ضائع کرنا؛ زندگی خراب کرنا، برباد کرنا۔

عجب کیا کہ ہووے تمھارے خلف
کرو تم نہ اوقات اپنی تلف
[بیان، ۲۴۸]

اب میں یہ پوچھتی ہوں تجھ سے بات
کیوں تلف اپنی کرتا ہے اَوقات
[مثنویات، ص ۳۴۰]

اَوقات کاٹنا: وقت گزارنا۔

بہانے سے ہر کام کے روز و شب
وہیں کاٹا آ کے اوقات سب
[بیان، ۱۶۴۸]

اُوگی: لمبا، گاودُم شکل کا چابک، جو نئے گھوڑے کی سدھائی کے وقت چابک سوار استعمال کرتے ہیں۔ اِس کی پھٹکار سے زور کی آواز نکلتی ہے جو گھوڑے کو ڈرانے کے لیے کی جاتی ہے۔ بعض پیشہ ور فقیر اِس قسم کا کوڑا بھیک مانگتے وقت اپنے جسم پر پھٹکارتے ہیں۔

اُول: کسی عزیز کو روپیا ادا ہونے یا کسی اور وعدے کے پورا ہونے تک ضمانت کے طور پر کسی کے حوالے کر دیتے ہیں (رہن کے طور پر)، اُس کو "اُول" کہتے ہیں۔

جو عامل اب ہیں محالات پر، سویوں ہیں خفیف
کہ جس طرح کسی حاکم کے گھر گنوار ہوں اُول

[سودا، ص ۲۶۳]

اول جلول: بدسلیقہ، بے ڈھنگی (یا بے ڈھنگا)۔

بات کا کچھ سلیقہ خاک نہ ڈھول
نوج اِتنا ہو کوئی اول جلول

[مثنویات، ۷۰۲]

اُولی الْاَمْر: صاحبِ حکومت، حاکمِ برحق۔

آفتابِ سپہرِ جاہ و حشم
شاہ واجد علی شہِ عالم
اُس کی طاعت کو حکم ہے آیا
ہے اُولی الامر حق نے فرمایا

[مثنویات، ۴۳۱]

[چوتھے مصرعے میں سورۂ نساء کی اِس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: یآ اَیُّھا الّذینَ آمنوا اَطیعو اللّٰہ وَ اَطیعو الرّسول وَ اُولی الامرِ مِنکم]۔

اُولوالعزم، اُلوالعزم: بڑے ارادے والا، عالی حوصلہ، بلند ہمت۔ [اصلاً "اولوالعزم" ہے، اردو میں "الوالعزم" بھی لکھا جاتا ہے۔ آصفیہ میں اِسے دونوں طرح لکھا گیا ہے۔ باغ و بہار میں "الوالعزم" ہے۔ دیکھیے: الوالعزم]۔

اونٹ چڑھے کتا کاٹے: عقل کے خلاف اور ناممکن بات کے لیے کہتے ہیں (جو شخص اونٹ پر سوار ہے، اُسے کتا کیسے کاٹ سکتا ہے)۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ جب شامت آتی ہے تو لاکھ احتیاط کیجیے، نقصان پہنچ ہی جاتا ہے۔

کم بختی جو آوے، اونٹ چڑھے کتا کاٹے؛ ایک دائی کو ساتھ لے کر سُرنگ کی راہ سے اُس جوان کے مکان میں گئی [باغ، ص ۵۵]۔

اونٹ کے گلے میں بلی: مشہور کہاوت ہے؛ کسی قیمتی چیز کے ساتھ ایک کم قیمت چیز کا شامل کر دیا جانا۔ ایک ضروری چیز کے ساتھ ایک غیر ضروری چیز کے خریدنے کی شرط۔

[یہ کہانی بیان کی گئی ہے کہ ایک عرب کا اونٹ گم گیا۔ اُس نے قسم کھائی کہ اگر اونٹ مل گیا تو اُسے ایک درہم میں بیچ ڈالوں گا۔ اتفاقاً وہ اونٹ مل گیا۔ قسم پوری کرنے کے لیے اُس نے یہ کیا کہ ایک بلی کے گلے میں ڈوری باندھ کر، اُس ڈوری کا سرا اونٹ کے گلے میں باندھ دیا اور آواز لگانے لگا کہ یہ اونٹ ایک درہم میں بکاؤ ہے اور یہ بلی ایک

ہزار درہم میں؛ مگر یہ دونوں ایک ساتھ بکیں گے]۔

(یہ حکایت میں نے اپنی طالب علمی کے زمانے میں فارسی کی ایک ابتدائی کتاب گلزارِ دبستاں میں پڑھی تھی۔ واقعہ پورا یاد رہ گیا، مگر قیمت صحیح طور پر یاد نہیں رہی کہ ایک ہزار درہم تھے یا پانچ ہزار۔ قیمت جو بھی ہو، واقعہ یہی تھا)۔

ایک باغ نہایت سرسبز بکاؤ ہے۔ اُس باغ کے ساتھ ایک لونڈی بھی گائن؛ لیکن یہ دونوں باہم بکتے ہیں، نہ اکیلا باغ۔ جیسے اونٹ کے گلے میں بلّی۔ باغ کا مول لاکھ روپے ہے اور اُس باندی کا بہا پانچ لاکھ [باغ، ص ۵۴]۔

اونٹ کے منہ میں زیرہ: ایسے موقعے پر کہتے ہیں جہاں زیادہ چیز کے ضرورت مند کو بہت کم چیز دی جائے۔

اُن پٹھانوں کی جماعت کی تو کیا صلا کرتے۔ اُن کے لیے تو مولوی صاحب کا ناشتا، اونٹ کے منہ میں زیرہ ہو جاتا [کہانی، ص ۳۸]۔

اَونے پَونے: اصل قیمت سے کم، جتنی قیمت بھی ملی۔

میں نے اُسے اَونے پَونے بیچ ڈالا اور دارو درمن میں خرچ کرنے لگا [باغ، ص ۲۹]۔

اَوہام: وہم کی جمع۔

اِہتِزاز: خوش گوار ہوا کا چلنا؛ فرحت، خوشی، شگفتگی، وجد کی کیفیت۔

اَہرِمَن: زردشتیوں (آتش پرستوں) کے نزدیک بُرائی کا خالق، بدی کا دیوتا، شیطان۔ یَزداں کے مقابل۔

اَہلِ بَصَر: آنکھوں والے، اربابِ نظر۔

اَہلِ تنجیم: نجومی۔

بلاتے ہیں ہم اہلِ تنجیم کو
نصیبوں کو اپنے ذرا دیکھ لو
[بیان، ۲۵۰]

اَہلِ حرفہ: پیشہ ور۔

اَہلِ زبان: کوئی زبان جن کی مادری بولی ہو، جنھوں نے ماں (وغیرہ) کی گود میں کوئی زبان سنی ہو، سیکھی ہو۔ جن کی بول چال سند ہو۔

اَہلِ خامہ: لفظی معنی: قلم والے، یعنی اہلِ قلم، شاعر، انشاپرداز۔

ع: رکھ لے مری اہلِ خامہ میں نُوک
[گلزار، ۱۲]

اَہلِ دَوَل: مال دار، دولت مند۔

ایک شخص تھا مجتبیٰ نام، نہایت اہلِ دَوَل، مُرَفَّہ حال [فسانہ، ص ۱۵۹]۔

ع: سرفرو ہو نہ مرا ایھاں بہ درِ اہلِ دَوَل
[سودا، ص ۸۹]

اہلِ عرفان: وہ لوگ جو اِس کائنات کی

حقیقت کو جانتے ہیں۔ خدا تک پہنچے
ہوئے بزرگ۔

اہلِ فرنگ: انگریز۔

کئی دن میں سیکھا یہ کسبِ تفنگ
کہ حیراں ہوئے، دیکھ اہلِ فرنگ
[بیان، ۴۵۶]

اَہلِ قُبُور: مُردے۔

اہلِ قلم: لکھنے والے۔ دفتر کے منشی، محرّر۔
انشاپرداز، مصنف۔

اَہلِ کار: دفتر کا منشی، مُحرّر، کلرک۔

اہلِ نشاط: طوائفیں، گانے والیاں۔ ڈوم
ڈھاری، اربابِ نشاط۔

اَہلِ وَرَع: پرہیز گار لوگ۔ نیک بندے۔

اَئِمّہ: امام کی جمع۔

اَیاغ: پیالہ۔ شراب پینے کا پیالہ۔

اَیاغ بر کف: ہاتھ میں پیالہ لیے ہوئے۔

اَیال: چوپایے خصوصاً گھوڑے کی پشت اور
گردن کے لٹکے ہوئے بال۔

عطر سونگھا، ایک کنٹر گھوڑے کی ایال پر
اُلٹ دیا [کہانی، ص ۵۳]۔

اَیاّم: دن ("یوم" کی جمع)۔

خوش گزرتے تھے اِس طرح اَیاّم
عیش رہتا تھا صبح سے تا شام
[مثنویات، ۲۰]

مراد یہ ہے کہ زندگی کے دن ہنسی
خوشی گزر رہے تھے۔

اَیاّمِ گُل: بہار کا موسم۔

اِتّنی: اِتنی۔

معتقد اتّنی خاطر مری کہ جائے نفس
کروں گا میں یہ دمِ واپسیں شمار گرہ
[سودا، ص ۵۷]

ایجاب کیا: قبول کیا۔

حسن آرا نے کہا: مبارک
ایجاب اس نے کیا، مبارک!
[گلزار، ۹۹۷]

ایراد: اعتراض۔

اَیرے غَیرے پَچکَلیان: معمولی درجے
کے لوگ۔ [ایرے غیرے: وہ لوگ
جن سے کوئی تعلق، کوئی واسطہ نہ ہو۔
پچکلیان: وہ گھوڑا جس کے گھٹنوں اور
پیشانی کا رنگ، اُس کے بدن کے رنگ
سے مختلف ہو۔ مجازاً: دوغلا]۔

ہم کو اُس زمانے میں ایک مضمون پڑھاتے
تھے، مگر اُس میں کامل کر دیتے تھے۔
پڑھانے والے بھی ایرے غیرے
پچکلیان نہیں ہوتے تھے۔ ایسے ایسے کو
چھانٹا جاتا تھا جن کے سامنے آج کل
کے عالم محض کاٹھ کے الو ہیں [کہانی،
ص ۴۶]۔

اِیڑی چوٹی پہ قربان کروں: عورتیں کبھی

غصّے میں، کبھی نفرت یا حقارت ظاہر کرنے کے لیے کہتی ہیں۔ بے حقیقت، بے حیثیت شخص ہے۔ اِس قابل ہے کہ اپنے سر، پانْو پر سے قربان کردوں۔

ایسا ہرجائی نوج ہو انسان
اِیڑی چوٹی پہ میں کروں قربان
[مثنویات، ۱۹۰]

ایڑی چوٹی پہ نثار کرنا: دیکھیے: ایڑی چوٹی پہ قربان کرنا۔

نوج ایسے کا اعتبار کروں!
ایڑی چوٹی پہ میں نثار کروں
[مثنویات، ۹۴۱]

اِیزَد، اِیزَد: خدا۔

اَیسا تَیسا: کلمۂ حقارت۔

ارے تو کون ایسا تیسا ہے
سچ بتا، یہ فریب کیسا ہے
[مثنویات، ۱۴۰]

ایسے چودہ ہزار: ایسے بہت سے لوگ۔

کہیں ہم لوگ رحم کرتے ہیں
ایسے چودہ ہزار مرتے ہیں
[مثنویات، ۷۳۷]

ایک بات مُنہ پر نہ رکھی: کچھ بھی نہ کہا۔

غسل کرواکر نئی پوشاک پہنائی اور اِن کی خجالت کے ڈر سے ایک بات مُنہ پر نہ رکھی [باغ، ص۱۴۰]۔

ایک پنتھ کئی کاج: ایک تدبیر سے کئی کام نکالنا۔

ایک تو چوری اُس پہ سرزوری: اُس موقعے پر کہتے ہیں جب کوئی قصور کرکے نہ ڈرے اور اُلٹے ڈھٹائی کی باتیں کرے۔

اب کہاں تک کروں میں غم خوری
ایک تو چوری، اُس پہ سرزوری
[مثنویات، ۱۱۰۲]

ایک چِلّے میں: چالیس دن میں۔

زخم بھرآئے، غرض ایک چلّے میں غُسل کیا، بادشاہ زادی نہایت خوش ہوئی [باغ، ص۱۵۸]۔

ایک دم کی سانس نہیں: تھوڑی دیر زندہ رہنے کی بھی امید نہیں۔

واں پھانس پچھی ہے اُس کو غم کی
یاں سانس نہیں ہے ایک دم کی
[گلزار، ۸۴۴]

ایک راس کے: ایک طرح کے، ایک جنس کے، ایک قسم کے۔

بجڑاؤ وہ اِستادے اَلماس کے
ڈھلے ایک سانچے کے، اک راس کے
[بیان، ۸۰۲]

ایک رنگ آنا ایک جانا: غصّے، خوف، پشیمانی، شرمندگی، فکر یا تکلیف سے ہر لحہ چہرے کا رنگ بدلنا۔

ایک ساعت : ذرا دیر۔

لیکن ایک ساعت توقف کیجیے کہ بادشاہ زادی کے حضور جا کر عرض کروں [باغ، ص ۷۹]۔

ایک کو سائی، دوسرے کو بدھائی : ہر کسی سے وعدہ، ہر کسی سے اقرار، فریب اور مکاری سے لوگوں کو مختلف اُمیدوں پر لگا رکھنا [امیر اللغات]۔

جعل سازی یہ تجھ کو کیوں کر آئی
ایک کو سائی، دوسرے کو بدھائی
[مثنویات، ۱۷۴]

ایک گَمَت: ایک ساتھ [گمت: ٹولی، سنگت]۔

اور کل کا احوال کچھ معلوم نہیں کہ کیا پیش آوے؛ ایک گمت رہیں یا جدا جدا ہو جاویں [باغ، ص ۲۰]۔

ایک ہی لاٹھی/ایکی لاٹھی سب کو ہانکنا: اعلا ادنا، اچھے بُرے میں امتیاز نہ کرنا۔ سب کے ساتھ ایک جیسا برتاو کرنا۔

تم تو بے وجہ بغلیں جھانکتی ہو
ایک ہی لاٹھی سب کو ہانکتی ہو
[مثنویات، ۲۰۴]

یعنی سب کو ایک جیسا سمجھتی ہو۔

موسیٰ کا عصا تھا لٹھ جواں کا
اِیکی لاٹھی سے سب کو ہانکا
[گلزار، ۸۶۸]

یعنی جتنے دیو تھے، اُن سب کو ایک ہی لاٹھی سے مار بھگایا۔

اِیکی : ایک ہی۔ ایکی لاٹھی سے سب کو ہانکا [گلزار، ۸۶۸]۔

اِیکی مُرشِد ہو: بہت چالاک ہو، بہت عیار ہو، بڑے استاد ہو۔

اِیکی مرشد ہو تم، قصور مُعاف
سن چکی ہوں میں آپ کے اَوصاف
[مثنویات، ۱۶۱]

اَے گو: عورتوں کا تکیہ کلام: لو دیکھو، لو سنو کی جگہ۔

بولی: قائل ہوں اِس ڈھٹائی کی
اَے گو خوبی تری صفائی کی
[مثنویات، ۱۳۸]

اب میں سمجھی جو قصد تیرا ہے
اَے گو کم بختیوں نے گھیرا ہے
[ایضاً، ۹۱۸]

[یہ کلمہ مردوں اور عورتوں، دونوں میں مستعمل رہا ہے؛ مگر بہ طورِ خاص یہ عورتوں کے تکیہ کلام کے طور پر بیش تر آتا ہے]۔

اَے گو خوبی تری صفائی کی: دیکھیے: صفائی۔

اَینٹھا : پگڑی۔

دلّی کے ناگوری پاؤں میں، سر پر گلنار اَینٹھے طرح دار [فسانہ، ص ۱۸۲]۔

اینچَن چھوڑ کھینچَن میں نہ پڑ جاؤں:

اصل بات کے بجائے کسی دوسری بات پر بُرا نہ سننا پڑے۔
بہت کچھ لکھ لیا تھا، وہ پھاڑ ڈالا کہ کہیں اینچن چھوڑ کھینچن میں نہ پڑ جاؤں [کہانی ص ۲۲]۔

اَیوان: محل، شاہی قصر۔

اَیُّھَا النّاس: اے لوگو!

ایہام: لفظی معنی: وہم میں ڈالنا۔ علم بدیع کی اصطلاح میں: ایک لفظ ایسا کلام میں واقع ہو جس کے دو معنی ہوں: ایک قریب، ایک بعید۔ سننے والے کا ذہن قریبی معنی کی طرف جائے اور کہنے والے کی مراد دوسرے معنی سے ہو۔ معنیِ قریب سے مراد یہ ہے کہ وہ معنی اُس مقام کے مناسب نہ ہوں، لیکن کسی ہلکے قرینے سے وہ کہنے والے کا مقصود معلوم ہوں۔

ب

باب: دروازہ۔ (۲) کسی کتاب کا وہ حصہ جو مضامین کی تقسیم یا واقعات کی ترتیب کے لحاظ سے دوسرے باب (حصے) سے مختلف ہو۔ جیسے: اِس کتاب میں آٹھ باب ہیں۔ (۳) تعلق، بابت؛ جیسے: اِس باب میں تمھاری رائے کیا ہے۔ (۴) لائق، شایاں، جیسے، غالب:

دھمکی میں مر گیا، جو نہ بابِ نبرد تھا
عشقِ نبرد پیشہ طلب گارِ مرد تھا

بابت: حیثیت، دولت وغیرہ۔

رہا کون اور کس کی بابت رہی
موئے اور جیتے وہی ہے وہی
(بیان، ۱۴)

(۲) بارے میں، متعلق؛ جیسے: اُس کی بابت کیا فیصلہ کیا گیا ہے۔ شمارہ ۵، بابت مئی ۱۹۹۰ء۔ (۳) تخصیص، فرق، جیسے:

نیک و بد کی کچھ نہیں بابت رہی
جس کو پی چاہے، سہاگن ہے وہی
(میر حسن: مثنوی رموز العارفین)

(۴) وجہ، سبب، جیسے:

کپڑے پھٹے، تو لوگوں میں غیرت کہاں رہی
تعظیم اور تواضع کی بابت کہاں رہی
(نظیر)

بابِ سخن مفتوح ہو: شاعری کا دروازہ کھل جائے۔

پلا مجھ کو ساقی شرابِ سُخَن
کہ مفتوح ہو مجھ پہ بابِ سُخَن
(بیان، ۱۰۳)

بابو: بنگال کے ایک قدیم خاندانی زمیندار کا خاندانی دستور کہ خاندان کے سرپرست

کو راجہ، اور چوتھے بیٹے کے بعد جس قدر بیٹے ہوں، وہ "بابو" کے لقب سے ملقب کیے جاتے ہیں [آصفیہ]۔ راجہ کے معزز اہلِ خاندان کو بھی "بابو" کہتے ہیں [نور]۔

نامے بادشاہوں کو، فرمان راجہ، بابو کو، صوبے داروں کو شُقّے، عاملوں کو پروانے جا چکے تھے [فسانہ، ص ۱۳۸]۔

باپ دادا کی ہڈیوں کے واسطے سے بھیک مانگنا: بیٹا! جو کچھ کرنا ہے، خود کرو؛ باپ دادا کی ہڈیوں کے واسطے سے بھیک نہ مانگتے پھرو [کہانی، ۲۲]۔

بات آنا: "لڑکا ہو خواہ لڑکی، لڑکی کے واسطے بات آنا اور لڑکے کے لیے بات جانا پیغامِ شادی کے لیے مستعمل ہے" [رسوم دہلی]

بات اُٹھنا: کسی کی سخت بات کو برداشت کرنا، جھڑکیاں سہنا۔

بات وہ کس طرح بشر سے اُٹھے
نہ سُنا ہو کبھی جو کانوں سے
(مثنویات، ۱۶۴۳)

بات جانا: دیکھیے: بات آنا۔

بات میں پَے نکال دیتا تھا: دیکھیے: پَے نکالنا۔

بات میں قند گھولنا: میٹھی میٹھی دل چسپ باتیں کرنا۔

پہر رات تک ہنستی اور بولتی
ہر اک بات میں قند تھی گھولتی
(بیان، ۱۶۴۳)

باٹ: راستہ۔

راہ باٹ میں اگر کہیں بھینٹ ملاقات ہو جاتی، تو آنکھیں چرا کر منہ پھیر لیتے [باغ، ۲۲]۔

باج: ساز کے بجنے کی کیفیت، طریقہ، آواز۔ بجانا۔

باج باج اللہ محمد کا راج: گھڑیال بجاتے وقت خدمت گاروں، فراشوں وغیرہ کا نعرہ۔ (دریائے لطافت بہ حوالہ اردو لغت)۔

باج: وہ مقررہ نذرانہ جو چھوٹے حکم رانوں کی طرف سے بادشاہ یا شہنشاہ کو دیا جاتا تھا؛ خراج۔

باج سِتاں: خراج لینے والا۔

باج گزار: خراج ادا کرنے والا۔

باجرا: معروف اناج۔ چھالی کے ٹکڑے جو بہت چھوٹے چھوٹے، گول کترے گئے ہوں۔ بارش کی بہت ننھی ننھی بوندیں۔

باچھیں: باچھ کی جمع۔ باچھ: ہونٹوں کا داہنی یا بائیں جانب کا کونا، جہاں دونوں ہونٹ ملتے ہیں۔

باچھیں کھِلنا: بہت خوش ہونا، خوشی میں

بہت ہنسنا۔

باخدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار: مطلب یہ ہے کہ خدا کو جو چاہو کہہ لو؛ مگر رسول اللہؐ کا جب ذکر آئے، نام آئے، تو بہت سنبھل کر، سوچ سمجھ کر بات کرو [یعنی رسول اللہ کا احترام ملحوظ رکھو]۔

بادام دکھایا: آنکھ کے اشارے سے جانے کا حکم دیا۔

یہ سُن کے، اشارے سے بٹھایا
بادام بنفشہ کو دکھایا
(گلزار، ۱۴۹۲)۔

بادامی: گوشت کا ایسا سالن جس میں بادام [خواہ پیس کر، خواہ کتر کر] ڈالے گئے ہوں۔

کئی طرح کے قلیے: دو پیازہ، نرگسی، بادامی، روغن جوش[باغ، ۷۷]۔

بادپا: (باد: ہَوا)۔ ہَوا کی طرح تیز چلنے والا، کنایتاً: گھوڑا۔

بادپیما: ہوا کی پیائش کرنے والا، مجازاً: گھوڑا۔ فضول کام کرنے والا، فضول باتیں کرنے والا۔

بادپیمائی: بے کار، فضول کام کرنا۔

بادہ نوشی، ہے بادپیمائی (غالبؔ)۔

بادِ چمن چمن خراماں: بہت سے باغوں میں سے ہو کر آنے والی ہوا۔ [گلزار، ۳۴۸]۔ (مراد ہے بکاولی سے؛ جو گل چیں کی تلاش میں ہر طرف گھوم رہی تھی)۔

بادریسہ: وہ گول، سوراخ دار لکڑی، جسے خیمے کی چوب کے اوپر رکھتے ہیں۔

بادزَن: پنکھا۔

بادِ سَحَر: بادِ سحر، صبح کو چلنے والی ہلکی ہَوا۔

بادِ سَمُوم: بہت گرم ہَوا، لو۔

بادشاہِ عَلَی الْاِطْلَاق: مراد ہے: خدا۔ [عَلَی الْاِطْلَاق: کُل کا مالک، مختارِ مطلق]۔ (باغ، ۹۰)

بادشائی: بادشاہی۔

جس کو اُس در تلک رسائی ہے
دین و دُنیا کی بادشائی ہے
[مثنویات، ۱۲۵۶]۔

بادشہِ حَباب افسر: وہ بادشاہ جس کے سر پر بُلبلے کا تاج ہو؛ یعنی تاج سے محروم، مصیبت زدہ [گلزار، ۷۴۵]۔

بادِ صبا: صبح کے وقت سورج کے طلوع ہونے سے پہلے شمال مشرق سے چلنے والی ہوا، جو صحت بخش اور خوش گوار ہوتی ہے: نسیمِ سحر، پُروا ہوا۔

بادِ صَرصَر: وہ ہوا جو بہت تیز و تند، شور مچاتی ہوئی چلتی ہے۔

بادلا: زری کا کپڑا، جو ریشم اور چاندی یا سونے کے تاروں سے بُنا جاتا تھا۔

گلے میں پشواز بادلے کی سنجاف کی

[باغ، ۴۱]

بادلا: سونے اور چاندی کے چپٹے تار، جو گوٹا بننے اور کلابتون بٹنے کے کام آتے ہیں۔

بادلوں کے نشان: بادلے سے بنے ہوئے جھنڈے، علم۔

چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان
سواروں کے غٹ اور بھالوں کی شان

(بیان، ۵۱۲)

بادِ مُراد: موافق ہَوا (کشتی، جہاز کے لیے)۔

بادہ پیمائی: شراب پینا۔

بادہَوائی: فرضی، بے بنیاد [گلزار، ۳۲۳]۔

بادہَوائی سفر: فضول سفر، جس کا کوئی مقصد و مدّعا نہ ہو۔ [فسانہ، ۳۲۱]۔

بادیہ: تانبے کا بڑا کٹورا یا پیالہ۔

بادیہ: جنگل، بیابان، غیر آباد علاقہ۔

بادیہ گرد: جنگل بیابان میں پھرنے والا، بھٹکنے والا۔ [گلزار، ۴۷]۔

بار: دیر۔

تجھے قتل کرتے نہیں لگتی بار
نہ ہو تجھ سے مایوس، اُمیدوار

(بیان، ۳۰۵)

بار: بوجھ۔ وزن۔ دخل، رسائی۔ ناگوار۔ پھل۔

بار آنا: پھل لگنا۔

بار اُترنا: قرض ادا ہونا۔ ذمّے داری پوری ہو جانا۔

بارِالٰہ/ بارِ اِلٰہ: اے خدائے بزرگ۔

دُعا شاہ کو دی کہ بارِ اِلٰہ!
سدا یہ سلامت رہے مہر و ماہ

(بیان، ۵۴۷)

بارانی: وہ کپڑا جو بارش میں پانی سے بچاو کرے۔ ایک قسم کا لمبا کوٹ، جس کے پہن لینے سے پانی سے بچاو ہوتا ہے: برساتی۔

جوں لگی ہونے قطرہ افشانی
لا رکھی اُن کے آگے بارانی

(سودا، ص ۳۸۰)

بار بَردار: سامان اُٹھانے والے لوگ۔

بار بردار جلد بھیجو اور ان کا اسباب منگوا کر رکھواؤ (باغ، ص ۱۲۴)۔

بار بَرداری: اسباب لے جانے کا سامان، سامان ڈھونے کے لیے جانور، چھکڑے وغیرہ۔ (باغ، ص ۱۲۹)

بار بر دُوش: کاندھے پر بوجھ اُٹھائے ہوئے۔

بار خُدایا: اے خدائے برتر۔

بار خدایا! اِس کا احوال مجھ پر ظاہر کر
[باغ، ص ۱۲۲]۔

بارِ دُوش: لفظی معنی: کاندھے کا بوجھ۔
مجازاً: ناگوار، وبالِ جاں، اجیرن۔

بارِ دیگر: دوسری بار، اِس کے بعد۔

سب کو عبرت ہو کہ بارِ دیگر کوئی
دینِ محمدی میں رخنہ نہ کرے
[باغ، ص ۱۳۴]

بار کرنا: سامان (کشتی وغیرہ پر) چڑھانا
(باغ، ص ۱۱۰)۔

بارْوَر: پھل دار، کنایتاً وہ عورت جس کے
حمل ٹھہر چکا ہو، حاملہ۔

بارْوَر زَوج: حاملہ بیوی۔

اک ملک میں ایک صاحبِ فوج: رکھتا تھا محل
میں بارْوَر زَوج [گلزار، ۳۱۸]۔

بارہ اَبھَرَن (آبھَرَن): بارہ زیور۔

ساتوں لڑکیاں سولہ سنگار، بارہ اَبھرن، بال
بال گج موتی پرو کر کھڑی تھیں [باغ،
ص ۹۰]۔

بارہ باٹ: ٹکڑے ٹکڑے، منتشر، الگ
الگ۔ تتر بتر۔ حیران، پریشان، متفکر۔
تباہ و برباد، ملیامیٹ۔

بارہ پتھر باہر: کسی شخص کو شہر کی حدود
سے باہر نکال دینا۔ مراداً: غیر متعلق، کوئی
واسطہ نہیں۔

صَرف و نحو کے نِکات پر بحث شروع ہوئی۔
اِس بحث میں مجھے بارہ پتھر باہر سمجھ لیا
جاتا تھا (کہانی، ۵۱)۔

بارہ دری: بارہ دروں یا دروازوں کی ہوادار
عمارت، جو اکثر دریا کے کنارے، یا باغ
میں بنوائی جاتی تھی۔ برامدہ جس میں
بارہ دریا دروازے ہوں۔ [بارہ سے کم
دروں یا دروازوں والی عمارت کو بھی
کبھی کبھی بارہ دری کہا جاتا تھا]۔

بارِ ہستی سے سَبُک دُوش کیا: زندگی کا
بوجھ اُتار دیا، یعنی قتل کرادیا۔

سوداگر کو کاروانِ عدم کا ہم سفر کر کے
بارِ ہستی سے سَبُک دُوش کیا۔ [فسانہ،
ص ۲۱۷]۔

باری: پیدا کرنے والا، خُدا۔

بارے: آخر کار، بہ ہر حال، اَلغرض۔

باری دار: پہرے دار۔ پہرے پر موجود
سپاہی، اپنی اپنی باری پر چوکی پہرا دینے
والے۔ "جو اپنی باری یا نوبت پر بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہو" (دریائے
لطافت)۔

باری داروں نے میری خبر عرض کی۔ حکم
ہوا کہ حضور میں لاؤ [باغ، ص ۲۰۰]۔

جہاں تک کہ چوکی کے تھے باری دار
ہَوا جو چلی، سو گئے ایک بار
(بیان، ۵۹۷)

باری دارنیاں: وہ عورتیں جو شاہی محلوں میں چوکی پہرے پر رہتی تھیں۔
باریک بیں: معاملے پر غور سے نظر کرنے والا۔ تیز فہم۔
باریکی چھنّا: نازک باتیں نکلنا، لطافت و نزاکت کا پیدا ہونا۔
باڑ رُوکنا: دلھن جب اپنے گھر سے رخصت ہو کر شوہر کے گھر پہلی بار آتی ہے؛ اُس وقت بہنوں کا دوپٹے تان کر دولھا کا راستہ روکنا زیادہ سے زیادہ نیگ لینے کے لیے۔
باڑھ کاٹے، نام تلوار کا: کام کوئی کرے، نام کسی کا ہو۔

سرمہ ہے سفّاک، شہرہ ہے نگاہِ یار کا
سچ کہا ہے: باڑھ کاٹے، نام ہو تلوار کا
[ذوق، کلیات، لاہور، ص ۱۸۸]

باڑے کا فقیر: قبرستان میں رہنے والا فقیر، تکیے دار، خیرات خوار، [باڑا: قبرستان، تکیہ (فقیروں کا)۔ وہ دان اور خیرات وغیرہ جو ہندو فقیروں وغیرہ کو شادی میں بہ طور خیرات دیتے ہیں]۔

کہاں لائی ہے؛ واہ ری تقدیر!: مُوا باڑے کا جس طرح سے فقیر (مثنویات، ۹۵۷)۔

باز: پھر، دوبارہ۔ کھلا ہوا۔
باز آفرینی: دوبارہ وجود میں لانا۔

بازخواست: پرسش، پوچھ گچھ۔
بازخواست ہونا: جواب طلب کیا جانا۔

دکھائی اُنھوں نے ہمیں راہِ راست
کہ تا ہو نہ اُس راہ کی باز خواست
(بیان، ۳۷)

بازدار: جس کے ذمّے باز کو سدھانے کی اور اُس کی دیکھ بھال کی خدمت ہو۔
[باغ، ۱۳۱]۔
بازدید: دید: ملاقات۔ بازدید: جس سے ملاقات کی گئی تھی، اُس کا آنا ملاقات کے لیے۔ مزید دیکھیے: دید وادید۔
بازگشت: واپسی، مُنہ سے نکلی ہوئی آواز کی گونج کے ساتھ واپسی۔ کیے ہوئے کام کا ردِ عمل یا اثر۔
بازیافت: گم شدہ چیز کا مل جانا۔ دوبارہ کسی چیز کے حاصل کرنے یا حاصل ہونے کا عمل۔
باسَن جڑاؤ کے: مرصّع برتن، ایسے برتن جن میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں۔
اور کھانے کے باسن روپے، سونے کے اور جڑاؤ کے [باغ، ۷۹]۔
باشا: ایک شکاری پرندہ۔ یہ باز کی ایک قسم ہے۔
باعِث: سبب، وجہ۔
باعِث ہوا: اصرار کیا، کہا۔

ہاتھ منہ دُھو دھا کر کچھ ناشتا کیا، مجھے
بھی باعث ہوا [باغ، ص ۲۰۷]۔

باغبانِ قضاوقدر: خدا۔

شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبانِ
قضاوقدر کی دیکھتا جاتا تھا۔
[فسانہ، ص ۵۳]۔

باغ بانیاں: باغبان عورتیں۔ باغ میں کام
کرنے والیاں۔

باغبانیانِ پری وَش ہر روش پر بہ روشِ
دل بری خراماں (فسانہ، ۵۹)۔

نگہبانی کو گوشوں میں باغبانیاں اَلمست
کھڑیں (″ ″، ص ۸۷)۔

باغِ سبز دکھانا: فریب دینا، دھوکا دینا۔

مجھ سے باتیں نہ اب بنایئے آپ
باغ سبز اَور کو دکھایئے آپ
[مثنویات، ۱۴۵]

[مزید دیکھیے: سبز باغ دکھانا]۔

باغِ سُبُل: جس باغ سے کئی راستے نکلے ہوں۔

دیارِ امامت کے گلشن کا گل
بہارِ ولایت کا باغِ سُبُل
(بیان، ۷۰)

(حضرت علی کی تعریف میں شاعر نے
کہا ہے کہ وہ امامت کے باغ کا پھول ہیں
اور وہ ولایت کا ایسا باغ ہیں جس سے
شریعت اور طریقت کی راہیں نکلی ہیں)۔

بافتا: سوت یا ریشم اور سوت کا مِلواں بُنا ہوا
کپڑا۔ بافتہ اصل میں معمولی استعمال کے
کپڑے کو کہتے تھے۔ بافتہ سے کسی قدر
بہتر قسم کا خاصا، محمودی اور چیچم کے نام
سے موسوم کیا جاتا تھا۔
(اصطلاحات)

باقرخانی: شیرمال کے مقابلے میں ہلکی اور
کچھ چھوٹی روٹی۔ نصیرالدین حیدر (شاہِ
اودھ) کے زمانے میں محمدو نامی ایک
ولایتی (ایرانی) شخص نے آ کے فرنگی
محل میں باورچی کی دکان کھولی۔

......ایران کے مسلمان خمیری روٹیاں
کھاتے اور ہندستان کی سرزمین میں تنور
گاڑتے ہوئے آئے تھے، مگر اُس وقت
تک ساری روٹیاں تھیں، جن میں گھی
کا لگاؤ نہ ہوتا۔ ہندوؤں کو پوریاں تلتے
دیکھ کر مسلمانوں نے توے کی روٹیوں
میں گھی کا جُز دے کے پراٹھے ایجاد کیے
اور پھر اُن میں حسبِ دل خواہ تہیں اور پرتیں دینا
شروع کیں۔ پھر اسی پراٹھے میں پہلی
ترقی یہ ہوئی کہ باقرخانی کا رواج ہوا،
جو ابتداءً اُمرا کے دسترخوان کی بہت
تکلفی روٹی تھی۔ لکھنؤ میں محمدو نے
باقرخانی پر بہت ترقی دے کر شیرمال
پکائی، جو مزے، بوباس، نفاست اور
لطافت میں باقرخانی اور تکلفی روٹیوں
کے تمام اصناف سے بڑھ گئی...... چند

ہی روز میں شیر مال کو اِس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ وہ لکھنؤ کی نیشنل روٹی قرار پائی۔ یہاں تک کہ جس دعوت میں شیر مال نہ ہو، وہ مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ (شرر: گذشتہ لکھنؤ)۔

باقِیات : یادگاریں، آثارِ قدیمہ۔ وہ بقایا رقمیں جو کسی کے ذمے ہوں۔

باقیاتُ الصالحات : اچھی یادگاریں، اچھی اور نیک اولاد، عام فلاح اور بھلائی کے کام۔

باک نہیں: خوف نہیں۔

جھوٹ سچ بولنے میں باک نہیں
مُنہ پہ سب کچھ ہے، دل میں خاک نہیں
[مثنویات، ۳۶۴]

[یعنی کسی ڈر خوف کے بغیر جھوٹ بولے چلا جاتا ہے]۔

باگ: شیر۔

باگ ڈُور : ایک لمبی رسّی ہوتی ہے جس کا ایک سرا باگ (لگام) کے ساتھ گھوڑے کے دہانے میں باندھ دیا جاتا ہے اور سوار کا ہم رکاب سائیس اُس کو پکڑے رہتا ہے۔ قیام کے وقت اُس کو کسی چیز سے باندھ دیا جاتا ہے۔

بال: پرندوں کے بازو کا جوڑ، جس کی قوت سے وہ اُڑتے ہیں: پر، بازو۔

بال اَفشاں: پر پھڑ پھڑاتا ہوا، مضطرب۔

بالا بتانا: بہانہ کرنا، ٹالنا۔

خواصوں کو بالا بتانا اُسے
اکیلے درختوں میں جانا اُسے
(بیان، ۱۳۹۰)

بالا بَر: دیکھیے: جامہ۔

بالا پُوش: پلنگ پوش۔

بالائے بام: چھت پر۔

بالائے طاق رکھ دینا: الگ رکھ دینا؛ مراد ہوتی ہے: نظر انداز کر دینا۔

بال بال گج مُوتی پِرونا : مراد ہوتی ہے بہت زیادہ بناؤ سنگار سے: (باغ، ۹۰)۔

بال باندھی، بال باندھا: غلاموں کی طرح تابع دار۔

بال آگ پہ رکھتے آندھی آئی
وہ دیوانی بال باندھی آئی
[گلزار، ۱۷۳]

بال باندھی کوڑی مارنا: نشانہ خطانہ کرنا، بالکل صحیح نشانہ لگانا [باغ، ۱۷۴]۔

بال بیکا نہیں کر سکتا: کچھ نہیں بگاڑ سکتا، ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

سمندر ہزاروں لہریں مارتا ہے، پر اُس کا بال بیکا نہیں کر سکتا [باغ، ۳]۔

بال بیکا نہ ہو : کوئی صدمہ نہ پہنچے، کوئی مصیبت نہ پڑے، کوئی آفت نہ آئے۔

کاٹ لے کوئی دھڑ سے سر میرا
بال بیکا نہ ہو مگر تیرا
(مثنویات، ۱۵۸۵)

بالچہ: پُرانے زمانے میں توپوں کے ساتھ لوہے کی ایک ڈولچی سی ہوتی تھی، جس میں پانی بھرا رہتا تھا۔

پھر ستّے آب پاشی کر گئے۔ توپ خانے والے بالچوں میں پانی بھر گئے۔
(فسانہ، ۲۵۶)

بِالرّاسِ وَالعَین: بہت ادب کے ساتھ۔

ماں باپ نے گلے سے لگایا۔ شہزادہ بالرّاسِ وَالعَین آداب بجالایا۔
[فسانہ، ۳۳۹]

بال زَن: اُڑنے والا۔

بالِش: تکیہ۔

بالعَکس: برخلاف، برعکس، اُلٹا۔

بِالعَکس کام ہوا: جیسا ہونا چاہیے تھا، اُس کے خلاف ہوا، اُلٹا ہوا۔

میرا خیال خام ہوا اور بالعکس کام ہوا۔
[باغ، ۱۹۲]

بِالفِعل: فی الحال، اِس وقت۔

بالکا: لڑکا۔ مجازاً: چیلا۔

بالی: کم عُمر لڑکی۔ جَو یا گیہوں کا خوشہ۔

وہ گندم جَو نُما تھی بالی
مردانہ لباس سے نکالی
(گلزار، ۴۳۲)

["بالی" میں کم عمر لڑکی اور گیہوں، جَو کی بالی، دونوں کی معنوی مناسبتیں شامل ہیں]۔

بالے: بالا کی جمع۔ بالا: کان کی لو میں پہننے کا سونے یا چاندی کے تار کا بنا ہوا حلقہ نما زیور۔ اِس میں خوش نمائی کے لیے دو موتی بھی پرو لیتے ہیں، جن کے بیچ میں سرخ یا سبز رنگ کا نگ ہوتا ہے۔

جڑاؤ وہ بالے کہ ہالے کا اشک
وہ موتی کے مالے کہ عاشق کا اشک
(بیان، ۸۴۰)

بالیدگی: بڑھنے، اُبھرنے، پھولنے، نشو و نما پانے کا عمل: نشو و نما۔

بالیں: سرھانا۔ لیٹے ہوئے شخص کے سرھانے کی جگہ (پائنتی کا مقابل)، تکیہ۔

بالیں پَرَست: وہ شخص جو ہر وقت تکیے پر سر رکھے پڑا رہے۔

بام: کوٹھا، چھت، بالاخانہ۔

ایک دن جو برائے سیر اُٹھا
دیکھی کوٹھے پہ ایک ماہ لقا

بام روشن تھا طور کی صورت
سر سے پا تک تھی نور کی صورت
[مثنویات، ۴۶۴-۴۶۳]

بان: عادت (بانی)۔

جو ہتھیائی پہ آجائے وہ خوں خوار
ہزاروں نیزے ماریں بھالے بردار
چھٹیں گر لاکھ اُس پر چرخی و بان
نہ چھوٹے، وہ جو اُس کافر کی ہے بان
(سودا، ۲۹۶)

بان: ہتھنگا، ایک خاص قسم کی آتش بازی جو تیر کی شکل کی ہوتی ہے اور شِتابا لگانے سے تیر کی طرح اُڑی چلی جاتی ہے۔ جنگ کے موقعے پر دشمن کی طرف آگ لگانے کے لیے بھی استعمال کی جاتی تھی۔

بان دار: سواری میں ہاتھی کے ساتھ رہنے والے وہ ملازم جو اپنے ساتھ آتشی تیر رکھتے تھے۔ راستے میں اگر ہاتھی مست ہو جاتا، یا مستی کے آثار ظاہر ہوتے، تو یہ گروہ آتشی تیروں سے اُسے ڈرا کر قابو میں رکھنے کی کوشش کرتا۔

بانا: ایک لمبی لکڑی (لاٹھی جیسی) جس کے ایک طرف ایک لٹو لگا ہوتا اور بعض لوگ دونوں طرف لگاتے تھے اور اِس طرح اُسے ہلاتے (چلاتے) کہ کوئی قریب نہ آسکتا۔ بعض لوگ لٹوؤں پر کپڑا باندھ کے اور تیل میں ڈبو کے اُنھیں روشن کرتے اور اِس طرح ہلاتے کہ اپنے اوپر آگ کا ذرا بھی اثر نہ ہو اور دشمن آگ کی وجہ سے دور رہے۔ لٹھ (لاٹھی) کی لڑائی کے ہاتھ اور زدیں اِسی سے نکلی ہیں۔ غرض اور غایت بانے کی یہ ہوتی تھی کہ بانا (یا لٹھ) چلاتا ہوا انسان دشمنوں کے نرغے سے نکل جائے۔ یہ فن عموماً ادنا درجے کے لوگوں میں تھا۔
[شرر: گذشتہ لکھنؤ]

بانا: پوشاک، لباس، پہناوا۔ خاص وضع قطع، بھیس، بہروپ۔ عادت، طریقہ، چلن۔

بانات: بغیر بُناوٹ کا اونی کپڑا، جو پشم یا اون کے رووَں کو جما کر، کاغذ سازی کے طریقے پر بنایا جاتا ہے۔ پتلا، دبیز، ادنا، اعلا؛ ہر قسم کا ہوتا ہے۔

باناتِ پُر زَر: وہ بانات جس پر سنہرا کام ہو۔

غلاف اُس پہ باناتِ پُرزر کے ٹانک
شِتابی سے نقاروں کو سینک سانک
(بیان، ۳۱۳)

بانبی: سانپ کا بل۔

بانگِ جَرَس: اُس گھنٹے کی آواز جو قافلے کے ساتھ بجتا رہتا، تاکہ بھولے بھٹکے مسافروں کی رہ نمائی ہو جائے۔

بانگِ دِرا: دیکھیے: بانگِ جرس۔

بانگِ رَحیل: گھنٹے وغیرہ کی آواز جو قافلوں کی روانگی سے پہلے مسافروں کو ہوشیار کرنے کے لیے بلند کی جاتی

تھی؛ کوچ کا نقارہ۔

بانہیں: ع: بانہیں دونوں گلے میں ڈال لو آج (مثنویات، ۱۵۵۱)۔

[اِس کا واحد "بانہہ" ہے مع نونِ غنہ۔ جمع کی صورت میں نونِ غنہ کے بغیر "باہیں" نہیں لکھنا چاہیے]۔

باو: ہَوا۔

باو سے باتیں کرتا تھا: تیز دوڑنے میں ہَوا کی برابری کرتا تھا۔

گھوڑا بھی باو سے باتیں کرتا تھا، مگر اُس کی گرد کو نہ پہنچا [باغ، ۱۹۵]۔

باو کرتی رہے: ہَوا دیتی رہے، پنکھا جھلتی رہے۔

چہرے میں ایسی ہے گرمی، کہ شب رُوز جسے
باو کرتی ہی رہے دامنِ مژگاں کی جھپک
(سودا، ص ۱۵۴)

باو بتاس: آسیب، کسی بُری روح کا سایہ۔

اُسی دن سے عامل، باو بتاس جان کر دُعا تعویذ اور سیانے، جنتر منتر کرتے ہیں۔ [باغ، ۲۳۱]

باوَر: یقین۔

یہ تو باوَر نہیں، بُلاؤ گی
کہہ دو کھا کے قسم، کب آؤ گی؟
(مثنویات، ۱۱۲۹)

باوَن تُولے پاو رَتّی: بالکل ٹھیک، بالکل صحیح، پورا پورا۔

▪▪ بھلا آدمی جو بات کہتا تھا، باون تولے پاو رتی کی کہتا تھا۔ جو اعتراض کرتا تھا، اُٹھائے نہ اُٹھتا تھا [کہانی، ۶۰]۔

باہَر بَندْ: باہر والے (یعنی جو لوگ لکھنؤ کے رہنے والے نہیں)۔ دیہاتی، گنوار۔

زَر دُوزی ایسی بنی، یہ باریکی چھنی، کہ باہر بندؤں اور گی کی پتی جو پائیں؛ بجائے جیغہ و سَر پیچ، اپنے سر پر لگائیں [فسانہ، ص ۱۵]۔

باہَمہ بے ہَمہ: سب کے ساتھ اور سب سے الگ۔ ایسا شخص جو دنیا میں رہے، مگر دُنیا کے مکروہات سے دل نہ لگائے۔ آزاد۔

بائی پچی: ڈر کے مارے پیٹ میں اینٹھن شروع ہو گئی۔

تمام فوج آفتِ ناگہانی میں پھنسی، عجب کھل بلی مچی، نامردوں کی بائی پچی۔ [فسانہ، ص ۲۴۴]۔

بائیں ہاتھ کا کھیل: بہت آسان کام۔

خوب اِن باتوں میں ہے دیدہ دلیل
یہ تو ہے تیرے بائیں ہاتھ کا کھیل
[مثنویات، ۳۶۳]

بایاں: وہ طبلہ جو بائیں طرف ہوتا ہے۔ یہ محض آواز کی سنگت کے لیے اور گونج

پیدا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

گئی بائیں کی آسماں پر گمک
اُٹھا گنبدِ چرخ سارا دھمک
(بیان، ۳۳۹)

بایاں پانْو پوجنا: کسی کے کمال یا ہنر کا اعتراف کرنا، اُستاد ماننا۔

بایدوشاید: جیسا کہ چاہیے، جیسا کہ مناسب ہے۔

مولوی صاحب کو وقت پر ایسی سوجھتی تھی کہ بایدوشاید (کہانی، ۷۰)۔

بَبُولا: بگولا۔

بتاسے/بتاشے کا قُفل: ایک طرح کا چھوٹا سا گول قفل جو بتاشے کی شکل کا ہوتا ہے۔

بتانا: سونے، چاندی یا پیتل کی گھنگرودار چوڑی، جو عورتیں پہنتی ہیں۔

بَتَر: بدتر۔

ملکہ کا یہ حال بتر دیکھ کر (فسانہ، ۱۰۱)۔

بُتِ ترسا: محبوب۔

چھپ گیا جب کہ وہ بُتِ ترسا
دل لگا لوٹنے کبوتر سا
[مثنویات، ۴۹۷]

[ترسا: عیسائی، آتش پرست۔ بُتِ ترسا: کافر محبوب۔ مجازاً محبوب کے معنی میں آتا ہے۔ اِس شعر میں بھی اِسی معنی میں آیا ہے]۔

بَت کہاو: بات کرنے کا ڈھنگ، بات کہنے کا انداز۔

اُس کے بت کہاو سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید جان سے مجھے مروا ڈالے گا۔[باغ، ۲۳۸]۔

آخر اُس کے لگوائے کلام اور بَت کہاو سے یہ کھلا (رر رر ص ۵۴)۔

بَتیانا: باتیں کرنا۔

اپنے تئیں چارپائی پر پایا کہ دو پیادے اُٹھائے لیے جاتے ہیں اور آپس میں بتیاتے ہیں[باغ، ۲۰۳]۔

بَتّیسا، بَتّیسے کی پِنڈیاں: وہ حلوا جو عورتیں کمر کی مضبوطی کے لیے زچگی کے بعد ۳۲ اجزا ڈال کر بناتی ہیں۔ تیار ہونے کے بعد اُس کی پنڈیاں بنا کر رکھ لی جاتی ہیں۔

بتّیس دانتوں میں ایک زَبان: بہت سے دشمنوں، مخالفوں میں گھرا ہوا۔

بتّیس دانت میں زَبان: جیسے ۳۲ دانتوں میں زبان گھری ہوتی ہے، اُسی طرح تم کو بہت سے حسین گھیرے رہتے ہیں۔

کون دے مل کے تجھ سے اپنی جان
تو تو بتّیس دانت میں ہے زبان
(مثنویات، ۱۸٦)

بَٹ: وہ شکن جو مُٹاپے سے پیٹ پر پڑ جاتی ہے۔(۲) باٹ (بہ معنی راستہ) کا مخفف۔

بَٹا: زیور رکھنے کا ڈبا، ڈبیا یا صندوق۔ گول ڈبا جس میں پان رکھتے ہیں۔ مداری کا گول ڈبا، جس میں وہ گولی رکھ کر غائب کرتا ہے۔ نقصان، کمی۔ مزید دیکھیے: بٹوں۔

بَٹ مار: لٹیرا، راہ زن، ڈاکو۔

بُٹنا: دیکھیے: اُبٹن۔

بٹوں: "بٹا" کی جمع۔ بٹا: وہ بنایا ہوا پتھر کا ٹکڑا جس سے سِل پر مسالا (وغیرہ) پیستے ہیں۔

بَٹّے سے مُنہ توڑنا: سخت سزا دینا۔

کوئی بٹوں سے مُنہ بھی توڑے گا
اپنی بانی مگر نہ چھوڑے گا
(مثنویات، ۱۰۵۸)

بٹھا رکھنا: لڑکی کی شادی نہ کرنا۔

بجا: بہت خوب، ٹھیک ہے، بجا و درست۔ [جیسے: بجا ارشاد فرمایا]۔

مردوا ہوئے کوج اِس گت کا
جیسے ڈھونسا نگوڑا نوبت کا
سن کے یہ پھبتی میں نے اُس سے کہا
اب یہ نوبت ہوئی ہماری، بجا
(مثنویات ۳۳۶-۳۳۵)

["بجا" میں یہاں نوبت، گت اور ڈھونسے کی رعایت بھی شامل ہے]

بجاتی ہے: بجالاتی ہے

اک کہاری کھڑی ہے باندھے ہاتھ
ہر گھڑی کرتی ہے اُسی سے بات
حکم احکام سب بجاتی ہے
وہی ہر بار آتی جاتی ہے
(مثنویات، ۷۰)

بَجِد ہونا: اصرار کرنا۔

مہمانی کی حقیقت اور اُس کا بجد ہونا مجھ سے کہا [باغ، ۶۰]۔ اُس کے بجد ہونے سے اُن بچھونوں پر جاکر لیٹنا [باغ، ۷۹]۔

بَجِد ہیں: سب اصرار کرتے ہیں، بار بار سب لوگ کہہ رہے ہیں۔

کچھ کسی کا کہا نہیں کرتے
سب بجد ہیں، دوا نہیں کرتے
(مثنویات، ۲۴)

بَجّر: بہت آہستہ چلنے والا۔ سُست، کاہل۔

بَجرا: ہلکی پھلکی سیر و تفریح کی سبک رفتار چھوٹی کشتی، جس کو ایک آدمی آسانی کے ساتھ کھے لے۔

بَجلی: کان کی لو میں پہننے کا ہلال کی شکل کا ایک زیور۔ کان کی لو میں لٹکتا اور ہلنے میں چمکتا ہے (غالبًا) اِسی لیے اِس کا نام بجلی پڑ گیا۔ [جمع: بجلیاں]۔

کان کی لو میں ہیرے کی بجلی
برق دم، سب کی آنکھ جس پر پڑے۔
[فسانہ، ۱۴۹]۔

عکسِ رُخ موتیوں کے دانوں میں
بجلیاں چھوٹی چھوٹی کانوں میں
(مثنویات، ۶۷۴)۔

بجنْسہٖ، بجنْسِہٖ: اُسی طرح، جوں کا توں، ویسے ہی۔

یہ مال، یہ زر، یہ جیتے بندے
یوں ہی یہیں رکھ بجنْسہٖ چندے
[گلزار، ۱۲۷]

بِجُوگ: منحوس ستاروں کا بُرا اثر، مصیبت۔ جدائی۔

پڑا تم پر اِتنا کہو کیا بجوگ
لیا واسطے کس کے تم نے یہ جوگ
(بیان، ۱۵۷۲)

بُجُھرا: گھڑے پر چھپانے کا سرپوش، جو لمبوترا سا بنا ہوتا تھا (عام گھروں میں بالعموم مٹی کا ہوتا تھا) [باغ، ۳۶، ۸۷]۔

بَچن: شگون، فال۔

نکلتے ہیں اب تو خوشی کے بچن
نہ ہو گر خوشی، تو نہ ہوں بَرہمن
(بیان، ۳۷۳)

بحرِ اَوہام: وہموں کا سمندر۔ وہ شخص جس کے دل میں بہت سے خیالات، طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے ہوں۔

ع: اور آگے بڑھا وہ بحرِ اوہام
[گلزار، ۷۵۵]۔

بحرِ فُسوں: جادو کا سمندر۔

یاں بحرِ فسوں میں مَیں ہوا غرق
[گلزار، ۸۴۳]

بحرِ ہستی: زندگی کا سمندر (زندگی کو سمندر سے تعبیر کیا ہے)۔

بُخارا: علاقہ ماوراء النہر کا مشہور شہر جو اسلامی علوم اور تہذیب و تمدّن کا بڑا مرکز رہا ہے۔ اب روسی ترکستان کے علاقے ازبکستان میں شامل ہے۔ یہاں روئی بہت پیدا ہوتی ہے۔
(دائرۂ معارفِ اسلامیہ لاہور)

بختاوَر: خوش نصیب، صاحبِ اقبال۔ کام یاب۔

بختاوَری: خوش نصیبی، خوش حالی۔

بختاوَری آنا: شامت آنا، مصیبت میں پھنسنا:

ساتھ ماما نہ آج گر جاتی
کیسی بختاوری مری آتی
(مثنویات، ۱۱۶۰)

کیا دھما چوکڑی مچائی ہے
تیری بختاوری کچھ آئی ہے؟
(رر رر ۸۹۴)

بخت بَرگشتہ (بغیرِ اضافت): بدنصیب۔

بخت تھے: تیری قسمت اچھی تھی، تو خوش نصیب تھا۔

کہاماہ رُخ نے کہ تھے تیرے بخت
کہ بخشا تجھے مَیں سلیماں کا تخت
(بیان، ۷۴۸)

بخت کھُلنا: خوش قسمتی کے دن آنا، دن پھرنا، نصیب جاگنا۔

اُتارا اُنھیں، لا درختوں میں تخت
دوبارہ کھُلے اُن درختوں کے بخت
(بیان، ۱۷۹۶)

بخت نافرجام (بغیرِ اضافت): بد نصیب۔

دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بخت نافرجام! ایسا نہ کرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے [فسانہ، ۸۶]۔

بختِ واژوں: بُری قسمت۔

ہوایوں جو اُس بختِ واژوں کا اَوج
چلی آہ و نالے کی ساتھ اُس کے فوج
(بیان، ۱۱۸۸)

بُختی: ایک قسم کا بڑا اونٹ جو خراسان سے آتا تھا۔ بڑا اونٹ۔ تیز رفتار اور طاقتور اونٹ۔ جمع: بُختیاں۔

بخش: حصہ، جز، ٹکڑا۔

یہ گھوڑا جو اِس کل کے تھا بخش کا
فلک سیر تھا نام اُس رَخش کا
(بیان، ۷۵۷)

بَخشی: شاہی زمانے میں فوج کی تنخواہ تقسیم کرنے کے محکمے کا سربراہ، وزیر، افسرِ اعلا۔

بَخُور: وہ چیزیں جن کے آگ پر ڈالنے یا جلانے سے خوش بو نکلتی ہے۔ جیسے: لوبان۔

بَخُوردان: وہ انگیٹھی نما ظرف جس میں بخور جلایا جاتا ہے۔

بد آموز: غیر مہذّب، بد تمیز، جس کی تربیت اچھی طرح نہ کی گئی ہو۔

تیرے کرم نے مجھ کو بد آموز کر دیا
تھی ورنہ معصیت کی کب اِس روسیہ کو خو
(سودا، ص ۲۴۳)

بد آموز: بہکانے والا، گم راہ کرنے والا، بُرائی کی ترغیب دینے والا۔

بَد اتھا: قسمت میں لکھا تھا۔

لیکن تیری قسمت میں یہ بھی بدا تھا۔
(باغ، ۹۲)

بد اختر: بد نصیب، بُری قسمت والا۔

ع: از بس کہ وہ شاہ تھا بد اختر
[گلزار، ۴۲۰]۔

بد اِختِلاط: بُری طرح چھیڑ چھاڑ کرنے والا۔

کتنا بد اختلا ہے در گور
کیا بُرا اِرتباط ہے در گور
(مثنویات، ۹۰۴)

بد اُسلوب: بد نما، بے ڈھنگا، بے ڈول، بد قطع، بری شکل کا۔

بد اصل: دیکھیے: بد گہر۔

بد اُصولی: تال سُر کی مطابقت نہ کرپانا۔ (موسیقی)

بے تالے ہوئے شیخ جو ٹک وجد میں آکر
سرگوشیوں میں پھر بداصولی کا بیاں ہے
(سودا، ۲۶۱)

بد اَندیش: بُرائی چاہنے والا، دشمن۔

بَدا ہوا تھا: قسمت میں لکھا تھا۔

بد بختی سے آخری ہوا تھا
بندہ ہونا بَدا ہوا تھا
(گلزار، ۶۷)

بَدا ہے کیا کیا: معلوم نہیں قسمت میں اور کیا کیا لکھا ہے، اور کیا کیا دیکھنا ہے۔

ع: کیا جانیں ابھی بدا ہے کیا کیا
[گلزار، ۹۴۰]

بد پشمی: گھوڑے کے بالوں کا چکنا اور باترتیب نہ ہونا۔

بد پشمی اُس کی دیکھ کے، کر خرس کا خیال
لڑکے بھی وہاں تھے جمع تماشے کو بے شمار
(سودا، ۲۷۵)

بَدَخشاں: افغانستان کا مشہور قدیم شہر۔ اِس کا بہت سا علاقہ روسی حکومت کا حصہ بن گیا تھا۔ شہر، افغانستان کی حکومت میں شامل ہے۔ لعل کی نسبت سے یہ مشہور رہا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (دائرۂ معارف اسلامیہ، لاہور)۔

بد خواہ: دُشمن، بُرا چاہنے والا۔

بَدْر: چودھویں رات کا چاند۔

بد رُچی: ایسی عورت جو دل کو نہ بھائے۔

جسے جی پیار کرتا ہے؛ اُس کی گالی، بدرُچی
کے بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے
[فسانہ، ۶۱]

بَدَرْرَو: پانی باہر جانے کا راستہ، موری۔

بَدْرَہ: تھیلی (جس میں روپے یا اشرفیاں ہوں)۔ ہزار روپے کی تھیلی۔

بد طالع: بدنصیب۔

بَد طرازی: بُرا نقش بنانا۔ خرابی کی صورت پیدا کرنا۔

نقطوں سے قلم کی مُہرہ بازی
یوں لاتی ہے رنگِ بد طرازی
(گلزار، ۵۵)

بد قوارہ: بد شکل۔

بَد کیش: بدمذہب۔ بُری عادت کا، جس کا دین و مذہب بُرا ہو۔ برے اصولوں اور طور طریقوں والا۔

بَد گُہر: بداصل؛ بُری نسل کا، کمینہ، پاجی، بدذات۔

بَدگُہری: بدذاتی، کمینہ پن۔

بدشِکل: بدصورت، کریہہ صورت۔

بَدّو: ڈاکو، لٹیرا۔

قافلے کے لوگوں نے بدوؤں کا نام جو سنا، وُونہیں بدحواس ہوئے [باغ، ۱۵۶]۔

[اِس لفظ کے کئی معنی ہیں، دیکھیے: اَعراب۔ ایک معنی یہ بھی ہیں (نور) اور میر امن نے اِس لفظ کو اِسی معنی میں استعمال کیا ہے]۔

بَدھاوا: (۱) شادی بیاہ یا ولادت کی تقریبوں میں عزیز و اقارب صاحبِ تقریب کے گھر جوڑے بھیجتے ہیں، اِسے "بدھاوا" کہتے ہیں۔ (۲) وہ انعام جو بچّہ پیدا ہونے کی مبارک باد کے صلے میں دیا جاتا ہے۔ (۳) مبارک باد کا گیت، مبارک باد۔ (۴) شادی بیاہ میں مختلف لوگوں کو جو انعام دیا جاتا ہے۔

بَدّھی: پھولوں کا ہار جو بیاہ شادی میں دولھا دُلھن کے گلے اور بغلوں میں اِس طرح پہناتے ہیں کہ سینے اور پیٹھ پر ضرب کا نشان (×) بن جاتا ہے۔ سونے، چاندی یا موتیوں کا ہار جو اِس وضع کا ہو۔

بدہَیئت: بدشکل، ایسا شخص جس کی بدصورتی میں ڈراونا پن ہو [ہَیئت: شکل، صورت، وضع قطع، انداز]۔

بَدی تھیں: قسمت میں لکھی تھیں۔

عُمر کٹنی تھی ایسے صدمے میں
ٹھوکریں تھیں بدی بُڑھاپے میں
(مثنویات، ۱۷۷۴)

بَدیُمن: منحوس۔

بَدیہہ: برجستہ، بلا تامل، فوراً، برمحل۔

بدیہہ جواب دیا: برمحل جواب دیا، صحیح جواب دیا۔

ایک معمّا پوچھتی ہوں؛ اگر بدیہہ جواب دیا، تو بے شک شک رفع ہوا [فسانہ، ۲۹۱]۔

بَذل: سخاوت، بخشش۔

بَذلہ: لطیفہ، چٹکلا، ظریفانہ فقرہ۔

بَذلہ سَنج: خوش طبع، لطیفہ گو، دل چسپ باتیں کرنے والا۔

بَر: جسم، بغل، گود، سینہ، پہلو۔

فتنہ چونک کر جاگا۔ دل، بر سے نکل بھاگا [فسانہ، ۴۹]۔

بَر آنا: کام یاب ہونا، پیش پانا۔

بَرات: حصّہ، روزی۔ وہ تحریر جس کے ذریعے خزانے سے تنخواہ یا کوئی رقم حاصل کی جائے۔

برادرِ اَخیافی: ایسے بھائی جن کے باپ الگ ہوں اور ماں ایک ہو، کیلو۔

برادرِ اَعیانی: سگا بھائی۔

برادرِ تواَم: جُڑواں بھائی۔

برادرِ رضاعی: دودھ شریک بھائی، وہ دونوں لڑکے جنھوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہو۔

برادرِ عَلاّتی: جن کی مائیں الگ الگ ہوں اور باپ ایک ہو۔ سوتیلا بھائی۔

برادرِ عَینی: سگا بھائی۔

بَرّاق: جگمگاتا ہوا، چمکیلا، روشن۔

وہ سُنسان جنگل، وہ نورِ قمر
بَرّاق سا ہر طرف دَشت و دَر
(بیان، ۱۵۵۳)

بَرانگیختہ ہونا: ناراض ہونا، غصہ آنا۔

بَرایا: خلقِ خدا، رعیّت۔

برائے چندے: کچھ دنوں کے لیے۔

برائے خود: اپنے طور پر، اپنی جگہ۔

جتنے تُجّار تھے، مال سوداگری کا لے کر ہمراہ ہوئے۔ برائے خود ایک لشکر ہو گیا (باغ، ۱۲۹)۔

بَربَری: ایک قسم کی عمدہ بکری۔

اُسی وقت ایک بَربَری کا بچّہ تحفہ بھجوادیا [فسانہ، ۲۴۰]۔

بُرج: گنبد، قُبّہ، لداو کی چھت کا وہ حصّہ جو آدھے چاند کے اوپری حصّے کی شکل کا اور اُس کے اوپر اکثر ایک کنگرہ ہوتا ہے۔ شاہجی وضع کی بنی ہوئی چھت۔ پوری عمارت جو گنبد کے نیچے ہو۔ قلعے کا وہ حصّہ جس پر توپیں چڑھاتے تھے، جو دائرے کی شکل کا آگے کو نکلا ہوا اور بغیر پٹاو کا ہوتا تھا۔

بُرج: پُرانے ہیئت دانوں نے سیاروں کی گردش کے حساب سے آسمان کے بارہ حصّے کیے ہیں، ہر حصّے کو برج کہتے ہیں۔ ہر حصّے میں جو ستارے واقع ہیں، اُن کی کوئی فرضی شکل مان کر، یا یہ کہ اُن کی اجتماعی صورت سے جو شکل بنتی ہے، اُس حصّے کا نام اُسی شکل پر رکھ دیا ہے، جیسے: برجِ اسد، برجِ سُنبلہ (وغیرہ)۔

بُرجِ حَمَل: پُرانی تقسیم کے مطابق آسمانی دائرے کے بارہ بُرجوں میں سے پہلا برج، جس کی شکل مینڈھے کی سی ہے۔ جس دن سورج اِس بُرج میں آتا ہے، شرفِ آفتاب ہوتا ہے، جس سے موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ ایرانی تقویم کے لحاظ سے یہی دن نوروز کا ہوتا ہے۔

برجِ حمل میں بیٹھ کے خاوَر کا تاج دار
کھینچے ہے اب خزاں پہ صفِ لشکرِ بہار
(سودا، ص ۲۱۶)

مزید دیکھیے: خورشیدِ حمل۔

بَرجستہ: موقعے کے مناسب، برمحل، بے ساختہ،

فوراً بغیر فکر کیے، عمدہ۔

طرزِ گفتار بانکپن کے ساتھ
شعر برجستہ ہر سخن کے ساتھ
(مثنویات، ۸۱۱)

برجیس: ایک ستارے کا نام، جو چھٹے آسمان پر ہے۔ اِس کو مُشتری اور قاضیِ فلک بھی کہتے ہیں۔

برچھ: درخت۔

برچھک (برچھک): آسمان کا آٹھواں بُرج: بُرجِ عَقرب، جو بچھو کی شکل کا ہے۔

برخاستہ خاطر ہوگا: گھبرائے گا، اُلجھن ہوگی، بددل ہوگا۔

ہنوز اِنھیں نشست و برخاست کا قرینہ نہیں آیا، اِن سے تو اور برخاستہ خاطر ہوگا [فسانہ، ۶۷]۔

بَرخودِ پیچیدہ ہونا: غصّے میں بھر جانا، غصّے میں بل کھانا۔

مثلِ مارِ دُم بُریدہ برخود پیچیدہ ہو، شعلہ غضب سے وہ ناری جل گیا [فسانہ، ۲۶۱]۔

بَرخودِ غلط: ایسا شخص جو غلط فہمی کی بنا پر، یعنی اپنے متعلق غلط رائے قائم کرکے یہ سمجھ لے کہ میں دوسروں سے بڑھ کر ہوں۔

بُرد: شطرنج میں جب کوئی مُہرہ کسی بادشاہ کے ساتھ نہیں رہتا اور صرف بادشاہ رہ جاتا ہے، تو وہ بازی "بُرد" کہلاتی ہے اور آدمی مات سمجھی جاتی ہے۔

بَرد: سردی، جاڑے کا موسم۔

بَردَہ: غلام، باندی۔

بَردہ فَروش: لونڈی، غلاموں کی تجارت کرنے والے، بیچنے والے۔

بَرداشتہ ہوا ہو: اُکھڑ گیا ہو (جی نہ لگتا ہو)۔

اُس نے کہا: اگر یہاں دل برداشتہ ہوا ہو، تو جہاں حکم ہو، وہاں پہنچا دوں۔
[باغ، ۲۱۴]

بَردے: "بَردہ" کی جمع: غلام، لونڈی۔

لگا پھرنے وہ سرو جب پانْو پانْو
کیے بَردے آزاد تب اُس کے نانْو
(بیان، ۳۷۰)

بَرزَخ: وہ چیز جو دو مخالف چیزوں کے درمیان ہو اور جو نہ اُس جیسی ہو اور نہ اِس جیسی، بل کہ درمیانی حالت میں ہو۔ خیالی صورت، تصوراتی شکل، دھج، وضع قطع۔

دو حالتوں کے ورود کے درمیان کا وقفہ۔

بَرزخِ کُبرا (کُبریٰ): مراد ہیں رسول اللہؐ۔

اُدھر اللہ سے واصل، اِدھر مخلوق میں شامل

خواص اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرف مشدّد کا
برس دن: پورا ایک سال۔
برس دن کی راہ: سال بھر کی راہ۔ وہ فاصلہ جسے سال بھر میں طے کیا جاسکے۔
یہاں سے برس دن کی راہ شمال میں ایک مُلک ہے (فسانہ، ۴۳)۔
برس دن کے عرصے میں: پورے ایک سال میں۔
برس دن کے عرصے میں شہر نیم روز میں جا پہنچا [باغ، ۹۷]۔
برس دن گزر گیا: ایک سال گزر گیا۔
اِس عرصے میں برس دن گزر گیا، پھر وہی خوشی کا دن آیا [// // ۱۰۸]۔
برس گانٹھ: سال گرہ۔

برس گانٹھ جس سال اُس کی ہوئی
دلِ بستگاں کی گرہ کھُل گئی
(بیان، ۳۶۵)

بُرِش: کاٹ۔ تیزی تلوار وغیرہ کی دھار کی۔
بَرشکال: برسات۔
برقِ تجلّی: جلووں کی بجلی، قدرت کے جلوے، جو بجلی کی طرح چمکتے اور آنکھوں کو چکا چوند کر دیتے ہیں۔
برقِ خرمن: وہ بجلی جو کھلیان پر گرے۔

مجازاً: وہ آفت، مصیبت جو ساری کاوش اور سارے حاصل کو تباہ کر دے۔
برق دَم: اسم صفت (تلوار کے لیے): بجلی کی طرح تیزی سے کاٹ کرنے والی تلوار۔
بجلی کی سی تیزی سے ہتھیار، لٹھ چلانے والا۔

شہ زاد کہ لٹھ سے برق دم تھا
بادل سا ہوا کا ہم قدم تھا
(گلزار، ۸۶۲)۔

برقِ دَماں: کوندتی ہوئی بجلی۔

تو برقِ دَماں، میں خرمنِ خار
تو سیلِ رَواں، میں خستہ دیوار
(گلزار، ۶۳۱)۔

برقِ طور: خدائی تجلّیات کی وہ بجلی جو حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر نظر آئی تھی، جب اُنھوں نے خدا سے یہ التجا کی تھی کہ: اَرِنی [مجھے اپنا جلوہ دکھا]۔ اُس برقِ تجلّی کی تاب نہ لا کر حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے تھے۔
بُرقع: نقاب، پردہ۔
تاب بھوک کی نہ لا سکا، لاچار بے حیائی کا بُرقع مُنہ پر ڈال کر یہ قصد کیا بہن پاس چلیے [باغ، ۲۳]۔
بُرقع پوش: نقاب پوش، نقاب پہنے ہوئے۔

بُرقعِ فانوس: فانوس کے اوپر ڈھکنے کا نہایت باریک کپڑے کا بنا ہوا سرپوش، جو کیڑے مکوڑوں اور ہوا سے حفاظت کو فانوس یا چراغ دان پر ڈھک دیا جاتا ہے۔

کرتی ہے زیرِ برقعِ فانوس تاک جھانک
پروانے سے ہے شمع مقرّر لگی ہوئی
(ذوق، کلیات، لاہور، ص ۳۵۴)

بَرقنداز (برق اَنداز): محافظ بندوقچی، عدالت یا پولیس کا سپاہی۔

پانچ سو سپاہی برقنداز، جو بال باندھی کوڑی ماریں، مسلح میرے ہمراہ کر دیے۔
[باغ، ۱۷۴]

بِرَکھ: آسمان کا دوسرا بُرج (برجِ ثَور) جس کو بَیل کی شکل کا بتایا گیا ہے۔

بِرَم: طبلے کی ایک تال کا نام۔

کوئی فن میں سنگیت کے شعلہ رو
بِرَم، بھوگ، پنچھی کی لے، پَرمِلو
(بیان، ۳۵۳)

بَرمحل: ٹھیک وقت پر، ٹھیک جگہ پر، مناسب وقت پر، صحیح جگہ پر، صحیح طور پر۔

بَرمَلا: ظاہر، کھلم کھلا، سامنے۔

بَرَن: ذات، قوم، ہندوؤں میں چار ذاتوں (برہمن، چھتری، ویش، شُدر) میں سے کوئی ایک۔

بھیس، حلیہ، صورت، لباس، رنگ۔

برنا و پیر: جوان اور بوڑھے۔

بِرَنجی: پیتل کا۔

جا بہ جا بُرج، برنجی و آہنیں ڈھلی ہوئی
توپیں چڑھیں [فسانہ، ۱۰۶]۔

بُرُوْدَت: ٹھنڈک، خنکی۔

بِرُوگ: ہجر، جدائی۔ جوگ، فقیری، دُنیا سے بیزاری۔

بِرُوگن: جدائی کی مصیبت میں مبتلا (عورت کے لیے)۔ کسی کی جدائی میں یا تلاش میں فقیروں، جوگیوں کا بھیس بھرے ہوئے۔

یہ جوگن جو بیٹھی، بِروگن ہوئی
کہ اِتنے میں رات آئی جوگن ہوئی

بھبھوت اپنے مُنہ پر شتابی سے مَل
رکھ اِنڈوی کو مہ کی، شب آئی نکل
(بیان، ۲-۱۶۰۱)

بَرُومند: پھل دار (درخت) مجازاً: فائدہ حاصل کرنے والا، کامیاب۔

بِرُوگی: جدائی کے غم کا مارا ہوا، محبوب کی جدائی کے غم میں مبتلا۔

صورت سے فقیر، تھا بِروگی
کی آؤ بھگت، سمجھ کے جوگی
[گلزار، ۸۷۹)

بَرُومند: پھل دار (درخت) مجازاً: فائدہ

حاصل کرنے والا، کام یاب، بامُراد۔

بُرہان: واضح دلیل، قطعی ثبوت جس کے بعد کسی طرح کے شک کی گنجایش نہ رہے۔

بُرہانِ قاطع: ایسی دلیل جو حریف کی بات کو قطعی طور پر رد کردے، کاٹ دے۔ یقینی اور قطعی دلیل۔

بَرہَم: ناراض، خفا۔

طبع برہم کہیں ہوا تو نہ ہو
میرے کہنے سے کچھ خفا تو نہ ہو
(مثنویات، ۲۱۲)

برہم زدہ بزم: اُجڑی ہوئی محفل۔

بِرہَن: جدائی کی ماری ہوئی عورت، برہ کی ماری۔

بَری: دیکھیے: ساچق۔

بَرِید: قاصد۔

بِریز بِریز کرنا: مدد کے لیے پکارنا، پناہ مانگنا، فریاد کرنا۔

ہزاروں انگریز بِریز بِریز کرتے، اُس پر شیفتہ و بے تاب تھے[فسانہ، ۱۵۶]۔

بِریز بِریز کہنا: ترغیب دینا، اصرار کرنا۔

پھر دفعتہً جام لب ریز بریز بریز کہتا، خندہ زناں، جانِ عالم کے قریب آکے بولا: بنوش بادہ کہ ایامِ غم نہ خواہد

مانند[فسانہ، ۶۱]۔

بِریز بِریز کہنا: اپنی عاجزی کا، کمی کا اقرار کرنا۔

مرزائی صاحب کی مشق کا کوئی پرچہ اگر نظر پڑ جاتا، تیریز، بریز بریز کہتا۔ یاقوت رقم ہیرا کھاتا[فسانہ، ۱۳۰]۔

بڑا بول پیش آنا: غرور کی سزا ملنا، مغرور آدمی کا ذلیل ہونا۔

حال اوّل سے یہ نہ تھا ظاہر
کہ اِسی غم میں ہوں گے ہم آخر
عشق اک روز رنگ لائے گا
وہ بڑا بول پیش آئے گا
[مثنویات، ۴۵۶]

بڑی چیز اُٹھانا: قرآن کی قسم کھانا، حلف اُٹھانا۔

بڑی رُوٹی: قرآن شریف۔

تو بڑی رُوٹی بھی اگرچہ اُٹھائے
ستیا ناس ہو، جو باوَر آئے
[مثنویات، ۹۲۶]

بڑی فجر: صبح تڑکے، صبح سویرے۔

بڑی فجر ہوئی: صبح ہوئی۔

جب بڑی فجر ہوئی، سب لونڈیوں کو کشتی پر سوار کر کے لائے[باغ، ۱۶۶]۔

بڑے خزانے کی خیر: بادشاہی خزانے

کو خدا محفوظ رکھے۔

بڑے شہر کا بڑا چاند: بڑے آدمیوں کی ہر بات بڑی سمجھی جاتی ہے۔ عالی خان دان والوں کے حوصلے بھی بڑے ہوتے ہیں۔

بُز: بکری بکرا۔

بساط: فرش۔

خوشی کی زبس ہر طرف تھی بساط
لگے ناچنے اُس پہ اہلِ نشاط
(بیان، ۳۴۰)

بسان: طرح، مانند، مثل۔

بسانِ رشتہ کہ دانوں میں سُبحہ کے ہووے
تری ولا کو رہے اِس طرح دلوں میں راہ
(سودا، ۱۴۸)

بس بونا: فساد کی بُنیاد ڈالنا، کسی کے حق میں کانٹے بُونا، بُرائی کرنا۔

اپنے ہمراہ مجھ کو بھی کھویا
عاشقی کر کے خوب بس بویا
[مثنویات، ۷۵۱]۔

بستار: تفصیل، شرح، پھیلاو، وسعت۔ مبالغہ آمیز گفتگو، طولِ کلام۔

بُستاں: بوستاں کا مخفف: باغ۔

بستا ہے: رہتا ہے۔

اور یہ نابینا اِس محل میں کیوں بستا ہے

(باغ، ۲۲۷)۔

بست دَر بست کا نقش: سولہ خانوں کا مربع نقش۔ اِس تعویذ میں بہ حسابِ ابجد خدا کے ناموں کے عدد بہ قاعدۂ علمِ تکسیر اِس طرح بھرے جاتے ہیں کہ ہر طرف (عمودی اور افقی) کا مجموعہ بیس ۲۰ ہوتا ہے۔ [علمِ تکسیر: اسما اور الفاظ کے عددوں کو تعویذ کے خانوں میں اِس طرح لکھنا کہ ہر طرف کا مجموعہ اعداد برابر رہے]۔

اُسے کھولا، اُس کا یہ نقشہ تھا: بست در بست کا نقش، ہر خانے میں اسماے الٰہی [فسانہ، ۶۸]۔

نقش دل پر ہے یہ اِس بندی کے بیسوں بسوے
بست در بست کا کو کہ نے پڑھایا تعویذ
[جانصاحب بہ حوالہ اُردو لغت]

بِستر: لباس۔

پھر میں نے گیروا بستر پہن اکیلے راہ بھرے کی لی [باغ، ۷۶]۔

بستگاں: متعلق، قریبی لوگ۔

برس گانٹھ جس سال اُس کی ہوئی
دلِ بستگاں کی گرہ کھل گئی
(بیان، ۳۶۵)

[دلِ بستگاں کی گرہ کھل گئی: جتنے لوگ تھے، وہ خوش ہوگئے، دلی پریشانیاں ختم

ہو گئیں]۔

نیز دیکھیے: دل بستگاں۔

بستگی: بند ہونا، تفریح حاصل نہ ہونا۔

جہاں میں جو ہے گرہ، اُس کو پایداری ہے
نہیں، سو بستگیِ دل کی پایدار گرہ
(سودا، ۵۷)

بسمل: گھائل، زخمی۔

تیغِ ابرو سے جس کی بسمل ہو
تیر ہو گاں سے جس کے گھائل ہو
(مثنویات، ۵۹۰)

بسنت پھولنا: سرسوں کے پھول کھلنا، زرد رنگ کا چھا جانا، ہر طرف زرد ہی زرد دکھائی دینا۔

بسورنا: رُہانسا ہونا، رونے والے کی سی شکل بن جانا۔

بسیار: بہت۔

بسیط: پھیلا ہوا، کشادہ، وسیع، مفصل۔

بَسیکھ / بَسیکھا: خاصیت، عادت۔

بشارت: خوش خبری۔ وہ بات یا اچھی خبر جو خواب میں، یا کسی خدا رسیدہ شخص کی زبانی معلوم ہو۔

اپنے مولا مشکل کشا کی بشارت سے خاطر جمع کر قصد قسطنطنیہ کا کیا [باغ، ۶۷]۔

بَشَرہ: چہرہ۔

بُشریٰ: بشارت ہو، مژدہ ہو۔

بُش قاب: زیادہ بڑی پلیٹ، بڑا طباق۔

بَصَر: بینائی۔

بَصارت: دیکھنے کی قوت، آنکھوں کی روشنی۔

حقیقت کی لیکن بصارت بھی ہو
کہ دیکھے نہ، اُس کے سوا غیر کو
(بیان، ۸۱۷)

بَصیرت: عقل، شعور، فہم، ادراک، آگاہی، واقفیت۔

بَطحا: مکۂ معظمہ کی سرزمین اور اُس کا قرب وجوار، اطراف۔

بَطَل: بہادر، دلیر، ہیرو۔

بُطلان: باطل کرنے یا باطل ہونے کا عمل۔ تردید۔

بَطِ مے: شراب کی صراحی جو بط کی شکل کی بنائی گئی ہو۔

بَطن: پیٹ، اندرون [جیسے مع: دانۂ دُر سے بھرا بطنِ صدف نیساں نے]۔ رحم، بچہ دانی [جیسے: میں اُس کے بطن سے پیدا ہوا]۔ اصل مفہوم جو کسی لفظ یا فقرے میں پوشیدہ ہو۔ جمع: بطون۔

بطنِ مادر: ماں کا پیٹ۔

بَطَخُول: پانی کا وہ برتن جس کی ٹونٹی بَطَخ کی چونچ یا گردن سے مشابہ ہو (اردو لغت)۔

حضور بیٹھے ہیں اک دو ندیم اہلِ کمال
دھری ہے روبہ رو اک پیک دان واک بطول
(سودا، ۲۶۴)

بُطُون: بھید، ارادہ۔

ظاہر نہ کیا بطون اپنا [گلزار، ۳۷۰]۔

بُعد: فاصلہ، دوری۔

بُعدُ المشرِقَین: مشرق و مغرب کا فاصلہ، مراداً بہت فاصلہ، بڑی دوری، بڑا فرق۔

بعد چندے کے: کچھ دنوں بعد۔

جی سے اپنے گزر گئی آخر
بعد چندے کے مر گئی آخر
(مثنویات، ۴۱۵)

بَعدَہٗ: اُس کے بعد۔

اے قلم! پہلے لکھ تو بسم اللہ
بعدہٗ لا اِلٰہَ اِلّا اللہ

بَعید: دور، جو فاصلے پر ہو۔

بَعیدُ الفہم: سمجھ میں نہ آنے والا، مشکل سے سمجھ میں آنے والا۔

بعید ہے: خلاف ہے۔

حاتم سے شخص سے دشمنی رکھنی مرد آدمیت اور جواں مردی سے بعید ہے [باغ، ۷۳]۔ [یعنی مرد آدمیت کے خلاف ہے]۔

بُغارا: کپڑے، دیوار وغیرہ کا بڑا اور گہرا چھید، سوراخ، گہرا زخم، گڑھا۔

ناف کا چھید تو بُغارا ہے
گویا لڑکوں کا غنچی پارا ہے
(فغاں)

بَغبُغانا: کبوتر یا اونٹ کا مست ہو کر آواز نکالنا۔

بَغبغایا پھرنا: مست ہو کر اِدھر اُدھر دوڑنا۔ شہوت کے جذبے سے مغلوب ہو کر ناشایستہ حرکتیں کرنا، بلبلایا پھرنا۔

بُغچہ: دیکھیے: بُقچہ۔

بُغدا: قصائیوں کا بَغرا، جس سے قیمہ کرتے ہیں، ہڈی توڑتے ہیں۔

بَغدادی اونٹ: سب سے لمبا اونٹ، اونٹ کی ایک بہترین قسم۔ "اِس کو بغدی بھی کہتے ہیں" (آصفیہ)۔

ایک تخت بغدادی اونٹ پر کسا [باغ، ۱۲۹]۔

بغل کا پھوڑا: مجازاً: بہت تکلیف پہنچانے والا، ایذا دینے والا۔

بَغلول: بے وقوف، بدھو، بیہودہ۔

بَغلی دشمن: وہ شخص جو پاس، ساتھ رہ کر دشمنی کرے: آستین کا سانپ۔

بَغلی قَبر: ایک خاص طرح کی قبر، قبر کے گڑھے کے بغلی پاکھے کو کھود کر، (پہاڑ کی) کھو کی شکل بنائی جاتی ہے اور لاش کو اُس کے اندر رکھ کر پاکھے کا مُنہ بند کر کے اصل گڑھے (لحد) کو مٹی سے بھر دیتے ہیں۔ اِس میں (لکڑی کے تختوں سے) قبر کے پٹاو کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بغلیں بجانا: خوشی سے اُچھلنا کودنا۔ فخر کرنا، اِترانا، بازوؤں کو حرکت دے کر بغلوں سے آواز پیدا کرنا؛ اظہارِ مسرّت کے لیے، یا دوسرے کا مذاق اُڑانے کے لیے۔

بغلیں جھانکنا: شرمندہ ہونا، حیران ہونا، بھاگنے کا موقع تلاش کرنا۔

تم تو بے وَجہ بغلیں جھانکتی ہو
ایک ہی لاٹھی سب کو ہانکتی ہو
(مثنویات، ۲۰۴)

بغیر: سوا

نہ تھا اور کچھ غم تو اُس کو وہاں
بغیر از غمِ دوریِ دوستاں
(بیان، ۷۳۵)

بغیر از کہے: کہے بغیر (بیان، ۱۴۴۹)۔

بغیر از کسی کے کہے: (بیان، ۱۸۴۳)

بغیر از لکھے: لکھے بغیر (بیان، ۴۱)۔

بُقچہ: کپڑوں کی چھوٹی گٹھری۔

بُقعہ: جگہ، زمین کا ٹکڑا جو اور ٹکڑوں سے ممتاز ہو۔

بُقعہ نور: زمین کا وہ ٹکڑا جہاں روشنی پھیلی ہوئی ہو، جگمگا رہا ہو۔

ع: دکھلائی دیا وہ بُقعہ نور [گلزار، ۴۷۰]۔

بُکا: رونا۔

بَکانا: بک بک کرنے پر مجبور کرنا، چلوانا۔

تو معنی کہ کے یوں بولے ہیں: کیوں مجھ کو بَکاتا ہے
یہ کیا مشکل ہے، اِس کا بوجھنا تو سب کو آتا ہے
[سودا، ص، ۳۲۴]

بَکاوَل: اِس لفظ کے کئی معنی ہیں: باورچی۔ باورچی خانے کا داروغہ۔ وہ شخص جو اُمرا اور بادشاہوں کے سامنے کھانا چُنے (نور)۔ ذیل کی پہلی مثال میں یہ باورچی کے معنی میں آیا ہے اور دوسری مثال میں آخری معنی میں:

اور بکاول کو کہا: حاضری قسم بہ قسم کی تیار کر [باغ، ۱۵۵]۔ مجھ تنِ تنہا کے روبہ رو بکاول نے ایک تورے کا تورا چُن دیا [باغ ص، ۷۷]۔

بَکاولی: ایک طرح کی تشتری (نور)۔ [باغ، ۸۷]۔

بَکاوَل بیگی: باورچی خانے کا مہتم، کھانا، کھلانے کا انتظام اور اہتمام کرنے والا۔

بَکتَر: موٹی اور مضبوط نیم آستین لوہے

کی باریک کڑیوں سے بنی ہوئی پوشش، جو دشمن سے مقابلے کے وقت زرہ یا ریشم کے لبادے کے اوپر پہن لی جاتی تھی۔

بگانی تریا: غیر عورت۔

اُس کی یہ مجال ہوئی کہ بگانی تریا کو بہ زُور چھین لیتا ہے[باغ، ۱۷۱]۔

بگانے سَتر پر نگاہ مت کر: غیر عورت کو مت دیکھ۔

■ نازنین بولی کہ اے جوان! خدا سے ڈر اور بگانے سَتر پر نگاہ مت کر۔
[باغ، ۲۲۸]

بَگٹٹ: سرپٹ، بہت تیز رفتار (گھوڑے کے لیے)۔

بَل: بلکہ۔

جو علم و ہنر رکھتے ہیں، وہ ہیں محروم
مانوس ہے بَل احمق و خر سے دولت
[فسانہ، ۲۳۲]

بَلا بُو غُما: اَلا بَلا، خراب سراب، بے کار (چیز۔ چیزیں)۔ بد شکل، بھدا، موٹا۔ بدصورت، بدسلیقہ، پھوہڑ (عورت)۔

بَلا چیں: بلائیں لینے والی (دیکھیے: بلائیں لینا)۔

ع: زلفیں ہوئیں چہرے کی بلاچیں
[گلزار، ۱۰۳۱]

(یعنی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے زلفیں بکھر کر چہرے کی بلائیں لے رہی ہوں)۔

بلاد: بَلد کی جمع [بَلد: شہر]۔

بلا رَیب: شک کے بغیر۔ [رَیب: شک]۔

بَلا گرداں: وہ شخص جو دوسرے کی بلا اپنے سر لے، صدقے ہونے والا، قربان ہونے والا۔ (دیکھیے: بلائیں لینا)۔

بَلائیں لینا: قربان ہونا، بہت پیار کرنا۔

ہاتھ جوڑے، بہت خوشامدیں کیں
سر سے لے پاؤں تک بَلائیں لیں
[مثنویات، ۳۰۴]

[عورتیں جب کسی عزیز کو پیار کرتی ہیں، تو اپنے دونوں ہاتھ اُس کے سر پر پھیر کر، اپنی کنپٹیوں پر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں رکھ کر چٹخاتی ہیں۔ اِس سے مراد یہ ہوتی ہے اُس کی ساری بَلائیں ہم نے اپنے سر لے لیں]۔

بُلبُل چشم: مختلف رنگ کے تانے بانے سے، سادہ یا پھول دار بُنا ہوا، ریشمی کپڑا۔ ولایتی کپڑے کے رواج سے پہلے ''مشہدی'' کے نام سے مشہور تھا۔ اب شمالی ہند کے بڑے بڑے شہروں میں ''قناویز'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

بلبلِ شیراز: شیخ سعدی شیرازی۔ فارسی کے معروف اور مقتدر شاعر اور نثر نگار

(فسانہ، ص ۲۲)۔

بُلبُلِ قَفَسی: پنجرے میں بند بلبل۔

بُلبُلِ ہزار داستاں: مراد ہوتی ہے خوش بیان، شیریں کلام شخص سے۔

["داستان" دراصل "دَستاں" تھا بہ معنیِ نغمہ۔ بلبل کی خوش آوازی کی بنا پر اُسے "ہزار دَستاں" کہا گیا: ہزار نغمے گانے والی، یعنی بہت خوش بیان۔ یہی مرکب "ہزار داستاں" بن گیا۔

خواجہ نے بھی زمین چومی، اِس گویائی سے بولتا تھا کہ گویا بلبلِ ہزار داستاں ہے[باغ، ۱۳۳]۔

بَل بے: کلمۂ تعریف، تعجب کے اظہار کے لیے بھی آتا ہے؛ جب کوئی بہت حیرت میں ڈالنے والی بات سامنے آئے، یا کسی نے بہت قابلِ تعریف کام کیا ہو۔

نوفل یہ ہمتِ حاتم کی سُن کر مُتَعجّب ہوا کہ بَل بے تیری سخاوت![باغ، ۴۷]۔

بَل بے: واہ واہ، کیا کہنا (بہ طور طنز کے)۔

بَل بے فقرہ ترا، مَعاذَاللہ!
میرے تو ہوش اُڑ گئے وَاللہ
(مثنویات، ۸۲۶)

بَلخ: ایک قدیم شہر جو اب موجود نہیں، مگر اُس کے آثار افغانستان کے شہر مزار شریف کے قریب اب بھی موجود ہیں۔ یہ بُدھ مذہب کا بڑا مرکز رہا ہے [باغ، ۲۰۹]۔

بَلَد: واقف، جاننے والا۔

بَلَد: شہر، بستی۔

بَلَدُ الحَرام: مراد ہوتی ہے مکۂ معظمہ سے۔

بَلَدِ امین: مکۂ معظمہ۔

بَلدہ: شہر۔

بَل رے بَل: تعجب اور نفرت کے ملے جلے جذبے کے اظہار کے لیے: خدا کی پناہ! توبہ توبہ!

بَل رے بَل یہ ترا فریب و فن!
تو تو موذی ہے جان کا دشمن
[مثنویات، ۳۶۲]

بِلقیس: قدیم شہر سبا کی ملکہ جو ایمان لاکر حضرت سلیمانؑ کی بیوی بن گئی تھی۔

بِلِلّی: ناسمجھ، بے وقوف۔

لیکن اُس کی دوستی کے باعث میں بللّی اِس پر بھی چُپ رہی[باغ، ۵۷]۔

بَلنا: سلگنا، جلنا، بھڑکنا۔

اِس غصّے کی آگ میں بھڑک رہی ہوں،
آخر جَل بَل کر بھو بھل ہو جاؤں گی۔
(باغ، ۶۲)

بلور، بلّور: ایک شفاف چمکیلا جوہر۔ چونے پٹاس اور ریت سے بنایا ہوا ایک قسم کا صاف شفاف شیشہ، کرسٹل۔ [''بلور'' بہ فتح اوّل بھی ہے اور بہ کسر اوّل بھی۔ لام پر تشدید بھی آتی ہے (بلّور) اور مع لامِ مخفف (بلور) بھی آتا ہے۔ واو معروف بھی ہے اور لین بھی (بلوُر۔ بلوَر)۔

بلوریں: بلور کا، بلور جیسا صاف شفاف، چمکیلا۔

بُلہٰ: وہ لوگ جو دنیاوی اُمور میں اور معاش کو حاصل کرنے میں کم عقل ہوں، سمجھ دار نہ ہوں۔ نادان، سادہ لوح، کم عقل۔

ع: القصہ یہ تھے بُلہٰ، دو نفر اتھا

ذو فنون [سودا، ص ۳۴۳]

بَلی: زور آور، طاقتور۔ قربانی، بھینٹ۔

بَلے: ہاں۔

بَلیّات: بَلائیں، آفتیں، مصیبتیں۔

بَلیّاں لوں: بلائیں لوں، صدقے جاؤں۔ وہ عَجَمی مُوا اب تک جیتا ہے؟ دائی نے کہا: بَلیّاں لوں، کچھ دم باقی ہے [باغ، ۱۶۰]۔

بَم: راگ یا باجے کی اونچی آواز، اونچا سُر؛ ''زیر'' کا مقابل۔ نقارے کے داہنی طرف کے طبل کو بھی بم کہتے ہیں۔

دیا چوب کو پہلے بَم سے مِلا
لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا
کہا زیر سے بَم نے بہر شگوں
کہ دوں دوں خوشی کی خبر کیوں نہ دوں
(بیان، ۱۵۔ ۳۱۴)

بَم و زیر: دیکھیے: زیر و بم۔

پِنا: بنیاد، نیو۔

پِنا ڈالی: بنیاد رکھی۔

بادشاہ نے اِسی لیے اِس باغ کی پِنا ڈالی اور مکان متعدّد بنوائے۔
[باغ، ص ۱۰۲]

بَن آنا: تدبیر سمجھ میں آنا۔

دیکھ کر میں یہ شکل، گھبرایا
بد حواسی میں کچھ نہ بن آیا
[مثنویات، ۱۰۵۱]

بَنات (بانات): بغیر بُناوٹ کا اونی کپڑا جو پشم یا اون کے روؤں کو جما کر، کاغذ بنانے کے طریقے کے طور پر بنایا جاتا ہے اور پتلا، موٹا، ادنا، اعلا ہر طرح کا ہوتا ہے۔ عام طور پر اِسے ''بانات'' کہا جاتا ہے۔

اُس کے پیچھے دو غلام بَنات کی پوشاک پہنے چلے آتے ہیں [باغ، ۲۰۶]۔

بَنات: بِنت کی جمع: لڑکیاں۔

بَناتُ النّعش: وہ سات ستارے جو قطبِ شمالی کے قریب ہیں اور قطب کے گرد پھرتے نظر آتے ہیں (ان میں سے چار ستارے جنازے کی شکل کے ہیں اور تین جنازہ اُٹھانے والے دکھائی دیتے ہیں)۔

بَناس پتّیاں: جنگل کی پتّیاں، گھاس، بوٹیاں، جنگلی پھل۔

واسطے خدا کے کچھ کھانے کو دو۔ مدت سے گھاس اور بناس پتّیاں کھاتا چلا آتا ہوں [باغ، ۱۷۸]۔

بُناگوش: کان کی لَو، گُچیا۔

بَناوٹھَناو/ بَناوچُناو: بناو سنگار۔

بِنائے تعدّی: ظلم کی بُنیاد۔

بَنت: کپڑے کی لمبی چٹ پر سنہرے، رُپہلے تاروں کا کام؛ ایک طرح کی توئی (کپڑے پر بنی ہوئی بیل) کا نام، جس میں گوکھرو، سلما ستارا لگا ہوتا ہے: لیس۔ بیل، جس میں سونے چاندی کے تاروں کا کام ہو۔

وہ شبنم کی انگیا بنی تنگ و چست
کناروں پہ مینا بنت کا درست
(بیان، ۱۳۰۹)

بِنتُ العِنَب / بِنتِ عِنَب: انگوری شراب۔ شراب۔

کہیں بنت العنب پہ ہے دل چور
کہیں زخم جگر کا ہے انگور
[مثنویات، ۶۲۶]

[بِنت: بیٹی - عِنَب: انگور۔ انگور کی بیٹی یعنی شراب؛ اِسی لحاظ سے کہا گیا ہے:

اُس کی بیٹی نے اُٹھا رکھی ہے دُنیا سر پر
خیریت گزری کہ انگور کے بیٹا نہ ہوا]

بَنت کی چُنّی: شیشے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو بَنت میں ٹکے ہوتے ہیں۔

بِنتِ مریم: کنواری لڑکی۔

بَنجارے کا چولھا: دیکھیے: اُٹھاؤ چولھا۔

اِس تنگ و دو میں زندگی بنجارے کا چولھا بن کر رہ گئی (اردو لغت)۔

بَند: ہڈّی کا جوڑ۔ زنجیر۔ رسّی، جس سے دیوانوں اور قیدیوں کے ہاتھ پاؤں باندھتے ہیں۔ زنجیر کا حلقہ۔ گرہ۔ کمر بند۔ انگرکھے، شیروانی یا نقاب کا سِلا ہوا فیتا۔ انگیا کے ڈورے جن سے پُشت کی طرف سے انگیا کسی جاتی ہے۔

بَند: کمر پر باندھنے کی پٹّی۔

وہ پشوازِ اُگری، وہ نرگس کا ہار
وہ کمخواب کی بَند، رومی اِزار
(بیان، ۱۳۰۷)

(دیکھیے: بندی)

بُندا: دیکھیے: آویزہ۔

بَندِپا: پیروں میں پڑی ہوئی زنجیر۔
(گلزار، ۱۳۰۳)

بَندر: بندرگاہ (فسانہ، ۲۲۵)۔

بندر کی آشنائی: بے مروّت کی دوستی۔

بندر کا گھاو: وہ زخم جو کبھی اچھا نہ ہو [بندر اپنے زخم کو کھُجاتا رہتا ہے، یوں وہ اچھا نہیں ہو پاتا)۔

بَندِ سحر بُنیاد کھُولا: جادو کی قید سے آزاد کرایا [گلزار، ۱۵۰۰]۔

بندش: تدبیر، سازش۔

میں اِسے باہر جنگل میں لے جاکر ٹھکانے لگاؤں اور گاڑ داب کر چلا آؤں، ہرگز کوئی محرم نہ ہوگا کہ کیا ہوا۔ یہ بندش مبارک سے سن کر بولا کہ بہت مبارک [باغ، ۲۲۳]۔

بندگی بجاؤں: خدمت کروں۔

آہستہ کہا: کہو تو آؤں
فرماؤ تو بندگی بجاؤں
[گلزار، ۱۱۶۶]

یعنی تم کہو تو میں تمھاری جگہ پکھاوج بجاؤں۔

بَنّدُوڑ: باندی کی تصغیر بہ طورِ حقارت، نہایت کم رتبہ باندی۔

شہوت کے غلبے میں میرے روبہ رو
اُس بے حیا نے اُس بَنّدوڑ سے صحبت
کی [باغ، ۵۸]۔

بندوقِ چقماقی: دیکھیے: چقمر کلا۔ اور بندوقِ چقماقی خاص لندن کی طائرِ خیال گرانے والی برابر رکھے [فسانہ، ۷۵]۔

بندہ خانہ: غریب خانہ، ناچیز کا گھر (یعنی میرا گھر)۔

بندۂ درگاہ: جناب کا غلام، خادم، ناچیز، خاکسار [یہ کلمہ انکسار کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے۔ "ہم" اور "میں" کے معنوں میں، جیسے بندۂ درگاہ یہ عرض کرتا ہے۔ یعنی یہ نیاز مند، یہ آپ کا خادم عرض کرتا ہے، میں یہ کہتا ہوں]۔

بَنّدھوا: قیدی، پابند

ترا قیدی، جاکر چھڑوا لائی ہوں
پر ایک اور بَنّدھوا اُڑا لائی ہوں
(بیان، ۱۸۴۶)

بند ہوتی تھی: اُلجھتی تھی، پریشان ہوتی تھی۔

وہ تھی نازنیں بھی بہت عقل مند
نہ کھلنے سے کچھ اُس کے، ہوتی تھی بند
(بیان، ۷۳۹)

بندہ ہونا: غلام بننا۔

ع: بندہ ہو نابدا ہوا تھا [گلزار، ۷۶]۔

بند ہوئی: فکر کے مارے چپ ہو گئی، کچھ کہہ نہ سکی۔ [فسانہ، ۶۷]۔

بَنْدھی آواز: وہ آواز جو گانے والے کے قابو میں ہو۔

بَنْدھی پھوٹ: وہ داؤ جس کی پہلے سے مشق ہو، آزمایا ہوا داؤ۔

بَنْدھی مُٹھی: چپ چاپ، خاموش، چھپی بات، راز۔ مال واسباب کی وہ صورت حال جس سے سب واقف نہ ہوں۔ اتحاد، اتفاق۔

بَنْدھی مُٹھی لاکھ برابر: راز کو چھپایا جائے تو اعتبار باقی رہتا ہے۔ اتفاق و اتحاد میں بڑی طاقت ہے۔

بَندی: پٹی۔

کمر میں بندی باندھے اور ایک عصا سونے کا جڑاؤ ہاتھ میں [باغ، ۹۰]۔

بَندی: قیدی۔

بَندی خانہ: قید خانہ۔

بندی وان: قیدی۔

محتاجوں کو کچھ خیرات کرو اور بندی وانوں کو آزاد کرو [باغ، ۱۴۴]۔

بَنْڑی: دُلھن [''بنڑا'' (دُلھا) کی تانیث]۔

بَنگ: بھنگ۔

بَنگی: بھنگ پینے والا۔

بُنگاہ: اسباب رکھنے کی جگہ۔

بَنگڑی: کانچ کی بل دار چوڑی۔

بَنُّو: ''بانو'' کا مخفف: خانم، بیگم، دُلھن۔ پیار سے چھوٹی لڑکی کو بھی کہتے ہیں۔

[اِس کا پُرانا املا ''بنوں'' بھی ہے (آصفیہ)]۔

پس گئے، مر گئے جسے دیکھا
میری بَنّو کا ہے یہی لیکھا
(مثنویات، ۳۴۳)

بَنی: دُلھن۔

نہا دُھو کے اُس روز ایسی بنی
کہ دو دن کی سچ مچ ہو جیسی بَنی
(بیان، ۱۰۴۸)

بُنیاد: اصل، جڑ۔ نیو، اثاثہ، پونجی۔

بنیاد جو کچھ تھی، جب گنوائی
تب خود وہ کھِلاڑ، مُہرے آئی
[گلزار، ۱۱۸]

بُنیاد بَر اَفگَنی کی بانی: عمارت کھدوا دینے والی۔ [گلزار، ۱۳۷۰]۔

بَنی آدمی: انسان۔

بَنی آدمی کو تو چوری سے لا
دکھاتی ہے گھر میں تعشق جتا
(بیان، ۱۷۲۶)

بُنیان: بنیاد، نیو۔

بَنیٹی کرنا: بانس کی لکڑی (پتلی چھڑ) کے دونوں سروں پر تیل میں ترکی ہوئی دو گیندیں باندھ کر اور اُنھیں روشن کر

کے اِس طرح گھمانا کہ شعلے کا چکر بن جائے: شعلۂ جوّالہ۔

زری کا وہ حلقہ سر اوپر دھرے
کہ جوں شب میں کوئی بنیٹی کرے
(بیان، ۱۳۸۶)

بَنی جان: جِن۔

بوائی: سردی کے موسم میں ایڑیوں کے پھٹ جانے سے جو دراڑیں سی پڑ جاتی ہیں، اُن کو "بوائی" کہتے ہیں۔

جس کی نہ پھٹی ہو بوائی، کیا جانے پیر پرائی۔ [باغ، ۱۰۱]

بوتا: قوت، طاقت، زور، بل۔

بوتہ: کٹھالی، جس میں سنار سونا، چاندی گلاتے ہیں۔

بوٹ/بوٹنٹ: کچے ہرے چنے۔

وہ آدمی آگ کا الاو جلا کر بوٹوں کے ہولے کرتے تھے۔[باغ، ۱۸۰]

بوٹا سا قد: مناسب میانہ قد، دل کش اور خوش نما قد۔

بوچا: دیکھیے: ہَوادار۔

بودار: وہ کتا جو سونگھ کر شکار کو تلاش کر لے۔

پھر شکار کا سامان میر شکار لائے۔ ولایتی کتے بودار، گلڈ انک، [فسانہ، ۱۸۱]۔

بود و باش: رہن سہن۔

بود و باش مقرر کی: رہنا سہنا شروع کیا، رہنے لگا۔

بوڑھا آڑھا ہو: بہت عمر پائے۔ دعائیں دینے لگیں کہ تیری ماں کا پیٹ ٹھنڈا رہے اور تو بوڑھا آڑھا ہو [باغ، ۲۴۲]۔

بوڑھا بڑا ہو: بہت عمر پائے، ترقی کرے۔

تیرے سایے کے تلے بوڑھا بڑا ہو
[باغ، ۲۴۰]۔

بوڑی: نیزے کی نوک۔

بوڑی بَردار: نیزے والے، بلم بردار۔ [فسانہ، ۱۷۸]

بوزنہ/بوزینہ: بندر۔

بُوزہ: جَو، چاول وغیرہ سے بنی ہوئی دیسی شراب۔

بُوزہ خانہ: جہاں دیسی شراب (بوزہ) ملتی ہو۔

بُوزہ فروش: دیسی شراب (بوزہ) بیچنے والا [باغ، ۱۳۹]۔

بُوستاں: باغ۔ شیخ سعدیؔ شیرازی کی ایک مشہور کتاب کا نام، جو مثنوی کی ہیئت میں ہے۔

درختوں نے برگوں کے کھولے ورق
کہ لیں طوطیاں بوستاں کا سبق
(بیان، ۲۱۲)

سے آدمی، حیوان ہو جائے؛ دو چار جام
اُسی تیز آب کے اُس جوان کو دیے
[باغ، ۵۷]۔

بوے گلزارِ داغ: داغوں سے بھرے باغ کی بو؛ دُکھ بھری آواز مراد لی گئی ہے۔

کہا: کچھ تو ملتا ہے یہاں سے سُراغ
کہ آتی ہے یہاں بوے گلزارِ داغ
[بیان، ۱۷۱۸،

["یہاں" پُرانا املا ہے، اب "یاں" لکھتے ہیں]۔

بہہ: بہتر۔

بَہا: قیمت۔

باغ کا مول لاکھ روپے اور اُس باندی کا بہا پانچ لاکھ [باغ، ۵۲]۔

بھاٹ: مراد ہے خوشامدی اور لالچی شخص۔

ہم فقیر نہ ہوئے، بھاٹ ہوئے۔ اگر یہی حرص دل میں ہوتی، تو فقیر کاہے کو ہوتے [باغ، ۷۹]۔

بھاکھا: زبان۔

دلّی شہر ہندوؤں کے نزدیک جُگ جُگی ہے۔ اُنھیں کے راجا پرجا قدیم سے رہتے تھے اور اپنی بھاکھا بولتے تھے۔
[باغ، ۷]

بھاگ کُھلنا: نصیب جاگنا، اچھے دن آنا۔

بھاگ کُھلے: قسمت جاگ اُٹھی [گلزار، ۱۳۸۴]

بھالا بردار: ہاتھی کے نگہبان ملازموں کا ایک گروہ، جو سواری میں ہاتھی کے ساتھ رہتے تھے اور اپنے پاس بھالے رکھتے تھے، تاکہ ہاتھی اگر راہ میں مست، بے قابو ہو جائے، تو بھالوں کے ذریعے اُس کو قابو میں رکھا جائے۔

بھانڈا: مٹّی کا بڑا برتن: گھڑا، مٹکا، ہانڈی۔

بھان مَتی: تماشاگروں کا ایک گروہ، جو تعجب میں ڈالنے والے اور بہ ظاہر خلافِ عقل کرتب دکھا کر تماشا دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالتے اور جادو، ٹونے کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

پُتلیاں بھان متی، آنکھیں یہ ہیں حیدر آباد
ایک عالم کا دکھاتی ہیں تماشا دونوں
[جانصاحب۔ دیوان مطبعِ حیدری لکھنؤ، ۱۰۴]

بھاو: ناز و ادا، چوچلا، جذبہ، لطیف احساس۔

بھاو بتانا: جسم، اعضاے جسم کی حرکات سے گیت کے مضمون یا کسی جذبے کا نقشہ کھینچ کر دکھانا (خاص کر رقص میں)۔

بھاویں (بھانویں): اثر، خیال، نزدیک [اپنے بھاویں: اپنے نزدیک اپنے خیال میں]۔

اپنے تو بھاویں زیادہ سُور سے ہے یہ حرام
اک مسخرے یہ کہتے ہیں: کوّا حلال ہے
[سوداؔ، ۳۴۴]۔

[اس شعر میں دونوں معنوی رعایتیں ملحوظ رکھی گئی ہیں]۔

بُوس و کنار: لپٹا کر بوسے لینا۔

سُن کے یہ مَیں لپٹ گیا اک بار
اور لگا کرنے اُس سے بُوس و کنار
(مثنویات، ۸۳۹)

بو علی سینا: ابو علی الحسین ابنِ عبداللہ، جو "ابنِ سینا" کے نام سے بھی مشہور ہے۔ نہایت مشہور اور مقتدر فلسفی، حکیم، طبیب، ریاضی داں اور ماہرِ فلکیات تھا۔ اِسے "شیخ الرئیس" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ وفات: رمضان ۴۲۸ھ، ۲۱ر جون ۱۰۳۷ء۔ ایران کے شہر ہمدان میں قبر ہے۔ [دائرہ معارفِ اسلامیہ، لاہور]۔

نہیں تُو اپنی تدبیر میں ہر ایک لقمان اور بو علی سینا ہے [باغ، ۹۲]۔

بُوغ بَند: بڑا بُغچہ، گٹھری باندھنے کا کپڑا۔

بُوغما: بدشکل عورت، چڑیل۔ کوڑا کرکٹ، اَلا بَلا، واہی تباہی۔

بُوق: بگل، قرنا، نرسنگھا۔

بُوقلمُوں: ایک قسم کی رومی دیبا (ریشم) جس کا غالباً روشنی پڑنے سے ہر لحظہ نیا رنگ نظر پڑتا ہے۔ رنگا رنگ۔ تعجب انگیز۔ مختلف رنگوں کا۔ طرح طرح کا۔

پھول ایک ایک اُس میں بوقلموں
ہو، جسے دیکھ، آدمی کو جنوں
[مثنویات، ۱۱۱]۔

بوقلموں ہو گیا: کئی رنگوں کے عکس سے بھر گیا۔ ہر ایک قسم کے جواہر دیکھے کہ اُن کی جھلوٹ پڑنے سے سارا مکان بوقلموں ہو گیا [باغ، ۱۷۸]۔

بَول: پیشاب۔

بے رُخصت اُس کی، تک یہ ہلیں گر برائے بَول
ایسی ہی ایک آن کے سر میں جڑے وہ ڈھول
[سودا، ۲۸۷]۔

بَول و بَراز: پیشاب پاخانہ۔

بُولتا: سانس، دم، روح، جان۔ مجازاً: حقہ۔

سفر میں بُولتا ساتھ ہو، جہاں چاہا چلم بھر لی (نور اللغات)۔

بُولتا نکل گیا: روح نکل گئی۔

دُنیا سے چل بسا، دم نکل گیا۔ مرید، چیلے بہت پکارے، بُولتا نکل گیا۔
[فسانہ، ۲۹۲]۔

بوم: اُلّو۔

بوَنّد: نہایت تیز شراب۔

بوَنّد کی بوَنّد تھی: بہت زیادہ تیز شراب تھی۔

وہ شراب بوَنّد کی بوَنّد تھی، جس کے پینے

بھائی چاری: بھائی ہونا۔

اے بھائیو، میں تمھارا غلام ہوں، بھائی چاری کا دعویٰ نہیں رکھتا۔

[باغ، ۱۳۵]

بہ ایں ریش وفش: یہ معقول صورت اور ایسی بیہودہ حرکات [ریش: داڑھی فش: پگڑی کا طرّہ]۔

بہ ایں ریش وفش پیر نابالغ: اِتنی عمر ہونے آئی اور ابھی تک عقل نہیں آئی۔

ہم نے سنا تھا تو مرد جہاں دیدہ...... ہے، مگر افسوس! بہ ایں ریش وفش پیر نابالغ ہے (فسانہ، ۱۷۰)۔

بہ ایں ہیئتِ کذائی: اِس وضع قطع سے۔

جب بہ ایں ہیئت کذائی وہ پروردۂ دامنِ نازو آغوشِ شاہی گھر سے نکلا۔

[فسانہ، ۵۲]

بَھبُوت: وہ راکھ جو سنیاسی اور جوگی اپنے بدن پر ملتے ہیں۔

بَھَبُھوکا / بھبوکا: شعلہ، لال انگارا۔ سرخ لباس پہنے ہوئے۔ دہکتا ہوا۔ بے حد گورا چٹا۔ بہت چمک دار۔

بھبھوکا سا دیکھا جو اُس کا بدن
جلا آتشِ عشق سے اُس کا تن

[بیان، ۶۰۰]۔

بَھبُوکا ہونا: بہت زیادہ غصّے میں بھر جانا کہ چہرہ سرخ ہو جائے۔

یہ سُن کے، وہ شعلہ، ہو بھبُوکا
بولی کہ تجھے لگاؤں لو کا

[گلزار، ۶۴۲]

یہ سن کر، وہ شعلہ، بھبھوکا ہوئی
لگی کہنے : ایں، یہ بلا کیا ہوئی

(بیان، ۱۱۶۰)

بہت آراستہ ہو: بہت شوق ہے، بہت آمادہ ہو۔ [بہت آراستہ ہو صُحبت کے: بہت شوق ہے عیاشی کا۔ بہت ارمان ہے، صُحبت (جنسی عمل) کا]۔

کچھ عجب ڈھنگ ہیں طبیعت کے
بہت آراستہ ہو صُحبت کے

[مثنویات، ۹۴۹]

بہت دور تھی: بہت کچھ سوچ سمجھ چکی تھی، پہلے ہی طے کر چکی تھی۔ دور بیں تھی۔

غرض شاہ زادی بہت دور تھی
یہ شکل اُس کو پہلے ہی منظور تھی

[بیان، ۱۰۴۷]

بہت دور ہو: میری پہنچ سے باہر ہو۔

میں سمجھی ہوں تم کو، بہت دور ہو
چلو اب کہیں یہاں سے کافور ہو
یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں
میں اِس طرح کا دل لگاتی نہیں

[بیان، ۱۶-۱۰۱۵]

بہ تنگ: بیزار، عاجز، ناخوش، پریشان۔

بھتّی: وہ کھانا، جو قریبی رشتے دار تین دن تک اُس گھر میں بھیجتے ہیں جہاں کوئی مر گیا ہو۔ اُس کھانے میں اکثر کھچڑی ہوتی تھی، اِسی لیے اِس کا ایک نام "کڑوی کھچڑی" بھی تھا (آصفیہ)۔ [ہماری بھتّی کھائے: عورتیں قسم دلانے کے موقعے پر بولتی ہیں۔ معنی یہ ہوتے ہیں کہ (اگر یہ کام کرے) تو ہمارا مرنا چاہے، ہمارا ماتم کرے، ہمیں پیٹے]۔

کبھی کہنا: ہماری بھتّی کھائے
گر ہمیں بے طریق ہاتھ لگائے

نیز دیکھیے: کڑوی روٹی، کڑوی کھچڑی، حلوائے مرگ۔

بھٹّا سا اُڑ گیا: ایک ہی ضرب میں سر گردن سے کٹ کر صاف اُڑ گیا۔

دیکھتے ہی تلوار کھینچ کر ایسی گردن میں لگائی کہ اُس کا سر الگ بھٹّا سا اُڑ گیا۔

[باغ، ۱۷۴]

بھٹ پڑے وہ سُونا جس سے ٹوٹیں کان: جس چیز سے آخر میں نقصان ہو، اُس کے ظاہری فائدے یا وقتی چمک دمک سے کیا حاصل۔ ایسے کام یا چیز سے کیا فائدہ جس سے آخر میں نقصان ہو یا پریشانی اُٹھانا پڑے۔ [صحیح "بھٹ پڑے" ہے (آصفیہ، نور)

سکنے میں "پھٹ پڑے" بھی آتا ہے اور مثنویات میں "پھٹ پڑے" ہی ہے]۔

بھٹنی: پستان (عورت کی چھاتی) کی سیاہ، سیاہی مائل گھنڈی۔

بھُجبند: بازو بند؛ بازو پر باندھنے کے مختلف وضع قطع کے سادہ اور جڑاؤ زیور، جن میں سے اِنتے، جوشن، نَورتنے مشہور ہیں۔

بہ جبراً: مجبوراً۔

بہ جبراً دل اپنا لگایا وہاں
کہا اُس نے جو کچھ، کہا اِس نے: ہاں

[بیان، ۱۷۷]

بہ جبر و اِکراہ: مجبوراً، نہ چاہتے ہوئے بھی، بادلِ ناخواستہ۔

بھُجنگا: ایک کالے رنگ کا پرندہ جو کوئل سے مشابہ ہوتا ہے۔

بِھچَک: حیران، حیرت زدہ، گُم سُم، بے حرکت۔

وہ شہ زادۂ دل شدہ تو ٹھٹھک
دو نہیں رہ گیا نقشِ پا سا بھچک

[بیان، ۹۲۸]

بِھچَکنا / بَھچَکنا: حیرت زدہ رہ جانا، بھونچکا ہو جانا، مبہوت ہو جانا۔

بھُچَمبا: بھچمبا کے بوٹے یا پھول سے مشابہ انار کی طرح کی آتش بازی۔

انادوں کا دغنا، بھُچمپے کا زور
ستاروں کا چھٹنا، پٹاخوں کا شور
[بیان، ۲۰۲۶]

بھُچمپا: چمپا کی ایک قسم، جسے "بھوئیں چمپا" بھی کہا جاتا ہے۔ اِس کے پتّے لمبے اور پھول خوش بودار ہوتے ہیں۔
ایک قسم کی آتش بازی۔

بھُچمپا ساقد تھا جو رشکِ انار
نکلنے لگے اُس سے شعلے ہزار
(بیان، ۱۴۴۶)

[اس شعر میں پھول اور آتش بازی، دونوں کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے]۔

بہ خاطر جمع: اطمینان کے ساتھ۔

بہ خُدا: خدا کی قسم۔

بہ درجہ: بہت۔

وہ سائلِ ستم شعار بہ درجہ ظلم پیشہ و جفا کار نکلا[فسانہ، ۲۱۷]۔

بہ درجۂ اُتم: مکمل طور پر۔

بہ درجہ مُہیب تھی: اِس قدر ہیبت ناک تھی۔ بہت ہیبت ناک تھی۔

صدا ہیبت ناک آئی۔ بدرجہ مُہیب تھی کہ گاوزمیں کا کلیجا ہِل گیا[فسانہ، ۱۲۲]۔

بَہر: واسطے، لیے۔

بہ ربِّ کعبہ: کعبے کے مالک (خدا) کی قسم، بہ خدا[اِس میں بِ قسمیہ ہے]۔

بہرام: ایک مشہور ایرانی بادشاہ کا نام، جو گورخر (ایک مشہور جانور) کا شکار کیا کرتا تھا، اِسی لیے اُسے "بہرام گور" کہا جاتا ہے۔

کوئی لیتا بھی اب نہیں یہ نام
کون سی گور میں گیا بہرام
(مثنویات، ۱۴۸۵)

بہرِ خدا: خدا کے واسطے، خدا کے لیے۔

بہ روے کار: عمل میں مشغول، سرگرمِ عمل۔

بہ روے کار لانا: عمل میں لانا۔

بھر بھرانا: مائل ہونا، فریفتہ ہونا۔

رنڈی جو خوب صورت دیکھی، جی بھر بھرایا(فسانہ، ۳۳۳)۔

بھرنا: نباہ کرنا، بسر کرنا[بھرے گا کون: کون نباہ کرے گا۔ کون شادی کرے گا]۔

ایسے دیوانے سے بھرے گا کون
شادی اور بیاہ پھر کرے گا کون
(مثنویات، ۱۳۶۲)

بھرنا: پورا ہونا، مکمل ہونا۔

جب وہ ہلالِ سپہر شہریاری بدرِ کامل ہوا اور چودھواں برس بھر گیا، جوانوں میں شامل ہوا[فسانہ، ۳۷]۔

بہری: چندا۔

جو ہوا سو ہوا، اُس کی قیمت ہم سب بہری کر کر تجھے دیں گے [باغ، ۱۶۶]۔

بَہری: ایک شکاری پرندہ جو اکثر کبوتروں کا شکار کیا کرتا ہے [باغ، ۱۹۴]۔

بہ زَعمِ خود: اپنے خیال کے مطابق، اپنے دل میں جو مان لیا ہے اُس کے مطابق، اپنے مفروضے کے مطابق۔

بہ سر و چشم: سر آنکھوں پر؛ یعنی بہت خوشی سے، بہت اچھا [اِس حکم کی تعمیل نہایت خوشی کے ساتھ کی جائے گی۔ یہ کام ضرور کیا جائے گا]۔

بھَسَم: راکھ۔

اور بھبھوت، بھَسَم تمام بدن میں لگایا۔ [باغ، ۱۰۶]

بھَسُونڈے: ہاتھی کے سونڈ کے اوپر کا وہ حصہ جو مستک سے جُدا ہوتا ہے۔

بہ طورِ خود: اپنے طور پر، اپنی رائے کے مطابق، کسی کی شرکت کے بغیر۔

بہ طیبِ خاطر: خوشی سے، رضا و رغبت سے، اپنے دل کی خواہش سے۔

بہ قولِ شخصے: کسی کا قول ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے۔

بَھگت: ہولی میں بنایا جانے والا ایک طرح کا سوانگ۔ اِسی سے "بھگتیا" بنا ہے: سوانگ میں ناچنے والا لڑکا۔

بھَگتیا: سوانگ بھرنے والا اور ناچنے والا۔ عورتوں کے سے کپڑے پہن کر ناچنے والا [باغ، ۳۶]۔

بَھگنا: بھائی۔

اور دوسرا جوان جو اُس کے ہمراہ اسیر ہے، اُس کا بھَگنا ہے [باغ، ۱۵۰]۔

بَہَل، بَہلی: بیلوں کی عام گاڑی تھی، جس میں ایک کھٹولے کو دو پہیوں پر قائم کرتے، پھر اُس پر چار ڈنڈے کھڑے کر کے ایک چھتری لگا دیتے اور اُس پر (خواتین کے لیے) پردے کے لیے غلاف ڈال دیا جاتا۔ اُن دنوں متوسط طبقے کے دیہاتیوں اور شہریوں، دونوں کے لیے سفر کا ذریعہ یہی سواری تھی۔ [گذشتہ لکھنؤ]

بھَلوا دینا: دھوکے میں ڈالنا۔

لاچار ہو کر اُسے بھَلوا دیا اور تیر نکال کر، ران کو اُس کی تاک کر مارا۔ [باغ، ۱۹۵]

بَہلیا: تیر کمان سے مسلّح ملازم جو شکار میں ساتھ رہتا تھا۔ پرندوں کا شکاری۔ [باغ، ۳۲]

بَہلیا: بَہل، بَہلی (بیل گاڑی) چلانے والا۔

بہ مرتبہ: اِس قدر، بہت۔

بہ مرتبہ ڈرتا ہوں ایسا نہ ہو کہ نکل کے راز پنہاں فاش کرے، حمایتی تلاش کرے[فسانہ، ۲۱۵]۔

یہاں بہ مرتبہ نگہبانی ہوتی تھی، لیکن وہ دھوکا دے کر نکل گیا(ص ۱۱۳)۔

بہ موجِب: مطابق۔

بہم پہنچائی: حاصل کی۔

علم حکمت اور تسخیر میں نہایت قوت بہم پہنچائی[باغ، ۱۰۸]۔

بہم پہنچتے: ملتے، حاصل ہوتے۔

جو خلعتیں فاخرہ اور جواہرِ بیش قیمت سرکار میں بادشاہ کی درکار و مطلوب ہوتے، اُسی کے یہاں بہم پہنچتے[باغ، ۵۲]۔

بہم کیا: اکٹھا کیا، ایک جگہ جمع کیا۔

ہم کو تم کو کیا خدا نے بہم
میں نہ مانوں گا، تیرے سر کی قسم
(مثنویات، ۳۸۲)

بہ مُجَرَّد: یہ کلمہ کسی بات کے فوری طور پر واقع ہونے کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ بہ مُجرّد اُس مکان میں جاتے ہی (باغ، ۸۹)۔ یعنی جیسے ہی اُس مکان میں گیا۔

بہ مُجَرَّد سُننے اِس قصّے کے: اِس قصّے کے سُنتے ہی[باغ، ۲۰۶]۔

بہ مجرد فرمان: فرمان کے صادر ہوتے ہی(فسانہ، ۳۴۲)۔

بہ مجرّد نگاہ: دیکھتے ہی(؍؍ ؍؍۵۶)

بہ مُجرّد ارشاد: کہتے ہی، حکم ہوتے ہی (ص ۵۱)۔

بہ مُجَرَّد وُرُودِ رَقِیمۂ وَداد: محبت بھرا خط ملتے ہی۔

لازم کہ بہ مجرّدِ وُرُودِ رقیمۂ وداد اِدھر کو روانہ ہو[فسانہ، ۲۸۹]۔

بَہْمَن: ایک ایرانی مہینے کا نام، جو ہندستانی مہینے پھاگن سے مطابقت رکھتا ہے تھوڑے سے فرق کے ساتھ، دیکھیے: دَے۔ ایک ایرانی بادشاہ کا نام، جو اِسفندیار کا بیٹا تھا۔

بَہَم ہونا: جمع ہونا، ملنا، ساتھ ہونا۔

بُھناس: ہاتھی باندھنے کا کھونٹا۔

بھنڈارا: سنیاسیوں اور جوگیوں کی ضیافت۔

بھُنڈ پیرا: منحوس مرد۔

بھُنڈ پیری: منحوس عورت۔

حکم کیا کہ اِس کم بخت بھنڈ پیری دُلھن کا بھی سر کاٹ ڈالو[باغ، ص ۲۳۰]۔

بھنور: دریا یا ندی کے پانی کا چکر، جو تیز بہاؤ پر مخالف رَو کی وجہ سے پیدا ہوجاتا

ہے۔ جتنی تیز رَو ہو گی، اُتنا ہی بھنور گہرا اور زوردار ہو گا، جس میں ہلکی کشتی کے ڈوبنے کا خطرہ رہتا ہے[اصطلاحات]۔

بھنْور کلی: وہ گلوبند (لوہے، پیتل وغیرہ کا حلقہ) جو بعض جانوروں (جیسے: بکری، کتے) کے گلے میں پہناتے ہیں۔

بھنْور کلی مُرصّع کی: جواہرات جڑا ہوا گلوبند۔

[باغ، ۱۹۴]

بھَوانی: پاربتی: شیوجی کی بی بی۔

بھوبَھل: جلتی ہوئی راکھ (بہت گرم راکھ)۔

اِس غصّے کی آگ میں بھٹک رہی ہوں،
آخر جَل بَل کر بھوبھل ہو جاؤں گی۔

[باغ، ۶۲]

بَہوڑا: برات کے دن دلھن کے ساتھ جو کھانا دولھا کے گھر بھیجا جاتا ہے۔

بھَونْری: گھوڑے کی کھال کے بالوں کا چکّر (گرہ) جو بالوں کی جڑوں میں مختلف شکلوں کا ہوتا ہے۔ اُن میں سے بعض کو بہت منحوس سمجھا جاتا ہے۔ بھونْریاں آٹھ شکل کی ہوتی ہیں: بھنْور کی شکل، سیپ کی شکل، گلاب کی کلی کی شکل، گائے کی زبان کی شکل، ہرن کے نافے کی شکل، کھنکھجورے کی شکل، کھڑانْو کی شکل، سانْپ کی شکل۔

نہ ساپن، نہ ناگن، نہ بھنوری کا ڈر
ہر اک عیب سے وہ غرض بے خطر

[بیان، ۷۵۶]

بھوگی: آرام طلب، عیاش، وہ جو دن رات عیش و عشرت میں رہے۔

جوگی، کوئی بھوگی، کوئی سوگی، کوئی سوگن
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہیں یہ سب فن

[نظیر، ۱۴۲]

بھوئی: حمّال (سامان اُٹھانے والے)۔ کہار (ڈولی اُٹھانے والے)۔

اِتنے میں خواجہ سرا کئی چوکوشے تورہ پوش پڑے بھوئیوں کے سر پر دھرے آکر موجود ہوا[باغ، ۸۸]۔

بھُوئی لے جا کر ایک میدان میں چھوڑ کر چلے آئے۔ ملکہ کے دل پر عجب حالت گزرتی تھی[باغ، ۹۱]۔

بھَویّا: ناچنے والا، بھاو بتا بتا کر ناچنے والا۔ (دیکھیے: بھاو بتانا)۔

بہی: امرود سے مشابہ ایک ایرانی پھل، جس کے بیجوں کو "بہدانہ" کہتے ہیں۔ یہ طِبِ یونانی کی دواؤں میں شامل ہے: سَفَرجل۔

بھَیا نک ہو کے: گھبرا کر۔ خوف زدہ ہو کے، وحشت زدہ ہو کر۔

خواصوں نے بہت بھَیانک ہو کے کہا:

کو بی بی! یہ مُوا کیا سحر بیان، جادو کا انسان ہے، ملکہ سی پری کو کیا شیشے میں اُتار لیا [فسانہ، ۸۲]۔

اکیلا پلنگ پر لیٹا ہوں اور وہ دالان خالی پڑا ہے۔ چاروں طرف بھیانک ہو کے دیکھنے لگا۔ [باغ، ۱۹۶] یعنی خوف زدہ، وحشت زدہ ہو کر۔

بھَچک: بھَونچکا، حیران۔

سوداگر بچّے کا جمال دیکھنے سے سب ادنا، اعلا حیران اور بھچک ہوئے۔ (باغ، ۱۳۳)۔ یہ مُجرّد اُس مکان میں جاتے ہی بھچک رہ گیا۔ نہ معلوم ہوا کہ دروازہ کہاں اور دیوار کدھر ہے۔
(// //۸۹)

بَہیر: آدمیوں کا ہجوم جو لشکر کے ساتھ ہوتا تھا۔ لشکر کے بازاری لوگ۔

یہ لفظ فوجی شاگرد پیشوں کے لیے بولا جاتا ہے جو فوج کے پیچھے سامان کی بار برداری اور اسی قسم کے دوسرے کام کرتے ہیں (اصطلاحات)۔

بَہیر بُنگاہ: فوج کے ساتھ ملازم، ڈیرے، خیمے، جیسے بقال، حمال، باربردار (وغیرہ)۔

بھینٹ: نذر۔ ملاقات۔

اور جواہر بیش قیمت اور جنس و تحفے اور نقد بہت سا ساتھ لے کر آیا اور اُس ماتا کے آگے بہ طریق بھینٹ کے رکھا [باغ، ۱۷۵]۔ راہ باٹ میں اگر کہیں بھینٹ ملاقات ہو جاتی، تو آنکھیں چُرا کر مُنہ پھیر لیتے [// // ۲۲]۔

بھیٹنا: مِلنا، ملاقات، بھینٹ۔

پھر ہو جو موکّل سے کہیں راہ میں بھیٹنا
اُستاد کا جاگیر کی یہ اُس سے بیاں ہے
(سودا، ۲۵۹)

بیابانِ قُدس: بیتُ المقدس کا صحرا، آبادی سے باہر کا علاقہ۔

[بیابان: صحرا، ریگستان، جنگل، ویرانہ، اُجاڑ علاقہ، جہاں نہ پانی ہو نہ ہریالی]۔

بیاباں گرد: جنگلوں میں پھرنے والا، وہ شخص جس کا کہیں ٹھکانا نہ ہو: بیاباں نَوَرد۔

بیاباں مرگ: وہ شخص جو بے کسی، غربت، کس مپرسی کی حالت میں مرے کہ اُس کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو۔

بیاباں نَوَرد: دیکھیے: بیاباں گرد۔

بیابانی: آبادی سے دور، جنگل، صحرا میں پھرنے والا؛ "شہری" کا مقابل۔

بَیاض: وہ نوٹ بک (کتاب) جس میں منتخب اشعار اور پسندیدہ کلام لکھ لیے جاتے ہیں، یا کسی علم و فن (وغیرہ) کے منتخب اور اہم اجزا درج کر لیے جاتے

ہیں۔ علم رمل کی سولہ شکلوں میں سے ایک شکل۔ سفیدی۔

بیاضِ جبیں: مراد ہے جبیں (پیشانی)۔

سرِ لوح پر رکھ بیاضِ جبیں
کہا: دوسرا کوئی تجھ سا نہیں
[بیان، ۲]

[بیاض کا لفظ اِس شعر میں صرف "لوح" کی رعایت سے آیا ہے]۔

بیاضِ سَحَر: صبح کی (پہلی) سفیدی۔

بیاضِ گلو: گلے کی سفیدی، دل کش، دودھیا سفید رنگت۔

نہیں رَطب ویابس کا لکھاں کچھ حساب
بیاضِ گلو سب کی سب انتخاب
[بیان، ۸۶۴]

بے اِعتِنائی: بے توجہی۔

بیاکُل: بے کل، بے قرار [باغ، ۱۵۰]۔

بیان: وہ علم جس کے جاننے سے ایک معنی کو متعدّد اور مختلف طریقوں سے ظاہر کر سکتے ہیں۔ اِس طرح کہ ایک معنی دوسرے زیادہ صاف ہوں، بہتر ہوں۔ اِس علم کے چار اجزا ہیں: تشبیہ، استعارہ، کنایہ، مجازِ مرسل۔

معانیؔ و منطق، بیان و ادب
پڑھے اُس نے معقول ومنقول سب
[بیان، ۴۳۹]

بے باک: بے خوف۔

صغیرہ، کبیرہ سے یے پاک ہیں
حسابِ عمل سے یے بے باک ہیں
[بیان، ۸۳]

[یعنی اُنھیں حساب کتاب کا کچھ ڈر نہیں، کیوں کہ وہ ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ اور پاک ہیں]۔

بے بَصَر: اندھا۔

بے بَہا: اَن مول، لا قیمت، بے حد قیمتی، جس کی قیمت کا اندازہ ہی نہ لگایا جا سکے۔

بے بیان: اِتنی زیادہ جس کو بیان نہ کیا جا سکے۔

مجھے بھی تمنائے سیرِ کوہ و بیاباں بے بیان ہے [فسانہ، ۱۷۵]۔

بی بی کی پُڑیاں: جب کسی عورت پر کوئی مصیبت پڑتی ہے، یا کوئی ضروری کام در پیش ہوتا ہے، تو حضرت فاطمہؓ کی نیاز مانی جاتی ہے۔ مراد پوری ہونے پر سوا پیسے یا ڈھائی پیسے یا سوا دمڑی کی شکر کی پُڑیاں منگا کر نیاز دی جاتی ہے۔ شکر کی جگہ برفی یا کوئی اور مٹھائی بھی ہو سکتی ہے۔ سوا دمڑی سے پانچ پیسے تک کی یہ نیاز دلائی جاتی ہے۔ یہ پُڑیاں صرف نیک بیبیاں کھا سکتی ہیں۔

ع: مر جائے مُوا یہ، تو میں دوں بی بی

کی پُڑیاں[سودا،۳۱۶]۔
دیکھیے: پُڑیاں، پُڑیاں اُڑانا]۔

بے پیر: لفظی معنی: بے اُستاد، جس کا کوئی مرشد، رہ نمانہ ہو۔ مجازاً: بے رحم، ظالم، خود غرض۔

دیکھا تو جوان تھا یہ تصویر
صورت پہ فدا ہوئی وہ بے پیر
[گلزار،۱۲۷۵]

بَیت: گھر۔ شعر۔

بَیتُ اللہ: وہ گھر جو خدا سے منسوب ہے، اللہ کا گھر؛ مراد ہے خانۂ کعبہ۔

بَیتُ الحَرام: وہ گھر جو محترم ہے، جس کی مقرّرہ حدوں میں شکار کھیلنا، قتل کرنا (وغیرہ) حرام ہے؛ مراد خانۂ کعبہ۔

بَیتُ الحَزَن: غم خانہ۔ مجازاً: عاشق کا گھر۔

بَیتُ الغَزَل: عمدہ اور منتخب شعر، کسی غزل کا سب سے اچھا شعر۔ مجازاً: کسی موضوع یا مضمون کا مرکزی خیال، یا بہترین حصہ۔

بَیتُ المال: اسلامی حکومت کا خزانہ، جس پر ہر مسلمان کا حق برابر سے ہوتا ہے۔ ایسا سامان، اسباب جس کا کوئی دعوے دار نہ ہو۔

نہ اسکندر نہ دارا ہے، نہ کسریٰ ہے نہ قیصر ہے
یہ بیتُ المال ملکِ بے وفا، لاوارثا گھر ہے
[میر بہ حوالہ اردو لغت]

(۲) مفت کا مال۔

بن لگاوٹ رہ نہیں سکتا ہمارا دل کبھی
کیا بُری خو پڑ گئی کم بخت بیتُ المال کی
(رنگین بہ حوالہ اردو لغت)

بَیتُ المعمور: جیسا کہ مشہور ہے، چوتھے آسمان کی ایک مسجد جو ہر وقت فرشتوں سے بھری رہتی ہے (اردو لغت)۔

بے تالا: وہ شخص جو گانے میں تال سے باہر ہو جائے۔

بے تالے ہوئے: تال سُر کی مطابقت نہ کر پائے۔ تال کے خلاف پیر پڑنے لگے۔

بَیتُ السّلطنت: راجدھانی، پایۂ تخت، تختگاہ، دارُالحکومت۔

بَیتُ الصّنم: بُت خانہ۔ [بَیت: گھر]۔

بے تقصیری: بے گناہی [باغ،۱۹۹]۔

بے تکان: بے تکلف۔ بے حد۔ گھوڑے کا بہت تیز بھاگنا۔

بے ثبات: ناپائدار، کم زور۔ کنایتہً: فضول، بے فائدہ۔

کاوش تری بے ثبات ہے یہ
سو بات کی ایک بات ہے یہ
[گلزار،۹۶۸]

بے ثبات ہے: فنا ہو جانے والا ہے، ناپائدار ہے۔

[زندگی بے ثبات ہے : سب کو مرنا ہے، زندگی کو ختم ہونا ہے]۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے
زندگی بے ثبات ہے اِس میں
موت، عینِ حیات ہے اِس میں
(مثنویات، ۱۴۹۹)

بے جا ہوا: ناراض ہوا۔

بے جا وہ ہوا، کہا کہ جا جا
کیسی رانی، کہاں کا راجا
[گلزار، ۱۲۸۳]

بِجّا : کاغذ یا مٹّی کی بنائی ہوئی ڈراونی صورت۔ میلوں میں اکثر ایسے چہرے بکتے ہیں اور بچّے خریدتے ہیں۔

کھُونٹبڑ کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے: بِجّا ہے، لڑکوں کو نہ ڈرائیے۔
[فسانہ، ۲۵۲]

بے چوبا: وہ چھوٹا خیمہ (راوٹی) جس میں خیمے کی طرح چوبیں نہیں لگائی جاتیں۔

بے حجابی: بے شرمی۔

عرض کرنا تو بے حجابی ہے
چاہنے والے کی خرابی ہے
[مثنویات، ۲۱۵]

بیخ: جڑ۔

بیخ کَن : جڑ کھودنے والا، مراد ہوتا ہے: تباہ و برباد کرنے والا، کام بگاڑنے والا۔

بے خار: کانٹے کے بغیر۔ مجازاً: کسی روک، اُلجھن، مشکل کے بغیر۔

حاصل ہوئی اُن گُلوں کو بے خار
سیرِ شبِ زلف و صبحِ رُخسار
[گلزار، ۱۵۱۸]

بے خطر: محفوظ۔

ع: ہر اک عیب سے وہ غرض بے خطر
[بیان، ۷۵۶]

بے خُورو خواب : بغیر کھائے اور بغیر سوئے۔

بے داشت : بغیر دیکھ بھال کے، خراب، اُجاڑ۔

پڑے سارے بے داشت دیوار و در
محل کو جو دیکھا تو ٹوٹا سا گھر
[بیان، ۱۸۰۷]

بے دَرِیغ [دِرِیغ] : بلا تامل، ہچکچاہٹ کے بغیر۔ کثرت سے۔

بید : ایک لچک دار پہاڑی درخت، جس میں پھل نہیں آتا اور جس کی پتلی پتلی شاخیں ہر وقت حرکت کرتی رہتی ہیں۔ اِس درخت کی شاخ یا شاخ کی چھال عام طور پر کرسیاں وغیرہ بُننے

کے کام میں آتی ہے۔
(لفظِ "بیت" اِسی سے بنالیا گیا ہے)۔

بیدِ مجنوں: بید کے درخت کی ایک قسم جس کی شاخیں کچھ اُلجھی ہوئی سی اور جھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ کرکٹ کا بیٹ اِسی کی لکڑی سے بنایا جاتا ہے (اردو لغت)۔

بید مُشک: ایک درخت، جس کے پھول نہایت نازک، خوش بودار، زرد رنگ کے مگر مائل بہ سیاہی و سبزی ہوتے ہیں۔ اِس کا عرق قلب کو فرحت دینے والا (مُفرّحِ قلب) ہوتا ہے۔

بِیدِ مُوَلّہ: بیدِ مجنوں۔ ایک قسم کا بید کا درخت، جس کے پتّے باریک اور ٹہنیاں زمین کی طرف جھکی رہتی ہیں۔ اُس کی صورت دیوانوں کی سی معلوم ہوتی ہے۔

بے رُخ ہونا: صورت بدل لینا۔

بے رُخ ترے واسطے ہوئی میں
فرّخ ترے واسطے ہوئی میں
[گلزار، ۵۹۱]

بَیرَق: فوج کا نشان یا عَلَم، جو چھوٹا ہو۔ جھنڈے کا پھریرا۔

بَیر میں ہے: ایسی دشمنی کر رہا ہے، اِس قدر زیادہ ہے۔

درد پہلو کچھ ایسا بَیر میں ہے
حرکت تک بھی دستِ غیر میں ہے
(مثنویات، ۱۴۱۹)

بیرن: بھائی (باغ، ۲۴)

بے رنگ: بے موقع (نور)۔

اُس غنچہ دہن کا مسکرانا
بے رنگ بکاولی نے جانا
[گلزار، ۱۱۷۸]

بے ریشہ: اُس نباتی جنس (پھل وغیرہ) کو اور حیوان کے گوشت کو کہتے ہیں جس میں ریشہ نہ ہو۔ مجازاً: نرم و نازک جسم۔

ع: بے ریشہ یہ طفلِ نوجواں تھا
[گلزار، ۱۴۷]

بیڑی: وہ کڑی یا زنجیر جو مجرم، یا ہاتھی کے پانو میں اِس غرض سے ڈالتے ہیں کہ وہ بھاگ نہ سکے۔

بَیساکھی: کہاروں کی لکڑی، جو ڈولی یا پینس (وغیرہ) اُٹھاتے وقت وہ ہاتھ میں رکھتے ہیں اور کندھا بدلتے وقت ڈولی، پالکی (وغیرہ) کا ڈنڈا اُس پر ٹکا لیتے ہیں۔
تھوانی جو چھپّر کے نیچے لگاتے ہیں۔ وہ لاٹھی جس کے سہارے لولے، لنگڑے چلتے ہیں۔

بیستون: ایران کے ایک پہاڑ کا نام، جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ فرہاد نے ایرانی بادشاہ خسرو پرویز کی فرمائش پر اُس میں سے نہر نکالی تھی۔ ادب میں اِس کا حوالہ بہ طور تلمیح بہ کثرت آتا ہے۔

بے سَر و بر گ: ساز و سامان کے بغیر۔

بے سَر و بر گ گلشن آرا: بغیر ظاہری ساز و سامان کے باغ (اور محل) بنوانے والا۔

ع: اے بے سر و برگ گلشن آرا
[گلزار، ۵۸۵]

بے سَر و بَر گی: مفلسی، بے سرو سامانی، غریبی (گلزار، ۱۴۰۳)۔

بیسن دان: وہ ظرف جس میں بیسن رکھتے تھے (کھانا کھانے کے بعد چکنائی سے ہاتھوں کو صاف کرنے کے لیے [صابن کی طرح] بیسن استعمال کیا جاتا تھا) [باغ، ۱۷۸]۔

بیسوا: رنڈی، بد چلن عورت۔

بے سَر وپائی: بے سرو سامانی [باغ، ۲۱۸]۔

بے سِر ہو گیا: کوئی حاکم نہیں رہا۔

کوئی وارث اور مالک ملک کا نہ رہا۔ شہر بے سر ہو گیا [باغ، ۹]۔

بے سَری فوج: ایسی فوج جس کا کوئی سردار نہ ہو۔

بے سِوَیّوں عید کہاں: آدمی کو جس چیز کا شوق ہوتا ہے، اُس کے بغیر وہ نہیں رہ سکتا۔ اُس کے بغیر اُس کے لیے ہر چیز ادھوری ہے۔

جائے گا تجھ سے شوقِ دید کہاں
سچ یہ ہے، بے سویّوں عید کہاں
(مثنویات، ۳۶۹)

بیشہ: جنگل، بیابان۔

بے طرح: بہت زیادہ۔

بے طرح گلوں کی ہے تو شیدا
گل چیں نہ ہوا ہو کوئی پیدا
[گلزار، ۶۵۸]

بے عدیل و نظیر: جس کی کوئی مثال نہ ہو، کوئی دوسرا اُس جیسا نہ ہو

تھی زمانے میں بے عدیل و نظیر
خوش گلو، خوش جمال، خوش تقریر
(مثنویات، ۱۲۹۳)

بے قرینے کر ڈالا: بہت پریشان کیا، بُری طرح مسل ڈالا۔

کیا مجھے بے قرینے کر ڈالا
سب پسینے پسینے کر ڈالا
(مثنویات، ۱۰۷۱)

بے قِیاس: بہت۔

یہ سُن کر، وے رمالِ طالع شناس
لگے کھینچنے زائچے بے قیاس
[بیان، ۲۵۸]

بے کسُر: کسی نقصان، کمی کے بغیر۔ دیکھیے: کسر۔

بے کم و کاست: پورا پورا، ذرا بھی کم کیے بغیر ["کاست" فارسی کے مصدر "کاستن" کا ماضی ہے۔ کاستن: گھٹانا]۔

بیگاری: وہ شخص جسے مُفت کام کرنے پر مجبور کیا جائے۔

رکھ دی اپنی خوشی سے اُسواری
موئے نوکر ہیں یا ہیں بیگاری
(مثنویات، ۱۴۴)

(۲) بیگار کا کام۔

بیل: نچھاور (کی رقم) جو شادی کی محفل میں دولھا دُلھن کے سر سے اُتار کر مبارک باد گانے والوں کو دی جاتی ہے۔ مجازاً: آل اولاد، نسل۔ ناو کھینے کا بانس۔

بیل: دیکھیے: جب بیل پھوٹی۔

بے لِباس: کپڑے نہ پہنے ہونا۔ (غریبی کے سبب سے) زندگی کا سرو سامان پاس نہ ہونا؛ پہننے کے لیے مناسب کپڑے پاس ہونا۔

مُوقّر جانِ اربابِ ہُنر کو بے لباسی میں
کہ ہو جو تیغ با جوہر، اُسے عزّت ہے عُریانی
[سودا، ۴۴]

بَیل نہ کوُدا، کوُدی گون؛ یہ تماشا دیکھے کون: مثل ہے۔ عموماً اُس موقعے پر کہتے ہیں جہاں کوئی شخص اُمّید کے خلاف کام کرے (نور)۔

اِس غُصّے اور طیش میں یہ کہاوت: بَیل نہ کودا، کودی گون؛ یہ تماشا دیکھے کون کہتی ہوئی وہاں سے اُٹھی [باغ، ۵۸]۔

بیم: ڈر، خوف۔

بیمار دار: بیمار کی دیکھ بھال کرنے والا، خدمت کرنے والا۔

پڑیے گر بیمار، تو کوئی نہ ہو بیمار دار
اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو
[غالب، دیوان نسخہ عرشی، ص ۱۹۶]۔

بیمار داری: بیمار کی خبر گیری، دیکھ بھال اور خدمت کی ذمّے داری۔

دل بہلانے کے واسطے یہ قصّہ ہمیشہ کہتے اور بیمار داری میں حاضر رہتے۔
[باغ، ۵]

اتفاقاً وہ بوڑھا کاہلہ ہوا، میں اُس کی بیماری داری میں حاضر رہتا [باغ، ۲۳۴]۔

بے مُحابا: بے دھڑک، بے تکلف [باغ، ۳۹]۔

بے مِقتا: بھنگ چھاننے کا کپڑا (صافی) وہ دو شاخہ لکڑی جس میں صافی باندھ کر بھنگ چھانتے ہیں۔

کسی جا بَبَر کی کھال کا بسترا، آہوے صحرائی اُس پر بیٹھا؛ اُداسا، تونبا، بے مِقتا دھرا [فسانہ، ۲۷۳]۔

بے مہری: بے وفائی، بے رحمی۔

بین: وِینا۔ ہندستان کا نہایت قدیم ساز جس کی آسان اور اصلاح شدہ شکل

ستار ہے۔ وینا دو تونبوں پر ایک ڈانڈ لگا کر بنائی جاتی ہے، جس پر سات تار ہوتے ہیں۔ سُروں کے اُتار چڑھاو کے لیے اِس میں پردے نہیں ہوتے صرف تار اور تربیں ہوتی ہیں۔ اِسے مضراب سے بجاتے ہیں۔

بینا: پورے چاند کی شکل کا ایک زیور، جسے ماتھے پر باندھا جاتا ہے۔

وہ ماتھے پہ بینے کی اُس کے جھلک
سحر چاند تاروں کی جیسے چمک
[بیان، ۱۰۶۶]

بَینَ العَدَمَین: دو عدموں کے درمیان۔ بَین العدمَین آدمی ہے، دُنیا یہ بیچ کی سرا ہے [فسانہ، ۲۳۳]۔

[اِس دُنیا کے دونوں طرف عدم ہے، یعنی پیدا ہونے سے پہلے اور مرنے کے بعد۔ پیدا ہونے سے پہلے آدمی کے لیے کچھ نہیں تھا، مرنے کے بعد کچھ نہیں رہے گا۔ اِس طرح آدمی دو عدموں کے درمیان ہے]۔

بینائی کے چہرے پر نظر کی: دیکھیے: چہرے پر نظر کرنا۔

بَین بَین: درمیانی، مِلا جُلا، بیچوں بیچ، نہ اِدھر نہ اُدھر۔

بینش: دیکھنا، بینائی۔

بے نمک: بے مزہ۔ جس میں شوخی نہ ہو۔ بے رونق۔ پھیکا۔

بے نُمود: جو نمایاں نہ ہو، مشہور نہ ہو۔ نمودار کی ضد۔ جسے آنکھیں نہ دیکھ سکیں۔

سدا بے نُمودوں کی اُس سے نُمود
دلِ بستگاں کی ہے اُس سے کُشود
[بیان، ۲۱]

بے نُمود پایا: غائب ہو گئے۔

مردی نے جو پھر وجود پایا
پستانوں کو بے نمود پایا
[گلزار، ۸۰۶]

بے ننگ: شرم و حیا کے بغیر، کسی طرح کے تکلّف کے بغیر۔

ع: بے ننگ، ہوئی وہ شوخ ننگی
[گلزار، ۴۴۳]۔

بے نَوا: بے سروسامان، جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

بینی: ناک۔

بے نَیلِ مَرام: مقصد حاصل کیے بغیر۔ [نَیل: پانا۔ مَرام: مقصد]۔

بے وَسواس ہو کر: بے خوف ہو کر۔ جب دیکھا کہ مطلع صاف ہوا، بے وسواس ہو کر اور خاطر جمع کر، جہاں ہم کھڑے تھے آیا [باغ، ۲۱۵]۔

آئی یہ سُن کے ماما میرے پاس
جو سُنا تھا، کہا وہ بے وَسواس
[مثنویات، ۱۱۹۰]

بے ہَمتا: دیکھیے: ہمتا۔

بے ہٹ: ناہموار زمین، جو اونچی نیچی ہو۔

بے ہَنگام: ناوقت۔

اب دواو دَوش ہے بے ہنگام
اِس کا تو ہو چکا ہے کام تمام

یعنی یہ دوا کرنے کا وقت نہیں، دوا کرنے کا وقت نکل چکا۔

پ

پا اَنداز: وہ فرش جو مکان کے اندرونی دروازے پر یا کمرے کے دروازے پر پاؤں کی گرد صاف ہو جانے کے واسطے بچھا دیتے ہیں۔ وہ فرش جو گاڑی میں پیر رکھنے کی جگہ بچھاتے ہیں۔

قیمتی کپڑے کا (یا قالین کا) وہ فرش جو کسی معزز مہمان کی آمد پر اُس کی تعظیم کے لیے اُس کی رہ گذر میں بچھاتے ہیں۔

پابند: وہ طوائف جو کسی ایک آشنا سے جنسی تعلق رکھے، اُسی کی پابند اور اُسی سے وابستہ ہو کر رہ جائے۔

پابوس: پاؤں چومنے والا۔ آداب بجا لانے والا۔

پابوسی: پیر چومنا، آداب بجا لانا۔ مجازاً: بڑوں سے ادب آداب کے ساتھ ملاقات کرنا۔

پابہ جَولاں: پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہوں، مقیّد۔ [ج پر پیش ہے۔ جَولاں اور جُولاں، دو الگ لفظ ہیں۔ دیکھیے جَولاں اور جُولاں]۔

پابہ دامن: گوشے میں بیٹھنے والا۔ دُنیا کے معاملات سے بے تعلق، بے نیاز، گوشہ گیر۔

پاپوش: جوتا، جوتی۔

پاپوش بھی نہ آئے گی: دیکھیے: میری پاپوش بھی نہ آئے گی۔

پاپوش بھی نہ مارنا: بہت حقیر اور بے وقعت سمجھنا، ذرا بھی لحاظ نہ کرنا، ٹھکرانا۔

صدقے، قربان وہ اُتاریں گی
کبھی پاپوش بھی نہ ماریں گی
(مثنویات، ۱۱۸۴)

پاپوش پر مارنا: کسی چیز کو بہت حقیر سمجھنا، ٹھکرانا۔

پاپوش سے: کچھ پروا نہیں۔

جان، پاپوش سے، نکل جاتی
پر، طبیعت نہ یوں بدل جاتی
(مثنویات، ۱۴۳۷)

یعنی خواہ میری جان چلی جاتی، میری طبیعت نہیں بدلتی، کچھ پروا نہ ہوتی۔

پاپوش کو غرض تھی: دیکھیے: اُن کی پاپوش کو غرض تھی۔

پاتر: رنڈی، بیسوا، فاحشہ۔

پاتراب: سفر کی پہلی منزل کے طور پر اچھی ساعت میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں چلا جانا۔ وہ سامانِ سفر جو تاریخ سفر کی نحوست کو دور کرنے کے لیے دو ایک دن پہلے کسی اچھی ساعت میں پڑوس کے کسی مکان میں یا شہر کے باہر کسی جگہ بھیج دیا جائے۔

پاتراب کرنا: اچھے شگون کے طور پر تاریخ سفر سے ایک، دو دن پہلے سامانِ سفر کسی دوسری جگہ منتقل کرنا؛ سامان کے ساتھ خود بھی جگہ تبدیل کر لینا۔ اِس طرح یہ فرض کر لیا جاتا ہے یہ سفر کی پہلی منزل بہ خیر و خوبی طے ہو گئی، سفر کا آغاز خیر و خوبی کے ساتھ ہوا۔ [حقیقت پسندی کے نتیجے میں یہ رسم بھی مرحوم ہوتی جاتی ہے، بل کہ بڑی حد تک مرحوم ہو چکی ہے]۔

پاتوں: پات کی جمع: پتے۔

ہوئے خشک اور زرد سارے نہال
ثمر، لگ کے پاتوں، ہوئے پائمال
[بیان، ٦۴۴]

پارَس: ایک پتھر، جس کی نسبت کیمیا بنانے والے یہ خیال رکھتے ہیں کہ وہ جس لوہے کو چھو جائے، اُسے سونا کر دے۔ مجازاً: نہایت نفیس، عمدہ، دوسروں کو اپنا جیسا بنانے والا، بہت قیمتی۔

پارہ: ٹکڑا۔ حصّہ، جز (کسی چیز کا)۔

پارۂ ابر: بادل کا ٹکڑا۔

پارہ دُوز: خیمہ سینے والا۔ خیمے اور پردے میں پیوند لگانے والا۔

مسیح اُس کی خرگاہ کا پارہ دُوز
تجلّیِ طور اُس کی مشعل فروز
[بیان، ۴٨]

پاربہنہ: بُرا اتا۔

پازہر: زہر مُہرہ [لفظی معنی: زہر کو ختم کرنے والا۔

پازہر کی اور زہر کی، شاہا! یہ نباتات
جوں پرورشِ موسمِ باراں ہے برابر
[سودا، ۵٦]

پاسا، پانسا: چوسر کے کھیل میں وہ چھے پہل والا ہڈی کا بنا ہوا ٹکڑا، جس کو باری باری سے ہر ایک کھلاڑی بساط پر پھینکتا ہے۔ اُس پر عدد کے نقطے کھدے ہوتے ہیں۔ اِسی سے معلوم ہوتا ہے کہ کس کا کون سا داؤں آیا۔

پاسنگ: وہ پتھر یا کوئی اور چیز جو ترازو کے دونوں پلڑوں کو برابر رکھنے کے لیے پلڑے میں رکھتے ہیں یا ڈنڈی کے

سرے پر باندھ دیتے ہیں۔

پاسنگ بھی نہیں: ذرا بھی برابری نہیں، کوئی نسبت ہی نہیں۔

پاسنگ بھی نہ چڑھنا: پاسنگ برابر بھی نہ ہونا، کوئی حیثیت نہ ہونا۔ پاسنگ کو بھی نہ پہنچنا۔

پاسنگ تھا: بے حقیقت تھا، برابر کا نہیں تھا، مقابلے میں کچھ نسبت نہیں رکھتا تھا۔

ع: تھا گوہ، سُریں کے آگے پاسنگ
[گلزار، ۱۲۵۱]

پاشِکستہ: مجازاً: بے بس، لاچار، مجبور، معذور۔

پاشنہ: ایڑی۔

تک تک سے پاشنے کی مرے پانو تھے فگار
(سودا، ص ۲۷۴)

پاُفتادہ: کم زور، ضرورت منداور مجبور آدمی۔

پاک شُہدا: بد وضع، بد چلن، بے حیا، بہت ہی آوارہ۔

پاکوب: مجازاً: رقّاص، ناچنے والا۔

پاکوبی: بہ سلسلۂ رقص ہاتھوں، پیروں کی حرکات۔ [مزید دیکھیے: دست افشاں پاے کوباں]۔

پاکھر: لوہے کی باریک کڑیوں کی بنی ہوئی ایک پوشش (زرہ کی طرح) جو جنگ کے موقعے پر گھوڑے کے پُٹھے پر ڈالی جاتی تھی، تلوار کی ضرب سے پُٹھے کی حفاظت کے لیے۔ امن کے زمانے میں بادشاہوں اور امیروں کے گھوڑوں پر زیب و زینت کے لیے سونے یا چاندی کی پاکھر بھی لگائی جاتی تھی۔

پال: بادبان (دیکھیے پالیں)۔ چھوٹا خیمہ۔ کپڑے یا سرکیوں کی پوشش جو بہ طور خیمہ تان لی جاتی ہے۔ [مزید دیکھیے: پَرتَل]۔

پالان: بار برداری، سواری کے جانوروں کی کمر کو بوجھ کی رگڑ سے محفوظ رکھنے والی گدّی؛ دیکھیے: خوگیر۔

پالغز: لغزش، خطا، غلطی۔ ٹھوکر۔

پالکی: لکڑی کی بنی ہوں مستطیل شکل کی چھت دار، چاروں طرف سے بند، دو دروازوں والی سواری؛ جس میں ایک لمبا ڈنڈا (موٹا بانس) لگا ہوتا تھا، جسے کہار اپنے کندھوں پر رکھ کر لے جاتے تھے۔ [دیکھیے: پینس]۔

پالکی نشیں: مجازاً: معزز، صاحبِ حیثیت، مال دار شخص۔ بڑے رتبے کا امیر۔

پالنے سے پانو نکالنا: اپنی حد سے بڑھنے کی کوشش کرنا، نافرمانی پر آمادہ ہونا۔

پالیں: پال کی جمع۔ پال: کشتی کا پردہ، جس میں ہوا بھرتی ہے تو کشتی تیز چلتی ہے۔

جہاز پر پہنچیں، بادبان کھلے، پالیں چڑھیں
[فسانہ، ۲۶۶]

پامال زمین: ایسے ردیف اور قافیے جن میں کثرت سے شعر کہے گئے ہوں۔

[عام طور پر غزل کے سلسلے میں یہ کہا جاتا ہے۔ کسی غزل کی زمین سے مراد ہوتی ہے: اُس کی ردیف، قافیہ اور اُس کا عروضی وزن، یعنی بحر]۔

پامَرد: مستقل مزاج، ہمت والا، حوصلہ مند۔

پامَردی، پائے مَردی: ہمت، بہادری، مضبوطی، استقلال۔

دولت تھی اگرچہ اِختیاری
پامردی سے اُس پہ لات ماری
[گلزار، ۱۳۴]

ع: وہ دسترس اور وہ پائے مردی
[گلزار، ۵۴۹]

پامُزد (پارنج): آنے کی اُجرت یا سفر خرچ۔ محفل میں حاضر ہونے کا نذرانہ جو شاعروں کو دیا جاتا ہے۔ رقاصہ، نامہ بر، قاصد وغیرہ کا انعام۔

پان پتا: معمولی سا تحفہ۔

پان پتے کے لیے: چھوٹے موٹے خرچ کے لیے، جیسے پان دان کا خرچ۔

پان دان کا خرچ: بیوی (یا کسی عورت) کا جیب خرچ۔

پان پھول: پھول پان، نازک بدن، دھان پان،

ایسے دُکھڑے سے تم کو کام ہے کیا
آپ تم پان پھول ہو بیٹا
(منیر شکوہ آبادی۔ بہ حوالہ اردو لغت)

پان پھول: معمولی تحفہ جو خوشی کے موقعے پر بھیجا جائے۔ بُرائی بھلائی۔

پان پھول وائی کے سر: آئی ہوئی بُرائی، کوتاہی، غلطی کو دوسرے کے سر تھوپنے کے موقعے پر کہتے ہیں۔

پانچوں سواروں میں شامل ہونا/ملنا: ناموروں کی فہرست میں خواہ مخواہ اپنا نام لکھانا۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ شامل ہو جانا۔

جاؤ تم بھی اُن ترجمہ کرنے والوں میں شریک ہو جاؤ۔ اُس دن سے ہم بھی پانچوں سواروں میں مل گئے۔
[کہانی، ۶۱]

پانچوں ہتھیار: تلوار، ڈھال، برچھی یا نیزہ، تیر، کمان [پلیٹس]۔

پانچویں سواروں میں ہونا: اپنے آپ کو خواہ مخواہ اپنے سے بہتر، بڑے لوگوں میں شامل کرنا [مثنویات، ۲۲۰]:

تاکہ مشہور ہوں ہزاروں میں
ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

پان کِھلانا: منگنی کی رسم ادا کرنا[آصفیہ]۔

پان کی تحریر: سرخ رنگ کی ہلکی سی لکیر جو پان کھانے سے دانتوں کے اوپری حصّے پر یا ہونٹوں پر نمودار ہو جاتی ہے۔

پانْو/پاؤں: پیر۔

پانْو اُکھڑے: کامیابی نہیں ہوئی؛ وہاں سے بھی چلنا پڑا، اُس جگہ کو بھی چھوڑنا پڑا۔

کتنے برس بلدۂ عظیم آباد میں دم لیا۔ آخر وہاں سے بھی پانْو اُکھڑے، روزگار نے موافقت نہ کی[باغ، ۶۰]۔

پانْو بھاری ہونا: حاملہ ہونا، اُمّید سے ہونا۔

پانْو بھاری ہو گئے: چلنے کی طاقت نہیں رہی۔

نہ بولنے کی قدرت، نہ چلنے کی طاقت؛
پانْو بھاری ہو گئے[باغ، ۹۹]۔

پانْو پانْو صندل کے پانْو: جب بچّہ پہلے پہل کھڑا ہو کر چلتا ہے تو ماں بہنیں (وغیرہ) صندل گھس کے اُس کے پانْوؤں میں لگاتی ہیں اور یہ فقرہ بار بار کہتی ہیں۔

پانْو پر گر پڑا: خوشامد کرنے لگا۔

یہ سُن، پانْو پر گر پڑا بے نظیر
کہا: کیا کروں آہ بدرِ منیر!
[بیان، ۱۰۱۹]

پانْو پڑنا: قربان جانا، عاجزی ظاہر کرنا۔

کسی کے کہاں ہاتھ وہ پانْو آئے
جواہر جہاں پانْو پڑ پڑ کے جائے
[بیان، ۸۴۹]

پانْو پڑنا: خوشامد کرنا۔

اَذِیّت مگر ہم سے پاتا ہے تو
کہ اب پانْو پڑ پڑ اُٹھاتا ہے تو
[بیان، ۸۴۹]

پانْو پوجنا: اصلی معنی: تعظیم کرنا۔ طنزاً: قائل ہو جانا، ہار مان لینا۔ [آپ کے پانْو پوجیے: مان گئے آپ کو، قائل ہو گئے آپ کی چالاکی اور اُستادی کے۔ آپ اِس قابل نہیں کہ آپ سے ملا جائے]۔

خوش کہ آزردہ ہو جیے صاحب!
آپ کے پانْو پوجیے صاحب!
(مثنویات، ۱۱۹۸)

پانْو پھیرنے جانا: حاملہ دلھن کا پہلوٹھی (پہلی بار) کے حمل میں زچگی سے پہلے ماں باپ کے گھر جانا۔

پانْو پھیلا کر سونا: آرام اور اطمینان کے ساتھ دن گزارنا۔

یہ بھی غنیمت ہے کہ ایک ٹکڑا کھا کر، پانْو پھیلا کر سو رہتا ہوں[باغ، ۷]۔

پانْو پھیلانا: لالچ کرنا، حد سے بڑھنا۔

تم نے تو پانٔو اور بھی پھیلائے
ماشاء اللہ کچھ مزے میں آئے
[مثنویات، ۲۲۵]

پانٔو چلنے لگا: لڑکھڑانے لگا، ڈگمگانے لگا۔

غریبوں کا دم سا نکلنے لگا
توکّل کا بھی پانٔو چلنے لگا
[بیان، ۱۳۹]

[یعنی انتہائے پریشانی میں توکّل کرنے والوں کے پیر بھی لڑکھڑا گئے، روزی روٹی کی طلب میں اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کرنے لگے]۔

پانٔو دیا: قدم رکھا، داخل ہوا۔

بادشاہ زادے نے خیریت سے ساتویں برس میں پانٔو دیا (باغ، ۲۴۲)۔ [یعنی عُمر کا ساتواں برس شروع ہوا]۔

پانٔو گور میں لٹکا چکا ہوں: مرنے کے قریب ہوں [باغ، ۴۵]۔

پانی بُجھانا: پانی کی خاصیت بدلنے کے لیے، اصلاح کے لیے، لوہا، اینٹ وغیرہ خوب گرم کر کے پانی میں ڈالنا۔

پانی پانی ہونا: بہت شرمندہ ہونا۔

پانی پانی جو دل تھا سینے میں
جسم ڈوبا تھا سب پسینے میں
(مثنویات، ۸۱۵)

پانی دِیوا: لفظی معنی: پانی دینے والا۔ مراد: وارث، بیٹا۔

یہی ارمان جی میں باقی ہے کہ میرا نام لیوا اور پانی دِیوا کوئی نہیں [باغ، ۱۱۰]۔

پانی وار کر پینا: محبّت کے اظہار کے لیے رسم کے طور پر کسی کے سر سے اُتار کر (پانی کے ظرف کو سر کے چاروں طرف گھما کر) پانی پینا۔

پانی ہارنا: پالی میں مُرغ یا بٹیر کا ہار جانا۔

پاوُروٹی: ڈبل روٹی۔

مُحرّت میز پر پاوُروٹی اور مسکہ اور مرغ کا کباب اور شراب رکھ کر کہا: پیٹ بھر کر کھاؤ [باغ، ۱۸۰]۔

پاہُنی: وہ گیت جو ڈومنیاں دُلھن کی رخصت کے وقت گاتی ہیں۔

پھر ڈومنیوں نے پاہُنی گائی، سب کی چھاتی بھر آئی، دُلھن سے رُخصت ہونے لگے [فسانہ، ۱۳۲]۔

پائیں باغ: وہ باغیچہ جو محل یا مکان کی چہار دیواری کے اندر، محل یا مکان کی سطح سے ذرا نیچا ہو۔

پایان: آخر، انجام کار، حد۔

پایانِ عُمر: عُمر کا آخری حصّہ۔

پایانِ کار: آخر کار، الغرض، خلاصہ یہ ہے کہ۔

پاے بند: پابند۔

پائے تخت : راج دھانی، دارُالحکومت، تخت گاہ۔

پائے چوبیں : لکڑی کا پیر، مجازاً: کم زور دلیل۔

پائے قلم بھاری ہوا ہے: قلم رک رک کے چل رہا ہے۔

ہے اب جو بیانِ سنگساری
یوں پائے قلم ہوا ہے بھاری
[گلزار، ۱۲۰۷]

پایگاہ : قدر، منزلت، مرتبہ، مقام۔ اجلاس، کچہری، دربار، وزرا، اُمرا کا محل، دربار۔

پائے گل گوں: مہندی لگے سرخ خوب صورت پیر۔

اُٹھا پائے گل گوں کو جلدی نگار!
نہ جاوے کہیں ہاتھ سے سیرِ بہار
[بیان، ۹۱۸]

پائل / پایَل: سست رفتار ہاتھی جو پیدائشی طور پر کوتاہ قدم ہو۔

ہر ایک بھوک سے سوئے عدم روانہ ہے
اب اُس کو خواہ تو پایل سمجھ لے، خواہ مجھول
[سودا، ص ۲۶۷]

پائل / پایَل: وہ بچہ جو پیروں کی طرف سے پیدا ہوا ہو، یعنی پیدا ہونے میں پہلے پیر باہر آئیں۔

پایہ: مرتبہ، درجہ، قدر، منزلت۔

پایہ پایہ بیٹھے : اپنے اپنے درجے اور مرتبے کے مطابق اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے۔

ع: افسر سب پایہ پایہ بیٹھے
(گلزار، ۵۲۰)

پایے پر: دیکھیے: اپنے اپنے پایے پر۔

پَپڑی: خستہ، بھُر بھُری ایک مٹھائی، جو عموماً چوکور ٹکڑوں، قتلوں کی صورت میں بنائی جاتی ہے۔ یہ حلوا سوہن کی قسموں میں سے ہے [حلوا سوہن کی چار قسمیں ہیں: پپڑی، جوزی، حبشی، دودھیا]۔

پَت: عزت، آبرو [باغ، ۱۵۰]۔

پتّا توڑ کے بھاگنا: جلدی بھاگنا، فوراً چل دینا۔

پتّا ہونا: اُڑ جانا، غائب ہو جانا، ہَوا ہو جانا۔

خط، خاتم لے کے وہ ہَوائی
پتّا ہوئی اور پتے پر آئی
[گلزار، ۶۰۶]

پُتلی سا نگاہ رکھ کے پالا: بہت حفاظت اور دیکھ بھال کے ساتھ پرورش کی۔
[گلزار، ۲۷]

پُتلی کا تارا: بہت پیارا، بہت عزیز۔

پَتّوا: پتّا۔

ہر بات پلٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
پیپل کے پتوّے کی طرح مُنہ میں زباں ہے
(سودا، ۲۵۸)

پتّھر پڑیں: کلمہ اظہار نفرت و بیزاری۔ خدا کا قہر نازل ہو، خاک میں ملے، غارت ہو، تُف ہے۔

پتھر پڑیں ایسی سمجھ پر (فسانہ، ۳۰)۔

پتّھر چٹا: ایک بہت زہریلا سانپ جو مٹی کی جگہ پتھر چاٹتا ہے۔

پتّھر کلا: چقماقی بندوق۔ پُرانی ساخت کی اُس بندوق کو کہتے ہیں جو چقماق سے چلائی جاتی تھی۔ اِس بندوق کے گھوڑے کے مُنہ پر چقماق لگا ہوتا تھا، جب گھوڑا گرایا جاتا تھا، تو پتھر رگڑ کھا کر آگ دیتا تھا۔

پتّھر کی: بہت ضبط کرنے والی۔
(گلزار، ۱۳۲۸)

پتّھر کے تلے دبا ہے دامن: دیکھیے: دامن پتھر تلے دبا ہے۔

پٹّا: گھوڑے کے چہرے کا ساز، جس کو "سردوالی" بھی کہتے ہیں۔ اس میں دہانہ، سیس (ٹیکا) گل تھئی وغیرہ شامل ہوتے ہیں [فسانہ، ۱۸۰]۔

چمڑے یا کپڑے (وغیرہ) کا حلقہ جو پالتو جانوروں کے گلے میں ڈالتے ہیں: قلادہ۔

پٹری: پری بند، پری جھپک، پری چھن، جوئی، جہانگیریاں: ہاتھ کی کلائی میں پہننے کا جالی دار، چوڑی کی وضع کا زیور۔ بچیاں اور جوان عورتیں گھنگرو دار پسند کرتی ہیں۔

پٹری: دھات، جواہر وغیرہ کا مسطح مستطیل ٹکڑا، تختی۔ چاندی یا تانبے کی تختی، جس پر کوئی نقش یا تعویذ کھدوا کر گلے میں ڈالتے ہیں۔ روش، پتلا راستہ جو باغ میں کیاریوں یا تختوں کے بیچ میں یا کنارے کنارے ہوتا ہے۔ بیٹھنے کی جگہ جو حوض، تالاب، نہر کے کنارے پر بناتے ہیں: مُنڈیر، حاشیہ۔

لبِ نہر پر صاف جو غور کی
تو پٹری تھی وہ ایک بلّور کی
(بیان، ۷۹۱)

پٹکی پڑنا: مصیبت نازل ہونا، صدمہ پہنچنا، غارت ہونا۔

الٰہی! پڑ گئی پٹکی یہ کیا تاثیر الفت پر
وہی یہ جذبۂ دل ہے جو اُس کو کھینچ لاتا تھا
(جرأت؛ اردو لغت)

پٹکی پڑے، پٹکی پڑ جائے: غارت ہو، موت آجائے (عورتیں بد دعا اور کوسنے کے طور پر کہتی ہیں)۔

زور سے لے لی ران میں چٹکی
پڑے اِس اختلاط پر پٹکی
(مثنویات، ۹۴۰)

پڑ گیا نیل مرے گال میں، کیا قہر ہوا
ارے کم بخت نگوڑے، پڑے تجھ پر پٹکی
(انشا)

آگ لگ جائے ایسی گھاتوں پر
پٹکی پڑ جائے ایسی باتوں پر
[مثنویات، ۳۰۸]

پَٹَم ہو جائیں: آنکھیں پھوٹ جائیں، اندھا ہو جائے۔

یا الٰہی! جو جھوٹی قسمیں کھائیں
دونوں آنکھیں ابھی پٹم ہو جائیں
(مثنویات، ۹۹۵)

پٹّو: کمبل کی قسم کا ایک موٹا اونی کپڑا۔ برساتی۔

کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ
گھو نٹھری، پٹو کچھ بھی ہے ہمراہ
(سودا، ص ۲۸۰)

پٹّی: تیل یا گوند اور پانی سے بالوں کی جو تہ ماتھے پر عورتیں جماتی ہیں۔

کہیں اپنی پٹی سنوارے کوئی
اَری اور مَری کہہ پکارے کوئی
[بیان، ۴۲۳]

پٹیت: حمایتی، طرف دار۔ بدِ مقابل، دشمن، حریف۔ پٹے کے فن کا ماہر، پٹے کے ہاتھ چلانے والا۔

پٹیلی: جوڑے پیندے کی کشتی، جس پر تختے بچھا کر بیل گاڑی کو پار لگاتے ہیں۔
[باغ، ۱۰۷]

پچکلیان: وہ گھوڑا جس کے چاروں پیر گھٹنوں تک جسم کے رنگ سے مختلف بالکل سفید ہوں اور پیر کا رنگ تھوتھنی پر بھی ہو۔

دوغلا، بدنسلا۔ عموماً "ارے غیرے پچ کلیان" مستعمل ہے۔

پچ لڑا: سونے یا چاندی کی زنجیر کا بنا ہوا ہار کی قسم کا زیور، جس میں پانچ لڑیاں ہوتی ہیں۔

لگا دُھکدُھکی، پچ لڑا، ست لڑا
سرا سر گلے مُحسن اُس کے پڑا
(بیان، ۸۴۳)

پچنا: ہضم ہونا۔

کھانا بے دل لگی نہ پچتا تھا
میلا ٹھیلا کوئی نہ بچتا تھا
(مثنویات، ۳۰)

پچھل پائیاں: پچھل پائی کی جمع: چڑیلیں۔

اُس مُردار کے ساتھ تھوتھو مچھ چھٹ سب کو پچھل پائیاں بنایا۔
(فسانہ، ۸۱)

پچی کاری: پتھر کی سطح میں گل بوٹے، حروف، الفاظ کھود کر، اعلا قسم کا کوئی قیمتی پتھر تراش کر اُن مقامات میں وصل کرنا۔ لال قلعہ، تاج محل اور مقبرۂ عماد الدولہ میں اِس صنعت کے نہایت نازک اور نادرِ روزگار نمونے بنے ہوئے ہیں (اصطلاحات)۔

پخ: سنگ تراشوں کی اصطلاح میں ستون یا لاٹ کے پتھر کے پہلو کو "پخ" کہتے ہیں، جس کے کناروں کو طرح طرح سے تراش کر خوش نما بناتے ہیں۔

ایسی شرط یا قید جو غیر ضروری ہو اور مشکل میں ڈالنے والی ہو۔ وہ گدھا جو گدھا گاڑی میں دوسرے گدھے کے ساتھ سدھائے جانے کے لیے گاڑی کی بم کے باہر جتا ہوا ہو۔

پخ نکالنا: عیب نکالنا، جھگڑا ڈالنا، اعتراض کرنا۔

پخ لگانا: قید لگانا، شرط رکھنا، کسی کام میں رکاوٹ ڈالنا۔

پدڑی: پدّی، پھدکی۔ ایک چھوٹی سی چڑیاں جسے اکثر بچے پالتے ہیں۔

پدم آسن: گیان دھیان کی ایک نشست؛ داہنا پانو بائیں ران پر اور بایاں داہنی ران پر رکھنے، دونوں پانو رانوں پر اِس طرح آئیں کہ دونوں ایڑیاں آپس میں مل جائیں۔ اُس کے بعد دایاں ہاتھ داہنے گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر ہو۔

پدمنی: نہایت نازک بدن اور خوب صورت عورت۔ کنول کے پھول کی طرح نازک اندام۔ شاستروں میں عورتوں کی جو چار قسمیں بتائی گئی ہیں، اُن میں سب سے اوّل و اعلا قسم 'پدمنی' ہے (آصفیہ)۔

پذیرا ہوا: (عذر) مان لیا گیا (باغ، ۱۱۹)۔

پذیرا نہ کیا: (عذر) قبول نہیں کیا، نہیں مانا [باغ، ۱۲۴]۔

پَر: لیکن، مگر۔

وضع کی تو تھی سب کو پابندی
پر، نہ بچتی تھی کوئی تو چندی
(مثنویات، ۳۲)

پَر: گزرا ہوا کل۔

پَر تلک: کل تلک، چند روز پہلے تک۔

پَر تلک تھا جس مکاں پر شمع رویوں کا ہجوم
چھانتے ہیں اب وہاں پر خاک پروانے کو ہم
[فسانہ، ص ۱۷]

پُر: بھرا ہوا، لب ریز، لبالب۔

پُر آب: پانی سے بھرا ہوا [گلزار، ۸۱۷]

پَرا باندھنا: قطار میں کھڑا ہونا۔

پَراچا: کپڑے کے ٹکڑے، گودڑ بیچنے والا۔ (دیکھیے: پراسچا)۔

پَر اَفشاں: پر پھڑپھڑاتا ہوا۔مجازاً پریشان، بے تاب، مضطرب۔

پراگندہ: پریشان، بکھرا ہوا۔

پراگندہ تقریر: ایسی باتیں، ایسا بیان جس میں گھبراہٹ کی وجہ سے، یا کسی اور سبب سے ربط نہ ہو۔ مسلسل اور مربوط نہ ہوں۔

اگر بہ دل جمعیِ تمام تو اِس پراگندہ تقریر کو
قصّے کے طور فراہم اور تحریر کرے
[فسانہ، ۲۸]

پَراگندہ ہوا: پریشان ہو گیا۔

اُس روغن کی بُو سے یک بہ یک دماغ
پراگندہ ہوا اور حال بے حال ہو گیا۔
[باغ، ۲۳۸]

پراگندہ ہوئے: پھیل گئے۔

دو تہیں بہ موجب فرمان کے پری زاد
چاروں سمت پراگندہ ہوئے۔
[باغ، ۲۴۴]

پَرّاں: اُڑتا ہوا۔

پرائے بِرتے کھیلا ہُوا! آج نہ مُوا، کل مُوا: جو دوسرے کے بھروسے پر کام کرتا ہے، اُسے ایک نہ ایک دن ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

میں نے دل میں کہا: پرائے بِرتے کھیلا ہُوا، آج نہ مُوا، کل مُوا؛ جو کچھ کہنا ہے، خود کہہ ڈالو (کہانی، ۲۷)۔

پراسچا: وہ شخص جو پُرانے دھرانے کپڑوں کے ٹکڑے خرید کر، ٹوپیاں وغیرہ بنا کر بیچتا ہے۔ دیکھیے: پراچا۔

پَراسچے کی دُکان: وہ دکان جہاں پھٹے پُرانے کپڑے بکتے ہیں۔

کروں معاش کا حضرت کی تجھ سے کیا میں بیاں
کہ توشہ خانہ ہے اُن کا، پراسچے کی دُکاں
[سودا، ۲۶۶]

['حضرت' سے مراد بادشاہِ وقت سے ہے]۔

پَربستہ: مجازاً: معذور، مجبور، مقیّد۔

پَر پرواز نکالنا: مجازاً: ترقّی کرنا، عروج حاصل کرنا۔

پَرہیں: ہوشیار، کسی فن میں کامل۔

پَرپیچ: جوڑ توڑ، داؤں پیچ، چال بازی۔

یہ سب پرپیچ میرے واسطے کیا تھا۔
[باغ، ۱۶۶]

پُرتگ ودَو: بہت دوڑ دھوپ میں لگا ہوا۔

وہ دشت کہ جس میں پُرتگ ودَو
یا ریگِ رواں تھی یا وہ رہ رَو
[گلزار، ۳۱۴۲]

پَرتَل: گھڑسوار کا جھولا، تھیلا جس میں اُس

کا سارا سامان آجاتا ہے[باغ، ۱۳۹]۔

پَرتَل: سوار کا سامانِ سفر جو بَیل یا ٹٹو پر چلتا ہے۔ ایسے ٹٹو کو "پرتل کا ٹٹو" کہتے ہیں۔ ["پال پرتل" مستعمل رہا ہے۔ پال: چھوٹا خیمہ، چھولداری۔ پرتل: سامان۔ دیکھیے: پال]۔

پَرتَو: روشنی، جھلک، عکس۔ ڈھنگ، آثار، انداز۔

پرتو پہ وہ یوں چلا لپک کے
انگارے پہ جیسے کبک لپکے
(گلزار، ۶۱۲)

ع: پائے مردانگی کے پَرتَو
(گلزار، ۴۴۷)

پَرتَوہ: عکس، چمک، فیضِ صحبت۔

پَرتَوِ حفظ کے تلے: حفاظت کے سایے میں۔

پَرچھانواں: آسیب، بھوت پریت کا سایہ، خلل۔

پَرچھا ہونا: بھیڑ کا چھٹ جانا، لوگوں کا چلے جانا۔ صبح ہونا (یعنی رات کی سیاہی کا چھٹ جانا]۔

ہر ایک کو اپنے اپنے کام پر رُخصت کیا۔ جب پَرچھا ہوا، خلوت میں اُٹھ گئیں، مجھے طلب کیا[باغ، ۲۰۱]۔ جب شب تمام ہوئی اور پَرچھا ہونے لگا[باغ، ص ۶۳]۔

پُرخسک: گوکھرو اور کانٹوں سے بھرا ہوا ویران، غیر آباد علاقہ۔

ع: شہ کہتے تھے: دشت پُرخسک تھا
[گلزار، ۵۱۱]

پَرداز: آرائش۔ جلا۔ نقاشی، انداز، طرز، تصویر کے خطّ و خال۔ باریک کام جو تصویروں اور نقشوں کے گرد کیا جاتا ہے۔

تصویر کی تکمیل، صفائی اور اُس کے اطراف آرایشی کام کی تیاری۔ اِس کو اصطلاحاً "تیاری کا ہاتھ" بھی کہا جاتا ہے۔ تصویر یا آیینے کا چوکھٹا۔

جلی آیینے قدِ آدم چاروں طرف لگے اور اُن کی پرداز وں میں ہیرے، موتی جڑے (باغ، ۸۹)۔

پردہ دار: دربان، حاجب۔

چلا ہے شوق مجھے لے کے آج اُس کی طرف
بڑا مزہ ہو اگر در پہ پردہ دار نہ ہو
(مصحفی، اردو لغت)

پردۂ عنکبوت: مکڑی کا جالا۔

پردہ گشا: ظاہر کرنے والا۔

پردہ گشائے اَسرار: رازوں کو ظاہر کرنے والا[گلزار، ۵۸۹]۔

پردے: ستار، بین، تنبورے وغیرہ سازوں کے وہ لوہے، پیتل یا ہاتھی دانت کے

ٹکڑے، جو اُس کے دستے پر، مقامات ٹھیک رہنے، سُر کو متعین کرنے اور درست کرنے اور انگلیوں کے سہارے کے واسطے باندھے جاتے ہیں۔

ستاروں کے پردے بنا کر درست
بجانے لگے سب قے چالاک وچست
(بیان، ۴۳۸)

پردے کی بات: راز کی بات، خفیہ معاملہ۔

پردے کی چڑیا: وہ سوراخ یا پتلی لکیر جو پردے کے کھلنے یا پھٹنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

پُرزے اُڑانا، پُرزے پُرزے اُڑانا: ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ [دل کے پرزے پرزے اُڑاتے تھے: مطلب یہ ہے کہ اپنی خوش آوازی سے دل کو موہ لیتے تھے، دل پر بہت اثر ہوتا تھا]۔

پُرزے پُرزے اُڑاتے تھے دل کے
کوکتے تھے مثال کوئل کے
(مثنویات، ۳۲)

پَرستار: خدمت گار، غلام، کنیز۔

پرستار باندھے ہوئے لنگیاں
مہ و مہر سے طاس لے کر وہاں
(بیان، ۴۸۱)

پُرسش: پوچھ گچھ، حالات معلوم کرنا۔ گناہوں کی پوچھ گچھ۔

نہ پُرسش کی سختی ہو مجھ پر کبھو
نہ شب گور کی اور نہ روزِ شمار
[باغ، ۲۵۰]

پَرِ طاؤس باندھنا: زخم کا انگور بندھنے اور گوشت پیدا ہونے کے لیے اُس پر مور کا پر رکھ کر کسنا۔

ع: پرِ طاؤس اِس زخمی نے ہے اے دوستاں باندھا (ذوق)۔

پُرفن: کسی ہُنر کا ماہر۔ چالاک، مکّار، عیّار۔

پُرکار: سادہ کی ضد؛ جس میں بیل بوٹے ہوں، مرصّع کاری، رنگ آمیزی ہو۔ دانا، ہوشیار، اپنے فن میں ماہر۔ عیّار، چالاک۔

پَرِکاہ: گھاس کا تنکا۔ مراد ہوتی ہے: ذرا سی چیز سے۔

ع: کہ کوہ زر ہو زراعت میں تو نہ دیں پرِ کاہ۔ (سودا، ۲۶۴)

پَر گیری: وہ پَر جو تیر میں لگاتے ہیں۔

پَر لگانا: تیز رفتار بنانے کا کنایہ۔

مرے توسنِ طبع کو پَر لگا
مجھے یہاں سے لے چل فلک پر اُڑا
[بیان، ۷۶۳]

[میرے توسنِ طبع کو پر لگا: میری طبیعت کے گھوڑے کو، یعنی میری طبیعت کو، میری قوتِ تخیّل کو اِس قدر

تیزی عطا کر کہ وہ آسمان پر پرواز کرنے لگے]۔

پَر مِلو: ایک قسم کا ناچ، جس کا اصول بہت مشکل ہے (آصفیہ)۔

کبھی پر ملو میں دکھائی ادا
کہ جوں کوٹ کر ہوئے بجلی، ہَوا

پَرَن: طبلے پر جو بندش کا ٹکڑا بجایا جاتا ہے۔ [بندش: مخصوص بولوں کو خاص طرح سے باندھنا]۔

پَرَند: تیز رفتار، بہت تیز دوڑنے والا۔
گھوڑا میری رانوں تلے ایسا پَرَند تھا کہ بارہا ہرنوں کے اوپر دوڑا کر ہاتھوں سے پکڑ پکڑ لیے تھے[باغ، ۱۹۵]۔

پُرنَم (چشم پُرنم): آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں۔

پُرنمک: وہ حُسن جس میں ملاحت ہو، سانولے رنگ کا۔

پَر نہیں کٹے تھے: عُمر زیادہ نہیں تھی۔
ایک گھوڑی جلد، جس کے پَر نہیں کٹے تھے، لیکن شایستہ، ملکہ کی خاطر لایا۔
[باغ، ۲۱۴]

پَرَنیں: پَرَن کی جمع۔ پَرَن: طبلے کی گت۔

پَرَنیں لینا: طبلے کی گت بجانا۔

پروازکُناں: اُڑتے ہوئے۔

پَروانگی: اجازت۔ حُکم (آصفیہ)۔
وہ یکی بہ طریق محصول کے اُس کے مال سے لیتا اور پروانگی کوچ کی دیتا [باغ، ۱۷۶]۔

خانساماں کو پروانگی ہو تو اسباب ضیافت کا تیار کرے (باغ، ۶۲)۔

پَروانہ: حُکم نامہ۔ شاہی فرمان۔ اجازت نامہ۔
نامے بادشاہوں کو، فرمان راجا، بابو کو، صوبے داروں کو شقّے، عاملوں کو پروانے جاچکے تھے[فسانہ، ۱۳۸]۔

پَروبال: پرندوں کے پَر اور بازو۔ (بال: بازو)۔

پروبال نکالے: جھگڑا اُٹھائے، شرارت کرے۔

مطلوب کا سُن سمجھ کے سب حال
چاہی کہ نکالے کچھ پروبال
[گلزار، ۱۷۵]

پَرویز: مشہور ایرانی بادشاہ خسرو پرویز، جو شیریں کے عاشق اور فرہاد کے رقیب کی حیثیت سے مشہور ہے۔

پَروِین: چھے چھوٹے چھوٹے ستاروں کا گچھا (خوشہ) جو سردی کے موسم میں سر شام نظر آتا ہے: ثُریا، خوشۂ پرویں۔

پَری: خوب صورت، اعلا درجے کی۔

فقط موتیوں کی پری پاے زیب
کہ جس کے قدم سے ٹھہر پائے، زیب
[بیان، ۸۲۸]

[پری پاے زیب: بہت خوب صورت، بہت عمدہ پاے زیب۔ پازیب، پاے زیب: پیروں میں پہننے کا نہایت مشہور زیور]۔

پری بند: دیکھیے: پٹری۔

پَرے: "پرا" کی مُحرّف صورت۔ پَرا: صف، قطار، غُول، گروہ۔

پَرے: دور، فاصلے پر، اُدھر۔

طُرق کے طُرق اور پَرے کے پَرے
کچھ اِدھر اُدھر، کچھ ورے، کچھ پَرے
[بیان، ۵۲۵]

پَرے بیٹھو: دور بیٹھو۔

مرد تم پری پر، وہ تم پر مرے
بس اب تم ذرا مجھ سے بیٹھو پرے
[بیان، ص ۱۰۱۴]

پری پیکر: صورت شکل میں پری کی طرح، حسین، بہت خوب صورت۔

پری تمثال: پری کی طرح، بہت خوب صورت۔ (تمثال: پیکر، صورت)۔

لاکھوں خوش رو جواں پری تمثال
اِسی کوچے میں ہو گئے پامال
(مثنویات، ۲۳۳)

پرہتی لوگ: عزیز، دوست۔

جُھک پڑیں، نر ناری لڑیں، پریتی لوگ چھٹ جائیں [فسانہ، ۳۶]۔

پری رُو: پری جیسے چہرے والا، یعنی بہت خوب صورت۔

پری زاد: خوب صورت اور تیز رفتار۔

میں نے ویسے ہی پری زاد چار گروے کے گھوڑے چُن کر منگوائے۔
[باغ، ۶۳]۔

[پری زاد عموماً خوب صورت کے مفہوم میں آتا ہے۔ یہاں گھوڑے کی صفت میں آیا ہے، خوب صورت اور تیز رفتار کے مفہوم میں۔ پُرانی روایت کے مطابق پریوں کے پَر ہوتے تھے، جن سے وہ اُڑتی تھیں اور خوب صورت تو ہوتی ہی تھیں؛ اِس مناسبت سے تیز رفتاری اور خوب صورتی کے لیے اِسے لایا گیا ہے]۔

پری کا سایہ: جن یا بھوت پریت کا اثر۔

یہ حالت ہو گئی جیسے پری کا سایہ ہوتا ہے، عجب طرح کی اُداسی دل پر چھا گئی (باغ، ۱۰۴)۔

پَرِیکھا: پرکھ، آزمایش، امتحان، تجربہ۔ افسوس، سوچ بچار۔

پریوں کا اُتارا: پریوں کا مجمع، مراد ہے

حسینوں کا جمگھٹ۔
اندر کا اکھاڑا کہوں یا پریوں کا اُتارا۔
[باغ، ۸۶]

پڑھا جن: مجازاً: چالاک، ہوشیار، شریر، چلتا پرزہ شخص، پڑھا جن سر چڑھا: ایسا خیال سر میں سما گیا کہ اُس کام کو کیے بغیر، وہ کسی طرح دل سے نکل نہیں سکتا۔

محسن کے بیان نے غضب کیا، منتر کارگر ہوا، پڑھا جن سر چڑھا [فسانہ، ۴۴]۔

پُڑیاں: ["بی بی کی پُڑیاں" بھی کہتے ہیں] جو عورتیں مَنّت مانتی ہیں، وہ مَنّت پوری ہونے پر حضرت فاطمہ کی نیاز کراتی ہیں۔ عموماً پانچ پُڑیاں ہوتی ہیں۔ جن میں شکر یا برفی ہوتی ہے۔ اِنھیں صرف نیک بیبیاں کھا سکتی ہیں۔ پُرانے زمانے میں عام لوگوں میں سوا دمڑی سے پانچ پیسے تک کی یہ نیاز دلائی جاتی تھی۔

پُڑیاں اُڑانا: ایک طرح کی مَنّت۔ چہل بی بی یا پریوں کے نام پر پُڑیاں ہَوا میں اُڑا دینا، اِن پُڑیوں میں سیندور اور ابیر ہوتا تھا۔ یہ خاص کر بیگماتِ قلعہ کی رسم تھی (آصفیہ)۔

پُزِندہ/پَزِندہ: پکانے والا۔

ع: چولھے کو پھونک پھونک پزندہ ہوا ہلاک
[سودا، ۳۴۳]

پژمُردہ: مرجھایا ہوا۔ رنجیدہ، افسردہ، جس کا دل بجھا ہوا ہو۔

پژمُردہ ہونا: مُرجھانا۔

پسا فقرہ: ایسا فقرہ جس کو گانے والا راگ میں شامل کر لیتا ہے اور وہ اِس طرح منجھا ہوا ہوتا ہے کہ راگ کا جز بن جاتا ہے۔ شاہد احمد دہلوی نے استاد بندو خاں کے احوال میں لکھا ہے: راگ اِس طرح پسنا چاہیے، جیسے کھرل میں موتی پستا ہے (گنجینۂ گوہر)۔

ہر پسے فقرے اور سُر کے پلٹنے پر الٰہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا [فسانہ، ۸۹]۔

پسا ہوا: مصیبت کا مارا ہوا۔

ع: قدموں سے لگا پسا ہوا وہ [گلزار، ۱۳۱۶]

پسرِ نوح: نوحؑ کا بیٹا (جو برے لوگوں کی صحبت میں پڑ گیا تھا)۔ مجازاً: اولاد جو بُروں کی صحبت میں بگڑ جائے۔

پس گئے: عاشق ہو گئے۔

پس گئے، مر گئے جسے دیکھا
میری بُتّو کا ہے یہی لیکھا
(مثنویات، ۳۴۳)

پس ماندہ: جو شخص پیچھے رہ گیا ہو۔

ع: پس ماندہ کا پیش خیمہ آیا[گلزار، ۲۰]

(۲) وہ شخص جو آگے بڑھنے والے، آگے بڑھ جانے والے کے مقابلے میں پیچھے رہ گیا ہے۔

پس ماندگان: پس ماندہ کی جمع۔

پس ماندوں: پس ماندہ کی جمع، کسی شخص کے وارث (اور متعلقین) جو بچ گئے ہوں اور موجود ہوں۔

ہمایوں بادشاہ پٹھانوں کے ہاتھ سے حیران ہو کر ولایت گئے۔ آخر وہاں سے آن کر پس ماندوں کو گوشمالی دی، کوئی مفسد باقی نہ رہا[باغ، ۷]۔

[اِس عبارت میں "پس ماندوں" سے مراد پٹھانوں سے ہے۔ یعنی شیر شاہ سوری کے بعد اُس کے وارثوں میں سے جو لوگ ہندستان پر حکومت کر رہے تھے]۔

پس نوِشت: (اضافت کے بغیر) وہ عبارت جو خط لکھنے والا اپنے دستخط کر دینے کے بعد لکھتا ہے۔ عبارتِ مزید۔

پشت بہ پشت: کئی پیڑھیوں سے، باپ دادا کے وقت سے۔ نسلاً بعدَ نسلٍ۔

میرے بزرگ ہر ایک بادشاہ کی رکاب میں پشت بہ پشت جاں فشانی بجا لاتے رہے[باغ، ٦]۔

پُشتِ پا: پیر کی پشت، پیر کا اوپری حصّہ جہاں ٹانگ اور پانو ملتے ہیں۔ [تلوا، کفِ پا: پیر کا نچلا حصّہ۔ پشتِ پا: اوپری حصّہ]۔

عجب پشتِ پا، صاف انگشتِ پا
کفِ پا، دکھاوے سرِ پشتِ پا
[بیان، ۸۷۵]

پُشت خار (اضافت کے بغیر): کسی پتلی گول لکڑی یا لوہے پر ہاتھ دانت یا لوہے کا پنجہ [redacted] ہوا ایک آلہ جس سے پیٹھ کھجاتے ہیں۔ [خار، فعلِ امر ہے مصدر خاریدن کا (کھجلانا)۔ "پشت خار" اسمِ فاعل سماعی ہوا، بہ معنی پیٹھ کھجلانے والا]۔

پُشتِ دست مارنا: ٹھکرانا، رد کرنا۔

ع: ماریں ہیں ہم نگینِ سلیماں پہ پشتِ دست (قائم)۔

[پشتِ دست: ہاتھ کا وہ حصّہ جو ہتھیلی کے پیچھے ہوتا ہے]

پُشتک: پشت کا اسمِ تصغیر، گھوڑے کی کمر کا آخری، یعنی کولوں کے اوپر کا حصّہ، جس کو گھوڑا شرارت کی وجہ سے یا عیبی ہونے کے باعث، سواری کے وقت اوپر کو اُچکا دیتا ہے: پُشتک جھاڑنا، پُشتک مارنا۔

پُشتِ لب: ہونٹھ کا اوپری حصّہ۔

نئی پُشتِ لب سے مَسوں کی نمود
بنا آتشِ لعلِ شیریں کا دُود

[پُشتِ لب سے مَسوں کی نمود: مونچھوں کے ہلکے بال (رُواں) نمایاں تھے]۔
(بیان، ۹۰۰)

پُشتی بان: محافظ، مددگار، حامی۔

پُشتَین: پیڑھی در پیڑھی، باپ دادا سے۔

ہے وہی سیّد کہ جو پُشتَین سے
تا بہ پیغمبر گنا جاوے کریم

[سودا، ص ۳۱۴]

پُشتَینی: کئی پُشت کا، قدیمی، خاندانی، موروثی۔

پشکل: بکری، چوہے وغیرہ کی مینگنی۔

جُثّہ ساجو کوئی در کا اسد اللہ کے ہے
کلّۂ شیر کو، رُوبہ کی نہ سمجھے پشکل

[سودا، ص، ۸۶]

پشم ہے: کوئی حیثیت نہیں، کچھ برابری نہیں۔

دیکھی ہم نے جو راہ چاوڑی کی
پشم ہے رہ زنی تلاوڑی کی

[سودا، ۳۷۶]

[چاوڑی: پُرانی دہلی کا معروف بازار۔ یعنی چاوڑی میں جیسی لوٹ مار ہے، اُس کے سامنے تلاوڑی کی رہ زنی کی بھی کچھ حیثیت نہیں۔ دیکھیے تلاوڑی]۔

پشمینہ: بھیڑ، بکری اور دُنبے کی پشم کا بنا ہوا کپڑا۔

[پشم: نہایت باریک، ملائم اور چھوٹے بال، جو لمبے بالوں کے درمیان کھال کے اوپر بہ طور روئیں کے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کو اون سے علاحدہ کر کے، اعلا قسم کی شال اور کپڑا بنایا جاتا ہے۔ "پشم" کو بعض مقامات پر "تُس" بھی کہتے ہیں]۔

(اون: کپڑا بنانے کے کام میں لائے جانے والے بھیڑ، بکری، اونٹ اور بعض دیگر چوپایوں کے باریک اور لمبے بال) [فرہنگِ اصطلاحات]۔

پشواز (پیشواز) جامہ:: "انگرکھے کی وضع کا گھیر دار دامن کا لباس۔ گھیر، لہنگے کی طرح ہوتا ہے۔ پہلے زمانے میں بیگمات اور اُمرا لباس کے اوپر پہنا کرتے تھے، اُسے "جامہ" کہا جاتا تھا۔ اِس زمانے میں دہلی اور لکھنؤ کی گانے والی عورتیں گانے کی محفل میں گانے ناچنے کے لیے پُر تکلف جامہ پہن کر آتی ہیں، جو "پشواز" کے نام سے مشہور ہے" (اصطلاحات)۔

پہلے بھی بیگمات اور مغنّیہ اور رقّاصہ عورتوں کے لباس میں اِس کا بیان آتا ہے:

کہوں اُس کی پوشاک کا کیا بیاں
فقط ایک پشواز آبِ رواں
(بیان، ۸۳۰)

وہ پشواز اک ڈانک کی جگمگی
ستاروں کی تھی آنکھ جس پر لگی
(بیان، ۱۰۵۴)

یہ شاہ زادی بے نظیر کے لباس کے بیان میں آیا ہے، یعنی بیگماتی لباس کے طور پر۔

وہ پشواز اگری، وہ نرگس کا ہار
وہ کمخواب کی بند، رومی ازار
(بیان، ۱۳۰۷)

اِس شعر میں یہ حُسن بانو کا لباس ہے جو مغنّیہ اور رقاصہ ہے۔

پَشّہ: مچھر۔ کنایتاً: بے حقیقت، حقیر۔

پَکھاوَج: طبلے کی وضع کی لمبوتری ڈھولک۔

یہ انگلیوں سے کم، ہتھیلیوں سے زیادہ بجائی جاتی ہے۔ یہ بیچ میں سے کسی قدر اونچی ہوتی ہے اور سِروں کی طرف پتلی (گاودُم) ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اِسی کو دو حصّوں میں تقسیم کر کے بنانے سے طبلے کی ایجاد ہوئی۔
(اصطلاحات)

پُکھراج: ایک قیمتی پتھر، جس کا رنگ زیادہ تر زرد اور بہت روشن ہوتا ہے۔ اِسے زبرجد بھی کہتے ہیں۔

پَکھَروٹا: سونے یا چاندی کا ورق، جو پان کے بیڑے پر لپیٹ دیا جاتا تھا۔

گلوریاں سونے کے پکھروٹوں میں بندھی ہوئیں [باغ، ۸۷]۔

پَگا: وہ رسّی جو بَیل کے گلے یا پانو میں ڈالی جاتی ہے: پچھاڑی۔ [مشہور مثل: آگے ناتھ نہ پیچھے پگا میں "پگا" اہل و عیال، اولاد، وارث کے معنی میں آیا ہے]۔

پَگاہ: صبح کا وقت [شام و پگاہ: صبح شام]۔

پَگڑ: بہت بڑی پگڑی، بہت بڑا صافہ۔

پگڑی: صافہ، دستار، عمامہ۔ مجازاً: عزّت و آبرو۔

الٰہی! تیری نتھ، چوڑی سہاگ کی سلامت رہے اور کماؤ کی پگڑی قائم رہے۔
[باغ، ۲۱۱]

پگڑی اُتارنا: بے عزّت کرنا، رسوا کرنا، ذلیل کرنا۔

پَلّا: ٹاٹ کا بڑا تھیلا (بورا) جس میں غلّہ وغیرہ رکھتے ہیں۔ سر پر رکھتے جانے کے قابل بوجھ۔ فاصلہ، دوری، نشانہ، زد، تیر کے فاصلے پر پہنچنے کی طاقت۔ [اِسی سے "پلّے دار" بنا ہے حمّال کے لیے]۔

پلّا آتا ہے: قریب گھسا چلا آتا ہے:

کوسنے، گالیاں بھی کھاتا ہے
پلا آتا ہے، چمٹا جاتا ہے
(مثنویات، ۹۵۸)

پَلاس: ٹاٹ۔

وہاں ایک سیاہ ٹاٹ پڑا رہتا ہے۔ تو بھی جا اور اُس پلاس کے نیچے بیٹھ اور ہاتھ منہ اپنا خوب طرح چھپالے۔
[باغ، ۱۶۸]

پلچنا: لپٹنا، گتھ جانا۔

لایا غضب میں شیخ کو گھر کا یہ بندوبست
مشکیں مُتوا، پلچ گئے جورو سے کر کے بست
[سودا، ۲۸۶]

پَلِشت: بدذات، ذلیل، کمین۔ بیسوا، کمینی۔

آخر وہ پلشت بے حیا بھی بدمست ہو کر اُس مردود سے بیہودہ ادائیں کرنے لگی۔
[باغ، ۵۷]

پَل مارنے کی دیر/ دیری: ایک لمحے میں، پلک جھپکاتے ہی (دیری: دیر)۔

ع: پل مارنے کی ہوئی جو دیری
[گلزار، ۱۵۰]

پَلنگ: اِس لفظ کے دو معنی ہیں: مسہری یا چارپائی (جس پر سوتے ہیں)۔ بلّی کے خاندانوں کا ایک بڑا اور خوف ناک درندہ، جسے چیتا کہتے ہیں۔

اژدر نظر آیا زر کا سایہ
سمجھا وہ پلنگ، چارپایہ
[گلزار، ۱۱۳۵]

(اِس شعر میں صنعتِ ایہام کے واسطے سے دونوں معانی کی رعایت ہے۔ چارپایہ: جانور۔ اور پلنگ میں بھی چار پایے ہوتے ہیں)۔

پَلَنگڑی: چھوٹا پلنگ۔

پَلَو: پُلاو۔

پَلوار: سامان ڈھونے کی کشتی جو ۱۵، ۲۰ ٹن بوجھ لے جاسکے۔ بجرے کی قسم کی، سامنے سے چوڑی اور پیچھے سے تکونی۔
(اصطلاحات)

نواڑے، بجرے، مور پنکھی، پلوار، لچکے، کھیلنے، اُلاق، پٹیلیوں پر مع سرانجام سوار کر کر رخصت کیا [باغ، ۱۰۷]۔

پُنبَہ / پَنبَہ: روئی، کپاس۔

پُنبَہ دَہاں: شراب کے شیشے کے منہ پر روئی لگادی جاتی تھی کہ شراب گر نہ سکے؛ اِسی نسبت سے کم سخن اور خاموش کے مفہوم میں یہ لفظ استعمال ہونے لگا۔

اور مینائے بے زباں، پنبہ دہاں، رقصاں یہ بولی [فسانہ، ۶۰]۔

پُنبَہ مینا: وہ روئی جو شراب کی بوتل، شیشے

کے منہ پر رکھی جائے۔

پَن بھتا: پتلے پکے ہوئے چاول [پَن: پانی۔ بھتا: بھات]۔

پنج تن، پَنج تن پاک: شیعہ عقیدے کے مطابق یہ پانچ نام: رسول اللہؐ، حضرت فاطمہ، حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ۔

پَنج شاخہ: وہ شمع دان جس میں پانچ بتیاں لگائی جائیں۔ پانچ بتیوں والا فانوس؛ وہ دھات کا بنا ہوا پنجہ جس کو بانس، وغیرہ کی لکڑی پر لگا کر اُس پر مشعلچی پانچ فتیلے روشن کرتے ہیں۔

پنجہ مَرجاں: مَرجاں (مونگا) سمندر (دریاے شور) کی تہ سے نکلتا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ بعض دفعہ یہ آدمی کے پنجے سے کچھ مشابہت رکھتا ہے، اِسی نسبت سے "پنجہ مرجاں" کہا جاتا ہے۔

پنجہ مریم: بی بی کا پنجہ: ایک گھاس کا نام، جو شکل میں پنجے سے مشابہ ہوتی ہے۔ [خوش عقیدگی کے اثر سے بچّے کی پیدائش کے وقت اِسے پانی میں ڈال کر زچہ کے قریب رکھ دیا جاتا تھا تاکہ ولادت میں آسانی ہو۔ یہ کہا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت تکلیف کے عالم میں حضرت مریمؑ کا ہاتھ اِس گھاس پر جا پڑا تھا]۔

پَنجیری: زچہ کو کھِلانے کی ایک مقوی غذا۔ یہ اِس طرح بنائی جاتی ہے کہ رَوے (سوجی) کو گھی میں بھون کر، شکر، چھُہارے، گوند، مکھانے، ناریل، سونٹھ کو ملا کر پنجیری بناتے ہیں۔ گوند اور مکھانے بھی گھی میں بھون لیے جاتے ہیں۔ اِنھی پانچ چیزوں کے سبب اِسے "پنجیری" کہا جاتا ہے (رسومِ دہلی)۔ پنجیری کے روپے یا سامان میکے سے آتا ہے۔ یہ اور سب کو بھی بانٹی جاتی ہے۔

پَنج پیر کا تھان: ہندستان کی مختلف ریاستوں، خصوصاً مغربی بنگال، پنجاب، اُتر پردیش میں نیچی ذات کے ہندو اور مسلمان پانچ پیروں کو مانتے تھے۔ اِن پیروں کے نام مختلف ریاستوں میں الگ الگ ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈکشنری آف رلیجن اینڈ ایتھکس، جلدِ نہم، ص ۶۰۰۔

کسی کی ٹوٹی ہے ٹنگوی، کسی کا جھڑ گیا کان
طویلہ اس کو کہوں یا میں پنج پیر کا تھان

[سودا، ص ۲۶۷]

پَنّد ھلانا: پھُسلانا۔

پَنڈا: پجاری۔ مندر کی خدمت کرنے والا برہمن۔ [باغ، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۸۴]۔

پِنڈا: جسم، بدن۔

پِنڈا اپھکا ہونا: جسم گرم ہونا، ہلکی حرارت

(ہلکا بخار) ہونا۔

کچھ عجب حال میرے جی کا ہے
دیکھو، پنڈا ابھی سے پھیکا ہے
(مثنویات، ۸۵۳)

پِنڈت خانہ: قید خانہ۔
[باغ، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۴۴، ۱۹۲]

پِنڈیایَن: پجارن، مندر کی سب سے بڑی پجارن (باغ، ۱۷۵)۔

پِنس (پِہَنس، فِنس): پالکی کا دوسرا نام۔ دیکھیے: پالکی۔

پَنسوہی، پَنسوئی: چھوٹی کشتی [باغ، ۱۴۱]۔

پَنکھیرو، پَکھیرو: پرندہ۔

پنگھوڑا: ایک طرح کا جھولا، جس میں چھوٹے بچّے کو سُلانے کے واسطے لِٹا کر جھونٹے دیتے تھے (آصفیہ)۔

وہی بادل پھر آیا اور ایک پنگھوڑا
جڑاؤ، موتیوں کی ٹوڑ پڑی ہوئی لایا
[باغ، ۲۴۱]

پُنّنا: بُرا بھلا کہنا، عیب ظاہر کرنا، باپ دادا کا نام لے کر گالیاں دینا۔

ابھی سب کہہ کے سُن کے رکھ دوں گی
سات پیڑھی کو پُن کے رکھ دوں گی
(مثنویات، ۹۱۲)

یعنی ابھی ساری حقیقت کھول کر رکھ دوں گی، سارے خاندانی عیب گِنا دوں گی۔

پُنوانا: باپ دادا کو بُرا بھلا کہلوانا، اُن کے عیب بیان کرانا۔

کر ہجو مُوا لوگوں کی، ناحق مجھے پُنوائے
اور اپنے مُوئے، جیتے کی گالی پہ نہ شرمائے
[سودا، ۳۱۵]

[مجھے پُنوائے: میرے باپ دادا کے بکھان کرائے، اُن کو بُرا سُنوائے]۔

پَنّی: جوتی کا اوپر کا وہ حصّہ جس پر کلابتون کا کام کیا ہوا ہوتا ہے۔

پَنیری: پودوں کو ایک جگہ سے (کیاری سے) نکال کر دوسری جگہ لگانا؛ پود لگانا، پود جمانا۔

کہیں تخم پاشی کریں کھود کر
پنیری جماویں کہیں گود کر
[بیان، ۴۰۲]

پَو: روشنی کی وہ پہلی نمود جو صبح سویرے پورب (مشرق) کی طرف ہوتی ہے: سپیدۂ سحر، نمودِ صبح۔

پَو پھٹنا: صبح کا نمودار ہونا۔

پَو: پچیسی کے کھیل کی اصطلاح ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ہر بار داؤں لگاتے وقت اِس یقین کے ساتھ کہ یہ داؤں تو آہی جائے گا "پَو" کہنا۔

تمام سن ہُوا کھیلا ...... ایک روپیہ ہوا
خواہ سَو، کہ دیا نہُو [فسانہ، ۱۶]۔

پُتْ زَنْبُورا: کچھ بازی گر ایک لڑکے کو لٹا کر اُس پر کالا کپڑا ڈال دیتے ہیں اور پھر مختلف لوگوں سے متعلق اُس سے پوچھتے ہیں اور وہ جوابات دیتا ہے۔ بازی گر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اِس وقت اِس لڑکے کے روپ میں کوئی اور بول رہا ہے۔ اِسے عام لوگ "تمُورا" کہتے ہیں، "زنبورا" اُسی کی دوسری صورت ہے۔

جس کام میں دیکھا تو یہ جھنڈو ہے ادھورا
آخر میں بناؤں گی اِسے پت زنبورا
[سودا، ۳۱۶]

پُوتھ : کانچ کے سوراخ دار چھوٹے چھوٹے دانے، جو موتیوں کی طرح ہوتے ہیں۔

پُوتھی: ہندوؤں کی مذہبی کتاب۔ علم نجوم کی کتاب۔ وہ کتاب جس میں جوتش کے احکام درج ہوں۔

مقرّر ترے، چاہیے ہو پسر
کہ دیتی ہے یوں اپنی پوتھی خبر
[بیان، ۲۷۶]

پُوربی: پورب کا رہنے والا۔ ایک راگنی کا نام بھی ہے۔

؎ : وہ پوربی، کر کے جوگیا بھیس
[گلزار، ۳۰۹]

پُوست: کھال، چمڑا، چھال۔

فقط پوست باقی تھا، یا اُستخواں
نہ تھا خون کا رنگ بھی درمیاں
(بیان، ۱۷۶۳)

لپیٹے ہوئے پُوستوں پر تمام
رُپہری، سنہری ورق صبح و شام
(بیان، ۱۳۲۷)

[یہ معلوم ہوتا تھا جیسے درختوں کے تنوں پر سونے چاندی کے ورق چڑھا دیے گئے ہوں]۔

پُوستین: اعلا قسم کی پشم دار کھال کا سِلا ہوا کوٹ، یا ویسا ہی کوئی لباس۔

پُوشاکی: پہننے کے لائق، جن کی پوشاک بنائی جاسکے۔

چوک میں سے اچھے اچھے تھان پوشاکی اور گوٹا کناری خرید کر کے حاضر ہوا
[باغ، ۲۳۳]۔

پُوشِش: لباس۔

پُوکھر: تالاب، جوہڑ۔

پُولا: گھاس کا مٹھا، کانس یا چھپّر کے پھوس کا گٹھا۔

پُولے تلے گزارا کرنا: مفلسوں کی طرح تنگی سے زندگی بسر کرنا۔

پُونڈا: ایک قسم کا موٹا گنا۔ یہ دو طرح کا ہوتا

ہے: سفید، سیاہ۔ یہ بہت نرم ہوتا ہے اور اِس میں بہت رس ہوتا ہے۔

پھاگ : ہولی کے کھیل تماشے، عیش و عشرت کے سامان[گلزار، ۸۹۴]۔

پھاگ کھیلنا: ہولی کے موقعے پر ایک دوسرے پر رنگ ڈالنا۔

پھانکڑے: مشنڈے، بانکے ترچھے، لفنگے۔
[باغ، ۴۲]

پھبتی: مزاحیہ یا طنزیہ فقرہ جو تشبیہ کے طور پر کسی پر ٹھیک ٹھیک چسپاں ہو جائے۔

مردوا ہوئے اُوج اِس گت کا
جیسے ڈھونسا نگوڑا نوبت کا
سُن کے یہ پھبتی، میں نے اُس سے کہا
اب یہ نوبت ہوئی ہماری، بجا
(مثنویات، ۳۶-۳۳۵)

[گت، نوبت، نوبت ہوئی، ڈھونسا، بجا میں ضلعے کی نسبت ہے، اور دوسرے "بجا" میں ایہام کا پہلو بھی توجہ طلب ہے]۔

" اِس کو در اصل شاعرانہ تشبیہ و استعارے سے تعلق ہے...... یہ کسی کو بگاڑ کر دکھانے، اُس کے عیب کو نمایاں کرنے اور برجستہ کوئی انوکھی، ہنسانے والی اور عیب و نقصان ظاہر کرنے والی تشبیہ پیش کر دینے تک محدود ہے.....

ایک صاحب کربلائے معلا کی زیارت کر کے واپس آئے اور بُراق کپڑے پہن کے دوستوں میں آ کے بیٹھے ہی تھے کہ ایک لونڈے نے کہا: ایں یہ فرات کا بگلا کہاں سے آ گیا"!!
[شرر: گذشتہ لکھنؤ]

پھبن : سجاوٹ، آرائش، موزونیت، سج دھج، چھب۔

پھبنا: زیب دینا، سجنا[باغ، ۴۶]۔

پھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان: دیکھیے: بھٹ پڑے.........۔

پھٹکل: تنہا، جُدا۔

پھٹکی : چھوٹے پرندوں کو پکڑنے کا ایک خاص طرح کا بنا ہوا ٹاپا یا پٹارا، جس کے مُنہ کا ڈھکنا پرندے کے اندر جاتے ہی پھٹ سے بند ہو جاتا ہے۔ پھٹکی میں ایک طرف پلے ہوئے پرندے بند ہوتے ہیں، جن کو دیکھ کر جنگلی پرندہ، پھٹکی میں داخل ہو جاتا ہے۔ نئے پکڑے ہوئے پرندے بند کرنے کا ٹوکرا۔ پھر وہ جال پھٹکی اُٹھا، لاسا کپالے، مٹی کندھے سے لگا گھر سے نکلا (فسانہ، ۲۱۸)۔ یا تو دو تین جانور لاتا تھا، یا دوپہر میں پچاس ساٹھ ہاتھ آئے، پھٹکی بھر گئی (// //، ۲۱۸)۔

پھٹکی پھٹکی : اِدھر اُدھر آتی جاتی، پھٹکتی

ہوئی، گھومتی پھرتی۔

اِسی طرح یہ پھٹکی پھٹکی ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلے گی [فسانہ، ۲۵۲]۔

پھٹّے مُنہ: حقارت کا کلمہ ہے: نحوست کا مارا، جس کے چہرے پر پھٹکار برستی ہو، ملعون، منحوس۔

کیا کہوں اور بے حیا تجھ کو
پھٹّے مُنہ! لعنتِ خدا تجھ کو
(مثنویات، ۸۳۱)

مُشہدے، لُچّے موئے خدائی کے
پھٹّے مُنہ ایسی بے حیائی کے
(مثنویات، ۱۰۱۴)

پَہَر: پُرانے حساب کے مطابق دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں آٹھ پہر ہوتے تھے؛ چار پہر دن کے، چار پہر رات کے۔ ہر پہر کی آٹھ گھڑیاں ہوتی تھیں، یعنی ۳۲ گھڑیاں دن میں، ۳۲ گھڑیاں رات میں۔

ع: یہ غم آٹھوں پہر، چونسٹھ گھڑی ہے (داغ)

[دوپہر، سہ پہر، پچھلا پہر؛ ایک گھڑی، گھڑی دو گھڑی، گھڑی بھر میں جیسے کلمات اسی پُرانے حساب کے اجزا ہیں]۔
مزید دیکھیے: گھڑی نہیں ڈوبی۔

پَہَر بجنا: ایک پہر گزرنے کی اطلاع کے طور پر نوبت، گھنٹا بجایا جانا۔ (دیکھیے: نوبت)۔

پہر رات تک ہنستی اور بولتی
ہر اک بات میں قند تھی گھولتی

بجا ہیں سب کو رجھاتی تھی وہ
پہر کے بجے گھر میں آتی تھی وہ
[بیان، ۴۳-۱۶۴۲]

یہ بیٹھے تھے خوش ہو کے باہم اِدھر
کہ اِتنے میں اُدھر سے باجا پہر
(بیان، ۱۱۴۶)

پھِرتی بار: لوٹتے وقت۔ واپس ہوتے ہوئے۔

پھرتی بار بیماروں کو دیکھتا بھالتا چلا آتا تھا [باغ، ۱۰۸]۔

پھِرکی: پتّی، جو شہنائی کے مُنہ پر ڈور سے بندھی لٹکتی رہتی ہے؛ بجاتے وقت اُسے لگا لیتے ہیں [بیان، ۳۱۸۷]۔

پھَری: نمدے، چمڑے کی بنی ہوئی ڈھال، جو پٹا کھیلنے والے ہاتھ میں رکھتے ہیں۔

گرچہ میں بکری ہوں، تم شیر جری
پر، قلم کی تیغ و کاغذ کی پھری

پاس اِس عاجز کے بھی ہر آن ہے
دیکھ لو، یہ گو ہے، یہ میدان ہے
[سودا، ۳۳۳]

پھری گتکا: پٹا کھیلنے کی لکڑی یا ڈنڈا، اور چمڑے یا نمدے کی بنی ہوئی ڈھال۔ [مزید دیکھیے: پھنکیتی]۔

پھُساہنڈا: گندا، بدبودار، نامعقول۔

پھُساہنڈے چوچلے: بے مزہ اور غیر مناسب ناز و انداز کی باتیں۔ نامعقول باتیں۔

میرے تئیں یے پھُساہنڈے چُوچلے اور رمز کی باتیں پسند نہیں آتیں۔
[باغ، ۴۲]

پھُسلا پنّد ھلا کر: خوشامدانہ باتوں کا فریب دے کر، چکنی چپڑی باتوں میں لگا کر۔

یوں تُوں مجھے پھُسلا پنّد ھلا کر پھر بھُلایا [باغ، ۵۸]۔

پھُسلایا: غلط اطلاع دے کر بہکایا۔

ملکہ نے فرمایا: شہزادہ اپنے غلام کی حویلی کہہ کر مجھے لے آیا اور مجھ کو پھُسلایا [باغ، ۲۱۲]۔

پھلکاری: سوتی یا ریشمی، کپڑے یا زری کے پھول بوٹے کتر کر کپڑے پر ٹانکنا۔ یہ کام کڑھت (کڑھائی) سے الگ ہے، اِسی لیے پھلکاری کہلاتا ہے۔

[لیکن پنجاب میں ہر قسم کی کڑھائی اور چکن دوزی کو پھلکاری کہتے ہیں]۔ دہلی میں اِسے عام طور پر کتاؤ کا کام، یا ٹکٹ کاری کہا جاتا ہے (اصطلاحات)۔

پھُلکی: ناک کسی قدر چھوٹی تھی اور نتھنے بھاری؛ ایسی ناک کو گنواروں کی اصطلاح میں "گاجر" اور دلّی والوں کی بول چال میں "پھُلکی" کہا جاتا ہے۔
[کہانی، ۳۱]

پہلو تہی کرنا: انکار کرنا۔

جانِ عالم نے بہ اسبابِ ظاہر انکار کیا۔ مہر نگار نے کہا: اِس پہلو تہی کرنے میں ملالِ خاطر کے سوا کیا متصوّر ہے۔
[فسانہ، ۹۰]

پہنچی: ایک زیور جسے عورتیں کلائی میں پہنتی ہیں۔

ع: وہ پہنچی زمرّد کی اور دست بند
[بیان، ۱۰۷۵]

پھِنکیتی، پھکیتی، بنکا (پٹا کھیلنے کی لکڑی یا ڈنڈا) چلانے کا فن۔ لکڑی کا یہ اصلی فن، جسے "پھِنکیتی" کہتے ہیں، آریا لوگوں کا تھا جو ہندستانی اور ایرانی دونوں ملکوں کے آریوں میں مروّج تھا۔ ایرانی پھنکیتی لکھنؤ میں "علی مد" کے نام سے مشہور تھی اور خالص ہندستانی پھِنکیتی کو "رُستم خانی" کہتے تھے۔ علی مد میں پھِنکیت کا بایاں قدم ایک مقام پر جما رہتا اور صرف داہنے پاؤں کو آگے پیچھے ہٹا کے پینترے بدلے جاتے۔ بر خلاف اِس کے رستم خانی میں پھنکیت پینترے بدلتے وقت داہنے بائیں اور آگے، پیچھے، جس قدر چاہتا یا

جگہ پاتا ہٹتا، بڑھتا اور ناگہاں حریف پر آپڑتا۔ ایک یہ امتیاز بھی تھا کہ "علی مد" کا فن خاص رئیسوں اور شریفوں کے ساتھ مخصوص تھا۔ اِس کے اُستاد کبھی کسی ادنا طبقے کے آدمی کو اپنا شاگرد نہ بناتے۔ بہ خلاف اِس کے "رستم خانی" کا فن ادنا طبقے کے لوگوں میں عام تھا [شرر: گذشتہ لکھنو]۔

پھول: عمدہ، صاف، لطیف شراب۔ تیز شراب۔

کوئی پھول سی دے شِتابی شراب
کہ شہرِ مَطالب کو پہنچوں شِتاب
(بیان، ۱۵۴۰)

پھول: چنگاری۔ چراغ کی جلتی ہوئی بتّی پر پڑے ہوئے گول دہکتے دانے، جو اُبھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

ع: بُجھتے نہیں ہیں میرے چراغِ سخن کے پھول (داغ)۔

پھول: مسلمان مُردوں کے تیسرے دن کا فاتحہ؛ تیجا، سوم۔

ہندوؤں کے مُردوں کی ہڈیاں، جنھیں لاش کے جل جانے کے بعد چُن کر، دریاے گنگا میں بہاتے ہیں۔

پھول اُٹھ چکے: تیجا (سوم) ہوگیا۔ [باغ، ۱۳۵]

پھول گئے: مغرور ہوگئے، اِترانے لگے۔

کوئی گل رو جو دیکھا، پھول گئے
دین و دُنیا تمام بھول گئے
(مثنویات، ۹۰۰)

پھوئیاں: پھوار۔

بدلی گھمنڈ رہی تھی، پھوئیاں پڑ رہی تھیں [باغ، ۵۵]۔

پھیپھڑی: گرمی یا پیاس کے سبب ہونٹوں کے سوکھ کر پپڑی سی بن جانے کو کہتے ہیں۔

مُنہ میں پھیپھڑی بندھ گئی، آنکھیں پتھرا گئیں [باغ، ۹۲]۔

پھینٹا: پگڑی، چھوٹا صافہ، دستار۔

پَے: لیے، واسطے۔

پیادہ: ہرکارہ، چپراسی، حاکم یا قاضی کی عدالت کا ملازم۔

پَے ِتسکین: تسکین کے لیے۔

لاکھ چاہا، نہ ہوسکا دل سخت
پَے ِتسکیں رہی یہ آمد و رفت
[مثنویات، ص۱۳۲۵]

پیت کی پیت رہے اور میت کا میت ہاتھ لگے: دوستی بھی قائم رہے اور مقصد بھی حاصل ہوجائے [باغ، ص۲۳۶]۔

پیٹا توڑنا: اُڑتے ہوئے پتنگ کی ڈور کو بیچ

سے توڑ لینا۔

آنکھ بچا کر پیٹا توڑا، فرشتے خاں کا پتنگ نہ چھوڑا [فسانہ، ص ۱۵]۔

پیٹ بھر کر سویا: خوب سویا [باغ، ۲۴۱]۔

پیٹ ٹھنڈا رہے: دیکھیے: ماں کا پیٹ ٹھنڈا رہے۔

پیٹ سے پانو نکالنا: شرارت پر آمادہ ہونا، حد سے بڑھ چلنا۔ کسی شخص میں چھپی ہوئی بُرائی کا اُس کی حرکتوں سے ظاہر ہونا، ناشایستہ حرکتیں کرنا۔

ڈھنگ یہ آپ کے نرالے ہیں
پیٹ سے پانو کچھ نکالے ہیں
[مثنویات، ۸۹۸]

پیٹنا: بُرا چاہنا، کسی کی موت چاہنا۔ کسی بات، کام سے منع کرنے کا عورتوں کا خاص انداز۔

ہم کو پیٹے، اگر مڑوڑے ہاتھ
ہم کو کفنائے، گر نہ چھوڑے ہاتھ
(مثنویات، ۸۷۱)

آنکھیں پھوٹیں، جو بھر نظر دیکھے
ہم کو پیٹے، اگر اِدھر دیکھے

یعنی اب اگر ہاتھ مڑوڑے یا ہماری طرف دیکھے تو ہمارا مرا مُنہ دیکھے۔

پیٹھ دکھا گئے: بھاگ گئے، ہار مان گئے۔
(گلزار، ۵۵۹)

پَیٹھا: اندر داخل ہوا، دریا کے پانی میں اُترا۔

ایک رُوز اُسی دریا میں پَیٹھا اور ڈوبنے کا ارادہ کر کر گلے گلے پانی میں گیا [باغ، ۲۱۶]۔

پَیٹھنا: داخل ہونا، پیوست ہونا۔

ع: ڈر جانوروں کا دل میں پَیٹھا، یعنی ڈر دل میں سما گیا [گلزار، ۷۵۶]۔

پیچوان: ایک قسم کا حقہ، جس کی نَے بہت لمبی اور بہت لچک دار ہوتی ہے، تاکہ دور بیٹھ کر یا لیٹ کر، جس طرح چاہیں، بہ آسانی پی سکیں۔ اِسے "سٹک" بھی کہتے ہیں (آصفیہ)۔

پیچ و تاب: بَل، خَم۔ فکر، اندیشہ، تشویش، اضطراب، بے قراری، بے چینی۔

پیچ و تاب کا گُل کا: زُلفوں کا بل، زلفوں کی لہریں۔

تھا عجب پیچ و تاب کا کل کا
پھنا پڑتا تھا بُو بن اُس گُل کا
(مثنویات، ۸۱۳)

پَیدا: ظاہر۔

جھمکوا بادۂ اَرغوانی و زَعفرانی کا پیدا۔
[فسانہ، ص، ۹]

پیدا کرنا: ڈھونڈنا، ڈھونڈ کر لانا۔

یہ جس شخص کی شبیہ ہے، اُسے تلاش کر کے میری خاطر پیدا کر کے لا [باغ، ۲۲۶]۔

اور گلفیاں اور ہرکارے چھوٹے کہ
جہاں سے ہاتھ آوے، پیدا کریں۔
[باغ، ۲۲۱]

پیدا ہونا: ظاہر ہونا۔

ایک درویش خضر کی سی صورت آکر
پیدا ہوا۔ ملکہ کو اُس حالت میں دیکھ
کر بولا [باغ، ۹۲]۔

پئے در پئے: مسلسل، ایک کے بعد ایک۔

پیر، پیڑ: درد، تکلیف [باغ، ۱۰۱]۔

پَیرامَن: اردگرد، آس پاس۔

پَیرامون: آس پاس، اطراف، اردگرد۔

پیرِ دیرینہ سال: بہت بوڑھا (گلزار، ۴۰)۔

پیر زال، پیرزن: بوڑھی عورت (باغ، ۱۷۰)۔

پیر غُلام: بوڑھا [یہ مرکبِ مقلوب ہے۔
اصلاً "غلامِ پیر" تھا]۔

پیر مُغاں: لفظی معنی: آتش پرستوں
(پارسیوں) کا پیشوا۔ مجازاً: ساقی۔ مے
فروش۔

پلا آتشیں آب پیر مُغاں!
کہ بھولے مجھے گرم و سردِ جہاں
(بیان، ۴۷۵)

پیر نابالغ: وہ بوڑھا جو نا سمجھ بچّوں جیسی
باتیں کرے۔

پیریں لگیں: دردِزہ شروع ہوا۔

[دردِزہ: بچّہ پیدا ہونے سے پہلے جو درد
ہوتا ہے]۔

جب ستوانسا ہوا اور اُن گنا مہینا گزر کر
پورے دن ہوئے، پیریں لگیں۔
[باغ، ۱۸۶]

پیڑھی بہ پیڑھی: پشت بہ پشت، ایک ہی
خاندان میں باپ دادا پردادا وغیرہ۔

امیر تیمور کے عہد سے محمد شاہ کی
بادشاہت، بلکہ احمد شاہ اور عالم گیرِ ثانی
کے وقت تک پیڑھی بہ پیڑھی سلطنت
یکساں چلی آئی [باغ، ۸]۔

پَیزاریں: پَیزار کی جمع۔ پَیزار: جوتی۔
(باغ، ۷۲)

پیسے پر بوٹیاں کاٹنا: بے حد تکلیف دینا،
سخت سے سخت سزا دینا۔

تیری پیسے پہ بوٹیاں کاٹوں
چیل کوّوں کو بیٹھ کر باٹوں
(مثنویات، ۱۰۹۲)

پیشِ پاافتادہ: سامنے کی چیز جس کی کوئی
اہمیت نہ ہو، بہت معمولی چیز۔

جب وحشتِ عشق ہو زیادہ
زنجیر ہے پیشِ پاافتادہ
(گلزار، ۷۳۵)

یعنی عشق کی وحشت کے سامنے زنجیر
کی کچھ حیثیت نہیں۔ بول چال میں

"پیش پا" اضافت کے بغیر بھی آتا ہے۔

پیش خدمت: زنان خانے میں اوپر کا کام کرنے والی ملازمہ۔

اصیلوں کو کروروں روپے دیے، پیش خدمتوں نے بادشاہت کے چین کیے۔
[فسانہ، ۲۰]

پیش خیمہ: وہ خیمہ جو بادشاہوں، اور اُمرا کے سفر میں آگے آگے لے جایا جاتا تھا، تاکہ منزل پر پہنچنے کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔ کنایتاً: کسی کام کے ہونے کا سامان ظاہر ہونا۔

پیش دست: آگے بڑھ جانے والا، فوج کا ہراول دستہ۔ نائب، معاون، پیشکار۔ پیشی میں حاضر رہنے والا۔

پیش دَستی: پہل، سبقت۔ (پیش کار کا کام) ماتحتی، پیش کاری۔

ختم اِس پہ ہوئی سخن پرستی
کرتا ہے زباں کی پیش دستی
(گلزار، ۴)

[یہ شعر قلم کی تعریف میں کہا گیا ہے۔ پیش دستی میں دونوں معانی (پہل اور ماتحتی، پیش کاری) کی رعایت شامل ہے]۔

پیش قبض: خنجر

پیش کش: وہ نذرانہ [نقد یا مختلف قیمتی چیزیں] جو بادشاہ کے سامنے حاضر ہونے کے وقت پیش کیا جاتا تھا۔

پیش گاہ: صدر مقام۔ دربار میں بیٹھنے کی جگہ، روبہ رو، حضوری میں۔

پیش گاہِ سلطاں: بادشاہ کے سامنے، بادشاہ کے حضور میں۔

جب واں سے طلب ہوا، تو درباں
لائے اسے پیش گاہِ سلطان
[گلزار، ۴۰۵]

پیش نگاہ: جب کوئی شخص بادشاہ کے سامنے جاتا تھا تو نقیب جو کلمات کہتا تھا، اُن میں 'پیش نگاہ' کا کلمہ بھی ہوتا تھا۔

پیش نماز: امام جو باجماعت نماز پڑھائے۔

پیشوا: آگے آگے، اوّل، مقدّم۔ امام، رہ نما۔ قائد، سالار۔ استقبال کرتا ہوا، پیشوائی کرتا ہوا۔

قدم اپنے حُجروں سے باہر نکال
لیا سب نے آ پیشوا حال حال
[بیان، ۵۵۴]

[آ پیشوا: آگے آکر، استقبال کرتے ہوئے]۔

پیشواز: دیکھیے: پشواز۔

پیش وپس: دُبدھا، سوچ بچار۔

ع پھندے میں پھنسا ہے پیش وپس کے
(گلزار، ۹۷۹)

پیغمبرِ کنعاں: یعقوب علیہ السلام۔

پَئے قوت: خوراک کے لیے، کھانے کے لیے (گلزار، ۳۹۹)۔

پَیک: قاصد۔ ڈاک لے جانے والا ہرکارہ۔

پیکھنا: تماشا، پتلیوں کا تماشا۔ مجازاً نظر کا دھوکا۔

کھڑے سب کا لاچار مُنہ دیکھنا
کہ یارب، یہ کیا ہے جہاں پیکھنا!
(بیان، ۲۰۹۷)

پیکھنے کا کھیل: کٹھ پتلیوں کا تماشا۔

ساری دُنیا کو پیکھنے کا کھیل جانے
[باغ، ۱۶]

پیمانِ اَلَست: دیکھیے: عہدِ اَلَست۔

پَینٹھ: گانو کا بازار۔ آٹھویں دن کا بازار، جو قصبات میں لگا کرتا ہے۔

پینڈیاں: ایک قسم کے لڈّو، میدے کو گھی میں بھون کر اور اُس میں شکر، میوہ وغیرہ ڈال کر بنائے جاتے ہیں۔ دستور تھا کہ بیاہ میں ساچق کے ساتھ دُلھن کی طرف سے دولھا کو پینڈیاں بھیجی جاتی تھیں۔

پینس: پالکی۔ شمالی ہند اور خصوصاً دہلی میں پالکی کو "پینس" کہتے ہیں، جو فرنگیوں کی آمد سے بولا جانے لگا ہے۔
(اصطلاحات)

پَئے نکالنا، نکال دینا: کوئی عیب یا خرابی نکالنا۔

بات میں پَئے نکال دیتا تھا
سب کے کہنے کو ٹال دیتا تھا
(مثنویات، ۵۸۵)

پَیوند: جوڑ۔ فنِ باغبانی کے لحاظ سے ہم جنس درختوں میں اعلا قسم کے درخت کی شاخ کو دوسرے درخت کی شاخ کے ساتھ وصل کرنے کا عمل۔ اِس سے اچھّی اور نئی اقسام کی پیداوار حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اِسے "قلم لگانا" کہتے ہیں۔

ع: پیوندِ نہالِ گُل ہو نسریں
[گلزار، ۹۲۲]

(تاج الملوک کو گلاب اور بکاولی کو نسریں کہا ہے)۔

پَیوند ہونا: ایک درخت میں دوسرے درخت کی شاخ کا لگایا جانا، قلم لگایا جانا۔

اور آخر یہی ہے زمانے کی چال
کہ پَیوند ہوتے ہیں باہم نہال
(بیان، ۱۹۷۵)

پَیہم چلا گیا: برابر چلتا رہا، مسلسل سفر کرتا رہا۔

ایک مہینے تلک پَیہم چلا گیا
[باغ، ۲۲۴]

ت

تا آں کہ: یہاں تک کہ۔

تاب: طاقت، مجال، قدرت۔ حرارت، گرمی۔ صبر، تحمل، برداشت۔ چمک۔

تاباں: چمک دار، روشن

ع: گل سے ہوئیں چشمِ کور تاباں
[گلزار، ۳۱۴]

تابانی: روشنی، چمک۔

تاب دار: پیچ دار، بل دار، خم دار۔ [گیسوے تاب دار: بل کھائے ہوئے، خم دار گیسو]۔

تابدان: روشن دان۔

تابستان: گرمی کا موسم۔

تابِ سخن: بات کرنے کی طاقت۔

تابِ سخن سرِ مو نہیں: ذرا بھی بات کرنے کی طاقت نہیں۔

واں پھانسنے کو بلا وہ گیسو
یاں تابِ سخن نہیں سرِ مو
[گلزار، ۶۶۷]

تابِش: چمک، روشنی، حرارت، گرمی۔

تابعِ مُہمَل: وہ بے معنی لفظ جو کسی بامعنی لفظ کے بعد بولا جاتا ہے، جیسے: پانی وانی، روٹی ووٹی۔

تاب لانا: برداشت کرنا۔

تابِندگی: چمک۔

تابُوت: وہ صندوق جس میں لاش رکھی جائے۔

تاب و تَب: برداشت کی طاقت، تابِ تحمل۔

تاب و تَواں / تُواں: طاقت، حوصلہ، صبر و قرار۔

تا بہ فرق: سر تک۔

لگا پا سے وہ نازنیں تا بہ فرق
سراپا جواہر کے دریا میں غرق
(بیان، ۱۰۶۲)

تا بہ کُجا: کہاں تک، تاکُجا۔

تا بہ مقدور: اپنی طاقت بھر، ممکن حد تک۔

تاج بی بی کا رَوضہ / مزار: تاج محل۔

تاجِ خُروس: مُرغ کے سر کی کلغی۔ ایک قسم کا سرخ پھول؛ جو تاجِ خروس سے مشابہ ہوتا ہے۔ اِسے "کلغہ" بھی کہتے ہیں۔

تاجِ شمع: شمع کا شعلہ۔

تاجِ فرقِ پیمبرانِ سلف: پچھلے پیمبروں کے سر کا تاج، یعنی سارے پچھلے پیمبروں سے افضل، اُن کے

سردار؛ مراد ہیں حضرت محمدؐ۔

پایا آدم نے ہے اُسی سے شرف
تاجِ فرقِ پیمبرانِ سلف
(مثنویات، ۳)

[فرق: سر]۔

تاجوری: بادشاہت۔

تاچند: کب تک۔

تاراج: لوٹ مار، غارت۔

تاراج ہونا: لُٹ جانا۔

اِتنے میں سُنا کہ صاحبِ تاج
جتنا بڑھے، پیچھے سب ہو تاراج
(گلزار، ۵۱۴)

[یعنی شاہی سواری جہاں سے آگے بڑھتی جائے، وہاں کے سارے سامانِ آرایش کو جس کا جی چاہے، لے جائے]۔

تاراج کرنا: لوٹ لینا۔

تارِ تسبیح: تسبیح کا ڈورا (جس میں دانے پروئے ہوئے ہوتے ہیں)۔

تار تُوڑ: ایک قسم کا سوئی کا کام، جو کپڑے پر کیا جاتا ہے، کارچوبی کام۔

دکھاوے کوئی گوکھرو مُوڑ مُوڑ
کہیں سٹ بوٹنی، کہیں تار توڑ
(بیان، ۴۲۵)

تارِ شمع: وہ دھاگا جو شمع (موم بتی) میں شروع سے نیچے تک ہوتا ہے۔

تارِ عنکبوت: مکڑی کا جالا۔

تارکشی کا رومال: عمدہ کڑھائی کا رومال، (یا سونے چاندی کے تاروں سے جس میں نقش و نگار بنائے گئے ہوں)۔

[باغ، ۱۲۲]

تارِ نفس: سانس کا ڈورا، یعنی سانس۔

تارے دکھانا / تارے دیکھنا: بچّے کی ولادت کے چھٹے دن عموماً (یا جو دن مقرّر کر لیا جائے) چھٹی کی تقریب ہوتی ہے اور اُسی دن رات میں زچّہ کو صحن میں (یا چھت پر) بٹھا کر سات تارے گنوائے جاتے ہیں۔ یہ رسم اب ختم سی ہوتی جا رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مختلف علاقوں میں اِس کی تفصیلات مختلف انداز سے ملتی ہیں۔ وہی بات کہ ہر علاقے کا اپنا طور طریقہ۔ دہلی میں اب سے پہلے جو طریقہ رائج تھا، اُس کی نشان دہی رسومِ دہلی اور فرہنگِ آصفیہ میں ملتی ہے:

"چھٹی کی رات کو دالان سے آگے چوکی بچھاتے، زچّہ اور بچّے کو بناو سنگار کراتے، سموسے دار کارچوبی پٹی سر سے باندھتے اور باہر چوکی پر کھڑا کرنے لاتے ہیں۔ زچّہ بچّے کو گود میں لے کر باہر آتی ہے۔ دو عورتیں دونوں

پہلوؤں میں ننگی تلواریں لیے ساتھ ہوتی ہیں۔ دائی آٹے کی چومک (آٹے کا بنا ہوا چومونہا چراغ، جس میں چار بتیاں ہوتی ہیں اور گھی ڈال کر جلاتے ہیں) اُٹھائے آگے آگے چلتی ہے۔ زچہ بچے کو گود میں لیے ہوتی ہے اور ایک عورت اُس کے سر کے اوپر قرآنِ پاک اُٹھائے رہتی ہے۔ زچہ چوکی پر کھڑے ہو کر سات تارے گنتی ہے۔ اُس وقت دونوں تلواروں کی نوک سے نوک ملا کر زچہ کے سر پر قوس بنا دیتے ہیں، تاکہ اوپر سے جن، پری کا گزر نہ ہو سکے" (آصفیہ)۔

مولفِ نور اللغات نے لکھا ہے: "چھٹی کے روز زچہ کو نہلا دُھلا کر دُلھن بناتے اور اُس کی گود بھر کر چھلنی میں روشنی دکھاتے ہیں، سر پر قرآنِ مجید ہوتا ہے"۔

تاریک عقل: کم عقل، اچھے بُرے میں امتیاز نہ کر سکنے والا۔

مِل کھینچے دیدۂ بینا میں یہ تاریک عقل
پُر کرے کحل الجواہر لے کے چشمِ سرمہ داں
[سودا، ۶۰]

تازہ فیل: نیا فریب۔

تازہ گُل پھولا: نئی بات ہوئی۔

تازی: عرب۔ عربی گھوڑا۔ شکاری کتا۔

تازیانہ: کوڑا۔

تأسّف: افسوس، پچھتاوا، کُڑھن۔ [متأسّف: افسوس کرنے والا]۔

تاسیس: بنیاد رکھنا، جڑ قائم کرنا، مضبوط کرنا۔

عروض کی اصطلاح میں وہ ساکن الف جس کے اور حرفِ روی کے درمیان ایک متحرک حرف ہو، جیسے: مسائل اور مائل کا الف [ل روی، ہمزہ ماقبلِ روی، الف تاسیس]۔ بعض لوگ اِس کی رعایت ملحوظ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں، مگر اصولاً یہ ضروری نہیں، جیسے: "سائل" کا قافیہ "دل"۔ بیش تر اساتذہ کا عمل اِسی پر رہا ہے۔

تاش: زربفت کی قسم کا، مگر اُس سے کم درجہ کپڑا۔ یہ عموماً جھوٹے بادلے اور سوتی تانے سے بُنا جاتا ہے۔ سچے بادلے سے بُنے ہوئے کپڑے کو "سلاسل" کہتے ہیں (اصطلاحات)۔

بندھیں پگڑیاں تاش کی سر اوپر
چکاچوندھ میں جس سے آوے نظر
(بیان، ۵۱۵)

تافتا: سوت اور ریشم کا ملا ہوا دھاری دار، یا بوٹی دار اور دھاری دار کپڑا۔ وضع میں قناویز سے ملتا ہے۔ لفظِ "تافتا" اب متروک ہے۔ اِس کے بجائے شمالی ہند

میں اِس قسم کے کپڑے کو "قاویز" اور دکن میں ہمرد، مشرد، الائچہ وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ہندو "چیولی" کہتے ہیں؛ یعنی چولی (سینہ بند، انگیا) بنانے کا کپڑا (اصطلاحات)۔

تافتان: تندور (تنور) میں پکی ہوئی موٹے کناروں کی گول اور بہت ملایم خمیری روٹی، جس میں میدے کے ساتھ خمیر اور روغن بھی شامل کیا جاتا ہے۔ تندور میں پکایا ہوا خمیری پھلکا جس میں خمیر کی لاگ اور تھوڑا روغن بھی دیا جاتا ہے: کلچہ۔

تاک: انگور کی بیل۔

موسم کی تاک میں تاک کا مستوں کی روش جھومنا، غنچۂ سر بستہ کا مُنہ تاک تاک کے چومنا [فسانہ، ۸۷]۔

تاکیدِ اکید کی: بہت تاکید کی۔

تاکیدِ بَلیغ: پوری تاکید، سخت تاکید، تاکیدِ شدید۔

تاگا باندھنا: کسی مراد کے حاصل کرنے کے لیے، مَنّت ماننے کے لیے کسی بزرگ کے مزار کی جالی (وغیرہ) میں ڈورا باندھنا۔

تال: مَنجیرے کی جوڑی۔ دو پیتل کی چھوٹی چھوٹی کٹوریاں، جنھیں طبلے یا ڈھولک کے ساتھ بجاتے ہیں۔

تال ہاتھوں میں قید کیے: تال، سَم پر پوری طرح قابو پالیا، کمال پیدا کرلیا۔

رکھا موسیقی پر بھی کچھ جو خیال
کیے قید سب اُس نے ہاتھوں میں تال
[بیان، ۴۵۴]

تالاش: تلاش۔

اب تو جا، ڈول و رسن تالاش کر
لا کے رسّی، ڈول سے پانی کو بھر
[مثنویاتِ حسن (لاہور) ص، ۸۶]

تالیف: دوسروں کے خیالات کو، مضامین کو، دوسروں کے کام کو مربوط طور پر جمع کرنا، نئے انداز سے ترتیب دینا۔ تالیف مقابل ہے تصنیف کا۔

منشا اِس تالیف کا یہ ہے [باغ، ۴]۔

[چوں کہ باغ و بہار کا قصّہ میرامّن کا طبع زاد نہیں، فارسی قصّے کا ترجمہ ہے، اِس لحاظ سے اُنھوں نے اِسے "تالیف" لکھا ہے]۔

تالیفِ قلب، تالیفِ قُلوب: لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا عمل، دل موہ لینے کا کام۔

تالیقہ (تعلیقہ): مال واسباب کی ضبطی۔

جلد اُس گُم راہ کے مال کا تالیقہ کر کر اِس مُحرک کے حوالے کر [باغ، ۱۷۱]۔

تام جھام (تام جان، تام دان): ہوادار:

پالکی کی قسم کی سواری جو اوپر سے کھلی، یعنی بغیر چھت کی ہوتی تھی اِسی لیے "ہوادار" بھی کہلاتی تھی۔ کسی زمانے میں اُمرا شام کے وقت کی ہَوا خوری کے لیے استعمال کرتے تھے، اب اِس کا نام ہی نام رہ گیا ہے۔ اصطلاحات (جلدِ پنجم) میں اِس کی تصویر موجود ہے۔

تَامُّل: سوچ بچار، غور و فکر، اندیشہ۔

[بہ صد تَامُّل: بہت سوچ سمجھ کر، دیر تک سوچنے کے بعد (گلزار، ۲۶۸)]۔

تَامُّل: سوچ بچار۔ کنایتاً: تاخیر، وقفہ، دیر۔

واجب نہیں اب تامل اِس میں
بھر دیے وہیں تک، نہ چھلکے جس میں
[گلزار، ۹۶۳]

تانا: آزمانا، جانچنا، سونے چاندی کو آگ پر رکھ کر اُس کے خالص، غیر خالص ہونے کو پرکھنا۔ گرم کرنا، پگھلانا (گھی وغیرہ کو، کہ اُس میں کسی طرح کی ملاوٹ ہو تو دور ہو جائے)۔

تایا تھا: آزمایا تھا۔

جھوٹوں اِس نے تھا اُن کو تایا
سچوں، کھوٹوں نے داغ کھایا
[گلزار، ۳۰۰۰]

تال: موسیقی کی اصطلاح میں لے کی تیزی یا کمی یا باقاعدگی معلوم کرنا۔ ساز کے مقررہ سُروں کے بولوں کی موزونیت، سُروں کی متوازن آواز۔ تال کو ظاہر کرنے کے لیے طبلے پر ٹھیکا بجایا جاتا ہے۔ [ٹھیکا: طبلے کی مقررہ آوازیں یا بول، جو کسی تال سے متعلق ہوں]۔

تان: کسی ہتیار کو اوپر اُٹھانے کی حالت، کیفیت، وار۔ نیزے کے وار کے لیے خاص کر یہ لفظ آتا ہے۔

ساز کے سُروں کی آواز کا مسلسل اُتار چڑھاو، جو تیزی کے ساتھ ہو۔ سُروں کے اُس کھنچاو کو کہتے ہیں جس سے راگ میں بڑھت ہوتی ہے۔

تان اُپج: ایک سُر کے تحت بولوں کو بار بار نئے انداز سے دُہرانا۔ "طریقِ الاپ یوں ہے کہ بول اَلاپ کے اور سُر راگ کے قائم رہے، تو حسبِ لیاقت تان اُپج کرے، یعنی گھٹے بڑھے"۔
(معدن الموسیقی)

تاوان: جُرمانہ۔

تاویل: ظاہری معنوں سے ہٹ کر کوئی دوسرے معنی بتانا۔ کسی بات کو دوسری طرح بیان کرنا۔ کسی عبارت کا دوسری طرح مطلب نکالنا۔

سود لینا وہ جائز سمجھتے تھے۔ اگر کوئی حُجّت کرتا، تو مارے تاویلوں کے اُس کا ناطقہ بند کر دیتے [کہانی، ۴۰]۔

تَپ: بخار، تپش، گرمی۔

تپِ ہجر گھر دل میں کرنے لگی
دُرِ اشک سے چشم بھرنے لگی
(بیان، ۱۲۳۰)

اِسی طرح مدّت گئی جب اُسے
چڑھی گرمیِ عشق کی تپ اُسے
(بیان، ۱۶۶۱)

[بخار کے معنی میں "تب" اور "تپ" دونوں لفظ مستعمل رہے ہیں]۔

تَبار: خاندان۔

تَبخالہ: وہ چھالا جو بُخار کی گرمی سے ہونٹوں پر یا اُن کے آس پاس پڑ جاتا ہے۔

تَبَر: کلھاڑی کی وضع کا بنا ہوا ہتیار۔ یہ ہتیار بھی ہوتا ہے مگر کلھاڑی کی اور اِس کی بناوٹ میں ذرا سا فرق ہوتا ہے۔ تبر کا سر کلھاڑی کے پھل سے مختلف ہوتا ہے اور کلھاڑی کے مقابلے میں تبر کچھ ہلکا ہوتا ہے۔ یہ ہتیار اب بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ سِکھ سیوا داروں کے پاس بھی ہوتا ہے۔

جب شہر کے دروازے پر آیا، تبر سے قُفل کو توڑا [باغ، ۲۱۴]۔

تَبردار: لکڑہارا۔ جنگل سے لکڑیاں کاٹنے والا [گلزار، ۲۱۰]۔

تَبرزین: ایک طرح کا تبر ہوتا ہے جسے سپاہی گھوڑے کی زین میں لگا لیتے ہیں۔

جس وقت تبرزین کو رکھ پلکے میں اپنے
اُس رخشِ فلک سیر کا تو آن کے لے تنگ
[سودا، ۱۸۴]

تَبرید: ٹھنڈائی۔ وہ سرد شربت یا دوا جو بُخار کے پہلے تین دنوں میں اور مسہل کے بعد اُس کی حرارت کو ختم کرنے اور دل کو تقویت دینے کے لیے دی جاتی ہے۔

تَبییض: کسی لکھی ہوئی چیز کو صاف کرنا، سنبھال کر لکھنا، مسوّدہ بنانے کے بعد مُبیضہ تیار کرنا۔ تسوید (مسوّدہ تیار کرنا) کی ضد۔

تَپ: گرمی، حرارت۔ بُخار۔

تَپاس: ریاضت، کم کھانے، کم سونے کی تکلیف برداشت کرنے کا عمل۔ دھوپ، سورج کی کرنیں۔ محنت، تکلیف، بھوگ۔ چھان بین، غور و فکر، سوچ بچار۔

تَپاں: تڑپتا ہوا، بے قرار، بے چین۔

تَتَبُّع: پیروی کرنا۔

تِتَّر بِتَّر ہو گیا: اِدھر اُدھر چلے گئے، منتشر ہو گئے، بکھر گئے۔

لشکر تتّر بتّر ہو گیا [باغ، ۲۱۵]۔

[باغ میں دونوں ٹکڑوں میں ت پر تشدید موجود ہے اور آصفیہ میں بھی اِسی طرح ہے۔ یہ صراحت یوں کی گئی کہ بہت سے لوگ "تتر بتر" (تشدید

کے بغیر) کہتے ہیں؛ یہ بھی درست ہے]۔

تَتَری: آوارہ۔

وزیر کی بیگم گالیاں دینے لگی کہ اے تتری!
تو بڑی ڈھیٹ ہو نکلی، اپنا منہ تو نے کالا کیا۔
[باغ، ۱۳۰]

تَت سَم: ہندی میں جو لفظ سنسکرت سے جوں کے توں لے لیے گئے ہیں، انھیں (لسانیات کی اصطلاح میں) تت سم کہا جاتا ہے، اصل کے مطابق۔

تَتِمّہ: بقیہ، بچا ہوا، آخری حصّہ، حصّہ، اصل تحریر، کتاب کے اصل مضمون یا حواشی سے متعلق وہ حصّہ جو بہ طور تکملہ شامل کیا جائے۔

تُھو تھمبو: روک تھام، دم دلاسا، بہلاوا، پھسلاوا، بیچ بچاو۔

تَتیڑا / تتہڑا: پانی گرم کرنے کی ٹھلیا۔ لوہے، تانبے وغیرہ کا چھوٹا گھڑا۔

تَثلیث: علمِ نجوم میں دو سیاروں کے درمیان ۱۲۰ درجے یا دائرے کے تیسرے حصّے کا فاصلہ۔ چاند کسی سعد (نیک) سیارے سے پانچ یا نو برج کے فاصلے پر ہو؛ یہ مکمل دوستی کی علامت ہے۔ اِس کو "تثلیث" اِس لیے کہتے ہیں کہ چاند اور اُس سعد ستارے کے درمیان آسمان کے تیسرے حصّے کے برابر فاصلہ ہوتا ہے۔

نظر کی جو تسدیس و تثلیث پر
تو دیکھا، کہ ہے نیک سب کی نظر
(بیان، ۲۶۹)

تَثلیث: تین بتانا، تین کا مجموعہ، تکڈم۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق خدا کو تین جاننا، یعنی باپ (اللہ تعالا)، بیٹا (حضرت عیسیٰ) اور روح القدس (جبریل) کو خدا ماننے کا عقیدہ۔

تَثنِیہ: عربی زبان کا وہ لفظ جس سے دو کی تعداد ظاہر ہوتی ہے، جیسے: طرفین، فریقین، تو اماں۔ کسی فعل کی گردان میں دو کو ظاہر کرنے والا صیغہ۔

تُجّار: تاجر کی جمع۔

تَجاوُز دینا: بڑھا دینا۔ حد سے بڑھا دینا۔

جبیں ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
اُس کی تشبیہ سے جب اُس کو تجاوز دے فلک
(سودا، ۱۵۵)

تَجاہُل: اَن جان پن، خود کو اَن جان ظاہر کرنے کی کیفیت۔ بے خبری، ناواقفیت۔

تَجاہُلِ عارِفانہ: جان بوجھ کر اَن جان بننا، جاننے کے باوجود یہ ظاہر کرنا کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔

تَجرِبات: تجربہ کی جمع۔

تَجرِبہ رسیدہ: تجربے کار۔

حار و بار دِ زمانہ دیدہ، تجربہ رسیدہ حکیم سیّد اسد علی [فسانہ، ص ۲۰۹]۔

تَجَرُّد: تنہائی، علاحدگی۔ بن بیاہا پن، اکیلا پن۔ یکتائی۔

تجرید: تنہائی، علاحدگی، بے تعلقی، آزادی۔ مجازاً: ترکِ دنیا۔

تجریدی: خیالی، اشارات پر مبنی، عملی کی ضد۔

تَجَسُّس: تلاش، کھوج۔

تَجَسُّم: صاحبِ جسم ہونے کی حالت اور کیفیت۔ کسی مجرّد شے کو جسمانی شکل و صورت دینا۔ خدا کے مجسّم ہونے کا عقیدہ (جو مسلمانوں کے نزدیک صحیح نہیں)۔

تجمّل: شان و شوکت، ٹھاٹھ، عظمت، وقار، مال و دولت۔

تجوید: قرآن پاک کی تلاوت میں حرفوں کو اُن کے صحیح مخرج سے عمدگی کے ساتھ ادا کرنا؛ علم قرأت۔

تجویز رہا تھا: سوچ رہا تھا۔

تجویز رہا تھا گھات گوں کی
ناگاہ وہ مستِ خواب چونکی
(گلزار، ۱۴۵۴)

تجویز میں تھا: غور کر رہا تھا، سوچ رہا تھا۔

ع: تجویز میں تھا یہ صاحبِ فکر
[گلزار، ۳۶۸]

تجویز کرے: فیصلہ کرے، حق بات کہے، انصاف کرے۔

یدان زبان اُردو کی منّجھے منّجھے ایسی منجی کہ کسو شہر کی بولی اُس سے لگا نہیں کھاتی؛ لیکن قدر دانِ منصف چاہیے جو تجویز کرے [باغ، ۸]۔

تجویزنا: تجویز کرنا، غور کرنا، سوچنا۔

تجویز تے: سوچتے ہوئے، تجویز کرتے ہوئے۔

تجویز تے اپنے اپنے مفہوم
آئے جو محل میں، مچ گئی دھوم
[گلزار، ۱۳۰۸]

تجھ سار کے: تجھ جیسے، تیری طرح۔

روم کے ملک میں تین درویش تجھ سار کے تجھ سے ملاقات کریں گے۔
[باغ، ۲۶]

تَحْتُ الثَّرا۔ تَحْتَ الثَّریٰ:

زمین کا سب سے نیچے کا طبقہ، پاتال۔

تحریر: دیکھیے، بتنگری۔

تحریر: سُرمے کی دھاریاں، جو آنکھوں کے پپوٹوں کی کوروں پر سلائی سے بنائی جاتی ہیں۔

ستم تس پہ سُرمے کی تحریر سی
کھنچی ہاتھ ظالم کے شمشیر سی
(بیان، ۱۰۵۲)

تحریرِ کربلا: کفن کے لیے کربلا سے لایا ہوا کپڑا، جس پر آیاتِ قرآنی چھپی ہوئی (لکھی ہوئی) ہوتی ہیں۔

تحریص: حرص دلانا، ترغیب، لالچ۔

تحریف: کسی متن میں تبدیلی کرنا؛ اصل متن کے لفظ، الفاظ، یا حرف بدل دینا۔

تُحفہ: عجیب و غریب، عمدہ، نفیس۔

تحفہ کھلونے: عمدہ، عجیب عجیب کھلونے۔

بعد دو دن کے تحفہ کھلونے اور سوغاتیں ہر ایک مُلک کی ساتھ لے آتا [باغ، ۲۴۲]۔

تُحفہ تُحفہ تحائف: بہت عمدہ تحفے۔ (فسانہ، ۲۱۵)

تُحفہ عِلّت: یہ کلمہ نفرت اور حقارت ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے: عجیب و غریب مصیبت، انوکھی بیماری، عجیب چیز۔

تب میں نے گھبرا کر پوچھا: یہ تحفہ علّت کون ہے۔ وہ جوان کہنے لگا: یہ وہی لونڈی ہے جو اِس باغ کے ساتھ خرید ہوئی [باغ، ۵۷]۔

تُحفہ معجون: انوکھا آدمی، عجیب شخص، طنزاً: مسخرا۔

تَحَکُّم: حکم چلانا، زبردستی کی حکومت، جبریہ غلبہ۔

تحمید: اللہ کی حمد (تعریف) بیان کرنا۔

تحمیق: بے وقوف بنانا۔

تحویلِ قبلہ: قبلہ (جدھر مُنہ کر کے نماز پڑھتے ہیں) اُس کا تبدیل ہونا۔ اسلام کے شروع میں مسلمان بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ یہودیوں نے اُس پر طنز کیا تو خدا نے ایک آیت نازل فرما کر کعبے کی طرف مُنہ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ اِس کو "تحویلِ قبلہ" کہتے ہیں۔ [اِسی نسبت سے بیتُ المقدس کو "قبلۂ اوّل" کہا جاتا ہے]۔

تَحِیَّت: سلام کرنا، سلام۔

سزاوارِ الطاف تحیت و ثنا (فسانہ، ص: ۲)۔

تحیات: تحیت کی جمع۔

تَحَیُّر: حیرت، تعجب، اچنبھا۔

تختہ اُلٹنا: مصیبت، تباہی آجانا، قسمت بگڑ جانا، عورت کا بیوہ ہو جانا۔ حکومت کا بدل جانا، بدل دینا۔

تختِ رَواں: وہ تخت جس پر بیٹھ کر بادشاہ نکلتا تھا۔ اِسے "ہوادار" بھی کہتے تھے۔

ع: بارہا تختے پہ دیکھا صاحبِ تختِ رواں (سودا، ۶۱)

وہ کہانیوں کا تخت جس پر بیٹھ کر پریاں نکلتی تھیں: اُڑن کھٹولا۔

وہ تخت جس پر شادیوں کے جلوس میں

طوائفیں اور لونڈے (بھکیے) ناچتے ہوئے چلتے ہیں (آصفیہ)۔

وہ ماہی مَراتب، وہ تختِ رواں
وہ نوبت کہ دولھا کا جس سے سماں
(بیان، ۵۱۷)

ہزاروں تمامی کے تختِ رواں
اور اہلِ نشاط اُن پہ جلوہ کُناں
(بیان، ۲۰۰۸)

تختِ زَنگاری: آسمان۔

جس وقت خسرو خاور آرام گاہِ مشرق سے برآمد ہو کر جلوہ گرِ تختِ زنگاری ہوا
(فسانہ، ۳۲۲)

تختِ طاؤس: شاہ جہاں بادشاہ کا بنوایا ہوا مشہور تخت۔ اُس پر ایک مرصّع (جواہر جڑا ہوا) مور پنکھ پھیلائے کھڑا تھا، اِسی نسبت سے اُسے "تختِ طاؤس" کہا گیا ہے۔ یہ تخت نادر شاہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔

تخت کی رات: بیاہ کی پہلی رات، شبِ زفاف، سُہاگ رات۔

تخت گاہ، تخت گہ: راجدھانی، دارُالسلطنت۔

تختِ گُل: پھولوں سے سجائے ہوئے تخت (گلزار، ۱۰۱۱)۔ مجازاً: چمن میں پھولوں کی کثرت، تازگی۔

تختِ مینا: نگینوں کا جڑاؤ تخت، مجازاً: آسمان (تاروں کی نسبت سے)۔

تختہ: چمن، کیاری، باغ کا چھوٹا سا ٹکڑا۔ ایک ہی قسم کے پھول کے پودوں کی برابر لگی ہوئی قطار، مثلاً گلاب کا تختہ (جس ٹکڑے میں صرف گلاب کے پودے ہوں)۔

جہاں تک کہ رستے تھے بازار کے
کہے تو کہ تختے تھے گلزار کے
(بیان، ۲۱۷)

تختہ ہے زمرّدیں کہ مینو
گلشن ہے جواہر ہیں کہ جادو
[گلزار، ۴۹۳]

تختہ بَندی: لکڑی کے تختوں کا فرش۔ چمن میں کیاریوں کا باقرینہ اور خوش اُسلوب ہونا، کیاریوں کا اچھی طرح بنا ہونا۔

تختہ نَرد: شطرنج کے انداز کا ایک کھیل۔ اِس میں تیس مُہرے ہوتے ہیں اور پانسے سے کھیلا جاتا ہے۔ اِس کھیل سے متعلق ضروری تفصیلات فرہنگِ فارسی کی تیسری جلد میں مرقوم ہیں لفظِ "نرد" کے تحت، تفصیلات کے لیے اُسے دیکھا جاسکتا ہے [باغ، ۱۹۴]۔

تختہ: وہ تختہ جس پر پانسا یا قرعہ ڈالتے ہیں۔

دھرے تختے آگے، لیا قرعہ ہاتھ
لگا دھیان اولاد کا اُس کے ساتھ
(بیان، ۲۵۹)

[یہاں "تختے" سے وہ کاغذ مراد ہیں جن
پر نجوم کے احکام لکھے ہوئے ہوں۔ وہ
کاغذ جن پر نجومیوں نے زائچے سے
متعلق تفصیلات درج کی ہوں]۔

تخم پاشی: بیج چھڑکنا، بیج بونا۔

کہیں تخم پاشی کریں کھود کر
کہیں کیری جماویں کہیں گود کر
(بیان، ۴۰۲)

تخمیر: خمیر اُٹھانا۔

تَدَرُو: ایک قسم کا جنگلی مُرغ جو ایران میں ہوتا ہے۔ یہ بہت خوش رنگ اور خوش رفتار ہوتا ہے۔

ترازو ہونا: دیکھیے: تیر کا ترازو ہونا۔

ترانہ: نغمہ، راگ، ایک خاص قسم کا گیت، ایک خاص لَے یا سُر۔

ترانہ سنج: ترانہ گانے والا، نغمہ سرا، گیت گانے والا۔

تربین: وہ تار جو اصل تاروں کی مدد کے لیے ستار، سارنگی وغیرہ میں لگے ہوتے ہیں۔ اِن کو "آس کے تار" بھی کہتے ہیں۔

تر پولیا: تین بڑے در جو بازاروں میں اِس طرح بنائے جاتے تھے کہ شاہی جلوس کے ہاتھی وغیرہ بہ آسانی نکل سکیں۔ اِن میں بیچ کا در بڑا ہوتا تھا۔ [کچھ ترپولیے پرانی یادگاروں کے طور پر مختلف شہروں میں ابھی تک موجود ہیں]۔

تُرَت: فوراً [باغ، ۱۷]۔

تر دامن: گناہ گار، بدکار۔

تر دامنی: خطاکاری، جُرم۔

تَرَدُّد: کوشش، جدّوجہد، تدبیر۔

مگر ہاں، یہ اولاد کا ہے جو غم
سو اِس کا تردّد بھی کرتے ہیں ہم
(بیان، ۲۴۷)

ایک ناریل اکسیر سے بھرا ہے، دولتِ لا انتہا ہے...... بہت تردّد سے ظلِّ سبحانی نے پایا تھا (فسانہ، ۱۶۴)۔

تَرَدُّد: پس و پیش، تذبذب، تامل، ہچکچاہٹ، شک و شبہ۔

تَرَدُّد: بُوائی کے لیے زمین بوتنا، کھیت کو تیار کرنا۔

جب چین سے کر چکے تردُّد
کھیتی کی ہوئی زمیں پہ واللہ
[گلزار، ۱۳۸۳]

تر زبان: خوش بیان، فصاحت اور روانی کے ساتھ بیان کرنے والا۔

پھولوں کے جو ملنے کا بیاں ہے
یوں خامہ خوشی سے ترزباں ہے
[گلزار، ۸۹۵]

تَرسا: آتش پرست (جن کو ہندستان میں پارسی کہا جاتا ہے) کافر، عیسائی۔

تَرَشّح: ہلکی پھوار، بوندا باندی، پھوئیاں پڑنا۔

جواہر سجا اپنے موقعے سے گُل
ترشّح میں ہو جیسے نم دیدہ گُل
(بیان، ۱۹۳۸)

[اِس شعر میں ترشّح سے مراد یہ ہے کہ ہوا کے ہلکے جھونکوں سے پھولوں سے پانی کے قطرے سے جھڑ رہے ہوں، گر رہے ہوں]۔

ترقیم کیا: لکھا [باغ، ۲۴۳]۔

ترقیمہ: کسی خطی (ہاتھ سے لکھے ہوئے) نسخے کے آخر میں لکھی ہوئی وہ عبارت جس میں کاتب کا نام، سنہ و تاریخِ کتابت (وغیرہ) درج ہوتی ہے۔ بعض نسخوں میں ترقیمے مفصل ہوتے ہیں اور بعض میں مختصر۔

تُرک: مسلمان۔

میں کیا جانتی تھی کہ یہ تُرک ہے اور ہمارے خداؤں سے منکر ہے۔ [باغ، ۱۶۰]۔ مجازاً: معشوق، محبوب، سپاہی۔

تَرک: چھوڑنا۔ وہ لفظ جو پُرانے مخطوطوں میں صفحہ ختم ہونے کے بعد (یعنی صفحے کی تحریر ختم ہونے کے بعد) حاشیے کے بائیں طرف کونے پر لکھا ہوتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگلے صفحے کے شروع میں یہ لفظ آیا ہے۔ پُرانی قلمی کتابوں میں یہ ہندسے کا کام دیتا تھا۔ آج کل کی طرح صفحات پر نمبر شمار لازماً لکھنے کا رواج نہیں تھا، بیش تر صورتوں میں صفحات پر نمبر شمار نہیں لکھے جاتے تھے۔ اِسی "ترک" سے یہ تعیّن ہوتا تھا کہ اگلا صفحہ صحیح طور پر وہی ہے جس کے شروع کا لفظ صفحۂ ماقبل کے آخری کونے پر لکھا ہوا ہے۔

وہ کاغذ کا ٹکڑا یا مور کا پر (وغیرہ) جو کتاب کے اوراق کے درمیان نشانی کے طور پر رکھا جاتا ہے، تاکہ وہ صفحہ آسانی کے ساتھ نکالا جا سکے۔

وہ لفظ یا عبارت جو اصل متن کے ساتھ لکھنے سے رہ جائے اور حاشیے پر لکھ دی جائے۔

سطرِ ابرو نہیں اُس روے کتابی پہ ظفر
ترک کاتب نے لکھی ہے غلطی کے باعث
[بہادر شاہ ظفر، بہ حوالۂ اردو لغت]

تُرک تاز، تُرک تازی: حملہ، لوٹ مار، تاراج کرنا۔

ترکِ حیوانات: گوشت، انڈا، مچھلی، دودھ، دہی، گھی اور وہ سب چیزیں جن میں یہ ملے ہوئے ہوں، اُن کا کھانا

چھوڑ دینا۔ بعض ایسے عمل ہوتے ہیں کہ جن کے لیے عامل (عمل پڑھنے والے) کو عمل کی مدت میں یہ چیزیں چھوڑنا پڑتی ہیں۔

جنوں کی تسخیر کی خاطر چلتے بیٹھا اور ترکِ حیوانات کر کر حاضرات کرنے لگا [باغ، ۱۱۰]۔

تُرکِ فلک/ ترکِ چرخ: آفتاب۔ مرّیخ۔

تَرکش: تیروں کے رکھنے کا بڑی نلکی کے نمونے کا ظرف، جسے کندھے پر یا کمر پر لٹکالیا جاتا تھا۔

ترکیب: بناوٹ، ساخت، وضع، کساوٹ۔

گٹھی ہوئی ▪▪ ترکیب اور وہ بدن
وہ پوشاک و زیور کی اُس پر پھبن
(بیان، ۱۰۶۳)

وہ ترکیب اور چاند سا وہ بدن
وہ بازو پہ ڈھلکے ہوئے نورتن
(بیان، ۸۳۹)

ترکیب دار: کسا ہوا، عمدہ بناوٹ کا۔

مصرع: وہ گورا بدن صاف ترکیب دار
(بیان، ۹۰۷)

تُرکی تمام کرنا: سارا گھمنڈ خاک میں ملا دینا۔ غرور، شیخی، مٹا دینا۔

ترکی تمام ہونا: گھمنڈ جاتا رہنا۔ ساری بہادری، سپاہ گری ختم ہو جانا، کس بل نکل جانا۔

تُرم: بگل

جوش میں آکر جب آواز بلند کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ تُرم بج رہا ہے۔
(کہانی، ۳۱)

تَرنگ: وہ آواز جو کمان سے تیر کے چھوٹتے وقت، اور تیر یا گُرز وغیرہ کے جسم پر لگتے وقت، اور تلوار کے ٹوٹنے کے وقت؛ یا ساز بجانے کے وقت نکلے۔

اُمنگ، طبیعت کا جوش، لہر، خیال۔

تُرنگ: گھوڑا۔

تُرّہات: بیہودہ باتیں۔ ظرافت اور احساسِ مسرّت ملی ہوئی بے کار باتیں۔

تریا: عورت۔

اُس کی یہ مجال ہوئی کہ یگانی تریا کو بہ زور چھین لیتا ہے [باغ، ۱۷۱]۔

تریاق: زہر مُہرہ، زہر کا اثر دور کرنے والی دوا۔ کنایتاً: افیون۔

تریاک: افیون۔

تَریل: مست ہاتھی کی مادہ [فسانہ، ۱۷۸]۔

تَرواقے کی: چمکیلی، بھڑکیلی۔

وہ چھب تختی اور اُس کی کُرتی کا چاک
ترواقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
(بیان، ۸۳۶)

تِس اوپر: اُس پر، مزید بر آں، اُس پر یہ اور اضافہ۔

وہ پیٹھ اُس کی شفاف آئینہ ساں
تس اوپر وہ چوٹی کا پڑنا وہاں
(بیان، ۹۴۶)

تَسامُح: بھول چوک، سہو۔

تَساہُل: سُستی، بے پروائی، غفلت۔

تسبیح سُلیمانی: سنگِ سلیمانی سے بنی ہوئی تسبیح۔ سنگِ سلیمانی: سفید دھاریوں والا سیاہ رنگ پتھر۔ یہ کم یاب ہے۔ اِس سے عموماً تسبیح کے دانے بنائے جاتے ہیں۔ اِسے سنگِ زُنّاری بھی کہا جاتا ہے۔ اِس سے جو دانے بنائے جاتے ہیں اُن میں اندر آڑی سفید لکیر ہوتی ہے، اِسی نسبت سے اِسے زنار دار بھی کہا جاتا ہے۔

ہوا جب کفر ثابت، ہے وہ تمغائے مسلمانی
نہ ٹوٹی شیخ سے زُنّار تسبیح سلیمانی
(سودا، ۴۶)

تسبیح کا امام: تسبیح کا وہ پیش دانہ (بڑا لمبوترا دانہ) جسے تسبیح کے ڈورے میں دونوں سرے ملا کر پرو دیا جاتا ہے۔

تسخیر: تابع کرنا، قبضے میں کرنا، فرماں بردار بنانا، فتح کرنا۔

تسخیر: حاضرات (ایک خاص عمل پڑھنے کا طریقہ) جس میں جِنّوں (اور روحوں) کو بُلایا جاسکتا ہے۔ جِنّوں کو قابو میں کرنے کا عمل۔

[باغ، ۱۰۸، ۱۰۹]۔

تَسدِیس: نجومیوں کی اصطلاح میں چاند اور کسی سعد (نیک) ستارے کے درمیان فاصلہ تین یا گیارہ بُرجوں کا ہو۔ یہ نیم دوستی کی علامت ہے۔ دیکھیے: تثلیث۔

تَسطِیر: لکھنا۔

اُس گلزار کی تعریف نہ لکھ سکوں۔ دمِ تسطیر قلم میں برگ نکلتے، لکھنا بار ہوتا ہے [فسانہ، ۸۷]۔

تَشریح ہوا ہے: گھُل گیا ہے، لاغر ہو گیا ہے۔

لاغری تجھ کو عبادت سے نہیں ہے یہ صریح
فکرِ تسخیر میں جو روکی ہوا ہے تشریح
(سودا، ۲۸۹)

تِشنۂ خون: خون کی پیاسی (پیاسا)، جان کی دشمن۔

اور جو دل اِن کا آ گیا کہیں اور
تِشنۂ خون ہو گئیں فی الفور
(مثنویات، ۲۵۸)

تَشَہُّد: کلمۂ شہادت (اَشہدُ ان لا الٰہ ......) پڑھنا۔ نماز میں التحیات پڑھنا یا اُس حالت میں بیٹھنا۔ نماز میں التحیات

پڑھتے وقت "لا" پر شہادت کی اُنگلی اُٹھانا۔

تشہیر: رسوا کرنا، رسوائی کو شہرت دینا، پہلے دستور تھا کہ جس مجرم کی تشہیر کرنا ہوتی، اُس کا مُنہ کالا کر کے، اور گدھے پر بٹھا کے شہر میں پھراتے۔

اُسی دم مال واسباب قافلہ باشی کا جوان کو ملا، اُسے تشہیر کر کے شہر سے بدر کیا۔
[فسانہ، ۲۸۷]

تَصْحِیحَہ: اِس غرض سے گھوڑوں کو جمع کرنا کہ سب گھوڑوں پر نشان (داغ) دیے جائیں۔

ترکش لگا کے، دینے کو تصحیحۂ بہار
گلگوں پہ اپنے تُرکِ ہزارا ہوا سوار
[سودا، ۲۱۸]

تَصَدُّق: قربان، صدقے، نثار۔

تم تصدق گئے، نثار ہوئے
خوب میرے گلے کا ہار ہوئے
(مثنویات، ۷۹۵)

تَصَدُّق ہونا: قربان جانا، نثار ہونا۔ بادشاہ (وغیرہ) کی وفاداری میں مارا جانا، جان دینا۔

تَصْدِیع: تکلیف [جمع: تصدیعات: تکلیفیں]۔

تَصَرُّف: قبضہ، دخل، اختیار۔ ردّوبدل، تبدیلی، غیر زبان کے کسی لفظ میں کسی طرح کی تبدیلی کا واقع ہونا، تبدیلی کرنا۔ صَرف، خرچ، غبن، خورد بُرد، خیانت۔ کرامت، اثر، تاثیر۔ روحانی توجّہ۔ جمع: تصرُّفات۔

تَصَرُّفِ بے جا: غبن، خیانت۔

تَصَرُّفِ مالکانہ: قبضہ، اختیار بہ حیثیت مالک۔

تَصَرُّفی: وہ کھانا جو نوکروں چاکروں کے لیے، عام لوگوں کے لیے، غریب، غربا کے لیے تیار کیا جائے۔

تَصَرُّفی باورچی خانہ: جہاں نوکروں چاکروں کے لیے (عام لوگوں کے لیے) کھانا تیار ہوتا ہو۔

دُکان داروں کو ارشاد ہوا: دن رات دُکانیں کھلی رہیں۔ اُن کے کھانے کا صَرف تصرّفی باورچی خانے میں ٹھہرا۔
[افسانہ، ص۱۳۸]

تَصْرِیح: واضح طور پر بیان کرنا۔ اِس طرح بیان کرنا کہ بات اچھی طرح صاف ہو جائے، روشن ہو جائے۔

ایک شعر کی تصریح میں آدھا گھنٹا گزر جاتا [کہانی، ۵۱]۔

تَصَنُّع: بناوٹ، تکلف، دکھاوا۔ ظاہری آرائش، بے جا تکلف، غیر ضروری طور پر بناو سنگار۔

تصنیف: بہ طورِ خود کتاب، مضمون لکھنا۔
[یہ "تالیف" کا مقابل ہے۔ دیکھیے:
تالیف]۔

تصویرِ آزری سی: بے جان سی، پتّھر
کے بُت کی طرح بے حرکت۔

یا نصف پتھر تھا، اب حلق تک ہو گیا۔
تصویرِ آزری سی پلنگڑی پر بے حِس،
خالی دھری تھی [فسانہ، ص ۲۴۶]۔

تضحیک: ہنسی اُڑانا، تمسخر۔

اِس طرح ہنسی اُڑانا جس میں ذلت کا
پہلو نکلتا ہو۔

تضرُّع: منّت سماجت، گریہ وزاری۔

تَضْمِین: ملانا، شامل کرنا۔ دوسرے
کے شعر پر مصرع لگانا، کسی معروف شعر
یا مصرعے کو اپنے کلام میں شامل کرنا۔

تَضْیِیع: ضائع کرنا، کھونا، برباد کرنا۔
تضییعِ اَوقات: وقت ضائع کرنا۔

تطویلِ لاطائل: بلا ضرورت کسی چیز
(بات، تحریر) کو لمبا کرنا، طول دینا۔
[تطویل: طول دینا، بڑھانا، لمبا کرنا]۔

تظلُّم: فریاد، فریاد کرنا۔

تعالَ اللہ: کلمۂ تحسین وتعجب؛ سُبحان اللہ!
واہ واہ!

تعب: تکلیف، سختی۔

تعبیر: خواب کا مطلب۔ منشا، مراد،
وضاحت، مراد لیے ہوئے معنوں کی
تشریح کرنا، مفہوم ادا کرنا۔

تَعَجُّبات: تعجب میں ڈالنے والی
باتیں۔

بادشاہ یہ تعجبات سُن کر حیران ہو رہا
[باغ، ۲۴۱]۔

تعجیل: جلدی کرنا، جلدی۔

تعدُّد: تعداد میں ایک سے زیادہ ہونا،
کثرت، متعدد ہونا۔

تعدُّدِ اَزواج، تعدُّدِ اِزدِواج: کئی بیویاں
کرنا۔

تعدّی: ظلم، زیادتی، ناانصافی۔

تعرُّض: روکنا، روک ٹوک۔ مزاحمت۔
بازپُرس۔ اعتراض۔

تعریض: طعن، طنز، چوٹ، اعتراض، نکتہ
چینی۔

تعزیر: سزا۔

تعشُّق: عشق کرنا، عشق، پیار۔

نظر کر کے حُسن اس کا، عش کر گیا
تعشق کے عالم میں بس مر گیا
(بیان، ۱۵۷۰)

تعشُّق جتانا: عشق ظاہر کرنا۔

بنی آدمی کو تو چوری سے لا
دِکھاتی ہے گھر میں تعشق جتا
(بیان، ۱۷۲۶)

تعفُّن: بدبو، سڑاہند۔

تعلیق: ایک خط کا نام، جس کی روش خطِ شکستہ جیسی ہوتی ہے۔ اِس میں حرفوں کے دائرے لمبے اور سطح چھوٹی رکھی جاتی ہے۔ عہدِ اکبر تک ہندستان میں یہ خط رائج تھا۔ خطِ رقاع اور خطِ توقیع کی روشوں سے اِسے وضع کیا گیا تھا۔ خطِ تعلیق اور خطِ نسخ سے خطِ نستعلیق بنایا گیا، جو اس وقت بہ طورِ عموم رائج ہے۔

تعلیم: علم پڑھانا۔ گانے بجانے یا ناچنے کی مشق کرانا، سکھانا۔ طوائفوں کے یہاں گانا سکھایا جانا، گانے کی مشق کرایا جانا۔

مولوی صاحب نے کہا: بھائی رضا! تم دس پندرہ روز شام کے وقت کالی جان کے ہاں تعلیم میں ہو آیا کرو؛ اِتنے دنوں کے آنے جانے میں تمھارے کانوں کو نظم اور نثر کا فرق معلوم ہونے لگے گا۔ [کہانی، ص۴۹]

تعمیم: عام کرنا، سب کو شامل کرنا، عمومیت۔ "تخصیص" کی ضد۔

تعیُّن: مخصوص کرنا۔ تصوف کی اصطلاح میں: مطلق (ذاتِ مطلق، یعنی خدا) کے خلاف؛ ہستی، وجود۔ مقید (اشیا) کی اعتباری ہستی، جو در حقیقت موجود نہیں ہوتی۔

تعیُّن کا پردہ: کائنات کے مظاہر، یعنی مقیدِ اشیا کی اعتباری (غیر حقیقی) ہستی کو تعیّن کا پردہ کہا جاتا ہے، اِس لحاظ سے کہ یہ وجودِ اعتباری، وجودِ حقیقی یا وجودِ مطلق [ذاتِ خداوندی] تک پہنچنے میں حجاب یا رُکاوٹ بن جاتے ہیں۔

پردے کو تعیّن کے درِدل سے اُٹھادے
کھلتا ہے ابھی پَل میں طلسماتِ جہاں کا
[سودا، ۷، ۳۴]

تعینات کیا: مقرر کیا، ساتھ کیا۔ [تعینات بروزنِ خیرات]۔

اُس تاجر کو میری رکاب میں تعینات کیا [باغ، ۷، ۱۰]۔

تغافُل ہوا: غفلت کی گئی، توجہ نہیں کی گئی۔

اگر چندے اور تغافل ہوا تو اِس محنت کا لیا ہوا ملک مفت میں جاتا رہے گا [باغ، ص ۱۲]۔

تَغلیط: تردید، غلط قرار دینا۔

تَغیُّر: بدلنا، بدل جانا۔

تَغَیُّر: بدل جانا [تغییر: بدل دینا]۔

تغیر کر کر: ہٹا کر، نوکری سے الگ کر کے۔

اگر یہ اَحوال ملکہ سُنے، تو خدا جانے مجھے اِس خدمت سے تغیر کر کر کیا سلوک کرے [باغ، ص ۸۰]۔

تغیر ہو گیا: (صدمے کے احساس سے چہرے کا) رنگ بدل گیا۔ رنگ اُڑ گیا۔

چار پری زاد نے آسمان پر سے اُتر کر کچھ اُس معشوق کے کان میں کہا۔ سنتے ہی اُس کا چہرہ تغیر ہو گیا[باغ، ۱۰۴]۔

تَغْیِیر: بدلنا۔ بدل دینا۔

تغیرِ لباس کر گئی: لباس بدل لیا یعنی اپنی ظاہری شکل کو بدل لیا۔

ع: تغیرِ لباس کر گئی وہ (گلزار، ۵۷۳)

تُف: تھوک۔ لعنت، پھٹکار۔

تَف: حرارت، تپش، گرمی۔

تفِ آہ: آہ کی گرمی۔

تفِ شعلۂ آواز: گرمیِ گفتگو۔

تفاوت: فرق۔ تصویر کو نکال کر مقابل کیا، سرِ مو تفاوت نہ دیکھا [باغ، ۲۲۸]۔
تفاوت: جھوٹ۔

اِن سے پوچھیے کہ سر مو تفاوت کہتا ہوں[باغ، ۱۴۴]۔

تفاوت: ادب، احترام اور فرقِ مراتب کے اظہار کے لیے: ادب کے لحاظ سے، دور ہٹ کر، فاصلے سے۔

نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپس میں کہتے تھے ہر دم پکار
اُسی اپنے معمول و دستور سے
ادب سے تفاوت سے اور دور سے
(بیان، ۳۱-۵۳۰)

[اب بیش تر فرق اور اختلاف کے معانی میں مستعمل ہے۔

تفاوت قامتِ یار و قیامت میں ہے کیا مومنؔ!
وہی فتنہ ہے، لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے]۔

تفاوت اور قرینے کا شور: دور رہو اور ادب کے ساتھ چلو کا شور [یعنی نقیبوں کی آوازیں]۔

ایک طرف سے سواری کا سامان نظر آیا۔ "ادب" اور "ملاحظہ" کا غُل؛ "تفاوت" اور "قرینے"، "نگاہ رُو بہ رو" کا شور بلند پایا[فسانہ، ۵۷]۔

تفتہ: تپا ہوا، گرم، بِریاں، کنایتاً: عاشق، مضطرب، بے چین، غمگین۔

تفتہ جگر: دل جلا۔

تفتہ میل: تپتی گرم سلائی (جس سے آنکھوں کی بصارت جا سکتی ہے)۔

اطاعت کے حلقے سے بھاگے جو فیل
پلک، اُس کی آنکھوں میں، ہو تفتہ میل
(بیان، ۱۸۶)

تفرقہ پرداز: پھوٹ ڈالنے والا۔

تفسیدہ: بہت گرم، عشق یا غموں کی گرمی سے جلا ہوا، بھُنکا ہوا۔

ع: ہے سینۂ تفسیدہ، ہر اک تختۂ گلزار
[سودا، ص ۵۴]

تَفَکُّر: سوچ بچار، فکر۔

تُفَنگ: بندوق۔

تَفَنُّن: دل بہلانا، تفریح، مشغلہ۔ چہل، دل لگی۔

تُفو: تھوک ڈالنا، تھوکنا۔ لعن طعن، پھٹکار۔

تَفَوُّل: فال نکالنا، شگون لینا۔

تَفَوُّل بھلا نکالا کرو: منہ سے اچھی بات نکالا کرو، بدشگونی نہ کیا کرو۔

تفوّل بھلا کچھ نکالا کرو
ذرا آپ کو تم سنبھالا کرو
(بیان، ۱۲۲۵)

تَفْوِیض: سپردگی، حوالے کرنا، سپرد کرنا۔ فیض پہنچانا۔

تَقْصِیر: قصور، خطا، کوتاہی۔

تَقْصِیروار: جس سے خطا ہوئی ہو، قصوروار۔

تَقْطِیع: شعر کا وزن معلوم کرنا۔

تَقْطِیع سے گرنے نہ دیتا تھا: شعر کو غیر موزوں نہیں ہونے دیتا تھا۔
(کہانی، ص۴۹)

تَقْوِیم: جنتری۔

تَقْوِیم پار: پارسال والی جنتری، پرانی جنتری۔

ہوا علمِ دیں اُس کا جو آشکار
گزشتہ ہوئے حکم، تقویم پار
(بیان، ۴۲)

[یعنی اُن سے پہلے کے سب حکم (مذہب) ختم ہو گئے، منسوخ ہو گئے، جیسے سال گزرنے کے بعد جنتری بے کار ہو جاتی ہے]۔

تَقَیُّد: تاکید، اصرار، روک ٹوک، تنبیہ۔

اِس کا تقید رہے کہ رات دن آفتاب، ماہتاب کو نہ دیکھے [باغ، ص ۱۰۲]۔ چناں چہ پھر تجھ کو تقید کر کر اُسے بھی بُلوایا (باغ، ص ۶۲)۔ ایک جرّاح کو بلوایا اور نہایت تقید سے فرمایا کہ اِس جوان کو جلد چنگا کر کے غسل شفا کا دے [باغ، ۲۰۴]۔

تُکّا: بغیر پھل (نوک) کا تیر۔ اِس میں نوک کے بجائے گھنڈی ہوتی تھی اور تیر اندازی کی مشق کے کام آتا تھا۔ قیاس، اندازہ، اٹکل۔

تُکّا سی داڑھی: وہ بڑی داڑھی جو رخساروں پر نہ ہو۔

تَکان: تھکن، تھکاوٹ کے اثر سے ہاتھ پیر کی ٹوٹن، سستی۔

برچھی یا نیزے کی حرکت، جنبش (وار کرنے کے لیے)۔ جھٹکا، ہچکولا (سواری کا)۔

تکان دینا: برچھی یا نیزے کو جنبش دینا۔ جھٹکا دینا۔

آنسو بھرے تھے آنکھ میں، دھڑکن کا ہو بُرا
ایسی ٹکان دی کہ پیالی چھلک گئی
(آرزو لکھنوی)

تکبیر تحریمہ: نماز کی نیت باندھتے وقت پہلی دفعہ ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہنا۔

تک تک: پانو کی آہٹ، چاپ، چلنے کی آواز کی دھمک۔

تک تکِ پا اگر سُنے تیری
داب کر دُم کھسک چلے مُونت
[سودا، ص ۲۰۸]

تکرار کرنا: کسی کام کو بار بار کرنا، کئی بار کرنا۔

یہ سُن ہم سے اے عالموں کے شفیق
بہت ہم نے تکرار کی ہر طریق
بیاض اپنی دیکھی جو اِس رمل کی
تو ایک ایک نکتہ، ہے فردِ خوشی
(بیان، ۶۳-۲۶۲)

[یعنی بار بار اپنی بیاض دیکھی، بار بار غور کیا]

تُکّش: ترکش، وہ چمڑے کا خانہ جس میں تیر رکھتے ہیں۔
تُکّش میں سے تیر نکال کر ران کو اُس کی تاک کر مارا [باغ، ۱۹۵]۔

تکمِلہ: جس سے کوئی چیز مکمل ہو جائے۔ کتاب وغیرہ کا وہ حصہ جس سے وہ مکمل ہو جائے: تتمہ، ضمیمہ۔ تکمیل۔

تکمہ: گھنڈی (جو بٹن کے طور پر استعمال میں آتی ہے)۔ اُس کاج نُما حلقے کو بھی کہتے ہیں جس میں گھنڈی اٹکی رہتی ہے۔

گریباں میں تکمہ اک الماس کا
ستارہ سا مہتاب کے پاس کا
(بیان، ۸۳۴)

تکمیل: مکمل کرنا۔

تکّے لگانا: کباب لگانا۔ کنایتاً: چھیڑنا، چڑانا، اذیت پہنچانا۔

تکّے مُشرف کے گھر لگاؤں گا
اور پلیتھن ترا نکالوں گا
[سودا، ۲۸۲]

تکینی: چھوٹا تکیہ [باغ، ۸۷]۔

تکیہ: فقیر کے رہنے کی جگہ، فقیر کا گھر۔
[باغ، ۱۹۲]

تگاپو: دوڑ دھوپ۔

بڑی جستجو، تگاپو سے وہ لوح اور نقش پایا
[فسانہ، ۲۶۳]

تگرگ: اُولا۔

تگرگ باری: اُولے گرنا، اولے برسنا۔

تگ و تاز: دھوڑ دھوپ۔

تل: نیچے، نیچے کا حصہ۔ تھلا۔

تل کی ماٹی: نیچے کی مٹی۔

تِل: ذرّہ، بہت کم مقدار۔

تِل میں: ذرا دیر میں، پَل بھر میں۔

تُلا: آسمان کا ساتواں برج: بُرجِ میزان؛ جو ترازو کی شکل کا ہے۔

تَلّا: تلوا۔ مراد ہے: سب سے نیچا، سب سے کم رُتبہ۔

شاعر ہوا ہے فدوی کیا شاعروں کا تَلّا
مادہ وزن تخلّص، یاروں کا مسخرا
[سودا، ۳۲۶]

تَلازُم: شعر یا فقرے میں کسی خاص مضمون کی رعایت سے الفاظ لانا۔

مَتَل ہی سے، نہ الفاظ تلازُم سے یہ خالی ہے
ہر اک فقرہ کہانی کا گواہِ بے مثالی ہے
(فسانہ، ۳۲)

تَلاطُم: دریا کا موجیں مارنا۔

تَلافی: عوض، بدل۔

تَلامِذہ: تلمیذ کی جمع۔ [تلمیذ: شاگرد]۔

تَلاوڑی: سرہند کے پاس ایک جگہ جہاں لٹیرے بہت رہتے تھے، مجازاً: ہر خطرناک علاقے کو کہنے لگے۔

دیکھی ہم نے جو راہ چاوڑی کی
پشم ہے رہ زنی تلاوڑی کی
[سودا، ص]
[چاوڑی: دہلی کا مشہور بازار]

تَلَپھنا: تڑپنا [باغ، ۴۰، ۲۰۱]۔

تلپھے ہے: تڑپتا ہے [باغ، ۲۰۴]۔

تکلف کرنا: ضائع کرنا، گنوانا۔

تلنگے: شروع کے زمانے میں انگریزی فوج کے ہندستانی سپاہی، جو انگریزی وردی پہنتے تھے۔

تلوار کا گھاٹ: وہ جگہ جہاں سے تلوار میں خم شروع ہوتا ہے۔

تَلَوُّن: رنگ بدلنا، ایک حالت پر نہ رہنا۔

تلووں سے آگ لگنا: رشک یا حسد سے جل بھن جانا، بہت غصّے میں آنا۔
(گلزار، ۱۳۱۴)

تماش بین: عیاش، شوقین مزاج، بدکار۔

ظلم جب سہہ چکے حسینوں کے
ہوئے مُرشد تماش بینوں کے
(مثنویات، ۵۹)

تَمام کی: مکمل کی، ختم کی۔

نبوّت جو کی اُس پہ حق نے تمام
لکھا: اَشرفُ النّاس، خَیرُالاَنام
[بیان، ۴۵]

تَمامی: ایک قسم کا ریشمی کپڑا، جس کی بُناوٹ میں سنہرے یا رُپہلے بادلے کا چار خانہ بُنا جاتا تھا۔ اِسے "زری پارچہ" بھی کہتے تھے۔

منڈھے تھے تمامی سے دیوار و در
تمامی تھا شہر، سونے کا گھر
(بیان، ۵۳۸)

مُرَصّع زمیں پر تمامی کا فرش
جھلک جس کی لے فرش سے تا بہ عرش
(بیان، ۷۸۲)

شامیانہ تمامی کا تنا، سفید بادلے کی جھالر، کلابتون کی ڈوریاں [فسانہ، ۸۸]۔

تمامی: سب، پورا۔

پڑا ماتم اُس باغ میں بس کہ سخت
ہوئے نخلِ ماتم، تمامی درخت
(بیان، ۶۵۰)

تَمَتُّع: فائدہ، نفع حاصل کرنا۔

تمثال: طرح، مانند۔

ع: دکھلائی نہ دے نظر کی تمثال
(گلزار، ۷۸۵)

تمثال: پیکر، صورت۔ تصویر، شبیہ، خیالی تصویر۔

بلوا کے مُصوّر اک کہن سال
رکھوائی اُس آدمی کی تمثال
(گلزار، ۹۶۰)

تَمَرُّد: سرکشی، نافرمانی، بغاوت، اکڑ، غرور۔

تم سار کا: تم جیسا (باغ، ۱۶۲)۔

تَمَسُّک: وہ تحریر، دستاویز جو قرض کی سند میں قرض دینے والے کو دی جاتی ہے۔ پرامیسری نوٹ، اقرار نامہ۔
(باغ، ۱۳۸)

تم کو خیر ہے: جب کوئی شخص کوئی ایسا کام کرنا چاہے، جو اُس کے لیے مُناسب نہ ہو، تو کہتے ہیں: تم کو خیر ہے؛ یعنی یہ کام نہ کرو، یہ غیر مناسب کام ہے۔

اُلفت کے بہت نہ جوش میں آؤ
کچھ خیر ہے تم کو، ہوش میں آؤ
[گلزار، ۹۴۷]

تَمکِین: قدرت، طاقت، اختیار، زور۔ مرتبہ، وقار، کرّوفر، شان و شوکت۔

تَمَلُّق: چاپلوسی، خوشامد۔

تم نے اُڑائیں، ہم نے بھوّن بھوّن کھائیں: تمھاری چالاکی ہمارے ساتھ نہیں چل سکتی، ہم تمھاری چالیں خوب سمجھتے ہیں، ہم تمھارے بھی اُستاد ہیں۔

تم نے صاحب اگر اُڑائی ہیں
ہم نے بھی بھون بھون کھائی ہیں
(مثنویات، ۹۴۴)

تَمَوُّل: مال داری، دولت مندی۔ [مُتَمَوِّل: مال دار، دولت مند]۔

تمھارے مُنہ میں کے دانت ہیں: تم کون ہو، تمھاری کیا حیثیت ہے۔ اُس

موقعے پر کہتے ہیں جب کوئی روک ٹوک نہ ہو، کوئی پوچھ گچھ نہ ہو۔

راہی، مسافر جنگل، میدان میں سُونا اُچھالتے چلے جاتے، کوئی نہ پوچھتا کہ تمھارے مُنہ میں کے دانت ہیں۔

تمہید: اصل مضمون (بات) سے پہلے اُس کی نسبت سے کچھ کہنا۔مضمون کی اُٹھان۔

یہ شعر میری زندگی کے قصّے کا آغاز ہے۔ اچھا کو سناتا ہوں، مگر پہلے تمہید سُن لو [کہانی، ص ۴۲]۔

تناسُخ: دیکھیے: آواگون۔

تَنافُر: نفرت، بیزاری، نفرت کرنا۔

قواعدِ شاعری میں: کلمے یا کلام میں ایسے حرفوں کا یک جا ہونا جن کے تلفظ سے ثقالت پیدا ہو اور کانوں کو ناگوار گزرے، جیسے اِس مصرعے میں:

یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

تناوُل فرمانا، تناوُل کرنا: کھانا کھانا۔

تَنبُول (تَمبول): ایک پُرانی رسم، جس میں چوتھی کی صبح کو میکے سے سٹھورے کے ساتھ پان کے مرکّب کا عرق شیشے میں دُلھن کے پینے کے لیے آتا تھا۔ یہ عرق اِس ترکیب سے بنایا جاتا تھا کہ بہت سے پان اور کتھا، چونا انداز کے موافق ڈال کر، پانوں کو کچل لیا جاتا تھا۔ پھر چھوٹی الائچی، لونگ اور شکر گھول کر شربت سا بنا لیا جاتا تھا۔ خیال تھا کہ اِس کے پینے سے جسم میں طاقت آجاتی ہے۔

تنت کار: تار والے سازوں (ستار، سارنگی وغیرہ) کا بجانے والا۔

جہاں تک کہ تھے گایک اور تنت کار
لگے گانے اور ناچنے ایک بار
(بیان، ۳۳۳)

تنت منتدرا: دُنیاوی تعلقات، دُنیا کے جھگڑے بکھیڑے۔ وہ حلقہ جو کن پھٹے جوگی کانوں میں پہنتے ہیں۔

تُندَر: رعد۔ بجلی کی کڑک۔

تُندَر نہیب: رعد کی طرح گرجنے والا۔

صدمۂ دَمامۂ تندر نہیب سے کرۂ ارض وسماہل گیا (فسانہ، ۲۵۷)۔

تَنقِیح: کسی چیز کو زائد اجزا سے پاک کرنا۔ خالص بنانا۔ تحقیق، تفتیش۔

تَنقِیَہ: صاف کرنا، (دوا سے) آنتوں کو صاف کرنا، جُلاب لینا۔

تُنک شراب: جس کے جام میں کم شراب ہو۔ وہ شخص جس کو زیادہ شراب کی برداشت نہ ہو۔

میں وہ تنک شراب، اور ساقی کی چشم مست یہ
کیوں کے نہ بگڑے صحبت اب؛ بادہ کش ایک، جام دو
[سودا، ۵۱]

تُنکی: بہت پتلی اور چوڑی چکلی روٹی، جو عام طور پر پلاو وغیرہ کی قابوں پر ڈھکنے کے لیے پکائی جاتی تھی کہ چاول نرم اور گرم رہیں۔ اِس کا ایک نام "مانڈا" بھی ہے (فرہنگِ اصطلاحات)۔

تِنکے چُننا: دیوانوں کے سے کام کرنا، بد حواس ہو جانا۔

گو کہ گزری نہیں، پہ سکتے ہیں
اِس کے دیوانے تنکے چنتے ہیں
(مثنویات، ۱۴۱، ۶)

تنگ: زین کسنے کا تسمہ۔ چمڑے، نواڑ، سوت یا نائلان کی بنی ہوئی مضبوط پٹی جو سواری کے جانور، خصوصاً گھوڑے کی پیٹھ اور پیٹ پر کستے ہیں۔

تِنگری: خُدا۔

تنور فلکِ چارُم: سورج۔

تنور فلکِ چارُم کی چھاتی سرد تھی
(فسانہ، ۳۲۶)

تَواتُر: کسی عمل وغیرہ کا مسلسل ہونا۔ تسلسل، پیہم ہونا۔

کسی بات یا واقعے کو بہت سے لوگوں کا نقل کرنا، اِس کثرت سے اور تسلسل سے نقل کہ اُس کا درست ہونا یقینی معلوم ہو۔

وہ مسلسل عمل جو رسول اللہ کے وقت سے شروع ہوا اور جسے خلفاے راشدین نے قائم رکھا اور اُن کے بعد بھی قائم رہا۔ سنّتِ رسول۔ [متواتر: مسلسل]۔

تَوارُد: کسی خیال یا مضمون کا ایک سے زیادہ شخصوں کے ذہن میں آنا۔ مضمون، خیال یا الفاظ کا لڑ جانا۔ [جان بوجھ کر کسی کا خیال، مضمون اُڑا لیا جائے، اُسے اپنے شعر میں باندھ لیا جائے اور کسی طرح کا قابلِ ذکر اضافہ نہ ہو نہ کوئی نئی بات پیدا کی گئی ہو، تو اُسے "سرقہ" (چوری) کہا جائے گا۔

توارُد سے اگر وہ چھوٹ جاوے
کوئی شاعر ہی اُس کو باندھ لاوے
[سودا، ۲۹۵]

ہوا توارد تو دفترِ نزاکت میں
لچک رہی ہے کلائی تری کمر کی طرح
[امانت بہ حوالہ اردو لغت]

تواضُع: خاطر مدارات، آو بھگت، مہمان نوازی، عاجزی، انکساری۔

تواضعات: خاطر مدارات کی چیزیں، دعوت کا سامان۔

جو جو کہ تواضعات ہیں عام
لے آئے خواصِ نازک اندام
[گلزار، ۵۲۱]

تواضُع کرنا: خاطر مدارات کرنا۔ مہمان داری کرنا، خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

(۲) کوئی چیز عطا کرنا، دینا۔

ایک گھوڑا تواضع کیا [باغ، ۲۵، یعنی ایک گھوڑا مجھے دیا]۔ ایک پیالہ تواضع کیا [باغ، ص ۳۸، یعنی خوش اخلاقی کے ساتھ ایک پیالہ میری طرف بڑھایا]۔

کچھ تواضع کر کر رخصت کیا [باغ، ص ۹۵۔ یعنی خاطر مدارات کر کے اور کچھ نقد یا سامان دے کر رخصت کیا]۔ آج اگر اپنے تئیں مقدور ہوتا تو ایسی تواضع کرتا کہ یہ بھی خوش ہوتا [باغ، ص ۳۵ یعنی مہمان داری کرتا] تواضع کر کر شریک کیا [باغ، ص ۸۳ یعنی مہمان نوازی کی]۔

تُوأم: وہ بچہ جو دوسرے بچے کے ساتھ پیدا ہو، جُڑواں۔ ساتھ ساتھ۔

ع : رنج و راحت جہاں میں تُوأم ہے
[مثنویات، ۱۵۳۹]

تُوأمان: تُوأم کا تثنیہ، یعنی وہ دونوں بچے جو ایک ساتھ پیدا ہوئے ہوں۔

تُواں، تُواں: طاقت۔

تُوبڑا: ٹاٹ یا چمڑے کا وہ تھیلا جس میں دانہ بھر کر گھوڑے، خچر کے منہ پر چڑھا دیا جاتا ہے۔ مونج یا سَن کا جالی دار چھوٹا تھیلا جو بیل یا بھینسے کے منہ پر باندھ دیا جاتا ہے، تاکہ اناج، یا کھیت میں منہ نہ مارے۔

تھیلا، عموماً وہ تھیلا جو شکاریوں اور پھیری لگانے والوں کے ساتھ رہتا ہے۔

کوٹھری میں پھاوڑا اور چھلنی اور توبڑا ہے، باہر لے آ۔ وہاں جو کچھ نکلے، اِس چھلنی میں چھان۔ جو نہ چھن سکے، اُسے توبڑے میں بھر کر میرے پاس لا۔
[باغ، ۱۸۱]

تُوبہ تِلّا کی: بہت فریاد کی، رویا دھویا، افسوس ظاہر کیا، آیندہ ویسا کام نہ کرنے کا وعدہ کیا۔

اُنھوں نے خود بھی آکر بہت کچھ توبہ تلا کی؛ لیکن یہ نہ ماننا تھے نہ مانے۔
[کہانی، ۴۰]

تُوبہ دھاڑ: چیخ پکار، واویلا، آہ و زاری۔

مچا رکھی ہے سلاطینوں نے یہ توبہ دھاڑ
کوئی تو گھر سے نکل آئے ہے گریباں پھاڑ
(سودا، ۲۶۸)

توبۂ نصوحا: سچی توبہ۔

تُوتا: توڑے دار بندوق کا وہ لوہے کا آلہ جس میں فتیلہ رکھ کر بارود کو آگ دیتے تھے۔

اور توڑے دار کا یہ حال تھا، قدم اُٹھانا محال تھا۔ توڑا ہر ایک گُل تھا، توتے کی جگہ شورِ بلبل تھا (فسانہ، ص ۳۲۷)۔

توتیا: نیلا تھوتھا۔ سُرمے کا پتھر، جس کو پیس کر آنکھوں میں لگاتے ہیں۔ سُرمہ۔

توجہ پڑنا: مُرشد کا اللہ کی طرف مرید کا تصور بند ہونا۔ مرشد کی اندرونی کیفیت مرید کے دل پر وارد ہونا۔

توحید: خدا کے ایک ہونے کا عقیدہ۔

توحیدِ یزداں رقم کروں: خدا کی وحدانیت کا، اُس کے ایک ہونے کا بیان لکھوں۔

تودہ: مٹی کا ٹیلا یا کچی دیوار، جس پر تیر چلانے کی مشق کی جاتی تھی: نشانہ گاہ، ہدف۔

صفائی میں سوفار، پیکاں کیا
گیا جب کہ تودے پہ، طوفاں کیا
(بیان، ۴۵۱)

تودہ: ڈھیر، انبار۔

چلے لے کے نذرین وزیر و امیر
لگے کھینچنے زر کے تودے فقیر
(بیان، ۳۲۵)

[زر کے تودے: سونے کے ڈھیر، مراد ہے بہت سا سونا، بہت سی دولت]۔

تُور: میانے یا پالکی کا پردہ۔ جھالر۔ وہ رسّی جو زنانی پینس یا میانے کے آس پاس اِس غرض سے باندھتے تھے کہ پردہ نہ اُڑنے پائے۔

تُورا، تُورہ: مختلف کھانوں کا ایک خوان یا کئی خوان، جو اُمرا کے یہاں شادی (وغیرہ) کے موقعوں پر اقارب اور خاص احباب کے گھر بھیجے جاتے تھے۔

شرر نے گذشتہ لکھنؤ میں "تورہ" کے تحت جو کچھ لکھا ہے، اُس سے اِس کا اُس زمانے کا لکھنوی تصورِ سامنے آجاتا ہے۔ اُنھوں نے لکھا ہے:

"مذکورۂ بالا تکلفات نے دعوتوں اور حصّوں کے لیے جو کھانے علی العموم منتخب کر دیے تھے، اُن کے مجموعے کا نام "تورا" تھا، جس میں لازمی طور پر حسبِ ذیل غذائیں ہوتیں: پلاؤ، مزعفر، متنجن، شیرمال، سفیدہ (میٹھے چاول جن میں زعفران کا رنگ نہ دیا گیا ہو)، بورانی کے پیالے، شیر برنج کے خوانچے، قورمہ، تلی ہوئی اردیاں گوشت میں، شامی کباب، مربا، اچار یا چٹنی۔ اکثر جگہ تورے میں اِن میں سے بعض چیزیں کم و بیش بھی کر دی جاتیں، مگر لکھنؤ میں بالعموم یہی کھانے مقبول تھے۔ دعوتوں میں یہ چیزیں دسترخوان پر ہر شخص کے سامنے جدا جدا پلیٹوں میں چُنی جاتیں، اور کہیں بھیجنا ہوتا تو یہی تُورا لکڑی کے خوانوں میں رکھ کے اہتمام سے بھیجا جاتا۔ جن مُعزّز سرکاروں اور اعلا درجے کی ڈیوڑھیوں میں کھانا جاتا، اُن کے رُتبے اور درجے کے مطابق تورے میں الوانِ نعمت کا شمار بھی بڑھ

جاتا۔ بادشاہ کے محل میں خاص جہاں پناہ کے لیے ایک سو ایک خوانوں کا تورا جاتا، جس کی لاگت کا اندازہ پانچ سو روپے تھا۔[مزید دیکھیے:خوان]۔

تورہ بندی: تقریبات کے موقعے پر گھر گھر تورا تقسیم کرنے کی رسم۔ وہ تقریب جس میں تورا تقسیم ہو۔

تورہ پوش: بانس سے بنا ہوا وہ خوان پوش جس سے تورے کے خوان کو ڈھانکتے تھے۔ اِس پر کار چوبی کام کا غلاف پڑا ہوتا تھا۔

تورے کا تورا چُن دیا: دستر خوان پر بہت سے کھانے رکھے گئے۔

دستر خوان بچھا کر مجھ تنِ تنہا کے روبہ روبکاول نے ایک تورے کا تورا چُن دیا۔

[باغ، ۷۷]

توڑ: جھالر۔

اور ایک پچو ڈول موتیوں کی توڑ پڑی ہوئی اُن کے ساتھ ہے[باغ، ۲۳۷]۔

ایک پنکھوڑا جڑاؤ، موتیوں کی توڑ پڑی ہوئی لایا[باغ، ۲۴۱]۔

توڑا: فلیتا، شِتابہ جو پُرانی وضع کی توڑے دار بندوق چلانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔

توڑا: ایک ہزار روپے یا اشرفیوں کی بھری ہوئی تھیلی (آصفیہ)۔

توڑے: توڑا کی جمع۔ بغیر گھنگرووں کی پازیب، جو پٹڑی دار ہوتی ہے۔

وہ مہندی کا عالم، وہ توڑے، چھڑے
وہ پاؤں میں سونے کے دو دو کڑے
(بیان، ۱۳۱۱)

["توڑا" گلے اور ہاتھ کا زیور بھی ہوتا ہے، جس میں لڑیاں ہوتی ہیں۔ اِس شعر میں پیر کا زیور مراد ہے۔ "چھڑے" بھی پیر کا زیور ہے جو اِس شعر میں توڑے کے ساتھ آیا ہے]۔

توس: توست۔

اُس لعبتِ فرنگ کو دکھلا کے قاشِ دل
کہتا ہوں: چکھو، یہ دل بریاں کا توس ہے
[فسانہ، ص۱۵۷]

توسَن: گھوڑا۔

توسَنِ طبع: طبیعت کی تیزی اور روانی کے لحاظ سے اُسے گھوڑے سے تعبیر کیا ہے۔

مرے توسنِ طبع کو پر لگا
مجھے یہاں سے لے چل فلک پر اُڑا
(بیان، ۷۶۳)

توشہ: (۱) مسافر کے ساتھ راستے میں کھانے کے لیے جو کھانا ساتھ کر دیا جاتا ہے۔

(۲) وہ کھانا جو مُردے کے ساتھ لے

جاتے اور قبرستان میں گورکن اور غریبوں کو دفن کے بعد تقسیم کردیتے ہیں: توشے کی روٹی۔ (۳) کسی ولی یا بزرگ کے نام کا کھانا جو عرس کے دن تقسیم کیا جائے۔

تُوشہ: ذخیرہ، سازو سامان۔ خیر خیرات، مفلسوں اور محتاجوں کی امداد۔

توشۂ آخرت: آخرت کا سامان، یعنی نیک اعمال۔

تُوشہ خانہ: وہ مکان جہاں اُوڑھنے، بچھانے کا سامان اور پہننے کے کپڑے رکھے جائیں۔ اسباب اور زیور کا مکان، کوٹھا۔

■ مکان یا مکان کا حصہ، جس میں اُمرا اور وزیروں کی پوشاک اور لباس رکھا جاتا تھا۔

تُوشے کی رُوٹی: نان اور حلوا، جو جنازے کے ساتھ لے جاتے ہیں، خیرات کرنے کے لیے۔

تَوَقُّف: ٹھہرنا، قیام کرنا، رُکنا۔ دیر، تاخیر۔

تَوَقُّف کا مکان نہیں: ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔

جلد سوار ہو، یہاں توقف کا مکان نہیں۔
[باغ، ۱۴۹]

تَوَقُّف کرو: رُک جاؤ، ٹھہر جاؤ۔

مُفلسوں کو ایک مٹھی اشرفیاں دیں اور کہا کہ ایک ساعت توقف کرو۔
[باغ، ۱۵۳]

تَوَقُّف ہوگا: دیر ہوگی، تاخیر ہوگی۔

اگر کسی کے آنے میں توقف ہوگا، تو اپنی سزا پاوے گا [باغ، ص ۲۴۴]۔

تَوَکُّل کا پاؤں چلنے لگا: توکل کرنے والوں کے قدم بھی لڑکھڑا گئے [توکل: خدا پر بھروسا کرنا، بغیر دوڑ دھوپ کے جو مل جائے، اُس پر گزارا کرنا۔ معاش کی طلب میں دُنیا داروں کی طرح دوڑ دھوپ نہ کرنا]۔

تَول: وزن۔ ہر ایک قسم کے جواہر دیکھے، ایک سے ایک اَن مول، ڈول میں اور تول میں اور آب داری میں۔
[باغ، ۱۷۸]

[جواہرات کی تین خوبیاں قابلِ لحاظ ہوتی ہیں: سنگ، ڈھنگ، رنگ۔ یعنی وزن، قطع یا جسامت اور رنگ۔ یہاں وہی تینوں صفات مراد ہیں]۔

تَوَلُّد: بچّے کا پیدا ہونا۔ تولّد ہوا: پیدا ہوا۔

توام ڈالنا: غصّے میں کسی کی برائیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کر بیان کرنا۔ کھری کھری سُنانا۔

[تومنا: روئی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ جب رُوئی کو دُھنا جاتا ہے تو اُس کے

ریشے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ مجازاً عیب کھولنا]۔

دیکھنا، کیسی دھوم ڈالوں گی
روئی کی طرح توم ڈالوں گی
(مثنویات، ۹۱۳)

تُونبا: ایک قسم کا کدو، جس کو اندر سے صاف کر کے فقیر اپنا کشکول (بھیک رکھنے کا ظرف) بناتے ہیں۔

تُونبڑی (تومڑی): چھوٹا کشکول (بھیک کا پیالہ) جو فقیروں کے پاس ہوتا ہے۔

تَوَنگر: مال دار، دولت مند۔

تو نہیں، تیرے بھائی تیس ہزار: تم نہیں، تو تم جیسے بہت ہیں۔

رنج ہوتا نہ چھٹنے کا زنہار
تو نہیں، تیرے بھائی تیس ہزار
(مثنویات، ۳۵۳)

تھاپ: طبلے (یا ڈھولک) پر ہتھیلیوں (یا ہاتھ کی انگلیوں) کی ضرب۔ ساز کے چڑھاو یا اُتار کے سُروں کا، آخری سُر بجنے کے بعد، پلٹنے سے پہلے ٹھہراو کا اشارہ، جو طبلچی طبلے پر ہتھیلی کی ضرب لگا کر دیتا ہے۔

تھالا: وہ گڑھا جو درخت کے چاروں طرف پانی کے لیے بناتے ہیں۔ یہ عموماً گول ہوتا ہے۔

ع: تھالے میں یہاں اگا صنوبر
[گلزار، ۴۴۸]

تھالی: تانبے، پیتل، کانسے کی چھوٹی رکابی۔ وہ تشتری جس پر کٹورا یا گلاس رکھ کر اور سرپوش سے ڈھک کر مہمان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

کوری کوری ٹھلیاں بکھروں سے ڈھکی رکھی ہیں۔ آگے چوکی پر ڈونگے، کٹورے بہ مع تھالی سرپوش دھرے۔
[باغ، ۳۶]

تھالی پھینکیے تو آدمیوں کے سر پر چلی جائے: بہت بھیڑ تھی۔

ایسا اژدحام تھا کہ تھالی پھینکیے تو آدمیوں کے سر پر چلی جائے [باغ، ۱۸۲]۔

تھانبنا: تھامنا۔

کلیجا تھلکنے لگا، پر بہ زور اپنے تئیں تھانبا۔
[باغ، ۸۶]

تھان کا کرّا: وہ گھوڑا جو اپنے تھان کے قریب کسی کو نہ آنے دے اور شرارت کرے۔ مجازاً: وہ شخص جو اپنے گھر پر ڑائے اور شیر ہو۔

تھان کا سچا: وہ گھوڑا جو چھوٹ کر ہمیشہ اپنے تھان پر پہنچ جائے۔ مجازاً: وہ شخص جو اپنے گھر پہنچنے کے لیے بے قرار رہے، سیدھا گھر پہنچے۔

تھانگ: چوروں کا گھر، چوروں کا اڈا، چوروں کی گھات۔ سازش، ملی بھگت۔

بج رہا ہے اب اِس طرح کا سانگ
ہے خُدا کے بھی گھر میں چور کی تھانگ

تھانگ لگانا: کھوج لگانا، سراغ لگانا۔

تھانگی، تھانگیا: وہ شخص جو چوروں ، اوباشوں کا شریک، راز دار بن کر اُن کی مدد کرے اور چوری کے مال میں شریک یا حصّے دار ہو۔

تہ پوشی: زیر جامہ، بدن چھپاؤ کپڑا، جو اوپر کے لباس کے نیچے پہنا جائے۔ انگریزی میں پیٹی کوٹ کہلاتا ہے۔

(فرہنگ اصطلاحات)

کلیوں دار پاجامے کی ایک قسم۔ ہلکا غرارا۔

وہ نازنین ایک مکان میں گلے میں کُرتی، پاؤں میں تہ پوشی، سر پر سفید رومالی اوڑھے ہوئے، سادی خوزادی بن گھنے پاتے بنی ہوئی [باغ، ص ۳۶]۔

مولوی سید احمد دہلوی نے اپنی کتاب رسومِ دہلی میں ساچق کی جو تفصیلات لکھی ہیں، اُن میں دُلھن کے چوتھی کے جوڑے کے ذیل میں لکھا ہے: "اس میں زربفت کی کلیوں دار تہ پوشی، آنچل پلّو کا لال دوپٹا"......

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلیوں دار پاجامے کی ایک قسم کو "تہ پوشی" کہا جاتا تھا۔

تھڑی تھڑی ہونا: رسوائی ہونا، ذلت ہونا۔

تہ طِلا: تہ نشان۔

تہ نشان: تلوار کے قبضے پر نقش بنا کر، اُن میں سونے کے پتّر یا جواہر جڑتے تھے اور پھر قبضے کو سیاہ تاب کر دیتے تھے۔ اِس سے زمین بہت سیاہ اور جواہر کی چمک بہت خوش نما ہو جاتی تھی۔

[سیاہ تاب: صیقل کیے ہوئے لوہے کو لیمو کے پانی اور آگ کی تپش سے سیاہ بنفشی رنگ کا کرتے تھے۔ اِسی کو سیہ تاب، سیاہ تاب کہتے تھے]۔

تہ کی بات: چھپی ہوئی بات، اصل حقیقت۔

تہ کی لانا: اصلاً غوطہ خوروں کی اصطلاح: دریا ڈھونڈنا، پانی کی گہرائی میں جانا اور تہ میں جو چیز ہو، اُسے لانا۔ مجازاً: حقیقت معلوم کرنا۔

تھل بیڑا: ناؤ یا جہاز کے ٹھہرنے کی جگہ، بندرگاہ، کنارہ (آصفیہ)۔ دریا سے پار اُترنے کا کوئی وسیلہ، کشتی وغیرہ۔

تھل بیڑا نہ پایا: ایسی کوئی چیز نہیں دکھائی دی جس کے ذریعے اُس دریا کو پار کیا جا سکے۔

ایک دریا راہ میں ملا۔ کنارے پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو جہاں تک نگاہ نے کام کیا، پانی ہی تھا، کچھ تھل بیڑا نہ پایا۔
[باغ، ۶۴]

تَہَمْتَن: بہت تن و توش کا، بہت بہادر، رستم کا لقب۔

تہنیت: مبارک باد۔

تھوا: ڈھیر، مٹی کا ڈھیر؛ مجازاً: نکما آدمی، ناکارہ شخص [سودا، ۲۹۰]

تہوّر: بہادری۔

تہور شعار: بہادر۔

نہ ہو اُس کو کیوں کر ہوائے شکار
تہور شعاروں کا ہے یہ شعار
(بیان، ۱۶۸)

تھیوا: تانبے یا پیتل کا ٹکڑا جس پر مُہر کھودی جائے۔ انگوٹھی کا گھر، جس میں نگینہ جڑا جائے یا مُہر رکھی جائے۔

تہیہ کیا: ارادہ کیا، انتظام کیا، سامان مہیا کیا۔

دوگانہ غرض شکر کا کر ادا
تہیہ کیا شاہ نے جشن کا
(بیان، ۳۰۶)

تیرِ اَز کماں جستہ: کمان سے نکلا ہوا تیر۔ مراد یہ ہے کہ جو بات منہ سے نکل گئی، نکل گئی؛ وہ اُس تیر کی طرح ہے جو کمان سے نکل گیا ہے کہ اب وہ واپس نہیں آسکتا۔ اِسی طرح وہ بات بھی واپس نہیں ہو سکتی۔

تیرِ بازگشت: وہ تیر جو نشانے سے ٹکرا کر واپس آجائے۔

تیرِ شہاب: لمبی چمک دار لکیر جو شہاب سے نکلتی ہے۔

[شہاب: وہ چمکتا ہوا ستارہ جو آسمان سے گرتا ہوا یا آسمان پر اِدھر اُدھر آتش بازی کے انار کی طرح جاتا ہوا دکھائی دے]۔

تیرِ فلک: عُطارد ستارہ، جسے دبیرِ فلک اور منشیِ فلک بھی کہتے ہیں۔

تیر کا ترازو ہونا: آدھے تیر کا نشانے سے گزر کر لٹکا رہنا۔

بارے پہلا ہی تیر اُس کے پانْو میں ترازو ہوا [باغ، ۱۹۵]۔

تَیرنا: جُفتی کی خواہش میں بعض پرندوں کا پر پھلا کر جھومتے ہوئے مادہ کے ارد گرد گھومنا۔

تیرہ اَختر: بدنصیب، بدقسمت، جس کی قسمت کا حصہ اندھیرا ہو۔

تیرہ بخت: بدنصیب۔

تیرہ رُوزی: بدنصیبی، بدقسمتی، بدقسمتی کا اندھیرا، سیاہی۔

کرے ہے دہر زینت ظالموں پر تیرہ روزی کو
کہ زیبِ ترکِ چشمِ یار سرمہ ہے صفاہانی
[سودا، ۴۷]

تیرہ و تار: بہت تاریک، جہاں گہرا اندھیرا ہو۔

تیرھویں کا جلسہ:

رہتا تھا تیرھویں کا جلسہ یاد
شام سے جاتے تھے حسین آباد
(مثنویاتِ شوق، ۴۴)

امام باڑا حسین آباد، محمد علی شاہ (شاہِ اودھ) نے بنوایا تھا۔ اِس امام باڑے کی نسبت سے اُس محلّے کا نام حسین آباد پڑ گیا جہاں یہ امام باڑا ہے۔ اِس امام باڑے کے سامنے ایک سیدھی سڑک بنائی گئی تھی جو لکھنؤ کی سب سے چوڑی سڑک تھی۔ اِس سڑک پر روز شام کو "گذری بازار" لگتا تھا۔ غالباً ہر قمری مہینے کی تیرھویں کو یہاں میلا لگتا تھا[اِس شعر میں "جلسہ" سے مراد یہی میلا ہے]۔ اِس میلے میں پری پیکروں کا جس طرح ہجوم ہوا کرتا تھا، اُس کا کچھ اندازہ شوق کے اِن اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔

دو پہر رات جب گزرتی تھی
ڈولی پر ڈولی پھر اُترتی تھی

صحبتِ عیش گرم رہتی تھی
کچھ نہ آپس میں شرم رہتی تھی

رات ہنس بول کر گزارتے تھے
صبح سب اپنے گھر سدھارتے تھے
(مثنویات، ۳۸۔۳۶)

تیری جان سے دور: دُعائیہ فقرہ: خدا کرے تیری جان سلامت رہے، تجھ پر آنچ نہ آئے۔

جا کے رہنا نہ اِس مکان سے دور
ہم جو مر جائیں، تیری جان سے دور
[مثنویات، ص ۱۵۰۲]

تیرے چاٹے پیڑ تک نہ رہیں: تیرے کاٹے کا منتر نہیں، تیری مکاری کا کوئی علاج نہیں۔

نہ رہیں پیڑ تک ترے چاٹے
زہر چڑھ جائے، تو جسے کاٹے
(مثنویات، ۹۳۷)

تیرے کارنے: تیرے کارن، تیری خاطر۔

سائیں! تیرے کارنے چھوڑا شہرِ بلخ۔
[باغ، ۲۰۹]

تیزاب: ایک کیمیائی مرکب جسے انگریزی میں "ایسڈ" کہتے ہیں۔ مجازاً: بہت تیز مشروب: شراب، عرق۔

دو چار جام پے درپے اُسی تیزاب کے جوان کو دیے[باغ، ۵۷]۔

تیز بال: تیز اُڑنے والا، اونچا اُڑنے والا۔

تیز پَر: تیز بال۔

تیسوں کلام اُٹھانا: قرآنِ پاک اُٹھا کر قسم کھانا (عورتوں کی زبان)۔

[تیسوں کلام: قرآنِ پاک کے تیسوں

پارے]۔

تیسوں کلام کی مار ہو: عذاب نازل ہو۔

تیشہ: ایک آلہ جس سے سنگ تراش پتّھر کاٹتے ہیں: ٹانکی۔

ایک آلہ جس سے بڑھئی لکڑی تراشتے، پھاڑتے اور گھڑتے ہیں: بسولا، تیغا۔ اِس کے پچھلے حصّے کو، جس میں دستہ ڈالنے کو سوراخ ہوتا ہے، "مونڈھ"، درمیانی بھرواں حصّے کو "چھاتی" اور سامنے کے دھار اور رُخ کو "لاپ" کہتے ہیں۔

تیغا: چھوٹی تیغ (تلوار) جس کا پھل چوڑا ہوتا ہے۔ دروازے یا دریچے کے موکھے کو بند کرنے کے لیے اینٹ، پتھر کی چُنائی۔ مجازاً قُفل۔

تیغا کرنا، تیغا دینا: دروازے وغیرہ کو اینٹوں (وغیرہ) کی چُنائی سے بند کرا دینا۔

تیغِ اَبرو: (تیغ: تلوار۔ اَبرو: بھَوں) بھَوں کو تلوار سے تشبیہ دیتے ہیں۔

تیغِ برق دم: بجلی کی طرح کاٹ کرنے والی تلوار۔

تیغِ کہسار: پہاڑ کی چوٹی۔

تَیَقُّن: یقین، اعتبار، یقین کرنا۔

تیمار: بیمار کی خبر گیری، بیمار کی دیکھ بھال۔

تَیَمُّناً: برکت کے لیے۔

تَیں: تو۔

پوچھوں ہوں اُس کے مصنّف سے یہ مَیں
اِتنی سُرخی کیوں لکھی ہے اِس میں تَیں
[سوداؔ، ۳۳۳]

تین دن قبر میں بھی بھاری ہیں: یہ ایک روایت ہے کہ قبر میں فرشتے تین دن تک حساب کتاب کرتے ہیں۔ یعنی مُردے پر بھی تین دن بھاری (مصیبت کے / پریشانی کے) ہوتے ہیں۔

سچ ہے، قسمت سے لوگ عاری ہیں
تین دن قبر میں بھی بھاری ہیں
(مثنویات، ۱۱۱۰)

تین کانے: وہ تین نقطے جو چوسر کے تین پانسوں میں ایک ایک ہوتا ہے۔ جب پانسے پھینکنے سے داؤں میں یہ تینوں صفر آن کر پڑتے ہیں، تو وہ داؤں گھٹ کا خیال کیا جاتا ہے۔ اِسی وجہ سے ناکام یابی اور نامرادی کے موقعے پر اِس کلمے کا استعمال ہوتا ہے:

جو پانسا پھینکنے بنابنا کر اور داؤں کتنے ہیں دل میں ٹھانے
جو چاہتا ہو اٹھارہ آویں، تو اُس کو پڑتے ہیں تین کانے
[نظیر اکبر آبادی، ۱۶۷]

تیہا: جوش، غُصّہ، تیزی۔

تیہے میں آکر: بہت غصّے میں آکر۔

ٹ

ٹاپنا: گھوڑے کا گھاس دانے کے وقت پاؤں زمین پر مارنا، دانہ گھاس طلب کرنا۔

نہ کھاوے، نہ پیوے، نہ سووے کبھی
نہ ٹاپے، نہ بیمار ہووے کبھی
[داستان گھوڑے کی تعریف میں بیان، ۷۵۳]

ٹاٹ بانی جوتی: زری اور کلابتون کی کام دار جوتی۔

ٹانٹھا: طاقتور، موٹا تازہ، مُسٹنڈا۔

ٹپا: ایک راگ کا نام۔ "غلام نبی متخلص شوری ولد میاں غلام رسول قوال ساکن لکھنؤ بہ زبانِ پنجاب ٹپے کا ایسا موجد ہوا کہ ہر ایک گانے کا رنگ مٹ گیا۔ فقط آستائی اور انترا اِس میں ہوتا ہے۔ اور تحریر و زمزمہ و فقرۂ ولایتی شامل کر کے رواج دیا...... ملکِ پنجاب میں بہ زبانِ ملک (یعنی پنجابی زبان میں) از دو مصرع تا چہار مصرع قافیہ جدا جدا۔ مضمون: مرگ، افسونِ جاں پرور عشق [معدن الموسیقی، ص ۱۲۶]۔

ٹپکا لگنا: پانی چونا، رسنا، چھت سے برابر پانی کی بوندیں گرنا۔ پھلوں کا پک کر درختوں سے متواتر گرنا۔

ٹٹوانی: ٹٹو کی مادہ؛ چھوٹے قد کی گھوڑی۔

ٹٹی: آتش بازی کی دیوار، جسے بانس کی کھپچیوں سے بناتے ہیں اور موقعے موقعے سے اُس پر آتش بازی نصب کر دیتے ہیں۔

ٹٹی کی مورتیں: آتش بازی کی دیوار پر آتش بازی کی بنائی ہوئی مختلف شکلیں (جو جل چکی ہوں)۔

جلیں اُس کی آہوں سے کُل صورتیں
ہوئیں سب وہ ٹٹی کی جوں مورتیں
(بیان، ۱۴۴۷)

ٹٹی: بانس یا سرکنڈوں سے بنی ہوئی شکار کھیلنے کی آڑ، جو شکاری، چڑی مار اپنے ساتھ رکھتے ہیں [فسانہ، ص ۲۰۳]۔

ٹک: ذرا، کچھ۔

ٹکڑی: شیشے یا آئینے کا ٹکڑا۔ کبوتروں کا پرا، پرندوں کا غول۔ کپڑے کا تھان۔

ٹکسال: وہ جگہ جہاں روپے پیسے وغیرہ کے سکے اور چاندی سونے کے سکے ڈھالے جاتے تھے: دارُالضرب۔

ٹکسال باہر: وہ سکہ جو ٹکسال کا بنا ہوا نہ ہو؛ مجازاً: غیر معتبر، غیر مستند۔ وہ محاورے جنھیں اہلِ زبان نہ بولتے ہوں، یا جس طرح اہلِ زبان نہ بولتے ہوں۔ جو کسوٹی یا معیار پر پورا نہ اُترے، کھوٹا، جو سچا اور کھرا نہ ہو۔

ٹکسال چڑھنا: ٹکسال میں پرکھے جانے کے بعد رواج پانا۔ کسی فن یا ہنر میں کامل مانا جانا۔ بدنام ہونا۔

ٹکسال والی: طوائف، کسبی۔

ٹکسالی: کھرا، معیاری، مستند، ماہرِ فن، صاحب نظر مُبصّر۔

ٹکسالی بات: کھری، پکّی بات۔

ٹکسالی زبان: فصیح، مستند زبان۔

ٹکور: تاشے، نقارے اور اِسی قسم کے باجوں پر ہلکی ضرب، جو دھیمی آواز نکلنے کے لیے لگائی جائے۔

ٹکوروں میں نوبت کے شہنا کی دُھن
سنگھرو سننے والوں کو کرتی تھی سُن
(بیان، ۳۲۰)

ٹکے: دیکھیے: صدقے کے ٹکے۔

ٹمٹا: ٹھِٹکنا، دُبلا پتلا، کم رد۔

اور تو اور، ٹھہدا پیر بخار اکا، ٹمٹا سا۔
[فسانہ، ۱۶۰]

ٹُنڈیاں: آدمی کے دونوں بازو۔

ٹُنڈیاں کسنا: مجرم کے دونوں بازوؤں (یا ہاتھوں) کو جکڑنا [باغ، ۲، ۷۔ ۱۵۳]۔

دیکھیے: مُشکیں کسنا۔

ٹُنگیانا: گھوڑے کو ایڑ لگانا۔

اور آپ گھوڑے کو ٹنگیا کر اُس فوج کی طرف پھرا [باغ، ۲۱۵]۔

ٹوم: زیور۔ خوب صورت عورت۔ مال دار عورت۔

اور تو اسباب سب طرح کا دُکان میں تھا؛ مگر گھر میں وہ زُور رقم، طرفہ ٹوم تھی۔
[فسانہ، ص ۱۵۶]

ٹُونا: جادو، منتر۔

ٹُونا: جمع: ٹُونے؛ ایک طرح کے گیت جو ڈومنیاں آرسی مصحف کے وقت براتوں میں گاتی ہیں۔ مولوی سیّد احمد دہلوی نے اپنی کتاب رسومِ دہلی میں لکھا ہے: "نو باتیں (مصری کی نوڈلیاں) چکھوا کر ٹونے گائے جاتے ہیں اور ہر ایک ٹونے پر "ٹونا میرا اجگت سلونا" کہہ کر، دولھا سے اقرار لیا جاتا ہے کہ یہ ٹونا مجھے لاگا؛ یعنی اِس جادو نے مجھ پر اثر کیا اور میں اِس کا پابند ہو گیا۔ اِس موقعے کا ٹونا اصل میں ایک قسم کا گیت ہے جس میں اکثر دولھا کی طرف سے عجز اور فرماں برداری کا اقرار لیا جاتا ہے۔ مثلاً:

ڈھائی پُونی کچّا سوت
میں باندھوں ساسو کا پوت
باندھ بوندھ کر کیا غلام
دہلی بیٹھا کرے سلام

مطلب: دُلھن جادوگرنی بن کر کہتی ہے کہ میں روئی کی ڈھائی پونی اور کچّا

سوت پڑھ کر اپنے منتر کے زور سے
اپنی ساس کے بیٹے کو جکڑ لوں گی اور
ایسا غلام اور فرماں بردار بناؤں گی کہ
دروازے پر بیٹھا سلام کیا کرے"۔

سحر کا وہ ہونا، وہ ٹونے کا وقت
وہ دُلہن کی رخصت، وہ رُونے کا وقت
[بیان، ۲۰۹۶]

ٹوٹنا: بانس کا ٹکڑا۔ ایک قسم کی آتش بازی۔

ٹھاٹھ: بانس کا پوکھنا، ڈھانچا۔ ڈھنگ، انداز، شان و شوکت، آرائش۔

ٹھاٹھر: ڈھانچ، ٹٹی، شادی یا دیوالی کے موقعے پر روشنی کرنے کے لیے ٹٹیاں بنائی جاتی ہیں۔

ٹھانو: جگہ، ٹھکانا۔

سرکنے کی وہاں سے نہ جاگہ، نہ ٹھانو
دیے حیرتِ عشق نے گاڑ پانو
(بیان، ۸۹۸)

ٹھٹھ: مجمع، بھیڑ۔

ٹھٹیرے: جوار، باجرے کی لکڑیاں۔

ٹھٹیرے ٹھٹیرے بدلائی: اُس جگہ بولتے ہیں جہاں دو ہوشیار ہم پیشہ کاری گر، ہم فن باہمی لین دین، کاروبار یا بحث و مباحثہ کرتے ہوں اور دونوں ہوشیاری میں برابر کے ہوں۔

تم نے بندی سے پیش کب پائی
ہے ٹھٹیرے ٹھٹیرے بدلائی
[مثنوی، ۲۳۶]

(پیش پانا: جیتنا۔ آگے بڑھ جانا)۔

ٹھڈیاں۔ ٹھڈی کی جمع۔ **ٹھڈی:** بھنے ہوئے اناج کا وہ دانہ جو کھِلا نہ ہو، خستہ نہ ہوا ہو (باغ، ۲۲)۔

ٹھہرا اور سادھ کر: دیکھ بھال کر، سوچ بچار کر کے اور اچھی طرح حساب لگا کر۔

بہ موجب حکم بادشاہ کے سب نے متفق ہو، اپنے اپنے علم کی رو سے ٹھہرا اور سادھ کر التماس کیا [باغ، ۱۰۲]۔

ٹہل: خدمت، خدمت گاری، کام کاج۔

اپنا سارا مال صرف کیا۔ اب وہ بوزے خانے کی ٹہل کیا کرتا ہے [باغ، ۱۳۹]۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ: یہاں تمھارا مقصد پورا نہیں ہوگا، اِس لیے چلتے بنو، یہاں سے جاؤ۔

دیکھو دیکھو بہت نہ اِتراؤ
ٹھنڈی ٹھنڈی چلو ہوا کھاؤ
(مثنویات، ۹۲۳)

ٹھنڈی گرمیاں: اوپری محبت، دکھاوے کا اختلاط، جھوٹی گرم جوشی، بے مزہ شوخیاں۔

بدمزہ پھیکی شوخیاں نہ کرو
بس چلو، ٹھنڈی گرمیاں نہ کرو
(مثنویات، ۹۲۲)

ٹھوٹھ (ٹھُوٹھ۔ ٹھُوٹھ): بے وقوف، مورکھ، کوڑھ مغز، جاہل، اَن گڑھ۔

محنت ایسی کرتے تھے کہ دوسرا کرے تو مر جائے؛ لیکن ٹھوٹھ ایسے تھے کہ مولوی صاحب بھی زِچ ہو جاتے تھے۔ خوش مذاقی تو اُنھیں چھو کر نہیں گئی تھی [کہانی، ۳۶]۔

آپ کی تحریر بجائے مولوی نذیر احمد صاحب کی سوانح عمری کے کسی ٹھوٹھ مُلّا کے بے لطف واقعات کا ایک مجموعہ ہو جاتی (کہانی، ۲۹)۔

ٹھیپ: وہ ٹھیکرا جس میں فقیر آگ رکھتے ہیں۔

ٹھیپ تو روشن تھا، اپنے اپنے بستروں پر ٹُھکّے بھر کر پینے لگے [باغ، ۱۹]۔

ٹھیکا: نشست گاہ، بیٹھک، ٹھہرنے کی جگہ۔

مصرع: ٹھیکے پہ پہنچ کے تخت ٹھہرا
[گلزار، ۱۱۵۵]

ٹیکا: ماتھے کا زیور، جو عام طور سے جڑاؤ بنایا جاتا ہے اور اُس کے نیچے موتی کی جھالر ہوتی ہے۔ بغیر جھالر کا بھی ہوتا ہے۔

ٹیکا تھا سب اُس کے سر: اُسے سب پر افضلیت حاصل تھی۔

ہوس ہو نہ دیکھ اُس کے زیور کو پھر
کہے تو کہ ٹیکا تھا سب اُس کے سر
(بیان، ۱۰۶۷)

ٹیکرا: ٹیلا۔

ٹینٹی: ایک کانٹے دار جھاڑی، جسے "کریل" بھی کہتے ہیں۔ (اِس کے پھل کو بھی ٹینٹی کہتے ہیں۔ اِس کے پھل کا اچار بھی بنایا جاتا ہے) [باغ، ۲۳۹]۔

ٹیں نہ ہو جائیں: مر نہ جائیں۔

ث

ثابت خانی: مسلّح سپاہیوں کا وہ دستہ جو کسی بڑے شخص کی حفاظت کی غرض سے اُس کے ساتھ رہے۔

ثابت وسیّار: ثابت: وہ ستارہ جو گردش نہ کرے۔ سیّار: وہ ستارہ جو گردش کرتا ہے۔

ثانی: دوسرا، مانند۔

مصرع: جس کا ثانی اور مقابل ہے، نہ ہووے گا کبھو [باغ، ۴۰]۔

ثانیُ الحال: اُس کے بعد۔ بعد کو۔

اگر کوئی پوشیدہ کر رکھے گا اور ثانیُ الحال

ظاہر ہوگا، تو اُس کا زن و بچّہ کولھو میں پیڑا جائے گا[باغ، ۲۴۴]۔

ثبات: پایداری، مضبوطی۔

قول کا آپ کے ثبات ہی کیا
ایسے ہرجائیوں کی بات ہی کیا

[مراد یہ ہے کہ آپ کے کچّے قول کا کیا بھروسا]۔

ثُلُث: سات مشہور خطوں میں سے ایک خط؛ خطِ نسخ کی جلی قلم کی تحریر۔ اِس خط میں حرفوں کا دَور، حرف کی کُل لمبان کا دوُ حصّے ہوتا ہے اور سطح اُس کی دُگنی ہوتی ہے۔

ثَمرِ نَورَس: تازہ پکّا ہوا پھل۔ مجازاً: جوان اولاد۔

ثَمرِ پیش رَس: اپنے موسم میں اپنے وقت سے پہلے تیار ہو جانے والا پھل۔

ثَمَرہ - ثَمْرہ: پھل، میوہ۔ مجازاً: نفع، فائدہ، نتیجہ، حاصل۔

ع: ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری (گلزار، ۱)

ثمُود: حضرت صالحؑ (پیغمبر) کی اُمّت، جو تباہ کردی گئی تھی۔

ثمین: قیمتی، بیش قیمت۔[ثمینہ: ثمین کی تانیث]

ثَور فلک: آسمان کے دوسرے بُرج کا نام، جو بَیل کی شکل کا ہے[ثَور: بَیل]۔

ج

جا: جگہ، مقام، ٹھکانا۔ موقع محل۔ بجائے۔

جابر: جبر کرنے والا، ظالم، زبردستی کرنے والا، سخت گیر۔

جاجَم / جازَم: شطرنجی (فرشی دری) پر بچھانے کا رنگین بوٹے دار چھپا ہوا کپڑے کا چاندنی کی قسم کا فرش۔ اکہرا اور دُہرا، دونوں قسم کا بنایا جاتا ہے۔ اِس قسم کا یک رنگ سفید اکہرا فرش "چاندنی" کہلاتا ہے۔ دیکھیے: شطرنجی۔

جاداد، جائداد: مکان، زمین، دیگر ملکیت، مال اسباب، اثاثہ۔ جگہ، عُہدہ۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے: صحیح تدبیر وہ ہے کہ مجرم خود اپنے جرم کا اقرار کرے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
[گلزار، ۵۹۴]

جادہ: وہ پتلا سا راستہ جو لوگوں کی آمد و رفت سے بن جاتا ہے: لِیک، بٹیا، پگ ڈنڈی۔

جارُوب: جھاڑو۔

جارُوب کش: جھاڑو لگانے والا۔

جاروب کشی: جھاڑو لگانا، صفائی کرنا۔

اب وہاں کی جاروب کشی کیا کرتا ہے اور ٹکڑوں کو لیپتا، پوتتا ہے [باغ، ص ۱۳۹]۔

جازم: دیکھیے: جائم۔

جاضرور، جاے ضرور: پاخانہ۔

کہا اُس سے کہ بھر کے آفتابا
محل کی جاضرور میں رکھوا
[سودا، ص ۲۸۲]

جاگزیں: ٹھہرا ہوا، گھر کیے ہوئے، بسا ہوا۔

سیاح کو کیا قیام سے کار
شبنم نہیں جاگزینِ گلزار
[گلزار، ۸۸۷]

جاگیر: وہ قطعہ زمین، گانو یا علاقہ جو بادشاہ کی طرف سے اُمرا اور منصب داروں کو عطا کیا جاتا تھا، کہ اُس کی آمدنی (لگان، محصول وغیرہ) اپنے خرچ میں لائیں۔ دفتر کی اصطلاح میں اِسے "تیول" کہتے تھے۔ ملک کا ایک حصہ، جو ماہانہ تنخواہ کے عوض عطا کیا جاتا تھا، منصب دار یا امیر کے مرنے کے بعد یہ جاگیر بہ حقِ حکومت ضبط ہو جاتی تھی۔

جامِ جم: دیکھیے: جامِ جہاں نُما۔

جامِ جہاں نُما: ایک پیالہ، جسے "جامِ جم"، "جامِ جمشید" بھی کہتے ہیں، جس کے لیے یہ مشہور ہو گیا ہے کہ اُس میں ساری دُنیا کا احوال دیکھا جا سکتا تھا اور آئندہ کا حال بھی معلوم کیا جا سکتا تھا۔ کہا گیا ہے کہ اِسے جمشید کی خواہش پر حکما نے بنایا تھا۔ اُس میں کچھ ہندسے اور کچھ شکلیں بنی ہوئی تھیں۔

پھول اُس کا، اندھے کی دوا تھا
رشکِ جامِ جہاں نما تھا
[گلزار، ۲۱۴]

جامِ سرشار: لبالب جام، کناروں تک بھرا ہوا پیالہ۔

جامِ سِفال: مٹی سے بنا ہوا پیالہ۔ مجازاً: بہت سستا، کم قیمت، آسانی سے مل جانے والا۔

جامعُ المُتفرِّقین: بچھڑوں کو ملانے والا (یعنی خدا)۔

جام لب ریز ہونا: مجازاً: موت کا وقت قریب آنا، موت آ جانا۔

جامہ: اچکن کی طرح کا گھٹنے تک نیچا اور لہنگے کی طرح چُنٹ دار لباس جو دولھا کو پہنایا جاتا تھا (اب بھی کہیں کہیں اِس کا رواج ہے)۔ مجازاً: لباس، کرتا۔

(۲) قدیم درباری لباس۔ شرر نے گذشتہ لکھنؤ میں اِس کی کچھ تفصیل لکھی ہے، اُسے نقل کیا جاتا ہے:

"دِلّی میں دربارِ مغلیہ کا آخری لباس

جو ہمیں معلوم ہو سکا، یہ تھا کہ سر پر پگڑی، بدن میں نیمہ، جامہ ......۔ اِس لباس میں نیمے سے مراد کہنیوں تک آدھی آستینوں کا شلوکا تھا۔ اُس کو نیچے پہن کے، اُس کے اوپر جامہ پہنا جاتا؛ جو عجمی قبا میں ترمیم کر کے بنایا گیا تھا۔ اُس میں گریبان نہ ہوتا، بلکہ دونوں جانب کے کنارے، جو "پردہ" کہلاتے، ترچھے ایک دوسرے پر آ کے سینے کو ڈھانک لیتے۔ سینے کا بالائی حصہ، جو گلے کے نیچے ہوتا ہے، اُسی طرح کھلا رہتا جس طرح آج کل انگریزی کوٹوں میں کھلا رہتا ہے اور جس طرح فی الحال قمیص سینے کے اوپر والے حصّے کو چھپاتا ہے، اُسی طرح اُن دنوں "نیمہ" اُس کو ڈھا کے رکھتا۔ سینے پر جامے کا وہ پردہ جو بائیں طرف سے آتا، نیچے رہتا اور داہنے پہلو پر بندوں سے باندھ دیا جاتا۔ اُس پر داہنی طرف کا پردہ رہتا جو اوپر بائیں پہلو میں باندھ دیا جاتا۔ پھر اُس میں کمر کے پاس سے، دامنوں کے عوض، ایک اسکرٹ سی جوڑ دی جاتی جو ٹخنوں کے اوپر تک لٹکتی رہتی۔ اُس میں بہت سی چُنٹ دی جاتی اور اُس کا گھیر بہت بڑا ہوتا ...... جامہ عموماً باریک ململ کا ہوتا"۔

جامۂ اصلی: مجازاً: کھال۔

جامہ زیب بدن: جس پر ہر طرح کا لباس اچھا معلوم ہو۔

تھا یہ اُس گل کا جامہ زیب بدن
سادی پوشاک میں تھے سو بھو بن
[مثنویات، ۱۲۹۷]

جامہ قبا ہونا: لباس کا پھٹ جانا۔

جامہ وار: جام دانی (چکن) کی وضع پر تیار کیا ہوا اونی کپڑا۔ اِس کی بُناوٹ میں مختلف رنگ کے خوش وضع بیل بوٹے ڈالے جاتے تھے۔ کسی زمانے میں اِس کا بہت چلن تھا۔ نقلی جامہ وار ریشم اور سوت کا مِلواں بھی تیار کیا جاتا تھا۔

جامے سے باہر ہونا: غصّے میں بے قابو ہو جانا۔ بے حد غصّے میں بھر جانا۔ اپنے آپ میں نہ رہنا۔

دی کسی نے جو اِس کی اُن کو خبر
اپنے جامے سے ہو گئی باہر
[مثنویات، ۴۱۲]

جان: جن۔

جاں باز: بہادر، کسی خطرے کی پروا نہ کرنے والا، جان فدا کرنے والا۔

جاں باز: ایسا گھوڑا جو بہت دیر تک دوڑ سکے اور بہت دور تک پہنچ سکے؛ محنتی، جفاکش۔

دو گھوڑے چالاک اور جاں باز (کہ چلنے میں ہوا سے باتیں کریں) بادشاہ کے خاص اصطبل سے منگا کر تیار رکھ [باغ، ص ۶۳]۔

جاں باختہ تھا: جان نچھاور کرتا تھا، عاشق تھا۔

عجب ایک عالم تھا بے ساختہ
کہ عالم تھا ایک اُس پہ جاں باختہ
[بیان، ۱۳۱۳]

جاں بہ حق تسلیم ہونا: مر جانا۔

جلد خنجر سے اپنے تئیں ہلاک کیا اور جاں بہ حق تسلیم ہوئی [باغ، ص ۱۵۶]۔

جانبین: دونوں طرف۔ دونوں مقابل شخص۔

دو دل جو ہوں جانبین راضی
یہ جان لے، کیا کرے گا قاضی
[گلزار، ۹۶۹]

جاں پروری: لوگوں کی پرورش کرنا، اُن کو فیض پہنچانا۔

یہ بندہ نوازی، یہ جاں پروری
یہ آئینِ سرداری و سروری
[بیان، ۱۴۴]

جان جوکھوں کی: اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا۔

جی پر کھیل گیا، کیا کیا بلائیں جھیل گیا۔

سر کھپی اور جان جوکھوں کی [فسانہ، ص ۱۳۲]۔

جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے تھے: مطلب یہ ہے کہ سب کچھ کہنے اور سننے کے لیے تیار تھے۔

[زندگی سے ہاتھ دھونا: زندگی سے مایوس ہو جانا، مرنے مارنے پر آمادہ ہو جانا]۔

ہم جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے تھے: عرض کیا کہ ہم امتحان میں رعایت کے طالب نہیں، تعلیم میں مدد چاہتے ہیں [کہانی، ص ۲۵]۔

جان سے دور: خدا نہ کرے، خدا محفوظ رکھے۔ اُس موقع پر بولتے ہیں (اصل بات سے پہلے) جب کسی ناخوشگوار چیز یا بُری بات کا ذکر کیا جائے۔

عجب طرح سے زیست کرتا رہا
تری جان سے دور، مرتا رہا
[بیان، ۱۸۹۴]

جاں فشانی: بہت محنت، بہت کوشش۔

جاں فشانی بجالاتے رہے: جان توڑ کر کام کرتے رہے، بہت زیادہ کوشش کرتے رہے [باغ، ص ۶]۔

جاں کندنی: جان نکلنا، نزع کا عالم۔

جان کے لالے پڑنا: جینے کی اُمید نہ رہنا۔

جان کھونا: رنج وغم کرنا، رنج وغم میں بے تاب ہو جانا۔

جاں گداز: جان کو گھلا دینے والا، جان لینے والا، دُکھ دینے والا۔

ع: اب سنو عشقِ جاں گداز کا حال
[مثنویات، ۱۱]

جاں گذار: جان فدا کرنے والا، جان دینے والا۔

جاں گزا: جان کو گھٹانے والا، زندگی کو نقصان پہنچانے والا۔

جان وارنا: صدقے ہونا، قربان ہونا۔

کسی کو کوئی ڈھول مارے کہیں
کوئی جان کو اپنی وارے کہیں
[بیان، ۴۲۹]

جان ہلکان ہو گئی: بہت تھک گئی، بہت پریشان ہو گئی، بہت مصیبت جھیلی۔

کیا گت اِس آن ہو گئی میری
جان ہلکان ہو گئی میری
[مثنویات، ۱۰۷۲]

جانی: عزیز، دُلارا، پیارا، محبوب۔

جانی: میری جان (بیٹی کے لیے)۔

اِلاّ جانی! ہمارا کہنا آرسی مصحف میں نظر پڑے گا[فسانہ، ص ۱۳۲]۔
(ماں بیٹی کی گفتگو میں یہ ماں، بیٹی سے کہہ رہی ہے)۔

جاوِدانی: ہمیشہ رہنے والا۔

ذاتِ معبود جاودانی ہے
باقی جو کچھ کہ ہے، وہ فانی ہے
[مثنویات، ۱۲۶۲]

جاہ و حَشَم، جاہ و حشمت: شان و شوکت، کرّوفر، لاولشکر، دولت وعزّت، اقتدار۔

جاہی جوہی: ایک قسم کی آتش بازی، جس میں جنگلی چنبیلی کی طرح کے بہت سے پھول نکلتے ہیں[باغ، ص ۵۶]۔

جائی: بیٹی۔

سوداگر بچہ، یعنی بیٹی وزیر کی اپنی ماں کے پانو پر جا گری اور رُوئی اور بولی کہ میں تمھاری جائی ہوں[باغ، ص ۱۳۰]۔

جائے حسرت تھی: لوگوں کی حسرت (کہ ہم اِس سے محروم ہیں) بجا تھی۔

حق تو یہ ہے کہ جائے حسرت تھی
کچھ عجب نکھری صحبت تھی

حال ابتر تھا بد نصیبوں کا
رشک بے جا نہ تھا رقیبوں کا
[مثنویات، ۵۶-۵۵]

جائے سخن نہیں: کچھ کہنے کی گنجایش نہیں۔

مدحِ حیدر میں کھولیے جو دہن
اِس سے آگے نہیں ہے جائے سخن
[مثنویات، ص ۱۲۶۷]

یعنی اِس سے زیادہ کچھ کہنے کی گنجایش نہیں۔ اب اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

جَبان: بُزدل۔

جَبَل: پہاڑ۔

جُبّہ: عبا کی طرح کا ایک خاص قسم کا لباس جسے خاص کر علما اور صوفی حضرات پہنا کرتے ہیں، جس کی آستینیں چوڑی اور بڑی ہوتی ہیں۔

جنھوں نے اُن کو شالی رومال باندھے، کشمیری جُبّہ پہنے دیکھا ہے، اُنھوں نے عالی جناب شمس العلماء مولوی حافظ ڈاکٹر نذیر احمد خاں صاحب کو دیکھا ہے، مولوی نذیر احمد صاحب کو نہیں دیکھا [کہانی، ص ۳۱]۔

جَبہہ: پیشانی، ماتھا۔

جَبہہ سا ہونا: ماتھا رگڑنا، سجدہ کرنا۔ منت ساجت کرنا۔

جَبہہ سائی: سجدہ کرنا [وقتِ جبہہ سائی ہے: تعظیم کے لیے سجدہ کرنے کا وقت ہے]۔

نوبتِ مدحِ شاہ آئی ہے
اے قلم! وقتِ جبہہ سائی ہے
[مثنویات، ۴۲۷]

جب بیل پھوٹی، رائی رائی ہو گئی: بیل کا چھلکا (جو گویا اُس کا خول ہوتا ہے) بہت مضبوط ہوتا ہے؛ مگر جب وہ ٹوٹ جاتا ہے تو پھر اُس کا گودا بکھر جاتا ہے۔ (اِسی طرح جب سردار مر جاتا ہے تو فوج بکھر جاتی ہے)۔

جب سردار مارے گئے، لشکر بتر بتر ہو گیا۔ کہاوت ہے: سر سے سر داہ۔ جب بیل پھوٹی، رائی رائی ہو گئی [باغ، ص ۲۱۵]۔

جَبینِ عروس: دُلھن کی پیشانی کی طرح آراستہ۔ (دُلھنوں کے ماتھے کو زیور، افشاں وغیرہ سے آراستہ کیا جاتا ہے)

گل و غنچہ، نسرین و تاجِ عروس
زمینِ چمن، سب جبینِ عروس
[بیان، ۷۹۹]

(اصلاً "عَرُوس" ہے، مگر استعمال میں "عُروس" بھی رہا ہے)۔

جب تئیں: جب تک [باغ، ص ۶۵]۔

جٹادھاری: وہ شخص جس کے سر کے بالوں کی لمبی لمبی لٹیں ہوں؛ شِو جی کا پجاری [باغ، ص ۱۰۶]۔

جُجھ پڑیں: لڑائیاں ہوں۔

جُجھ پڑیں، کرناری لڑیں [فسانہ، ص ۳۶]۔

جَحیم: دوزخ۔

جَد: جب، جس وقت۔

جَد: دادا۔ فارسی ترکیبوں میں عموماً اصل کے

مطابق "جد" آتا ہے، جیسے: جدِ اعلا۔

جِد/جِدّ: کوشش۔

جِدال: لڑائی۔

جَد نہ تَد: جب نہ تب، ہر وقت۔

لبِ جُو کے آئینے میں دیکھ قد
اکڑنا کھڑے سرو کا جد نہ تد
[بیان، ۴۰۴]

جَدّ و آبا: باپ دادا۔

جِدّ و جُہد: سرگرمی، کوشش، دوڑ دھوپ، محنت مشقت۔

جِدّ و کد: کوشش، محنت مشقت۔

جِدّ و کد سے: بہت کوشش سے۔

بڑی جدِّ و کد سے اُترا، آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا ایک طرف چلا [فسانہ، ص۲۶۷]۔

جَدوَل: صفحے کا چاروں طرف کھنچی ہوئی لکیروں کا چوکھٹا۔ وہ حاشیہ جو سنہرے رنگ یا سونے کے پانی سے کتابوں (یا قرآنِ پاک) کے صفحات کے چاروں طرف بنایا جاتا تھا۔ چھوٹی نہر۔

گرد جدولِ آبِ رواں، چشمہ ہر ایک چشمۂ حیواں [فسانہ، ص ۴۳]۔

جَدوَل: نقشہ، گوشوارہ، فہرست۔ خانوں اور قطاروں میں خوب صورتی کے ساتھ بنائی گئی باغ کی روش۔ مجازاً: سُرمے کی لکیر۔

جَدوَلِ اخلاق: ادب و اخلاق کی فہرست، آدابِ معاشرت کا ضابطہ۔

جَدوَلِ اَغلاط: غلط نامہ، صحت نامہ۔ کتابت وغیرہ کی غلطیوں کی فہرست۔

جُدی: جُدا، الگ۔

کہیں اَرغواں اور کہیں لالہ زار
جُدی اپنے موسم میں سب کی بہار
[بیان، ۳۹۳]

جُدے: الگ الگ، جُدا۔

جُدے اور ملے سب کلوں کے مکاں
جہاں چاہیے، جا کے رکھ دیں وہاں
[بیان، ۶۸۵]

پری زاد، نجم النسا وھاں جُدے
الگ خواب گاہوں میں جا سوگئے
[//// ۱۹۱۳]

جُدی جُدی: الگ الگ، جُدا جُدا [باغ، ص ۸،۳]۔

جَراحت: زخم۔

جَرّار: اپنی طرف کھینچنے والا۔ بہادر، سورما۔ بڑا بھاری لشکر۔

جَرَس: گھنٹا، جو قافلے کے کوچ کرتے وقت بجایا جاتا تھا۔

جُرعہ: (پانی وغیرہ کا) گھونٹ۔

جرنیلی ٹوپی: مَنڈیل سے ماخوذ گول ٹوپی، جس کے اوپر کے کونے ذرا گلائی لیے ہوتے تھے۔ یہ عموماً سیاہ مخمل کی ہوتی اور اُس پر سچے سنہرے کلابتون کا سچا کام ہوتا تھا۔ اصل میں یہ ٹوپی سرکار انگریزی کی فوج میں گوروں کو دی گئی تھی۔ انگریزوں کی تقلید کا پہلا نمونہ غالباً یہی تھا کہ یہ فوجی اور جرنیلی ٹوپی شاہ زادوں اور خاندانی امیروں کے لباس میں داخل ہوگئی[شرر: گذشتہ لکھنؤ]۔ مزید دیکھیے: مندیل۔

جُرّہ: مشہور شکاری پرندے باز کی ایک قسم۔ نر باز کو بھی جُرّہ کہتے ہیں۔

جَریب: ہندستانی ساٹھ گز اور انگریزی پچپن گز کی زنجیر، جو زمین ناپنے کے کام آتی تھی۔

جَریب: بادشاہی جلوس میں ہاتھی کے پیچھے ریشم کی ڈوری پڑی ہوتی تھی، دربان اُس کو ہاتھ میں لپیٹتا جاتا تھا۔ جب کوس پورا ہو جاتا تھا، دربان ایک جھنڈی لے کر بادشاہ کو مجرا کرتا تھا، جس سے مراد یہ ہوتی تھی کہ سواری کوس بھر آئی۔ اُس ریشم کی ڈوری کو جریب کہتے تھے[نور]۔

وہ فیلوں کی اور بیگ ڈمبر کی شان
جھلکتے وہ مُقیش کے سایبان
چلی پایۂ تخت کے ہو قریب
بہ دستورِ شاہانہ کھنچتی جریب
[بیان، ۲۸-۵۲۷]

جَریدہ: اکیلا، تنہا۔ فوج کا مختصر دستہ۔ یکتا، بے مثال۔

جڑاؤ (جڑاءو): جس میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں: مُرصّع۔ عام نگینے جڑے ہوں، تو اُس کو بھی جڑاؤ کہتے ہیں۔

جڑاؤ کا بنا ہوا: مرصّع کے کام کا، جس میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں۔

ہر ایک ٹولی کے مُنھ پر ایک بندر جڑاؤ کا بنا ہوا بیٹھا ہے[باغ، ص ۲۲۱]۔

جُز: سوا[بجز احسان: احسان کے سوا]۔

ع: احساں کا عوض، نہیں بجز احساں [گلزار، ۹۵۵]

جُز/جُزو: ٹکڑا، حصہ۔

جَزائر: ایک قسم کی بڑی بندوق۔

جِز بِز ہونا: ناراض ہونا، غصے میں آنا[باغ، ص ۲۳۸]۔

جُزوِ ایمان: ایمان کا حصہ، ایمان میں شامل۔

جُزو َکُل: کائنات کی چھوٹی بڑی، جزو اور کُل ہر چیز۔[جزو کُل، جزو َکُل]۔

چمن میں ہے وحدت کے یکتا وہ گُل
کہ مشتاق ہیں جس کے سب جزو َکُل
[بیان، ۱۷]

جُزوِ لایَتَجزّیٰ: کسی چیز کا سب سے چھوٹا حصّہ، جو انتہائی باریکی یا چھوٹے ہونے کے سبب تقسیم کے قابل نہ رہے۔ مُتکلّمین اِس کے قائل تھے کہ ہر شے کا کوئی نہ کوئی ایسا جز ضرور ہوتا ہے جو آخر میں قابلِ تقسیم نہ رہے؛ لیکن حکما اِس کے قائل نہیں تھے۔

جُزوِ لایَنفَک: کبھی الگ نہ ہونے والا حصّہ۔ ضروری حصّہ۔

آگ جل رہی ہے، مگر برتن اور ہنڈیاں وغیرہ جو باورچی خانے کا جزوِ لاینفک ہیں، سرے سے عدارد ہیں [کہانی، ص۳۳]۔

جَس: ذاتی جوہر، تاثیر، برکت۔

جَست کر کر: گھوڑے کو کُدا کر۔

تلوار میان سے کھینچی اور گھوڑے کو جست کر کر مجھ پر چلائی [باغ، ص۱۴۹]۔

جَست وخیز: کود پھاند، اُچھل کود۔

جَستہ جَستہ: کہیں کہیں۔

جستہ جستہ اِن لوگوں کے مرتبہ شناس، قدرداں ہیں؛ مگر ہر جگہ کہاں [فسانہ، ص۴۹]۔

جَسَد: جسم، بدن، مادّی وجود۔

جس کو چاہے اُسی کا حلوا کھائے: عورتیں اِس طرح قسم دیتی ہیں، منع کرتی ہیں: جو سب سے پیارا ہو، اُسی کا مَرا مُنہ دیکھے۔

کبھی کہنا: جو ہم کو ہاتھ لگائے
جس کو چاہے، اُسی کا حلوا کھائے
[مثنویات، ۸۴۶]

یعنی اب جو ہمیں چھیڑے، ہاتھ لگائے تو ہمارا مُردہ دیکھے۔

جس کی نہ پھٹی ہو بوائی، کیا جانے پیر پرائی: جس کو کبھی دُکھ نہیں پہنچا، وہ دوسرے کی تکلیف کو کیا سمجھے گا [باغ، ص۱۰۱]۔

جسمِ پائیں: نیچے کا دھڑ [گلزار، ص۱۲۱۵]۔

جَس ہوگا: ثواب ملے گا۔

اگر اُس کی زندگی ہوئی تو تمھیں بڑا جس ہوگا [باغ، ص۲۸]۔

جشنِ جمشیدی: بہت بڑا جشن۔ بادشاہ نے جشنِ جمشیدی کیا [فسانہ، ص۱۲۹]۔

جَعد: چوٹی، زُلف۔

جعفری: ایک قسم کے زرد گیندے کا پھول۔

جُفت: جوڑا۔ وہ عدد جو دو پر پورا پورا تقسیم ہو جائے؛ "طاق" کی ضد۔ مجازاً: میاں بیوی، عورت مرد، نر و مادہ۔ جوتی کا جوڑا (دونوں جوتیاں)۔

جُفت: برابر کا، مثل، طرح۔

ایک عمارت بادشاہانہ کہ طاقِ کسریٰ کا

جُفت ہو، جلد تیار کریں[باغ، ص۹۳]۔

جُفتِ کفش: دونوں جوتیاں، جوتیوں کا جوڑا۔

مُرَصّع جواہر سے اک جُفت کفش
نہ وہ مفتِ پا، بلکہ پا، مفت کفش
[بیان، ۸۷۶]

جُفت ہونا: (نر و مادہ کا) جُفتی کھانا، جنسی ملاپ ہونا۔

جَفَر: ایک علم کا نام، جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ حروف اور اعداد کے ذریعے سے غیب کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔

جُگ: چوسر کے کھیل میں دو گوٹوں کا ایک ہی خانے میں اکٹھا بیٹھنا۔ چوسر کے قاعدے کے مطابق جب تک دو گوٹیں ایک خانے میں رہتی ہیں، اُن کو مار نہیں سکتے۔

جَگَت: کنویں کی پکّی بنی ہوئی مینڈ۔ کنویں کے چاروں طرف کی زمین جس میں پانی نکالنے کو پاڑ یا ٹانڈ بنی ہوتی ہے۔ کنویں کی پکّی حدّی۔

کسی طرف کنویں کی جگت پر کیلی والی [فسانہ، ۳۰۵]۔

وہ جانور وہاں سے کتنی دور اُڑا۔ آخر کار تھک کر، ایک درخت کنویں کی جگت پر تھا، اُس پر جو بیٹھنے لگا، یہ پنجے سے چُھٹ کر چاہ میں ڈوبا[״ ״ ۲۸۲]۔

جُگَت: شعر یا جملے میں ایسے لفظ لانا جن میں حقیقتاً معنوی ربط نہ ہو، مگر اُن کا تلفظ، املا، یا باہمی نسبت ایسی ہو کہ معنوی ربط کا دھوکا ہو۔ اِسے ”ضلع جُگَت“ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً:

مردوا اَوج ہوئے اِس گت کا
جیسے دَھونسا نگوڑا نوبت کا

سُن کے یہ پھبتی، میں نے اُس سے کہا
اب یہ نوبت ہوئی ہماری، بجا
[مثنویات، ۳۷-۳۳۶]

گت، دھونسا، نوبت، نوبت ہوئی، بجا۔ میں ضلعے کی نسبت ہے۔

جَگَت رَنگی: دُنیا کا احوال۔

جگت رنگی کے حرف و حکایات، کچھ شرما کے، بات کو مطلب کی جا سے چبا چبا کے بیان کیا[فسانہ، ص۱۴۶]۔

جَگَت سَلونا: جسے سب پسند کریں۔ ٹونا میرا جگت سلونا [ٹونے کے بول، دیکھیے: ٹونا]۔

جُگَت لڑنا: ضلعے میں بات چیت کرنا۔ گفتگو میں ایسے لفظ استعمال کرنا جن میں ضلعے کی نسبت شامل ہو۔

آئی ماما بھی ایک ہے ہمراہ
کتنی چالاک ہے، خدا کی پناہ
چوٹی لپٹی ہے باسی ہاروں سے

لڑ رہی ہے جگت کہاروں سے
[مثنویات، ۷۹۳]

جگ ٹوٹنا: چوسر کی دو گوٹوں کا الگ ہو جانا، جو ایک ہی گھر (خانے) میں جمع ہو گئی ہوں۔ چوسر کے کھیل کا قاعدہ ہے کہ جب تک دو گوٹیں ایک خانے میں رہتی ہیں، تب تک اُن کو نہیں مار سکتے۔

ایک ایک سے رات بھر نہ چھوٹا
پو پھٹتے ہی جگ اُن کا ٹوٹا
[گلزار، ۷۸]

مجازاً: آدمیوں میں پھوٹ پڑ جانا، لوگوں کا ساتھ چھوڑ دینا۔

جگر بند: بیٹا۔

جگر سُوز: جس کا دل (عشق کی آگ سے) جلا ہوا ہو۔

میں بادشاہ زادۂ جگر سوز اِس اقلیم نیم روز کا ہوں [باغ، ص ۱۰۱]۔

جگر سُوز: دل کو جلا دینے والی۔

ہوش میں آکر ایک آہِ جگر سوز بھری کہ سارا مکان گونج گیا [// // ۱۰۱]۔

جگمگا: روشن، جگمگاتا ہوا۔

ع: ستارہ ہو جوں صبح کا جگمگا
[بیان، ۹۰۵]۔

جگمگی: جگمگاتی ہوئی۔ چمک دار۔

ع: مُعرَّق بچھی مسند اک جگمگی
[// // ۸۰۵]۔

جُگنوں (جگنو، جگنی): عورتوں کے گلے کا ایک زیور ہے۔ شکل میں ستارے کی وضع کا اور وسعت میں ڈیڑھ دو انچ قُطر کا۔ عام طور سے جڑاؤ بنایا جاتا ہے۔ اِس میں ایسے شوخ اور چمک دار نگ لگاتے ہیں جو اندھیرے میں روشنی پڑنے سے جگمگائیں۔ اِسی وجہ سے اِس زیور کو جگنو یا جگنی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے [فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں]۔

سرِ شام لے ہاتھ میں اک چھڑی
ولیکن چھڑی وہ کہ جگنوں جڑی
[بیان، ۱۱۰۱]

جُل: دھوکا، فریب۔

جلّادِ سِپہر: سورج۔

صبح دم جلّادِ سپہر، یعنی بے مہر مہر، جب شمشیرِ شعاع کھینچ کر ہنگامہ پردازِ عالم ہوا [فسانہ، ص ۲۱۷]۔

جلّادِ فلک: مرّیخ (ستارہ)۔

جلاوطن ہونا: اپنے وطن (شہر، ملک) کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جانا۔

جَل بَل کر: جل بھُن کر۔

تب میرا کلیجا ٹھنڈا ہو۔ نہیں تو آخر جل بل کر بھوبھل ہو جاؤں گی [باغ، ۶۳]۔

جَلَد : تیز رفتار۔

اور ایک گھوڑی جلد، جس کے پر نہیں کٹے تھے، ملکہ کی خاطر لایا[باغ، ص۲۱۵]۔

جلد دست: تیز ہاتھ چلانے والے، جلدی کام کرنے والے۔

اور مزدور جلد دست بُلاؤ[باغ، ص۹۳]۔

جلد کیا: تیز دوڑایا۔

جلد سوار ہو، یہاں توقُّف کا مکان نہیں۔ گھوڑوں کو جلد کیا اور چلے[باغ، ص۱۴۹]۔

جلدُو : معاوضہ، انعام۔

جو احتیاج ہو، اِس کے جلدو میں لو [فسانہ، ص۲۲۱]۔

جُل دینا: دھوکا دینا۔

جلسہ : ناچ گانے کی محفل۔

رہتا تھا تیرھویں کا جلسہ یاد
شام سے جاتے تھے حُسین آباد
[مثنویات، ۳۶]

جلسے والی (جلسے والیاں): نصیر الدین حیدر (شاہِ اودھ) کے محلات میں پچاس صاحبِ مرتبہ اور دولت مند عورتوں کا گروہ تھا، جن کو "جلسے والیاں" کہا جاتا تھا۔ ہر ایک نوبت بہ نوبت صحبتِ نصیر الدین حیدر میں باریاب اور ہم نوالہ و ہم پیالہ ہوتی تھی [نجم الغنی خاں: تاریخ اودھ]۔

ہزار بارہ سے جلسے والی حوروش، برق کردار ...... ہردم دست بستہ روبہ رو کھڑی رہی[فسانہ، ص۲۰]۔

جُل میں آگئی: تیری مکاری کی باتوں میں آگئی۔

میں بڑا چکما کھا گئی افسوس!
جو ترے جُل میں آگئی افسوس!
[مثنویات، ۸۳۲]

جُل میں پڑگئی: فریب میں آگئی، دھوکا کھا گئی۔

کیوں میں آئی اُجڑ گئی، ہے ہے!
کیا ترے جُل میں پڑگئی، ہے ہے!
[مثنویات، ۹۰۲]

جِلَو : لگام۔ وہ خالی گھوڑا جو سواری کے ساتھ صرف زینت کے لیے سجا کر لے جاتے ہیں۔ سواری کے ساتھ کا ٹھاٹھ، باجا گاجا، بھیڑ بھاڑ۔

جِلَو خانہ: شاہی دروازے کے سامنے بنایا ہوا میدان یا سبزہ زار۔

جلو خانے کے روبہ رو نصف شب تک دُکانیں کھلیں اکا سی دیا جلتا [فسانہ، ص۱۸۶]۔

جِلَودار : وہ شخص جو گھوڑے کی باگ پکڑ کر سواری کے ساتھ چلے۔

نقیب اور جلو دار اور چوب دار
یہ آپس میں کہتے تھے ہر دم پکار
[بیان، ۵۳۰]

جلو ریز: ہلکی چال سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے۔

جلو کر کر: پیشوائی کر کے، ادب آداب کی پابندی سے ساتھ چل کر۔

اُسی انداز سے جلو کر کر بادشاہ کو تختِ مرصّع پر لا بٹھایا [باغ، ص ۹۵]۔

جلو میں: سواری کے ساتھ ساتھ، ہمراہ۔

سوار اور پیادے، صغیر و کبیر
جلو میں تمامی امیر و وزیر
[بیان، ۵۲۱]

جلو میں ہو لیے: ساتھ چلنے لگے [باغ، ص ۱۷۲]۔

جلوہ: دُلھن کی رُخصتی کے دن دولھا دُلھن کو آمنے سامنے بٹھا کر بیچ میں قرآنِ پاک اور آئینہ رکھ کر دولھا سے کہا جاتا ہے کہ قرآن سے سورۂ اخلاص پڑھ کر، آئینے میں دُلھن کا چہرہ دیکھے۔ [اِسے "آرسی مصحف" بھی کہتے ہیں]۔

وہ جلوے کا ہونا، وہ شادی کی دھوم
وہ آپس میں دولھا دُلھن کی رسوم
[بیان، ۲۰۸۳]

جلوہ گُناں: جلوہ دکھانے والی، جلوہ آرا۔

بھری مانگ موتی سے جلوہ گُناں
نمایاں شبِ تیرہ میں کہکشاں
[بیان، ۱۰۶۵]

[یعنی موتیوں سے بھری مانگ اپنا حُسن، روشنی اور چمک دکھا رہی تھی]۔

جلوہ فروش: جلوہ گر، حسن و خوبی اور زینت و آرایش کو ظاہر کرنے والا۔

الماس کے واں تھے جھاڑ فانوس
یاں جلوہ فروش تختِ طاؤس
[گلزار، ۲۰۸]

جَلی: واضح، روشن، ظاہر۔ خفی کی ضد۔ موٹی لکھائی۔

جلی قلم: وہ قلم جس سے موٹے حروف لکھے جائیں۔ خفی قلم کی ضد۔

عروس الخطوط اور ثُلث و رقاع
خفیّ و جلی مثلِ خطِّ شُعاع
[بیان، ۴۴۶]

جَلیس: سہیلیاں [فسانہ، ص ۱۳۱]۔

جَم: جمشید، ایران کا مشہور بادشاہ۔

جَم جَم: ہمیشہ، سلامتی کے ساتھ۔ دولت و اقبال کے ساتھ۔

جَم جَم سے: ہمیشہ سے۔ ماشاءاللہ، کیا کہنا۔ عورتیں طنز کے طور پر اِس طرح کہتی ہیں۔

میری جانب کو یہ گماں، کیا خوب!
جھوٹ جم جم سے ہے بہت مرغوب
[مثنویات، ۴۳۳]

کیا کھلی ہے زبان جم جم سے
صاف صاف اب تو کہتے ہو ہم سے
[// // ۱۹۱۹]

ماشاء اللہ کتنے صاف ہیں آپ
کتنے جم جم سے خوش غلاف ہیں آپ
[// // ۱۳۹]

جَمدَھر: ایک قسم کا خنجر۔

جَم غَفیر: بڑا مجمع، بہت سے لوگوں کا جماو، بہت سے لوگ۔

جُملۂ مُعتَرِضہ: تحریر میں یا گفتگو کے درمیان ایسا جملہ، ایسی عبارت، ایسی بات جو اگر نہ ہوتی، تب بھی اصل بات میں خلل نہ پڑتا۔ [عموماً کسی بات کی مزید وضاحت کے لیے ایسے جملے، گفتگو یا عبارت میں آتے ہیں، یا ایسے ہی کسی اور اضافے کے لیے]۔

جَموَرا: دیکھیے: پوت زَنبورا۔

جَمی جَم: ماشاء اللہ، کیا کہنا۔ عورتیں طنزیہ کلمے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔

سیکھے سو سو طریق کے دم ہیں
اچھی باتیں غرض جمی جم ہیں
[مثنویات، ۷۵۲]

جناب: درگاہ، آستانہ، چوکھٹ۔

جنابِ باری میں: خدا کی بارگاہ میں، خدا کے حضور میں [باغ، ص ۱۳۷]۔

جَناح: آگے رہنے والی فوج، جسے "ہراول" اور "مُقَدِّمَۃُ الجَیش" بھی کہتے ہیں۔
پرندوں کے بازو، جن سے وہ پرواز کرتے ہیں۔

جِناں: جنّت کی جمع۔

جَنتر مَنتر کرنا: بُری روحوں کا اثر اُتارنے کے لیے، اُن کو بھگانے کے لیے ٹوٹکا کرنا، منتر پڑھنا [باغ، ص ۲۳۱]۔

جَنگاہ: لڑائی کا میدان۔

جنگِ زَرگَری: مصنوعی لڑائی، دوسرے کو دکھانے یا دھوکا دینے کے لیے آپس میں لڑنا۔

جنگل پہاڑ سینا: آبادی کو چھوڑ کر ویرانے میں، جنگل میں رہنا۔

اور تو نے بستی کو چھوڑ کر جنگل پہاڑ کیوں سیتا ہے [باغ، ص ۱۹۷]۔

جَنگلا: جنگل، ویرانہ۔ ایک مشہور راگنی کا نام۔

اک جنگلے میں جا پڑا جہاں گرد
صحرائے عدم بھی تھا جہاں گرد
[گلزار، ۱۳۹]

پوربی، کر کے جوگیا بھیس
جنگلے کی راہ سے چلا دیس
[// ۳۰۹]

(اِس شعر میں دونوں معنوی رعایتیں شامل ہیں)۔

جنگم: شِو کو ماننے والے ایک فرقے کے گُروؤں کا لقب۔ اِس فرقے کو "لنگایت" کہا جاتا ہے۔

جنم بھُم: جنم بھومی، وہ جگہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا ہو۔

ویسے شہر سے کہ وطن اور جنم بھُم میرا ہے، جلاوطن ہوا [باغ، ص۶]۔

جنم پتری، جنم پترا: جنم کنڈلی، زائچہ؛ وہ کاغذ جسے بچّے کی پیدائش کے وقت جوتشی، ستاروں کے حساب کے مطابق تیار کرتے ہیں، جس میں پیدائش کے وقت ستاروں کا نقشہ (کون سا ستارہ اُس وقت کہاں تھا) اُن ستاروں کی نسبت سے اُس کی عُمر کا احوال اور احکام کا حساب لگایا جاتا ہے۔

جَنْوائی: داماد۔

جنے: لوگ، شخص۔

ع: رہیں دو جنے مُنہ پُھلائے ہوئے

[بیان، ص۱۸۷۹]

جنّیات: جن کی جمع۔

عالم جنّیات کو میں نے حکم کیا: چار دانگ دُنیا میں جستجو کرو [باغ، ۲۴۵]۔ عالم جنّیات کو: سب جنّوں کو۔

جُو: نہر۔

جواب دے کر: منع کر کے۔

سب مُجرائیوں کو جواب دے کر فرمایا کہ کوئی آج سے میرے پاس نہ آوے [باغ، ص۱۱]۔

جوار: پڑوس۔

جوان جَہان: خوب جوان، بھرپور جوان، پوری جوانی پر۔

ہو گے نام خدا جوان جہان
ابھی کس کس جگہ نہ جائے گی جان
[مثنویات، ۳۷۰]

جواں مردی: بہادری۔ سخاوت۔

جواہر آگیں: جواہرات سے بھرا ہوا [گلزار، ص۳۹۶-۶۰۷]۔

جواہر میں جڑی: بہت سے جواہرات پہنے ہوئے۔

سہیلیاں اور خواصیں جواہر میں جڑی، مُجھے لیے کھڑی ہیں [باغ، ص۸۶]۔

جواہر نِگار: جواہر سے آراستہ۔

زمیں وھاں کی ساری جواہر نگار
اُدھر میں چمن اور ہَوا میں بہار
[بیان، ۶۸۷]

(مراد یہ ہے کہ وہاں زمین پر جواہر بچھے

ہوئے یا لگے ہوئے تھے، زمین پر ہر طرف جواہرات کی چمک دمک تھی)۔

جو دیکھے وہ انگیا جواہر نگار
فرشتہ ملے ہاتھ بے اختیار

[//// ۱۰۵۶]

جواہر ہیں: جواہرات سے بھرا ہوا، جہاں ہر طرف جواہر ہوں۔

ع: گلشن ہے جواہریں کہ جادو

[گلزار، ۴۹۳]

جوبن: چھاتیاں، پستاں۔

وہ سینے سے جوبن کا اُس کے اُبھار

[بیان، ۱۲۶۹]

جوبن: جوانی کا اُٹھان، حسن و جمال، بانکپن، سج دھج، نکھار۔

جوت: روشنی، چمک دمک، آب و تاب۔

ہوئی دونوں کے حُسن کی ایک جوت
کہ جیسے ہو دو چشموں کی ایک سُوت

[بیان، ۶۰۴]

جوتا مُخر د نُوک کا: لال رنگ کی نری، کاشانی مخمل اور کمخت کے بنے ہوئے ہلکے جوتے، لکھنؤ کی خاص ایجاد۔ اِس میں سلیم شاہی جوتے کے برخلاف نُوک نکلی ہوئی نہیں ہوتی تھی، فقط ذرا سا اُبھار ہوتا تھا۔

جوتا گھیتلا مُخر د نوک کا ببر علی نے اِس نُوک جھوک کا بنایا کہ جہان کو پسند آیا

[فسانہ، ص۱۶]۔

جُھجرا (جھُوجرا، جھُوجھرا): مٹّی کا وہ برتن جو تڑخ جائے۔ ایسا برتن استعمال کے قابل نہیں رہتا کیوں کہ اُس میں سے پانی رسنے لگتا ہے۔ مجازاً: بوڑھا، کوئی کام نہ کر سکنے والا۔

جُود: سخاوت۔

جودَت: ذہن کی تیزی، بات کو فوراً سمجھ لینے کی طاقت۔

جوڑے دار پگڑیاں: طرّے دار پگڑیاں۔ [جوڑا: طرّہ، کلغی]۔

جوزا: آسمان کے تیسرے بُرج کا نام، جو دو جُڑواں لڑکوں کی شکل کا ہے۔

جوزی: حلوا سوہن کی ایک قسم۔

جوشِ اَفسوں: جادو کا زور [گلزار، ۷۳۹]۔

جوششِ یَم: سمندر میں زبردست لہروں کا اُٹھنا [گلزار، ۶۳۲]۔

جوع: بھوک۔

جوف: اندرونی خلا، کھوکھلا پن۔ پیٹ۔

جو فروشِ گندم نُما: فریبی، دھوکے باز، منافق۔ (لفظی معنی گیہوں بتا کر [دکھا کر] جو بیچنے والا)۔

جوق جوق: گروہ در گروہ، بہت سے لوگ۔

براتی اِدھر اور اُدھر جوق جوق
وہ آوازِ سُرنا، وہ آوازِ بوق
[بیان، ۲۰۱۹]

جوگا: لائق۔

جنگل جنگل پھرنا کام جوگیوں کا ہے نہ کہ بادشاہوں کا۔ تم اپنے جوگا کام کرو [باغ، ص ۱۵]۔

جوگنی: علمِ نجوم کے مطابق وہ روحیں جن کے اختیار میں اچھے بُرے وقت ہوتے ہیں۔ یہ مقرّر ہے کہ کن تاریخوں میں وہ کس سمت میں ہوں گی (تفصیل آصفیہ میں)۔ اُن تاریخوں میں اُس سمت کو سفر نہیں کرتے، اُس کے مخالف سمت میں سفر کرتے ہیں۔

جوگنی کو پیٹھ دے کر: بُری گھڑی اور بُری سمت کو بچا کر [باغ، ص ۱۲۹]۔

جوگی: یوگی؛ حقیقتِ مطلق (ذاتِ واحد، جسے مسلمان خدا کہتے ہیں) تک پہنچنے کے لیے جسمانی اور روحانی ریاضتیں کرنے والا۔ جو دُنیا سے مُنہ موڑ کر بھگوان کی یاد میں ڈوب جائے۔ ناتھ فرقے میں جنگم نام کا شِو کو ماننے والا سادھو۔ اِس فرقے کے اکثر گرہستی لوگ، جو سارنگی پر بھجن گا کر بھیک مانگتے ہیں۔

جوگیا: ایک راگنی کا نام، جو بھیروں راگ سے نکلی ہے۔ اِس کا وقت صبح کا ہے۔

بجاتی وہ جوگن جہاں جوگیا
تو وھاں بیٹھتی خلق دھونی رما
[بیان، ۱۵۲۰]

جوگیا: گیروے رنگ کا، پیلے رنگ کا جو کسی قدر سرخی مائل ہو، ملاگیری۔

جوگیا بھیس: جوگیوں کا بھیس، جوگیوں جیسی صورت بنا کر۔

وہ پوربی، کر کے جوگیا بھیس
جنگلے کی راہ سے چلا دیس
[گلزار، ۳۰۹]

جولان: دوڑ، تیز رفتاری۔ تیز رفتار، دوڑنے والا۔

جولان: بیڑی (جو مجرموں کے پیروں میں ڈالی جاتی ہے)۔

جولاں کرنا: گھوڑا دوڑانا۔

جون بدلنا: صورت بدلنا، حالت بدلنا۔

کپڑے بدلے، یا یوں کہو کہ جون بدل باہر نکل آئے [کہانی، ص ۳۴]۔

جون پور سے دل سرد ہو گیا: جون پور کے عطر کی قدر و قیمت نہیں رہی۔ اُس کی خوبی (اِس کے سامنے) ختم ہو گئی۔

بیلے چنبیلی یا حنا کا تیل ایسا مَلا کہ سُہاگ کا عطر گرد ہو گیا، جون پور سے دل سرد ہو گیا [فسانہ، ص ۹]۔

جون پور کا قاضی: بے وقوف۔

اکثر باہر سے آ، یہ دھج بنا، جون پور
کے قاضی ہونے کو مُفتی میں راضی
ہو گئے [فسانہ، ص۹]۔

جونرا بھونرا: الگ مکان، تہ خانہ۔

ملکہ کو، جو بھونرے میں پلی تھیں
اور سوائے اپنے محل کے دوسری جگہ نہ
دیکھی تھی [باغ، ص۹۱]۔ مراد یہ ہے
کہ دُنیا نہیں دیکھی تھی۔

جوہر: تلوار، فولاد یا آئینے پر نظر آنے
والے نقوش یا لہریں، جو چمک کی وجہ
سے نظر آتی ہیں۔

نہ ہو کیونکے وہ تیغ برقِ غضب
کہ بُرِش کی تشدید، جوہر ہیں سب
[بیان، ۱۵۸]

جوہر: قیمتی پتھر مثلاً: ہیرا، یاقوت، لعل وغیرہ۔
[جمع: جواہر۔ جواہرات]۔ کسی چیز کی
اصل، مادّہ جو غیر مرکب ہو۔ خاصیت،
خصوصیت، خوبی۔

جوہرِ فرد: وہ چھوٹے سے چھوٹا آخری جز جو
متکلمین کے نزدیک تقسیم نہیں ہوسکتا۔
جوہر یکتا۔ یکتائے زمانہ۔

جوہی: ایک قسم کی جنگلی چنبیلی۔

جویا: ڈھونڈنے والا، تلاش کرنے والا۔

اک باغ تھا نہر کے کنارے
جویائے گُل اُس طرف سدھارے
[گلزار، ۶۰]

جویا تھے: ڈھونڈ رہے تھے۔

دہقاں تھے نئی زمیں کے جویا
سرسوں کا کھیت اُنھوں نے بویا
[〃 ۱۳۸۲]

جویائے مَشیخَت: بزرگی اور بڑائی کا
متلاشی، خواہش مند [بہ طور طنز کے
کہتے ہیں]۔

جوینِدہ: ڈھونڈنے والا۔

جھابا: مکانوں میں آرایش اور روشنی کے
لیے لٹکایا جانے والا ایک طرح کا جھاڑ،
جس کا پھیلاو زیادہ ہوتا ہے۔ وہ ٹوکرا جو
عام طور سے سبزی ترکاری، مٹھائی
وغیرہ رکھنے کے کام آتا ہے: جھوّا، جھلّی،
جھلّا۔ پرندے، مرغیاں وغیرہ بند کرنے
کا ٹوکرا؛ اِس کا مُنہ کھُلا اور پیندا تنگ ہوتا
ہے۔

جھابڑ جھِلّا: ڈھیلا ڈھالا، بد وضع لباس جو
جسم کے لحاظ سے بڑا ہو۔ بدنما اور
بدہیئت آدمی [آصفیہ]۔

جھاڑ: (۱) بلور یا آبگینے کا شاخ دار درخت کی
مانند وہ فانوس جو مکانات میں روشنی اور
زیبایش کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔

وہ ابرک کے گنبذ، وہ مینے کے جھاڑ
کہے تو کہ تنکے کے اُوجھل پہاڑ
[بیان، ۲۰۲۲]

(۲) پنج شاخہ (وہ دھات کا پنجہ جس پر پانچ فتیلے روشن کرتے ہیں)۔

سراسر وہ مشعل کے ہر طرف جھاڑ
کہ جوں نور کے مشتعل ہوں پہاڑ
[//، ۲۰۳۰]

(۳) ایک قسم کی آتش بازی، جو چھوٹنے پر جھاڑ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

(۴) وہ درخت یا پودا جو چھوٹا ہو، پتے بہت ہوں، کانٹے دار ہو یا بغیر کانٹوں والا ہو؛ خشک بغیر پتوں والا، سوکھی شاخوں والا۔

(۵) جھاڑی کی شکل کے کپڑے پر بنے ہوئے / بنائے ہوئے بیل بوٹے۔

جھاڑا: پاخانہ۔

جھاڑا جھٹکا پھر کر: پیشاب پاخانے سے فارغ ہو کر۔

چاروں بے نوا جھاڑا جھٹکا پھر، ہاتھ منہ دھو کر چاہتے ہیں کہ دسا کریں
[باغ، ص ۱۱۴]۔

جھاڑ جھنکاڑ: گھنے اور کانٹے دار درخت جن میں پتے کم ہوں، شاخیں بہت ہوں؛ کانٹے دار درختوں کی سوکھی شاخیں۔

جھاڑ دار: گھنا، کٹیلا، کانٹوں والا۔ جس میں بہت شاخیں ہوں۔ جھاڑی کی شکل کا۔

جھاڑ کھنڈ: گھنا اور دشوار گذار جنگل۔

جھاڑو کی تیلی: مجازاً: دبلا پتلا۔ حقیر، منحوس:

یہ بولتی ہوں بول بڑا خاک چاٹ کر
ٹیاں کی طرح جھاڑو کی تیلی نہیں ہوں میں
[رنگین: اردو لغت]

جھاڑی جھنڈی: جھاڑی: چھوٹے کانٹے دار درخت۔ جھنڈی: وہ کھونٹی جو پودوں کو کاٹ لینے کے بعد کھیت میں کھڑی رہ جاتی ہے۔

جھاڑی جھنڈی کاٹ ڈالی، جھاڑی ہوئی زمین صاف نکالی [فسانہ، ص ۲۵۵]۔

جھالا: (۱) وہ تیز بارش جو زیادہ دیر تک نہیں ہوتی اور کہیں ہوتی ہے، کہیں نہیں ہوتی۔

ساون بھادوں کے جھالے، وہ رنگین جھولنے والے [فسانہ، ص ۱۰]۔

(۲) کانوں کا ایک زیور جسے "ہالا" اور "بجلی بالا" بھی کہتے ہیں۔ بجلی کی شکل کا بالا جو عام طور سے سادہ بنایا جاتا ہے اور کان کی لو میں ہالے کی طرح لٹکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ [جھالے عموماً سونے کے ہوتے ہیں، مگر موتیوں کے بھی بنا لیے جاتے ہیں۔ امانت نے کہا ہے:

سب چیز بست باندھ کے بستے میں لے گیا
موتی کے جھالے پانی برستے میں لے گیا

"جھالے" میں زیور کی اور پانی کے برسنے کی رعایتیں شامل ہیں]۔

جھالنا: ٹانکا لگانا، دھات کے برتن کو جوڑنا، سوراخ بند کرنا۔ صاف کرنا، صیقل کرنا۔ پانی یا شراب کو (کسی ظرف میں ڈال کر) شورے یا برف سے ٹھنڈا کرنا۔

جھانپو: ایک چھوٹی چڑیا جو اکثر دُم اُٹھاتی اور گراتی ہے: دھوبن چڑیا۔ مجازاً: ہوس پرست عورت، اُچھال چھکا، چھنال۔

جَہاں تَہاں: اِدھر اُدھر، جگہ جگہ، ہر جگہ، ہر طرف۔

جہاں تہاں کا: اِدھر اُدھر کا، مختلف جگہوں کا، مختلف ملکوں کا۔

اور تحفہ ہدایا جہاں تہاں کا، جو وہاں کے لائق تھا، لیا [باغ، ص ۱۹۸]۔

جَہاں جَہاں [جہان جہان]: بہت زیادہ۔

عالم کا ترے جہاں بیاں ہے
بے تابیِ دل جہاں جہاں ہے
[گلزار، ۲۳۸]

جَہانِ خراب: دُنیا۔

جَہاں دار: دُنیا کا مالک یا حاکم؛ مراد: بادشاہ۔

جَہاں دیدہ: دُنیا دیکھے ہوئے، تجربے کار، گھاگ۔

جہاں سُوز: دُنیا میں تباہی پھیلانے والا، ظالم۔

جہاں کُشا: دُنیا کو فتح کرنے والا۔

جھانکی: مُوکھا، جھروکا۔ پنجرے یا ڈربے کا چھوٹا سا دروازہ۔ پالکی یا ڈولی کے پردے میں سواری کے جھانکنے کے لیے بنا ہوا چاک، سوراخ۔ (۲) سوانگ، تماشا۔ (۳) ایسی آڑ جس کے پیچھے سے سپاہی دشمن کی فوج کو دیکھ سکیں۔ ایسی آڑ جس کے پیچھے توپ وغیرہ لگائی جاسکے۔

دمدے باندھے، جھانکی لگائی، کہیں سُرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا [فسانہ، ص ۲۵۶]۔

جَہانِ گُذراں: ناپائیدار دُنیا، جہانِ فانی۔

جہاں گرد: سیاح، ملکوں ملکوں گھومنے والا [گلزار، ص ۱۳۹]۔

جَہاں گیر: دُنیا کو فتح کرنے والا، دُنیا پر چھایا ہوا۔

جہاں گیریاں: کلائی میں پہننے کا جالی دار، چوڑی کی وضع کا زیور۔ اِسے پری بند، بوئی، پری چمن، پری جھپک بھی کہا جاتا ہے اور ملکہ نور جہاں (یا جہانگیر) کی ایجاد بتایا جاتا ہے۔ بچیاں اور جوان عورتیں گھنگرو دار پسند کرتی ہیں۔

جَہاں نُما: دُنیا کے مناظر، احوال دکھانے

والا۔ اکثر آئینے اور جام کے ساتھ بہ طورِ صفت استعمال کیا جاتا ہے۔ "جامِ جمشید" کو اِسی نسبت سے "جامِ جہاں نُما" بھی کہا گیا ہے کہ اُس میں دنیا کا احوال دکھائی دیتا ہے۔

جَہانیاں: جَہانی کی جمع: دُنیا والے۔

جَہانیاں جہاں گرد/جہاں گشت: دُنیا میں گھومنے پھرنے والے لوگ۔ دُنیا کی سیر کرنے والے۔ مشہور بزرگ حضرت سیّد جلال الدّین بُخاری کا لقب۔

جَھبّے: پھُندنے۔

گُسے اُس پہ کسنے وہ مُقیّش کے
کہ جَھبّوں میں تھے جس کے موتی لگے

[بیان، ۵۸۶]

جھاڑ پھونک: منتر یا دُعا جو کسی بیماری یا آسیب وغیرہ کے یا زہر کے اثر کو دور کرنے کے لیے متعلق شخص پر دم کی جائے، پڑھ کر پھونکی جائے۔

جَھَب جھالیا، جَھَپ جھالیا: مکّار، دغاباز، چال باز، عیّار۔

جَھَپان: ایک طرح کی عماری نما پالکی، جس کا سرد پہاڑوں پر رواج ہے۔

جِہَت: وجہ، سبب۔ واسطے، لیے۔

وجہ کچھ ہوئے، تو کر مجھ سے تو اُس کا اظہار
کچھ جہت ہو، تو بیاں کر کہ سنوں میں بھی ٹک

[سودا، ص ۱۶۰]

سببِ آمد بہ جہتِ سیر و شکار بیان کیا [فسانہ، ص ۲۰۱]۔

(۲) سمت، طرف، رُخ۔

جَھجَّر/جَھجَّھر: بڑی صراحی، مٹی کا صراحی نما بڑا ظرف۔

جَھجَّری: پانی رکھنے کا صراحی کی قسم کا کچھ چھوٹا برتن، چھوٹی صراحی۔

جِھجَکنا: چونکنا، بھڑکنا۔ ہچکچانا۔

جھنڈُو: نکما، بے غیرت، ناکارہ۔ بہ طورِ تحقیر: بوڑھا جھڑوس۔

جس کام میں دیکھا تو یہ جھنڈو ہے اُدھورا
آخر میں بناؤں گی اِسے پوت زنبورا

[سودا، ص ۳۱۶]

جھرنا: آگرے میں تاج گنج سے ٹونڈلے تک تیر کر جاتے ہوئے درمیان میں ایک مقام پڑتا ہے، جسے جھرنا کہتے ہیں۔ وہاں ایک پُل بنا ہوا ہے، جسے جھرنے کا پُل کہتے ہیں [روحِ نظیر]۔

جھروکا: وہ کھڑکی جو شاہی محل یا ایوان میں پائیں باغ کی طرف، یا میدان، دریا کی طرف کھلتی تھی۔ اِسے "جھروکہ درشن" بھی کہتے تھے۔

مہاراج نے آگیا دی کہ جتنے راجا اور کنور ہیں، میدان میں زیرِ جھروکے نکل کر تیر اندازی اور چوگان بازی

کریں[باغ، ص ۱۵۰]۔

جھڑنے لگیں: بجنے لگیں۔

بادشاہ نے جشن کی تیاری کی، دُوہری
نوبتیں جھڑنے لگیں[باغ، ص ۲۴۰]۔

جھگولنا: پانی کو اُلچنا۔ جو پانی جمع ہو گیا ہو
اُسے باہر پھینکنا، باہر نکالنا۔

تُو بیٹھ کر کہیں یہ رُوئیے کہ مردم شہر
گھروں سے پانی کو باہر کریں جھگول جھگول
[سودا، ص ۱۷۲]

جھگاتگا: فقیری لباس مع کفنی اور سیلی۔

[جھگا: لباس، اوپر پہننے کا کپڑا، کفنی۔ تگا:
تاگا، اور اِس سے مراد وہ ڈورا ہے جسے
فقیر گلے میں پہنتے ہیں اور جسے "سیلی"
کہتے ہیں]۔

جھلابور: زرق برق، چمکیلا، جگمگاتا ہوا۔

ہزاروں تھی اطراف میں پالکی
جھلابور کی جگمگی نالکی
[بیان، ۵۱۳]

جھل خانہ: جیل خانہ، قید خانہ

اُن کے حق میں ناحق برسات:
حوالات، گھر: جھل خانہ۔ کیچڑ کے
مقید، کہیں آنا نہ جانا[فسانہ، ص ۱۱]۔

دانا تھی وہ جھل خانے آئی
بگڑی ہوئی کو بنانے آئی
[گلزار، ۱۳۰۰]

جھلڑ: جھنڈ، ٹولی، پرندوں کا غول جو مل کر
اُڑتے یا چرتے چگتے ہوں(اصطلاحات)۔

جھلم، جھلم: پتلی زنجیروں کی بنی ہوئی وہ
نقاب جو خود (لوہے کے بنے ہوئے سر
پر پہننے کے ٹوپ) میں لٹکی رہتی تھی اور
لڑائی کے وقت مُنہ پر ڈال لی جاتی تھی۔

جھلملیاں: دیکھیے: جھومر(۳)۔

جھمک: جھلک، چمک، رونق۔

جھمکا: گچھا، خوشہ، جھنڈ؛ وہ سات ستارے
جو آسمان پر اکٹھا نظر آتے ہیں: خوشۂ
پروین، عقدِ ثریا۔

کہوں اُس کی خوبی کا کیا رنگ ڈھنگ
کہ جوں آخری شب ہو جھمکے کا رنگ
[بیان، ۹۳۷]

جھمکا: بُندے کی قسم کا زیور جس کی مُرکی
کٹوری کی شکل کی جڑاؤ اور سادہ دونوں
قسم کی ہوتی ہے۔ کٹوری کے بیچ میں
ایک آویزہ بہ طورِ لنگر لٹکا ہوتا ہے۔

جھمگا: چمک۔ بھیڑ، جمگھٹا۔ تماشا۔

اب جہاں دیکھو، وہاں جھمگا ہے
چور ہے، ٹھگ ہے اور اُچکا ہے
[سودا، ص ۲۷۶]

جھمگڑا: کرّو فر، شان و شوکت، دھوم
دھام۔ حُسن، آب و تاب، رونق، جھلک،
دیدار، جلوہ۔

افیون فیض آبادی گلاب باڑی والے لالے کی وہ رنگین جس نے تریاک مصر کے نشے کرکرے کیے۔ جھکڑا بادۂ ارغوانی وزعفرانی کا پیدا[فسانہ، ص۹]۔

چھنّدہ: گودنے والا۔

جھَنڈُولا: وہ نوزائیدہ بچّہ جس کے سر پر پیٹ کے بال ہوں۔

جھنکائی: کوڑی چینکی۔

مکان لیپ کے، ٹھلیا جو کوری رکھوائی
جلا چراغ کو، کوڑی وہ جلد جھنکائی
اسّل بُواری تھے، اُن میں تو جان سی آئی
خوشی سے کودا اُچھل کر پکارے: اُو بھائی!

شگون پہلے ذرا تم کرو دوالی کا[نظیر: ص۴۱]۔

جِھنکار: مُور کی آواز۔ نوبت کی آواز۔ جھولے کے گیتوں کی گونج۔

جھوٹے کا کلیجا ہے: جھوٹ ہے، جھوٹا ہے[عورتوں کی زبان]۔

اور جو پوچھیں: اُنھوں نے بھیجا ہے!
کہنا تو: جھوٹے کا کلیجا ہے
[مثنویات، ۱۱۸۱]

جھول: وہ کپڑا جسے مختلف جانوروں (جیسے ہاتھی، گھتے، بیل وغیرہ) کے اوپر سردی سے بچاو کے لیے، یا محض آرائش کے لیے ڈالتے ہیں۔

جھومر: (۱) بَیل ہانکنے والے کا ڈنڈا، جس کے سرے پر زنجیروں کا گچھا یا جھانجھ لگے ہوتے ہیں اور نئے بھڑکنے والے بَیل کو ہانکنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

(۲) ہجوم، جھرمٹ، مجمع۔ (۳) ایک ناچ جس میں ناچنے والے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر، حلقہ باندھ کر ناچتے ہیں: دست بند ناچ۔

(۴) ماتھے کا زیور، جو عموماً جڑاؤ ہوتا ہے، اِس میں ایک جڑاؤ مثلث (تکونا ٹکڑا) بنا ہوتا ہے، جس میں موتیوں کی سات یا نو لڑیاں لٹکتی ہیں۔ اُن لڑیوں کے سروں میں جڑاؤ بنے ہوئے چاند تارے بندھے ہوتے ہیں، جو ماتھے پر بھَوں سے ملے ہوئے لٹکتے رہتے ہیں (انھیں "جھلملیاں" کہتے ہیں)۔

جھومر ڈالنا: اکٹھا ہونا، ٹولی بنانا، حلقہ بنا کر ناچنا، یا چکّر لگانا۔

جھومر کا چاند: جھومے کے مرکزی حصّے میں لگا ہوا جڑاؤ چاند۔

ماتھے پہ ترے جھمکے ہے جھومر کا پڑا چاند
لا بوسہ، چڑھے چاند کا وعدہ تھا، چڑھا چاند

جُھونٹک جھانٹا: لڑائی میں ایک دوسرے کے سر کے بال پکڑ کر کھینچنا اور مارنا۔

اِن لوگوں سے بے جھونٹک جھانٹا گھڑی بھر نہیں رہا جاتا[فسانہ، ص۱۹۱]۔

جھینکنا: پچھتانا، اپنی مصیبت کو بیان کرنا۔ ماتم کرنا۔

جی: شخص، انسان۔

اِس ٹوٹے پھوٹے مکان میں ہم دونوں
جی پڑے رہتے ہیں [باغ، ص ۲۳۲]۔

جَیب: گریبان۔

چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے
(غالبؔ)

[جَیب (بہ فتحِ اوّل) مذکر ہے اور "جیب" بہ معنی پاکٹ، مونث ہے۔ جیب کٹتی ہے اور "جَیب" چاک ہوتا ہے، پھٹتا ہے۔ جَیب و دامن: گریبان اور دامن]۔

جی بِلبِلایا: دیکھیے: بِلبِلانا۔

جیتی مکھی نگلنا: جان بوجھ کر ناپسند چیز کو پسند کرنا۔ دانستہ غلطی کرنا۔

جی چھوٹ گیا: ہمّت ٹوٹ گئی [گلزار، ۸۶۹]۔

جَیِّد/جیِّد: خالص، عمدہ، کھرا۔ (علم و فن میں) بڑا، بھاری، زبردست۔ جیّد عالم: بڑا عالم۔

جیدھر تیدھر: اِدھر اُدھر [باغ، ص ۲۳۱]۔

جی سے گزرنا (گزر جانا): مر جانا۔

جیسی روح، ویسے فرشتے: جیسا مزاج، طبیعت ہو؛ ویسا ہی اُس کے ساتھ سلوک ہوتا ہے۔ جیسا خود ہوتا ہے، ویسے ہی اُس کے ساتھی ہوتے ہیں۔

نہ اِس بے وفا میں وفا، نہ اُس بے حیا میں حیا؛ جیسی روح، ویسے فرشتے [باغ، ص ۵۸]۔

جَیش: لشکر، فوج۔

جیغہ: ایک جڑاؤ زیور کا نام، جسے پگڑی پر باندھتے تھے۔ یہ مخمل کی چھے انچ لمبی اور دو انچ چوڑی پٹی ہوتی تھی، اُس پر زری کا کام ہوتا تھا اور سونے کا ایک پتّر ٹنکا ہوتا تھا، جس پر جواہر جڑے ہوتے تھے۔

جیف، جیفہ: مُردار، مرا ہوا جانور جس کا کھانا حرام ہے۔

جیگڑ/ جیگھڑ: چھوٹا گھڑا، جسے "ٹھلیا" کہتے ہیں۔ [فارسی میں: سبُوچہ]۔ پانی سے بھرے ہوئے مٹکے پر رکھی ہوئی لُٹیا (یا ایسا ہی کوئی ظرف) جس سے پانی نکالا جاتا ہے۔ پانی سے بھری ہوئی وہ کئی ٹھلیاں جنھیں بیاہ سے پہلے وہ عورت سر پر رکھ کر گھر میں لاتی ہے جس کا بیاہ طے ہو چکا ہو، اِس نظر سے کہ ہمارے ہاں بال بچّے ہوں گے۔ پانی سے بھرے ہوئے برتن، جو سر پر اُٹھانے کے لیے ترتیب اور قرینے سے رکھے گئے ہوں۔

جیگڑ بھرنا، بھری جانا: بیگماتِ قلعہ میں

دستور تھا کہ جب اُن کے ہاں کوئی بچہ روزہ رکھتا، یا کسی کا بیاہ ہوتا؛ تو کوری ٹھلیا میں شربت اور بدھنی میں دودھ بھرکر، اُس ٹھلیا کے گلے میں سہرا باندھتی تھیں اور اُس پر اللہ میاں کی نیاز دلاتی تھیں[آصفیہ]۔

جی گنْوانا: جان دینا، مرجانا۔

آپ سے کوئی جی گنْواتا ہے
جان کر کوئی زہر کھاتا ہے

[مثنویات، ۱۸۵]

(آپ سے، یعنی اپنے آپ، اپنی خوشی سے، جان بوجھ کر)۔

جی نہ بُجھانا: ہمت نہ ہارنا۔ دل کو مضبوط رکھنا۔

بولا وہ کہ جی بُجھا نہ جانی!
دیو آگ، تو آدمی ہے پانی

[گلزار، ص ۸۴۸]

جیئوڑا: روح، دل، جی ("جی" کی تصغیر)۔ مجازاً: معشوق، بانکا۔

جیئوڑا نکل گیا ہو: دل پریشان ہو، جی ٹھکانے نہ ہو۔

گیا ہو جب اپنا ہی جیئوڑا نکل
کہاں کی رُباعی، کہاں کی غزل

[بیان، ۱۲۵۳]

جیوش: "جیش" (بہ معنیِ لشکر، فوج) کی جمع۔

☆☆☆

چ

چابک خرام: تیز رفتار (گھوڑے کے لیے)۔

چابک دست: پھُرتیلا۔ مجازاً: اپنے کام میں ماہر۔

چابک سوار: گھوڑے کی سواری کا ماہر، شہ سوار۔ گھوڑے کو سدھانے، چلت پھرت سکھانے والا، اُس کی تربیت کرنے والا۔

چابکی: دیکھیے: چستی و چابکی۔

چادر: پانی کی چوڑی دھار جو جھرنے کی طرح اوپر سے نیچے گرے۔

چادر کا چھُٹنا: پانی کی چادر کا اوپر سے نیچے گرنا۔

وہ چادر کا چھُٹنا، وہ پانی کا زُور
ہر اک جانور کا درختوں پہ شُور

[بیان، ۱۳۳۰]

چادر پھِرانا: فوج کا ہتھیار ڈال کر پناہ مانگنا۔

اِدھر نشان کھُلے، شادیانے بجے؛ وہ سب چادر پھِراتے، ماتم کرتے...... جس کا مُنہ جدھر اُٹھا، بھاگ نکلے۔

[فسانہ، ص ۲۶۳]

چادرِ گُل: پھولوں کی چادر (جو قبر اور مزارات پر چڑھائی جاتی ہے)۔

چادرِ مہتاب: چاندنی۔

چار آنکھ کرتا ہے: دیکھیے: آنکھ چار کرتا ہے۔

چار آئینہ: ایک قسم کی زرہ جس میں چار لوہے کی تختیاں، بانات اور مخمل میں منڈھ کر سینے اور پیٹھ کی طرف لگاتے تھے۔

چار اَبرُو کا صفایا: سر، بھویں، مونچھیں، داڑھی مُنڈا دینا۔

چار بالِش: مسند، شاہی تخت۔

چار بَند: چاروں سمتیں۔ جسم کا ہر ایک جوڑ، ہر ایک بند۔

چار بند کی فَصد لینا: وہ فصد جس میں اُن رگوں سے خراب خون نکلتا ہے جو پیٹھ کے چاروں طرف ہیں۔

چار جامہ: پوتھیے موٹے کپڑے یا نمدے کی گدّی، جو معمولی ضرورت کے لیے زین یا کاٹھی کے بجائے گھوڑے کی پیٹھ پر کسی جائے: خوگیر، کمر گھسنا۔
(اصطلاحات)

چار چاند لگنا: شہرت ہونا، نام ہونا۔

رونق بڑھ جانا۔ مرتبہ، عزت، قدر و قیمت بڑھ جانا۔

چار چَند: چوگنا۔

چار دانگ: چاروں سمتیں۔ چاروں طرف، ہر طرف۔

چار دانگ دُنیا: ساری دُنیا۔

میں نے حکم کیا: چار دانگ میں جستجو کرو۔
[باغ، ص ۳۴۵]

چاروں دانگ ملک: چاروں سمتوں میں جو ملک ہیں؛ مراد ہے ساری دُنیا۔

ایک بار یہ خیال جی میں آیا کہ چاروں دانگ ملک تو پھرا، لیکن جزیرۂ فرنگ کی طرف نہ گیا [باغ، ۱۹۸]۔

چار دن چاندنی دکھاؤ گے: تمھاری محبت چار دن کی ہے۔

چار دن چاندنی دکھاؤ گے
وہی اندھیر پھر مچاؤ گے
(مثنویات، ۳۵۶)

چار دیواریِ عَناصِر: جسم۔ دُنیا۔

چار زانو بیٹھنا: آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، کہ داہنا پانو بائیں زانو کے نیچے اور بایاں پانو داہنے زانو کے نیچے رہے اور پنڈلی پر پنڈلی رہے۔ اکثر جوگی یا فقیر اِس آسن سے بیٹھتے ہیں۔

جب دوسرے درویش کے کہنے کی نوبت پہنچی، وہ چار زانو ہو بیٹھا۔
[باغ، ص ۶۸]

چار ضَرب: چار ابرو کا صفایا، جو آزاد قلندروں کا شعار ہے۔ دیکھیے: چار ابرو۔

چار فَصل: جاڑا، گرمی، برسات، بہار۔

مُراد ہے: پورا سال، ہر وقت۔

چار قُب: بادشاہوں کا اور اُمرا کا ایک طرح کا صدری نما لباس۔

چار قُب موتیوں کی: موتیوں سے آراستہ چار قب۔

ملک صادق تاج اور چار قُب موتیوں کی پہنے ہوئے مسند پر تکیے لگائے...... بیٹھا ہے [باغ، ص ۲۲۴]۔

چار گردے کے گھوڑے: بہت مضبوط اور دم خم رکھنے والے گھوڑے، جو بہت دیر تک دوڑ سکیں، جلدی نہ تھکیں۔
[باغ، ص ۶۳]

چار یار: لفظی معنی: چار دوست۔ اصطلاحاً مراد ہوتے ہیں وہ چار اصحاب جو رسول اللہؐ کے بعد اِس ترتیب کے ساتھ خلیفہ ہوئے ہیں: حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ: خلفائے اربعہ، خلفائے راشدین۔

چالاک: پھُرتیلا، کام کرنے میں تیز، ماہر، چُست۔

یہ لکھ کے، کہا سمن پری کو
چالاک ہے تو ہی قاصدی کو
(گلزار، ۶۰۲)

[یعنی چستی اور مہارت کی وجہ سے تو ہی قاصد بننے کے لائق ہے]۔

ع: جو چالاک تھی، بن گئی وہ بھی سُست
[بیان ۱۸۰۹]

چالاک: شوخ، جوانی کے اثر سے جس کے جسم میں شوخی و شرارت بھری ہوئی ہو۔

شوخ، چالاک، خوش مزاج، حسین
سن جوانی کا، سب کے سب شوقین
(مثنویات، ۲۳)

آئی ماما بھی ایک ہے ہمراہ
کتنی چالاک ہے، خدا کی پناہ!
اپنے سایے سے بھی بھڑکتی ہے
بوٹی بوٹی پڑی پھڑکتی ہے
(مثنویات، ۷۸۷)

چالاک: (۱) تیز رفتار (گھوڑے کے لیے)۔

دو گھوڑے چالاک اور جانباز، کہ چلنے میں ہوا سے باتیں کریں...... تیار رکھ۔
[باغ، ص ۶۳]

(۲) عیّار، مکّار، فریبی۔

چالاک دست: ماہر، ماہرِ فن، کاریگر۔ ہنر مند، مشّاق۔

چالاکی: جوانی کے اثر سے بدن میں شوق و شرارت کا یکجا ہونا۔

ناک میں نیم کا فقط تنکا
شوخی، چالاکی مقتضا سن کا
(مثنویات، ۱۷۴)

(۲) تیزی، رفتار کی تیزی، پھرتی۔

میں بھی تھا کم سنی سے عاشق تن
پالے طفلی میں کھیلنے کو ہرن
دل سے چالاکی اُن کی بھاتی تھی
پیاری آنکھوں پہ جان جاتی تھی
(مثنویات، ۱۵۰)

(۳) عیاری، مکاری۔

چال نہ رہیے: تدبیر نہ چھوڑی جائے۔

سوچی کہ نہ اب بھی چال رہیے
شادی کا مزہ نکال رہیے
(گلزار، ۱۲۳)

چانپ: بندوق کا وہ پرزہ جس کے ذریعے گندا، نالی سے بجدا رہتا ہے۔

چانپ کے پتھر: دیکھیے: چقماقی بندوق۔

چاندنی: سفید چادر کا فرش جو فرشی دری کے اوپر بچھاتے ہیں۔

چاندنی کا فرش: (۱) زمین پر کھلی ہوئی چاندنی۔

(۲) فرشی دری پر سفید چادر (چاندنی) کا فرش۔

مہتاب سے چاندنی کا واں فرش
یاں چرخی سے چرخ میں سرِ عرش
[گلزار، ۱۰۱۳]

اِس شعر کے لفظ "چاندنی" میں فرش اور چاندنی (مہتاب) دونوں کی رعایت شامل ہے۔

چاندنی نے مارا ہے: فالج کا اثر ہو گیا ہے، فالج نے مارا ہے۔

یہ تو عجب چمک کا ماہ پارہ ہے، اِس کا دیکھنا رنگ لایا، گویا چاندنی نے مارا ہے۔
[فسانہ، ص ۷۹]

چاوچوز: لاڈ پیار، ناز و نعمت۔

مجھ فقیر نے بڑے چاوچوز سے ماباپ کے سایے میں پرورش پائی۔
[باغ، ص ۲۱]

چاہ: کنواں۔ چاہت، محبت۔

دل کو چاہِ ذَقَن کی چاہ نہ تھی
کسی یوسف لقا سے راہ نہ تھی
[مثنویات، ۴۴۲]

چاہِ ذَقَن: وہ چھوٹا سا گڑھا جو ٹھوڑی کے بیچ میں ہوتا ہے۔
[چاہ: کنواں۔ ذقن: ٹھوڑی]

چاہِ زَنَخْداں: ٹھڈّی کا گڑھا، چاہِ ذقن۔

چاہِیتا: چاہیے ہوتا۔

سب سرکاروں میں جو تحفہ چاہیتا، میری ہی دُکان سے جاتا [باغ، ص ۱۳۷]۔

چاؤش: نقیب، چوبدار۔ بادشاہوں۔ امیروں کی سواری کے آگے آگے مقرّرہ الفاظ

(جیسے: دور باش، ہوشیار وغیرہ) کو بہ آواز بلند ادا کرنے والا۔

چِپَک (چِپَخ): ایک قسم کی ابابیل۔ چھوٹی قسم کا شِکرا، جو دبلا پتلا، لاغر ہوتا ہے اور چھوٹی چڑیوں کا شکار کرتا ہے۔

چُپّنی بھر پانی میں ڈوب مرے: غیرت اور شرم دلانے کے لیے کہتے ہیں۔

چِپیک دینا: سُپرد کر دینا، کسی کے ذمّے ڈال دینا، سر منڈھنا۔

نواب محسن الملک نے حیدر آباد میں فرنیچر اُن کے سر چِپیک دیا تھا۔
[کہانی، ص ۶۷]

چِت: خیال، دھیان۔

جب اُس نگر پہنچے جس کی چِت میں گھر چھوڑے، تو لا اب بہت ہو۔
[فسانہ ص ۳۶]

چِت بھنگ ہونا: بدحواس ہونا، اوسان گُم ہو جانا۔

چَتْر: ایک طرح کی بڑی زرکار چھتری جو بادشاہوں اور اُمرا کے سر پر لگائی جاتی تھی۔

چَتْر بَردار: وہ ملازم جو بادشاہ یا کسی امیر کے سر پر چتر (سنہری چھتری) کا سایہ کیے ہوئے ہو۔

چَتْرا: چالاک، عیار، مکار، فریبی۔ تجربے کار، عقل مند۔

جو نظر باز اُس کا چترا ہے
خوب دیکھو تو جیب کترا ہے
[سودا، ص ۲۷۷]

چَتْرِ گُل: پھولوں سے بنا ہوا چتر۔

چِتُون تاڑنا: اشارہ سمجھ لینا، مطلب سمجھ لینا۔

ع: ہم چشموں نے چتون اُس کی تاڑی
(گلزار، ۵۰۳)

چُٹلا: سونے یا چاندی کا گُچھا سا جو عورتیں اپنی چوٹی کے پیچھے لگا لیتی ہیں۔

جو نہیں مُباف کھولا، چُٹلے میں سے ایک موتی کا دانہ گول، آب دار نکل پڑا۔
[باغ، ص ۹۳]

چٹّے بٹّے: چھوٹے بچّوں کے ایک قسم کے کھلونے، جس میں جُھنے اور لٹو بھی ہوتے ہیں (آصفیہ)۔

گلے میں ہیکل نورتن کی پڑی ہے اور جُھنجُھنا، جُھنی، چٹّے بٹّے بجو او دھرے ہیں
[باغ، ص ۲۴۲]۔

چٹّے بٹّے: وہ چھوٹے چھوٹے گولے اور گولیاں جو مداری تھیلے میں سے نکال نکال کر تماشا دکھاتے اور دھوکا دیتے ہیں (آصفیہ)۔

لکڑی کے چھوٹے بڑے گولے جن کو لڑا کر چھوٹے بچّوں کو چیزوں کے ٹکرانے کی آواز سننے کا عادی بنایا جاتا

ہے (اصطلاحات)۔

چَراغاں/ چِراغاں: بہت سے چراغوں کی یک جا روشنی۔ قطار در قطار جلتے ہوئے چراغ، دیپ مالا۔

چراغ بر کف: ہاتھ میں چراغ لیے ہوئے۔

ع: چوری سے چلا چراغ بر کف
[گلزار، ۲۱۷]

[فارسی کا مشہور مصرع ہے:
ع: چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد،
یعنی کیسا بہادر چور ہے کہ ہاتھ میں چراغ لے کر چوری کرنے چلا ہے]۔

چراغ بڑھانا: چراغ بُجھانا۔ بہت سے لوگ "چراغ بجھادو" کہنا اچھا نہیں خیال کرتے۔ اُن کے نزدیک اِس میں ایک طرح کی بدشگونی ہے (زندگی کا چراغ بجھانے کی نسبت سے)؛ اِس لیے چراغ بجھانا کی جگہ چراغ بڑھانا، چراغ ٹھنڈا کرنا، کہتے ہیں۔

چراغ پا ہونا: بے تاب ہونا، تلملانا، جم نہ پانا، اُکھڑ جانا۔ مشتعل ہونا، بہت ناراض ہونا۔

چراغِ تہِ داماں / دامن: وہ چراغ جسے ہوا سے بچانے کے لیے دامن کی آڑ میں لیا جائے؛ محفوظ چراغ۔

[بعض مقامات پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کنواری لڑکیاں، (یا جس نے کوئی خاص منّت مانی ہو) وہ کسی بزرگ کے مزار سے مٹّی کا دیا جلا کر اور دامن کے نیچے لے کر گھر آتی ہیں۔ اُن کے خیال کے مطابق اگر راستے میں چراغ گُل نہ ہوا تو اُسی سال مراد حاصل ہو جائے گی]۔

چراغ دان: جس پر چراغ رکھا جائے۔ چراغ رکھنے کی جگہ۔ لکڑی یا لوہے سے بنا ہوا لمبا سا اِستادہ، جسے ڈیوَٹ بھی کہتے تھے۔

چراغ روشن مراد حاصل: کسی متبرّک مقام پر چراغ جلاؤ تو مراد ملے گی۔ [عموماً مزارات کے مجاوروں کا روزمرّہ ہے]۔

چور کہتے ہیں کہ جب چراغ روشن ہوں [یعنی رات ہو] تو کام بنتا ہے۔
(اردو لغت)

چراغِ سَحَر، چراغِ سَحَری: صبح کا چراغ، کنایتاً: جو مرنے کے قریب ہو، کوئی دم کا مہمان۔

چراغِ صُبح: چراغِ سحر۔

چراغِ غُول: اَگیا بیتال، غولِ صحرائی (بھوت پریت) جو مسافروں کو بہکانے کے لیے عوام کے خیال کے مطابق اپنے منہ سے شعلے نکالتے ہیں۔ عوام میں مشہور ہے کہ اکثر جنگلوں میں، دریا کنارے جو جلتے ہوئے چراغ دکھائی دیتے

ہیں، اُنھی شعلوں کی روشنی ہوتی ہے۔

چراغ گُل ہو جانا: گھر کا اُجڑ جانا، خاندان کا نیست نابود ہو جانا۔

چراغِ مضطرب: کم زور لو کا چراغ، ٹمٹماتا ہوا، جھلملاتا ہوا چراغ۔

اُس کی قندیل وچراغ آگے یہ خورشید وفلک
جوں چراغِ مضطرب یک قمقمے کے درمیاں
[سودا، ص ۶۳]

چراغی: نذرانہ، بھینٹ، وہ نقدی جو کسی مزار پر یا کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دیتے وقت کسی چیز پر رکھ کر چراغ تلے رکھ دیتے ہیں اور اُس کو فاتحہ دینے والا لے لیتا ہے۔

چراغی لینا: نذرانہ یا بھینٹ حاصل کرنا، ٹیکس وصول کرنا۔ مجازاً: تابع دار بنالینا۔

بارے، یہ ہزار بدماغی
لی خضر نے غُول سے چراغی
(گلزار، ۱۱۵)

[شعر کا مطلب یہ ہے کہ دلبر بیسوا جیسی مکار عورت کو تاج الملوک نے اپنا تابع بنالیا]۔

چُرت: جمھائی، اونگھ۔

خمیازے پہ خمیازہ ہے اور چُرت اُپر چُرت
مُنہ صورتِ سوفار، کمر شکلِ کماں ہے
[سودا، ص ۲۵۶]

چَرِتر: مکر، فریب۔

چرچا مچا: شہرت ہوئی۔

آخر اُس کی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار میں مچا [فسانہ، ص ۲۳۳]۔

چرچا مچایا: شہرت دی۔

خبرداروں نے اِس حال کا خاص و عام میں چرچا مچایا [فسانہ، ص ۱۷۶]۔

چَرخ: آسمان۔ ایک آلے کا نام جس پر تانبے کے برتنوں کو چڑھا کر صاف کرتے ہیں۔

چرخِ بے مدار: آسمان جو کسی ستون یا سہارے اور مرکز کے بغیر بلند ہے۔

جب تلک چرخ بے مدار رہے
یہ فسانہ بھی یادگار رہے
(مثنویات، ۱۵۷)

چرخِ چنبری: گول، گھیرے والا آسمان۔

چرخِ دَوّار: گردش کرنے والا آسمان۔

چرخِ دوں پرست: کمینوں کو پسند کرنے والا آسمان۔

چرخ میں ہے: گردش میں ہے۔

کہ رنگِ چمن پر نہیں اعتبار
یہاں چرخ میں ہے خزان و بہار
[بیان، ۴۶۳]

[یعنی خزاں اور بہار، دونوں آتی جاتی

رہتی ہیں، کسی کو قیام اور ثبات نہیں]۔

چرخِ نیلوفری، چرخِ نیلی فام: آسمان۔

چرخی: آتش بازی کی ایک قسم، جس میں ایک چھوٹا یا بڑا چکر تیزی سے گھومتا ہے اور آتش بازی کے پھول چاروں طرف برستے ہیں۔

چرخی مار: جنگلی اور وحشی جانوروں، خاص کر ہاتھی کو سدھانے والا ملازم۔

چرسا: بھینس، گائے، بَیل کا چمڑا۔ انسان کی کھال۔ چمڑے کا بنا ہوا گول بہت بڑا ڈول، جس سے بَیلوں کی مدد سے بڑے کنویں سے پانی نکالا جاتا تھا (کھیتوں میں دینے کے لیے، سِنچائی کے لیے)۔

چرغ: مشہور درندہ تیندوا۔

چرکٹا: جنگل یا کھیت سے ہاتھی کے لیے چارا کاٹ کر لانے والا ملازم، یا ہاتھی کے لیے چارا بنانے والا ملازم؛ مہاوت کا ماتحت جو چھوٹے موٹے کام کیا کرتا ہے۔

چرم: چمڑا، کھال۔

چرم واستخواں: ہڈی چمڑا۔

اُن کی مجنوں کی سی صورت ہو رہی ہے
کہ چرم واستخواں باقی ہے۔

[باغ، ص ۱۲۲]

چرن برداری: خدمت۔

اِس فدوی سے اگر کچھ تقصیر چرن برداری میں واقع ہوئی ہو تو ارشاد ہو۔

[باغ، ص ۲۱۳]

("چرن" کے حقیقی معنی: پَیر۔ مجازی معنی: جوتا)۔

چَرَن بَرْدار: امیروں کی جوتیاں اُٹھانے والا، خادم، کفش بردار۔

چڑمرانی: گالی (چوت مرانی) (فسانہ، ص ۶۴)۔

چڑھا چاند، چڑھتا چاند: قمری مہینے کا پہلا حصہ (جس میں چاند بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے)۔

قمری مہینے کی شروع کی تاریخیں (یکم کے بعد سے چودھویں تک)۔

ماتھے پہ ترے جھمکے ہے جھومر کا پڑا چاند
لا بوسہ، چڑھے کا وعدہ تھا، چڑھا چاند

[بہت سے پُرانے گھروں میں شادی کی تاریخ چڑھتے چاند کی (یعنی یکم سے ۱۴ر تک) دی جاتی ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اُترتے چاند (۱۶ر سے آخری تاریخ تک) میں شادی کرنا اچھا نہیں کہ وہ اُتار کے دن ہوتے ہیں]۔

چڑھواں جوتا / چڑھواں جوتا: اُٹھی اڈی کا مردانہ جوتا [اڈی: جوتے یا جوتی کا پچھلا کھڑا حصہ جو پیر کی ایڑی پر چڑھایا جاتا

ہے (اصطلاحات)۔

بالوں کا جوڑا باندھا۔ موچھوں پر تاؤ دے کر چڑھواں جوتا اڑا لیا [باغ، ص ۱۰۷]۔

شررؔ نے لکھا ہے: "دہلی کے آخری عہد میں چڑھواں جوتا ایجاد ہوا، جس کی ابتدائی وضع یہ تھی کہ آدھا پنجہ اور گٹے سے نیچے تک پانو اُس میں چھپ جاتا۔ اُس کے سرے پر چوڑی نوک پنجے پر جھکا کے بٹھادی جاتی۔ یہ پہلا دلّی وال جوتا تھا جس کا پچاس سال پیش تر زیادہ رواج تھا۔ اُس کے بعد سلیم شاہی جوتا نکلا...... اُس کی نوک آگے نکلی اور اُٹھی ہوئی ہوتی اور نوک کا تھوڑا سا باریک سرا اوپر مُوڑ دیا جاتا۔ ایجاد کے بعد اُس پر کلابتون کا مضبوط کام بننے لگا جو بالکل سچّا اور قیمتی ہوتا۔ اگرچہ یہ کام دلّی وال اور سلیم شاہی، دونوں وضع کے جوتوں پر بنایا جاتا؛ مگر سلیم شاہی جوتے کا بہت رواج ہوا اور اُس نے چند روز میں پُرانے دلّی وال کو مٹادیا"

[شررؔ: گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۲۳]

چُستی و چالاکی: تیزی، پھرتی۔

عیاں چُستی و چالاکی گات سے
نمودِ جوانی ہر اک بات سے

[بیان، ص ۹۰۹]

چسنک: میٹھا میٹھا درد، خفیف سا درد، کسک۔

چسکی: وہ افیون جو افیونی خلافِ وقت (مقررہ وقت کے علاوہ) پیتے ہیں (فسانہ ص ۹)۔

چَسْنَک: (۱) وہ کھانا جو باورچی تقریبوں کے موقعوں پر اپنے لیے، حصّے کے طور پر صاحبِ تقریب کے گھر سے لے جاتے ہیں۔ اُس زائد کھانے کے لیے بولتے ہیں جو خاصے سے بچ رہتا ہے اور جس کو باورچی اپنے کھانے کے لیے لے جاتے ہیں۔

(۲) کسی تقریب کا بچا ہوا کھانا جو دوستوں، عزیزوں کو بھیجا جائے۔

چشم آشنا: کچھ کچھ پہچاننے والا، صورت آشنا، ایسے لوگ جن سے کبھی کبھار ملاقات ہوئی ہو۔

ایک اُن میں سے چشم آشنا تھا
گوکہ اُسی شاہ زادے کا تھا

(گلزار، ۵۳۰)

چشم بُوس: آنکھوں کو چومنے والا۔ پلکوں پر لرزاں پانی کے قطرے۔

ہوا قطرۂ آب یوں چشم بوس
کہے تو، پڑے جیسے نرگس پہ اُوس

[بیان، ۴۸۵]

[یعنی (نہانے میں) پانی کے قطرے آنکھوں پر یوں پڑے تھے جیسے وہ آنکھوں کو چوم رہے ہوں]۔

چشمِ بیمار: وہ آنکھ جو اُدھ کُھلی نظر آتی ہو؛ کُھلی ہوئی سی، خُمار آلودہ، نشیلی آنکھ۔ محبوب کی آنکھ کی صفت۔

چشم پوشی کرنا: آنکھیں میچ لینا۔ دیکھ کر ٹال جانا، توجہ نہ کرنا، درگذر کرنا، کسی بُرائی کو نظر انداز کر دینا۔

چشمِ حلقۂ دَر: مراد ہے مٹھ کا دروازہ۔
(گلزار، ۱۲۶۴)

چشمِ حلقۂ در پتھرا گئی: مٹھ کا دروازہ بند ہو گیا (گلزار، ۱۲۶۴)۔

چشمِ خوں پالا: خون سے بھری ہوئی آنکھ، غم والم میں ڈوبی ہوئی آنکھ۔
[فسانہ، ص ۱۰۰]

چشمِ خوں چکاں: جس آنکھ سے خون کے آنسو بہہ رہے ہوں (اظہارِ غم کی شدّت کے لیے کہا جاتا ہے)۔

چشمداشت: امّید، خواہش۔

چشم زخم: وہ نقصان جو بُری نظر کے اثر سے پہنچے۔

مع: اے یوسفِ چشم زخمِ یعقوب
[گلزار، ۵۸۰]

[حضرت یوسفؑ کے گم ہو جانے سے حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی، اُس کی طرف اشارہ ہے]۔

چشم زَدَن میں: لمحے بھر میں، فوراً۔

چَشْمَک: آنکھ کا اشارہ۔ لحہ بھر، پل بھر۔ نظربازی۔ طنزاً: نوک جھوک، طعنے تشنے۔

چَشمک: ناراضی، رنجش۔

دی آنکھ جو شہ نے رونُمائی
چشمک سے نہ بھائیوں کو بھائی
(گلزار، ۳۳)

چشمک زَن: طعنہ دینے والا۔

رفعت وشان چشمک زنِ فلکِ ہفتمیں
[فسانہ ص ۳۳]۔

[یعنی اُس کی بلندی، ساتویں آسمان کی بلندی پر طعنہ زن تھی۔ ساتویں آسمان کی بلندی اُس کی رفعت کے سامنے شرما رہی تھی]۔

چشمک کرنا: اشارہ کرنا۔ بچنا۔

دُزدِ حنا کا رنگ نہ جمتا تھا، سرِ دست ہاتھ باندھا جاتا تھا۔ آنکھ چُرانے سے ہم چشم، چشمک کرتے تھے [فسانہ، ص ۳۳]۔

چشمک مارنا: آنکھ سے اشارہ کرنا۔ طنز کرنا، مذاق اُڑانا۔

چشمِ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں۔

چشم نُمائی: جھڑکنا، تنبیہ کرنا۔

چشم وابرو دکھاتا تھا: ڈراتا تھا، گھورتا تھا۔

دکھلاتا تھا وہ مکانِ جادو
محراب سے، در سے چشم و ابرو
[گلزار، ۲۲۰]

چشم وا ہوا: آنکھیں کھولیں، نیند سے بیدار ہوا۔

ہوا چشم وا جب وہ مژگاں دراز
سفید و سیہ میں ہوا امتیاز
[بیان، ۱۹۱۹]

[یعنی جب سورج نے بیدار ہو کر اپنی روشنی پھیلائی]۔

چشم و چراغ: آنکھوں کا نور، بہت پیارا، بہت عزیز۔ مجازاً: رونق بڑھانے والا۔

بنایا تھا اُس نے الگ ایک باغ
کہ فردوس کا تھا وہ چشم و چراغ
[بیان، ۱۶۹۴]

وہ چشم و چراغ بیسوا کے
کرنے لگے تاک جھانک آ کے
(گلزار، ۱۱۱)

[مراد ہے چوہے اور بلی سے کہ دونوں بہت سدھے ہوئے تھے]۔

چشمۂ حیواں: آبِ حیات کا چشمہ۔

چشمۂ خضر: آبِ حیات کا چشمہ، دیکھیے: آبِ بقا۔

چشمۂ زندگانی: آبِ حیات کا چشمہ۔

چشمۂ نیلوفری: آسمان، نیلا آسمان۔

چقماق: (۱) پرانی بندوق کی ایک قسم (دیکھیے: پتھر کلا)۔ رفل: چقماق، توڑے دار [فسانہ، ص ۱۸۲]۔

(۲) وہ پتھر جس پر لوہا مارنے سے چنگاریاں اُڑتی ہیں۔

وہ پتھر اور لوہا جن کو رگڑ کر آگ نکالتے ہیں [دیکھیے: چکمک)۔

چکارا: (۱) ایک قسم کا چھوٹا اور نازک صحرائی ہرن۔

(۲) سارنگی کی قسم کا تین تار اور پانچ طربوں والا ساز۔ اِس کے باج کے تار (بجنے والے تار) گھوڑے کی دُم کے بالوں کے بنائے جاتے ہیں۔ پنجاب کے علاقے میں سادھوؤں میں رائج ہے۔

چک پَہیا: موٹا تازہ آدمی، فربہ۔

چک چوُر: نشے میں دُھت، مدہوش۔ [دیکھیے: چکنا چور]۔ بہت زیادہ زخمی۔ مغلوب۔

چَکّر مَکّر: حیلہ، بہانہ، دغا فریب۔

چک مَک: چقماق یا چقمق؛ وہ پتھر جس سے آگ نکلتی ہے [اِس پتھر کے ٹکڑوں کو باہم رگڑنے سے چنگاریاں نکلتی ہیں۔ پُرانے زمانے میں آگ اِسی طرح سلگائی جاتی تھی]۔

چرند پرند شکار کرتے۔ چک مک سے

آگ جھاڑ، بھون بھان کر کھالیتے۔
[باغ، ص ۶۴]

چکناچور: نشے میں ڈوبا ہوا، مست و بے خود۔

دماغ کشور ستانی ہے، اُٹھتی جوانی ہے،
نشۂ شباب سے چکناچور ہے
[فسانہ، ص ۷۷]

(۲) ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے، پاش پاش۔

چکنا گھڑا: بے حیا، بے غیرت، بے شرم۔

چُلاؤ: بے گوشت کا پُلاؤ، جس میں آلو، مٹر وغیرہ ڈال کر پکاتے ہیں۔

چلپچی: دیکھیے: چلمچی۔

چلپک: پوری، کچوری۔

چل چخے: اظہارِ نفرت کا کلمہ: نامراد، بے ہودہ، دفع ہو، دور ہو۔

مجھ سے باتیں نہ اب زیادہ بنا
چل چخے، مردوے! حواس میں آ
(مثنویات، ۹۳۰)

بھاڑ میں جائے تیرا ایسا پیار
چل چخے، ہو تجھے خدا کی مار
(مثنویات، ۱۰۱۵)

چلک: چمک دمک، روشنی۔

چلکنا: چمکنا، روشن ہونا۔

چلکا: چاندی کا سکّہ۔

چلمچی: ہاتھ منہ دھونے کا ایک خاص وضع کا بنا ہوا چوڑا برتن، جس کے منہ پر سوراخ دار ڈھکن ہوتا تھا، تاکہ پانی اُس کے نیچے پیندے میں جمع ہو۔ یہ برتن عموماً تانبے کا ہوتا تھا: چلپچی، سلپچی۔

چلّہ: چالیس دن۔ چالیس دن کا عرصہ۔

اُس عازمِ سمتِ معشوق کو چلّہ وہیں گزرا
[فسانہ ص ۱۷۷]۔

چلّہ (چلا): چالیس دن کا جاڑا، جو پوس کے مہینے سے شروع ہو کر سوا مہینے تک خوب زور سے پڑتا ہے۔ اور بعض لوگوں کے قول کے مطابق ۲۰ دن پوس کے اور بیس دن ماگھ کے ہوتے ہیں۔ اِسے چلّے کا جاڑا کہتے ہیں۔

چلّے بیٹھنا / چلّہ کھینچنا: چالیس دن تک تنہا ایک گوشے میں بیٹھنا اور کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مقرّرہ وظیفہ پڑھنا۔

پھر فراغت سے جنوں کی تسخیر کی خاطر چلّے بیٹھا اور ترکِ حیوانات کر کر حاضرات کرنے لگا [باغ، ص ۱۱۰]۔

چلّے میں فنِ تیر کھینچ لیا: چالیس دن میں تیر اندازی کا فن پوری طرح سیکھ لیا۔

کماں کے جو دَرپے ہوا بے نظیر
لیا کھینچ چلّے میں سب فنِ تیر
(بیان، ۴۵۰]

["چلّہ" کے ایک معنی ۴۰ دن کی مدّت

بھی ہیں اور کمان کی تانت کو بھی کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کمان کو کھینچا جاتا ہے۔ تانت کے اُس سرے پر جو کمان سے بندھا نہیں ہوتا، ایک چھلا چمڑے یا لکڑی کا لگا ہوتا ہے، جسے کمان کے گوشے پر چڑھا کر کمان کو کھینچتے ہیں۔ اِس شعر میں "چلّے" میں یہ دونوں رعایتیں شامل ہیں]۔

چَلیپا: صلیب کا نشان [✝]۔

چُماق: لوہے کا شش پہلو (چھے پہلوؤں والا) گُرز۔ موٹا ڈنڈا جس کا سر گرہ دار ہو۔

اُس عزیز کو دیکھا کہ ایک چوکی پر بیٹھا ہے اور ایک جڑاؤ چُماق روبہ رو دھرا ہے [باغ، ص ۱۸۲]۔

چمپا کلی: گلے کے ایک زیور کا نام، جس کے دانے چمپا کی کلیوں سے مشابہ ہوتے ہیں۔

چَم چچڑ: پیچھا نہ چھوڑنے والا۔ (چچڑی: ایک قسم کا چھوٹا سا خون پینے والا کیڑا، جو عموماً کتے، بکری، گائے، بھینس وغیرہ کی کھال سے چمٹا رہتا ہے اور آسانی سے نہیں چھوٹتا]۔

تیرا یہ اختلاط جائے اُجڑ
کس قدر ہے نگوڑا چَم چچڑ

[مثنویات، ۹۵۴]

چُملا: بھیک کا پیالہ۔

بے نواؤں کے مٹھے اور ٹکڑگداؤں کے چُملے اشرفی اور روپیوں کی کھچڑی سے بھر دیے [باغ، ص ۲۴۱]۔

چمن: باغ کے اُن ٹکڑوں (قطعات) کو کہتے ہیں جہاں سبزہ ہو اور پھول ہوں، پھولوں کے پودے لگائے گئے ہوں: تختہ باغ۔

باغ چھوٹا سا، پیارے پیارے چمن
گل تو گل، پتے پتے پر جوبن
ہر چمن پر نئی طرح کی بہار
پھولا اک سمت کو ہے ہار سنگار

[مثنویات، ۱۱۲۔۱۱۳]

چمن طَراز، چمن آرا، چمن بند، چمن پَیرا: چمن کو سنوارنے والا: باغبان، مالی۔

چمن طرازِ دہر، چمن طرازِ حقیقی: خدا۔

چمن چمن خوش تھا: بہت خوش تھا۔ (گلزار، ۳۷۴)

چمن زار: ایسا باغ جہاں پھول بہت ہوں۔ ایسی جگہ جہاں دور تک پھول ہی پھول ہوں اور سبزہ ہی سبزہ نظر آئے۔

چَم و خَم: شان شوکت، کرّوفر۔ زیب وزینت۔

یا تو اُسے نُچا کُھچا، دشتِ غربت کا آوارہ دیکھا تھا: اب چَم و خَم، جاہ و حشم سے پایا [فسانہ، ص ۱۸۸]

چند در چند: بہت سے، کئی ایک۔

چند در چند عذر کیے پر اُس جوان نے ہرگز نہ مانا[باغ، ص ۳۲]۔

چندے: کچھ دن، تھوڑی سی مدّت۔

اگر چندے اور تغافل ہوا تو اِس محنت کا ملک لیا ہوا، مفت میں جاتا رہے گا۔
[باغ، ص ۱۲]

چندے آفتاب چندے مہتاب/ماہ تاب: چمک دمک میں چاند سورج سے بڑھ کر۔ بہت حسین، بہت خوب صورت۔

چندے بود و باش کرتا: کچھ دن رہتا۔
(فسانہ، ص ۳۰)

چندے خورشید چندے مہتاب: دیکھیے: چندے آفتاب چندے ماہتاب۔
(گلزار، ۲۱۳)

چندے سے: کچھ دنوں سے۔

مگر اُس شہر کا چندے سے یہ دستور تھا۔
[فسانہ، ص ۲۸۴]

چنڈال: ذلیل، کمینہ، بدبخت، منحوس۔

کوئی ہاتھی ہے یا آفت وہ چنڈال
مہاوت پر گرہ، آقا کے سر کال
[سودا، ص ۲۹۵]

چنڈول: مٹّی کا ایک کھلونا، جسے "چو گھڑا" بھی کہتے ہیں۔ مجازاً: بے ہنگم، بد ہیئت شخص۔

وہ مٹّی کا برتن جس میں دیا روشن کیا جاتا ہے اور رنگ بہ رنگی کاغذ چاروں طرف چمنی کے طور پر لگایا جاتا ہے: قندیل۔

چنڈول: دیکھیے: کنڈول۔

چَنگ: ستار کی قسم کا ساز، جس کا اوپر کا رُخ خمیدہ ہوتا ہے۔

(۲) ایک قسم کا کنکوا، جس کی شکل تکونی قندیل جیسی ہوتی تھی۔ اُس کے اندر کپڑے کی ایک گیند لٹکا دیتے تھے جو تیل میں ڈوبی ہوئی اور تار سے بندھی ہوتی تھی۔ رات کے وقت اُسے روشن کر کے اُڑاتے تھے۔

چَنگ پر چڑھانا: شہ دینا، اُکسانا، بے وقوف بنانا۔

چنگال: جانوروں اور شکاری پرندوں کا پنجہ ۔ آدمیوں کا پنجہ: چنگل۔

شہ زادے پر اُس نے مار چنگال
دریائے طلسم میں دیا ڈال
[گلزار، ۶۹۴]

پیاری! یہ نہیں حنائی چنگال
ہاتھ ایسے مَلے کہ ہوگئے لال
[گلزار، ۱۳۲۲]

چَنگیر: روٹی، پھول، پھل، مٹھائی وغیرہ رکھنے کا پھیلا ہوا گول ظرف۔ پھیلواں مُنہ کی اُتھلی ٹوکری یا ڈلیا۔

چَنْگیری: چَنْگیر۔(۲) چھوٹا پلنگ، چھپر کھٹ جس کا بالائی حصہ گول ہو۔

چَنْوَر: مور چھل؛ بالوں کا (عموماً گھوڑے کی دُم کے بالوں کا) بنا ہوا وہ گچھا جس سے مکھیاں اڑاتے ہیں، اِس میں لکڑی یا دھات کا دستہ لگا ہوتا ہے۔(۲) پرندوں کے پروں کا بنا ہوا خاص انداز کا گول پنکھا۔(۳) پروں کا وہ گچھا جو پگڑی، ٹوپی، ہاتھی یا گھوڑے کے سر پر لگایا جاتا ہے: کلغی، پھُندنا۔

چُنّی: سرخ چھوٹا سانگ، جو اکثر نتھ کے موتیوں کے درمیان ڈالتے ہیں: لالڑی۔

چوا: مائل ہوا۔

عروسِ شیخ سے پوچھا یہ ایک زاہد نے
سبب یہ کیا ہے کہ دل تجھ سی کا اُنھوں پہ چوا
[سودا، ص ۲۹۰]

چواَگن: چاروں سمتوں میں جلنے والی آگ۔

ایک قسم کے جوگی، جنھیں "ہٹ جوگی" کہتے ہیں۔ وہ تپسیا کے لیے چاروں سمتوں میں آگ جلا کر بیچ میں خود بیٹھتے ہیں۔

کسی کے خرقہ و تاجِ سر و تن میں، کوئی چواَگن میں [فسانہ ص ۲۷۴]۔

چوب: تاشہ، ڈھول، نقارہ (وغیرہ) بجانے کی لکڑی۔

دیا چوب کو پہلے بم سے ملا
لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا
[بیان، ۳۱۴]

["بم" نقارے کا بایاں طبل]۔
(۲) ڈنڈا، سونٹا، چھڑی، عصا۔

چوبِ حرفی: لکڑی کی باریک تیلی جسے بچہ کتاب پڑھتے وقت لفظوں پر، اُنگلی کے بجائے رکھتا تھا تاکہ کتاب خراب نہ ہو۔

چوبِ حرفی بن، الف بے میں نہیں پہچانتا
ہوں میں ابجد خواں، شناسائی کو مجھ سے کیا غرض
[میر۔اردو لغت]

چَوبارا: مکان کے اوپر کا کمرا، جس کے چار دروازے، یا چاروں طرف کھڑکیاں ہوتی ہیں۔ گرمی میں رہنے کا گھر۔

چوبائی ہَوا: چوطرفی ہَوا۔ وہ ہَوا جو چاروں طرف چلے۔

چاروں کو تھی حسرتِ گُلِ تر
چوبائی ہَوا کی طرح چل کر
(گلزار، ۳۲۹)

چوبدار: بادشاہوں اور اُمرا کا وہ ملازم جو سونے یا چاندی کا خول چڑھا ہوا عصا (خاص قسم کی لاٹھی نما لکڑی) لیے آگے آگے چلتا تھا۔

چوبدارِ در: دروازے کا پہرے دار، محافظ۔

دروازے سے فاصلے پہ گھر تھا
نقارہ، چوب دار در تھا
[گلزار، ۶۲]

چوبے: برہمنوں کی ایک شاخ۔ متھرا اور اُس کے اطراف میں اِن کی بیش تر آبادی تھی۔ یہاں مراد ہے اُس چوبے سے جو مندر میں پجاری ہو یا مندر میں ایسا ہی کوئی کام کرتا ہو۔

بعد اُس کے ایک چوبے آیا اور میرے تئیں کہنے لگا کہ چل، ماتا بلاتی ہے۔
[باغ، ص ۱۷۰]

چوپان: چرواہا۔

چوپڑ: چوسر، پچیسی۔ چوسر، پانسے سے اور پچیسی، کوڑیوں سے کھیلی جاتی ہے۔ اِس کی بساط چلیپا کے نشان (+) کی طرح ہوتی ہے۔ عام کھیل ہے۔ اِس کے سولہ۱۶ مُہرے ہوتے ہیں جنھیں "نرد" یا "گوٹ" کہتے ہیں۔ مزید دیکھیے: نرد۔

چوپڑ کا بازار: (فسانہ، ص ۱۸۶) وہ بازار جس میں ایک دوسرے کے مقابل چار راستے ہوں اور ہر راستے پر دُکانیں ہوں۔ چار راستوں والا بازار [چوپڑ، پچیسی کے کھیل کو کہتے ہیں جس کی بساط اِس شکل کی ہوتی ہے: + اِسی سے چوپڑ کی نہر اور چوپڑ کا بازار جیسے کلمات بنے ہیں]۔

چوپڑ کی نہر: وہ نہر چلیپا کے نشان (+) کی طرح چار شاخوں میں تقسیم ہو اور چار طرف گئی ہو۔

چو پہلا: دیکھیے: چنڈول۔

چوتڑوں پر پیاز کترنا: سامنے دھوکا دینا۔

اہلِ مطبخ کی جب سنوں آواز
کتریں آقا کے چوتڑوں پر پیاز
(سودا، ص ۲۸۲)

چوٹ چلنا: ایک دوسرے پر وار کرنا۔

ملتی تھی کھلاڑ ڈنکے کی چوٹ
نقارہ و چوب میں چلی چوٹ
(گلزار ۱۰۸۔ یعنی نقارہ بجا)

چوٹ کرنا: وار کرنا، کاٹنا، ڈسنا۔

اک سانپ ہے واں پہ چوٹ کرتا
مارے سے نہیں کسی کے مرتا
(گلزار، ۷۷۴)

چوٹی ہاتھ میں ہونا: قبضے، اختیار میں ہونا۔

چوٹی ہے میری ہاتھ اِن کے
چل آ، کہ چلا میں ساتھ اِن کے
(گلزار، ۱۴۲۵)

چوجگی: بہت پُرانا، بہت پُرانی آبادی۔

دلّی شہر ہندوؤں کے نزدیک چوجگی ہے۔ اُنھیں کے راجا پرجا قدیم سے

رہتے تھے اور اپنی بھاکھا بولتے تھے [باغ، ص ۷]۔

چوجگی: چار جگ والی۔ ہندوؤں کے عقیدے میں دُنیا کی عمر چار جگوں کی ہے۔ ہر جگ کئی لاکھ سال کا ہوتا ہے]۔

چووَنت: بہادر، بھاری بجثے والا، طاقت ور۔

بیشۂ عدل میں ترے ہر موش
سامنے ببر کے رہے چوونت
[سودا، ص ۲۰۹]

چودھواں برس بھر گیا: عمر کا چودھواں سال پورا ہو گیا۔

جب وہ بدر کامل ہوا اور چودھواں برس بھر گیا، جوانوں میں شامل ہوا۔
[فسانہ، ص ۳۷]

چوڈول [چوَنڈول۔ چنڈول]: لفظی معنی: چاروں طرف باڑ والا۔ تام جھام کی طرح کی سواری، جس کو کہار کندھوں پر اُٹھاتے تھے: چوپہلا، سکھ پال۔

(اصطلاحات)

وہ چڑیل خاصے چوڈول پر سوار ہو کر بلائے ناگہانی سی آ پہنچی [باغ، ص ۳۷]۔ ایک چوڈول موتیوں کی توڑپڑی ہوئی اُن کے ساتھ ہے [باغ، ۷، ۲۳]۔

دیکھیے: چوَنڈول۔

چور: ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے۔ نشے میں دُھت، بدمست، مدہوش۔ نڈھال، کم زور، تھکا ماندا۔

چور: (۱) چُرانے والا، چوری کرنے والا، چوٹّا، دُزد۔

(۲) زخم جو اوپر سے اچھا ہو جائے مگر اُس کے اندر مواد باقی رہے: گپت گھاو، اندر ہی اندر پکنے والا زخم۔ (۳) سفیدی جو مہندی لگانے میں رہ جائے: دُزدِ حنا۔

چور لگنا: شمع کا ایک طرف سے پگھل جانا۔

پھرے شمع کے گرد گر آ کے چور
صبا کھینچ لے جاوے اُس کو بہ زور
[بیان، ۱۲۶]

بے طرح کچھ گھلا ہی جاتا ہے
شمع کی طرح دل کو چور لگا
(میر اثر دہلوی)

چور بدن: وہ جسم جس کا مُٹاپا معلوم نہ ہوتا ہو۔ وہ شخص جو دیکھنے میں دُبلا ہو، مگر طاقت زیادہ رکھتا ہو۔ ایسے قد والا جس کی جسامت کم نظر آئے، مگر لباس میں کپڑا زیادہ لگے۔

چور پیٹ: کسی عورت کے پیٹ کی ایسی بناوٹ کہ اُس کا حاملہ ہونا کم سے کم معلوم ہو۔

بازی گروں کا وہ ڈبا جس میں وہ مختلف

قسم کی چیزیں کھولنے اور بند کرنے سے دکھاتے ہیں۔

چور خانہ: دیوار کے آثار، چھت یا فرش کے نیچے سامان یا نقدی چھپانے کی پوشیدہ جگہ۔

چور دروازہ: پوشیدہ، چھپواں راستہ جو عام نظروں سے اوجھل اور نامعلوم ہو۔

چور زخمی کیا: بہت زخمی کیا۔

اِن دونوں بے رحموں نے بہ خاطر جمع میرے تئیں چوُر زخمی کیا[باغ، ص ۱۵۶]۔ ایک دم میں چوُر زخمی کر دیا۔
(باغ، ص ۲۰۳)

چور گلی: پاجامے کی میانی۔ وہ پتلی اور تنگ گلی جس کو بہت کم لوگ جانتے ہوں، پوشیدہ راستہ۔

چور محل: (۱) وہ بی بی جو بیاہتا بی بی کے سوا ہو؛ داشتہ۔

شمع کا چور سرِ محفل لرزاں۔ اِس نام سے یہ ننگ تھا کہ امیروں کا چور محل نہ ہونے پاتا تھا[فسانہ، ص ۳۳]۔

(۲) وہ محل یا محل میں کوئی علاحدہ جگہ جہاں داشتہ کو رکھا جاتا تھا۔

ہزار محنت سے اُس جالی کو توڑا اور سنڈاس کی راہ سے چور محل میں گیا۔
[باغ، ص ۶۷]

مٹ سکے مجھ غریب سے یہ خلل؟
ہے امیروں کے گھر میں چور محل
(سودا، ۲۷۹)

چورَنگ: ایک وار میں تلوار سے چار ٹکڑے کرنا۔

مٹی کا اونچا ڈھیر جو تیر یا بندوق کی گولی کے نشانے کی مشق کے طور پر استعمال کیا جائے۔ وہ چیز جس پر تلوار کی ضرب کی مشق کریں۔ کسی چیز پر تلوار کی ایک ضرب اوپر سے نیچے کو اور پھر دوسری ضرب دائیں سے بائیں کو اِس تیزی کے ساتھ لگانا کہ چار ٹکڑے ہو کر گر پڑے۔

چوسَر: (پچیسی) ایک کھیل، جس کی بساط چلیپا (+) کی شکل کی ہوتی ہے۔
چھالیا کی شکل کے چار رنگ کے سولہ مُہرے ہوتے ہیں، جن کو "گرد" یا "گوٹ" کہتے ہیں۔ چوسر، پانسے سے کھیلی جاتی ہے اور پچیسی، کوڑیوں سے۔

چوک: (۱) وہ بڑا بازار جس کے چار راستے ہوں۔ چار بازاروں کے ملنے کی جگہ۔ شہر کے وسط میں پُر رونق بازار۔
(۲) چوکور کھلی ہوئی جگہ، مربع میدان۔
(۳) طوائفوں کی بستی، چکلا۔

چوک لگا رہتا ہے: بہت مجمع رہتا ہے۔

وہاں بھی ایک چوک لگا رہتا ہے؛ آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں، جب وہ لوگ نظر آتے ہیں [فسانہ، ١٧]

چوکا: سامنے کے چار دانتوں کی لڑی (اوپر کے ہوں یا نیچے کے)۔ مصنوعی دانتوں کا سِٹ، بتیسی۔

چوکا بندھانا: مصنوعی دانت لگوانا۔

پھر بعد چند روز کے میں دیکھتا ہوں گیا
بڑھے نے جا کے چوک میں چوکا بندھالیا
[سودا، ٢٨٦]

چوکڑی: چار چیزوں کا مجموعہ، چار آدمیوں کا گروہ، ٹولی۔ گھوڑے کی ایک چال، جسے سرپٹ اور پویا بھی کہتے ہیں (دیکھیے: سرپٹ)۔ ہرن کی پھلانگ، اچھل کود۔

چوکڑی بھرنا: ہرن یا گھوڑے کا چھلانگیں لگانا، کلانچیں مارنا، تیز بھاگنا۔ اُچھلنا کودنا، کلیلیں کرنا۔

چوکڑی بھول جانا: سٹ پٹا جانا، گھبرا جانا، ہکابکا رہ جانا۔

چوکھا: عمدہ، اچھا، پسندیدہ۔ کھرا، خالص۔ ایمان دار، معقول۔

چوکھٹ بھی نہ نانگھوں: مراد یہ ہے کہ اب کبھی تیرے گھر نہیں آؤں گی۔

کُلیل کیوں کر رہا ہے، چل ہٹ بھی
اب تو نانگھوں نہ تیری چوکھٹ بھی
[مثنویات، ١١٠٥]

چوکھنڈی: چار ستونوں پر مربع شکل میں بنا ہوا اوسط درجے کا گنبد۔ یہ عموماً قلعے یا کسی بڑی عمارت کی فصیل کے کونوں پر بنائے جاتے ہیں۔

چوکھی: عمدہ، اچھی، خوب صورت۔

حُسن کا ہے غُرور، چوکھی ہو
ساری دُنیا سے تم انوکھی ہو
غیر کے حال پر جو روتے ہیں
وہ بھی دُنیا میں لوگ ہوتے ہیں
[مثنویات، ٩٥۔١٩٤]

چوکی: (١) چھوٹا تخت مربع ہو یا مستطیل۔

(٢) چھوٹا مستطیل تخت جس پر نماز پڑھتے ہیں: نماز کی چوکی۔ [مثلاً: چوکی پر جانماز بچھی ہوئی ہے]۔

چوکی: وہ چھوٹا تخت جو درمیان سے کٹا ہوا ہوتا ہے اور جس کے نیچے رفعِ حاجت کے لیے تشت یا کونڈا رکھا جاتا ہے۔

چوکی: پہرا، نگرانی، پاسبانی۔

پر اِتنا ہے، اُس سے خبردار ہوں
جنھوں کی ہے چوکی، وہ بیدار ہوں
[بیان، ٥٦٦]

چوکی آ بیٹھی: پہرا لگ گیا۔

اور سب دروازوں پر شہر کے بادشاہی غلاموں کی چوکی آبیٹھی [باغ، ۲۱۱]۔

چوکی بھرنا: مراد پوری ہونے کے بعد کسی بزرگ کے مزار پر منّت کے مطابق نذر نیاز کرنا۔

روشنی مسجدوں میں کرتی تھی
جا کے درگاہ، چوکی بھرتی تھی
(مثنویات، ۱۳۴۶)

[درگاہ جاکر چوکی بھرتی تھی: نوچندی جمعرات کو حضرت عباس کی درگاہ میں حاضر ہو کر نیاز دلواتی تھی]۔

چوکی پر جانا: پیشاب یا پاخانے کے لیے جانا۔

چوکی پہ لوٹا نہ رکھواؤں: عورتیں بہت زیادہ حقارت ظاہر کرنے کے لیے کہتی ہیں۔ معمولی اور ادنا کام بھی نہ کراؤں۔

ہے بڑا بول، مُنہ پہ کیا لاؤں
لوٹا چوکی پہ بھی نہ رکھواؤں
(مثنویات، ۱۷۸)

چوکی جانا: خرچی پر جانا، کسبی، فاحشہ، عورت کا شب باشی کے لیے جانا۔

چوکی خانہ: (۱) وہ مکان جہاں اُمرا کے درباری اپنی اپنی حاضر باشی کے وقت موجود رہتے تھے۔

(۲) پاخانہ۔

چوکی گاڑھی: سخت پہرا۔

چوکی گاڑھی چاروں طرف باغ کے رکھی ہے کہ پرندہ پر نہیں مار سکتا۔
[باغ، ۲۰۴]

چوکی میں تھے: پہرے پر تھے۔

جو باہر لوگ چوکی میں تھے، حیران ہوئے۔
[باغ، ۲۳۰]

چوکی میں لگانا: بادشاہوں، امیروں کے سامنے کسی عورت کو شب باشی کے لیے پیش کرنا۔

چوکی نویس: درباروں میں خدمت (ڈیوٹی) انجام دینے والے امیر، منصب دار اور احدیوں کی حاضری اور اُن سے متعلق روزمرّہ کے احکام لکھنے والا شخص۔

[یہ خدمت بہت معتبر افراد یا منصب داروں کے سپرد کی جاتی تھی]۔

چوگان بازی: پولو کی طرح کا ایک پرانا کھیل، جو گھوڑے پر بیٹھ کر پولو کی طرح کھیلا جاتا تھا۔ "چوگان" اُس ڈنڈے کو کہتے تھے جس سے یہ کھیلا جاتا تھا، جس کا نیچے کا سرا ہاکی اسٹک کی طرح مُڑا ہوا ہوتا تھا [باغ، ۱۵۰]۔

چوگانی: حُقّے کی سیدھی نَے جس سے دھواں کھینچتے ہیں۔ سیدھی نَے والا حقہ۔

چوگوشہ: چوکھنٹی کشتی، جس میں چیزیں

اُسی طرح رکھی اور بھیجی جاتی تھیں
جس طرح لکڑی کے خوان میں، یا
تانبے کی سینی میں بھیجی جاتی
تھیں؛البتہ خوان بڑا ہوتا تھا۔ پُرانا لفظ
اِس کے لیے "کشتی" ہے جو اب بھی
سُننے میں آجاتا ہے۔ خیال یہ ہے کہ
چوگوشہ (خوان کی طرح) لکڑی کا بنا
ہوا ہوتا ہوگا۔

اِتنے میں خواجہ سرا کئی چوگوشے تورہ
پوش پڑے، بھوئیوں کے سر پر دھرے
آکر موجود ہوا[باغ، ۸۸]۔

تھوڑی دیر میں گیارہ کشتیاں سر بہ مُہر
غلاموں کے سر پر دھرے باہر آیا۔
کہا: اِس جوان کے ساتھ جاکر چوگوشے
پہنچادو[باغ، ص ۳۰]۔

چوگھرے (چوگھڑے): جمع۔ واحد: چوگھرا۔

چار خانوں کا سونے، چاندی یا تانبے کا
بنا ہوا ظرف، جس میں لونگ، الائچیاں
چکنی سپاری وغیرہ رکھتے ہیں۔

مُرصّع کے تھے عطرداں کئی دھرے
انوٹھی گھڑت کے کئی چوگھرے
[بیان، ۱۰۹۱]

چوگھڑے: دیکھیے: ساچق۔

چومُکھ: آٹے کا بنا ہوا چار مُنْھا چراغ،
دیکھیے: تارے دکھانا۔

چوُن: آٹا۔

غرض کہ جب تئیں ملتا ہو پاؤ بھر بھی چون
کرے یہ نوکری وہ ہی، جسے ہو خبط و جنون
[سودا، ۲۶۹]

چونا پَزنی: چونے والیاں، چونے پَرنیاں:
ڈومنیوں کا ایک گروہ جو خاص کر بچّہ
پیدا ہونے میں ناچنے گانے آتی تھیں
اور بدھائی لیتی تھیں۔

کیا بھانڈ اور بھگتیوں نے ہجوم
ہوئی "آہے آہے مبارک" کی دھوم
لگا ٹھٹھی، چونا پَزنی تمام
کہاں تک میں لوں زرت کاروں کے نام
[بیان، ۳۱، ۳۲۰۔]

چونٹڈا: وہ بالوں کا گُچھا جو عورتیں سر پر لاکر
باندھتی ہیں: جوڑا۔

آپ نے دھوپ میں چونٹڈا سفید کیا ہے۔
[فسانہ، ۱۳۴۴]

(۲) پروں یا بالوں کا گُچھا یا کلغی جو
پرندوں کے سر پر ہوتی ہے۔

چونڈول / چَنڈول: چوڈول، یعنی چاروں
طرف باڑ والا۔ تام جھام کی قسم کی
پُرانی سواری، جس کو کہار اُٹھاتے تھے:
چوپہلا۔

خواصوں کو صاحبِ نوبت کیا، چنڈول،
سنکھپال میں چڑھایا[فسانہ، ۱۸۲]۔

چلے لے کے چَونڈول جس دم کہار
کیا دو طرف سے زر اُس پر نثار
[بیان، ۲۱۰۳-۱۲۰۸]

گھروں سے یوں نُجبا کے نکل گئے ناموس
ملی نہ ڈولی اُنھیں، جو تھے صاحبِ چَونڈول
[سَودا،۱۷۱،۲]

چُونی: چھلکا ملا ہوا باریک چورا، جو دال کو دَلنے اور چھاننے سے نکلتا ہے۔

چُونی بھوسی: بہت معمولی کھانا، روکھی سوکھی

چُونی کہے مجھے بھی گھی سے کھاؤ: ادنا آدمی بھی بڑوں کی برابری کرنے لگا، اپنی حیثیت سے زیادہ باتیں کرنے لگا۔

اک ذراہٹ کے بیٹھو ہنہ بنواؤ
کہے چونی بھی مجھ کو گھی سے کھاؤ!
[مثنویات، ۳۳۳]

چہ: "چاہ" کا مخفف: کنواں۔

چھاپ: اِس لفظ کے معنی ہیں: مُہر، ٹھپا۔ انگوٹھی کے معنی میں بھی آیا ہے۔ چوں کہ پُرانے زمانے میں مُہر کے لیے ایک خاص طرح کی بنی ہوئی انگوٹھی کو بھی استعمال کیا جاتا تھا، اِس نسبت سے یہ لفظ نشان کی انگوٹھی کے مفہوم میں آیا ہے:

میری انگوٹھی لیتا جا۔ اُس کو یہ چھاپ دیکھو تو

■ تیری خبر گیری کرے گا۔
[باغ، ۱۸۲]

چھاتی پر پتھر رکھنا: صبر کر لینا، ضبط کرنا۔ بڑی سے بڑی تکلیف سہ لینا، چپ ہو رہنا۔

چھاتی پر سانپ پھر گیا: بہت صدمہ پہنچا، بہت دُکھ ہوا۔

یہ خبر اُس بے ایمان کو پہنچی، اُس کی چھاتی پر سانپ پھر گیا [باغ ص ۲۲۰]۔

چھاتی کا پہاڑ: ناگوارِ خاطر۔ وہ آدمی یا چیز جو طبیعت کے ناگوار ہو اور بوجھ معلوم ہو۔

چَہاردہ معصوم: چودہ۱۴ معصوم۔ حضرات شیعہ کے عقیدے کے مطابق مراد ہوتے ہیں: بارہ امام، رسول اللہ اور حضرت فاطمہ۔
[دیکھیے: بارہ امام]۔[باغ، ۲۴۹]۔

چھاگل: مٹی، دھات یا چمڑے کا وہ ظرف جس میں پانی بھر کر مسافر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

کوئی بھی سیال چیز؛ شراب یا روغن رکھنے کی چمڑے کی یا خاص طرح کے کپڑے کی بنی ہوئی کُپی۔

(۲) چاندی یا سونے کا گھنگرو دار یا بغیر گھنگرو کا حلقہ جو پانْو میں زیور کے طور پر عورتیں پہنتی ہیں: جھانجھن، خلخال۔ تُوڑا،

راجھول، چھڑے اور پازیب: یہ سب ایک ہی قسم کے زیوروں کے مختلف نام ہیں جن کی بناوٹ میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے (اصطلاحات)۔

چھانٹدا: حصہ بخرا۔ کھانا۔ فقیروں کا حصہ۔

کہیں پلاو، قلیے کی تیاری، چھانٹدا بٹ رہا تھا [فسانہ، ۲۷۴]۔

چھائیں پھوئیں: خدا بچائے، خدا دور ہی رکھے۔ کسی سے دور رہنے اور اُس سے بچنے کے مواقع پر عورتیں کہتی ہیں۔

کبھی آفت نہ یہ اُٹھائی تھی
چھائیں پھوئیں میں نوج آئی تھی
[مثنویات، ص ۸۹۲]

چَھب: آرائش و زیبائش، ناز و انداز، اعضا کا تناسب، سجاوٹ، معشوقانہ انداز۔

چَھب تختی: سینے اور جسم کی خوب صورتی، موزونیت، خوش وضعی، جسم کا تناسب۔

وہ چَھب تختی اُس کی نزاکت نِہاد
چمن زار قدرت کا نخلِ مُراد
[بیان، ۱۰۶۴]

چَھب تختی درست ہوئی: جسم بھر گیا، سڈول ہوا۔

بعد کئی برس کے وہ بالغ ہوا، مسیں بھیگنے لگیں، چھب تختی درست ہوئی [باغ، ۵۱]۔

چَھبرا: ٹوکرا۔

چَھبڑی: ٹوکری۔

چَھپّر پھاڑ کر دینا: کسی وسیلے کے بغیر رزق کا پہنچنا۔ اُس جگہ سے کچھ ملنا جہاں سے ملنے کی اُمید نہ ہو۔

اب رہے ہماری تصنیفات پر انعام، تو اللہ میاں نے چھپّر پھاڑ کر دیے ہیں۔
[کہانی، ۶۱]

چَھپَر کھٹ: (چھپّر۔ کھاٹ = چھپر کھٹ) پُرانے زمانے کا بھاری پلنگ، جس پر شبنمی یا چھت گیری لگانے کے لیے چار ڈنڈوں کے اوپر چوکھٹا لگا ہوتا تھا اور چاروں طرف باریک کپڑے کے پردے لگے ہوتے تھے۔ اُمرا کے یہاں اِس کے پایے (جو ایک خاص وضع کے اور بھاری ہوتے تھے) چاندی کے بھی ہوتے تھے۔ عام طور پر بھرت کے یا پھر لکڑی کے پایے ہوتے تھے۔ دُلھنوں کے لیے اِس کا استعمال خاص تھا۔

جہیز کے سامان میں یہ شامل ہوتا تھا۔ [مسہری میں اور چھپر کھٹ میں خاص فرق یہ تھا کہ مسہری تکیے دار بنتی تھی اور سرھانا اونچا ہوتا تھا، عمدہ لکڑی کا اور منقش ہوتا تھا۔ مسہری کے پایے بھی مختلف وضع کے ہوتے تھے]۔

چَھپکا: پانی کا بڑا چھینٹا۔

گلی میں پاؤں رکھا، کیچڑ کا چھپ کا سر پر پہنچا۔
(فسانہ، ۱۰)

چَھتّا: پٹا ہوا راستہ۔ دور تک پٹا ہوا راستہ۔

بھڑوں اور شہد کی مکھیوں کے رہنے کا گھر: محال۔

چھت گیری: چھت کے نیچے لگانے کا آرایشی یا حفاظتی کپڑا۔ جن گھروں میں پرانی چھتیں کڑی تختے کی ہیں، ایسی چھتوں کے اندرونی حصّے میں دھنّوں (کڑیوں) اور تختوں کی کسی طرح کی بدنمائی کو چھپانے کے لیے اور کبھی محض بہ طورِ آرایش کسی طرح کا خوب صورت، رنگین کپڑا تان دیا جاتا تھا۔ [چھپر کھٹ کے چوکھٹے میں بھی لگایا جاتا تھا]۔

چَھتر باندھے ہوئے: چاروں طرف پھیلا ہوا، چھتری بنائے ہوئے۔

ایک درخت پیپل کا تھا بڑا چھتر باندھے ہوئے کہ اگر ہزار سوار آوے، اُس کے تلے آرام پاوے [باغ، ۶۵]۔

چَھتیسا پن: چھل فریب، کمینہ پن، مکّاری۔

تو نے چھتیسا پن کیا مجھ سے
گھر میں بُلوا کے کی دغا مجھ سے
(مثنویات، ۱۱۰۱)

چھتیس فرقہ رعیت: ہر طبقے اور ہر فرقے کے سب لوگ۔ مراد ہے ساری رعیت، اُس ملک کے سب رہنے والے، امیر غریب، چھوٹے بڑے، عورت مرد۔

دیکھا تو بادشاہ اور اُمرا اور چھتیس فرقہ رعیت، پَر جا وہاں جمع ہیں۔
[باغ، ۱۸۶]

چُھٹ ترے: تیرے سوا۔

چُھٹ ترے، غیر کو جو کرتا ہو پیار
ارے اُس پر پڑے خدا کی مار
(مثنویات، ۹۷۵)

چَھٹی: بچّے کی پیدایش کے چھٹے دن زچہ کو (ولادت کے بعد پہلی بار) نہلایا جاتا ہے۔ اُسی دن تیسرے پہر میکے سے چھٹی، یعنی چھوچھک آتی ہے۔ چھٹی میں بچّے کے لیے سونے یا چاندی کی ہنسلی، کڑے، بچّے کے گھنگرو، چٹے بٹے، جھنجھنے، کرتے ٹوپیاں، پوتڑے، سوزنیاں (وغیرہ) کشتیوں میں سجی ہوئی ہوتی ہیں۔ عقیقے کے بکرے بھی آتے ہیں، جن پر گوٹے کناری کی جھولیں پڑی ہوتی ہیں (رسومِ دہلی)۔

چُہچُہا: بہت شوخ سرخ رنگ کا۔

چُہچُہی: بہت شوخ سرخ رنگ کی۔

اور سُرخی پھولوں کی اُس ابر میں ایسی چہچہی لگتی ہے جیسے شام کو شفق پھولے ہے [باغ، ۵۵]۔

چُچکارنا: گھوڑے کو آگے بڑھانا۔

یہ کہہ کر گھوڑا چُچکارا (فسانہ، ۱۷۰)۔

چھدری داڑھی: بھری ہوئی داڑھی کے برخلاف ایسی داڑھی جس میں بال کم ہوں اور الگ الگ ہوں۔

چہِ ذَقَن: ٹھڈی کا گڑھا۔ وہ ہلکا سا گڑھا جو ٹھڈی میں ہوتا ہے: چاہِ زنخداں۔

چہروں پر ہَوائیاں اُڑ رہی تھیں: بہت حیران پریشان تھے۔

چہرہ: ملازموں کے خط و خال (حلیہ) جو دفتر میں درج کیے جاتے تھے (شاہی دفتر کی اصطلاح)۔

چہرہ لکھا جانا: ملازموں کی فہرست میں نام شامل کر لیا جانا۔ ملازم ہو جانا۔

چہرہ لکھنا: نئے ملازم کا حلیہ لکھنا۔ فہرست میں نام شامل کرنا۔ ملازمت دینا۔

میں تمھیں اپنا عاشق نہ سمجھوں گا اور نہ معشوقوں کے دفتر میں آپ کا چہرہ لکھوں گا [فسانہ، ص ۱۲۵]۔

چہرۂ نظری: جس کا نام کاٹ دیا گیا ہو۔

چہرہ ہونا: بادشاہی نوکری کے رجسٹر میں نام لکھا جانا، بھرتی ہونا۔ دفتر یا فوج میں نام لکھا جانا۔ سودا نے مقابل ہونے، حریف ہونے کے معنی میں نظم کیا ہے:

جو زباں داں متتبع ہو زباں کا میری
چہرہ ہونے کی فصیحی کو نہیں اُس سے مجال
[سودا، ص ۱۷۶]

چہرے پر مہتاب چھوٹنا: منہ پر ہوائیاں اُڑنا، چہرے کا رنگ زرد ہو جانا۔

چہرے پر نظر کرنا: دفتر سے نام کاٹ دینا۔

صاد آنکھوں کے دیکھ کر پسر کی
بینائی کے چہرے پر نظر کی
(گلزار، ۳۱)

بینائی کا نام کاٹ دیا، یعنی بینائی جاتی رہی۔ مزید دیکھیے: چہرہ لکھنا۔

چہرے پر ہَوائی چُھٹ رہی ہے: چہرے کا رنگ اُڑ گیا ہے، بدحواس نظر آ رہے ہو۔

مُنہ پر اک مُردنی سی چھائی ہے
چہرے پر چُھٹ رہی ہَوائی ہے
(مثنویات، ۱۷۹۳)

چُھری تلے دم لو: ٹھہرو، ذرا صبر کرو۔

آتے جاتے ہیں لوگ، ٹھہرو تو
جلدی کیا ہے، چُھری تلے دم لو
(مثنویات، ۸۸۲)

چھڑے: چھاگل، پازیب کی قسم کا پیر کا ایک زیور۔ ایک قسم کے پانو کے کڑے۔ توڑا، چھاگل، چھڑے، رام جھول اور پازیب؛ یہ ایک ہی قسم کے زیوروں کے مختلف نام ہیں، جن کی بناوٹ میں کچھ فرق ہوتا ہے۔

[فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں]

چھڑیاں: جھنڈیاں۔
چھڑیوں کا میلا: وہ میلا جو کسی بزرگ کی چھڑیوں کے نام سے کیا جاتا ہے، جیسے: مدار کی چھڑیاں، میراں جی کی چھڑیاں (آصفیہ)۔

اور اُس نے میلے ٹھیلے، عرس، چھڑیاں، سیر تماشا اور کوچہ گردی اُس شہر کی مدت تلک کی ہوگی؛ اُس کا بولنا البتہ ٹھیک ہے۔
[باغ، ص ۹]

چھکے چھوٹنا: گھبرا جانا، اوسان جاتے رہنا، حواس گم ہو جانا۔

ع: پنجے میں پھنسے تو چھکے چھوٹے
(گلزار، ۷۷)

چھل: دیوار کا کوئی ٹکڑا جو گر گیا ہو۔ دیوار کی چند گری ہوئی اینٹیں۔ مکر، فریب، دھوکا۔
چُہل: ہنسی مذاق، خوش طبعی، دل لگی، خوش مزاجی۔ زندہ دلی۔ چُہل۔
چُہل باز: خوش مزاج، زندہ دل، ٹھٹول۔
چُہلیں: چُہل کی جمع۔

خواصوں کا اور لونڈیوں کا ہجوم
محل کی وہ چُہلیں، وہ آپس کی دھوم
[بیان، ۴۱۵]

چہل: چالیس۔
چہل ابدال: وہ چالیس بزرگ جن کے لیے کہا جاتا ہے کہ اُن کی برکت سے دُنیا کا نظام قائم ہے۔
چُہل/چُہل: خوشی کی دھوم دھام، رونق، گہما گہمی۔

دَقیقہ نہ چھوڑا کسی بات میں
برابر رکھی چُہل دن رات میں
(بیان، ۲۱۲۰)

خوشی سے چُہل ہے، عیش و طرب ہے
سدا عالم یہی وھاں روز و شب ہے
[مثنویاتِ حسن، ۲۱۰]

چَہلا: کیچڑ کی زمین۔ وہ زمین جو کیچڑ، دلدل سے بھری ہوئی ہو۔
چَھلاوا: آسیب۔
چَھلاوا ہو گیا: غائب ہو گیا۔

وہ ہرن تو نظروں سے چھلاوا ہو گیا
[باغ، ۱۹۵]۔ یعنی جس طرح آسیب اچانک غائب ہو جاتا ہے، اُسی طرح وہ ہرن بھی غائب ہو گیا۔

چَہل پہَل: رونق، گہما گہمی، خوشی کی دھوم دھام۔
چہل کنجی کا کٹورا: ایک بڑا کٹورا جس میں اوپر کی طرف چالیس سوراخ ہوتے ہیں اور اُن میں چھلّے پڑے ہوتے ہیں اور اُن چھلّوں میں چالیس چابیاں یا چابی نما کوئی چیز ہوتی ہے۔ کٹورے کے اندر

قرآن کی آیتیں کندہ ہوتی ہیں۔

خیال یہ ہے کہ اُس میں پانی پینے سے بیماروں کو، یا آسیب زدہ لوگوں کو شفا ہوتی ہے۔

کوئی بولی: چہل کُنجی کا کٹورا لانا۔ کسی نے کہا: یٰسٓ کی تختی دُھو کے پلانا۔
[فسانہ، ۷۹]

چہل منبری: یہ پُرانی رسم ہے۔ حاجت مند منّت پوری کرنے کے لیے عشرے کی رات کو ہر امام باڑے میں دو شمعیں روشن کرتا تھا اور چالیس منبروں پر شمعیں روشن کرنے کے بعد خاموشی کے عالم میں دعا مانگ کر اپنے گھر واپس جاتا تھا، کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ یہ شیعہ حضرات کی رسم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ لکھنؤ میں امام باڑۂ آغا باقر سے چودھرائن کے امام باڑے تک چہل منبری مکمل ہو جاتی تھی۔

کسی نے کہا: میں اگر جیتی چھٹی، چہل منبری کر کے نذر حسین سبیل پلاؤں گی۔
[فسانہ، ۲۴۸]

چھلّے: ہاتھ یا پیر کی اُنگلیوں میں پہننے کا انگوٹھی کی قسم کا گول حلقہ نما بنا ہوا بغیر نگ کا زیور۔ نقشین اور سادہ، دونوں طرح کا بنایا جاتا ہے۔

چھند: مکر، فریب۔

چہ می گویاں: دوستانہ نوک جھوک، گپ شپ، شوخیاں۔ خوش گپیاں (نکتہ چینیاں، عیب جوئیاں، کاناپھوسی، چرچا۔ حیل وحجت، پس وپیش، بحث وتکرار)۔

ہم کو بھاتے نہیں ہیں ایسے طور
یہ چہ می گوئیاں رہیں کہیں اور
(مثنویات، ۹۵۱)

چُھوت: وہ گوبر جو کوئی جانور گائے، بیل، بھینس (وغیرہ) ایک بار میں کرے۔

دودھ اُن کا دوہا، پیا، کہا لو
گوبر کے اِنھی کے چُھوت پھینکو
گوبر پھینکا، تو دب گیا مَن
بادل میں چھپا وہ ماہِ روشن
(گلزار، ۶۶۔۷۶۵)

چھوٹ: چمک، عکس۔

ایک خوانِ طلائی جواہر سے بھرا ہوا، کہ ہر ایک رقم کی چھوٹ نے سارے مکان کو روشن کر دیا [باغ، ۱۳۳]۔

چھوٹ: بنیت یا پھنکیت کا آپس میں اِس طرح مقابلہ کہ حریف کو اجازت ہو کہ وہ جہاں موقع پائے، بے قاعدہ وار کرے۔

چھوٹ پر تھی: وار کرنے کی فکر میں تھی، لوٹنے کی فکر میں تھی۔

وہ چھوٹ پہ تھی، یہ میل سمجھے
بازی چوسر کی کھیل سمجھے
(گلزار، ۷۴)

چھوٹی اُمت: نیچ قوم، ذلیل لوگ، کم ذات۔

اَشراف یہاں عنقا صفت ناپید ہیں؛ مگر چھوٹی اُمت کی بڑی کثرت دیکھی۔
[فسانہ، ۲۹]

چھوٹے کپڑے: انگیا، سینہ بند۔

ہاتا پائی میں ہانپتے جانا
چھوٹے کپڑوں کو ڈھانپتے جانا
(مثنویات، ۴۸۳)

چھوچھک: چھٹی کے دن تیسرے پہر کو زچّہ کے گھر سے (میکے سے) آنے والا سامان۔ دیکھیے: چھٹی۔

چھوچھو: بچّے کے پوتڑے دھونے اور کھلانے والی عورت۔

چیتا: خیال، آرزو، تمنا۔

پلنگوں کا ہے بلکہ چیتا یہی
کمر آ بندھاوے ہماری وہی
[بیان، ۱۸۲]

چیتا: معروف درندہ: پلنگ۔

چیرا: ایک طرح کی رنگین اور منقش پگڑی۔

چیلا: غلام، ملازم (۲) شاگرد۔

(۳) خاص شاہی ملازم، شاہی غلام۔

بندی وانوں کو آزاد کرو۔ موذ نہیں بادشاہی چیلے پنڈت خانوں کی طرف دوڑے [باغ، ۱۴۴]۔

چینِ جبیں: پیشانی کی شکن، تیوری کا بل (غم، غصّے یا ناراضی کا اظہار)۔

جو ماتھے پہ چینِ جبیں غم سے ہے
تو وہ بھی ہے اک موج دریائے مے
غرض بے ادائی ہے یھاں کی ادا
بھلوں کو سبھی کچھ لگے ہے بھلا
[بیان، ۸۱-۱۳۸۰]

چین: سلوٹ، بل، چُنٹ۔

وہ اُٹھی ہوئی چین پشواز کی
وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی
[بیان، ۱۳۱۰]

چیں بول جانا: ہار مان لینا، عاجز آ جانا۔

میاں! میری اُردو کا سکّہ تمام ہندستان پر بیٹھا ہوا ہے؛ خود لکھو گے، تو چیں بول جاؤ گے (کہانی، ۵۷]۔

چیں بہ جبیں ہو کر: پیشانی پر شکنیں ڈال کر، ناراض ہو کر [باغ، ۴۷]۔

چیں بہ جبیں ہونا: ناگواری یا غصّے کی حالت میں تیوری پر بل ڈالنا، ناراض ہونا۔

چیونٹیوں کا بھرا کباب / چیونٹیوں بھرا کباب: جھگڑے کی چیز، مصیبت کا گھر، جس میں بہت سے عیب اور بُرائیاں ہوں۔

ایک ہی خانماں خراب ہے تو
چینٹیوں کا بھرا کباب ہے تو
(مثنویات، ۱۸۷)

[جب کسی عورت کی شادی کسی ایسے مرد سے ہوتی ہے جس کے بال بچّے ہوں تو عورتیں ایسے مرد کے بارے میں یہ کہتی ہیں]۔

چینِ داماں: دامن پر پڑی ہوئی شکنیں۔
[گلزار، ۷۵۱]

ح

حاتم / حاتِم): زمانۂ ماقبلِ اسلام کا ایک شاعر، جو قبیلۂ طے سے تعلق رکھتا تھا، بہادری اور سخاوت میں مشہور تھا۔ سخاوت کے لیے اُس کا نام مثال کے طور پر لیا جاتا ہے۔ قبیلے کی نسبت سے "حاتم طائی" بھی کہتے ہیں۔

اِس کا دیوان پہلی بار لندن میں ۱۸۷۲ء میں چھپا ہے۔ اِس کا ترجمہ جرمن زبان میں بھی ہوا ہے [المنجد حصۂ دوم، اشاعت نوزدہم] اصلاً "حاتِم" ہے۔ فارسی، اردو شعرا نے اِسے بہ فتحِ تا بھی نظم کیا ہے۔

حاتمِ دَوراں، حاتمِ زمانہ: اپنے زمانے کا بہت بڑا سخی۔

حاجِب: دربان، ڈیوڑھی کا نگہبان

حادِث: قدیم کی ضد: فنا ہونے والا۔

ذاتِ معبود جاودانی ہے
باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے
ہمسر اُس کا نہیں، ندیم نہیں
سب ہیں حادِث، کوئی قدیم نہیں
(مثنویات، ۶۳-۱۲۶۲)

حاذِق: ماہر، کامل۔ [طبیب کی صفت کے طور پر آتا ہے]۔

حارِص: حریص، لالچی۔

حار و بارِدِ زمانہ دیدہ: زمانے کا گرم و سرد دیکھے ہوئے، یعنی تجربے کار۔

اَرسطو فطرت، بُقراط حکمت، حار و بارِدِ زمانہ دیدہ، تجربہ رسیدہ۔
[فسانہ، ص ۲۹]

[حار: گرم۔ بارد: سرد]

حاضِر: آمادہ، تیار۔

مہر شہ زادی کا ایک بات ہے جو تم سے ہو سکے۔ میں نے کہا: میں سب طرح حاضر ہوں [باغ ص ۸۳]۔

حاضِر: موجود۔

دیکھا تو اکابر عالم اور فاضل صاحبِ شرع حاضر ہیں [باغ ص ۸۳]۔

حاضِرات: وہ عمل جس کی مدد سے روحوں کو، بُری روحوں کو، نیز جنوں کو بلایا جاسکتا ہے۔

عامل (عمل پڑھنے والا) چلّے میں بیٹھ کر یعنی چالیس دن تک تنہا کسی خاص مقام پر بیٹھ کر، اپنے چاروں طرف حصار بنا کر، یعنی ایک دائرہ کھینچ کر اُس عمل کو پڑھتا ہے۔ عاملوں کا کہنا یہ ہے کہ اُس دائرے، یعنی حصار کے اندر کوئی روح نہیں آسکتی۔

ایک کتاب دیکھی کہ اُس میں اسم اعظم اور حاضراتِ جن و پری کی اور روحوں کی ملاقات کی ترکیب لکھی ہے۔
[باغ ص ۱۰۹]

پھر فراغت سے جنوں کی تسخیر کی خاطر چلّے بیٹھا اور ترکِ حیوانات کر کر حاضرات کرنے لگا [باغ، ۱۱۰]۔

حاضِری: وہ کھانا جو مُردے کے وارثوں کے گھر میت کے دفن کے بعد بھیجتے ہیں۔

(۲) وہ کھانا جس پر شہدائے کربلا، خاص کر حضرت عباس کی فاتحہ دی جاتی ہے۔

اِس میں کباب، شیر مال، پیاز، مولی، پودینہ، پنیر اور حلوا خاص طور پر ہوتا ہے۔

جابہ جا کونڈے، حاضری، دونے، پُڑیاں منّتوں کی...... [فسانہ ص ۱۲۹]۔

حاضِری: ناشتا، کھانا۔ تھوڑا سا کھانا جو اُس وقت موجود ہو۔

بکاؤلی کو کہا کہ حاضری بہ قسم کی تیار کر، کل سیر کو چلیں گے [باغ ص ۱۵۵]۔

اُس پیر مرد نے کچھ حاضری، جو اُس وقت موجود تھی، مجھے کھلائی۔
[باغ ص ۱۹۶]

حال حال: جلدی سے، تیزی سے، فوراً۔

قدم اپنے حُجروں سے باہر نکال
لیا سب نے آ پیشوا حال حال
[بیان، ۵۵۴]

حالی: ظاہر، واضح، روشن۔

حالی کیا: بیان کیا، سمجھایا، واضح کیا۔

ہر چند اُس نے یہ مقدّمہ اُس پر حالی کیا، وہ بے مغز نہ سمجھا [فسانہ، ص ۱۶۶]۔

حامِل: اُٹھانے والا، کسی چیز کا لانے لے جانے والا۔

حامِلِ رُقعہ: خط لے جانے والا، جسے خط دے کے بھیجا گیا ہو۔

حامِلِ وَحی: وحی لانے والے، یعنی جبریل۔

حُب: محبّت، دوستی، اُلفت۔

حَب: چھوٹی ٹکیا، گولی (دوا کی)۔

حَباب / حُباب: پانی کا بلبلا۔

وہ شیشہ [شیشے سے بنا ہوا ظرف، چھوٹی بوتل، چھوٹی صراحی وغیرہ] جس

میں شراب رکھی جاتی ہے۔

جو نہیں رنگ بہ رنگ کے حباب اور گلابیاں طاقوں پہ چنیں ہوئیں نظر پڑیں، دل للچایا کہ ایک گھونٹ لوں [باغ ۵۵]۔

حباب آسا: بلبلے کی طرح۔

ع: موڑا وہ منھ حباب آسا (گلزار، ۱۳۶۲،)

ع: حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا (آتش)۔

حباب سا: ذرا سا، تھوڑا سا۔

حبشی: حلوا سوہن کی ایک قسم۔

حتماً: قطعی طور پر، یقینی طور پر۔

حتمی: لازمی، یقینی، قطعی۔

حتّی الاِمکان، حتّی المقدور، حتّی الوسع: طاقت بھر، جہاں تک، بن پڑے، جہاں تک ہو سکے، جس قدر ممکن ہو۔

حُجّاج: حج کرنے والے، حاجی لوگ۔ ("حاج" کی جمع)۔

حُجّت: دلیل، ثبوت، سند۔

(۲) بحث، جھگڑا۔

حُجّت کرنا: بحث کرنا۔

اگر کوئی حُجّت کرتا تو مارے تاویلوں کے اُس کا ناطقہ بند کر دیتے تھے
[کہانی، ص ۴۰]

حَجَر: پتھر۔

حَجلہ: دلھن کا چھپر کھٹ۔ دلھن کے بیٹھنے کا آراستہ کمرا۔

حد: وہ سزا جو شریعتِ اسلامی کے مطابق دی جائے۔ ["حد" میں سزا مقرر ہے، اُس میں قاضی یا حاکم کی رائے کا دخل نہیں؛ جب کہ "تعزیر" وہ سزا ہے جس کا تعین قاضی یا حاکم حالات کے مطابق خود کرتا ہے]۔

حدّاد: لُہار۔

حد باندھنا: سرحد مقرر کرنا، نشان لگانا، درمیان میں آڑ یا دیوار کھڑی کرنا۔

پوشیدہ زمیں کے دل کی راہ
حد باندھ کے خوش پھرے اُسی راہ
[گلزار، ۲۰۴]

حدِ تجاوز سے بڑھ جانا: پابندی کی آخری حد سے بھی باہر نکل جانا۔

میں اپنے طرزِ بیان کے متعلق معافی مانگ لیتا ہوں؛ کیوں کہ میری شوخی، بعض جگہ حدِ تجاوز سے بڑھ جائے گی۔
[کہانی ص ۲۹]

[یعنی بیان زیادہ شوخ ہو جائے گا]۔

حد سے بے حد: بہت زیادہ، بے انتہا۔

حد سے بے حد ہو جانا: آپے سے باہر ہو جانا۔

حد سے زیاد: بہت زیادہ

تھا جو اِس فن میں دخل حد سے زیاد
ہم نشیں ہم کو کہتے تھے اُستاد
[مثنویات ،۶۰]

حُدیٰ، حُدی: وہ نغمے جو عرب میں اونٹ والے (شتربان) اونٹ ہانکتے ہوئے گایا کرتے تھے۔ اُن کا خیال یہ تھا کہ اِن نغموں سے مست ہو کر اونٹ تیز تیز چلا کرتے ہیں۔

حدی خواں: نغمے گانے والا شتربان۔

حَدید: لوہا۔

حَدیقہ: باغ، چار دیواری والا باغ۔

حَذَر: احتیاط، خوف، ڈر۔

حَذَر آنا: خوف آنا، ڈر لگنا۔

ع: بجلی کو دم سرد سے جس کے حذر آوے (سودا)

حَذف: دور کر دینا، الگ کر دینا۔ لفظ سے کسی حرف کو، یا عبارت سے کسی لفظ، فقرے کو نکال دینا۔

[محذوف: جس حرف یا لفظ کو خارج کر دیا جائے]۔

حَر (حَرّ): گرمی، حرارت۔

حِرا، حَرا: مکۂ معظمہ سے شمال مشرق کی جانب تقریباً تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑ، جس کے غار میں رسول اللہؐ عبادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور اِسی غار میں آپ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔

حُر: آزاد، خود مختار۔

حَرّافہ: چالاک، مکار، شوخ دیدہ۔

[حرّاف: مکار، چالاک، شوخ دیدہ کی تانیث]۔

ایک حرّافہ رنڈی ہے مُردار
آج کھائے گی میرے ہاتھ کی مار
(مثنویات ،۱۵۱)

حرامی: ڈاکو۔

ظاہر کیا کہ حرامیوں نے ہمارے بھائی کو شہید کیا۔ جلدی کوچ کرو، نہیں تو اب کارواں پر گر کر سب کو ننگیا لیں گے [باغ ،۱۵۷]۔

حَربہ: لڑائی کا ہتھیار۔ وار۔ حملہ۔

حَربے ضَربے: بار بار، ہر وقت، اُٹھتے بیٹھتے۔

حِرز: پناہ گاہ، تعویذ۔ دُعائیں جو نقصان، مصیبت سے بچنے کے لیے کی جائیں۔

حِرزِ جاں: جان سے بڑھ کر پیارا، بہت عزیز۔

حرف: لفظ۔ بات۔

لکھا یہ بھی اک حرف آخر کی بار
(بیان ،۱۹۶۹)

(یعنی آخر میں یہ بات بھی لکھی، یہ بھی لکھا)۔

(۲) سخن، کلام۔ (۳) عیب، اعتراض، نکتہ چینی

حرفِ آخِر: آخری بات، قطعی بات، جس کے بعد مزید کچھ کہنے کی گنجایش نہ ہو۔

حرف زَن: بات کرنے والا۔

قلم پھر شہادت کی اُنگلی اُٹھا
ہوا حرف زَن یوں کہ ربّ العلا
[بیان، ۳۰]

[حرف زن ہوا: کہنے لگا]۔

ع: کلکِ دو زباں یہ حرف زَن ہے
[گلزار، ۱۰۵۰]

[یہ بات کررہا ہے، یعنی لکھ رہا ہے]۔

حرف زندگی پر ہے: زندگی کو خطرہ ہے، موت کی سزا مل سکتی ہے۔

مجھ پر کیا آفت لاوے اور کیسی قیامت اُٹھاوے؛ بلکہ حرف زندگی پر ہے۔
[باغ، ص۸۰]

حرفِ سَر نَوِشتی: تقدیر کا لکھا۔

حرف گیر: اعتراض کرنے والا، عیب نکالنے والا، نکتہ چیں۔

حرفِ ناسزا: بُری بات۔

حرف نہ آئے: کوئی خرابی نہ ہو، کوئی اعتراض نہ کیا جاسکے

ع: جو لفظ لکھوں، کہیں نہ حرف آئے
(گلزار، ۱۵)

حرف ہے: کچھ حیثیت نہیں۔

لاکھوں روپیہ اِس راہ میں صرف ہے، اِس ہمّت کے آگے فیاضانِ گذشتہ پر حرف ہے۔

حَرَکت دستِ غیر میں ہے: مطلب یہ ہے کہ خود اُٹھ بیٹھ نہیں سکتا، کسی کی مدد کے بغیر کروٹ بھی نہیں بدل سکتا۔

دردِ پہلو کچھ ایسا یَر میں ہے
حَرَکت تک بھی دستِ غیر میں ہے
(مثنویات، ۱۴۱۹)

حَرَم: عزّت کے قابل، محترم، احترام کے لائق۔ ممنوع [یعنی جہاں بعض باتوں کو منع کیا گیا ہے] مکّے، مدینے اور اُن کے اطراف میں چند میل کا علاقہ "حرم" کہلاتا ہے۔ اِن دونوں علاقوں کو "حَرَمین" کہا جاتا ہے۔ اِنھیں حرم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اِن کی عزّت قائم کی ہے اور دوسرے یہ کہ اِن مقامات پر بعض کاموں کو منع کیا گیا ہے، جیسے: یہاں جنگ نہیں ہوسکتی، اِن کے درختوں کو نہیں کاٹا جاسکتا اور اِن مقامات میں داخل ہونے والا ہر طرح کے گزند سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ مگر اِس کا مطلب یہ نہیں کہ مجرم یا قاتل یہاں بھاگ کر

پناہ لیں تو اُنھیں گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔
[دائرۂ معارفِ اسلامیہ، لاہور، آٹھویں جلد]

حَرَم: زنان خانہ۔ شاہی محل کا وہ حصّہ جہاں بیگمات رہتی تھیں۔

(۲) اشراف کے گھر کی عورتیں۔

(۳) وہ لونڈی جسے بیوی بنالیا گیا ہو۔

حِرماں: بدنصیبی، محرومی، غم۔

حِرماں نصیب: بدنصیب، مایوس، محروم، غم زدہ۔

حُرمت: عزّت آبرو، بڑائی، عظمت، پاکیزگی۔

حَرَم سَرا: زنان خانہ۔ اُمرا کی بیگمات اور کنیزوں کے رہنے کا مکان۔ شاہی محل کا زنان خانہ۔

حرمِ کعبہ: کعبے شریف کی چہار دیواری، اُس کے اِردگرد کا علاقہ۔

حَرَمَین: دیکھیے: حرم۔

حَرِیر: ریشم۔

حَرِیرہ: ایک پتلی غذا، جو عام طور پر آٹے یا سوجی کو گھی میں بھون کر، شکر اور پانی ڈال کر بنائی جاتی ہے۔

پسے ہوئے مغزیات کا شربت یا شیرہ جسے پکا کر گھی سے بگھار لیا جاتا ہے۔

حَرِیف: ہم پیشہ۔ مقابل۔ ہمسر۔ دشمن۔

رقیب۔ ساتھی۔ رفیق۔

حِزْب: گروہ، جماعت۔

حَرِیم: (۱) حرمت والی جگہ۔ خانۂ کعبہ کے اِردگرد کی جگہ۔ روضۂ رسولؐ کے اِردگرد کا علاقہ: حرمِ نبوی۔

(۲) گھر کی چار دیواری، احاطہ، رہنے کا مقام، گھر۔

حَرِیمِ قُدس: بارگاہِ الٰہی۔ مقدس مقام۔

حریمِ ناز: محبوب کا گھر، شبستانِ محبوب۔

حَزْم: دور اندیشی، ہوشیاری، دانائی کے ساتھ احتیاط۔

حُزْن: غم۔ رنج۔

حَزِیں: غمگین، رنجیدہ۔

حُسام: تلوار۔

حَسْب: موافق، مطابق۔ عموماً مرکبات میں آتا ہے، جیسے: حسبِ حکم (حکم کے مطابق)، حسبِ توفیق، حسبِ حال، حسبِ دستور، حسبِ ذیل [جو کچھ نیچے لکھا ہوا ہے اُس کے مطابق۔ نیچے لکھی ہوئی تفصیل یا حوالے کے مطابق]۔

حَسَب: خاندانی سلسلہ ماں کی طرف سے۔

حَسَب اور نَسَب: خاندانی سلسلہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے۔ خاندانی بڑائی۔

حَسْبُ الطَّلَب: بُلانے پر، طلب کیے جانے پر۔

میں بھی حسبُ الطلب گیا تھا وہاں
بام پر اپنے تھی وہ جانِ جہاں
(مثنویات، ۱۲۰۵)

حَسْبِ دستور: قاعدے کے مطابق، معمول کے مطابق۔

حسبِ دستور ہٹ گئے جو کہار
پردہ کھولا، تو دیکھی اُور بہار
(مثنویات، ۱۰۳)

حَسْبِ دل خواہ: پسند کے مطابق، دلی خواہش کے مطابق۔

اِتنا کردے گی گر ہمارا کام
حسبِ دل خواہ پائے گی انعام
(مثنویات، ۶۷)

حَسَنات: نیکیاں، خوبیاں، بھلائیاں۔ ("سیّئات" کی ضد)۔

حُسن دان: (۱) آرائش کے لوازمات کا صندوقچہ: سنگار دان۔ دیکھیے: مُقابا

(۲) پان دان جو ابتدا میں ضرورت کی چیز تھا، رفتہ رفتہ نشانِ حیثیت بن گیا کہ جتنا بڑا پان دان، اُتنی ہی بڑی بیگم صاحبہ کی وجاہت و حیثیت۔ یکایک اختصار پسندی کے رجحان نے نئی طرح کے چھوٹے، بلند، گنبد نُما اور کلس دار پان دان ایجاد کیے؛ جو پہلے تو "آرام دان" کہلاتے تھے، مگر اب عموماً "حُسن دان" کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اِن میں اندر تو وہی چیزیں ہوتی ہیں جو پان دان میں ہیں؛ مگر بیرونی قطع ایک کلس دار خوش نما گُمبد کی سی ہوتی ہے اور بجائے کڑے کے، اُسی کلس یا چوٹی کو پکڑ کے اُٹھایا جاتا ہے۔
[شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۴۲۲]

حُسنِ طلب: کسی چیز کو اشارے، کنایے سے مانگنا۔

حُسنِ ظن: اچھا گمان، اچھا خیال۔ کسی کے متعلق اچھی رائے۔

حُسنِ مطلق: کامل حُسن جس پر اضافہ یا جس میں کمی ممکن نہ ہو۔ مراد ہے: ذاتِ خدائے پاک، جس کو عدم یا زوال نہیں۔

حَشَراتُ الْاَرض: زمین میں بِل بنا کر رہنے والے کیڑے، برساتی کیڑے، رینگنے والے جانور۔

حَشْری: وہ گھوڑا جو دوسرے گھوڑوں کے ساتھ مل کر نہ رہے [بیان، ۷۵۴]۔

حَشَم: شان و شوکت، جاہ و مرتبہ۔ لشکر، فوج، گروہ۔ نوکر چاکر۔

حِصار: (۱) قلعہ۔ (۲) شہر پناہ، شہر کی فصیل۔ (۳) دائرہ، گھیرا، حلقہ۔

(۴) عامل جب عمل پڑھنے بیٹھتا ہے تو اپنے چاروں طرف دائرہ کھینچ لیتا ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ اُس دائرے کے اندر کوئی بُری طاقت (جادو وغیرہ) داخل نہیں ہو سکتی۔

جادوگر بھی منتر پڑھ کر اپنے گرد ایسا ہی دائرہ اِسی مقصد سے کھینچتے ہیں، اُسے حصارِ سِحر بھی کہتے ہیں۔

وہ عارف باوقار شہ زادے کے خیمے کے نزدیک دور تک حِصار کھینچ کر بیٹھا۔
[فسانہ، ص ۲۵۰]

حصر: گھیرنا، کسی چیز کا احاطہ کرنا۔

اِنحصار، دارومدار۔ منحصر، موقوف۔

حِصَص: "حصّہ" کی جمع، حصّے۔

حصن: قلعہ۔

حصنِ حصین: مضبوط قلعہ۔

حضّار: حاضرین، جو لوگ موجود ہوں۔

حظّ: لطف، مزہ، خوشی، عیش، سُرور۔

حظِّ نفس: نفس کو حاصل ہونے والی لذّت، سُرور۔

وہ بدکیش مانعِ ملتِ صنم، لطفِ زیست،
حظِّ نفس کا دشمن تھا [فسانہ، ص ۲۳۰]۔

حظیرہ: (۱) وہ احاطہ جو نرکل، لکڑی وغیرہ سے جانوروں کی حفاظت کے لیے بنائیں۔

(۲) قبرستان کا احاطہ۔ قبر کی چار دیواری۔ مقبرہ۔

حِفظ آوری: حفاظت کرنا۔

حقّا: خدا کی قسم۔ حق ہے، برحق ہے، درست ہے۔

حک: چھیلنا، دور کرنا۔ کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے کھرچنا، مٹانا۔

کاتبِ دستِ قضا شکل عدو کی تیرے
صفحۂ ہستی سے جوں حرفِ غلط کردے حک
[سودا، ص ۱۹۵]

حکّاک: نگینے پر حرف کھودنے والا، نگینہ ساز۔

حُکم اَنداز: کہہ کر صحیح نشانہ لگانے والا، وہ باکمال تیر انداز جس کا نشانہ خطا نہ کرے۔

حِکمت: عقل، دانش، دانائی۔ مصلحت، خوبی، بھلائی۔ علاج معالجے کا علم، طبابت۔ بہتری۔

وہ علم جس میں غور و فکر، مشاہدے اور دلیل سے حقیقتوں کو معلوم کیا جائے۔ مراد ہوتی ہے: منطق، فلسفہ، سائنس۔

حِکمت: تدبیر، چال، ترکیب۔

حُکمِ حاکم مرگِ مُفاجات: حاکم کا حکم ناچار ماننا پڑتا ہے، موت کی طرح اِس سے بھی مفر نہیں۔

حُکمِ قضا شِیَم: ایسا حکم جو موت کی طرح

ٹل نہیں سکتا، جس کی تعمیل لازم ہے۔
حُکمِ محکم: قطعی حکم، جس کا ماننا ضروری ہے۔
حکومت نہ کرو: جبر نہ کرو، زبردستی نہ کرو۔

اِتنے دنوں کی فرصت دو، حکومت نہ کرو [فسانہ، ص ٣٠۴]۔

حلال خُور: حلال کی روزی کھانے والا۔
(٢) مہتر، خاک رُوب۔
حلال خُوری: مہترانی۔
حَلاوَت: مٹھاس، پکے پھل کی مٹھاس۔
لذّت، ذائقہ۔
حَلَبی آئینے: ملکِ شام کے مشہور شہر حَلَب کے بنے ہوئے آئینے، جو پُرانے زمانے میں بہت مشہور تھے اور اعلا درجے کے مانے جاتے تھے [باغ، ص ٨٩]۔
حِلّت: حلال ہونا۔

کہتا ہے چاند خاں: کیا کس نے حرام فیل
حِلّت پہ مینڈکی کی میاں جی کو سو دلیل
[سودا، ص ٣۴٢]

حَلف / حَلَف: قَسم۔ عہد و پیمان۔
حَلَف اُٹھانا: قسم کھانا [جیسے مذہبی کتاب ہاتھ میں لے کر]۔
حلقہ: کنڈل۔ کان کی بالی۔ سونے یا چاندی کا کنڈل جو غلاموں کے کان میں (پہچان کے لیے نشان کے طور پر) ڈالا جاتا تھا۔ طوق۔ زنجیر کی کڑی۔ کڑا۔ لوہے، لکڑی (وغیرہ) کا گول گنڈا۔ دائرہ، گھیرا۔ لوگوں کا گروہ۔ محفل، نشست، مجلس کا دور۔
حلقہ بہ گوش، حلقہ در گوش: جس کے کان میں غلامی کا حلقہ (کنڈل) ہو۔ زر خرید غلام۔ [غلاموں کے کان میں سونے یا چاندی کا حلقہ (کنڈل) ڈال دیا جاتا تھا۔ یہ گویا پہچان تھی]۔
مجازاً: فرماں بردار، تابع دار۔ عاشق۔
حلقہ بہ گوش کر کے: شکست دے کر، غلام بنا کر۔

ویسے جوش و خروش والے سرکش کو حلقہ بہ گوش کر کے پکڑ لائے۔
[باغ، ص ٢۴٨]

حلقہ حلقہ: گھیرا باندھے ہوئے، چاروں طرف۔

ع: کہیں حلقہ حلقہ، کہیں لخت لخت
[بیان، ١۵٢٣]

حلقۂ در: دروازے کی کنڈی یا کڑا۔
حلقۂ زنجیر: دروازے کی کنڈی۔ زنجیر کی کڑی۔
حلقہ زن ہونا: دروازے کی کنڈی کھٹکھٹانا۔

حلقہ باندھنا۔ گھیرے میں لینا۔

حلوا بے دُود: (حلوائے بے دُود): پیڑ پر پکے میٹھے اور نرم میوے۔ اِس لحاظ سے کہ وہ سورج کی گرمی سے پکتے ہیں اور آگ کا دُھواں اُن کو نہیں لگتا، "بے دُود" کہا گیا ہے [دُود: دُھواں]۔ کنایتاً: نرم، نازک اور لذیذ کھانے کی چیز۔

بے ریشہ یہ طفلِ نوجواں تھا
حلوا بے دود بے گمان تھا
[گلزار، ۱۴۷]

حلواخاتون/حلواخاتو: وہ کاٹھ کی پتلیاں جنھیں فقیر لباس پہنا کر، بچّوں کے آگے اُنگلیوں سے نچاتے اور لڑاتے پھرتے ہیں: آکھُو بکھُو۔

اِن باتوں سے ہونے کی نہیں پیٹ کو سیری
لے کر حلوا خاتو کرے شہر میں پھیری
[سودا، ص ۳۱٦]

حلوا کھائیے: دیکھیے: جس کو چاہے۔

حلوا مانڈا: حلوا اور چپاتی۔ مراد ہے: لذیذ کھانا۔ (دیکھیے: مانڈا)۔

حلوائے مَرگ: کسی کے مرنے کے تیسرے دن پھولوں کی (تیج) رسم ادا کی جاتی ہے۔ اُسی دن عورتوں میں گھر کے اندر حلوے پر مُردے کی نیاز دلوائی جاتی ہے، جسے "بھتّی" یا "حلوائے مرگ" کہتے ہیں (رسوم دہلی)۔

حُلول: ایک چیز کا دوسری چیز میں اِس طرح سما جانا کہ دونوں میں امتیاز نہ ہو سکے۔ روح کا کسی شے یا کسی جسم میں داخل ہونا: تناسخ، آواگون۔

شریعت کے لحاظ سے ایک باطل عقیدہ جس کی رو سے خالق کا مخلوق میں اِس طرح سما جانا کہ دونوں میں فرق نہ ہو (اردو لغت)۔

حُلّہ: لباس۔ دو کپڑوں یعنی چادر اور ازار کا جوڑا۔ چادر، جبّہ، پٹکا۔

حَلیف: وہ جس نے دوسرے کی مدد کرنے کا حلف اُٹھایا ہو۔ ساتھی، رفیق۔ کسی معاہدے کے دونوں فریق۔ عہد کرنے والے۔ حلف اُٹھانے والے، ساتھ دینے والے۔

حِمار: گدھا۔

کہتا تھا کوئی: ہے یہ بُزِ کوہی نہیں یہ اسپ
کہتا تھا کوئی: ہوگا ولایت کا یہ حمار
[سودا، ص ۲۷۴]

حَمام: ہر وہ پرندہ جس کے گلے میں طوق (حلقہ) ہو، جیسے: کبوتر، قمری، فاختہ۔

حَمائل: گلے میں ترچھا پڑتلا ڈالنا۔ گلے میں ڈالنے کی چیز۔ چھوٹی تقطیع کا قرآن پاک جسے گلے میں ڈال سکیں۔ گلے میں پہننے کا عورتوں کا ایک زیور۔ صفت کے طور پر: گلے میں پڑی ہوئی چیز۔

حمائلِ گُل کی: پھولوں کی بدھی، پھولوں کا ہار۔

حَمرا: سُرخ۔

حَمل، حُمل: بچّہ جو عورت کے رحم میں ہو۔

ع: اک بار محل میں پھر حَمل تھا
(گلزار ۴۲۱)

وہ بانجھ تھی، جب حَمل قبولی
سرسوں آنکھوں میں سب کی پھولی
(" " ۱۳۸٦)

[اصلاً "حَمل" ہے، زبانوں پر عموماً "حُمل" ہے اور یہ اُردو زبان کا تصرف ہے]۔

حِنا: مہندی۔

حِنا بستہ: مہندی لگے (ہاتھ یا پانو)۔

وہ دستِ حنا بستہ خوبی کے باب
شفق میں ہو جوں پنجۂ آفتاب
[بیان، ص ۸٦٦]

حِنائی چنگال: مہندی لگے ہوئے ہاتھ۔

پیاری! یہ نہیں حنائی چنگال
ہاتھ ایسے مَلے کہ ہوگئے لال
(گلزار، ۱۳۲۲)

حَنظل: اندرائن کا پھل: ایک کڑوا پھل، جو خربوزے کی طرح ہوتا ہے اور دوا کے طور پر استعمال میں آتا ہے۔

حواس پکڑ: عقل کی بات کر، ہوش میں آ۔

میرے آگے ہوا نہ کر بَوبَو
چل چَچُخیے، مردوے! حواس پکڑ
(مثنویات، ۳۷۹)

حواسِ خمسہ: پانچوں حواس: دیکھنے، سننے، سونگھنے، چھونے اور چکھنے کی طاقتیں۔

حواصِل: ایک سفید آبی (دریائی) پرندہ۔ اِس کا پوٹا بہت بڑا اور آگے کو نکلا ہوا ہوتا ہے۔ مجازاً اُس شخص کو کہتے ہیں جو بہت کھانا کھاتا ہو، پیٹو۔

حوالۂ قلم کرنا: لکھنا۔

حُوت: مچھلی۔ آسمان کا بارھواں برج (برجِ حوت) جو مچھلی کی شکل کا ہے۔

حوروَش: حور کی طرح۔

حَوضہ: ہاتھی پر رکھنے کی عماری، ہَودا، ہَودج۔ چہار دیواری، احاطہ۔ چھوٹا حوض۔

حَول: طاقت، قوت۔

حَول و قُوّت: مدد اور طاقت۔

حَیّ: زندہ۔

حیران ہو کر: پریشان ہو کر، مصیبتیں اُٹھا کر، شکست کھا کر۔

پھر ہمایوں بادشاہ پٹھانوں کے ہاتھ سے حیران ہو کر ولایت گئے [باغ، ص ۷]۔

حَیص بَیص: بحثا بحثی، تکرار۔

یہاں تو یہ کیس بیس تھی، جانِ عالم تشریف فرما ہوا [فسانہ، ص ۴۱]۔

مجازاً: مختلف خیالوں میں اُلجھا ہوا۔

راہ میں یہی فکر کرتا آتا تھا کہ اگر آج اپنے تئیں مقدور ہوتا تو ایسی تواضع کرتا کہ یہ بھی خوش ہوتا۔ اِسی کیس بیس میں گھر کے نزدیک پہنچا۔
[باغ، ص ۳۵]

کیف کھانا: افسوس کرنا۔

سر شکِ محبت بہانے لگے
اِس احوال پر کیف کھانے لگے
[بیان، ۱۸۶۲]

کیف ہے: افسوس ہے۔ بے کار ہے۔

کیف ہے کہ مجھ سے کچھ نہ ہو سکے
[باغ، ص ۶۲]

جب اُس جان کا تو نے کچھ پتا نہ پایا، تو اب جینا بھی کیف ہے [باغ، ص ۶۶]۔

خ

خاتَم: انگوٹھی۔ (۲) وہ انگوٹھی جس پر مُہر کرنے کا نشان ہو: مُہر، چھاپ۔ (۳) نبوّت کی مُہر کا نشان، جو پیدائشی طور پر آں حضرتؐ کی پشتِ مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان تھا۔

خاتَمُ الأنبیا: آخری نبی، جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ مراد ہے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ سے۔

خاتَمُ المُرسَلین: آخری رسول، مراد ہے رسول اللہؐ سے۔

خاتَمِ سُلیماں/ انگشتریِ سلیماں: حضرت سلیمان کی مُہر کی انگوٹھی جس پر (روایت کے مطابق) اسمِ اعظم لکھا ہوا تھا اور اُس کی بدولت تمام مخلوق اُن کے تابع تھی۔

خاتَمِ نُبُوّت: دیکھیے: خاتم ۳۔

خاتمہ بالخیر: انجام بخیر ہونا۔ خیر وخوبی کے ساتھ تکمیل۔ مرتے وقت ایمان کی سلامتی اور دین داری۔ (۲) طنزاً: موت، تباہی، بربادی۔

خاتمہ بالخیر ہو گیا: مرگیا، تباہ ہو گیا، ختم ہو گیا۔

دور بین اُٹھا نیچے پھینک دی۔ اُس یادگار سَلَف کا اُن ناخلفوں کے ہاتھوں خاتمہ بالخیر ہو گیا (کہانی ص، ۵۴)۔ [یعنی دور بین ٹوٹ پھوٹ گئی، برباد ہو گئی]۔

خار: کانٹا: مجازاً: دشمنی، کھٹک، تکلیف، حسد، جلن، رشک۔

خارا: سخت پتھر۔

خار بَست: کانٹوں کی باڑ، جو کھیت کے چاروں طرف حفاظت کے خیال سے لگادیتے ہیں۔

خار بَند: (۱) خار بَست (۲) کانٹوں کی باڑ بنانے والا، یعنی باغ (وغیرہ) کا محافظ، نگراں۔

وہ باغ کس طرح نہ لٹے اور نہ اُجڑے آہ!
جس کا نہ باغباں ہو، نہ مالی، نہ خار بند
[نظیر، ص۷۶]

خار پُشت: (۱) مچھلی کی ریڑھ کی ہڈی یا کھجور کے پتے کی شکل کا جنگی ہتھیار، جو گُرز کی طرح چلایا جاتا تھا (۲) ایک جنگلی جانور جس کے بدن پر تُکلے جیسے سخت کانٹے ہوتے ہیں۔ دشمن کو دیکھ کر کانٹے کھڑے کر کے گیند کی شکل بن جاتا ہے: سیہی۔ (۳) پیٹھ کھجانے کا آہنی پنجہ۔ اِسے ''پُشت خار'' بھی کہتے ہیں۔

خارِج اَز بحث ہو گئے: گفتگو میں شامل نہیں رہے۔

خار خار: اندیشہ، بے قراری۔ کھٹک، خلش۔ بہت ہی غمگین، بہت بے قرار۔

خارِ خَسَک: گوکھرو۔

خار دینا: رنج پہنچانا، ایذا دینا۔

ہَے ہَے مرا پھول لے گیا کون
ہَے ہَے مجھے خار دے گیا کون
(گلزار ۲۴۴)۔

خار زار: جہاں بہت کانٹے ہوں (کانٹے دار جھاڑیاں، درخت ہوں) خارستان۔

خار سے: دشمنی سے، حسد سے۔

تقدیر کو گُل کھلانا تھا یوں
تو خار سے بیخ کَن ہوئی کیوں
(گلزار، ۱۳۷۶)

خارِ رہِ قلم: دیکھیے: ریشہ۔

خار کھانا: حسد کرنا، رشک کرنا، دشمنی کرنا۔

خارِ مُغیلاں: ببول کا کانٹا، گوکھرو۔

خار نکلا: دل میں جو کھٹک تھی، جو ذہنی پریشانی تھی، وہ جاتی رہی۔

جب لائے یہ گُل بکاؤلی کا
نکلا تب خار روشنی کا
(گلزار ۵۲۷)

یعنی آنکھ میں روشنی نہ ہونے سے جو ذہنی پریشانی تھی، غم اور پریشانی کا جو کانٹا چبھ گیا تھا، وہ نکل گیا۔

خاشاک: کوڑا کرکٹ، گھاس پھوس۔

خاص بردار: ایک قسم کے سپاہی، جو بادشاہ یا اُمرا کی سواری کے آگے کندھوں پر بندوق رکھ کر ساتھ چلتے تھے۔ کندھوں پر بندوق اُٹھا کر چلنے والا ملازم۔

اور نوکر چاکر، خدمت گار، خاص بردار

......سب چھوڑ کر کنارے لگے۔
(باغ، ۲۲)۔

خاصدان:پان کی گلوریاں رکھنے کا گنبد نُماظرف؛جو چاندی، بھرت یا تانبے کا ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے:گلوریاں۔

خاصدان: مراد ہے ناشتے دان کی طرح کے کسی برتن سے۔ توشہ دان، کٹوردان۔

اور مٹھائی، پکوان ایک خاص دان میں بھر کر ہرنے سے لٹکادیا(باغ، ۲۵)۔

خاصہ:بادشاہوں اور اُمرا کا کھانا۔

اِسی صحبت میں آدھی رات گزری، خاصہ طلب کیا(فسانہ، ۶۲)۔

(۲)خاص۔ عمدہ، اچھا، خوب۔ خاص کر، بالخصوص۔

خاصۂ خاصان: بڑی خصوصیت والا، خاص الخاص۔(خاصۂ خاصانِ رُسُل: رسولوں میں سب سے برتر، سب سے بہتر)۔

خاصہ نوشِ جاں فرما کر:(بادشاہ نے) کھانا کھا کر[باغ، ۱۶]۔

خاصے: عمدہ؛اچھے؛خاصہ (بہ معنیِ عمدہ) کی مُحرّف صورت۔

وہ چڑیل خاصے چوڈول پر سوار ہو کر بلائے ناگہانی سی آپہنچی[باغ، ص۳۷]۔

خاصیاں:خاص برداروں کی بندوقیں۔
[دیکھیے خاص بردار]۔

خاصیوں کے غلاف باناتی، ستر لاتی
[فسانہ، ص۱۸۲]۔

خاصی پُوشاک:اچھالباس۔

حکم کیااس جوان کو گرمابے میں لے جاؤ ؛نہلا کر، خاصی پوشاک پہنا کر حضور میں لے آؤ[باغ، ص۴۵]۔

خاصے والیاں:شاہی کھانے (خاصہ) سے متعلق اہتمام کرنے والی عورتیں۔
[فسانہ، ص۲۰]۔

خاطر جمع سے:اطمینان کے ساتھ۔[اصلاً 'جَمْع'؛ہے، مگر عام استعمال میں 'جَمَع' ہے]۔

صاحب خاطر جمع سے گھوڑے دبائے ہوئے چلے آویں[باغ، ص ۲۱۴]۔

خاطر جمع کرنا:اپنا اطمینان کر لینا، مطمئن ہو جانا۔

اپنے مولا مشکل کشا کی بشارت سے خاطر جمع کر قصد قسطنطنیہ کا کیا۔
[باغ، ص۶۷]

خاطر جمع ہونا:اطمینان ہونا۔

تو مجھے دیکھا، خاطر جمع ہوئی،اب جاؤ
[باغ، ص ۱۳]

خاطر جمعی:اطمینان۔

خاطِر داشت: دیکھ بھال، خبر گیری۔ دل جوئی، دل داری۔

خاطر کی لینا: طرف داری کرنا، رعایت کرنا، مروّت کرنا۔

برائے خدا انصاف کیجیے، خاطر کی نہ لیجیے [فسانہ، ص ۱۹۵]۔

خاطر نشاں ہونا: اطمینان ہونا، مطمئن ہونا۔ بات جو دل میں بیٹھ جائے، ذہن نشیں ہو جائے۔

خاطر نشیں ہونا: بات کا دل میں بیٹھ جانا، خاطر نشاں ہو جانا۔

خاقان: پرانے زمانے میں چین اور ترکستان کے بادشاہوں کا لقب۔

ع: غلامی کریں اُس کی خاقانِ چیں
[بیان، ۳۰۳]

خاک اُڑانا: (۱) آوارہ، پریشان حال پھرنا، تلاش و جستجو میں پھرنا، پریشان اِدھر اُدھر گھومنا۔

میدان میں خاک اُڑا رہا تھا
دیکھا تو وہ لشکر آ رہا تھا
[گلزار، ۴۸]

(۲) دھول اُڑانا، گرد و غبار اُڑانا۔

(۳) میت کا سوگ کرنے کے لیے خاک اُڑانا:

غم سرور میں شاید خاک اِس نے بھی اُڑائی ہے
غبار آلودہ جو بادِ صبا معلوم ہوتی ہے
(اردو لغت)

(۴) رسوا کرنا، بدنام کرنا۔ عیب نکالنا۔ کوشش کرنا۔ برباد ہونا۔

خاک اُڑنا: (۱) گرد، دھول اُڑنا۔

(۲) رونق نہ رہنا، سناٹا ہو جانا۔ تباہ و برباد ہو جانا۔ برکت ختم ہو جانا۔

خاک از تودہ کلاں بردار: لفظی معنی: بڑے ٹیلے سے مٹی اُٹھاؤ؛ یعنی مقصد حاصل کرنے کے لیے اونچی اور بڑی جگہ یا شخص کا انتخاب کرنا چاہیے۔

خاکِ پاک: خاکِ شفا۔ دیکھیے خاکِ شفا۔

خاکِ پاک کی تسبیح: دیکھیے خاکِ شفا کی تسبیح۔

اور اُن کے حسنِ طلب کا ہر ایک سے یہ اصول
کہ خاکِ پاک کی تسبیح ہے، جو لیجے مول
[سودا، ۱۷۱/۴]

خاک چاٹ کر کہنا/بولنا: بڑائی کی، دعوے کی بات کو عاجزی کے ساتھ کہنا، انکساری اور عاجزی ظاہر کرنا۔

یہ بولتی ہوں بول بڑا خاک چاٹ کر
ٹکیں کی طرح جھاڑو کی تیلی نہیں ہوں میں
[رنگین۔ اردو لغت]

خاک چاٹ کر کہتی ہوں...... جہاں مجھ

نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہے گا، تو چھنال بھی نہ کہے گا (رر)۔

خاک چاٹنا: کسی مقدس مقام کی مٹی کھانا۔ خاک کو لب اور زبان سے لگاتا انکساری اور عاجزی کے اظہار کے لیے گانے بجانے والے جب استاد کا نام لیتے ہیں تو خاک چاٹ کر اپنا کان پکڑ لیتے ہیں۔

بڑے بڑے استاد اُن کے سامنے اپنا کان پکڑتے تھے اور خاک چاٹ کر نام لیتے تھے۔

[تذکرۂ اہلِ دہلی: اردو لغت]۔

خاک چھنوانا: خاک چھاننا کی متعدی صورت۔ خاک چھاننا: بہت ڈھونڈنا، تلاش میں مارے مارے پھرنا۔

خاک چھنوائی: بہت دوڑایا، تلاش میں بہت حیران کیا۔

جو کہ واقف تھے سب قرینوں سے
خاک چھنوائی اُن حسینوں سے

(مثنویات، ۱۳۷۵)

خاک دان: مٹی اور کوڑا پھینکنے کی جگہ، کوڑے دان۔ مجازاً: دُنیا۔

خاک دانِ پست بُنیاد: زمین، دنیا۔

خاک رُوب: جھاڑو دینے والا، صفائی کرنے والا، مہتر، حلال خور۔

خاکستر: راکھ۔

خاکستری: راکھ کے رنگ کا، راکھ ملا ہوا۔

وہ مُنڈرے، وہ تن اُس کا خاکستری
ہوئی حسن کی اور کھیتی ہری

[بیان ۴۹۱۔ جوگن کے احوال میں]

خاکِ شِفا: مراد ہے شہدائے کربلا کے مدفن کی خاک، وہاں کی خاک کی بنی ہوئی ٹکیا۔

چاہیے وقت پر نہ ہوتا خیر
کر رکھو اِس کے دفن کی تدبیر
جلد خاکِ شِفا نکال رکھو
کفنِ کربلا نکال رکھو

(مثنویات، ۵۵-۵۵۴)

خاکِ شِفا کی تسبیح: مدینے شریف کی مٹی یا کربلا کی مٹی سے بنے ہوئے گول دانوں کی تسبیح۔ دیکھیے: خاکِ پاک کی تسبیح۔

خاک نشیں: خاکسار (کلمۂ عاجزی ہے)۔

اب امید ہے آپ کی دعا سے یہ خاک نشیں مطلبِ دلی کو پہنچے۔

(باغ، ص ۸۲)

خاکی انڈا: بعض مُرغیاں بہار پر آکر بغیر مُرغ کے ملے انڈا دے دیتی ہیں۔ ایسا انڈا اصطلاحاً خاکی انڈا کہلاتا ہے اور اُس انڈے سے بچّہ نہیں پیدا ہوتا۔

خاگینہ: کتری ہوئی پیاز ملا کر قیمے کی طرح پکایا ہوا انڈوں کا سالن۔

[باغ، ص ۷۷]

خال: قدرتی تل۔ کاجل کا وہ تل جیسا نشان جو خوب صورتی کے لیے چہرے پر بناتے ہیں یا بری نظر سے بچانے کے لیے بچوں کے چہرے پر بنایا جاتا ہے۔

خال خال: بہت کم، کوئی کوئی، اکاڈکا۔ کبھی کبھار۔

خالِ رُخ: چہرے کا تل۔

خالِ روے شامت: مصیبت کے چہرے کا تل۔

اک شب، کہ تھی خالِ روے شامت
یا مردمِ دیدۂ قیامت
[گلزار، ۶۶۸]

یعنی وہ مصیبت سے بھری ہوئی رات تھی۔ تل سے چہرے کی خوبی بڑھ جاتی ہے، اِس لحاظ سے اُس رات کو مصیبت کے چہرے کا تل کہا گیا ہے؛ آفت سے بھری ہوئی رات تھی۔

خالِصہ: وہ سرکاری ملکیت یا زمین، جس میں کسی اور کا حق نہ ہو۔

نہ صرفِ خاص میں آمد، نہ خالصہ جاری
سپاہی تا متصدی سبھوں کو بے کاری
[سودا، ص ۲۶۶]۔

خالصے لگنا: جائداد وغیرہ کا ضبط ہونا، بے وارث قرار پاکر سرکاری ملکیت میں داخل ہونا۔ برباد ہونا، ضائع ہونا۔

جو جو بخیل کنجُس زر چھوڑ کر مرے گا
یا کھائے گا کجنّوائی، یا خالصے لگے گا
[نظیر، ص ۱۴۰]

خال و خط (خط و خال): چہرہ مہرہ، ناک نقشہ۔

پہچان کے خال و خط سے انداز
وہ چپ جو رہی، تو یہ سخن ساز
[گلزار، ۹۸۲]

خام پارہ، خام پارا: آوارہ، مکّار، وہ لڑکی جس نے بالغ ہونے سے پہلے جنسی تعلقات کا تجربہ کیا ہو۔

بیٹی کی طرف کیا نظارہ
جھلّا کے کہا کہ خام پارہ!
حُرمت میں لگایا داغ تو نے
لٹوائی بہارِ باغ تو نے
[گلزار، ۶۹۴-۶۹۳]

ایک نے غمزے سے کہا: چاند نہیں، تو تارا ہے دوسری چٹکی لے کے بولی:
اُچھال چھکّا! تو بڑی خام پارا ہے
[فسانہ، ص ۷۶]

خام خیالی: ناسمجھی، وہمی پن۔

خامہ: قلم، کِلک۔

خانساماں: مہتمم، ناظر، میرِ سامان۔ شاہی محل کا مہتمم، اجناس اور سامان کی فراہمی اور نگاہ داشت، دیکھ بھال جس سے

متعلق ہوتی تھی۔
میں جو کچھ قسم جواہر اور پارچہ پوشاکی ساتھ لے گیا تھا، سب کی کشتیاں حضور میں پہنچیں۔ سب جنس خانساماں کے حوالے ہوئی [باغ، ص ٢٠٠]۔

کہا: جاؤ، جو کچھ کہ درکار ہو
کہو خانساماں سے، تیار ہو
[بیان، ٣٠٨]

خانگی: وہ پردہ نشیں عورت جس کا پیشہ زنا کاری ہو۔

دل میں یہ کیا خیال آیا ہے!
خانگی، کسبی کچھ بتایا ہے!
(مثنویات، ٧٢٩)

خانماں: خاندان۔

خانماں خراب: حقیقی معنی: تباہ، برباد، جس کا گھر بار اجڑ گیا ہو۔ عورتیں غصے اور خفگی کے اظہار کے لیے بہ طور کلمۂ خطاب اور کوسنے کے طور پر استعمال کرتی ہیں:

ایک ہی خانماں خراب ہے تو
چینٹیوں کا بھرا کباب ہے تو
(مثنویات، ١٨٧)

خانوادہ: گھرانا، کنبہ، ایک گھر کے لوگ۔ قبیلہ، نسل، خاندان۔ مشائخ، درویشوں کا سلسلۂ بیعت۔

خانہ باغ: وہ باغیچہ جو مکان (محل) کی چار دیواری کے اندر ہو۔ مکان، محل کی چار دیواری سے ملا ہوا باغیچہ۔

دیا شہ نے ترتیب اک خانہ باغ
ہوا رشک سے جس کے، لالے کو داغ
[بیان، ٣٧٢]

خانہ بر انداز: گھر اُجاڑنے والا، تباہ و برباد کرنے والا۔ خرچیلا، فضول خرچ۔

خانہ بر اندازِ چمن: باغ کو اُجاڑنے والا، مراد وہ شخص جو باغ کے پھول، پھل سب لٹا رہا ہو، دوسروں کو دے رہا ہو۔

گل پھینکے ہے عالم کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر اندازِ چمن! کچھ تو اِدھر بھی
[سودا، ٣٧٩]

خانہ جنگ: وہ شخص جو معمولی بات پر لڑنے کو تیار ہو جائے، لڑاکو، جھگڑالو۔

خانۂ خالہ: آسان کام، معمولی بات۔

یہاں پکاتا ہے خانۂ خالا
حلق ہو جائے ہے تہ وبالا
[سودا، ٢٨٣ در ہجوِ بخیل]

خانہ زاد: غلام، پرانے زمانے میں لونڈیوں، غلاموں یا پرانے نوکروں کی وہ اولاد جو آقا کے گھر میں پیدا ہوئی ہو اور بڑھی پلی ہو۔ کنایتاً: بہت پرانا ملازم۔ کسی کا پروردہ۔

خانہ زاد: بہ طور کلمۂ انکسار بھی اسے استعمال کیا جاتا تھا؛ آپ کا خادم، آپ کا نیاز مند جیسے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے۔ فسانۂ عجائب میں ایک سوداگر بادشاہ سے کہتا ہے:

خانہ زاد کے پاس ایک عورت ناراض ہے، اُس کو فدوی سے اغماض ہے۔
[فسانۂ، ص ۲۱۵]

خانہ زادِ موروثی: مراد ہے ایسے ملازم سے جس کے باپ دادا بھی شاہی ملازمت میں رہے ہوں۔ وہ پرانے ملازم جو باپ دادا کے وقت سے چلے آرہے ہوں۔

جاگیر و منصب و خدمات کی عنایات سے سرفراز کر کر مالا مال اور نہال کر دیا اور خانہ زادِ موروثی اور منصب دار قدیمی زبانِ مبارک سے فرمایا[باغ، ص ۶]۔ اگر اِس خانہ زادِ موروثی کو بھی محرم اِس راز کا کیجیے تو بہتر ہے(باغ، ص ۱۳)۔

خانۂ زنبور: بھڑوں کا، شہد کی مکھیوں کا چھتا۔

خانہ شما آباد: تمھارا گھر آباد رہے؛ ایک دُعائیہ کلمہ جو عموماً بہ طور طنز و تعریض استعمال کیا جاتا ہے: تم اپنے گھر خوش، ہم اپنے گھر خوش کے معنوں میں۔

خانہ نشیں: دُنیاوی تعلقات ختم کر کے گھر بیٹھنے والا۔ گوشہ نشیں۔ جو ملازمت یا کاروبار سے بے تعلق ہو کر گھر بیٹھا رہے۔

خاوَر: پورب، مشرق۔

خاوَری: مشرقی، مشرق کا رہنے والا۔

خاوَر کا تاج دار: مشرق کا بادشاہ، یعنی سورج۔

بُرجِ حَمل میں بیٹھ کے خاوَر کا تاج دار
کھینچے ہے اب خزاں پہ صفِ لشکرِ بہار
[سودا، ص ۲۱۶]

مزید دیکھیے: بُرجِ حمل، خورشیدِ حمل۔

خاوِند: آقا، مالک[یہ "خداوند" کا مخفف ہے]۔

خاوِندا! آپ قدردان ہیں، حاجت عرض کرنے کی نہیں۔ الٰہی! تارا اقبال کا چمکتا رہے[باغ، ص ۲]۔

اِسی طرح سب کو دِکھاتا اور رُلاتا ہوا اپنے خاوِند کے پاس پھر گیا[باغ، ۸۵]۔

خاوِند: شوہر۔

جب تلک وہ جیتا رہے، وہ عورت خاوند پر حرام ہے[باغ، ۱۷۰]۔

خایۂ اِبلیس: فریبی، مکار آدمی۔

خُبث: پلیدی، گندگی۔

خُبثِ باطن: بد باطنی، دل میں بھرے

ہوئے شرارت اور حسد کے خیالات۔

خبر دار: خبر دینے والا، مُخبر، جاسوس۔

خبرداروں نے میرے حضور میں خبر کی
کہ ایسا بڑا تاجر آج تک شہر میں نہیں آیا
[باغ، ص۱۱۶]۔

(۲) واقف کار، آگاہ، جاننے والا۔

اے ملکۂ عالم قدرداں! خبرداروں کو
خلعت و انعام دیتے ہیں، جب دوست کا
پیغام پوچھتے ہیں [فسانہ، ص۳۱۹]۔

خبردار حکمت کے مضمون سے
غرض جو پڑھا اُس نے، قانون سے
[بیان، ۴۴۰]

(۳) چوکس، ہوشیار۔

پر اِتنا ہے، اُس سے خبردار ہوں
جنھوں کی ہے چوکی، وہ بیدار ہوں
[بیان، ۵۶۶]

(۴) کلمۂ تنبیہ: خبردار۔

خبر شرط: کلمۂ تنبیہ۔

اپنی سرگذشت بیان کرتی ہوں، تجھے
بھی اِس کا پوشیدہ رکھنا ضرور ہے، خبر
شرط! [باغ، ص۴۸]۔ یعنی اِس راز کی
حفاظت ضروری ہے، احتیاط ضروری
ہے۔

خُتکا: سونٹا، ڈنڈا۔ انگوٹھا، ٹھینگا، بھنگ
گھوٹنے کا ڈنڈا۔

ہے کشمکش شراب کو، جب کیجیے نظر
جس وقت دیکھیے، تو ہے خُتکوں کے نیچے بنگ
[سودا، ص۲۲۹]

خُتن: چینی ترکستان کا ایک قدیم شہر،
جہاں کے ہرن مشہور تھے، جن کے
نافوں سے مشک نکالا جاتا تھا۔

خَجالت/خِجالت: شرمندگی، خفت۔

خَجالت زَدہ: شرمندہ۔

خُجَسْتہ، خُجِسْتہ: مبارک۔

خجستہ اَختر: مبارک ستارے والا، یعنی
خوش نصیب۔

خَجِل، خَجَل: شرمندہ۔

خَجْلت: شرمندگی، خفت۔

خَجلت دِہِ بے قراریِ سیماب: پارے
کی بے قراری کو شرمانے والا، یعنی
پارے سے زیادہ بے قرار۔
[فسانہ، ص۵۰]

خدا کا کارخانہ: دیکھیے: کارخانۂ الٰہی۔

کارخانے میں خدا کے ہے کسے دخل ہُوا!
بچّہ پہلے جنیں تم، بیاہ ہوا میرے بعد
[دیوانِ جانصاحب، مطبعِ حیدری، ص۴۷]

خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے: اچانک کسی بات
کے واقع ہونے کے موقعے پر کہتے
ہیں۔

خدا کی سنْوار: عورتوں کی زبان میں کلمۂ

انکار؛ تجھ پر خدا کی مار، پھٹکار۔

ہوتے سوتوں کو اپنے کیجیے پیار
چل چخیے، ہو تجھے خدا کی سنوار
(مثنویات، ۸۱۹)

خُداوند: آقا، مالک۔

تم ہو بُت، پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے
تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی
(غالب)

خُداوَندی: آقا کی مرضی، خدا کی مرضی، خدا کا حکم۔

نہ مرنے دیتے ہم قائم کو، لیکن
خداوندی سے کچھ چارا نہیں ہے
(قائم چاندپوری)

خُدائی چھان کر: ساری دنیا میں تلاش کر کے؛ یعنی بہت زیادہ تلاش کر کے، بہت ڈھونڈ کر۔

واللہ کہ چھان کر خُدائی
تیرے پیارے کو ڈھونڈ لائی
(گلزار، ۹۱۲)

خُدائی خراب: آوارہ، خانہ خراب۔

اور یہ کہنا کہ اُو خدائی خراب!
کیوں گنْواتا ہے اپنا حُسن و شباب

خُدائی خوار: خدائی خراب، خدائی مارا۔

خُدائی سے چارہ نہیں: خدا کا حکم ماننا ہی پڑتا ہے، اُس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

اگرچہ جُدائی گوارا نہیں
و لیکن خدائی سے چارا نہیں
[بیان، ۶۶۷]

خُدائی فوج دار: وہ شخص جو خواہ مخواہ ہر ایک کا حمایتی بنے اور دوسروں کے کام میں دخل دے۔

خدائی کی قدرت: خدا کی قدرت۔

عجب شہر تھا اُس کا مینو سَواد
کہ قدرت خدائی کی آتی تھی یاد
[بیان، ۲۰۹]

خُدائی مارا: دیکھیے: خدائی خراب۔

خدائی ہے: خدا کی قدرت، اُس کی خدائی کا کرشمہ ہے۔

دل پہ آفت عجیب آئی ہے
جان بچ جائے تو خدائی ہے
(مثنویات، ۱۴۱۴)

مطلب یہ ہے کہ خدا ہی بچائے تو بچائے، ویسے بچنے کی صورت نہیں۔

خِدمت: عُہدہ، منصب، ذمّے داری۔

بادشاہ سے عرض کر کر خدمت شاہ بندری کی اُس جوان کو دلوادی [باغ، ۱۹۰]۔
(یعنی اُس بندرگاہ کی بادشاہت)۔

خَدَنگ: تیر۔

خَدِیو: بادشاہ۔ مصر کے بادشاہ کا لقب تھا۔

خَدِیوِ فلک، خَدِیوِ گیہاں: آسمان مرتبہ بادشاہ۔

خراب آباد: ویرانہ۔ مجازاً: دُنیا۔

خرابات: شراب خانہ، جُوا خانہ۔

خرابہ: ویرانہ، کھنڈر۔

خِراج / خَراج: (۱) زمین کا محصول، مال گزاری، لگان۔ (۲) وہ مقرّرہ رقم جو ماتحت حاکم یا ماتحت حکم راں کی طرف سے شاہی خزانے میں جمع کی جاتی تھی، بالادست حکم راں کو ادا کی جاتی تھی۔

> خراجِ دیہِ ویراں، یک کفِ خاک
> بیاباں خوش ہوں تیری عالمی سے
> (غالب، نسخہ عرشی، ۹۱)

خرّاد: کاریگر جو لکڑی (یا دھات) کو خراد پر چڑھا کر صاف کرتا ہے، درست کرتا ہے۔

> مردِ تماش بیں کے واسطے یہ شہر خراد ہے، ہر فن کا یہاں اُستاد ہے [فسانہ، ۸]۔

خِراماں: ناز و انداز کی چال چلتا ہوا، خوش رفتار۔ [خِرام: نرم رفتار، خوش رفتاری، ناز و انداز بھری چال]۔

خُرجی: جھولا نما تھیلا جو ضروری اسباب رکھنے کے لیے گھوڑے، ٹٹو کی کاٹھی سے باندھ دیتے ہیں۔

خَرچنگ: کیکڑا، سرطان۔

خَرچی: زِنا کی اُجرت، حرام کاری کی مزدوری۔ طوائف کو جو رقم دی جائے۔

خَرچی چُکانا: طوائف کے کوٹھے پر جانے والوں کا اُس کے ساتھ رہنے کی اُجرت طے کرنا، یا اُس کی اُجرت ادا کرنا۔

خُرد: چھوٹا (اسے خورد نہیں لکھنا چاہیے)۔

خُرد سال: چھوٹی عمر کا۔

خُرد و کلاں: چھوٹے بڑے۔

خَردَل: رائی۔

خَردماغ: گھمنڈی، مغرور۔

خَردماغی: غرور، گھمنڈ۔

> اِس خردماغی پر اُس گدھے کی خیال نہ کر، دوبارہ خُوجے کے ہاتھ پیغام بھیجا [باغ، ص ۵۳]۔

خُرد نوک کا جوتا دیکھیے: جوتا خرد نوک کا۔

خُردہ: عیب۔ چھوٹا ٹکڑا، ریزگاری۔

خُردہ گیر: عیب نکالنے والا۔

خُردِیا: تھوک فروش کا مقابل: خُردہ فروش، پھٹکل بیچنے والا۔ پھیری والا، گلیوں سڑکوں پر گھوم پھر کر سودا بیچنے والا۔

خِرس: ریچھ۔

خُرسَند: خوش۔

خورشیدِلبِ بام: مجازاً مرنے کے قریب۔ عمر کا آخری حصہ (خورشید: سورج)۔

خُرطوم: ہاتھی کی سونڈ۔

خَرِف: وہ شخص جو بڑھاپے کے سبب سے بدحواس ہو گیا ہو۔

ع: صبح تک جھانکے تھا بیٹھا خرف ریش سفید [سوداؔ، ص ۲۹۳]۔

خَرق: پھٹنے یا پھاڑنے کا عمل۔

خَرقِ عادت: کسی پیغمبر سے کسی ایسی بات کا ظاہر ہونا جو معمول اور قانونِ فطرت کے خلاف ہو۔ عام انسانی فطرت کے خلاف بات، معجزہ۔

خَرق و اِلتِیام: پھٹ جانا اور پھر باہم مل جانا۔

خِرقہ: پیوند لگا ہوا کپڑا، پُرانا لباس، درویشوں کا لباس، گُدڑی۔

خرگاہ: بہت بڑا خیمہ، شاہی خیمہ۔

شاہانہ چلے وہ لے کے ہمراہ
لشکر ، اسباب ، خیمے ، خرگاہ
[گلزار، ۴۶]

خِرمَن: ڈھیر، غلّے کا ڈھیر، کھلیان۔

خِرمنِ جاں پہ برقِ آفت تھی
قہر تھی ، فتنہ تھی، قیامت تھی
(مثنویات، ۸۱۴)

[یعنی جس طرح بجلی گر کر غلّے کے ڈھیر (کھلیان) کو جلا دیتی ہے، اُسی طرح اُس کا حُسن بھی صبر و قرار کو پھونک دینے والا تھا]۔

خِرمنِ خار: کانٹوں کا ڈھیر، سوکھی ہوئی کٹیلی جھاڑیوں کا ڈھیر۔

ع: تو برقِ دماں، میں خِرمنِ خار [گلزار، ۶۳۱]

خِرمنِ گُل: پھولوں کا ڈھیر۔ پھولوں کی کثرت سے مراد ہوتی ہے۔

خِرمنِ ماہ: چاند کے گرد جو حلقہ نظر آتا ہے، جسے "ہالہ" کہتے ہیں۔

خُرّمی: خوشی، شادمانی۔

خَروار: کسی چیز کا ڈھیر، جو گدھے کی اونچائی کے برابر ہو، اِس قدر بوجھ جس کو گدھا ڈھو سکے۔

خُرُوش / خَرُوش: شورغل، فریاد، رونے کی آواز۔

تھمتا اک پل بھی واں خروش نہیں
پوچھیں کس سے، کسی میں ہوش نہیں
(مثنویات، ۱۶۹۵)

خَریطہ: تھیلی۔ وہ لفافہ جس میں امرا کے نام خط، شقہ بھیجا جائے۔ مجازاً: خط، پیغام۔

خَزانہ: وہ جگہ جہاں حوض، فوّارے کے پانی

کا ذخیرہ ہو۔ حوض، فوارے وغیرہ کا نچلا حصہ جہاں پانی جمع رہتا ہے۔ زمین کے نیچے بنی ہوئی پانی کی ٹنکی۔

حوض اُس کی ہوئی، یہ دیکھتے ہی
فوارہ تو گم، خزانہ باقی
[گلزار، ۷۹۸]

خزانۂ عامرہ: (۱) شاہی خزانہ۔ خاص شاہی خزانہ۔

اور مالک کو زرِ قیمت خزانۂ عامرہ سے دلوادو [باغ، ص ۵۵]۔

(۲) سرکاری خزانہ۔

خزَف: ٹھیکری۔

خزَف ریزے: کنکر، ٹھیکری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔

خس: سوکھی گھاس، سوکھی گھاس کا تنکا، کوڑا کرکٹ۔ پھوس۔ ایک قسم کی خوش بودار گھاس کی جڑ جو دریا کے کنارے ہوتی ہے اور عموماً اُس کی ٹٹیاں بنائی جاتی ہیں، موسمِ گرما میں لگانے کے لیے۔

خس پُوش: گھاس پھوس سے ڈھکا ہوا۔

ع: شعلے کو کیا ہے کس نے خس پُوش
(گلزار، ۹۷۲)

یعنی شعلے، انگارے کو گھاس پھوس سے نہیں ڈھاکا جاسکتا۔

خس پُوش کیے: گھاس پھوس میں چھپا دیے، گھاس میں چھپا دیے۔

ع: خس پوش کیے وہ جامۂ گُل
(گلزار، ۱۲۳۴)

یعنی اُن کے کپڑے گھاس میں چھپا دیے۔

خس وخاشاک: گھاس پھوس، تنکے۔

خُسران: نقصان، گھاٹا۔

خُسراں مآل: جس کا انجام نقصان ہو۔

خُسرَو، خُسرُو: ایران کے ایک معروف بادشاہ کا نام۔ مجازاً: بادشاہ۔

خُسرَوِ انجم، خُسروِ خاوَر: سورج۔

خُسروِ رنگیں کلاہ: سورج۔

خُسروِ رنگیں کلاہ نے بندرِ مشرق سے نکل کر تختِ زنگاری پر جلوس فرمایا۔
(فسانہ، ۲۲۵)

خُسرَوی: بادشاہت۔

خسَک: زمین پر پھیلنے والا خار دار پودا، گوکھرو کانٹے دار پھل، گوکھرو۔

خُسوف: چاند گہن۔

خُسوفِ سفر: سفر میں پہنچنے والی تکلیفیں۔

خسیس: کنجوس۔ (۲) کمینہ، ذلیل۔

خِشت: اینٹ۔

خِشتک: میانی (پاجامے کی)۔

خُشکی و غرقی: سوکھا پڑنے یا بہت زیادہ پانی

برس جانے کی وجہ سے کھیتوں میں پیداوار نہ ہونا۔ مزید دیکھیے: غرقی۔

دو بیل کی جا کر جو کہیں کیجیے کھیتی
اور مینہ بھی موافق ہی پڑے، تو تُو سماں ہے
تئیں، خشکی و غرقی کے تفکر میں شب و روز
نے امن ہے دل کے تئیں، نے جی کو اماں ہے
[سودا، ۲۵۸]۔

خشم: غصہ۔

خشوع و خضوع: گڑگڑانا، عاجزی کرنا، کسی کے سامنے خوف و ہیبت کے ساتھ کھڑا ہونا [نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے ذیل میں عموماً اس کلمے کو استعمال کیا جاتا ہے جیسے: بہت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کی]۔

خشونت: کھردراپن۔ غصہ، ناراضگی، خفگی۔ طبیعت کی سختی، دُرشتی۔

صحبت ہے یہ اُس سے اگر آقا کے تئیں، چھینک
آوے، تو وہ اس کو بہ خشونت نگراں ہے
(سودا، ۳۵۶)

خشیت: ڈر، خوف۔

خِصال: خصلت کی جمع۔

خصلت: عادت، اچھی یا بُری بنائی ہوئی عادت۔
[خوش خِصال: اچھی عادتوں والا]۔

خصم: دشمن۔ (۲) مقابل، فریقِ ثانی۔

خصومت: دشمنی، عداوت، کینہ۔

خِضرِ راہ: رہ بر، صحیح راستہ دکھانے والا۔

خِضرِ طریقِ عشق: عشق کے راستے کا رہ بر۔

مشورے ہم سے لیتے تھے ہر دم
سب میں خضرِ طریقِ عشق تھے ہم
(مثنویات، ۶۲)

خِضر ملے: مراد حاصل ہوئی۔

خضر نے غول سے چراغی لی: دیکھیے: چراغی لینا۔

خِضر ہونا: راہ بر بننا، راستہ دکھانا۔
(گلزار، ۵۵۴)

وہ گور کے حق میں خضر ہونا
وہ غُولوں سے مل کے پھول کھونا
[گلزار، ص ۵۵۴]

خط / خطّ: (۱) لڑکوں کے رُخسار اور لبوں پر آغازِ جوانی میں پہلی بار جو بال نمودار ہوتے ہیں: سبزہ، سبزۂ خط۔

(۲) لکھائی، تحریر۔ اندازِ تحریر۔ (۳) لکیر (۴) دستاویز۔ وہ کاغذ جسے دستاویز کے طور پر لکھا جائے۔

کل صبح کو قیمت اُس باغ کی لونڈی سمیت چکا کر، قبالہ باغ کا اور خط کنیزک کا لکھوا کر اِس شخص کے حوالے کرو۔
[باغ، ص ۵۵]

خطِ آزادی: غلام یا کنیز کو آزاد کرتے وقت بہ طورِ سند لکھی گئی تحریر۔

کیوں لگے دینے خطِ آزادی
کچھ سُنہ بھی غلام کا صاحب
(مومن)

خطِ ابیض: سفیدی کی وہ لکیر جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان پر ظاہر ہوتی ہے، پَو پھٹنے کی علامت: سفیدۂ سحر۔

خطِ پیشانی، خطِ تقدیر، خطِ جبیں: قسمت کا لکھا۔

خطِ توأماں، خطِ توأم: خط (اندازِ تحریر) کی ایک قسم۔ یہ خط دو باریک کاغذوں پر لکھا جاتا ہے۔ الفاظ کا ایک حصہ ایک صفحے پر سیدھا اور ایک صفحے پر اُلٹا لکھتے ہیں۔ کاغذ کے باقی حصے پر گہری گُل کاری کی جاتی ہے اور نقش و نگار بنائے جاتے ہیں، تاکہ دیکھنے والا الگ الگ صفحوں کو دیکھ کر یہ نہ سمجھ سکے کہ اِن پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ جب دونوں کاغذوں کو ملا کر روشنی میں دیکھا جائے، تو سفید حرف جلی قلم سے لکھے ہوئے نظر آئیں۔

یہ کہہ کے ملے ** باہم ایسے
صفحے خطِ توأماں کے جیسے
[گلزار، ۹۳۴]

خطِ رِقاع: خطِ نسخ کی وضع کا خط، جس میں حروف کی سطح اور دور برابر بنائے جاتے ہیں۔

خطِ سُلیمانی: لکھاوٹ کی ایسی روش، ایسا انداز جس کا رواج جنوں میں ہوگا، حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں ہوگا۔ یہاں "خطِ سلیمانی" سے حقیقتاً کوئی خط مراد نہیں، یہاں اِس سے مراد ہے بہت عجیب نقش و نگار۔

مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش
بہ خطِ سلیمانی اُن پر نقوش
[بیان، ۲۹۶]
(پری کے مکان کے احوال میں)۔

خطِ شُعاع، خطِ شعاعی: سورج کی کرنیں۔

ع: خفی و جلی مثلِ خطِ شعاع
[بیان، ۳۴۶]

خطِ غُبار: فنِ خطاطی میں آرائشی خط (روشِ تحریر) کی ایک قسم، جس میں عبارت کو اِس طرح لکھا جاتا ہے کہ غبار کی شکل نظر آئے۔ اِس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ باریک نقطوں سے جلی (موٹے) حرفوں کی شکلیں بنائی جائیں۔ دوسری یہ کہ کسی عبارت کو بہت باریک لکھ کر جلی حروف کی شکلیں بنائی جائیں۔

لیا ہاتھ جب خامۂ مُشک بار
لکھا نسخ و ریحان و خطِ غُبار
[بیان، ۳۴۵]

خطِ غُلامی: اطاعت اور غلامی کا اقرار نامہ۔

خطِ گلزار: پھول پتّیوں کی شکل میں، یا گُل بوٹوں کے اندر لکھی ہوئی تحریر۔ اُس کی صورت یہ ہے کہ بہت باریک لکیروں سے حرفوں کی اِس طرح حد بندی کی جاتی ہے کہ اُن کا درمیانی حصّہ سادہ رہے اور اُس میں گل پھول اور برگ وبار بنائے جائیں۔

کیا خطِ گلزار سے جب فراغ
ہوا صفحۂ قطعہ، گلزار باغ
[بیان، ۴۴۸]

خطِ گُل عِذار: معشوق کے رخساروں پر نکلا ہوا سبزۂ خط، داڑھی مونچھوں کا ہلکا سا رُواں۔

خُطا: پُرانے زمانے میں شمالی چین کا ایک حصّہ یا شہر۔ یہ ترک قبیلوں کا مسکن تھا۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: بُرہانِ قاطع مرتبہ ڈاکٹر معین، لفظِ خطا کا حاشیہ]۔

کئی بادشاہ اُس کو دیتے تھے باج
خُطا و خُتن سے وہ لیتا خِراج
[بیان، ۲۰۴]

خطاے بُزرگاں گرفتن خطاست: بزرگوں کی غلطیاں نکالنا، خود غلط کام ہے۔

خُطوط: لکیریں۔ مراسلے، چٹھیاں۔ حدود۔ [جسم کے خطوط: خط و خال، بناوٹ، زاویے]۔

خِطّہ: سرزمین، ملک، علاقہ، ملک کا حصّہ۔

خَطیر: بہت، کثیر [عموماً روپے پیسے، دولت کے لیے، جیسے: مُبلغِ خطیر، خطیر رقم، گنجِ خطیر]۔

ع: ہر ایک لحظہ جو بخشا کرے ہے گنجِ خطیر
[سودا، ۱۶۶]

خِفا: پوشیدگی، چھپا ہونا۔

خَفا: ناراض، رنجیدہ، آزردہ، ناخوش۔

خَفا: گلا گھٹنا، دم گھٹنا۔ [اِس معنی میں اصلاً "خفہ" ہے، مگر اردو میں عموماً "خفا" لکھا جاتا ہے۔ متعلقہ متنوں میں بھی اِسی طرح ہے]۔

اندھیرے نے اُس کا کیا دَم خفا
کہ جوں لے سیاہی کسی کو دبا
[بیان، ۱۲۰۰]

قلق وھاں جو گزرا، تو یھاں غم ہوا
رُکا جی وہاں، یھاں خفا دم ہوا
[بیان، ۱۲۱۸]

خُفّاش: چمگادڑ۔

خفا ہوں: گھبرا رہی ہوں، پریشان ہوں۔

خفا ہوں، مرا جی بھی مشغول ہو
کوئی دم تو داغِ جگر، پھول ہو
[بیان، ۱۲۹۸]

[یعنی ذرا سی دیر کو تو راحت اور مسرت ملے اور پریشانی کو بھول جاؤں]۔

خُفتان: ایک طرح کی صدری نیمہ آستین (آدھی آستین والی) جسے انگرکھے کے اوپر پہنا جاتا تھا۔

مرزا فرحت اللہ بیگ نے دلّی والوں اور قلعے والوں کے لباس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

لباس میں انگرکھا بہت پسند کیا جاتا ہے۔ چوں کہ ہر شخص کو کسرت کا شوق ہے، اِس لیے جسم کی خوب صورتی دکھانے کے لیے آستینیں بہت چست رکھتے ہیں اور بعض شوقین آستینوں کو آگے سے کاٹ کر اُلٹ لیتے ہیں۔ انگرکھے کے نیچے کرتا بہت کم لوگ پہنتے ہیں۔ قلعے والوں کے انگرکھے کے اوپر جامے وار یا مخمل کی خفتان ہوتی ہے۔ بہت تکلف کیا تو اُس کے حاشیوں پر سمور لگا لیا، نہیں تو عموماً پتلی لیس لگاتے ہیں۔ بٹنوں کے بجائے صرف ایک تکمہ اور گھنڈی ہوتی ہے، جس کو "عاشق معشوق" یا "چشمے" کہتے ہیں۔ اِس کی آستینیں ہمیشہ آدھی ہوتی ہیں"۔

[دہلی کی آخری شمع، انجمن ترقیِ اردو (ہند)، نئی دہلی، ص۵۹]۔

اصلاً اِسے جنگ کے وقت پہنا جاتا تھا۔ اِسے قزآکند، قزاکند، قزاغند بھی کہتے ہیں۔ ڈاکٹر معین نے فرہنگِ فارسی کی دوسری جلد میں اِس کی وضاحت کی ہے۔ اِس صدری نما پوشش کو اِس طرح بنایا جاتا تھا کہ کپڑے کی دو تہوں کے درمیان کچا ریشم اور ہلکی روئی بھری جاتی تھی اور جنگ کے میدان میں اِسے پہنا جاتا تھا کہ تلوار ریشم پر لگ کر اُچٹ جائے، جسم تک نہ پہنچے۔ غالباً اِسے زرہ کے نیچے پہنا جاتا تھا۔ زمانے کی گردش نے میدانِ جنگ کے ایک لباس کو آرایشی لباس بنا دیا کہ اُسے انگرکھے کے اوپر پہنا جانے لگا۔

خُفتہ نصیبی: بدنصیبی۔

سوتے جو کٹی شبِ جوانی
سُو خفتہ نصیبی اپنی جانی
[گلزار، ۱۳۳۸]

خَفقان / خُفقان: اصلاً دل کی ایک بیماری کا نام جس میں دل کی حرکت بڑھ جاتی ہے۔ مجازاً: گھبراہٹ، وحشت، مالیخولیا کی ابتدائی کیفیت۔

خفقان کرنا: کسی خطرے کے اندیشے سے گھبرانا، وہم کرنا۔

شہر میں روز لوگ مرتے ہیں
خفقاں اِس کا کوئی کرتے ہیں
(مثنویات، ۱۷۰۵)

خَفقانی مزاج: وہ شخص جس کے مزاج میں گھبراہٹ ہو۔

یہ کہو بچ گیا دم آج مرا
خفقانی ہے خود مزاج مرا
(مثنویات، ۳۱۳)

خفی: پوشیدہ، چھپا ہوا۔ باریک۔ مہین قلم کی نوک جس سے حرفوں کے باریک حصے لکھے جائیں۔ وہ قلم جس کی نوک باریک ہو، جلی کا مقابل۔

عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفیّ و جلی مثلِ خطِّ شعاع
[بیان، ۴۴۶]

خفیفُ الاِعتقاد: ادنا قسم کی، خلافِ عقل اور احمقانہ باتوں پر یقین رکھنے والا، وہم پرست۔

خفیفُ الحَرَکات: اوچھی حرکتیں کرنے والا، چھچھورا، کم ظرف۔

خَلا: مَلا کی ضد، خالی جگہ۔ حکما کے نزدیک کسی چیز کا خلا (بالکل خالی ہونا) ناممکن ہے۔ اُن کے نزدیک ہر جگہ ہوا سے بھری ہوئی ہے۔

قول پر اُن کے، نہ ہوتی تری ہمت جو دلیل
پوچھتا میں حکما سے، ہے خلا کیو نکے محل
[سودا، ۱۷۷]

(۲) زمین سے اوپر کا وہ خطہ جہاں زمین کی قوتِ کشش کا اثر نہیں ہوتا، وہ علاقہ جہاں زمین کی فضا ختم ہو جاتی ہے۔

خلافِ قِیاس: عادت کے خلاف، معمول کے خلاف۔

کہ ہے آج کیا یہ خلافِ قیاس
گرا اِتنا تو ہو کے کیوں بے حواس
[بیان، ۱۶۷۴]

خَلخال: پانْو میں پہننے کا ایک زیور، جس میں گھنگرو لگے ہوتے ہیں: پازیب، پائل۔

خَلِش: چُبھن، کھٹک۔ الجھن، پریشانی، فکر۔ رنجش، کینہ، دشمنی۔

خَلِش کر رہا ہے: چبھ رہا ہے، کھٹک رہا ہے۔

اور بالفعل ایک اندیشۂ مشکل میرے دل میں خلش کر رہا ہے [باغ، ۸۶]۔

خِلط: آدمی کے جسم میں چار خلطیں ہیں (جنھیں اَخلاطِ اَربعہ کہا جاتا ہے): صفرا، سودا، خون، بلغم۔ اِن میں سے ہر ایک کو خِلط کہتے ہیں۔ جمع: اخلاط۔

خَلط: دو یا زیادہ چیزوں کی باہم آمیزش، ملنا یا ملانا۔

خَلطِ مَبحَث: غلطی سے، یا مغالطہ دینے کے لیے اصل موضوع سے ہٹ جانے، یا اُسے دوسری باتوں میں اُلجھا دینے کا عمل۔

خَلط مَلط: ملا جلا، مخلوط۔ گڈ مڈ۔

خُلطہ: میل جول، تعلق، ربط و ضبط۔

خُلع: عورت کا اپنے مہر کے عوض یا مال، اولاد دے کر شوہر سے طلاق لینا۔

یہ سب قصہ میری عفت کا ہے۔ آج تک خدا کے حفظ و عنایت سے میری عزّت و آبرو بچی، اب خُلع کی اُمّید وار ہوں[فسانہ، ۳۳۵]۔

خِلعت: بادشاہ کی طرف سے خاص خاص لوگوں کو مختلف موقعوں پر خلعت دیا جاتا تھا۔ مرتبے اور اعزاز کے لحاظ سے اجزا کی تعداد مختلف ہوتی تھی۔ سب سے بڑا خلعت ۲۱ پارچے کا ہوتا تھا۔ انگریزی حکومت میں بھی کچھ دن تک یہ روایت بر قرار رہی۔ مرزا غالب نے ایک خط میں اپنے خلعت کا ذکر کیا ہے: "پیش از غدر گورمنٹ کے دربار میں سات پارچے اور جیغہ، سرپیچ اور مالاے مروارید، تین رقم جواہر کی مجھ کو ملتی تھیں...... لارڈ صاحب نے کھڑے کھڑے جیغہ سرپیچ میری ٹوپی پر باندھا۔ مالاے مروارید میر منشی نے گلے میں ڈال دی۔ یہ سات پارچے مرحمت ہوئے: دوشالا ا، کمخواب کا تھان ا، بنارسی تھان سنہری بوٹے ا، بنارسی سیلا ا، الوان کی چادر کنارہ کلابتون ا، کناویز[قناویز] کا تھان ا، الوان کی چادر بے کنارہ ا"۔ [مکاتیبِ غالب، مرتبہ عرشی صاحب، طبع ششم، مکتوب ۸۰]۔ خلعت کم سے کم تین اجزا پر مشتمل ہوتا تھا: دستار، جامہ، کمر بند (پٹکا)۔

خِلعتِ خُسرَوانہ: شاہی لباس۔

غرض شاہ زادے کو نہلا دھلا
دیا خِلعتِ خسروانہ پنھا
[بیان، ۵۰۱]

خِلعتِ سنگیں: بھاری خلعت۔

خلعتِ نَورُوز: ایران میں نو روز کے موقعے پر بادشاہ اہلِ دربار کو خلعت دیا کرتا تھا۔

تا ملے خلعتِ نَوروز بہ بستانِ جہاں
پاوے تاثیرِ اعظم شرف از بُرجِ حمل
[سودا، ۹۰]

خَلَف: بیٹا۔ وارث، قائم مقام، جانشین۔

عجب کیا کہ ہووے تمھارے خَلَف
کرو تم نہ اَوقات اپنی تَلَف
[بیان، ۲۴۸]

(۲) لائق، سعادت مند بیٹا۔

ہو تا نہ اِتنے ناخَلفوں میں جو اک خَلَف
مر جاتی غم سے مادرِ ایّام، کھا شَرَنگ
[سودا، ۲۲۸]

خَلَفُ الرّشید: فرماں بردار، سعادت مند بیٹا۔ جس میں باپ کی خوبیاں پائی جائیں۔

خَلَفُ الصِّدق: سچّا بیٹا، جس میں باپ کے

اوصاف پائے جائیں۔ فرماں بردار بیٹا۔ خلف الرّشید۔

خُلق: عادت، اچھی خصلت، خوش اخلاقی، مروّت، تواضع، مدارات۔

خَلق: پیدا کرنا، پیدا ہونا۔ مخلوق، لوگ۔

خَلقِ اللہ: اللہ کی مخلوق: لوگ۔

آدمی کو انسانیت کا جامہ عطا کیا ہے کہ پھٹے، نہ مَیلا ہو؛ اگرچہ پُرانے کپڑے سے اُس کی آدمیت میں فرق نہیں آتا، پر ظاہر میں خَلقِ اللہ کی نظروں میں اعتبار نہیں پاتا [باغ، ص ۳۱]۔

خَلقت / خِلقت: مخلوق، مراد ہیں انسان۔

[میر امّن نے انسانوں، لوگوں کے معنی میں ہر جگہ "خِلقت" لکھا ہے۔ باغ میں خ کے نیچے ہر جگہ زیر لگا ہوا ہے]۔

خِلقت: پیدائش، جنم، عادت، فطرت، مزاج اور طبیعت۔

خِلقت کی گرمی: فطری شوخی، نازوادا۔

وہ خِلقت کی گرمی، وہ ڈُومَن پنا
نشے میں بھبھوکا سا چہرہ بنا
[بیان، ۱۳۰۳]

خِلقتِ یک دوُدماں: ایک خاندان میں پیدا ہونے والے، ایک خاندان کے لوگ۔

شعلۂ کہ طور سے کیا کم ہے اُس روضے کی شمع
دونوں آپس میں ہیں گویا خِلقتِ یک دوُدماں
[سودا، ۶۳]

خَلوت / خِلوت: تنہائی؛ "جلوت" کی ضد۔

خلوت خانہ [خلوت سرا، خلوت کدہ، خلوت گاہ]: تنہائی میں بیٹھنے کی، رہنے کی جگہ۔

میرے تئیں باغ کے اندر لے گیا اور ایک مُقطّع، خوش نقشے خلوت خانے میں مجھے فرمایا کہ تم یہاں رہا کرو۔
[باغ، ۱۰۸]

خَلوت گزیں: تنہائی پسند، گوشہ گیر، لوگوں سے علاحدگی اختیار کرکے تنہائی میں رہنے والا۔

خَلوت و جَلوت: تنہائی اور محفل، گھر کے اندر اور باہر، پوشیدہ اور ظاہر۔

خَلوَتی: اکیلا رہنے والا، تنہائی پسند۔ تنہائی کا شریک، ہمراز۔

ع: میں ورنہ وہی خلوتیِ رازِ نہاں ہوں
(میر)

[جمع: خَلوتیان؛ جیسے: خلوتیانِ راز: رازداں، ہمراز، تنہائی کے شریک]۔

خَم: ٹیڑھ، ترچھاپن، جُھکاو، گُھماو۔

خَم بہ خَم: بل کھایا ہوا، گھنگھرالا، پیچ در پیچ۔

خُمار: نشہ اُترنے کے وقت دردِ سر اور اعضا

میں ٹوٹن۔ وہ مستی جو نشہ شراب کا زُور ٹوٹنے کے بعد باقی رہ جائے۔ سُرور، نشہ، شراب کی مستی۔

خُمار: شراب فروش۔

خُمار شِکنی: رات کے نشے کے اُتار کی ٹوٹن اور بدمزگی کو دور کرنا [اِس کے لیے صبح کے وقت، یا بیدار ہونے کے بعد شراب کے ایک دو پیالے پی لیے جاتے ہیں، تاکہ نشے کا اُتار کم ہو جائے]۔

جب صبح ہوئی، اُس جوان نے جگایا، کئی پیالے خُمار شکنی کے پلا کر، اپنی معشوقہ سے کہا کہ اب زیادہ تکلیف مہمان کو دینا خوب نہیں [باغ، ۳۴]۔

خُم ٹھونکنا: کسی کام میں کسی سے مقابلہ کرنا۔ مقابلے کی دعوت دینا۔ [کُشتی کی اصطلاح ہے۔ اِس کے اصلی معنی ہیں: کُشتی کے وقت پہلوان کا اپنے بازوؤں پر اس طرح ہاتھ مارنا کہ زوردار آواز نکلے]۔

خُم ٹھونک کر: مقابلے میں شامل ہونے کی ہمّت کرکے، تیار ہو کر۔

خُم خانۂ الم کے جُرعہ نُوش: غم والم میں ڈوبے ہوئے۔

سب سیاہ پوش، خُم خانۂ الم کے جُرعہ نُوش [فسانہ، ۱۰۹]۔

خُمس: پانچواں حصّہ۔ فقۂ جعفری کے مطابق مال کا پانچواں حصّہ جو غریبوں، لاوارثوں کے لیے دیا جاتا ہے۔

بارہ امام کو اپنا پیشوا جانتا ہوں اور اپنے مال سے خُمس، زکوٰۃ دیتا ہوں [باغ، ۱۳۳]۔

مُخَمّسہ: وہ نظم جس کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں۔

مُخَمّسۂ مطلعِ صفا: دل کی پاکیزگی، خوبی کے لحاظ سے وہ پانچوں یکساں تھے۔

پانچوں سرپنجہ دفا تھے
یا خمسۂ مطلعِ صفا تھے
(گلزار، ۱۴۳۳)

خَمیازہ: جمھائی، انگڑائی۔

خمیازے پہ خمیازہ ہے اور پر مُرت او پر مُرت
مُنہ صورتِ سوفار، کمر شکلِ کماں ہے
[سودا، ۲۵۶]

(۲) سزا، بدلہ۔ مکافات، نتیجہ۔

خَنّاس: شیطان، بدروح۔

خَنجَری: چھوٹا دَف، ڈفلی۔

ایک طرف خَنجری بجتی، طنبورا چھڑتا، بھجن ہوتے [فسانہ، ۲۷۴]۔

خَندا: بے ضرورت یا ہر وقت ہنسنے والا۔

بے حیا، اوباش، غُنڈا۔ شوخ، شریر۔

خنداں: ہنستا ہوا، مسکراتا ہوا۔ خوش و شگفتہ۔

خندۂ دنداں نُما: (مسکراہٹ کے برخلاف) ایسی ہنسی جس میں دانت کھل جائیں۔

خندۂ زخمِ عاشقاں: "خندۂ زخم" کے معنی ہیں زخم کا رِسنا، زخم کے کھل جانے اور اُس میں سے مواد رِسنے کی کیفیت۔ [مراد یہ ہے کہ اِس عشق سے کہیں عاشقوں کے زخم تازہ ہو رہے ہیں، بڑھ رہے ہیں]۔

گریۂ چشمِ خوں چکاں ہے کہیں
خندۂ زخمِ عاشقاں ہے کہیں
(مثنویات، ۶۲۲)

خندۂ زیرِ لب: مسکراہٹ۔

خنڈی: بے حیا، بے غیرت۔ بدکار عورت۔ بیہودہ ہنسنے والی۔

خنڈے: طعنے بھری ہنسی کے آوازے۔

جب متصل آ گیا وطن کے
خنڈے یاد آئے مرد و زن کے
[گلزار، ۳۰۵]

خُنُک: سرد، ٹھنڈا۔

خو: عادت۔

خوابِ خرگوش: غفلت کی نیند، غفلت۔
دو ایک خط خطوط ماتم پُرسی اور اشتیاق کے جو لکھے، اُن کا بھی جواب اُس خوابِ خرگوش میں نہ بھیجا [باغ، ۲۳]۔

خواب و خُور، خواب و خُورِش: سونا اور کھانا۔

خواجہ خِضَر کے بیڑے: بانسوں کی ایک چھوٹی سی کشتی نما چیز، جس پر خواجہ خضر کے نام سے چراغ، پھول، مٹھائی وغیرہ رکھ کر دریا، ندی میں بہادیتے ہیں۔

ایسے میں چلیے، کیجیے تماشا، اکثر پریاں آئی ہیں
ندی کے اندر خواجہ خضر کی نذر کے بیڑے پڑتے ہیں
[انشا، کلامِ انشا، ص ۱۳۹]

خوابیدہ: سویا ہوا، جو سو رہا ہو۔

خواجہ سَرا: مَحلی، وہ خصّی غلام جو شاہی محل میں آ جا سکتا تھا۔ شاہی کے زمانے میں بعض غلاموں کو خصّی کر دیا جاتا تھا، جو شاہی محل میں بے روک ٹوک آتے جاتے اور کام کاج کرتے تھے۔ امرا اور وزیروں کی محل سراؤں میں بہ طورِ دربان یا چوب دار حاضر رہتے اور احکام پہنچانے کی خدمت انجام دیتے۔

خصّی کرنا: مرد کے خصیے نکلوا کر اُس کی قوّتِ مردمی کو ختم کر دینا۔ [جانوروں کو بھی خصّی بنایا جاتا ہے]۔

خواستگاری: درخواست، تمنّا، خواہش۔

خَواص : (۱) بیگمات کی خادمہ، لونڈی، خاص کنیز۔

لیکن سات سو خواصِ زرّیں کمر اُس کی خدمت میں شب و روز سرگرم خدمت گزاری بڑی تیاری سے رہتی ہیں۔
[فسانہ، ۴۴۳]

(۲) بادشاہوں کا خاص ملازم، خاص خدمت گار۔

(۳) خاصیتیں۔

وہ پیڑ جو حوض پر لگا ہے
طوبیٰ سے خواص میں سِوا ہے
[گلزار، ۷۷۳]

یعنی اُس پیڑ میں طوبیٰ سے زیادہ خاصیتیں ہیں۔

(۴) اثرات، خصوصیات، مزاجی کیفیتیں، طبعی رُجحانات۔

(۵) وہ لوگ جنھیں علم و فضل یا اثر اور اقتدار کی بنا پر عام لوگوں سے ممتاز اور برتر سمجھا جائے۔

خَواص پُرا : محل کا وہ حصّہ جو ملازمین (خواصوں اور کنیزوں) کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہو [باغ، ۲۰۰]۔

خَواصی : ہاتھی پر ہودج کے پیچھے وہ جگہ جہاں بادشاہ (یا اُمرا) کی سواری کے وقت اعلا مرتبے کا ملازم، یا خاص ملازم یا مُصاحب بیٹھتا تھا۔

خَواصی میں بیٹھنا: بادشاہ یا امیر کے پیچھے ہاتھی کی عماری (ہودج) کی پچھلی نشست پر بیٹھنا۔

خَواصیں: خواص کی جمع: وہ خاص ملازم یا مصاحب عورتیں جو شہ زادیوں اور امیر زادیوں کے ساتھ رہتی تھیں سہیلیوں، ہمجولیوں کی طرح۔

خواصوں کا اور لونڈیوں کا ہجوم
محل کی وہ چُہلیں، وہ آپس کی دھوم
(بیان، ۴۱۵)

خوان: (۱) کھانا لانے لے جانے کا لکڑی کا بنا ہوا گول بڑا تھال، تشت۔

"خوانوں کی شان یہ تھی کہ لکڑی کے خوان، اُن پر تیلیوں کا گنبد نُما جھابا، اُس پر سفید کپڑے کا کسنا، جو چوٹی کے اوپر باندھ دیا جاتا۔ اور شاہی باورچی خانے اور معزّز اُمرا میں دستور یہ تھا کہ اُس بندھن پر لاکھ لگا کے مہر کر دی جاتی، تاکہ درمیان میں کسی کو تصرّف کا موقع نہ ملے۔ پھر اُس کسنے کے اوپر نہایت پُر تکلّف رنگین اور اکثر ریشمی خوان پوش ہوتا۔ بڑی سرکاروں میں لازمی طور پر اطلس اور کمخواب یا زربفت کے ہوتے، اور کبھی فقط لچکا ٹانک دیا جاتا، یا کار چوب کا کام ہوتا" [شرر:

گزشتۂ لکھنؤ، ۲۸۸]۔

(۲) دستر خوان (وہ کپڑا جس کو بچھا کر اُس پر کھانا چنا جاتا ہے، کھانا کھایا جاتا ہے)۔

خوانا: جس تحریر کو آسانی سے پڑھا جا سکے؛ یعنی اِس طرح لکھی ہوئی ہو کہ آسانی کے ساتھ پڑھی جا سکے۔

خوانِ اَلوان: طرح طرح کے کھانوں کے خوان [اَلوان: طرح طرح کے]۔

خوان بڑا، خوان پوش بڑا؛ کھول کے دیکھا تو آدھا بڑا: ظاہر میں بہت کچھ، حقیقت میں کچھ نہیں؛ اونچی دُکان، پھیکا پکوان۔

خوانِ پشنگ: دیکھیے پشنگ ۲۔

خوانچہ: چھوٹا خوان، چھوٹی سینی۔ مٹی کی چھوٹی رکابی، جس میں فیرینی جمائی جاتی ہے (دیکھیے: خونچے) پھیری والوں کا خوانچہ۔

خوانِ خلیل: حضرت ابراہیمؑ کا دستر خوان جو بلا روک ٹوک سب کے لیے تھا۔

خوان سالار: شاہی باورچی؛ میر سامان، میر بکاول۔

خوانِ یغما: ایسا دستر خوان جس پر خاص و عام سبھی مہمان ہو سکیں، عام لنگر۔ وہ دولت یا نعمت جو مفت لٹائی جائے۔

خوُباں: حسین لوگ، معشوق۔

خوب گرمی کی: اچھی محبت جتائی۔

ہوتے سوتوں کو اپنے وہ بلوائے
خوب گرمی کی، کیا مزے میں آئے!
(مثنویات، ۲۸۷)

خوُبوں: معشوقوں۔

خوبی تری صفائی کی: دیکھیے: صفائی۔

خُوجہ / خُوجا: دیکھیے: خواجہ سرا۔

بچھی ہے سوزنی، خُوجا کھڑا جھلے ہے رُمال [سودا، ۲۶۴]۔

اتنے میں ایک خُوجے نے آکر کہا
[باغ، ۴۰]

خوجوں: خوجہ کی جمع:

خواصوں کو، خُوجوں کو جوڑے دیے
پیادے جو تھے، اُن کو گھوڑے دیے
[بیان، ۳۲۸]

خُود [بروزنِ گود]: لوہے کی گول ٹوپی، جو لڑائی کے وقت پہنی جاتی تھی۔

خُودِ اَسپہ: خُود اَسپہ کی جمع؛ وہ سوار جو گھوڑے کے مالک ہوں، جن کا اپنا گھوڑا ہو۔

خُودِ بدَولت: آپ، حضرت، عالی جناب (کبھی احترام اور کبھی تحقیر کے لیے)۔

دُخترِ رَز نے تو دل چھین لیا زاہد کا
خود بدولت یہی سمجھے تھے کہ دولت آئی

خود بینی: اپنے ہی کو دیکھنا، اپنی ذاتی پسند کو سب سے بڑھ کر سمجھنا، غرور۔

خود پرستی: آپ اپنی پرستش کرنا، غرور، خود بینی۔

خود پسند: اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھنے والا، سرکش، مغرور۔ اپنی رائے کو بہت اہمیت دینے والا، خود رائے۔

خود رفتہ: جذبات کی زیادتی میں ڈوبا ہوا، جذبات سے مغلوب، بیخود۔ آپے سے باہر (دیکھیے: از خود رفتہ)۔

ہوئے خود رفتہ ایسے حد سے زیادہ
دو ہی دن میں بھلا دی میری یاد
(مثنویات، ۱۸۱۲)

خود رُو: اپنے آپ اُگنے والا، فوری طور پر اُگنے والا۔

ع: پھولتا لالہ خود رُو ہے جب تک بہ جنگل
[سودا، ۹۰]

جنگل سب سبزہ زار، گل بوٹے خود رُو
کی انوکھی بہار [فسانہ، ۱۰۵]۔

خود سَر: مغرور، ضدی، خود پسند۔

خود غلط: پانی میں لوٹتی ہوئی، غوطے کھاتی ہوئی۔

کہیں بط اپنے ولولے میں خود غلط
[فسانہ، ۸۸]

خود فراموشی: اپنی حالت سے بے خبر ہونا۔

دل کو تھی غم سے خود فراموشی
لگ گئی لب پہ مُہرِ خاموشی
(مثنویات، ۱۳۲۸)

خود کام: خود غرض، مطلب کا آشنا، مطلبی۔

خود مُنڈا: بے اُستادا، بے پیرا، وہ شخص جو کسی استاد کا شاگرد یا کسی پیر کا مرید نہ ہو۔

گیسو بڑھا کے کوئی مشائخ ہوا یہاں
یا بے نوا ہو، کوئی ہوا خود مُنڈا یہاں
[نظیر، ۹۹]

خود نُما: مغرور، خود پسند، گھمنڈی۔

خُورِد بُرد: لفظی معنی: کھایا، لے گیا۔ مجازاً: غبن، خیانت۔

خُورِد خام کرنا: خوب مارنا پیٹنا، ہڈی پسلی ایک کر دینا [باغ، ۱۴۳]۔

غرض دونوں نے مجھے خوب خورد خام کیا اور حضرت یوسف کے بھائیوں کا سا کام کیا [باغ، ۱۴۳]۔

خُورد و خواب: کھانا اور سونا۔ کنایتہً: آرام، چین، عیش، غفلت۔

خُورد و نُوش: کھانا پینا۔

خُورِش: کھانا، خوراک۔

خورشیدِ بَصَر: آنکھ کا سورج، بینائی کا سورج، یعنی بینائی۔

ع: خورشیدِ بَصَر گہن سے چھوٹا
[گلزار، ۳۴۳]

یعنی بینائی واپس مل گئی، آنکھیں روشن ہو گئیں۔ گویا سورج گہن سے باہر نکل آیا۔

خورشیدِ حَمل: علمِ فلکیات کے پُرانے حساب کے مطابق آسمان کے دائرے میں بارہ بُرج ہیں۔ پہلے بُرج کا نام "حَمل" ہے۔ سورج جس دن اِس بُرج میں داخل ہوتا ہے، ایرانی سال کے لحاظ سے وہ دن "نوروز" کا ہوتا ہے اور موسمِ بہار کا آغاز اِسی دن سے ہوتا ہے۔ ہندستانی سولر کیلنڈر کے لحاظ سے اُسی دن بیساکھ کی پہلی تاریخ ہوتی ہے [اور اپریل کی تیرہ تاریخ ہوتی ہے] اِسی دن بیساکھی کا تہوار منایا جاتا ہے۔ ہندستانی موسم کے لحاظ سے یہ موسمِ خزاں کا آغاز ہے۔ سولر کیلنڈر کے مطابق ۱۳،۱۴ مئی کو سورج اِس بُرج سے باہر آتا ہے۔

اُمّید کے نخل نے دیا بار
خورشیدِ حَمل ہوا نمودار
[گلزار، ۲۱]

[اِس شعر میں "حَمل" میں دونوں معنوں کی رعایت شامل ہے: حمل بہ معنی بُرجِ آسمان اور حمل بہ معنی ماں کے رحم میں جو بچّہ ہو۔ لفظِ "خورشید" میں بھی دونوں رعایتیں شامل ہیں۔ حقیقی معنی کے لحاظ سے سورج، اور مجازی (یعنی تشبیہی) معنی کے لحاظ سے وہ بچّہ جس کا وجود قائم ہوا ہے۔]

خورشید کا ہم نظر نہیں: سورج نے اُس کی شکل نہیں دیکھی۔

خورشید کے ہم نظر نہیں ہے
اندیشے کا واں گزر نہیں ہے
[گلزار، ۱۶۷]۔

خُورو خواب: کھانا اور سونا۔

لگی رہنے تپ جانِ بے تاب میں
لگا فرق آنے خُورو خواب میں
[بیان، ۱۳۹۵]

خُوزادہ: صاحب زادہ، شہ زادہ، مالک، سردار۔

خُوزادی: شہ زادی، صاحب زادی، مالکن۔

سر پر سفید رومال اُوڑھے، سادی خُوزادی بن گہنے پاتے بنی ہوئی۔
[باغ، ۳۰۶]

خوش آنا: اچھا لگنا، پسند آنا۔

غذا، خاک جو خوش آتا ہو
آنکھیں پھوٹیں جو مجھ کو بھاتا ہو
(مثنویات، ۱۷۶)۔

خوش آہنگ: خوش نغمہ، خوش آواز۔

ع: دو ساز طرب ملے خوش آہنگ

[گلزار، ۱۵۱۵]

خوش آئین: اچھے نقشے کا، اچھے انداز تعمیر اور انداز آرایش کا، خوش نقشہ۔

نقشے میں وہ گلشنِ نگار ہیں
گلزار ارم سے تھا خوش آئیں

[گلزار، ۴۷۱]

خوش ادا: مشاطہ خوش ادا رواں کی

(گلزار، ۱۲۷۸)

خوش اُسلوب: عمدہ وضع کا، خوب صورت، حسین، خوش ادا۔

جمع ہوتے تھے سیکڑوں محبوب
خوش گلو، خوش مزاج، خوش اُسلوب

(مثنویات، ۴۱)

خوش اِلحان: اچھی آواز والا، دل کش اور پُر اثر آواز والا۔

صُبح کو طائرانِ خوش اِلحان
پڑھتے ہیں: کُلُّ مَنْ عَلَیھا فان

(مثنویات، ۱۴۹۷)

خوش باش: آسودہ حال، بے فکر، ہر حال میں خوش رہنے والا [گلزار، ۳۹۴]۔

خوش بو: خوش بودار۔

ع: اُسی گل کی بو سے ہے خوش بو گلاب

[بیان، ۲۸]

خوش بیان: وہ شخص جس کے کلام یا تقریر میں انداز بیان کی خوبی پائی جائے: شیریں کلام۔

خوش جمال: خوب صورت، حسین وجمیل۔

خوش جمالی: خوب صورتی، حسن۔

شہرہ پایا تھا خوش جمالی سے
سب کے سب خاندانِ عالی سے

(مثنویات، ۲۷)

خوش خبر: اچھی خبر، شادی کے سلسلے کی خبر۔

راجا سے خوش خبر بیاں کی
مشاطہ خوش ادا رواں کی

[گلزار، ۱۲۷۸]

خوش خو: اچھی عادت والا، خوش اخلاق۔

خوش خوراک: اچھا اور عمدہ کھانا کھانے والا۔ خوب پیٹ بھر کے کھانے والا۔

خوش خُوری کے سبب: اچھی اچھی غذائیں کھانے کے سبب سے۔

فراغت اور خوش خُوری کے سبب سے
اُس کا رنگ روغن کچھ کا کچھ ہو گیا۔

[باغ، ۵۰]

خوش ظاہر: شکل صورت کے لحاظ سے حسین، خوب صورت، خوش لباس۔

عاشقی کے فنون سے ماہر
سب کے سب خوش جمال، خوش ظاہر

(مثنویات، ۲۵)

خوش غلاف: عیاش، بد چلن۔

ماشاء اللہ کتنے صاف ہیں آپ!
کتنے جَم جَم سے خوش غلاف ہیں آپ!
(مثنویات، ۱۳۹)

خوش گزران رہیں: اچھی طرح زندگی بسر کریں۔

بندے خدا کے دامنِ دولت کے سایے میں امن و آمان، خوش گزران رہیں [باغ، ۱۵]۔

خوش گزرنا: اچھی طرح، مزے میں دن گزرنا۔

خوش گزرتے تھے اِس طرح ایّام
عیش رہتا تھا صبح سے تا شام
(مثنویات، ۲۰)

خوش گلو: اچھی آواز والا، سُریلا، خوش آواز۔

خوش لہجہ: سُریلا، اچھی آواز والا۔ خوش آہنگ۔

ع: خوش لہجہ بہت بکاولی تھی
(گلزار، ۱۲۰۸)

خوش نقشہ: دیکھیے: خوش آئین۔

خُوشہ چیں: فیض حاصل کرنے والا، فائدہ اُٹھانے والا۔ [خوشہ: گچھا۔ اناج کی بالی]۔

[لفظی معنی: کھیت میں (کسی کے کھلیان سے گری ہوئی) بالیاں چننے والا]۔

خوک: سُوَر۔

خوگیر: نمدے کی بنی ہوئی وہ گدی جو گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے پسینا جذب کرنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے: نمدزین۔

خوگیر کی بھرتی: بے کار اسباب اور چیزیں۔ کوڑا کرکٹ۔ بے کار اور نکمّے آدمی۔

خوناب: آبِ خون کا مقلوب مرکب، پانی ملا ہوا خون؛ وہ خون جو حالتِ رنج و غم یا محنت و مشقت میں آنکھوں کے رستے آنسو بن کر یا مسامات سے پسینا بن کر ٹپکے۔

خوں بہا: قتل کا نقد معاوضہ۔ وہ رقم جو مقتول کے وارثوں کو خون کے عوض ادا کی جائے [بہا: قیمت۔ خوں بہا: خون کی قیمت]۔

خون پانی ایک کر دینا: بہت محنت، بہت کوشش کرنا۔

جس کام میں ہاتھ ڈالا، اُس کی تکمیل میں خون پانی ایک کر دیا [کہانی، ۲۱]۔

خُونچے: خاص طور پر بنی ہوئی مٹی کی چھوٹی رکابیاں جن میں فیرنی رکھی جاتی تھی۔

تبدیلِ ذائقہ کو فرنی کے خونچے، نُقرئی ورق جمے، پستے کی ہوائی پر بادام کا دل دو ٹکڑے ہو کر پستا (فسانہ، ۹)۔

خون رکھنا: قتل کا الزام دینا، قتل کا ذمّے دار ٹھہرانا۔

زہر مار آپ تو کریں افیون
طرّہ یہ ہے کہ مجھ پہ رکھیں خون
(مثنویات، ۷۵۵)

خون رونا: بہت زیادہ رونا، رنج و غم۔

خوں گرِفتہ: قتل کیے جانے کے لائق۔

خونیں رَقَمی: سیاہی کے بجائے خون سے لکھنا۔ مراد ہے: رنج و غم کی باتیں لکھنا۔

خونیں رَقَمی سے کلکِ شجرف
ہے سَر کُشائے معنی و حرف
[گلزار، ۶۸۴]

خِویش: داماد۔

خِویش و اَقرِبا: عزیز، رشتے دار۔

خِویش: اپنا۔

خِویش و یگانہ: اپنے اور غیر۔

ہر خویش و یگانہ سے ملا وہ
پھر اپنی جگہ پہ آ گیا وہ
[گلزار، ۵۶۸]

خِیاباں / خیاباں: وہ چوڑی روش یا راستہ جس کے دونوں طرف پیڑ پودے لگے ہوئے ہوں۔ پھولوں کی کیاری، تختۂ گُل۔

گُلوں کا لبِ نہر پر جھومنا
اُسی اپنے عالم میں منہ چومنا
وہ جُھک جُھک کے گرنا خیابان پر
نشے کا سا عالم گلستان پر
[بیان، ۴۰۰۔۳۹۹]

خِیار: کھیرا، ککڑی۔

خَیّاط: درزی۔

خِیال (خیال): راگ، راگنی کی ایک خاص بندش۔

یہ گائکی چوں کہ کسی جذبے، احساس یا کسی موسم کی کیفیت کا ایک خیال انگیز نغماتی مرقّع ہوتی ہے، غالباً اِسی لیے گائکی کے اِس انداز کو خیال کا نام دیا گیا ہے۔

خوش آوازیاں اور گانا خِیال
دکھانا ہر اک دم میں اپنا کمال
[بیان، ۲۰۶۰]

خیالِ بنگ: بھنگ کے نشے میں جو باتیں سوجھتی ہیں۔

خیال خام ہوا: خیال غلط ثابت ہوا۔

میرا خیال خام ہوا اور بالعکس کام ہوا
[باغ، ۱۹۴]

خِیام: خیمے (خیمہ کی جمع)۔

خیر: اچھا، ٹھیک ہے۔

گُل گشت کریں چلو، کہا: خیر
کیا جانے کہ ہو گی سیر میں سیر
[گلزار، ۹۰۹]۔

[یعنی اچھا چلو، سیر کریں]۔

خیرات کے دَر کا قُفل ٹوٹا: بہت زیادہ خیر خیرات کی گئی [گلزار، ۳۴۳]۔

خَیرُالْاَنام: مخلوق میں سب سے اچھے (مراد ہے رسول اللہؐ سے)۔

نبوّت جو کی اُس پہ حق نے تمام
لکھا: اَشرفُ النّاس، خَیرالاَ نام
(بیان، ۴۵)

خِیرَ گی: چکاچوند، تیز روشنی یا بہت روشن چیز کو دیکھ کر آنکھوں کے آگے اندھیرا سا آجانے کی کیفیت۔

نظر آئی وھاں چاندنی کی بہار
کہ آنکھوں نے کی خیرگی اِختیار
[بیان، ۷۸۰]

خِیرَہ: فضول، بیہودہ۔

حضرت نے کہا کہ تک نہ خیرہ
قاروں کا وہیں ہے کیا ذخیرہ ؟
[گلزار، ۴۱۴]

خَیر ہے: اُس جگہ کہتے ہیں جب کوئی کسی کے پاس بے وقت آتا ہے، یا بے محل یا ناوقت کوئی کام کرتا ہے۔

خَیل: گروہ، جماعت، قبیلہ۔

خَیل کے خَیل: گروہ در گروہ، آدمیوں کی بڑی تعداد۔ پیدلوں (پیدل سپاہیوں) یا سواروں کے دستے۔

پوچھا: تم لوگ خیل کے خیل
جاتے ہو کدھر کو صورتِ سَیل
[گلزار، ۴۹]

خَیل و خَدَم: نوکر چاکر، سپاہی ["خَدَم" خادم کی جمع ہے]۔

خیل و خَدَم اُس کے منتظر تھے
مانندِ حواس منتشر تھے
[گلزار، ۱۰۷۳]

خَیلا: [بہ فتحِ اوّل، بہ کسرِ اوّل] پھوہڑ، بے وقوف، بے سلیقہ، بے ڈھنگی۔

خَیلا بنانا: بے وقوف بنانا، بے وقوف سمجھنا۔

ہٹ کے بیٹھو، بہت ستایا ہے
تم نے خیلا مجھے بنا ہے
(مثنویات، ۸۹۲)

د

داب: طور، طرز، ڈھنگ۔ ادب آداب، دستور، قاعدہ۔

ایک شخصِ غیر کو شریکِ صحبت خلا ملا رکھنا کیا مناسب ہے؟ اور دابِ سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہے [فسانہ، ص ۱۹۵]۔

دادا: بڑی عمر کا شخص، پُرانا ملازم۔ جس شخص کو کسی مرد نے پالا ہو یا خدمت کی ہو تو وہ پالنے والا اور خدمت کرنے والا بھی "دادا" کہلاتا ہے [آصفیہ]۔ باغ و بہار میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے [مثلاً ص ۱۲۱، ۲۲۰، ۲۲۳، ۱۳۷؛] اِسی مفہوم میں آیا ہے۔

دادِ الٰہی: خدا کی دین۔

سچ ہے، فتح دادِ الٰہی ہے [باغ، ص ۲۱۵]۔

داد و دِہش: سخاوت [داد اور دہش، دونوں مصدر "دادن" (دینا) سے بنے ہیں]۔

داد وستد: لینا اور دینا، لین دین۔

دار: وہ لمبی لکڑی جسے زمین میں گاڑ کر اور اُس کے اوپری سرے پر حلقہ باندھ کر مجرم کو پھانسی دی جاتی ہے: سوُلی، پھانسی۔ (دیکھیے: دار و رَسَن)۔

دارا: ایران کا مشہور بادشاہ جس کو سکندر نے شکست دی تھی۔

داراحَشم: دارا کی طرح شان و شوکت والا۔

داربان: دربان۔

دارُالاِنشا: وہ شعبہ، محکمہ جو کسی ادارے یا حکومت کی طرف سے خط کتابت، مراسلت کے فرائض انجام دیتا ہو۔

دارُالحکومت، دارُالخِلافت (دارُالخلافہ)، دارالسلطنت: راج دھانی، پایۂ تخت۔

دارُالسُّرور: خوشی کا گھر، مجازاً: جنّت۔

دارُالسلام: امن کی جگہ (دارالحرب کی ضد)۔ مجازاً: بہشت۔

دارُالشَّرع، دارُالقضا: قاضی کی عدالت۔

صبح کو ایک پیادہ قاضی کا آیا اور مجھے دارُالشرع میں لے گیا [باغ، ص ۱۳۶]۔

دارُالشِّفا: شفاخانہ۔

وہاں میں نے اِس کی نہیں کی دوا
کہ ہے خانۂ یار دارُالشِّفا
[بیان، ۱۸۷۵]

دارُالضَّرب: وہ جگہ جہاں سرکاری سکے ڈھالے جاتے تھے: ٹکسال۔

دارائی: گلبدن کی وضع کا دھاری دار یا سادہ دبیز ریشمی کپڑا۔ رنگین اور دھاری دار "زنانہ پسند" کہلاتا ہے۔ عام طور پر پیلی زمین اور لال دھاریوں کا زیادہ خوش

وضع سمجھا جاتا ہے۔ لفظ 'دارائی' کا اردو تلفظ 'دریائی' ہو گیا ہے [اصطلاحات]۔

داربَست: بانس بَتیوں کا بنا ہوا وہ ٹھاٹھر جس پر انگور کی بیل چڑھائی جائے۔ دیکھیے: تاک۔

دارِ فنا: دُنیا۔ [دار: گھر]۔

دارِ مُکافات، دارُالمُکافات: بدلے کا گھر؛ مراد ہے: دنیا۔ یعنی دنیا میں آدمی جیسا کرے گا، ویسا بھرے گا [دار: گھر۔ مُکافات: بدلا]۔

دارُو: شراب، دوا۔

پلا مجھ کو دارو کوئی تیز و تند
کہ ہوتا چلا ہے مرا ذہن کُند

[بیان، ۶۲۷]

اِسے وصل کی اپنے دارو پلا
کسی طَرح اِس نیم جاں کو چلا

[بیان، ۱۸۷۷]

(اس شعر کے "دارو" میں شراب اور دوا، دونوں کا مفہوم شامل ہے)۔

دارُو دَرمَن: دوا علاج۔ [دارو: دوا۔ دَرمَن: دَرماں: علاج]۔

میرا مال امانت میرے حوالے کیا۔ میں نے اُسے اَونے پَونے بیچ ڈالا اور دارو درمن میں خرچ کرنے لگا [باغ، ص ۲۹]۔ سب کی دارو درمن کر کے جب خلوت خانے میں گیا [باغ، ص ۱۰۹]۔

دارو رَسَن: پھانسی، سولی۔

ع: جہاں ہم ہیں، وہاں دارو رَسَن کی آزمایش ہے (غالبؔ)۔

دارو گیر: پکڑ دھکڑ، گرفتاری۔ بدنظمی۔ ہنگامہ، لڑائی۔ نکتہ چینی۔

دارَین: دونوں گھر، دونوں جہاں؛ مراد ہے دنیا اور آخرت سے۔

داشتہ: رکھا ہوا، حفاظت کے ساتھ رکھی ہوئی چیز۔ وہ عورت جسے نکاح کے بغیر گھر میں ڈال لیا جائے: رکھیل۔

داشتہ آید بہ کار: محفوظ رکھی ہوئی چیز کبھی نہ کبھی کام آ ہی جاتی ہے۔

[ایک شاعر نے لفظِ "داشتہ" کے ذو معنی پن سے فائدہ اٹھا کر یہ ظریفانہ مضمون پیدا کیا ہے: زوجہ می آید بہ رکشا، داشتہ آید بہ کار]۔

داعی: بُلانے والا، دعوت دینے والا۔ دعا مانگنے والا، (خدا سے) خیر طلب کرنے والا۔

داعیِ اَجَل: موت کا فرشتہ۔

داعیِ اَجَل کو لبّیک کہنا: خود کو موت کے فرشتے کے حوالے کر دینا: وفات پانا، مر جانا۔

داعِیہ: دعوا۔ خواہش، طلب۔ ارادہ، تقاضا، درخواست۔

داغ: لوہے وغیرہ کی کوئی چیز گرم کر کے
اُس کا نشان جسم کے کسی حصّے پر ڈالنا
پہچان کے لیے۔

شاہی اصطبل کے گھوڑوں کو اور فوجی
سپاہیوں کے گھوڑوں کو داغا جاتا تھا۔
اِسی طرح غلاموں کو بھی۔ یہ بھی ایک
دستور تھا کہ آزاد کرتے وقت غلام کی
پیٹھ یا چوتڑ پر داغ دے دیتے تھے تاکہ
نشانِ غلامی ہمیشہ کے لیے قائم رہے۔

اُٹھ جائیں یہ چاروں سُست بنیاد
داغے ہوئے ہیں غلام، آزاد
[گلزار، ۵۴۴]

داغ نمائے پشتِ اِخواں: بھائیوں کی
پُشت پر غلامی کا داغ لگوانے والے۔

اے پردہ کشائے روئے پنہاں
وَے داغ نمائے پشتِ اِخواں
[گلزار، ۵۸۹]

[تاج الملوک نے اپنے چاروں بھائیوں
کو جو بہ طورِ غلام بیسوا کی قید میں تھے،
قید سے آزاد کرنے سے پہلے داغ
لگوادیا تھا، غلامی کی پہچان کے طور پر]۔
دیکھیے: داغ۔

داغ ہونا: رنج ہونا، صدمہ ہونا۔

دل داغ اِس کا برائے گُل ہے
نرگس کے لیے ہوائے گُل ہے

دل داغ ہے: دل بے چین ہے [گلزار،
۲۰۰]۔

داغی غلام: جن کے جسم کے کسی حصّے پر
پہچان کے طور پر داغ لگایا گیا ہے۔
(دیکھیے: داغ)۔

داغ داغ: داغ دار، جس پر داغ دھبّے
ہوں۔ غم زدہ، رنجیدہ، زخم خوردہ۔

داغِ غلامی: وہ داغ جو غلاموں، لونڈیوں
کی پہچان کے لیے اُن کے جسم کے کسی
حصّے پر لگائے جاتے تھے۔

داغ ہونا: رشک، حسد، حسرت، رنج و غم
وغیرہ کے احساس سے غمگین ہونا، دُکھی
ہونا۔

داکھ: کشمش۔

دال (دالّ): دلالت کرنے والا، واضح
کرنے والا۔

حدیثِ مَن رَآنی دال ہے اِس گفتگو اوپر
کہ دیکھا جن نے اُس کو، اُس نے دیکھی شکلِ یزدانی
[سودا، ص ۵۰]

دالِ عَدَس: مسور کی دال۔

اور ماحضر آخوند کا اب کیا میں بتاؤں
یک کاسۂ دالِ عدس و جَو کی دو ناں ہے
[سودا، ص ۲۶۰]

دال گلنا: کام یابی ہونا۔

دال گلتی معلوم نہیں ہوتی/نظر نہیں آتی:
کام یابی کی امید نہیں۔

دال میں کالا ہے/دال میں کچھ نہ کچھ

تو کالا ہے: کچھ نہ کچھ خرابی ضرور ہے۔ کچھ شبہ ہے، شک ہے۔

یہاں لاکر جو مجھ کو ڈالا ہے
دال میں کچھ نہ کچھ تو کالا ہے
[مثنویات، ۱۲۵]

دام: جال۔ دمڑی، چھدام۔ قیمت، مول۔ نقد روپیا۔

داماد: دولھا۔

یک جا کیے وہ عروس و داماد
وہ جانِ پری، یہ آدمی زاد
[گلزار، ۱۰۲۹]

دامن پتّھر تلے دبا ہے: مجبوری ہے۔

قسمت سے مَفَر ہے اب یہ مانَن
پتّھر کے تلے دبا ہے دامن
[گلزار، ۱۳۳۱]

دامنِ تیغ: تلوار کے دونوں کناروں کا درمیانی حصّہ۔

دامنِ دشت: جنگل، میدان کا پھیلاو، وسعت۔

دامنِ ساحل: ساحل کا پھیلاو۔

دامنِ صحرا: جنگل، ویرانے کا پھیلاو۔ جنگل، ویرانہ۔

دامن کش: دامن بچانے والا، بچ کر نکل جانے والا، کترانے والا۔ دامن کھینچنے والا، اپنی طرف متوجہ کرنے والا۔

دامن کشاں: ناز و انداز کے ساتھ کتراتے ہوئے، بچتے ہوئے۔ معشوقانہ غرور و ناز سے دامن بچاتے ہوئے۔ بچتے بچاتے۔

دامن پَسارنا: (۱) دامن پھیلانا۔

گُلِ نغمہ جو اُس سے گرتے ہزار
تو لیتا اُنھیں دَشت دامن پَسار
[بیان، ۱۵۲۲]

(۲) سوال کرنا، مانگنا:

مقسوم کا جو ہے، سو وہ پہنچے گا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ، نہ دامن پسارِیے
[آتش، کلیاتِ نول کشور، ص ۲۵۷]

دامن کشیدہ ہوئے: دور ہو گئے، چلے گئے، ساتھ چھوڑ دیا۔

دامن ہاتھ لگا ہے: سہارا ملا ہے۔

بارے طالع کی مدد سے ایسے جواں مرد کا دامن ہاتھ لگا ہے، چاہیے کہ دن کچھ بھلے آویں [باغ، ص ۷]۔

دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے: بہت زیادہ دوست تھے، ہر وقت کا ساتھ رہتا تھا۔

دو آشنا جو دانت کاٹی روٹی کھاتے تھے، کافور ہو گئے [باغ، ص ۲۲]۔

داؤں پہ چڑھنا: قابو میں آنا، دھوکا کھا جانا۔ زد میں آنا۔

دانہ اَفشاں: دانہ بکھیرنے والا۔

نقطوں سے ہے اب قلم کا دہقاں
صفحے کی زمیں پہ دانہ افشاں
[گلزار، ۱۳۸۰]

(کاغذ کے صفحے کو کھیت کی زمین فرض کیا ہے اور حرفوں کے نقطوں کو وہ دانے جو کسان کھیت میں بکھیرتا ہے بیج کے طور پر)۔

دانۂ رُوئیدہ: وہ بیج جس سے پودا نکل آیا ہو۔

دائرہ: حلقہ، مجلس۔ لکڑی کے گھیرے پر ایک طرف کھال سے منڈھا ہوا دَف کی شکل کا باجا: چنگ۔

لوگوں سے بھرا وہ دائرہ تھا
پُر صَوت و صدا وہ دائرہ تھا
[گلزار، ۱۱۵۴]

(پہلا دائرہ لوگوں کے حلقے، مجلس کے معنی میں آیا ہے اور دوسرے مصرعے میں 'صوت و صدا' کی مناسبت سے باجے کی رعایت بھی اِس میں شامل ہے)۔

کِدارا لگا بجنے یہ اُس کے ہاتھ
کہ مہ نے کیا، دائرہ لے کے، ساتھ
[بیان، ۱۵۵۱]

کوئی دائرے میں بجا کر پَرَن
کوئی ڈھمڈِھمی میں دکھا اپنا فن
[〃، ۳۵۵]

دائم: ہمیشہ۔

داؤدی: یہ ایک مشہور پھول کا نام ہے۔ ایک طرح کی آتش بازی [باغ، ص۵۶]۔

دائی: بچّے کو دودھ پلانے والی عورت، جو بچّے کی دیکھ بھال بھی کرتی تھی: اَنّا۔ وہ عورت جو میکے سے دُلھن کے ساتھ آتی تھی خدمت کرنے کے لیے۔ بچّہ جنانے کا پیشہ کرنے والی عورت: دایہ، جنائی۔ مجازاً: واقف کار، رازداں۔

دائی بندی: جب کوئی بُری بات اپنے لیے یا کسی اور کی نسبت کہنا ناپسند ہو، اُس وقت عورتیں اشارہ کرنے کے لیے "دائی بندی" کہتی ہیں۔

کیسا وہ دن میں جی نڈھال ہوا
دائی بندی کا کیا یہ حال ہوا
[مثنویات، ۱۳۵۶]

یعنی تمھارا کیا حال ہوا۔

دائی بندی کی تو گھٹّی میں پڑی چاہ نہ تھی
نیک بختوں میں رہا کرتی تھی، گم رلہ نہ تھی
[اردو لغت]

تجھ کو صدقے اُتاروں جا کے وہاں
دائی بندی نے ہاتھ دھوئے جہاں
[مثنویات، ۱۰۸۹]

دبائے ہوئے: بڑھائے ہوئے، تیز رفتاری کے ساتھ، دوڑاتے ہوئے۔

غلام آگے ہولیتا ہے، صاحب خاطر جمع سے گھوڑے دبائے ہوئے چلے

آویں[باغ، ص ۲۱۴]۔

دُبدھا: پس و پیش، وہم، تذبذب۔ کسی بات کو طے نہ کرپانے، کوئی فیصلہ نہ کرپانے والی پس و پیش کی کیفیت، جیسے: دُبدھا میں دونوں گئے، مایا ملی نہ رام۔

میرا دل دُبدھے میں ہے اور دو دلے آدمی کی خاطر پریشان رہتی ہے، اُس سے کچھ ہو نہیں سکتا[باغ، ص ۴۷]۔

دَبستاں: مکتب، مدرسہ، مکتبِ فکر۔

دَبکانا: ڈرانا، دھمکانا، دباؤ ڈالنا۔

یہ فقرہ کسی فقیر کو سناؤ۔ محتاج کو کرّو فر، جاہ و حشم سے دَبکاؤ[فسانہ، ص ۸۵]۔

دَبکنت: ڈر، خوف، ڈر کر دبک جانا۔

کوئی کیسا ہی ہو قوی، اُس سے
نہیں دل کو ضعیف کے دبکنت
[سودا، ص ۲۰۹]

دَبور: پچھم کی طرف سے چلنے والی ہوا۔

دَبیر: لکھنے والا، منشی، انشا پرداز۔

دبیر الملک: بادشاہی دور کا ایک اہم خطاب، جو شاہی مراسلت کے ذمّے دار فرد کو دیا جاتا تھا۔

دبیرِ آسماں، دبیرِ چرخ، دبیرِ فلک: آسمان کا منشی؛ ستارۂ عطارد کو کہتے ہیں۔

تمیز کیا کہوں اِجراے کار کی اُس کے
کہ جس کی رمز کو پہنچے نہ آسماں کا دبیر
[سودا، ص ۱۶۷]

رہا اِسی میں ہے تیری کہ کاغذِ سابق
درست کرلے، عطارد کو کرکے اپنا مُشیر
[سودا، ص ۱۶۶]

دُچت ہو: عاشق ہو کر۔

ایک دتی، من کا کپٹی، اِستری پر دُچت ہو کھلائی کرے[فسانہ، ص ۳۶]۔

دُخان: دُھواں۔

دُخت/دُختر: بیٹی۔

دُختِ رَز/دُخترِ رَز: انگور کی بیٹی؛ مجازاً: انگوری شراب، شراب۔ [رَز: انگور، انگور کی بیل]۔

خواہاں سے مرے نہ ہو تو ناخوش
ہے دُخترِ رَز نصیب مے کش
[گلزار، ۱۴۰۸]

[اِسی نسبت سے یہ مضمون پیدا کیا گیا ہے:
اُس کی بیٹی نے اٹھا رکھی ہے دنیا سر پر
خیریت گزری کہ انگور کے بیٹا نہ ہوا]۔

شعرا نے دُختِ رَز اور دُخترِ رَز کو کنایتاً بیوی اور محبوبہ کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ نسیم نے دو جگہ اِسے بیوی کے مفہوم میں نظم کیا ہے:

دیووں نے اُدھر محل بنایا
کشتی سے وہ دُختِ رَز کو لایا
[گلزار، ۳۸۵]

"دختِ رز" سے مراد ہے "محمودہ" جو اُس کی بیوی تھی اور کشتی میں بیٹھی انتظار

کر رہی تھی۔ لفظِ "کشتی" میں ایہام کا پیدا کیا ہوا ذو معنی پن ہے: ناو، وہ بڑے جس میں شراب (اور شراب کا سامان) رکھتے ہیں۔

مستانہ ملا دُلھن سے نوشاہ
صحبت ہوئی دُختِ رَز سے دل خواہ
[۱۰۴۰/۱]

دُختِ عِنَب / دُخترِ عِنَب: دُختِ رَز: انگوری شراب۔ شراب۔ [عِنَب: انگور]۔

دَد: درندہ، پھاڑ کھانے والا جانور جیسے شیر (وغیرہ)۔

ع: کرے ہے مور چڑھ کر سینۂ دَد پر سلیمانی
[سودا، ص ۴۹]

دَدا: وہ عورت جو بچّوں کی پرورش کے لیے نوکر ہو، کھلائی (آصفیہ)۔ وہ کنیز جس کی گود میں پرورش پائی ہو [دریاے لطافت]۔

دَدا کو پکارنا: ڈرنا۔

دیکھیں آج کس کو کون للکار کر، ڈانٹ کر مارتا ہے؛ دَدا کو کون پکارتا ہے [فسانہ، ص ۲۵۸]۔

دَر: دروازہ۔ (دَرِ قبول وا تھا: قبولیت کا دروازہ کھلا ہوا تھا) [گلزار، ص ۱۲۷]۔

دَرا / دِرا: گھنٹا جو قافلوں میں کوچ کے وقت بجایا جاتا تھا: جَرَس۔

دُرّاج: تیتر۔

درازدَست: جس کے ہاتھ لمبے ہوں؛ مجازاً: زبردست، ظالم، بے انصاف۔

دراز نَفَسی: طول کلامی، بہت باتیں کرنا، دیر تک بات کرتے رہنا۔ بات کو خواہ مخواہ لمبا کرنا۔

دَرّاکی: عقل، فہم کی تیزی، بات کی تہ تک پہنچ جانے کی صلاحیت، طبیعت کی رسائی۔ کسی بات کو پوری طرح اور جلد سمجھ لینے والی ذہانت۔

دَر اَنداز: آپس میں لڑا دینے والا، بدخواہ، لگائی بجھائی کرنے والا۔ رُکاوٹ ڈالنے والا، مزاحمت کرنے والا۔

دَر آنا: اندر داخل ہونا، اندر آنا۔ کسی چیز کا کسی چیز میں داخل ہونا۔ دل یا روح میں اُتر جانا۔ زبردستی چلا آنا۔

دِرایَت: عقل، دانائی۔ کسی بات، روایت یا واقعے کی جانچ یا تصدیق متعلقہ حالات اور عقلی قرائن کی روشنی میں۔

دَرَب: نقد رقم۔

جب اُس نگر پہنچے، لاب بہت ہو، دَرَب، گہنے ہاتھ آئیں [فسانہ، ص ۳۶]۔

دَربار رَو: (شاہی) دربار میں جانے والا۔

ع: دربار رَو اِس عہد میں جو کُرّے دو کلاں ہے
[سودا، ص ۲۵۵]

دَر پَے: پیچھے، گھات میں، خواہاں، تلاش اور جستجو میں، تفتیش میں۔

دَرپَے ہونا: پیچھے پڑجانا، کسی چیز کو حاصل کرنے، ختم کرنے یا نقصان پہنچانے کے لیے۔

پلا جلد ساقی مجھے بھر کے جام
کہ ہے چرخ بھی دَرپَے انتقام
[بیان، ۱۱۵۷]

کماں کے جو دَرپَے ہوا بے نظیر
لیا کھینچ چلّے میں سب فنِ تیر
[بیان، ۴۵۰]

دُرج: صندوقچہ، ڈبا؛ جس میں زیور، جواہرات رکھے جائیں۔

دَرَخشاں: چمکتا ہوا، روشن۔

دَرَخشانی: چمک، روشنی۔

دَرَخشِندہ: چمکنے والا، چمک دار۔

درخشندہ ہر سقف دالان کی
ہو دیوار جیسی چراغان کی
[بیان، ۶۸۶]

دَرخُور: لائق۔

دَرخُورد: لائق۔ دخل، رسائی، پہنچ۔

ع: عیب گو کی جو ہوئی اِن دنوں تجھ سے دَرخُورد [سودا، ص ۲۹۳]۔

دُرِ خوش آب: بہت آب دار، نہایت چمک دار موتی۔

دُرد: تلچھٹ۔ مجازاً: شراب کی تلچھٹ۔ "صاف" کی ضد۔ [صاف: بوتل، صراحی، سبو میں اوپر کی شراب، جسے "پھول" بھی کہتے ہیں]۔

دُرد آشام: شراب کی تلچھٹ (تک) پی جانے والا، بلانوش، بہت پینے والا۔

دُردِ تہِ جام (تہِ ساغر): جام کی تہ میں بچی ہوئی، گاڑھی شراب، تلچھٹ۔

دَردامن: گوٹ، جھالر، حاشیہ، مغزی۔

دیکھا تو گرتا آبِ رواں کا، موتیوں کا دردامن ٹکا ہوا گلے میں [باغ، ص ۲۴۲]۔

دُردی: دُرد، تلچھٹ۔

دَرد و محنت کا باب: مصیبت کا دروازہ۔ مصیبتوں اور تکلیفوں کے شروع ہونے کی جگہ۔

اِسے کھینچتا یاں سے لے جا شتاب
وہ صحرا جو ہے درد و محنت کا باب
[بیان، ۱۱۸۱]

دُرریز: موتی بکھیرنے والا۔

بیانِ سخاوت کروں گر رقم
تو دُرریز کاغذ پہ ہووے قلم
[بیان، ۱۳۴]۔

دَرس و تدریس: پڑھنا، پڑھانا۔

دُرِ غلطاں: مٹر کے دانے کے مانند بالکل گول موتی۔ کنایتاً: آنسو۔

درگذر کرنا: معاف کرنا، غلطی یا خطا کو نظرانداز کرنا [گلزار، ۵۹۸]۔

درگذر مجھ سے: مجھے چھوڑ دے، جانے دے، میرے ساتھ یہ سلوک نہ کر۔

درگذر مجھ سے کبریا کے لیے
چھوڑ غارت گئے خدا کے لیے
[مثنویات، ۱۰۱۷]۔

درگذر نہ کروں گا: کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھوں گا۔ یعنی اِس کام کو ضرور کروں گا۔

تامقدور کسو طرح ہم سے کمی نہ ہو گی اور درگذر نہ کروں گا [باغ، ص ۲۲۵]۔

درگذر نہ کی: بچا کے نہ رکھی۔ [یعنی اپنی جان بھی دے دی]۔

اُس دم میری آنکھ کھلی تو منہ سے یہی نکلا: خیر، جیسا ہم نے کیا، ویسا پایا۔ کسی سے یہ بھید ظاہر نہ کیجو۔ اور ہم نے تو تجھ سے جان تک بھی درگذر نہ کی۔ پھر میراجی ڈوب گیا [باغ، ص ۵۹]۔

دَرگور: کوسنا: مرجائے، غارت ہو جائے، قبر میں جائے (عورتوں کی زبان میں)۔

چل بھی درگور ہو تری صورت
اِتنا بھی چھیڑتے نہیں اَت گت
[مثنویات، ۹۵۳]

کتنا بد اختلاط ہے درگور!
کیا بُرا ارتباط ہے درگور!
[//، ۹۰۴]

دَرگور: نفرت کا کلمہ۔

خوش نصیب، نیک کمائی والے گور گڑھا، کفن پاتے ہیں؛ نہیں تو سیکڑوں ہاتھ رکھ کر مرجاتے ہیں، لوگ "درگور" کہہ کر چلے آتے ہیں [فسانہ، ص ۲۲۹]۔

دَرماں: علاج۔

دَرماہہ: تنخواہ، ماہانہ تنخواہ۔

دَرماہہ دار: تنخواہ پانے والا۔

دُرِ مکنوں: چھپا ہوا موتی۔ وہ قیمتی موتی جسے بہت حفاظت کے ساتھ (بند کر کے) رکھا جائے۔

دُرِ ناسُفتہ: وہ موتی جس میں سوراخ نہ کیا گیا ہو، بن بندھا موتی۔ کنایتاً اُس لڑکی کے لیے بھی آتا ہے جس کی دوشیزگی برقرار ہو، کسی مرد نے صحبت نہ کی ہو: کنواری لڑکی۔

دَرِندو گزِنْد: پھاڑنے والے اور کاٹنے والے جانور (درندہ گزندہ)۔

دَر و بام: دروازہ اور چھت۔ مجازاً: (مکان کا) گوشہ گوشہ۔

دَر و بَست: عبارت، شعر میں الفاظ کی ایسی ترتیب جس میں چستی اور درستی، عمدہ بندش، عمدہ ترتیب ہو۔ آزاد نے آبِ حیات میں سودا کے لیے لکھا ہے: لفظوں کو

اِس درو بست کے ساتھ پہلو بہ پہلو جڑتے ہیں گویا ولایتی تیغے کی چاپیں چڑھی ہوئی ہیں۔

دَرو دَشت: میدان اور پہاڑ کا دامن [دَر: وادی، پہاڑ کا درا، پہاڑ کا دامن]۔

تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
دَرو دَشت غش ہو پڑے تھے سبھی

یہاں "درو دشت" پہاڑ اور جنگل کے معنی میں آیا ہے۔

دَرُوغ (دُروغ): جھوٹ۔

دَرَہ، دَرّہ: وہ راستہ، شگاف جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہو: گھاٹی۔

دُرّہ: چمڑے یا بٹے ہوئے تسموں کا کوڑا۔

دَرہم بَرہَم: ناراض۔

حال پوچھنے سے اِستاد رہم برہم ہوئے، کڑا فقرہ زبان پر آیا [فسانہ، ص ۸۱]۔

دَرہَم و بَرہَم / دَرہَم بَرہم: تہ و بالا، تتر بتر، منتشر، اُلٹ پلٹ۔

دَرہَمی: بے ترتیبی، ابتری، گڑبڑ۔

دڑہی حال کی ہے سارے مرے دیواں میں
سیر کر تو بھی یہ مجموعہ پریشانی کا
(میرؔ)

دُر ہو: دور ہو جا، نکل جا (کلمہ تحقیر)۔

دریا بُرد ہو جانا: دریا میں بہہ جانا؛ مجازاً: ضائع ہو جانا۔

دریا پار ہو گیا: گم ہو گیا۔

اب وہ مضمون دریا بُرد نہیں، تو دریا پار ضرور ہو گیا [کہانی، ص ۵۵]۔

دریا رُویا: بہت رُویا۔

وہ غرقۂ بحرِ ظلم و بیداد
دریا رُویا، سُنا کے اُفتاد
[گلزار، ۹۲۳]

دریا میں عریضہ ڈالنا: حضرت فاطمہ، خواجہ خضر، حضرت مہدی یا پریوں کے نام عرضی لکھ کر اللہ سے کوئی دلی مراد مانگنے کے لیے عریضے کو دریا میں بہا دینا (خاص کر عورتیں یہ کرتی ہیں)۔

دریا نَوال: بہت زیادہ بخشش کرنے والا۔

دریا نُوش: بہت زیادہ (شراب) پینے والا۔

دریائی: دیکھیے: دارائی۔

دُرِ یتیم: وہ موتی جو سیپ کے اندر ایک ہی بنے۔ یہ عموماً بڑا اور چار ماشے تک وزنی ہوتا ہے۔ بہت قیمتی موتی۔

نبی کون، یعنی رسولِ کریم
نبوّت کے دریا کا دُرِ یتیم
[بیان، ۳۹]

دُرِ یتیم صدفِ راستی: سچّائی کی سیپی کا قیمتی موتی؛ یعنی سچا آدمی [فسانہ، ص ۲۸۶]۔

دَریدہ: پھٹا ہوا۔

دَریدہ دَہَن: مُنہ پھٹ، جو مُنہ میں آئے کہہ دینے والا، بدزبان، گستاخ۔

دَریغ / دِریغ: افسوس۔

دَریغا: افسوس ہے، ہائے افسوس!

دَریغ رکھنا: کسی سے کوئی چیز بچا کر یا چھپا کر رکھنا۔ کسی معاملے میں کنجوسی کرنا، کوتاہی کرنا۔

دَریغ نہ کروں: کمی نہ کروں، انکار نہ کروں۔

اگر میری جان بھی تیرے کام آوے تو دریغ نہ کروں [باغ، ص ۲۳۴]۔ میں نثار ہونے کو تیار ہوں، کسو صورت میں جان و مال سے دریغ نہ کروں گا [// // ص ۲۱۳]۔ یعنی جان و مال نثار کروں گا۔

دَریغ نہیں کرتا: جان نہیں چُراتا، اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتا۔

ایک عالم کو اُس سے فیض پہنچتا ہے اور محتاجوں کی خاطر اپنی جان دریغ نہیں کرتا [باغ، ص ۴۳]۔

دُریگانہ: بے مثال اور نہایت قیمتی موتی۔

دَرِیں اَثنا / دَریں وِلا: اِس مدّت میں، اِن حالات میں، اِس وقفے میں۔

دَریں وِلا دوستوں کی تحریک سے مولوی صاحب کو شغلِ پارینہ منظور ہوا [فسانہ، ص ۲۴]۔

دَریوزہ: بھیک۔

دَریوزہ گری، دَریوزگی: بھیک مانگنا۔

دُزد: چور۔

دُزدی: چوری۔

دُزدِ حنا: مہندی کا چور؛ وہ جگہ یا سفیدی جو ہاتھوں یا پیروں میں مہندی لگانے کے بعد رہ جائے [گلزار، ۵۸۳]۔

دیکھیے گر بُتاں کو بھی بہ خُدا
ہاتھ میں ہے اُنھوں کے دُزدِ حنا

[سودا، ص ۲۷۹]

دُزدِ حنائے دست یابی: یہ مرکب کلمہ گلزارِ نسیم میں تاج الملوک کے لیے آیا ہے، اِس لحاظ سے کہ وہ بکاولی کے باغ سے پھول کو اور اُس کی انگلی سے انگوٹھی اُتار کر لے آیا تھا۔ [دست یابی: کسی چیز کا حاصل ہو جانا، اِس کو حنا سے تعبیر کیا ہے: حنائے دست یابی کا چور]۔

دُزدِیِ معنی: معنی کی چوری، یعنی کسی دوسرے شاعر کے عمدہ شعر کے مضمون کو چُرا کر اپنے شعر میں باندھ لینا۔

یہ جو سودا بکے ہے لایعنی
آپ کرتا ہے دُزدیِ معنی

[سودا، ص ۲۷۹]

دِسا کریں: کسی طرف چلیں، سفر شروع کریں۔ [دِسا: سمت]۔

چاروں بے نوا چاہتے ہیں کہ دِسا کریں اور اپنی اپنی راہ لیں [باغ، ص ۱۱۴]۔

دَستارخوان: دسترخوان۔

معتمد الدّولہ بہادر کے دستارخوان پر نَو اُمرا ہوتے تھے؛ چھٹے مہینے تک جو چیز ایک دن رؤ بہ رؤ آئی، دوسرے دن تکرار نہ ہونے پائی [فسانہ، ص ۱۶]۔

دست آوِیز: دستاویز۔

دست آویز ہاتھ آئی: پورا ثبوت مل گیا۔

بدلے کی انگوٹھی ڈھیلی پائی
دست آویز اُس کے ہاتھ آئی
[گلزار، ۲۶۵]

دست آویزِ محبت یدِ قدرت سے تحریر ہے [فسانہ، ص ۷۸]۔

دست اَفشار: ایسی ملائم چیز جسے ہاتھ سے دبایا یا نچوڑا جاسکے۔ چاندی یا سونا، جو اِتنا نرم ہو کہ ہاتھ سے دبایا یا موڑا جاسکے: طلاے دست اَفشار، سیم دست اَفشار۔

دست اَفشاں پاے کوباں: رقص کی حالت میں کیفیت کے اثر سے ہاتھ نچاتے ہوئے پیروں کو حرکت دیتے ہوئے۔

دست بُرد: لوٹ، چوری۔

خاتم تھی نام کی نشانی
انسان کی دست بُرد جانی
[گلزار، ۲۶۶]

یعنی یہ معلوم ہوگیا کہ یہ چوری کسی انسان نے کی ہے۔

(۲) کسی غیر کا قبضہ، تباہی۔

دست بُردی: چھین لینا، چوری کرنا۔

دونوں ہاتھ دل کی دست بُردی کو اور خزانۂ قارون بانٹ دینے کو سردست تیار ہیں [فسانہ، ص ۷۸]۔

دست بستہ کھڑا کیا: اِس حالت میں پیش کیا کہ دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔

ویسے جوش خروش والے سرکش کو حلقہ بہ گوش کرکے پکڑ لائے اور حضور میں دست بستہ کھڑا کیا [باغ، ص ۲۴۸]۔

دست بستہ کھڑا ہوا: احترام، ادب اور تابع داری کے اظہار کے لیے ہاتھ باندھے کھڑا ہوا۔

دَست بَند: کلائی میں پہننے کا ایک زیور۔ بیضوی موتی یا کسی قیمتی پتھر کے بیضوی دانوں کا حلقہ ہوتا ہے۔ موتیوں اور جواہرات کا لچھا جسے عورتیں کلائی میں باندھتی ہیں۔

وہ پہنچی زمرّد کی اور دست بند
نزاکت میں تھی شاخ گل سے دوچند
[بیان، ۱۰۷۵]

دست بہ سَر ہوا: سلام کیا۔

میں اُسے مختار کا جان کر اور دیہہ نہ سمجھ کر دست بہ سر ہوا [باغ، ص ۸۲]۔

دستِ بَیضا (یدِ بیضا): حضرت موسیٰؑ کا

ہاتھ آگ سے جل گیا تھا، خدا نے آپ کو یہ معجزہ بھی عطا کیا تھا کہ جب آپ اُس ہاتھ کو بغل میں لے جاکر باہر نکالتے تھے، تو جلنے کی نشانی وہ داغ سوج کی طرح روشن ہو جاتا تھا۔

ع: گل ہاتھ میں مثلِ دستِ بیضا
[گلزار، ۲۳۴]

دست پاچہ: گھبرایا، سٹپٹایا ہوا، بے قرار، مضطرب۔

دست پانا: قابو پانا۔ [دست پاکر: قابو پاکر]۔

ع: سمجھا کے، دبا کے، دست پاکے
[گلزار، ۱۲۹۳]

دست پناہ: چمٹا (دَسپُنا)۔

اگر دست پناہ آگ میں گرم کر کر اِس کی پیٹھ پر رکھیے تو خوب ہے، آپ سے آپ نکل آوے گا [باغ، ص ۱۰۹]۔

دستِ تہِ سنگ: پتھر تلے ہاتھ (دبا ہونا)۔ مجازاً: مجبور، پریشان، لاچار، بے کس۔

مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت
دستِ تہِ سنگ آمدہ، پیمانِ وفا ہے
(غالب)

دستخطِ خاص سے: اپنے قلم سے۔

اُس نازنین نے ایک رُقعہ دستخطِ خاص سے لکھ کر میرے حوالے کیا [باغ، ص ۳۰]۔

دست درازی: گستاخی، بے باکی، چھیڑ چھاڑ، ہاتھ ڈالنا، زبردستی کرنا۔

دَسْتْرَس: قابو، قدرت، طاقت، پہنچ، رسائی۔ اختیار، لیاقت، قابلیت۔

دستِ زیرِ سنگ: پتھر کے نیچے دبا ہوا ہاتھ، بے اختیاری، بے بسی اور مجبوری ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں۔ دیکھیے: دستِ تہِ سنگ۔

دستِ غیب: وہ چیز (عموماً روپیہ پیسا) جو بغیر کسی ذریعے کے اپنے آپ مل جائے۔ دستِ غیب کا عمل، وظیفہ۔ کنایتاً: رشوت، ناجائز آمدنی۔

دست فروش: خردہ فروش، پھیری لگا کر سامان بیچنے والا، ہاتھ پر رکھ کر سامان بیچنے والا۔

دَستک: مُہر لگا ہوا کاغذ جو حاکم کے حکم سے لکھا جائے۔ (۲) راہ داری [ملک کے اندر، باہر سفر کرنے] کا اجازت نامہ: پروانہ راہ داری۔ دیکھیے: راہ داری۔ (۳) تالی بجانا۔ دروازہ کھٹکھٹانے، زنجیر کھڑکانے کا عمل۔

دستک دینا: دروازے کی کنڈی بجانا۔ کوئی دعا، منتر پڑھ کر تالی بجانا۔ جادوگر کا سحر کے الفاظ ادا کر کے تالی بجانا۔ مراد ہوتی ہے متعلقہ بُری روحوں یا متعلقہ طاقتوں کو بلانا، خبر دینا، خبردار کرنا۔ ساحر یا عامل

کا عمل پڑھنے کے لیے یا جادو جگانے کے لیے حصار کھینچ کر دستک دینا [تالی بجانا]۔

دست کش: ہاتھ کھینچ لینے والا، بے تعلق، چھوڑ دینے والا، دست بردار۔

دَستگاہ: قدرت، مہارت، مشق، سرمایہ، سامان۔

دَستکی: چھوٹی سی جیبی کتاب جو یادداشت وغیرہ لکھنے کے کام آتی ہے: پاکٹ بک۔

ایک کاغذ دَستکی سے نکال کر میرے تئیں دکھلایا اور کہا [باغ، ص ۲۲۶]۔

دستِ گُل خُوردہ: گل کھایا ہوا ہاتھ۔ [گل کھانا: معشوق کے چھلے یا کسی اور زیور کو آگ پر لال کر کے، اپنے ہاتھ یا سینے پر بہ طورِ یادداشت یا عشق جتانے کے لیے داغ کھانا]۔

دستِ گُل خوردہ و شاخِ گلِ گلزار بہم
بہ جہاں نشوونما کرنے میں ہیں ضربِ مَثَل
[سودا، ص...]

دست گیر: ہاتھ پکڑنے والا، مددگار۔ (پیرِ دست گیر: مراد ہوتی ہے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سے)۔

دست گیر: قید، گرفتار۔

حکم کیا کہ بندر میں جاکر، شاہِ بندر کو دست گیر کر کے اِس مسلمان کے حوالے کریں [باغ، ص ۱۷۴]۔

دست گیری: مدد۔

حضور کی دست گیری کے باعث اِس مظلوم کی پرورش ہوتی ہے [باغ، ص ۲۲۵]۔

دست مُزْد: اُجرت، مزدوری۔

دستِ نگار ہیں: محبوب کا مہندی لگا ہاتھ۔

دَست وبازو کے بھروسے پر: اپنی محنت اور ذاتی کوشش کے بل بوتے پر۔

دستور: وزیر [گلزار ص ۳۶۳، ۴۷۰، ۵۷۰]۔

دست و گرِیباں: ہاتھا پائی، گتھم گتھا، مار پیٹ، لڑائی جھگڑا (ہونا)۔

دَست ہونا: دخل ہونا، کام کو جاننا۔

کون ایسا ہے جسے دست ہو دل سازی میں
شیشہ ٹوٹے، تو کریں لاکھ ہنر سے پیوند
[سودا، ص ۳۶۰]

دَستیاں: مشعلیں، لالٹینیں۔

دسوں اُنگلیاں دسوں چراغ: ہنرمند، سلیقہ شعار، سگھڑ (عورت کے لیے)۔

دَشت: جنگل، میدان، غیر آباد علاقہ۔

دَشتِ اِدبار: وہ میدان، بیابان جہاں مصیبت پڑی تھی۔

دَشتِ اَیمَن: ملکِ شام کی ایک (مقدس)

وادی، جس میں کوہِ طور ہے۔

دَشت پَیما: جنگل، بیابان میں سفر کرنے والا۔

دشتِ جاں فِشاں: وہ میدان جہاں جان جائے گی، موت آئے گی، موت کا میدان۔

تیری اجل بھی دامن گیر ہو کر کشاں
کشاں اِس دشتِ جاں فشاں میں لائی
[فسانہ، ص ۲۵۱]۔

دَشتِ غُربت: پردیس، بے سر و سامانی کی حالت۔

دَشتِ غُربت کی سیر: پردیس جانا، بے وطن ہونا۔ [غُربت: پردیس، مسافرت]۔

کہا: جان کی سب طرح خیر ہے
مگر دشتِ غُربت کی کچھ سیر ہے
[بیان، ۲۸۲]

دَشت نَوَردانِ وادیِ سخن: (اِس) داستان کو بیان کرنے والے، (اِس) قصّے کے کہنے والے [فسانہ، ص ۷۲]۔

دَشت و دَر: دیکھیے: در و دشت۔

دَشتِ ہُو: اُجاڑ، سُنسان ویرانہ، جہاں آدمی پر وحشت طاری ہو جائے۔

تو کیا دیکھتی ہوں کہ صحرا ہے ایک
اور اُس دشتِ ہُو میں کنواں سا ہے ایک۔
[بیان، ۱۸۹۸]

دِشْنَہ: نظر۔

دِشنہ وہ تیر کہ عالم میں نہیں جس کی پناہ
[سودا، ص ۱۵۵]۔

دُشْنَہ: بے رحم، ظالم، بُرا۔

دُشمن کُش: دشمنوں کو مار ڈالنے والا، مراد ہے: دشمنوں پر فتح پانے والا۔

لشکر کش و تاج دار تھا وہ
دشمن کُش و شہریار تھا وہ
[گلزار، ۱۸۰]

دُشمنِ مادر زاد: سگا بھائی دشمنی کرتا ہے۔

حضرت آدمؑ کے وقت سے سب کو یاد ہے: دُنیا میں برادرِ حقیقی دشمنِ مادر زاد ہے [فسانہ، ص ۱۸۳]۔

دُشمنی کمال ہوئی: بہت دشمنی ہوئی۔

اُس کو حاتم کے ساتھ بہ سبب نام آوری کے دُشمنی کمال ہوئی [باغ، ص ۹۶]۔

دَشنہ: خنجر۔

دُعاے جَوشَن: حضراتِ شیعہ کے یہاں اِس نام سے دو دعائیں ہیں جو جوشنِ صغیر اور جوشنِ کبیر کہلاتی ہیں۔ یہ دعا دشمن سے حفاظت کے لیے پڑھی جاتی ہے یا لکھ کر بازو پر باندھی جاتی ہے [اکثر جنگ سے پہلے]۔

دَعْوت: دین میں شامل ہونے کی درخواست، بُلاوا، مُنادی۔ کسی تحریک یا

مقصد میں شریک ہونے کی درخواست کرنا۔ کسی تقریب یا ضیافت میں شرکت کے لیے بُلانا۔ بہ طورِ مجاز: ضیافت۔

دعوتِ اَجَل: مَوت کا بُلاوا۔

دعوتِ شیراز: جس ضیافت میں تکلف اور اہتمام نہ کیا گیا ہو، سادہ کھانا۔

دَغا کی گٹھری: بہت بڑا دھوکے باز، جعل ساز۔

دَغدَغانا: چمکنا، روشن ہونا، شعلے کی طرح سرخ ہونا۔

دَغدَغہ: (۱) اندیشہ، ڈر، دھڑکا۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ سلامت نہ رہے، اِس کا دغدغہ میرے دل میں ہے [باغ، ص ۲۲۳]۔

(۲) کنّول کے پھول کی شکل کا ابرک یا رنگین کاغذ کا بنا ہوا فانوس، یہ چراغاں کے موقعے پر استعمال کیے جاتے ہیں، جس طرح آج کل بجلی کے قمقمے لگائے جاتے ہیں [اصطلاحات]۔

دَغل باز: فریبی، دغاباز۔

اے دل برِ دلبرِ دغل باز
وے دیو سوار عرش پرواز
[گلزار، ۵۸۱]

دَف: بڑی گول ڈفلی؛ لکڑی کے حلقے پر ایک طرف کھال منڈھی ہوتی ہے۔ یہ کم و بیش بڑے طباق کے برابر ہوتا ہے تقریباً ایک فٹ قطر کا۔ پرانا ساز ہے: ڈفلا، دائرہ۔

دفترِ تن: وہ شاہی دفتر جہاں نقد تنخواہیں اور زمینیں عطا کیے جانے کا حساب کتاب رکھا جاتا تھا۔

اب آگے دفترِ تن کی کہوں میں کیا خواری
سوالِ دستخطی پھاڑ کر کے پنساری
کسی کو آنٹو لے دے باندھ کر، کسی کو کنّول
[سودا، ص ۲۶۶]

دفترِ عمل: نامۂ اعمال [جس میں متعلقہ شخص کے سارے اچھے بُرے کاموں کا اندراج ہوگا]۔

دفتر کشائے صبح: صبح کا دفتر کھولنے والا، یعنی آفتاب۔

دَفعِ دَخلِ مُقدّر: کسی مسئلے سے متعلق جو اعتراض کیا گیا ہے، جو سوال اٹھا ہے، جو سوالات پیدا ہوئے ہیں، یا ہو سکتے ہیں؛ جو اعتراضات کیے جاسکتے ہیں؛ اُن کا ذکر کیے بغیر اُن کا جواب دینا۔

دَفینہ: گڑا ہوا یا چھپا ہوا خزانہ۔ دبا ہوا مال۔

دَقائق: دقیق کی جمع؛ وہ نکتے، باریکیاں جو بہت غور و فکر کے بعد سمجھ میں آئیں۔ کسی بھی چیز کی انتہائی برائی، خوبی و خامی کے وہ پہلو جو بہت سوچنے سمجھنے کے بعد معلوم ہوں۔ نکتے، باریکیاں، اسرار

ورموز۔ [حقائق ودقائق: حقیقتیں اور باریکیاں، اسرار]۔

دَقیانوسی: بہت پُرانے انداز کا، بہت پُرانا۔

سر پر کنٹوپ ہے مگر بڑا دقیانوسی [کہانی، ص ۳۴]۔

دَقیقہ: کسر، کمی۔

دَقیقہ نہ چھوڑا: کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، انتظام واہتمام میں کوئی کمی نہیں کی۔

دقیقہ نہ چھوڑا کسی بات میں
برابر رکھی چہل دن رات میں

[بیان، ۲۱۲۱]

دُکھ دَھندے سے: دکھ اور پریشانی سے۔

دُکھیانا: تکلیف، دُکھ کو ظاہر کرنا، کہرانا۔

دل مرا دُکھیارہاہے کاسۂ چینی کی طرح
مُو برابر ٹھیس لگتی ہے، تو کرتا ہوں فغاں

[سودا، ص ۶۲]

دَگلا: روئی دار انگرکھا۔ [فسانہ، ص ۱۰۶]۔

دل آرا، دل آویز: دل کش، دل لبھانے والا، پیارا: محبوب۔

دل آرام: دل کو راحت پہنچانے والا، محبوب۔

دل آزار: دل دُکھانے والا۔

دل اَفروز: دل کو روشن کرنے والا۔ جس کا دل روشن ہو۔ کنایتاً: سمجھ دار، پُر امید۔

لگی رہنے اُس میں شب و روز وہ
سمجھ جی میں کچھ کچھ دل اَفروز وہ

[بیان، ۱۶۳۹]

یعنی وہ جوگن جس کا دل روشن تھا، سمجھ دار تھی، پُر امید تھی۔

دل اَفگار: غمگین، دُکھی، رنجیدہ۔

دل باختہ: دل ہارے ہوئے، مجازاً: عاشق۔

عجب ایک عالم تھا بے ساختہ
کہ عالم تھا ایک اُس پہ دل باختہ

[بیان، ۱۳۱۳]

دَل بادَل: اصلاً اسم صفت ہے، جو وسیع و عریض کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ شاہ جہانی خیمے کا نام تھا (اِس وجہ سے کہ خیمہ بہت بڑا تھا)

جب حضرت شاہ جہاں صاحبِ قران نے قلعۂ مبارک اور ...... دل بادل سا خیمہ چوبوں پر اِستادہ کر طنابوں سے کھنچوایا [باغ، ص ۸]۔

دل بَرداشتہ: جس کا دل (کسی چیز، کسی بات سے) اُچاٹ ہو جائے۔ اُکتایا ہوا، بیزار۔

دل بِرِشتہ: غمگین، رنجیدہ۔

دل بَستگاں کی کشود: جو لوگ غموں میں گرفتار ہوں، اُن کے دلوں کو خوشی (اسی کی طرف سے ملتی ہے)۔ وہی غم زدوں کے غموں کی گرہ کھولتا ہے اور

دلوں کو خوشی عطا کرتا ہے۔

سدا ہے نمودوں کی اُس سے نمود
دلِ بستگاں کی ہے اُس سے کشود

[بیان، ۲۱]

(حمد کے بیان میں)۔

دلِ بستگاں کی گرہ کھل گئی: جو لوگ متعلق تھے، وہ خوش ہو گئے، سب کے دلوں کی گرہ کھل گئی، یعنی دلوں کی فکر اور پریشانی ختم ہو گئی۔

برس گانٹھ جس سال اُس کی ہوئی
دلِ بستگاں کی گرہ کھل گئی

[بیان، ۳۶۵]

دل بند ہوئے: غمگین ہوئے۔

ہوئے دل جو دونوں کے آپس میں بند
لگے ہجر سے جی پر آنے گزند

[بیان، ۱۱۵۱]

دلِ پُر اِضطِرار: مجبوری اور پریشانی سے بھرا ہوا دل۔

تمھارے اِتنے ہی فرمانے سے میرے دلِ پُر اضطرار کو تسلی ہوئی [باغ، ص ۶۶]۔

دل پر رکھنا: ارادہ کر لینا، ٹھان لینا، طے کر لینا۔

شہ زادہ ہنسا، کہا کہ دلبر!
کچھ بات نہیں جو رکھیے دل پر

[گلزار، ۱۳۱]۔

دل پسنا: دل کھانا۔

وہ دل پیسنا ہاتھ پر دھر کے ہاتھ
اُچھلنا وہ دامن کا ٹھوکر کے ساتھ

[بیان، ۱۳۳۴]

دل تنگ: پریشان۔ کسی الجھن میں مبتلا۔

وہ منتظرِ ظہورِ نیرنگ
یعنی تاج الملوکِ دل تنگ

[گلزار، ۱۳۹۰]

دل جمعی کر کے: اطمینان کر کے [باغ، ص ۲۲۴]۔

دل چلا: بہادر، دلیر، نڈر، حوصلے والا۔

دل چلا کر: ہمت کر کے۔

تب تو میں نے دل چلا کر کہا کہ میں نے اپنا سب احوال عرض کیا، آپ اپنی سرگذشت سے بندے کو مطلع فرمایئے [باغ، ص ۱۰۱]۔

دل چلانا: بہادری دکھانا، ہمت دکھانا۔

دل چلنا: کسی چیز کی طرف رغبت کرنا، مائل ہونا، رغبت ہونا، دل کا مائل ہونا۔

دل چور: کم ہمت، بزدل۔

دل چیر کر دکھانا: دل کا راز ظاہر کرنا، دل کی بات بتانا، یقین دلانا۔

دل خواہ: مرضی کے مطابق، پسند کے مطابق، جس طرح دل چاہتا تھا۔

وعدہ انعام کا جو تھا دل خواہ
لی کہاروں نے سیدھی باغ کی راہ
[مثنویات، ۱۰۱]

گل لائے جو نور دیدہ دل خواہ
آنکھوں کی طرح پھڑک گیا شاہ
[گلزار، ۳۴۰]

دَلدارِیپش گیر: چھوٹا سائم گیرا، جو پلنگ یا چھپر کھٹ کے آگے لگایا جاتا تھا [نم گیرا: وہ کپڑا جو اوس کی نمی سے محفوظ رہنے کے لیے پلنگ پر، چھت گیری کی طرح لگاتے ہیں]۔

دل دادہ: محبت کرنے والا، عاشق۔

دل داری سے: ہمدردی سے، تسلّی دے کر، دوستانہ انداز سے [باغ، ص ۵۴]۔

دُلدُل: وہ سفید مائل بہ سیاہی مادہ خچّر جسے حاکمِ اسکندریہ نے رسول اللہؐ کو نذر کے طور پر پیش کیا تھا اور آپ نے اُسے حضرت علیؑ کو دے دیا تھا۔

وہ گھوڑا جس پر سامانِ ماتم لاد کر عشرۂ محرّم میں عزاخانے میں لے جاتے ہیں۔

دُلدُل سوار: حضرت علیؑ کا لقب۔

دِل دُوزی: دل دُکھانا۔

دِل دے کے: غور سے، توجّہ سے، دل لگا کر۔

اب آگے کہانی کی ہے داستاں
ذرا سنیو دل دے کے اِس کا بیاں
[بیان، ۲۰۰]

دل ریش: جس کا دل دُکھا ہوا ہو، غم زدہ۔ مجازاً: عاشق۔

اور بھی دو درویش دل ریش وہاں گئے ہیں [باغ، ص ۲۱۷]۔

دُلڑا: دُولڑا، سونے یا چاندی کی زنجیر کا بنا ہوا ہار کی قسم کا زیور، جس میں دو لڑیاں ہوں۔

دل زار: جس کا دل بہت دُکھی، بہت پریشان ہو، خستہ دل۔

وہ دامنِ دشتِ شوق کا خار
یعنی تاج الملوکِ دل زار
[گلزار، ۱۳۸]

کچھ بول کے زیرِ لب وہ دل زار [،، ،،
۲۵۳]۔

دل سازی: ٹوٹا ہوا دل جوڑنا۔

کون ایسا ہے جسے دست ہو دل سازی میں
شیشہ ٹوٹے، تو کریں لاکھ ہنر سے پیوند
[سودا، ص ۳۶۰]

دل سفر پہ رکھنا: سفر کا ارادہ کر لیا۔
شہ زادے نے تاج سر پہ رکھا
لٹھ کاندھے پہ، دل سفر پہ رکھا
[گلزار، ۱۷۸]

دل سُوز: دل کو جلانے والی۔

گھٹنے طاقت لگی جو رُوز بہ رُوز
آتشِ ہجر ہو گئی دل سُوز

[مثنویات، ۱۳۷۵]

[ہجر کی آگ دل کو جلانے لگی]۔

دل سُوز: ہمدرد، غم خوار۔

گو کہ بے جا ترا ہراس نہیں
کوئی دل سوز بھی تو پاس نہیں

[مثنویات، ۱۶۰۰]

دل سُوزی: خیر خواہی، ہمدردی، غم گساری۔

دل سُوزِ ہجر: ہجر کا ساتھی، جدائی کو پسند کرنے والا اور وصل کا دشمن۔

پلا جلد ساقی مجھے بھر کے جام
کہ ہے چرخ بھی درپئے انتقام
یہ ہے دشمنِ وصل و دل سوزِ ہجر
کرے ہے شبِ وصل کو رُوزِ ہجر

[بیان، ۵۸-۱۱۵۷]

دل شاد: خوش، مسرور۔

ع: پھرا جیسے راتوں کو دل شاد تو

[بیان، ۱۱۷۶]۔

دل شُدہ: [لفظی معنی: دل گیا ہوا]۔ جس کا دل اُس کے قابو میں نہ ہو، دل دادہ۔

وہ شہ زادۂ دل شدہ تو ٹھٹھک
وو ہیں رہ گیا نقش پا سا ہچک

[بیان، ۹۲۸]

دل شکنی ہو گی: دل ٹوٹ جائے گا۔

دَلق: گدڑی (وہ لباس جسے اکثر فقیر پہنتے ہیں)۔

دَلق پوش: گدڑی پہنے ہوئے، فقیر۔

دل کو بند نہ کر: دل کو مت گوھا، غم نہ کیا کر۔

تو رُک رُک کے، دل کو نہ کر اپنے بند
نہ پہنچے کہیں تیرے جی کو گزند

[بیان، ۷۴۲]

دُلکی: گھوڑے کی ایک چال، جس میں وہ قدم پر قدم ڈالتا ہوا چلتا ہے اِس طرح کہ سامنے کے سیدھے پیر کی جگہ اُلٹا پیر ڈالتا ہوا لمبا اور تیز قدم ہموار چال سے چلے: دوگاما۔ دیکھیے: یَرغا۔

دل گیر: اُداس، غمگین۔

دل گرِفتہ: دل گیر، اُداس، ملول۔

دل گرمی: ولولہ، شوق، جوش۔

دِل گیوں پر: عاشقوں پر۔ ["دِل گیا" کی جمع]۔

ولیکن جو کچھ دل گیوں پر گیا
کہ بن آئی، ہر اک وہاں مرگیا

[بیان، ۱۳۴۵]

دُلمیان: تھیلی، بٹوا۔ وہ تھیلی جس میں خط (یا ایسا ہی کوئی کاغذ) رکھ کر بھیجا جاتا تھا (پلیٹس کا لغت)۔

ایک رُقعہ لکھا اور موتیوں کے دُلمیان میں رکھ کر...... میرے حوالے کیا

[باغ، ص۲۰۱]۔

دَلو : ڈول۔ آسمان کا گیارھواں بُرج۔

دُلھن/، دُلہَن : عروس۔

دل ہَوا ہو جانا : ڈر جانا، خوف زدہ ہو جانا، کسی چیز یا بات کی ہیبت سے گھبرانا۔

ہَوا ہو چلا: ڈر گیا، گھبرا گیا۔

گری اُس پہ جو آسمانی بلا
دل اُس نازنیں کا ہَوا ہو چلا

[بیان، ۱۱۸۶]

دِلّی لُٹے تک : غدر سے پہلے تک۔

دِلّی کا رُوڑا: دِلّی کا قدیم باشندہ جو یہاں کی زبان اور تہذیب کا نمایندہ ہو، دہلوی الاصل ہو، خالصتاً دہلوی مزاج پایا ہو۔

اور جو شخص سب آفتیں سہہ کر، دِلّی کا رُوڑا ہو کر رہا اور دس پانچ پُشتیں اِسی شہر میں گزریں اور اُس نے دربار اُمَراؤں کے اور ...... کوچہ گردی اِس شہر کی مدّت تک کی ہو گی، اُس کا بولنا البتّہ ٹھیک ہے

[باغ، ص۹]۔

دَلیل: راہ نما، رہبر۔

مرے ایک مشفق ہیں مرزا قتیل
کہ ہیں شاہ راہِ سخن کے دلیل

[بیان، ۲۱۸۹]

(اِس معنی میں "دلیل" مذکر ہے)۔

دَم: سانس۔ فریب۔ شیخی۔ تلوار یا کسی بھی دھار دار آلے کی دھار۔ دُعا، یا جادو کے اُنھر۔ لحظہ، وقت۔ کنایتاً: طاقت، قوّت۔ خون۔

دَمِ آخر : آخری سانس، نزع کا وقت۔

دَمامہ : نقارہ۔

دَمامۂ تُندر زنہیب: رعد کی طرح گرجنے والا نقارہ۔ اور صدمۂ دَمامۂ تندر زنہیب، آوازِ دُہُلِ گوش فریب سے کرۂ اَرض و سما دہل گیا[فسانہ، ص ۲۵۷]۔

دَمِ بازپسیں: آخری سانس، زندگی کا آخری لمحہ: دمِ واپسیں۔

دم بچ گیا: زندگی باقی رہی۔

یہ کہو، بچ گیا دم آج مرا
خفقانی ہے خود مزاج مرا

[مثنویات، ۳۱۳]

دم بہ خود: چُپ چاپ، حیران، ششدر، خاموش۔

دَم پُخت: وہ سالن (یا چاول) جس کو دم لگا کر، یعنی پتیلی یا دیگ کی بھاپ روک کر منہ بند کر کے پکایا جائے۔ دیکھیے: دم لگانا۔

دم پہ چڑھ جانا: فریب میں آجانا، باتوں میں آجانا۔

چڑھ گئے دم پہ گر، تو آئیں گے
ہم اگر جیتے ہیں تو لائیں گے

[مثنویات، ۶۷۴]

دَمِ تیغ: تلوار کی آبداری، تلوار کی باڑھ، دھار، دھار کی تیزی۔

دَم جانا: عاشق ہو جانا۔

جس کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے
جس پہ دَم دشمنوں کا جاتا ہے

[مثنویات، ۵۹۶]

(جس پہ دم دشمنوں کا جاتا ہے: آپ جس پر عاشق ہیں۔ "دم جانا" کے ایک معنی مر جانا بھی ہیں، اِس لحاظ سے بدشگونی کو بچانے کے لیے بجائے یہ کہنے کے کہ آپ کا جس پر دم جاتا ہے [آپ جس پر عاشق ہیں] یہ کہا کہ آپ کے دشمنوں کا جس پر دم جاتا ہے)۔

دَم چُرانا: اپنے آپ کو مُردہ ظاہر کرنے کے لیے سانس روک لینا۔

کیا چُرایا تھا دم، مَعاذَ اللہ!
میرے تو ہوش اُڑگئے وَاللہ!

[مثنویات، ۳۰۷]

دَم خفا کیا: سانس رُکنے لگی، جی گھبرانے لگا، گلا گھُٹنے لگا۔

اندھیرے نے اُس کا کیا دم خفا
کہ جوں لے سیاہی کسی کو دَبا

[بیان، ۱۲۰۰]

دَم دار: جان دار۔ مضبوط۔ دھار دار۔ لچک کھانے والی چیز کو بھی کہتے ہیں۔

دَمدَمہ باندھنا: لڑائی کے میدان میں مورچہ باندھنا۔ ریت کی بوریوں وغیرہ سے دُھس بنانا۔

دَم دھاگا: دھوکا، فریب۔

دم دھاگے میں رشتۂ نفس کے
پھندے میں پھنسا ہے پیش و پس کے

[گلزار، ۹۸۹]

(دم دھاگے میں رشتۂ نفس کے: یعنی سانس جو چل رہی ہے، تو اُس کے فریب میں آگیا ہے کہ یہ چلتی ہی رہے گی)۔

دَم دے کر: بہکا کر، فریب دے کر۔

محمودہ نام دُختِ آدم
لے آئی تھی دے کے دیوِنی دم

[گلزار، ۱۸۱]

دَم دینا: فریب دینا، بہکانا، دھوکا دینا۔

گھر نہ جاؤ، لگے قسم دینے
آپ آئے ہیں ہم کو دم دینے

[مثنویات، ۲۳۲]

پہلے اپنی طرف سے دم دینا
پھر مری جان کی قسم دینا

[/////، ۷۶۶]

دَمڑی: پُرانے پیسے کا چوتھا حصہ: چھدام۔ [لغت نویسوں نے لکھا ہے کہ چھدام کا دوسرا نام "دَمڑی" ہے۔ البتہ پورب

میں "ادّھی" کو دمڑی کہتے تھے۔ یعنی اِس حساب سے "دمڑی" کو پیسے کا آٹھواں حصہ کہا جائے گا]۔

دمڑی کو کتابت لکھیں، دھیلے کو قبالہ
بیٹھے ہوئے دھاں میر علی، چوک جہاں ہے
[سودا، ص ۲۶۱]

دَم زَدَن میں: فوراً، لحہ بھر میں۔

دَم ساز: ساتھ دینے والا۔ ہم راز۔

دَمَک: سونے کی چمک۔ چمک۔

رنگِ رُخسار سے شرمندہ ہو کُندن کی دمک
آگے غبغب کے، خجالت زدہ سونے کی ڈلک
[سودا، ۱۵۶]

دَم کے دھاگوں سے ہونٹھ سینا: خاموش رہنا۔

غم کھا کے، لہو کے گھونٹ پینا
دم کے دھاگوں سے ہونٹ سینا
[گلزار، ص ۱۲۹۶]

[سانس کو دھاگا فرض کیا ہے، سانس کے دھاگے سے اُس نے اپنے ہونٹھ سی لیے تھے، یعنی ہونٹھ نہیں کھولتی تھی، خاموش رہتی تھی]۔

دَم لیا: ذرا اطمینان ہوا، قیام کیا۔

کتنے برس بلدۂ عظیم آباد میں دم لیا، کچھ بنی، کچھ بگڑی [باغ، ص ۶]۔

دم مارنا: منہ سے بات نکالنا، کچھ کہنا۔
[عموماً نفی کی صورت میں مستعمل ہے، جیسے: دم مارنے کی مجال نہیں]۔ حیل حجت کرنا، چون وچرا کرنا، دعوا کرنا۔

دم میں آجانا: دھوکا کھا جانا، فریب میں آجانا، باتوں میں آجانا۔

دَمَن: ہندستان کے ایک راجا کی بیٹی کا نام، جو راجا نَل کی محبوبہ تھی۔ فارسی میں فیضی نے مثنوی نَل دمن میں اِن دونوں کا قصہ لکھا ہے۔

ہے نہ شیریں، نہ کوہ کن کا پتا
نہ کسی جا ہے نَل، دَمَن کا پتا
[مثنویات، ۱۴۹۵]

دَمِ نَزع: دم نکلتے وقت، مرتے وقت، دمِ آخر۔

دَم نکلنا: لفظی معنی: جان نکلنا، مرنا۔ مجازاً: عاشق ہونا، فریفتہ ہونا۔

دیکھ کر، پھر نہ واں سے ٹلتا تھا
اچھی صورت پہ دم نکلتا تھا
[مثنویات، ۱۷]

دَم نہ چلے گا: فریب نہیں چلے گا۔

نہ چلے گا یہاں پر آپ کا دم
کیجیے اِس پہ پہلے قول و قسم
[مثنویات، ۴۰۱]

دم نہ سمانا: زیادہ مشقت سے سانس پھول جانا، ہانپنے لگنا۔

اونٹوں کی جو تُو تھیں دیولایا
دم اُس کا نہ اُس گھڑی سمایا
[گلزار، ۱۵۳]

دَمِ واپسیں: آخری سانس، نزع کا عالم، آخری وقت۔

دِنایَت / دِنائت: کمینہ پن، چھچھوراپن، گھٹیاپن۔

دُنبال: پیچھے، پچھلا حصہ، پیچھے پیچھے۔ کشتی یا جہاز کا پچھلا حصہ۔

دُنبالہ: دُم، پیچھے، پچھلا حصہ۔ وہ سُرمے کی لکیر جو گوشۂ چشم سے کنپٹی کی طرف نکلی ہوئی ہو۔

دُنبالہ دار ستارہ: دُم دار ستارہ۔ وہ ستارہ جس کے پیچھے روشن لکیر نظر آتی ہے: جھاڑو تارا۔

اُلٹ کر نہ دیکھے اُسے ہوشیار
کہ وہ اک ستارہ ہے دُنبالہ دار
[بیان، ۹۴۵]

(چوٹی کی تعریف میں)۔

دُنبالہ دار: اکثر آنکھ کے ساتھ بہ طور صفت آتا ہے (چشم دنبالہ دار)، ایسی آنکھ جس میں سرمے کی لکیر آنکھ کے کوے سے ذرا آگے تک بڑھی ہوئی چھوڑدی گئی ہو۔

دُنبل: پھوڑا۔ دَل دار پھوڑا۔

دَندانِ مِصری: ایک قسم کی ولایتی مٹھائی، جس کی شاخیں سی بنی ہوتی ہیں۔

دِن دِیے: دن دہاڑے، سب کے سامنے۔

ہاتھ پاؤں نے سَت، دل نے ہمت ہاری؛ دن دیے لُٹ گیا عشق کا بَیپاری [فسانہ، ص۱۵۷]۔

دَنگل: مجمع، ہجوم۔ دائرہ نما جگہ جہاں لوگوں کے بیٹھنے کی نشستیں ہوں۔ ایک طرح کی کرسی نما نشست جس پر کئی آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اکھاڑا۔ پہلوان کی نشست گاہ۔ کشتی کا مقابلہ۔

اور میرا نخن آفاق میں تا رُوزِ قیام
رہے گا سبز بہ ہر مجمع و ہر یک دنگل
[سودا، ص۸۰]

دِن لگنا: گھمنڈ ہونا، غرور پیدا ہو جانا۔ گھٹیا شخص کو دولت ملنا۔ دیر ہونا، زیادہ وقت لگنا۔

دِن ہو چکا: دن ختم ہو گیا، یعنی شام ہونے آئی۔

سیر کرتی پھرتی تھی کہ دن ہو چکا، سیاہی شام کی نمود ہوئی [باغ، ص۵۶]۔

دَنی: کمین۔ [دُنیاے دَنی: حقیر، ذلیل دُنیا]۔

دُنیا کی نظریں پڑنا: شہرت حاصل ہونا، وقعت، حیثیت، مرتبہ حاصل ہونا۔

جب دُنیا کی نظریں اُس پر پڑنے لگتی

ہیں، تو وہ ہمیشہ اپنی پہلی حالت کی کم زوریوں کو چھپاتا اور خوبیوں کو دکھاتا ہے[کہانی، ص ۲۲]۔

دُوا: تاش کا ایک پتا، جسے "دُکّی" کہتے ہیں۔ جُوے کے ایک داتو کا نام۔ چوک کا متضاد۔

تمام سن جُوا کھیلا، دُوے کے داتو پر اَدھی نہ لگائی[فسانہ، ص ۱۶]۔

دُو آتشہ: وہ شراب یا عرق جو دوبار آگ پر رکھ کر کھینچا گیا ہو، کنایتاً: بہت تیز شراب۔

وہ نثر ہے، داد نظم دوں میں
اُس مے کو دو آتشہ کروں میں
[گلزار، ۸]

دَواب: چوپایے، حیوان، مویشی، جیسے: گھوڑے، گدھے، اونٹ وغیرہ۔

ع: کہے جو مودی سے جا کر دَواب کے حالات
[سودا، ص ۲۶۶]

دَوا دَوِش / دَوادَوِش: دَوا اور کوشش، مراد ہوتی ہے: دوڑ دھوپ۔

اب دوا دوش ہے بے ہنگام
اِس کا تو ہو چکا ہے کام تمام
[مثنویات، ۵۱۸]

کچھ رُوگ جو درپئے خلش ہو
درماں کے لیے دوا دوش ہو
[گلزار، ۴۲۶]

دَوّار: بہت گھومنے والا۔ [چرخ دَوّار: گھومنے والا آسمان]۔

دُوال: چمڑے کا موٹا تسمہ۔

دُوال بَند: سپاہی۔ وہ سپاہی جس کی کمر میں چمڑے کا تسمہ یا چمڑے کی پیٹی بندھی ہوئی ہو۔

دُوالگُو: گھوڑے کی زین کے بغلی چمڑے، جو گھوڑے کی پسلیوں پر رکاب کے تسموں کے نیچے پھیلے رہتے ہیں۔

دَواں: دوڑتا ہوا۔

دَواوین: دیوان کی جمع: مجموعۂ کلام۔

دُوب: عمدہ گھاس، جو زمین پر جال کی شکل میں پھیلتی ہے۔ مویشی اِسے رغبت سے کھاتے ہیں[گلزار، ۷۶۴]۔

دُو بھَیّاں: طاقتور، سرکش۔

للکارتی ہے یوں کہ دو بھیاں ہو جو کوئی
ٹالے تو بارے آن کے میرے عصا کا وار
[سودا، ص ۲۲۰]

("دو" میں واو کی آواز نمایاں نہیں ہو گی "دُ" تلفظ ہو گا)۔

دوپارہ: دو ٹکڑے۔

دُوپَلکا: ایک قسم کا پتھر، جس سے انگوٹھی بناتے ہیں۔ ایک قسم کا مجوواں نگینہ۔

دو پیسے ڈولی: اردو روز مرّہ میں اِس کلمے سے کسی مقام کے فاصلے کی طرف اشارہ

کرنا مقصود ہوتا ہے۔ رقم کی مقدار جتنی کم بتائی جاتی ہے، اُتنا ہی کم فاصلہ مراد لیا جاتا ہے، جیسے: دو، چار، چھ پیسے ڈولی۔ حکیم صاحب کا گھر یہاں سے دو پیسے ڈولی پر ہے، آدمی بات کی بات میں آجا سکتا ہے (اصطلاحات، پنجم)۔ [رنگین کا شعر ہے:

ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کرلو
یہاں سے ہے کے پیسے ڈولی کہارو!]

دُوتا: دو عدد، مجازاً: دوئی رکھنے والا۔ دُہرا۔ دو دھاگوں کا بنا ہوا کپڑا۔ دُگنا۔ جُھکا ہوا۔ بل کھائی ہوئی، خم دار۔ [جیسے: زلفِ دوتا۔ (واو کی آواز تلفظ میں نمایاں نہیں ہوگی، دوتا بروزنِ فَعَل]۔

دوتا و یکے: وہ دو ہیں لیکن درحقیقت ایک ہیں۔ [جیسے قلم کی زبان کے دو حصے ہوتے ہیں مگر وہ دراصل ایک ہوتی ہے]۔

نبیؐ و علیؑ ہر دو نسبت بہم
دو تا و یکے چوں زبانِ قلم

[بیان، ۷۷]

دو تاہ: دُہرا۔

دو چشمے: دو شخص۔

نہیں خوش نما، پاس آئے ہوئے
رہیں دو چشمے منہ پھلائے ہوئے

[بیان، ۱۸۷۹]

دُوْد: دُھواں۔

نئی پشتِ لب سے مسّوں کی نمُود
بنا آتشِ لعلِ شیریں کا دُود

[بیان، ۹۰۰]

(اِس شعر میں پشتِ لب پر [اوپر والے ہونٹھ کے اوپری حصّے پر] مسّوں [مونچھوں] کے ظاہر ہونے کو سرخ ہونٹھوں کی دہکتی آگ کا [ہلکا] دُھواں کہا ہے: یعنی مسیں بھیگ رہی تھیں، مونچھوں کا رُواں نمودار ہونے لگا تھا)۔

دوجی سے ہے: حاملہ ہے۔

ایک بیٹی میری ہے کہ وہ دوجی سے، پورے دنوں، دردِ زہ میں مرتی ہے [باغ، ص ۲۱۱]۔ (دوجی سے، یعنی دو جان دار ہیں: ایک وہ لڑکی خود اور دوسرا وہ بچّہ جو پیٹ میں ہے)۔

دُوچند: دُگنا۔

دُودِلا: پریشان، متفکر، الجھن میں گرفتار، جس کے دل میں کسی بات سے متعلق شک ہو۔

لیکن میرا دل دُبدھے میں ہے اور دو دلے آدمی کی خاطر پریشان رہتی ہے، اُس سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ [باغ، ص ۴۷]۔ تجھے بے خرچ اور دودلا دیکھ کر [۵۹//]۔ تحقیق کرنے کی خاطر دودلی ہو رہی ہے (بہ معنی متفکر، پریشان)

[///// ۸۵]۔

دُوْدمان: خاندان، کُنبہ۔

دو دو کلام کیے: دو دو باتیں کیں، تھوڑی سی گفتگو کی۔

ہنس کے پوچھا یہ نام کیا تم سے
کیے دو دو کلام کیا تم سے
تم نے تو پانو اور بھی پھیلائے
ماشاء اللہ کچھ مزے میں آئے!

[مثنویات، ۲۲۴]

دو دو مُنہ ہنس لیے: تھوڑی سی ہنسی کی باتیں کرلیں۔

یہاں ٹھہری، کبھی وہاں ٹھہری
دو دو مُنہ ہنس لیے، جہاں ٹھہری

[مثنویات، ۶۸۴]

دو دو ہاتھ ہو جانا: لڑائی ہو جانا۔

دو دو ہاتھ ہو جائیں گے: صاف صاف باتیں ہو جائیں گی۔ مقابلہ ہو جائے گا، دوٹک گفتگو ہو گی۔

مایوسی انسان کو ہمّت والا بنا دیتی ہے۔ مولوی ضیاء الدین صاحب تو بچ کر نکل گئے، لیکن مولوی نذیر احمد صاحب سے دو دو ہاتھ ہو جائیں گے [کہانی، ص۲۷]۔

دودھ بڑھایا: دودھ چھڑایا، یعنی جب بچے کی، ماں کا دودھ پینے کی مدّت ختم ہوئی اور ماں کا دودھ چھڑایا گیا۔

جب لڑکے کا دودھ بڑھایا، ایک روز بی بی سے کہا کہ یہاں کب تلک رہیں گے [باغ، ص۱۹۱]۔

دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیتا ہے: جب ایک چیز سے نقصان پہنچتا ہے تو آدمی یہاں تک احتیاط کرنے لگتا ہے کہ ویسی ہر چیز (ہر شخص) سے ڈرنے لگتا ہے۔

رنڈیوں کا غول سامنے آیا، یہ گھبرایا۔ دھوکا پاچکا تھا، بہ موجب مثل: دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیتا ہے [فسانہ، ص۷۵]۔

دودھ کا رشتہ: رضاعی رشتہ۔ وہ افراد (عورت ہوں یا مرد) جنھوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو۔

دودھ کے کوزے: دودھ کے کوزوں پر حضرت علی اصغر اور حضرت سکینہ کی نیاز دلوا کے بچّوں میں تقسیم کرنا۔

کوئی کہتی تھی: ہمارا لشکر اس بلا سے نکلا تو مشکل کشا کا کھڑا دونا دوں گی، دودھ کے کوزے بچّوں کو پلاؤں گی [فسانہ، ص۲۴۸]۔

دُوْدھیا: حلوا سوہن کی ایک قسم، جس میں دودھ زیادہ ڈالا جاتا ہے اور وہ نرم ہوتا ہے [فسانہ، ص۶]۔

دور اَز خیال: وہ بات جو خیال میں بھی

نہ آسکے۔

بنائے ہوئے جال باہم نہال
گل و غنچہ سب وھاں کے دور از خیال
[بیان، ۶۹۲]

(یعنی ایسے نادر، عمدہ اور عجیب و غریب گل بوٹے تھے کہ انسانی خیال میں بھی نہیں آسکتے)۔

دور پار: خدا نہ کرے!۔ توبہ توبہ!۔ عورتیں کسی بری بات کے ذکر پر کہا کرتی ہیں۔ اگر جلد آؤ گی، تو مجھے جیتا پاؤ گی، نہیں تو پچھتاؤ گی۔ یہ سن کر بولی: دور پار، شیطان کے کان بہرے، تمھاری صد و بست سال کی عمر ہووے [باغ، ص ۱۰۴]۔

تو نے جلادوں کو کیا ہے گرد
دور پار ایسا ئوج ہو بے درد!
[مثنویات، ۱۰۹۰]

دور پہنچے گی: بہت شہرت ہو گی، سب کو معلوم ہو جائے گا۔

یوں ہی گر ہو گیا تو سودائی
دور پہنچے گی اِس کی رسوائی
[مثنویات، ۱۳۶۱]

دور تھی: دیکھیے: بہت دو تھی۔

دور جانتی ہیں: دیکھیے: اپنے کو بہت دور جانتی ہیں۔

دور دراز ہے: (قصہ) طویل ہے، لمبا ہے۔
میں نے کہا: ذرا بیٹھیے تو کہوں: میرا قصہ بہت دور دراز ہے [باغ، ص ۲۰۷]۔

دورستہ: راستے کے دونوں طرف۔

دورستہ جو روشن چراغاں ہوئے
چٹکنے خوشی سے غزل خواں ہوئے
[بیان، ۲۰۱۳]

دورستہ بازار: بازار جو سڑک کے دونوں طرف ہو [گلزار، ص ۵۱۰]۔

دور نہیں: دیکھیے: کچھ دور نہیں۔

دُورُویہ: دونوں طرف۔

کیا دیکھتا ہوں کہ دورویہ صف باندھے کھڑی ہیں [باغ، ص ۸]۔

دور ہو: دیکھیے: بہت دور ہو۔

دور ہو: کتنا ہی غیر مناسب ہو، کتنا ہی مشکل ہو۔

یہ سُن جی کا پیغام، مجبور ہو
کہا: اپنے نزدیک گو دور ہو
بلا سے، اگر آن رہتی نہیں
کہ اب بن کہے جان رہتی نہیں
[بیان، ۱۶۶۹]

دور ہے: لمبا ہے۔ اُس کا قصہ دور ہے: اُس کا قصہ لمبا ہے۔

کہاں تک کہوں، اُس کا قصہ ہے دور
نہ تھا آدمی، تھا وہ اک شمع نور
[بیان، ۱۷۰۱]

دور ہیں: اپنے کو بہت بڑا سمجھتے ہیں، بہت

بلند ہیں، برتر ہیں۔

شریعت کے عالم میں مجبور ہیں
نہیں، اپنے نزدیک ہم دور ہیں
[بیان، ۱۹۸۰]

دُورے کو تمام کرے: آسمان کے دائرے کا چکر پورا کرے۔

دُوسار ہو گیا: آر پار ہو گیا۔

غیب سے ایک تیر ناگہانی اُس کی پیشانی پر بیٹھا کہ دو سار ہو گیا اور وہ گر پڑا
[باغ، ص ۲۰۵]۔

دُوش: کندھا، مونڈھا۔ گزرا ہوا کل۔

دُوش بہ دُوش: کاندھے سے کاندھا ملائے ہوئے، شریک رہ کر۔

دُوش و فردا: گزرا ہوا کل، آنے والا کل۔

دُوگاما: دیکھیے: دُکی۔

دوگانہ: دو رکعت نماز۔

گر عید کا مسجد میں پڑھیں جا کے دوگانہ
نیت قطعہ تہنیت خانِ زماں ہے
[سودا، ص ۲۵۹]

دوگانہ: (۱) جڑواں، دُہری چیز، جیسے: دوگانہ کیلا، دوگانہ بادام، دوگانہ آم۔ [دوگانہ کیلا: وہ دو کیلے جو باہم جڑے ہوئے ہوں۔ اِسی طرح دوسری چیزیں]۔

امیدِ وصل نہ رکھ نورَسانِ دنیا سے
ہزار میں کوئی اک آدھ پھل دوگانہ ہوا
[بحر، نور اللغات]

دوگانہ / دوگانا: دو بے تکلف دوست عورتیں۔ جب دو عورتوں میں بہت بے تکلفی ہو جائے تو ایک دوسری کو "دوگانا"، "دوگانا جان" کہتی ہیں۔ "اوباش عورتوں کی اصطلاح میں اُس عورت کو کہتے ہیں جو چپٹی لڑاتی ہو" [نور اللغات]۔

دوگانہ شکر کا: خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے دو رکعت نماز۔

دولت سرا: شاہی محل، محل سرا۔

وہ دولت سرا خانۂ نور تھا
سدا عیش و عشرت سے معمور تھا
[بیان، ۲۲۱]

دُوماہہ: دو مہینے کی تنخواہ۔

دُوْن: ڈینگ، شیخی۔

کیا سمجھ کر لکھا تھا یہ مضمون
اچھی ہوتی نہیں ہے اِتنی دون
[مثنویات، ۱۴۴۰]

دُوْن: حقیر، کمینہ، اونا، پاجی۔

دُوْن پر دماغ ہے: ڈینگیں مار رہے ہو، بڑھ چڑھ کے باتیں کر رہے ہو، شیخی بگھار رہے ہو۔

دون پر جو دماغ آپ کا ہے
اب میں سمجھی کہ باغ آپ کا ہے
[مثنویات، ۱۴۷]

دَوندہ: دوڑنے والا۔

ایک پرندہ کہ طوطا تھا، رہ بر و مدد گار ہوا۔ دوسرا دوندہ وہ وزیر زادہ تھا، تنہائی میں غم گسار ہوا[فسانہ، ص۱۱۶]۔ (اِس عبارت میں "دوندہ"، پرندہ کے مقابل آیا ہے، اِس نسبت سے یہاں اِس کا مفہوم ہوگا: زمین پر چلنے والا، ساتھ چلنے والا]۔

دڈن کی لینا: شیخی مارنا، ڈینگیں مارنا، اپنی تعریف کرنا۔

دونوں جی: دونوں شخص۔

اِس چھوٹے مکان میں ہم دونوں جی پڑے رہتے ہیں[باغ، ص۲۳۲]۔

دَونے: مَنّت پوری ہونے پر دَونے میں شیرینی لاکر حضرت علی کی نیاز دی جاتی ہے۔ اِسے "کھڑا دَونا" کہتے ہیں۔ یہ نیاز صحنک پوری بھی دی جاتی ہے، [illegible]۔

کوئی کہتی تھی: ہمارا لشکر اِس بلا سے جو نکلے گا تو مشکل کُشا کا کھڑا دَونا دوں گی [فسانہ، ص۲۴۸]۔

دَہانہ: مُنہ۔

دُہائی پھر گئی: اعلان کر دیا گیا۔

مُنادی نے ندا دی، دُہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جَور کا بانی ہوگا وہ لٹُورا گردن مارا جائے گا[فسانہ، ص۲۱۳]۔

دَھت: عادت، دُھن۔

ہاتھی تھے، تو مستیوں کی دَھت تھی
گھوڑے تھے، تو چابکی کی لَت تھی
[گلزار، ۱۰۱۸]

(فیل بان ہاتھی کو چلانے کے لیے دَھت دَھت کا کلمہ استعمال کرتے ہیں، اِس کی بھی یہاں رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے)۔

دَھتّے دینا: دھوکا دینا۔

دَھج: طرز، روش، انداز، وضع۔

دَھر: دھار۔

دَھر نہ ماروں: (اُس پر) پیشاب بھی نہیں کروں گا۔ [بے انتہا نفرت ظاہر کرنے کے لیے کہا جاتا ہے]۔

اب اگر اپنی ساری بادشاہت مجھے دے، تو اُس پر بھی نہ تھوکوں نہ دَھر ماروں [باغ، ص۷۶]۔

دِہرا: مندر[باغ، ص۱۷۰]۔

دِھرانا: دھمکانا، ڈرانا۔

میری جوتی سے زہر کھایا ہے
مجھ کو کس بات پر دِھرایا ہے
[مثنویات، ۷۴۳]

مجھ کو باورچی یوں دِھراتے ہیں
رہ تری آش کیا پکاتے ہیں!
[سودا، ص۲۸۲]

دَھرابَر: رہنے کی ایسی جگہ جہاں کسی کو چھپایا جاسکے، پوشیدہ کمرا۔

وہ اُس جوان کو کسو نہ کسو ڈھب سے
پوشیدہ میری دَھرابَر میں لے آئی
[باغ، ص ۱۵۰]۔

دُھرپَد: (دُھرپَت) گانے کا ایک خاص انداز۔ اِس کے چار تک ہوتے ہیں اور تالیں بھی مخصوص ہیں۔ اِس میں الاپ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ [اصل لفظ "دُھرپَد" ہے، مگر فسانۂ عجائب میں "دُھرپَت" ہے]۔

دَہرِ پُر سَبک: خفیفُ الحرکات زمانہ۔ گھٹیا باتوں کو پسند کرنے والا زمانہ۔ ["پُر" زیادہ کے معنی میں آیا ہے: بہت سبک، بہت خفیفُ الحرکات]۔

دَھرَم دَھکّا: بے کار کی پریشانی، فضول فکر اور تشویش۔ وہ پریشانی جو کسی دینی اور مذہبی کام میں سامنے آئے [آصفیہ]۔

بھیڑ، انبوہ اور دَھرم دھکّا
جس طرف دیکھیے آہا ہا ہا
[نظیر: بلدیو جی کا میلا، ص ۲۷]

دھرم مورت: ایمان دار، نیک، سچّا۔

دِیگ تیگ کا مالک رہے، دھرم مورت
یہ بالک رہے [فسانہ، ص ۳۵]۔

دُھرّے اُڑانا: ذلیل و خوار کرنا، رُسوا کرنا۔ [زدو کوب کرنا، مارنا پیٹنا]۔

میں اگر بولنے پر آؤں گی
لاکھوں دُھرّے ترے اُڑاؤں گی
[مثنویات، ۹۱۱]

دَھرَوت: ضمانت کی رقم۔

"حکیم مہدی کا سا قابل و ہوشیار، جو وزیر اعظم کے رتبے تک پہنچ گیا تھا، اُس کی ترقی کی بنیاد پیارو نامی رنڈی سے پڑی، جس نے دھرَوت کی رقم اپنے پاس سے ادا کر کے اُسے ایک صوبے کی نظامت کا عہدہ دلوایا تھا" [شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۵۲]۔

دَھڑی: پانچ سیر کا باٹ۔

دَھڑیاں لُٹ رہی ہیں: بہت زیادہ عیش و عشرت ہے۔

دَھڑی جمانا: ہونٹوں پر مِسّی کی تہ جمانا۔

مُقابا کوئی کھول مِسّی لگائے
لبوں پر دَھڑی کوئی بیٹھی جمائے
[بیان، ۴۳۱]

دُھسا: موٹی اونی چادر یا چادرا۔ اوپر صندلی رنگ کا دُھسا پڑا ہوا [کہانی، ص ۳۴]۔

دِہقان: کسان۔

دُھکدُھکی: گلے میں ہنسلی کی ہڈیوں کے جوڑ کے اوپر پہننے کا زیور۔ اودھ میں "جگنو" چھوٹا ہو تو "جگنی"؛ پنجاب میں "دُگدُگی" اور بعض مقامات پر "اُربَسی"

اور "پوکی" کہتے ہیں۔ شکل میں ستارے کی وضع کا اور وسعت میں ڈیڑھ دو انچ قُطر کا۔ عام طور پر جڑاؤ بنایا جاتا ہے۔ اِس میں ایسے شوخ رنگ نگینے لگاتے ہیں جو اندھیرے میں روشنی پڑنے سے جگمگائیں [فرہنگِ اصطلاحات]۔

دُنْل / دُنَل: ڈھول۔

بہت عدل یہ تیری ہے کہ ہر دشت میں شیر
واسطے دردِ سر آہو کے، گھسے ہے صندل
سامنے بُز کے یہ کیا دخل کہ نکلے آواز
گرگ کے پوست کو منڈھوا کے بجائیں جو دُنل
[سودا، ص ۸۴]

دَنَل: گھبراہٹ، تردّد، اندیشہ۔

فرخ! یہ وہی مثل نہ ہوئے
دیکھ آ، جو تجھے دَنَل نہ ہوئے
[گلزار، ۴۶۹]

دَھنترا: دھن دولت والا، مال دار۔ طاقتور۔

دَہن دَریدہ: مُنہ پھٹ۔

دَھنی: ماہر، باکمال۔

دھنی دست کے اور آواز کے: ماہر ساز بجانے والے اور گانے والے۔

جہاں تک کہ سازندے تھے ساز کے
دھنی دست کے اور آواز کے
[بیان، ۳۳۲]

دُھوبی کا کُتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا: نکمّا، بے کار آدمی۔ ایسے آدمی کے لیے کہتے ہیں جس کا کوئی مصرف اور ٹھکانا نہ ہو، اِدھر اُدھر بے کار مارا مارا پھرتا ہے۔

دھوپ چھاؤں: دو رُخا، دو مختلف رنگوں کے تانے بانے سے بُنا ہوا کپڑا، جس کی سطح (زمین) پر روشنی میں دو رنگی موج دکھائی دے۔ عام طور پر سُرخ اور سبز تانے بانے کا پسند کیا جاتا تھا۔

سبزے کی دھوپ چھاؤں مخمل
صحرا میں بچھی تھی، سو گیا شل

شعر میں سبزے کو دھوپ چھاؤں مخمل کہا ہے۔

دُھوکا پا چکا تھا: دھوکا کھا چکا تھا [فسانہ، ص ۷۵]۔

دَھول چَھکّو: لات گھونسا۔

دَھول چَھکّو کرنا: مارنا پیٹنا۔

میں نے غصّے میں چاہا کہ اُس باہمن کو دَھول چَھکّو کروں، وہی مردِ عجمی اپنی زبان میں مانع ہوا [باغ، ص ۱۸۸]۔

دھوم ڈالنا: ہنگامہ برپا کرنا، شور مچانا۔

دیکھنا، کیسی دھوم ڈالوں گی
روئی کی طرح توم ڈالوں گی
[مثنویات، ۹۱۳]

دھومَک دَھیّا: غُل غپاڑا، شورغل۔

ڈھونسا: بڑا نقارہ۔ [نوبت کا ڈھونسا: نوبت کے ساتھ جو بڑا نقارہ ہوتا ہے]۔
مردوا ہوئے ئوج اِس گت کا
جیسے ڈھونسا نگوڑا نوبت کا
[مثنویات، ۳۳۵]

دھونی: ہندو فقیروں کے آسن کے آگے سلگنے والی آگ کا ڈھیر۔

دھونی رمانا: کسی جگہ جم کر بیٹھ جانا، اُٹھنے کا نام نہ لینا۔
گیان دھیان میں محو ہونا، گوشہ نشیں ہونا۔

دِھی: لڑکی۔

دِھیلا: پرانے پیسے کا نصف۔ ایک پیسے میں دو دھیلے (اور چار چھدام) ہوتے تھے۔
دمڑی کو کتابت لکھیں، دھیلے کو قبالہ
بیٹھے ہوئے دھاں میر علی، چوک جہاں ہے
[سودا، ص ۲۶۱]

دَہ یَکی: دس پر ایک، یعنی دس فی صدی محصول [باغ، ص ۱۷۶]۔

دھینگ دھوکڑی: زبردستی۔
دیکھی مجرات بہت بڑی تیری
واہ ری دھینگ دھوکڑی تیری
[مثنویات، ۱۵۷]

دھینگا مُشتی: ہاتاپائی، مار پیٹ۔
دونوں میں بڑی دھینگا مُشتی ہوئی،
خوب رونا پیٹنا ہوا [کہانی، ص ۶۲]۔

دَے: ایرانی مہینوں میں سے دسواں مہینا۔ یہ ہندی مہینے ماگھ سے مطابقت رکھتا ہے۔ اِس میں تیز سردی ہوتی ہے۔
ع: اُٹھ گیا بہمن و دَے کا چمنستاں سے عمل
[سودا، ص ۷۶]

دِیار: مُلک، شہر۔

دیبا: گل بدن کی وضع کا دھاری دار یا سادہ دبیز ریشمی کپڑا۔ زرد زمین اور سرخ دھاری کا عام طور سے زیادہ خوش وضع سمجھا جاتا تھا۔ اِس پر سنہرا یا زرپہلا اُبھرا ہوا کام بنا ہوتا ہے۔ اِس کا ایک نام دارائی بھی ہے [اصطلاحات]۔

دَیجُور: تاریک۔ [عموماً رات کی صفت۔ شبِ دیجور: اندھیری رات]۔

دیدارو: خوب صورت۔
اچھے اچھے خدمت گار دیدارو نوکر رکھے اور سرکار سے زرق برق کی پوشاکیں بنوادیں [باغ، ص ۲۲]۔

دیدبان: وہ شخص جو کسی اونچی جگہ بیٹھا ہو، دشمن کے آنے کی خبر دینے کے لیے۔

دیدبانِ چارُم: سورج۔
[پرانے حساب کے مطابق سورج چوتھے آسمان پر ہے، اِس نسبت سے سورج کو دیدبانِ چارم (چوتھے آسمان پر بیٹھا ہوا

دیدبان) کہاہے]۔

دید وادید: ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے جانا۔

[دید: ملاقات۔ وادید: دوسرے شخص کا آنا ملاقات کے لیے: بازدید]۔

دیدوں، گھٹنوں کے آگے آئے: عورتوں کی زبان میں، کوسنا، بددعا۔ مراد ہے: اندھا، لنگڑا ہو جائے۔

جس طرح سے ہمیں فریب میں لائے
دیدوں، گھٹنوں کے تیرے آگے آئے
[مثنویات، ۸۳۷]

دیدۂ خوں چکاں: خون کے آنسو بہاتی ہوئی آنکھیں۔ مجازاً: عاشق کی آنکھیں [بیان، ص۲۶۱]۔

دیدہ دلیل: بے جھجک، نڈر، بے باک۔

سب کو دیدہ دلیل سمجھا ہے؟
کیا ملاقات کھیل سمجھا ہے؟
[مثنویات، ۹۴۶]

خوب اِن باتوں میں ہے دیدہ دلیل
یہ تو ہے تیرے بائیں ہاتھ کا کھیل
[//// ۳۶۳]

نقرہ دینا تو کھیل ہے تیرا
خوب دیدہ دلیل ہے تیرا
[//// ۹۴۳]

دیدے کی صفائی: بے غیرتی، بے حیائی، بے باکی۔

توبہ کس درجہ بے حیائی ہے!
واہ کیا دیدے کی صفائی ہے!
[مثنویات، ۸۲۹]

دِیری: دیر۔

ع: پَل مارنے کی ہوئی جو دیری
[گلزار، ۱۵۰]

دِیریاز: طویل زمانہ، لمبی مدّت۔

دِیرینہ: پُرانا، جو بہت زمانے سے ہو، بزرگ، پُرانا ملازم۔

ایک بوڑھی سی عورت سنہری کرسی پر بیٹھی ہے۔ میں اُسے مختار کار جان کر اور دیرینہ سمجھ کر دست بہ سر ہوا [باغ، ص ۸۲]۔

دِیس: ملک، وطن۔ ایک راگ کا نام جو آدھی رات کو گایا جاتا ہے۔

وہ پوربی کر کے جوگیا بھیس
جنگلے کی راہ سے چلا دیس
[گلزار، ۳۰۹]

(اِس شعر کے "دیس" میں وطن اور راگ، دونوں کی نسبتیں کارفرما ہیں۔ نیز پوربی، جوگیا، جنگلا؛ یہ سب راگوں کے نام بھی ہیں، اِس طرح اِن میں بھی دُہری معنوی رعایتیں شامل ہیں)۔

دِیگ تیگ: دولت اور حکومت [تیگ: تیغ۔ فسانہ، ص ۳۵]۔

دیوار گیری: وہ رنگین کپڑا جو دیواروں پر

خوش نمائی کے لیے لگایا جاتا ہے [باغ، ص ۸۷]۔

دیوان: محکمہ مال کا بڑا افسر، مالی معاملات کا انچارج۔

امیر، وزیر، میر بخشی، دیوان بیٹھے ہیں
[باغ، ص ۲۲۴]۔

دیوانِ بیوتات: مکانات، سامان وغیرہ کے خرچ کے محکمے کا مہتمم، نگراں۔

اِدھر سے پھر آئے، تو کہا: جنس ہی لے جا
دیوانِ بیوتات یہ کہتے ہیں: گراں ہے
[سودا، ص ۲۵۸]

دیوانِ عام: بادشاہ کا (یا حاکم کا) وہ دربار جس میں عام لوگوں کو یا اُن کے نمایندوں کو شرکت کی اجازت ہو۔ دیوانِ خاص کا مقابل۔

دیوِ سیاہِ شب: رات کا لا دیو، یعنی رات۔

جب دیوِ سیاہِ شب سے مہتاب
رخصت ہوا، جیسے چشم سے خواب
[گلزار، ۲۸۳]

دیہیم: تاج۔

ڈ

ڈاب: چمڑے کا پر تلا، چوڑا تسما، پٹی، جس کو تلوار لٹکانے کی غرض سے کمر پر باندھتے ہیں، جس کے حلقے میں تلوار لٹکائی جاتی ہے۔

ڈابر: نشیبی زمین جہاں برسات کا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ جوہڑ، چھوٹا تالاب۔

ڈار: جانوروں کا گلہ، پرندوں کا پرا، ہرنوں کی قطار۔

ڈاڑھ مار کر (ڈاڑھیں مار کر) رُونا: بلند آواز سے رونا پیٹنا۔

کہاں وے کنویں اور کدھر آبشار
کوئی دل میں رُووے، کوئی ڈاڑھ مار
[بیان، ۶۵۷]

ڈاکا آیا: ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ ڈاکو (ڈاکا ڈالنے کے لیے) آئے۔

بولا کہ رات کو ڈاکا آیا، اُن کا مال و اسباب لوٹا اور ہمارے گھر بھی لوٹ لے گئے [باغ، ص ۱۴۰]۔

ڈالیوں: ڈالی کی جمع۔ ڈالی: میوے، پھل پھولوں سے بھری ہوئی ٹوکری، تھالی، سینی یا کشتی۔

دھر ہیں اک طرف کیاریاں بے شمار
چھٹی اک طرف ڈالیوں کی قطار
[بیان، ۱۰۸۷]

ڈانڈا: سرحد۔ حد بندی کرنے والی لکیر۔ ملک کی سرحد۔

ڈانڈا تھا ارم کے بادشا کا
اک دیو تھا پاسباں بلا کا
[گلزار، ۱۴۳]

ڈاَنک: سُنہرا یا رُپہلا ورق، جسے نگینے کے نیچے رکھ دیتے ہیں چمک بڑھانے کے لیے۔

ڈاَنک کی: نگینے جڑی ہوئی، زرق برق۔

وہ پشواز اک ڈانک کی جگمگی
ستاروں کی تھی آنکھ جس پر لگی
[بیان، ۱۰۵۴]

ڈانگ: پہاڑ کی اونچی چوٹی [فسانہ، ص ۷۳]۔

ڈاہ: حسد، جلن۔

ڈَبرا: گڑھا جس میں پانی بھر جاتا ہے [فسانہ، ص ۶۴]۔ دیکھیے: ڈابر۔

ڈَپٹ: گھوڑے کی دوڑ، تیز رفتاری، حملہ، جست۔ ڈانٹ۔

ڈُریا کر لے آئیں: باگ ڈور پکڑ کر (پیدل چلتے ہوئے) گھوڑوں کو لے آئیں۔

میں نے سواری مانگی۔ بولے کہ پا پیادہ جو لطف سیر کا ہوتا ہے، سو سواری میں معلوم۔ نفروں کو کہہ دو کہ: گھوڑے ڈُریا کر لے آویں [باغ، ص ۱۵۵]۔ مزید دیکھیے: باگ ڈور۔

ڈگڈگا کے پانی پینا: بڑے بڑے گھونٹوں سے پانی پینا، ایک دم میں بہت سا پانی پینا۔

ڈَل: نقدی۔ دولت۔

گر آ پڑے گا تجھ پر کچھ حادثہ خلل کا
مالک پھر اور کوئی ٹھہرے گا تیرے ڈَل کا
[نظیر، ص ۱۳۰]

ڈَلک: چمک۔ عموماً سونے کی دمک کے لیے مستعمل ہے۔

ڈَمرو: ڈُگڈُگی۔

ڈَنڈا: سپاہیوں کا چھوٹا لکڑی کا سونٹا۔ میر امن نے اِسے سپاہی کے معنی میں استعمال کیا ہے:

القصہ رات کو چُپکے یے دونوں بھائی اور کوتوال کے ڈنڈے نے مجھے اُس پہاڑ پر لے گئے [باغ، ص ۱۴۵]۔

ڈَنکا: وہ نقارہ جو بادشاہوں اور اُمرا کی سواری کے آگے آگے رہتا تھا۔

"ڈنکے سے مراد وہ نقارہ ہے جو اگلے دنوں فوجوں اور زبردست فاتحوں کے ساتھ گھوڑے پر رہا کرتا تھا اور اُس پر چوب پڑتے ہی لوگوں پر ایسا رُعب پڑتا کہ بڑے بڑوں کے کلیجے دہل جاتے" [شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۲۶۵]۔ مجازاً: شہرت، اعلان۔

ڈَنکا: نقارہ بجانے کی چوب۔ مجازاً: شہرت۔

کڑکنا وہ نوبت کا باجوں کے ساتھ
گرجنا وہ باجوں کا ڈنکوں کے ہاتھ
[بیان، ۲۰۱۸]

ایک ڈنکا ہے اب اقلیم سخن میں اِن کا
رکھتے ہیں زیرِ فلک طبل و علم چاروں ایک
[سودا، ص ۷۵]

ڈنکا ہے دمامے کا یہی مصرعِ اَن مول
روٹی تو کما کھائے کسی طرح مچھندر
[سودا، ص ۳۱۶]

ڈنکا ہوا: نقارے پر چوب پڑی، جلوس کے آگے بڑھنے کا اشارہ ہوا۔

زبس تھا سواری کا باہر ہجوم
ہوا جب کہ ڈنکا، پڑی سب میں دھوم
[بیان، ۵۰۹]

ڈَنک اُجاڑ: گھوڑے کے کولے پر مقعد کے قریب کی بھونری، جس کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔ [دیکھیے: بھونری]۔

ڈَنکے کی چوٹ: کھلم کھلا، علی الاعلان، بِکسی خوف کے بغیر۔

رع: ملتی تھی کھلاڑ ڈنکے کی چوٹ
[گلزار، ۱۰۸]

ڈُوب: ایک بار قلم کو سیاہی میں تر کرنا، ڈُوبا، کپڑے وغیرہ کو رنگنے کے لیے رنگ میں ڈبونا، ڈوب دینا۔ پسینے کے مسلسل قطرے۔

ڈُوب پر ڈُوب تھے: مسلسل پسینا آرہا تھا۔

پڑ گئے لالے پھر تو جینے کے
ڈوب پر ڈوب تھے پسینے کے
[مثنویات، ۵۰۴]

ڈُورے ڈالنا: فریب کا جال بچھانا، مکر و فریب سے کام لینا، کسی کو محبّت کے جال میں پھنسانا۔

اور جا پر، کہو، یہ ڈورے ڈال
خوب رویوں کی کچھ نہیں ہرتال
[مثنویات، ۲۹۰]

ڈُولا: چارپائی کے انداز کی کھٹولی یا کھٹولا، جس پر بیمار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ جہاں جانا ہوتا تھا، اُس کا فاصلہ بتانے کے لیے، یا فاصلے کا اندازہ کرنے کے لیے ڈولی کے کرایے کا حوالہ دیا جاتا تھا۔ دیکھیے: دو پیسے ڈولی۔

ڈُولا: (۱) ڈولی کا اسم مکبّر ہے (ایسا اسم جس سے کسی چیز کا بڑا ہونا معلوم ہو)۔ پالکی، جس میں دُلھن کو رخصت کیا جاتا ہے۔ ڈولی کو بہت سے مقامات پر "ڈولا" کہا جاتا ہے۔ "میانہ" یا "محافہ" بھی کہتے ہیں۔ یہ معمولی ڈولی سے وضع میں کسی قدر اچھا اور آرام دہ ہوتا ہے۔ [دیکھیے: ڈولی]۔ (۲) دکن میں اکثر مقامات پر میّت کو اُٹھانے کے لیے ڈنڈے دار تخت یا پلنگ کو کہتے ہیں۔ (۳) وہ عورت جو بادشاہوں یا بڑے آدمیوں کو بہ طور نذر پیش کی جاتی تھی۔ اُس سے نکاح نہیں ہوتا تھا، اور پہلی بیاہتا بیوی سے اُس کا درجہ کم ہوتا تھا۔

ڈُولا دینا: بادشاہ، حاکمِ وقت، امیر آدمی کو نکاح کے بغیر اپنی بیٹی دینا، اُس کی خدمت میں بہ طورِ نذر، تحفے کے طور پر پیش کرنا۔

ڈُولا نکلنا: دُلھن کا رخصت ہونا۔

ڈُولی: کہاروں کے اُٹھانے کی سواریوں میں سب سے زیادہ ہلکی پھلکی اور معمولی درجے کی چھوٹی سواری۔ جو عام پردہ نشیں عورتوں اور بیماروں کے لانے لے جانے کے کام میں آتی تھی۔ کھٹولی (چھوٹے کھٹولے جیسی) بانس کے موٹے ڈنڈوں کے سہارے لٹکی ہوتی تھی۔ اِسے دو کہار اُٹھاتے تھے۔

ڈُولی اُٹھنا: لڑکی کا رخصت ہونا۔

ڈُوم: گانے بجانے کا پیشہ کرنے والا، میراثی۔

ڈُومنی: ڈوم کی تانیث۔ میراثن۔

"ڈومنیوں نے لکھنؤ میں عجیب نمایاں ترقی کی۔ صرف گانے کی حد سے ترقی کر کے ناچنا شروع کیا اور اِسی پر کفایت نہ کی، بلکہ بھانڈوں کی طرح زنانی محفلوں میں نقلیں بھی کرنے لگیں۔ شادی کی تمام رسموں کا وہ سب سے بڑا عنصر بن گئیں۔ کوئی محل اور کوئی ڈیوڑھی ایسی نہ تھی جس میں ڈومنیوں کا کوئی طائفہ نوکر نہ ہو۔ اِن میں سے اکثر گانے اور ناچنے میں بے مثل ہوتی تھیں۔ ڈومنیاں مردانی صحبتوں میں گانا ناچنا کسی طرح گوارا نہ کرتی تھیں ...... ڈومنیوں کا مذاق، جہاں تک مجھے معلوم ہے، نہایت فحش اور بیہودہ ہوا کرتا ہے...... چناں چہ جس طرح مردوں کی بداخلاقی کی باعث رنڈیاں تھیں، عورتوں کا اخلاق بگاڑنے کی باعث ڈومنیاں ہو گئیں" [شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص۲۴۶، ۳۵۴]۔

ڈُومَن پنا: ڈومنی پن، معشوقانہ انداز۔

وہ خِلقت کی گرمی، وہ ڈُومَن پنا
نشے میں بھبھوکا سا چہرہ بنا

[بیان، ۱۳۰۳]

ڈُونگا: کسی ظرف میں سے پانی نکالنے کا برتن، جس میں ڈنڈی لگی ہوئی ہو۔ وہ آب خُورا جس میں ڈنڈی لگی ہوئی ہو [آصفیہ، نور]۔

ڈُونگی: چھوٹی ناو، جو بڑی کشتی یا جہاز کے ساتھ بندھی رہتی تھی۔

ڈھبڈھبانا: پیرنے میں ہاتھ پانو مارنا۔

ایک ندی حائل پائی۔ ساحلِ مطلب سے ہم کنار نہ ہوا؛ مگر کچھ ڈھبڈھبانے کا ڈھب تھا، گو گھاٹ کڈھب تھا [فسانہ، ص ۲۱۲]۔

ڈِھٹائی: بے شرمی، بے حیائی، بے غیرتی، دیدہ دلیری۔

کس ڈھٹائی سے مجھ سے کی یہ بات
تجھ کو کیا کہ کے کوسوں اُو بدذات!
[مثنویات، ۱۰۶۳]

ڈھڈّو: بُڑھیا۔ مجازاً: بے شرم عورت، بے شرم بوڑھی عورت۔

ڈہڈہا: تیز چہچہاتا ہوا سرخ رنگ، چمک دار۔ سرسبز، شاداب، تروتازہ۔

لگے ہلنے اُس گل بدن کا بدن
ہوا ڈہڈہا، آب سے وہ چمن
[بیان، ۴۸۲]

ہوائے بہاری سے گل کھلے ہے
چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے ہے
[٫٫ ٫٫ ۳۸۷]

ڈہکانا: کسی شخص کو کوئی چیز دینے کے لیے دکھانا اور جب وہ لینے کے لیے آگے بڑھے تو اُس کو نہ دینا۔

پُتلائی نَبات اُس کو اِس گھات سے
کہ ڈہکا دیا ہر گھڑی بات سے
[بیان، ۲۰۸۷]

ڈھگ: پاس، قریب۔

سب بچھڑے مل جائیں، ماتا پتا کے ڈھگ آئیں [فسانہ، ص ۳۶]

ڈھل آئے: بہنے لگے۔

یکایک گئی آنکھ اِتنے میں کھل
بھرے اشک رُخسار پر آئے ڈھل
[بیان، ۱۴۳۸]

ڈھلنڈھلا: ڈھیلا، نرم، پلپلا۔

ڈھلک: اُبھار، پھیلاو۔

ڈھلک سُرخ نیفے کی اُبھری ہوئی
گلابی سی گرد ایک تہ دی ہوئی
[بیان، ۱۰۵۸]

ڈھل گنڈے: بُزدل۔

ڈھل گنڈوں کا عجب ڈول ہوا کہ
ہَول سے چہرے زرد، لب پر آہِ سرد
[فسانہ، ص ۲۵۹]

ڈھلیت: وہ ملازم جو ڈھال تلوار لیے ہوئے ساتھ رہے۔ گانو کا چوکیدار، محافظ۔
(۲) ڈھلائی کا کام کرنے والا۔

ڈھلیتی: ڈھلیت (محافظ، چوکیدار، سپاہی) کا کام، عہدہ۔

یہ جتنے نقدی و جاگیر کے تھے منصب دار
تلاش کر کے ڈھلیتی، اُنھوں نے ہونا چار
ندان قرض میں بنیوں کے دی سپر، تلوار
گھروں سے اب جو نکلتے ہیں لے کے وہ ہتھیار
بغل کے بیچ تو سوٹا ہے، ہاتھ میں کچکول
[سودا، ص ۲۶۶]

ڈھمڈھمی: چھوٹا دف، ڈفلی، خنجری۔

ڈھوکنا: اِس طرح چھپ کر شکار کرنا کہ جانور نہ دیکھنے پائے۔ گھات لگانا، چپکے سے آپکڑنا۔
(۲) لمبے لمبے گھونٹ بھرنا، چڑھا جانا،

بہت پینا، ایک سانس میں پی جانا۔

ڈھولنا: گول اور لمبا سونے چاندی کا زیور، جس کی صورت ڈھول سے مشابہ ہوتی ہے۔ عورتیں ریشم کے تاروں سے گندھوا کر گلے میں پہنتی ہیں۔ چھوٹی تقطیع کا قرآن بھی ڈھولنے میں رکھتے ہیں۔

دیدے پھوٹیں گے ایسی باتوں پر
ہر گھڑی ڈھولنا ہے ہاتھوں پر
[مثنویات، ۹۹۸]

(ہر گھڑی ڈھولنا ہاتھوں پر ہے: ہر وقت قرآن کی قسم کھاتا ہے)۔

ڈھئی دینا: جم کر بیٹھ جانا۔

دوسرے دن جو ہم پہنچے، تو وہ پہلے ہی سے دروازے پر ڈھئی دیے بیٹھے تھے
[کہانی، ص ۴۸]۔

ڈھیلا پیچ: وہ گندھے ہوئے بال جو بھوں تک ہوں۔ پگڑی کا پیچ جو بھوں پر پڑا ہوا ہو۔

ڈھیلے پیچ اُس کے نے گردن کا بڑھایا یہ حسن
جلوہ گر شمع ہو جیسے تہِ دامانِ فنک
[سودا، ص ۱۵۷]۔

ڈیرے ڈال دیے: جم کر بیٹھ گئے۔

ڈیڑھ گت: دو گتیں مکمل ہونے سے پہلے ہی ٹھمکی لگانا۔ [گت: ناچنے میں انداز بتانا]۔

کوئی ڈیڑھ گت ہی میں پاؤں تلے
کھڑی عاشقوں کے دلوں کو مَلے
[بیان، ص ۳۵۴]

ڈیوٹ: دیکھیے: فتیل سوز۔

ذ

ذاتِ اَقدس: نہایت مقدس ہستی، مراد ہیں: رسول اللہؐ۔

ذاتِ شریف: چالاک، مفسد، بڑا اُستاد۔

کی ہے جن کی یہ آپ نے تعریف
وہ کوئی اور ہوں گے ذاتِ شریف
[مثنویات، ۲۰۱]

ذرا سینک کر بجایئے گا: دیکھیے: سینک کر بجایئے گا۔

ذرا کی ذرا: تھوڑی دیر، ذرا سی دیر کے لیے۔

اپنی ضرورتوں سے فارغ ہو کر ذرا کی ذرا میرے پاس ہو جائیں [توبۃ النصوح بہ حوالہ اردو لغت]۔

ذرائع: وسیلے، اسباب (ذریعہ کی جمع)۔

ذرّہ: ذرا سا۔

کرتے اُس کو لگے نہ ذرّہ دیر
مہر و مہ کو بہ شکلِ نان و پنیر
[سودا، ص ۲۸۰]

وزیروں نے کی عرض: کاے آفتاب
نہ ہو تجھ کو ذرّہ کبھی اضطراب
[بیان، ۲۳۹]

سب کچھ لٹا، ساز و سامان اُن کا ذرّہ نہ چھوٹا[فسانہ، ص ۲۶۲]۔

ذَری: ذرا۔

یہ اُڑتی سی اُس کی خبر سُن پری
کہا: دیکھنے پاؤں اُس کو ذری
[بیان، ۱۱۶۵]

اُٹھی سوتے اک دن وہ رشکِ پری
کہا: جا کے دیکھوں چمن کو ذری
[//، ۱۲۵۷]

ذُرِّیّت (ذُرِّیَّت): نسل، آل اولاد، بال بچّے۔ مجازاً: معنوی اولاد: شاگرد، مرید۔

ذَقَن: ٹھوڑی (ٹھڈی)، زنخداں۔

ذَکاوَت: ذہن کی تیزی، بات کو پوری طرح جلد سمجھ لینے کی صلاحیت، ذہانت۔

ذِکر اُٹھانا: بات شروع کرنا، ذکر چھیڑنا [گلزار، ص ۶۶]۔

ذَکی: ذہین، ہوشیار، تیز فہم۔

ذَلل: ذلت۔

اَمر سے نُہی کے تیری بہ جہاں یا شہ دیں
کام پہنچا ہے مَناہی کا بھی یہاں تک بہ ذَلل
کہ حیا سے بہ چمن غنچہ سراپا، کیا دخل
نسبتِ شکلِ صراحی سے اُٹھاوے یک پل
[سودا، ص ۸۵]

ذُنُوب: گناہ [ذَنب (بہ معنی گناہ) کی جمع]۔

ذُوالجلال: بزرگی والا۔ (خدا کے لیے کلمۂ صفت)۔

ذُوالفقار: ایک مشہور تلوار کا نام، اِس سے متعلق مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ یہ تلوار رسول اللہ کو غزوۂ بدر میں بہ طورِ مالِ غنیمت ملی تھی۔ اُس سے پہلے اِس کا مالک ایک مشرک اَلعاص بن مُنَبِّہ تھا، جو اُس لڑائی میں مارا گیا[دائرۂ معارفِ اسلامیہ، لاہور، جلدِ دہم، ص ۴۶]۔ یہ تلوار جنگِ بدر میں رسولِ مقبول کے ہاتھ آئی اور آپ نے حضرت علی کو عطا فرمائی۔ بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اِس کی دو زبانیں تھیں۔ فارسی شعرا نے اِسی خیال سے ذوالفقار کو "شمشیرِ دوسر" لکھا ہے[نور اللغات]۔ یہ درست ہے کہ اردو فارسی شعرا نے اِسے شمشیرِ دوزباں، شمشیرِ دوسر، شمشیرِ دو پیکر لکھا ہے۔ اردو میں مرثیے میں تو اِس کا بہت ذکر آتا ہے؛ مگر اربابِ لغت نے صراحت کر دی ہے کہ یہ دو زبانوں والی بات صحیح نہیں۔ غیاث اللّغات میں ضروری تفصیل موجود ہے اور اُس میں عربی کے لغت قاموس کی عبارت بھی نقل کر دی گئی ہے۔ یہ شاعرانہ خیال آرائی ہے۔

"رسول اللہ کی ایک تلوار کا نام۔ غزوۂ

اُحد کے موقعے پر آپ نے یہ تلوار حضرت علی کو، اُن کی تلوار ٹوٹ جانے پر عنایت فرمائی تھی" [اردو لغت]۔

شیعہ عقیدے کے مطابق یہ تلوار خدا نے حضرت علی کے لیے بھیجی تھی۔

بعدِ احمد، علی کے لکھ اوصاف
نہ رُکی تیغ جس کی روزِ مصاف
آبرو دونوں نے برابر دی
تیغ حق نے، نبی نے دختر دی

[مثنویات، ۶-۵]

ذوفُنون: بہت سے فنون کو جاننے والا۔ سودا نے بہ طور طنز چالاک، عیار کے معنی میں نظم کیا ہے۔

ذومعنی: پہلودار بات، وہ بات جس میں دو پہلو ہوں۔

بس کہ شاہ زادہ لطیف و ظریف تھا،
کوئی فقرہ نوک چوک، رمز و کنایہ،
ذومعنی سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا

[فسانہ، ص ۸۶]۔

ذو مَعنیین: دو معنوں والا۔ استعمالِ عام میں "ذومعنی" کہتے ہیں: یہ لفظ ذومعنی ہے، یعنی اِس کے دو معنی ہیں۔

ذوِی الِاقتدار: اقتدار والا۔

ذوِی الاِکرام: عزت والے۔

ذَہَب: سونا، طِلا۔

ذِہن رَسا دیا تھا: تیز دماغ اور اعلا درجے کی عقل اور فہم (خدا نے) عطا کی تھی [بیان، ص ۴۳۸]۔

ذی: لاحقہ ہے جو والا کے معنی میں آتا ہے، جیسے: ذی اختیار: اختیار والا۔ ذی حیات: جان دار، جان رکھنے والا۔ ذی شعور: شعور رکھنے والا۔ ذی روح: جان دار، جان رکھنے والا۔ ذی جاہ: مرتبے والا، عالی مرتبہ، شان و شوکت والا (وغیرہ)۔

ذَیل: دامن۔

ع: ہو مرا ہاتھ اور ذیلِ رسول
ع: مجھے کافی ہے ذیلِ سیدِ ابرار کا سایہ

[اردو لغت]

کسی چیز کا نیچے کا حصہ۔ نیچے لکھے گئے یا نیچے درج کیے گئے: جیسے: یہ رقم دس آدمیوں کو بہ تفصیلِ ذیل دی جائے۔

ذَیل میں: نیچے، جو کچھ نیچے لکھا گیا ہے۔

ذَیلی: ضمنی، ماتحت۔

کسی مضمون کے اصل عنوان کے بعد مختلف اندراجات کے لحاظ سے جو ضمنی عنوان قائم کیے جاتے ہیں۔

ذَیلی عُنوان: کسی مضمون کی بغلی سرخی۔

ر

رابع: چوتھا۔

رات بھاری ہونا: رات کا مشکل سے کٹنا، اذیت اور مصیبت میں بسر ہونا۔

رات بھیگنا: رات کا ابتدائی حصہ گزر جانے کے بعد فضا میں نمی اور خنکی، تازگی پیدا ہو جانا، رات ڈھلنا۔

رات کی رات: رات بھر، صرف ایک رات۔

شمع ہے، گل بھی ہے، بلبل بھی ہے، پروانہ بھی
رات کی رات یہ سب کچھ ہے، سحر کچھ بھی نہیں
[تشنہ بدیلی کی آخری شمع]

رات کم ہے سانگ (سوانگ) بہت: رات تھوڑی کہانی لمبی، رات تھوڑی ہے سانگ بہت، وقت کم ہے اور کام زیادہ ہے۔

رات کی نیت حرام: رات کو کوئی تجویز کرنا، کچھ طے کرنا عورتوں کے خیال میں منحوس ہے [نور]۔

رات گئی بات گئی: موقع نکل جانے کے بعد کچھ نہیں ہوتا ہے [نور]۔

رات والا: (عورتوں کی زبان میں) الّو۔ ہیضہ (بیماری)، چاند [آصفیہ]۔

راج کریں: برباد ہوں، تباہ ہوں، بھاڑ میں جائے۔

خوش مزاجوں کو بدمزاج کریں
چل چخے! ایسی باتیں راج کریں
[مثنویات، ۹۹۵]

(ایسی باتیں راج کریں: ایسی باتوں کو آگ لگے، بھاڑ میں جائیں ایسی باتیں)۔

راحِلہ: سواری یا بار برداری کا جانور۔

راد: سخی، دلیر، ذہین، خوش بیان۔

راس: یہ لفظ عدد کے طور پر بعض جانوروں گائے، بھینس، خاص کر گھوڑوں کے ساتھ آتا ہے، مثلاً: ایک راس گھوڑا، یعنی ایک گھوڑا۔

دس راس اسپ عراقی و یمنی [باغ، ص۹۵]۔ یعنی دس یمن اور عراق کے گھوڑے۔ مزید دیکھیے: ایک راس کے۔

راس: آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے ہر ایک کو راس کہتے ہیں۔ مزید دیکھیے: کنیا۔

راس: اگلے زمانے میں گوالوں کی ایک تفریح، جس میں وہ سب گھیرا باندھ کر ناچا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اِس کی شروعات سری کرشن نے کاتک کے مہینے کی چودھویں تاریخ کی آدھی رات کو کی تھی۔ بعد کو اِس میں کئی طرح کے پوجن ملا دیے گئے اور اب یہ باعثِ نجات مانے جانے لگے۔

کھیل، ناچ، تماشا؛ جیسا سری کرشن نے گوپیوں کے ساتھ کیا تھا، جسے "راس لیلا" بھی کہتے ہیں اور اب تک کاتک اور پھاگن میں راس دھاری [وہ

ناچنے والے لڑکے جو کرشن جی اور اُن کی گوپیوں کے کھیل کی نقل کرتے ہیں] اُس کھیل کی نقل کیا کرتے ہیں۔

راست: سیدھا۔ سچ۔ داہنا۔ ٹھیک، موزوں۔ بلاواسطہ (بہ راہِ راست)۔

راست آئی: بات بن گئی، تدبیر ٹھیک ہوئی۔

ایک تدبیر مجھے سوجھی ہے؛ اگر راست آئی، تو کچھ پروا نہیں [باغ، ص۲۲۱]۔

راست لایا: (خدا نے) اُن کے کام بنائے۔

خدا راست لایا اُنھوں کے جو کام
برآئے دلوں کے مطالب تمام
[بیان، ۲۱۲۲]

راست موٗ برَاَندام: رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔

لرزاں تھی زمیں یہ دیکھ کُہرام
تھی سبزے سے راست مو براندام
[گلزار، ۲۶۱]

یعنی خوف اور ڈر کے مارے زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے [سبزے کو رونگٹے فرض کیا ہے]۔

راست ہوا: سچ ثابت ہوا، سچ نکلا۔

اگر ایک سال کے عرصے میں اِس کا سخن راست ہوا، تو اِس کی نجات ہو گی [باغ، ص۱۱۹]۔

راستہ بتانا: ٹال دینا، چلتا کر دینا۔

غولوں نے بہ زور پھول اُڑایا
اُس خضر کو راستہ بتایا
[گلزار، ۳۳۷]

یعنی پھول چھین کر اُس کو چلتا کر دیا، بھگا دیا۔ خضر اور راستہ بتایا میں معنوی مناسبت ہے۔ خضر کا کام حقیقی معنی میں راستہ بتانا ہے، مگر یہاں اِسے دوسرے معنی میں استعمال کیا گیا ہے، البتہ لفظی رعایت باقی رہی ہے۔

راستی: سچائی، صداقت۔ دیانت داری، ایمان داری۔ سیدھا ہونا۔

راستی میں: سیدھی طرح، جھگڑے فساد کے بغیر۔

اگر راستی میں اُس شہ زادی کو ساتھ لے کر حاضر ہو، تو فبہا؛ وَاِلّا نہ، اُس کو زیر وزبر کر کے، مُشکیں باندھ کر لے آؤ [باغ، ص۲۴۷]۔

راسخ: مضبوطی کے ساتھ جما ہوا یا گڑا ہوا؛ مجازاً: پکا، پایدار، مستحکم۔

راسخُ العقیدہ: پختہ عقیدے والا۔ اپنے عقیدے پر قائم رہنے والا۔

راس مَنڈَل: وہ جگہ جہاں سری کرشن کا راس دکھایا جائے۔

راس مَنڈَل بھجن: وہ بھجن جو راس میں جشن کے ساتھ گائے جاتے ہیں۔ خوشی کے بھجن۔ دیکھیے: راس۔

راعی: گڈریا، چرواہا۔

راقم سرِ نوشت: قسمت کی تحریر لکھنے والا (خدا)۔ [راقم: لکھنے والا]۔

راکِب: سوار۔

راگ لانا: ضد کرنا، فیل مچانا، جھگڑا نکالنا۔

جو گائیں تھیں، شہانے گائیں
لیتے ہوئے نیگ، راگ لائیں

[گلزار، ۱۰۳۴]

یعنی گائیں نیگ (انعام) زیادہ سے زیادہ لینے کے لیے ضد کرنے لگیں، تقاضا کرنے لگیں۔

واں جاکے وہ سوچی، اِس کو بے لاگ
لے چلیے، تو راجا لائے گا راگ

[گلزار، ۱۲۰۰]

یعنی راجا ناراض ہوگا۔

رال: ایک گوند کا سا نباتی مادہ، جس میں آگ جلد اثر کرتی ہے۔

رال اُڑانا: رال کو آگ کے ذریعے سے بارود کی طرح اُڑانا۔

دکھاتی ہوئی سوزِ دل دور سے
اُڑاتی ہوئی رال کو نور سے

[بیان، ۱۶۰۳]

تفِ سوزِ دل کا عیاں منہ سے حال
اُڑاتی چلی اپنی آہوں سے رال

[۱۴۸۱//]

رال ٹپکی پڑنا: شوق کے مارے بے تاب ہونا۔

آنکھ اچھے سے سب کی لڑتی ہے
تیری تو رال ٹپکے پڑتی ہے

[مثنویات، ۹۰۱]

(رال: لعابِ دہن، تھوک، وہ لعاب جو چھوٹے بچّوں، بوڑھوں کے منہ کے کنارے سے بے اختیار ٹپکتا ہے)۔

رامِش: خوشی، مسرّت، دل کشی، رنگینی۔

رامِش و رنگ: ناچ رنگ، کھیل تماشے، عیش و عشرت۔

رام کہانی: لمبا قصہ، طویل داستان۔

رام کہانی بیان کر کے عرضِ مدّعا زبان پر لائے [کہانی، ص ۲۵]۔

رام ہوتی چلی: اجنبیت کی وحشت کم ہوتی گئی، دوست بنتی گئی [باغ، ص ۱۸۹]۔

رام ہونا: تابع دار ہونا، بات ماننے پر تیار ہو جانا۔

آرام کرو، کرم کرو، آؤ
ہم رام ہوئے، نہ رم کرو، آؤ

[گلزار، ۸۹۰]

رانڈے ہوئے: مردود، نکالے گئے، خدا کے قہر میں گرفتار۔

بادشاہ اور تمام رئیس اِس شہر کے رانڈے ہوئے ہیں، عجب طرح کا اُن

کارویہ اور مذہب ہے [باغ، ص ۱۸۳]۔

راو چاو: بوس و کنار، چوماچاٹی۔

ایسے لگو گے جورو سے تم وقتِ راو چاو
گویا کہ اپنی پوتی کھلاتے ہیں شیخ جی
[سودا، ص ۲۸۵]

راہ چپ کردہ: مقررہ راستہ چھوڑ کر کسی دوسرے راستے سے جانا۔

راہ داری: راستے، سڑک کا محصول، چنگی۔

راہ داری کی سند: وہ تحریری اجازت نامہ جو حاکم کی طرف سے سفر کرنے والوں کو دیا جائے۔ وہ اجازت نامہ جو کسی تاجر کو دیا جائے، جس میں یہ اطلاع دی گئی ہو کہ اِس شخص کے لیے چنگی کا محصول معاف کر دیا گیا ہے [باغ، ص ۱۱۶]۔

راہ کی زن: بازاری عورت۔

پوچھا کہ بن آئی کس بنی کی
کس راہ کی زن نے رہ زنی کی
[گلزار، ۱۳۱۴]

راہ مارنا: راستے میں لوٹ لینا، راستے سے بھٹکا دینا۔

فیل سے اپنے گھر اُتارتا ہے
دن دہاڑے تو راہ مارتا ہے
[مثنوی، ۱۵۸]

راہ نوال: راستہ چلنے والا، راستہ طے کرنے والا۔

راہ نہ ہونا: ملاقات نہ ہونا۔ تعلق نہ ہونا۔

ع: کسی یوسف لقا سے راہ نہ تھی
[مثنویات، ۴۴۲]

راہ ہونا: محبّت ہونا، تعلق ہونا، ربط پیدا ہونا۔

بولا وہ کہ مجھ سے اُس سے ہے راہ
شبنم کی ہے آفتاب کو چاہ
[گلزار، ۱۴۶۴]

رائی لون: بُری نظر کو دفع کرنے کے لیے عورتیں رائی اور لون (نمک) چولھے میں ڈالتی ہیں۔

کالا دانہ ذرا اُتر والو
رائی لون اِس سمجھ پہ کر ڈالو
[مثنویات، ۱۴۳۵]

(طنزاً کہا گیا ہے کہ تم ضرورت سے زیادہ سمجھ دار ہو، کہیں نظر نہ لگ جائے، اِس سمجھ پر سے یعنی اپنے اوپر سے رائی لون اُتار کر چولھے میں ڈال دو۔ رائی: سرسوں سے چھوٹا اور خشخاش سے بڑا تلہن کا ایک بیج۔ بیش تر مولی وغیرہ کے اچار میں ڈالا جاتا ہے۔ لون: نمک)۔

رائے بیل: ایک سفید خوش بودار چمیلی سے زیادہ تہ بہ تہ پنکھڑیوں کے پھول کا پودا؛ بیلا۔ "چنبیلی" کی طرح یہ لفظ بھی بہ طور نام آیا ہے:

کنیزانِ مہ رو کی ہر طرف ریل

چنبیلی کوئی اور کوئی راے بیل
[بیان، ۴۱۷]

رَباب: ایرانی ساخت کا چھوٹی قسم کا سارنگی کی طرح کا بغیر پردوں کا ستار۔ اِس میں چھے تار تانت کے ہوتے ہیں۔

رَبابیا: رباب بجانے والا۔

رَبُّ العُلا: بلند و برتر، بلند پایہ پروردگار۔

قلم بھر شہادت کی اُنگلی اُٹھا
ہوا حرف زَن یوں کہ ربُّ العُلا!
[بیان، ۳۰]

رَبِّ ذُوالمِنَن: احسان کرنے والا خدا۔

رُبع: چوتھائی حصّہ۔

رُبعِ مَسکوں: دُنیا، ہفت اقلیم، جہان۔ [پُرانی تقسیم کے مطابق اِس کرۂ زمین کا چوتھائی حصّہ جو آباد ہے۔ باقی غیر آباد اور پانی سے ڈھکا ہوا ہے]۔

رُبُوبِیَت: پرورش، سرپرستی۔ پروردگار ہونا، خدا ہونا، رب ہونا۔

رَتجَگا: رات بھر جاگنا، عبادت کرنے کے لیے نہیں، بلکہ رات بھر گانے بجانے کے لیے اور صبح ہوتے مسجد میں جا کے اللہ میاں کا طاق بھرنے کے لیے، جن کی نذر کے گلگلے رات میں تلے جاتے ہیں اور رحم بنایا جاتا ہے۔

پانچ تقریبوں میں رتجگا خاص طور پر کیا جاتا تھا: چھٹی، دودھ بڑھائی، سال گرہ، بسم اللہ اور بیاہ کے موقعے پر۔ رات بھر کڑھائی میں گلگلے تلے جاتے تھے اور اللہ میاں کی نیاز کا "رحم" بنایا جاتا تھا۔

"رَحَم" ایک قسم کے چاولوں کے آٹے کا حلوا ہوتا تھا جو دودھ میں گوندھ کر، کھانڈ اور میوہ ڈال کر پیڑے بنالیے جاتے تھے۔ اُن گلگلوں اور رحم پر اللہ میاں کی سلامتی پڑھی جاتی تھی، یعنی نیاز دلوائی جاتی تھی۔ بعض جگہ ڈومنیاں اللہ میاں کی سلامتی کا نغمہ گاتی تھیں۔ فجر کے وقت سے پہلے منتخب عورتیں محلّے کی مسجد میں جا کر اللہ میاں کا طاق بھرتی تھیں، یعنی محراب میں گلگلے رکھ دیتی تھیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۷۷۔ رسومِ دہلی، ص ۶۵۔ مزید دیکھیے: رحم۔

رِجا: اُمّید [خوف و رجا: امید اور ناامیدی]۔

تین دن رات اِسی خوف و رجا میں
گزرے [باغ، ص ۱۶۰]۔

رِجالُ الغَیب: وہ فرضی وجود جو دُنیا کے دائرے میں حرکت کرتا رہتا ہے۔ آسمان کا وہ نشان کہ جس طرف وہ واقع ہو، اُس طرف اُن دنوں سفر کرنا نجومیوں کے مطابق منحوس ہوتا ہے۔

رجب کی نَوچَندی: یوں تو ہر مہینے کی

نوچندی (چاند کی پہلی جمعرات) کو لکھنؤ میں درگاہوں اور کربلاؤں خاص کر درگاہ حضرت عباسؑ اور کربلائے تال کٹورا میں عقیدت مند جایا کرتے تھے اور شوقین لوگ بھی؛ مگر رجب کے مہینے کی نوچندی میں بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا تھا اور بہت مجمع ہوتا تھا۔ بات یہ ہے کہ رجب کا مہینا شیعہ حضرات کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ولادتِ حضرت علیؑ، امام محمد باقر، امام علی نقی، امام محمد تقی، حضرت علی اصغر۔ عقدِ حضرت فاطمہ، نذرِ امام جعفر صادق (۲۲ویں کو)، فتحِ قلعۂ خیبر، شہادتِ امام علی نقی، شہادت امام موسیٰ کاظم، سفرِ امام حسین (وغیرہ) کا تعلق اِسی مہینے سے ہے۔ اِس مہینے کی نوچندی کے موقعے پر درگاہوں، کربلاؤں میں بڑا مجمع ہوتا تھا۔ مجمعے میں عورتوں کی کثرت ہوتی تھی۔ طوائفیں بھی بہت جاتی تھیں۔ تماش بین حضرات بھی بہت منڈلاتے تھے۔ مصحفی کا شعر ہے:

نوچندی آئی دھوم سے، چل تو بھی مصحفی
جاتی ہیں کربلا کو حسینوں کی ڈولیاں

آئی نوچندی اِتنے میں ناگاہ
اِس بہانے سے آئی وہ درگاہ

بس کہ مرتی تھی نام پر میرے
چھپ کے آئی وہاں سے گھر میرے

[مثنویات، ۱۴۶۹،

جائیں جب کربلا سے گھر کی طرف
لاؤں دھوکے سے میں اِدھر کی طرف

پا گئی جب قرار یہ تدبیر
آئی نوچندی بھی رجب کی اخیر

[// // ۹۴-۹۳]

رَجْم: اسلامی احکام کے مطابق زنا کی سزا کے طور پر پتھر مار مار کر ہلاک کرنا۔

رِجھانا: لبھانا، متوجہ کرنا، مائل کرنا۔

نہ وہ رجھانا، نہ وہ لبھانا
ہے رات دن چھیڑنا، ستانا

[آرزو لکھنوی: اردو لغت]

مُقدَّسِ ہمارا رجھانا کرو
ہمیں اپنا مشتاق جانا کرو

[بیان، ۱۶۳۳]

رَچنا: پیدا کرنا۔ ڈول ڈالنا۔ روغن چڑھانا۔ نقش کرنا۔ ہاتھ پانْو پر مہندی کا شوخ رنگ چڑھانا۔

رَچانا: بنانا، تیار کرنا، (ہاتھ پانْو کو) مہندی کے رنگ سے خوب سرخ کرنا۔

اور خوشی سے گڑیا کا بیاہ رچایا تھا [باغ، ص۱۱۹]۔

رُچی: خواہش، رغبت، عمدگی۔ دیکھیے: بدرُچی۔

رَچَیا: رچنے والا، رونق پیدا کرنے والا، بنانے والا، پیدا کرنے والا۔

رَحَل / رِحَل: لکڑی کی بنی ہوئی وہ چیز (گھوڑی) جس پر قرآنِ پاک رکھ کر پڑھتے ہیں۔

رِحلت: کوچ، روانگی۔ موت۔

رِحلت فرمائی: مرگئے [باغ، ص۹۶]۔

رَحَم / رَخَم: چاولوں کا کچا حلوا، جو خاص اللہ میاں کی نیاز کے لیے کسی خوشی کی تقریب میں یا بیاہ میں عورتیں بناتی ہیں [باغ، ص۱۱۹]۔ دیکھیے: رتجگا۔

گڑیا کا بیاہ رچایا تھا اور ڈھولک، پکھاوج لیے ہوئے رَتجگے کی تیاری کر رہی تھی اور کڑاہی چڑھا کر گلگلے اور رَخَم تلتی تھی [باغ، ص۱۱۹]۔

رَحِم / رِحَم: بچہ دانی، پیٹ کے اندر وہ تھیلی جس میں بچہ پرورش پاتا ہے۔

رَحیق: شراب، خالص شراب۔

رَحیل: دوسری جگہ جانے کا عمل، کوچ۔ مجازاً: موت۔

رُخِ پری: خوب صورت چہرہ، پری جیسا چہرہ۔

قاصد نے جو رُخِ پری دکھایا
دھیان اُس کو بکاولی کا آیا
[گلزار، ۶۱۰]

رَخت: سامان۔ لباس۔

ہوا حال چشموں کا یہاں تک تباہ
کیا رخت پانی نے اپنا سیاہ
(مراد یہ ہے کہ پانی کا لباس، یعنی اُس کا رنگ کالا ہو گیا۔ کالے رنگ کو غم سے مناسبت ہے)۔

رختِ خواب: رات کو سوتے وقت پہنا جانے والا لباس۔ لباسِ شب خوابی۔

رَخت سج کے: کپڑے پہن کے۔

رَخت اُس نے سج کے، تخت اُڑایا
دامانِ نظر سے مُنہ چھپایا
[گلزار، ۱۴۱۷]

رختِ سفر: سفر کا سامان۔

رختِ سفر باندھنا: سفر کی تیاری کرنا۔ کوچ کرنا۔

رُخسار، رُخسارہ: گال۔

رُخسارِ آتشیں: آگ جیسے سُرخ گال۔ عموماً محبوب کے رخساروں کے لیے آتا ہے۔

رَخش: رستم کے گھوڑے کا نام، جو ملے ہوئے سرخ اور سفید رنگ کا تھا۔ مجازاً: گھوڑا۔ [رَخش: سفید اور سرخ مِلا ہوا رنگ]۔

رَخشاں: چمکتا ہوا۔

رَخشِ عُمر: عمر کا گھوڑا؛ مراد ہوتی ہے تیزی سے گزرتی ہوئی عمر۔

رَخشِندہ: چمکنے والا، آب و تاب ولا۔

رُخصت: اجازت۔

چومی اِس نے زمینِ خدمت
غُربت سے وطن کی چاہی رُخصت
[گلزار، ۱۰۶۰]

(۲) روانگی، کوچ، وداع۔

ع: رُخصت اے زنداں! جنوں زنجیرِ در کھڑکائے ہے۔

رَخنہ: سوراخ۔ خلل، فساد، مزاحمت۔

رَخنہ اَنداز: روڑا اٹکانے والا، خلل ڈالنے والا۔

رَخنہ بَندی کرنا: سوراخ کو بند کرنا۔

گُل لے کے جب آملا وہ گل چیں
اُس نَقب کی رخنہ بندیاں کیں
[گلزار، ۲۳۶]

(۲) خلل کی روک تھام، خرابی کو دور کرنے کی تدبیر کرنا۔

رِدا: چادر، چادرا۔

رَدّو قدح (قَدِح): بحث و تکرار۔

رَدّو کَد: ردّو قدح۔

دو گالیاں کہ بوسہ، خوشی پر ہے آپ کی
رکھتے فقیر کام نہیں ردّو کد سے ہیں
[ذوق]

رَدی: خراب، تباہ، بگڑا ہوا۔

مانا مری حالت اب ردی ہے
بہتر ہے وہی، جو کچھ بدی ہے
[گلزار، ۷۲۲]

رِذالوں: رِذالا کی جمع۔ رِذالا: کمینہ، کم ذات، پاجی، بدذات، بد معاش۔

رِذالوں سے، نَفروں سے نفرت اُسے
غرض قابلوں ہی سے صحبت اُسے
[بیان، ۴۵۸]

رِذالے کا لٹھ: مُنہ پھٹ، بے شرم، گستاخ، بے ادب۔

رَذیل: کمینہ، سفلہ، کم ذات، نیچ، پاجی۔

رِڑکنا: رونا، گڑگڑانا۔

رَز: انگور، انگور کی بیل۔

رَزم: لڑائی، جنگ، معرکہ۔

رَزمِیہ قصیدہ: ایسا قصیدہ جس میں لڑائی سے متعلق تفصیلات کا بیان ہو۔ جس قصیدے کی تمہید میں لڑائی کے تلازمے اور اصطلاحیں بیان کی جائیں۔

رِسال: وہ رقم جو خراج کے طور پر وصول کر کے سرکاری خزانے میں جمع کی جائے یا راج دھانی بھیجی جائے۔

دریائے طبع سے یہ کئی گوہرِ سخن
تیرے رسال کے لیے پہنچے مجھے رِسال
[سودا، ص ۱۴۱]

رَسّامان: رَسّام کی جمع۔ رَسّام: مصوّر،

نقاش[فسانہ، ص۱۰۵]۔

رِسالت: پیغام لانا، پیغام لے جانا، ایلچی گری۔

خدا کا حکم بندوں تک پہنچانا۔ پیغمبر کا منصب، پیغمبری، نبوت۔

رِسالت پناہ، رسالت مآب: رسولؐ اللہ۔

رَسْتْخِیز (رَست خیز، رَستاخیز): قبروں سے مُردوں کے اُٹھنے اور میدانِ حشر میں حساب کتاب کے لیے لائے جانے کا عمل۔ قیامت۔ شورش، سخت لڑائی، انقلاب، ہنگامہ، بے چینی۔

رَستگار: نجات پانے والا۔ رہائی پانے والا۔

رَستگاری: نجات، رہائی۔

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے
[مثنویات، ۱۴۹۸]

(موت سے کس کو رستگاری ہے: موت سے کوئی نہیں بچ سکتا)۔

رُستم خانی: دیکھیے: بھکیتی۔

رَسَن: رسّی۔

رَسَن باز: بندھی ہوئی رسّی پر کرتب دکھانے والا، نٹ۔

رسولِ امین: دیکھیے: امین۔

رسول شاہی: آزاد منش فقیروں کے ایک فرقے کا نام۔ اِس فرقے کے لوگ چار ابرو کا صفایا کرتے ہیں، ایک غرقی، یعنی لنگی باندھے رہتے ہیں اور شراب کو حلال سمجھتے ہیں۔ اِس فرقے کے لوگ اکثر عالم فاضل ہوتے ہیں۔ شاہ فدا حسین جو اِس فرقے کے آخری صاحبِ سجادہ تھے، ۱۸۵۹ء میں اُن کا انتقال ہوا۔ آپ کی قبر اور تکیہ چنبیلی باغ دہلی میں ہے جو رسول شاہیوں کی گدّی کہلاتی ہے[آصفیہ]۔

رسولِ کِبار: سب سے برتر رسول، مراد ہے رسول اللہؐ سے۔

تو کونین میں لطف پر لطف رکھ
خدایا! بہ حقِّ رسولِ کِبار
[باغ، ص۲۵۰]

رُسُوم: رسم کی جمع؛ رسم و رواج، دستور، قاعدے، آداب۔ ٹیکس، فیس، عدالتی خرچہ (کورٹ فیس، کاغذوں کی فیس وغیرہ)، وہ رقم جو کسی خدمت کے عوض دی جائے، محنتانہ۔ حقِ زمینداری، نذرانہ۔

دے نقدِ جاں اسیر کہ قصہ تمام ہے
جلاد کی کچہری میں داخل رسوم کر
[اسیر: آصفیہ]

رَسیدہ: پہنچا ہوا۔ پکّا ہوا (پھل کے لیے)۔ پختہ۔

غم و درد دامن کشیدہ ہوئے
وہ گُل نارسیدہ، رسیدہ ہوئے
[بیان، ۱۱۴۱]

مراد یہ ہے کہ وصل کے بعد دونوں مکمّل طور پر جوان ہوگئے۔ وصل سے پہلے "نارسیدہ" (نامکمّل) تھے وصل کے بعد مکمّل ہوگئے۔

رشتہ: قرابت، رشتے داری۔ تعلق۔ دھاگا۔

اے شمع! نہ سوچی کر بد و نیک
رشتہ کاٹے گا تجھ سے ہر ایک
[گلزار، ۱۶۷]

(اِس شعر میں دونوں معنوں کی نسبت موجود ہے۔ شمع میں ڈورا ہوتا ہے جو جلتا ہے اور جسے زبانِ شمع بھی کہتے ہیں۔ جب گُل بڑھ جاتا ہے تو اُس کو کاٹ دیتے ہیں؛ علاوہ بریں، رشتے ناتے کا تعلق بھی ختم کیا جاتا ہے [کاٹ دیا جاتا ہے])۔

رِشتۂ اُخُوّت: بھائی بندی کا تعلق، دوستی۔ برادرانہ تعلق۔

رِشتہ بہ پا: لفظی معنی: پاؤں میں ڈورا بندھا ہوا، مجازاً: پابند۔

رشتۂ جاں: شہ رگ۔ سانس کا آنا جانا۔

رشتۂ عُمر: سال گرہ کا ڈورا، جس میں سال گزرنے پر ایک گرہ بڑھا دیتے ہیں۔

رشتۂ نَفَس: سانس کا ڈورا، یعنی سانس [گلزار، ص۹۷۶]۔ دیکھیے: دم دھاگے میں۔

رَشح: ٹپکنا۔ جمع: رَشحات۔

رَشحاتِ قلم: جو کچھ قلم سے لکھا جائے۔

رشکِ جامِ جہاں نُما: جمشید بادشاہِ ایران کے جامِ جہاں نما سے بڑھ کر۔

پھول اُس کا، اندھے کی دوا تھا
رشکِ جامِ جہاں نما تھا
[گلزار، ۲۱۴]۔

دیکھیے: جامِ جہاں نما۔ یعنی جمشید کے پیالے میں تو دنیا کا حال معلوم ہوتا تھا، مگر اِس پھول سے دونوں آنکھیں روشن ہو جاتی تھیں، جن سے دنیا کو دیکھا جاسکتا تھا اور یہ روشنی عارضی نہیں، مستقل تھی کہ ہر وقت دنیا کو دیکھا جاسکتا تھا؛ اِس لیے اِسے جامِ جہاں نما سے افضل کہا ہے۔

رشکِ جَم تھا: شان و شوکت میں جمشید (شاہِ ایران) سے بڑھ کر تھا [گلزار، ص ۱۰۲۳]۔

رشکِ چشمِ غزالِ چیں: دیکھیے: غزالِ چیں۔

رشکِ حور: حور سے بڑھ کر۔

رشکِ سَر نوِشتِ مُرسَلاں: پیغمبروں کے نوشتۂ تقدیر سے بہتر۔

کیا بتاؤں ہے جو کچھ اُس کے بتاب کو شرف
جس کو سمجھے وہم، رشکِ سرنوشتِ مرسلاں
[سودا، ص ٦٤]

رشکِ گہر: موتی سے زیادہ چمک دار۔

رشکِ مہ: چاند سے زیادہ خوب صورت۔

رشکِ ناہید: ناہید (زُہرہ) سے بڑھ کر اور بہتر ناچنے، گانے والی۔

ع: بن ٹھن کے جب آئی رشکِ ناہید
[گلزار، ١١٥٢]

(زہرہ ایک آسمانی ستارے کا نام ہے، جسے ناہید بھی کہتے ہیں۔ اِسے "رقاصہ فلک" اور "مطربۂ فلک" بھی کہا جاتا ہے۔ دیکھیے: زُہرہ)۔

رِضاعی، رَضاعی: وہ افراد (مرد ہوں یا عورت، سگے بہن بھائی کے علاوہ) جنھوں نے ایک عورت کا دودھ پیا ہو۔ دودھ شریک بھائی، بہن۔

رِضوان: جنّت کے داروغہ کا نام۔

رَضِینا بہ قضا (بِالقَضا): ہم خدا کے حکم پر راضی ہوئے۔

رَطبُ اللِّسان: شیریں زبان، زبان سے میٹھے بول نکالنے والا، تعریف کرنے والا۔

رَطب و یابس: لفظی معنی: تر اور خشک۔ مجازاً: عمدہ اور گھٹیا، اعلا اور ادنا۔

نہیں رَطب و یابس کا یھاں کچھ حساب
بیاضِ گلو، سب کی سب اِنتخاب
[بیان، ٨٦٤]

(کوئی بھرتی کی، کم درجہ، فالتو چیز نہیں۔ جو کچھ ہے سب منتخب ہے)۔

رَعد: بادل کی گرج، گڑگڑاہٹ۔

رَعشہ: تھرتھراہٹ، کپکپی، لرزش۔

رعشہ اعضا میں آگیا تھا مرے
ہول دل میں سما گیا تھا مرے
[مثنویات، ٣١٢]

رَعشہ ہو گیا: ہاتھ پاؤں کانپنے لگے، تھرتھر کانپنے لگا۔

بادشاہ کی عجب حالت ہوئی کہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور سر سے پاؤں تلک رعشہ ہو گیا [باغ، ص ١٧٣]۔

رَعنا: حسین، خوش نما، موزوں۔

رَعُونت: غرور، تکبّر، اکڑ۔

رَعونت شکنی: غرور توڑنا۔

رَفتگاں: گئے ہوئے لوگ، وہ لوگ جو مرچکے ہیں۔

رَفتگی: کھویا کھویا رہنے کی حالت، بے خودی، حواس کی بے ربطی۔

رَفتنی: جانے والا؛ مجازاً: فنا ہو جانے والا۔

رَفت و گذشت: رفع دفع، ختم، درگذر۔

رَفت وگُذشت نہیں: سلسلہ ختم نہیں، اُس سے چھٹکارا نہیں، اُس سے واسطہ ختم نہیں ہو سکتا۔

موئے پر نہیں اُس سے رفت وگذشت
اُسی کی طرف سب کی ہے بازگشت
[بیان، ۱۳۰]

رَفعِ شر: جھگڑا، فساد دور کرنا۔

رِفعت: بلندی، اونچائی۔

رَفیدہ: وہ بھوسا بھری ہوئی گول گدّی جس پر روٹی رکھ کر تنور میں لگاتے ہیں۔

رَفیع: بلند، اونچا، عالی مرتبہ، برتر۔

رَقاصۂ فلک: ستارۂ زُہرہ کو کہتے ہیں (اِس کا ایک نام "ناہید" بھی ہے۔ مزید دیکھیے: زہرہ)۔

رِقاع: خطِ نسخ کی وضع کا خط، جس میں حرفوں کی سطح اور دور برابر بنائے جاتے ہیں۔

رِقّت: پتلا پن (گاڑھے پن کی ضد)، نرمی، ہمدردی، رحم دلی، رونے کی کیفیت، رونا، نالہ و فریاد۔

رِقّت آمیز لہجے میں: اِس انداز سے کہ سن کر دوسرے کو ترس آجائے، رحم آجائے۔

میں نے نہایت رقت آمیز لہجے میں اپنی مصیبت کا تذکرہ شروع کیا [کہانی، ص ۲۷]۔

رَقَم: (۱) تحریر، لکھا ہوا (لفظ، جملہ یا عبارت)۔

(۲) جواہر۔ عدد اور تعداد کے مفہوم میں بھی آتا ہے:

یوسف سوداگر کی دکان پر جا اور کچھ رقم جواہر کے بیش قیمت اور دو خلعتیں زرق برق کی مول لے آ [باغ، ص ۳۱]۔
(کچھ رقم جواہر کے: یعنی چند جواہر)۔
میں نے موافق معمول کے اُس لعل کو منگوایا۔ ایک زبان ہو کر بولے کہ قبلۂ عالم کے اقبال کے باعث یہ میسّر ہوا ہے، وَاِلّا نہ، کسو بادشاہ کے ہاتھ آج تک ایسا رقم بے بہا نہیں لگا [باغ، ص ۱۷] (یعنی ایسا جواہرِ بیش قیمت)۔

ایک خوانِ طلائی جواہر سے بھرا ہوا کہ ہر ایک رقم کی چھوٹ نے سارے مکان کو روشن کر دیا [باغ، ص ۱۳۳]۔

(۳) قیمتی چیز، جواہر۔
اور تو اسباب سب طرح کا دکان میں تھا، مگر گھر میں وہ زُور رقم، طرفہ تُوم تھی [فسانہ، ص ۱۵۶]

(۴) زیور۔

(۵) روپے کے وہ نشان یا ہندسے جو الفاظ کا اختصار کر کے بنائے گئے تھے، جیسے: للعہ (چار روپے)، صہ (پانچ روپے وغیرہ)۔

(۶) عجیب و غریب آدمی، چالاک، ہوشیار۔
(۷) دولت مند شخص۔

رَقم کرنا: لکھنا۔ ع: کروں پہلے توحیدِ یزداں رقم [بیان ، ۱]۔

رَقم ہونا: لکھا جانا۔

رَقیق: پانی کی مانند، پتلا، پتلے قوام کا۔ ملائم۔

رَقیق القلب: ترس کھانے والا، رحم دل، جلد پسیجنے والا، جس کا دل جلد بھر آئے۔

رِکاب: لوہے کا وہ حلقہ جو گھوڑے کی زین میں دونوں طرف لٹکتا رہتا ہے اور سوار جس پر پاؤں رکھ کر گھوڑے پر چڑھتا ہے۔

رِکاب میں: ساتھ میں، سواری کے ساتھ۔ شاہی ملازمت میں۔

میرے بزرگ ہر ایک بادشاہ کی رکاب میں پشت بہ پشت جاں فشانی بجالاتے رہے [باغ ، ص ۶]۔

رِکاب دار / رَکاب دار: اعلا درجے کے کھانے پکانے والا۔ رکابیوں، پلیٹوں میں کھانا چننے اور خوب صورتی سے دستر خوان پر لگانے والا خانساماں۔

"کھانا تیار کرنے والے تین گروہ ہیں۔ پہلے دیگ شو، جن کا کام دیگوں کو دھونا اور باورچیوں کی ماتحتی میں مزدوری کرنا ہے۔ دوسرے باورچی۔ یہ لوگ کھانا پکاتے ہیں اور اکثر بڑی بڑی دیگیں تیار کر کے اُتارتے ہیں۔ تیسرے رکاب دار۔ یہی لوگ اِس فن کے اعلا درجے کے ماہر اور صاحبِ کمال ہوتے ہیں۔ یہ لوگ عموماً چھوٹی ہانڈیاں پکاتے ہیں اور بڑی دیگیں اُتارنا اپنی شان اور مرتبے سے ادنا کام خیال کرتے ہیں...... یہ لوگ میوہ جات کے پھول کترنے، کھانا نکالنے، اور لگانے میں سلیقہ، نفاست اور تکلّف ظاہر کرتے۔ قابوں میں جو پلاو یا زردہ نکالا جاتا، اُس پر میوہ جات اور دیگر طریقوں سے گل کاریاں کرتے اور نقش و نگار بناتے۔ نہایت نفیس اور لطیف مربّے اور اچار تیار کرتے اور کھانوں میں اپنی طبیعت داری سے صدہا قسم کی صنعتیں دکھاتے" [شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۲۷۷]۔

رکابی مذہب: ایسا شخص جس کا مسلک نفع کی امید پر بدلتا رہے، اُسی طرف جھک جائے جدھر فائدہ دیکھے: تھالی کا بینگن، ابن الوقت۔ [زبانوں پر "رِکابی" اور "رَکابی" دونوں طرح ہے (بیش تر رَکابی)۔ اِسے دونوں طرح درست سمجھنا چاہیے]۔

رُکنا: کھُل کر نہ ملنا۔ بند بند، کھنچا کھنچا رہنا۔

اُدھر چار ناچار کھُلتا تھا وہ
وَلے غیر جنسی سے رُکتا تھا وہ
[بیان ، ۷۳۷]

رُک رُک کے: گھٹ گھٹ کے، گھُٹتے رہنے سے، خفا رہنے سے۔

تو رُک رُک کے، دل کو نہ کر اپنے بند
نہ پہنچے کہیں تیرے جی کو گزند
[بیان، ۷۴۲]

وگرنہ میں رُک رُک کے مر جاؤں گی
اِسی طرح جی سے گزر جاؤں گی
[//////۱۴۶۱]

رُکے بیٹھنے سے: بے تکلف نہ ہونے سے۔

اُنھوں کے رُکے بیٹھنے سے، خفا
ہوئی دل میں اپنے وہ جمّ النسا
[بیان، ۹۹۷]

رگِ شمع: شمع کا ڈورا، رشتۂ شمع (جو شمع کے بیچ میں ہوتا ہے اور جلتا ہے)۔

رگ و پَے: رگ اور پٹھا، گوشت پوست۔

رگ و پَے میں اُترنا: جسم و جاں میں سرایت کر جانا۔

ع: رگ و پے میں جب اترے زہرِ غم، تب دیکھیے کیا ہو [غالب]۔

رَم: بھاگنے کی کیفیت۔ مجازاً: وحشت، گریز۔

رُمح: نیزہ۔ نیزے کی نوک۔

رَم خُوردہ: بھاگا ہوا۔ مجازاً: خفا۔ وحشت زدہ، حیران۔

رَمَل: وہ علم جس میں کچھ ہندسے لکھ کر اور لکیریں کھینچ کر غیب کی باتیں معلوم کی جاتی ہیں۔ "رَمَل" عربی میں ریت کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ حضرت جبریل نے ریت پر کچھ نقطے بنا کر حضرت دانیالؑ (پیغمبر) کو یہ علم سکھایا تھا۔

رَمّال: علمِ رمل جاننے والا۔ کنایتاً: نجومی، جوتشی۔ [رمل: غیب کے حالات یا آیندہ کے حالات معلوم کرنے کا ایک علم]۔

رَمز: آنکھوں، بھووں، ہونٹوں کا اشارہ۔ غمزہ، عشوہ۔ بھید، راز، چھپی ہوئی حقیقت، عام طور پر سمجھ میں نہ آنے والی بات۔

یہ تھی رَمز، جو اُس کے سایا نہ تھا
کہ رنگِ دوئی وھاں تک آیا نہ تھا
[بیان، ۵۴]

('رمز' موٴنث اور مذکر، دونوں طرح مستعمل رہا ہے۔ میرحسن نے موٴنث نظم کیا ہے)۔

رَمز کی باتیں: بھید کی باتیں، پوشیدہ باتیں۔ اشارے کنایے۔

کہنے لگی: میرے تئیں یہ ٹھٹھا ہنڈے چوچلے اور رمز کی باتیں پسند نہیں آتیں [باغ، ص ۴۲]۔

رَمزوں کی باتیں: اشاروں، کنایوں میں بات کرنا۔

ع: یہ رمزوں کی باتیں جو ہونے لگیں
[بیان، ۹۸۵]

رَم کر گئی: چلی گئی۔

یہ کہہ کے، وہ وحشتِ مجسّم
آہو سی ارم کو کر گئی رَم
[گلزار، ۹۸۰۷]

(یہاں آہو اور وحشت کی نسبت سے "رم" لایا گیا ہے اور ساتھ ہی "ارم" سے بھی اِسے تجنیس کی نسبت ہے)۔

رَم کرنا: بھاگنا، وحشت کرنا۔

رَمنا: گلّے کے مویشیوں کے جمع ہونے اور ٹھہرنے کا چراگاہ میں کوئی محفوظ حصّہ، میدان۔ مویشیوں کے بیٹھنے اور آرام لینے کا میدان۔ چراگاہ۔

(۲) ٹھکانا، قیام کرنے کی جگہ:

شاہ جہاں آباد ہمیشہ کے لیے فقیر کا رمنا بن گیا [مقالاتِ حالی: اردو لغت]۔

(۳) وہ جگہ جہاں کسی کی آمد و رفت ہمیشہ رہتی ہو۔ یہ جنگل تو عیاروں کا رمنا ہے [طلسم ہوش ربا: اردو لغت]۔

(۴) شکار گاہ۔

رَمنا: گھومنا پھرنا، سیر کرنا، سیاحت کرنا۔
(۲) رگ و پے میں سمانا، سرایت کر جانا۔
(۳) بھاگنا۔ بھٹکنا۔ (۴) فریفتہ ہونا۔
(۵) بن باسی کا کسی ایک مقام کو پسند کر کے وہاں مقیم ہو جانا۔

رَمیدگی: وحشت۔ بھاگنا۔

رَمیدہ: بھاگا ہوا، وحشت زدہ، حیران۔

رَنجک: باریک بارود، جو بندوق یا توپ کے پیالے میں آگ دینے کے واسطے رکھی جاتی تھی۔ اِس میں شتابہ لگانے سے نال کی بارود میں آگ پہنچ جاتی تھی۔

رَنجک اُڑانا: بندوق یا توپ کے پیالے کی بارود میں شتابہ (آگ) لگانا۔

رنجور: بیمار، افسردہ، غمگین۔

تم تو اِتنے میں ہو گئے رنجور
تھک گئے اور ابھی ہے منزل دور
[مثنویات، ۱۵۹۵]

رَنجوری: بیماری، تکلیف، پریشانی۔

رِندِ خرابات: شرابی جس کا زیادہ وقت شراب پینے میں اور شراب خانوں میں گزرے۔

رنڈی: عورت۔ رنڈیاں: عورتیں۔ [رنڈی، عورت کے معنی میں مستعمل رہا ہے۔ اب عموماً طوائف کے معنی میں مستعمل ہے]۔

پوچھا تو ہوتا ماجرا کیا ہے
تو بھی اے رنڈی! کتنی تھِلا ہے
[مثنویات، ۷۰۱]

ایک حرّافہ رنڈی ہے مردار
آج کھائے گی میرے ہاتھ کی مار
[مثنویات، ۱۵۱]

فرق اِتنا تھا اُس میں اور ہم میں
رنڈی آخر تھی، آگئی دم میں
[مثنویات، ۴۰۷]
(یعنی آخر عورت تھی، فریب میں آگئی)۔
رنڈیاں گوکہ ساری آفت ہیں
بیگمیں اور بھی قیامت ہیں
[مثنویات، ۲۴۶]

رنڈی: عورت [فسانہ: ص۵۷، ۱۹۶، ۲۴۴۔ باغ: ص۱۷۸، ۱۹۲]۔

رَنڈیا: رانڈ، بیوہ۔

میں غریب رنڈیا فقیرنی ہوں [باغ، ص۲۱۱]۔

رنڈی بازی: زناکاری، عیاشی۔

رنڈی بازی نہ تجھ سے چھوٹے گی
جعل سازی نہ تجھ سے چھوٹے گی
[مثنویات، ۳۷۵]

رنگِ بدطرازی: دیکھیے: بدطرازی۔

رَنگتَرا: سنترا۔

رنگ رَس: رقص و سرود، گانے بجانے کی خوشی۔ عیش و نشاط۔

رنگ کافور ہونا: رنگ اُڑنا، ماند پڑنا۔

دیکھ کر دونوں عارضِ پُر نور
رنگ چہرے سے ہوگیا کافور
[مثنویات، ۴۹۶]

رنگ محل: بہت سجا ہوا مکان۔ وہ مکان جس میں بادشاہ، اُمرا عیش منائیں [باغ، ص۱۱۹]۔

رِواق: کسی عمارت کا سامنے کا حصہ، چھجا، سایبان۔ محل، بڑا مکان۔

رُوباہ، رُوبَہ: لومڑی۔

روباہ خِصال: مکار [لومڑی کی طرح]۔

رُوبہ راہ: آمادہ، تیار۔

رُو بہ رہ نہادہ: سفر میں مصروف، سفر کے لیے تیار [گلزار، ۵۸۴]۔

رُو بہ قفا: پیچھے کی طرف مُنہ موڑے ہوئے۔

رو بہ کار: سامنے، پیش۔

ع: نظارے کا مقدّمہ پھر رو بہ کار ہے
(غالبؔ)

رُو بہ کار ہوا: واقع ہوا، پیش آیا۔

عین بے فکری میں یہ حادثہ رُو بہ کار ہوا کہ قبلۂ عالم نے رحلت پائی [باغ، ص۲۱۸]۔

رو بہ کاری: پیشی، مقدمے کی ساعت۔

دل و مژگاں کا جو مقدّمہ تھا
آج پھر اُس کی رو بہ کاری ہے
(غالبؔ)

رُودار: معزز، باوقار، ممتاز۔

رُوپا: چاندی۔ رُوپے کے: چاندی کے۔

سواری کے آگے کیے اِہتمام
لیے سُونے، رُدپے کے عاصے تمام
[بیان، ۵۲۹]

بہت سی گُنجیاں رُدپے، سونے کی کمر میں لٹکتیں ہوئیں [باغ، ص ۸۳]۔

روپیہ اُچھلنے لگا ہے: ایسے موقعے پر کہتے ہیں جب کوئی شخص جا و بے جا روپیہ خرچ کرے، روپیہ خرچ کرنے کی بات کرے۔

اگر آپ خرچ نہیں اُٹھاتے، میں اُٹھاؤں گا۔ ہنس کر کہنے لگے: کیوں نہ ہو، روپیہ اُچھلنے لگا ہے [کہانی، ص ۷۶]۔

رُدحُ القُدُس: جبریلؑ۔

روح قالب سے پرواز کر گئی: جان ہی نکل گئی۔

دیکھے ماں باپ نے جو یہ انداز
روح قالب سے کر گئی پرواز
[مثنویات، ۱۳۳۳]

(یعنی ایسا صدمہ ہوا، اِس قدر حیرت ہوئی جیسے بدن سے روح نکل گئی ہو)۔

رُود: نہر، ندّی، دریا۔

رُودِ نیل: دریاے نیل، جو مصر کا مشہور دریا ہے۔

رُدداد: قصہ، داستان۔ کیفیت، احوال۔

رودادِ زمانِ پاستانی
یوں نقل ہے خامے کی زبانی
[گلزار، ۱۶]

رُدداری: کسی کی موجودگی کی شرم، لحاظ، پاس۔

رُودہ: آنت۔ جمع: رُودوں۔

گھڑیال کی، چپ بیٹھے ہوئے گنتے ہیں گھڑیاں
اور رتیِ خلا رُودوں میں جوں اسپ دواں ہے
[سودا، ۲۵۶]۔

رُوزِ اَلَست: دیکھیے: عہدِ اَلَست۔

رُوزِ اُمید (اُمّید): خوشی کا دن۔

عجب شب تھی وہ جوں سحر رُدسپید
عجب رُوز تھا مثلِ رُوزِ اُمید
[بیان، ۴۷۲]

رُوزِ حساب: قیامت کا دن۔

رُوز راتب: روزانہ کی مقررہ خوراک، رُوزینہ۔

اور رُوز راتب یتیم، اسیر، عیال داروں، محتاجوں اور رانڈ بیواؤں کو کر دیجیے [باغ، ص ۱۵] یعنی روزانہ کا وظیفہ مقرّر کر دیجیے۔

رُوزِ شمار: قیامت کا دن۔

رُوزگار نے موافقت نہ کی: زمانے نے ساتھ نہ دیا، حالات موافق نہ رہے

[باغ، ص۶]۔

رُوزِ مَصاف: لڑائی کے دن۔ جنگ میں۔

بعدِ احمد، علی کے لکھ اَوصاف
نہ رُکی تیغ جس کی رُوزِ مَصاف
[مثنویات، ۵]

روزِ میداں: لڑائی کا دن۔

رُوزن: روشن دان۔

رُوزنامہ: روزنامچہ۔ وہ بَہی (رجسٹر) جس میں ہر روز دن بھر کا حساب لکھا جائے: کچا کھاتا۔

اور پڑھنا لکھنا، سوداگری کا بَہی کھاتا، روزنامہ سیکھنے لگا [باغ، ص۲۱]۔

رُوزوں: روز کی جمع: دنوں۔

سیکھو صاحب قرینے کی باتیں
کرو کچھ روزوں جینے کی باتیں
[مثنویات، ۸۹۶]

رُوسپید (سفید): (۱) خوب صورت، روشن۔

عجب شب تھی وہ جوں سحر رُوسپید
عجب روز تھا مثلِ روزِ اُمید
[بیان، ۴۷۲]

(۲) نیک نام، باعزت، کام یاب۔

کہا تب خواصوں نے: حق سے امید
یہی ہے کہ ہم بھی رہیں روسفید
[بیان، ۵۶۹]

(۳) چہرے کا رنگ کچھ اُڑا ہوا، چہرے پر حجاب کی جھلک۔

اُٹھے، پی کے باہم شرابِ امید
کوئی سرخ رُو اور کوئی رُوسفید
[بیان، ۱۱۴۲]

رَوِش: باغ کے اطراف میں یا چمن کے درمیان ٹہلنے (چلنے) کے لیے بنا ہوا راستہ۔

رَوِش کا سنگ: وہ پتھر جو روشوں پر (خاص کر باغ کی روشوں پر) لگا ہوا ہو۔

زمرد کی مانند سبزے کا رنگ
روش کا، جواہر ہوا، جس سے سنگ
[بیان، ۳۸۸]

رُوشِناس/شَناس: ملاقات۔

اب چاہیے کہ بادشاہ آزاد بخت سے بھی رُوشناس اور جان پہچان ہو [باغ، ص۶۷]۔

(۲) جان پہچان والا، شناسا۔

روشناسی: واقفیت، جان پہچان، ملاقات۔

رُوشن چوکی: یہ ہندستان کا خاص درباری باجا تھا جو بادشاہوں اور اعلاترین اُمرا کے خاصے (کھانے) کے وقت بجا کرتا۔ رات کو آرام کے وقت روشن چوکی شاہی قصر کے گرد گشت کیا کرتی اور اُس کا نغمہ دور سے بہت ہی لطف

دیتا۔ دولتِ مغلیہ میں یہ بہت اہم اور لطیف باجا خیال کی جاتی۔ روشن چوکی میں کم از کم دو شہنائی نواز ہوتے اور ایک طبلچی، جس کی کمر میں چھوٹے چھوٹے دو طبل بندھے ہوتے ہیں۔ طبل لے کو قائم رکھتے ہیں۔ ایک شہنائی نواز اصلی سُر قائم رکھنے کے لیے سُر دیتا رہتا ہے اور ایک آواز کی چلت پھرت اور گلے بازی کی مشق دکھاتا ہے اور یہی اصلی شخص ہوتا ہے جو غزلوں یا ٹھمریوں وغیرہ کو عجب دل کش سُروں میں ادا کرتا ہے۔

(۲) براتوں میں، خاص کر ہندوؤں کی براتوں میں روشن چوکی بجانے والے دولہا کے قریب رہتے ہیں۔ چار آدمیوں کا گروہ ہوتا ہے۔ اِس میں دو شہنائی بجانے والے ہوتے ہیں، ایک طبلچی اور ایک مَنجیرے بجانے والا۔ [شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ٢٦٠]۔

رُوکش: مقابل، حریف۔

رُوکشِ حرفِ دُرُشت: سخت کلامی کی برداشت کرنے والا۔

رُوکھ: درخت۔

رُوگ دُھوگ: جھگڑا، مصیبتیں۔

رُوگرداں: مُنہ پھیر لینے والا۔ مجازاً: بے وفائی کرنے والا، دغا دینے والا، منحرف۔ (ساتھ دینے یا بات ماننے سے) بچنے والا۔

رُوم: عام طور پر مسلمان لکھنے والے "روم" سے ٹرکی کی سلطنت یا قسطنطنیہ کا علاقہ مراد لیتے ہیں۔ باغ و بہار میں بھی یہ لفظ اِسی مفہوم میں آیا ہے۔

رُومالی: وہ رومال جو عورتیں سر پر باندھ لیتی ہیں [آصفیہ]۔

وہ نازنین ایک مکان میں گلے میں کُرتی، پانْو میں تہ پوشی، سر پر سفید رومالی باندھے [باغ، ص ٣٦]۔

رَوَنّا: وہ نوکر جو عورتوں کا کام کاج کرنے اور سودا سلف لانے کے لیے دروازے پر رہتا تھا (آصفیہ)۔ [باغ، ص ٥١]۔

رَوَنْد: سپاہیوں یا چوکیداروں کا پہرے کے وقت رات کا گشت [فسانہ، ص ١٨٦]۔

رَوَنْد مارا: چھان مارا، ہر جگہ جا کر دیکھ لیا۔

سارا جہان رَوَنْد مارا، پر اپنی یاد شاہزادی کا نام و نشان کسی سے نہ سُنا [باغ، ص ٦٦]۔

رُونُمائی: (۱) وہ رقم جو دولہا کے رشتے دار دُلھن کا مُنہ دیکھ کر اُسے دیتے ہیں: مُنہ دکھائی۔

(۲) نذر، جو کسی محبوب یا مطلوب کا دیدار حاصل ہونے پر پیش کی جائے۔

دولت جو پاس تھی، لُٹائی
زر بخشا گُل کی رونمائی
[گلزار، ٣٤٤]

دی آنکھ جو شہ نے رونمائی
چشمک سے نہ بھائیوں کو بھائی
[گلزار، ۳۳]

(اِن دونوں شعروں میں نسبت الگ الگ ہے۔ پہلے شعر میں یہ معمول کے مطابق احساسِ مسرّت کے اظہار کے لیے آیا ہے۔ دوسرے شعر میں بیٹے کا چہرہ دیکھنے پر باپ کی آنکھوں کی بینائی چلے جانے کو شاعرانہ انداز سے یوں کہا ہے کہ گویا رونمائی دی گئی۔ یہاں احساسِ مسرّت کے بجائے اظہارِ غم کی نسبت ہے)۔

رَوْہَت: نرمی، تازگی، چہرے کی رونق۔

اِس پروانگی کے سنتے ہی آداب بجالایا
اور مُنہ پر روہت آئی [باغ، ص ۵۵]۔

رُوییدگی: اُگنا، نباتات۔

رُوئیں تَن: ایسا شخص جس پر تلوار، نیزے وغیرہ کا اثر نہ ہو۔ معروف ایرانی شہ زادے اِسفندیار کا لقب جس کے جسم پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا تھا۔ دیکھیے: اسفندیار۔

رہا: رہائی، نجات، بچاؤ۔

رہا اِسی میں ہے تیری کہ کاغذِ سابق
درست کرلے، عطارد کو کر کے اپنا مُشیر
[سودا، ۱۶۶]

رَہتاسَہتا: رہاسہا، جو کچھ باقی تھا۔

اور بھی دو پیالے چڑھا گیا کہ رہتا سہتا
ہُوش...... بھی گُم ہوا [باغ، ص ۵۷]۔

رہ رَوِ رُوز: دن کا راہی۔ مراد ہے سورج۔ [گلزار، ص ۱۲۶۸]۔ (رہ رَو: مسافر)۔

رَہْکَلا: توپ رکھنے کی گاڑی۔ مجازاً: چھوٹی اور ہلکی توپ، جسے دو بَیل آسانی سے کھینچ سکیں۔

رَہ نَوَرْد: (راہ نورد) راہ رَو، مسافر۔

رہ نَوَرْدِ بادِیۂ حرماں: بدنصیبی کے میدان میں سفر کرنے والا؛ مراد ہے: مصیبت کا مارا ہوا۔

عزیز اور یگانوں سے رشتہ محبّت توڑ
رہ نوردِ بادِیۂ حرماں ہوا [فسانہ، ص ۱۱۶]۔

رَہوار: گھوڑا۔

رَیاحِین: ریحان کی جمع: گلاب کے سوا باقی سب پھول۔ دیکھیے: ریحان۔

رَیاحِین و گُل اُس میں اَنواع کے
طِلسمات گُل اُس میں اَنواع کے
[بیان، ۶۸۰]

رِیاض: باغ۔ (۲) مسلسل محنت، کسی فن کو سیکھنے کی مشق۔

رِیاضت: اپنے نفس کو مارنا، خواہشوں پر قابو پانا۔ خدا کی یاد میں مشغول رہنا۔ محنت۔

رَیب: شک۔ [لاریب: کسی طرح کے شک کے بغیر، یقیناً]۔

رِیتی : دریا کے کنارے کی ریتیلی زمین۔
یہاں مراد ہے دہلی کے لال قلعے کے پیچھے، جمنا کنارے کی ریتیلی زمین:

اور وہ جو ہیں کم زور، سو وھاں آن کے بیٹھے
ریتی کے جو آگے کی یہ ہر ایک دکاں ہے
[سودا، ص ۲۵۵]

رَیحان : خط کی ایک قسم، جو خطِ نسخ کا ایک انداز ہے۔ اِس میں حروف کے دائرے لمبے اور سطح چھوٹی ہوتی ہے، جو خوب صورت اندازِ کتابت سمجھا جاتا ہے۔

ہزار تختۂ کاغذ پر بہ خطِ ریحاں اُس گلزار کی تعریف نہ لکھ سکوں[فسانہ، ص ۸۶]۔

(۲) ایک خوش بودار پودے کا نام جو تُلسی کی قسم میں سے ہے: نازبو۔ اِس کے بیج شربت اور دوا میں استعمال ہوتے ہیں۔
دیکھیے: ریاحین۔

ریحِ خَلا: پیٹ خالی ہونے پر جو ریاح پیٹ میں جمع ہو جائیں۔

ع : اور ریحِ خلا رُودوں میں جوں اسپ دواں ہے[سودا، ص ۲۵۶]۔

رِیزہ: ٹکڑا۔ وہ چیز جو بہت چھوٹی ہو۔ وہ چیز جو دوسری چیز سے ٹوٹ کر گرے۔

(۲) ریشمی کپڑے کا تھان۔

رِیزہ چِیں : ٹکڑے چننے والا؛ مجازاً: فیض اُٹھانے والا۔

رِیس : برابری، مقابلہ، رشک، رقابت۔

عطارد کو آنے لگی اُس کی ریس
ہوا سادہ کوحی میں وہ خوش نویس
[بیان، ۴۴۳]

رِیسمان : رسّی، ڈوری۔

رِیسمانِ کبود: نیلے رنگ کی ڈوری؛ (مراد ہے جسم کے ریشوں /رگوں) سے جو نیلے پڑ گئے تھے)۔

بدن سے رگوں کی تھی اِس ڈھب نمود
کہ اُلجھا ہو جوں ریسمانِ کبود
[بیان، ۱۷۶۴]

رِیش : داڑھی۔

رِیش : زخم۔

رِیش و فَش : دیکھیے: بہ ایں ریش و فش۔

رِیشہ : سرکنڈے کے اندر باریک تار۔ قلم کی پور کے ریشے، جو اُس کی بناوٹ (ساخت) میں ہوتے ہیں۔ جب کوئی ریشہ زبانِ قلم میں پھنس جاتا ہے تو لکھائی خراب ہونے لگتی ہے اور قلم رُکنے لگتا ہے؛ اِسی کو "خارِ رہِ قلم" کہا ہے۔ قلم کے راستے کا کانٹا، جو قلم کو چلنے سے روکتا ہے:

ہے بس کہ یہ چرخ کور پیشہ
یوں خار رہِ قلم ہے ریشہ
[گلزار، ۳۱۷]

دیکھیے: خارِ رہِ قلم۔

رَیعان: اُٹھان، کسی شے کا سب سے بہتر حصہ۔ شروعِ جوانی۔

رَیعانِ شباب: جوانی کی اُٹھان کا زمانہ، بھرپور جوانی۔

رِیگ: ریت۔

رِیگِ رَواں: چمکتی ہوئی ریت جو ہَوا کے اثر سے دور سے پانی کی طرح بہتی ہوئی اور لہریں لیتی ہوئی دکھائی دیتی ہے: سَراب۔

وہ ریگِ رواں کا گردِ لشکر
یعنی تاج الملوک ابتر
[گلزار، ۸۲]

ریت ہَوا کے ساتھ اپنی جگہ بدلتی رہتی ہے۔ "ریگِ رواں" میں یہ رعایت بھی شامل ہے۔ مصحفی کا شعر ہے:

گرمِ سفر رہے پر منزل کو ہم نہ پہنچے
آوارگی نے ہم کو ریگِ رواں بنایا

رِیگِ شیشۂ ساعت: شیشۂ ساعت میں بھری ہوئی ریت۔ [شیشۂ ساعت: وقت بتانے والی پُرانے انداز کی گھڑی۔ دونوں طرف دو شیشے کی کپیاں اور بیچ میں نَلی جڑی ہوئی ہوتی تھی۔ ایک طرف ریت بھری ہوتی تھی جو ایک باریک سوراخ سے ذرا ذرا کر کے ایک گھنٹے میں سب گر جاتی تھی، اِس سے گھنٹے کا حساب کیا جاتا تھا]۔

رِیگِ ماہی: ریت کی مچھلی، سَقَنقُور۔ مچھلی کی قسم کے ایک جانور کا نام جو گوہ یا سانڈے کی مانند ہوتا ہے۔ ریگِ ماہی عرب کے ریگستان میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

رِیم: پیپ۔

رِیو: مکر، حیلہ۔

رِیوڑی کا پھیر: کنایہ ہے: لالچ میں پھنس جانا۔ اے حریص! چالیس دروازوں سے تو نے ایک اشرفی سے چالیس اشرفیاں تک لیں۔ اِس کا حساب تُو کر کہ ریوڑی کے پھیر کی طرح کتنی اشرفیاں ہوئیں [باغ، ص ۷۵]۔

(چند دوست ایک جگہ اکٹھا ہوتے ہیں تو کبھی کبھی باہم یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ کتنی ریوڑیاں کھا سکتے ہو، اِس طرح کہ پہلے ایک، پھر ایک کا دُگنا، پھر اُس سے دُگنے کا دُگنا۔ کوئی نہ کوئی اُن میں سے بول اُٹھتا ہے کہ ہم اِس طرح دس دفعہ کھا سکتے ہیں۔ ریوڑیاں کھانے کی نوبت آتی ہے تو کھاتے کھاتے مُنہ دُکھنے لگتا ہے اور یار لوگ قہقہہ لگاتے ہیں کہ اب ریوڑی کے پھیر میں آگیا [نور، آصفیہ]۔

ز

زادبوم: وہ جگہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا ہو، جاے پیدائش، جنم بھومی۔

اِس کم ترین کا وطن روم ہے اور قدیم سے استنبول زادبوم ہے [باغ، ص ۱۲۳]۔

زادِ راہ: سفر کا خرچ۔ راستے کا توشہ (وہ کھانا جو مسافر کے ساتھ ہو)۔

زادِ راہ لے کر قصد بخارے کا کیا [باغ، ص ۱۳۹]۔

زادِ سفر: دیکھیے: زادِ راہ۔

زار بہ زار رُونا: بہت رُونا، روتے رہنا۔ زار زار رُونا۔

زار بہ زار رُونے اور دُبلاپے سے آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں [باغ، ص ۱۳]۔

زار نالی: رونا دھونا، آہ و فریاد۔

سُن لی قیدی کی زار نالی
زنجیر کے پیچ سے نکالی
[گلزار، ۹۰۰]

زار و نزار: کم زور، دُبلا، غمگین، بے طاقت، نحیف و ناتواں۔

اکیلی وہ روتی تھی زار و نزار
اُسی اپنے عالم میں بے اختیار
[بیان، ۱۳۶۴]

بدن کو جو دیکھا تو زار و نزار
کسی کو کوئی جیسے دیوے فشار
[بیان، ۱۳۶۹]

زاغ: کوّا۔

زاغِ شب: رات کا کوّا، یعنی رات۔

زاغِ کوہی: پہاڑی کوّا۔

زال: بوڑھا، بُڑھیا۔

(۲) رستم کے باپ کا نام۔

زالِ دُنیا: لفظی معنی: دنیا کی بُڑھیا۔ مراد ہوتی ہے: دُنیا (قدامت کے لحاظ سے)۔

زاویہ: کونا، گوشہ۔ مجازاً: خلوت گاہ، تنہائی کا گوشہ، آبادی سے دور درویشوں، تنہائی پسندوں کے رہنے کا حجرہ، جگہ۔

زاویہ نشیں: گوشہ نشیں، لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والا۔

زائچہ: [گلزار، ۱۳۰۹] جنم پترا، جنم کنڈلی، جنم پتری۔ وہ کاغذ جسے جوتشی بچّے کی پیدائش کے وقت بناتے ہیں، جس میں وقت، تاریخ، سنہ وغیرہ درج ہوتا ہے۔ اُس وقت مختلف سیارے جہاں ہوتے ہیں وہ ایک آسمانی نقش میں بنا دیے جاتے ہیں۔ اُسی کو دیکھ کر ہر

نجومی اُس کی تمام عمر کے نیک و بد کا احوال بتایا کرتا ہے۔ شادی کے وقت ہندوؤں میں دولھا اور دُلھن کا زائچہ ملایا جاتا ہے، یہ دیکھنے کے لیے کہ اُن میں کوئی ایسی بات تو نہیں جس کی بنا پر یہ شادی نامناسب ہو۔

سیّارہ شناس کو بُلایا
ساعت ٹھہرائی، دن دکھایا
[گلزار، ۹۹۹]

راجا نے ستارہ داں بُلایا
سَعدَین کا زائچہ مِلایا
[گلزار، ۱۳۰۹]

زباں آور: خوش بیان، فصیح، بہت عمدہ گفتگو کرنے والا۔

سکتی ہمجولیوں سے تھی اکثر
کہ نہایت ہے وہ زباں آور
[مثنویات، ۱۶۴]

زباں آوری: مُنہ زُوری، تیز زبانی۔

کیا زباں آوری حضور سے کی؟
بات بھی میں نے کی تو دور سے کی
[مثنویات، ۲۰۰۰]

زبان تڑاق پڑاق چلنا: جلد جلد بولنا، تیزی اور طرّاری سے کچھ کہے جانا۔

ہنسی، ٹھٹھا، جگت، ضلعے میں طاق
چل رہی ہے زباں تڑاق پڑاق
[مثنویات، ۷۹۱]

زبانِ قلم: قلم کی نوک (سرا) جس میں شگاف ہوتا ہے، جس سے لکھتے ہیں۔

سخن سے سَلف کی بھلائی رہی
زبانِ قلم سے بڑائی رہی
[بیان، ۱۰۸]

زباں کشائی: زبان کھولنا، بات کرنا۔

بے دل نے جگہ جو جی میں پائی
یوں خامے نے کی زباں کشائی
[گلزار، ۹۵۳]

(قلم کی نوک کو، جس سے لکھا جاتا ہے، "زبانِ قلم" کہتے ہیں۔ قلم کا بات کرنا اُس کا لکھنا ہے)۔

زبان کی پیش دستی کرنا: زبان سے آگے بڑھ جانا، زبان کے مقابلے میں اوّلیت حاصل کرلینا۔

ختم اِس پہ ہوئی سخن پرستی
کرتا ہے زباں کی پیش دستی
[گلزار، ۱۴]

(یہ شعر قلم کی تعریف میں ہے۔ کہا یہ ہے کہ قلم پہلے لکھتا ہے، تب زبان اُسے پڑھتی ہے، اِس طرح قلم نے زبان پر اوّلیت اور افضلیت حاصل کرلی ہے)۔

زبان لال ہے: لفظی معنی: گونگا ہے۔ مجازاً: مفصّل بیان سے زبان عاجز ہے، مفصّل بیان نہیں کرسکتی۔

صفت اُس کی محال ہے۔ زبان اِس تقریر سے لال ہے۔
[فسانہ، ص ۱]

زبان یاری نہ دیتی تھی: زبان ساتھ نہیں دیتی تھی، لفظ مُنہ سے نکل نہیں رہے تھے، بولا نہیں جاتا تھا۔

زِبس: اَز بس کا مخفف، بہت۔ چوں کہ، از بس کہ۔

زِبس تھا سواری کا باہَر ہجوم
ہوا جب کہ ڈنکا، پڑی سب میں دھوم
[بیان، ۵۰۹]

زِبس گُل سے آتی ہے بو یار کی
ہَوا پھر ہوئی اُس کو گلزار کی
[بیان، ۱۲۵۹]

زَبَرجَد: زردی مائل سبز رنگ کا قیمتی پتھر، جو زمرّد سے مشابہ ہوتا ہے، مگر اُس سے کم درجہ مانا جاتا ہے؛ پنّا۔

زَبُوں: بُرا، خراب، تباہ۔

رُو کے کرنا نہ اپنا حال زبوں
یوں نہ ہو جائے دُشمنوں کو جنوں
[مثنویات، ۱۵۳۲]

فکریں کرنا ہے اِس طرح کی زبوں
یوں ہی ہو جاتا ہے بشر مجنوں
[مثنویات، ۱۷۰۶]

زَبوں حال: خستہ حال، مفلس۔

زَبوں شمائل: بدصورت۔

زَبُونی: بُرائی، خرابی۔

جَم جَم رہے آباد، یہ بستی نہیں سونی
بندر کے نچانے میں بھلا کیا ہے زَبُونی
[سودا، ص ۳۱۶]

زُجاج: آبگینہ، شیشہ۔

زَجر: ڈانٹنا، جھڑکنا۔

زَجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، لعنت ملامت۔

زِچ کرنا: تنگ کرنا، عاجز کرنا۔

کون ایسی کھلاڑ بیسوا ہے
شہ زادوں کو جس نے زِچ کیا ہے
[گلزار، ۹۴]

(یہاں زچ کرنا سے مراد ہے ہرا دینا۔ شطرنج کے کھیل میں بادشاہ کو بغیر شہ کے کوئی گھر نہ رہے اور کوئی مہرہ بھی نہ چل سکتا ہو، اُس وقت کہتے ہیں: بازی زچ ہو گئی، بادشاہ زچ ہو گیا)۔

زُحَل: ایک سیارے کا نام، جسے نحس مانا جاتا ہے۔

زُحَل اپنا عمل کر چکا ہے: زحل کے اثرات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے:

نحوست کے دن سب گئے ہیں نکل
عمل اپنا سب کر چکا ہے زحل
[بیان، ۲۶۷]

زَخّار: بہت بھرا ہوا، موجیں مارتا ہوا۔ عموماً ترکیب میں آتا ہے: بحرِ زخّار۔

زخم پر مُشک چھڑکنا: زخم تازہ کرنا،

تکلیف پہنچانا۔

زخمِ جگر کا انگور: دل کے زخم کو بھرنے والا۔

ع: کہیں زخمِ جگر کا ہے انگور

[مثنویات، ۶۲۶]

(یعنی عشق کہیں دل کو تسکین بھی دیتا ہے، زخم پر مرہم بھی رکھتا ہے۔ انگور: زخم کا بھراو، یعنی اچھا ہو کر بھر جانا)۔

زخمِ دامن دار: گہرا اور چوڑا گھاو، بڑا زخم۔

زخم کا انگور: کھرنڈ یا دہ گوشت جو زخم پر آجائے۔

زخم کا مسکرانا، زخم کا ہنسنا: زخم کے ٹانکے ٹوٹ جانے سے زخم کا بڑھ جانا۔

زَخْمَہ: ستار وغیرہ بجانے کا آہنی چھلا جسے انگلی میں پہنتے ہیں: مضراب۔

زَدوکوب: مارنے پیٹنے کا عمل، مار کٹائی۔ زدوکوب کیا: مارا پیٹا۔

زَربفت: بادلے (سونے، چاندی کے باریک تار) کے تانے اور ریشم کے بانے سے بُنا ہوا کپڑا، جو مختلف نمونوں کا بنایا جاتا تھا۔ زربفت، کمخواب، تاش، کرکری تاش؛ اصلاً یہ سب ایک ہی کپڑے کی مختلف قسمیں ہیں۔ اِن میں زربفت اعلا درجے کا مانا جاتا تھا۔ اُس میں کلابتون کی دھاریاں اور زری کی بوٹیاں قریب قریب ہوتی ہیں اور کپڑا عمدہ سنگین بُناوٹ کا ہوتا ہے۔ دوسرے درجے پر کمخواب تھا۔ اِس میں ریشمی بوٹی زیادہ ہوتی تھی اور زری کی کم، اور کپڑا بھی سخت ہوتا تھا۔ اِس کا تانا بانا بھانجواں ہوتا ہے اور اطلس کی طرح سطح میں ابرا استر نہیں ہوتا اور نہ رُواں ہوتا ہے۔ اِن میں سب سے کم درجے کا کپڑا مشروع ہوتا تھا (اصطلاحات)۔

[بھانجواں تاگا: عمدہ بٹا ہوا تاگا جس کا ہر تار علاحدہ علاحدہ بَٹ کر اور پھر باہم ملا کر بٹا گیا ہو]۔

زَربفت میں گاڑھے کا پیوند لگانا: خوب صورت چیز میں خراب چیز شامل کردینا۔ مخمل میں ٹاٹ کا پیوند، زربفت کے لباس میں ٹاٹ کا ٹکڑا۔ کنایتاً: کم درجہ، کم حیثیت خاندان والوں کا اعلا خاندان میں رشتے کی بات کرنا۔

اِدھر کا خیال تم کو کہاں سے پیدا ہوا؟ کیوں زربفت میں گاڑھے کا پیوند لگاتی ہو۔ کس بل پر ہاں کروں۔ روپیا پیسا، ہنر سلیقہ، شکل صورت کچھ بھی تو نہیں [صبحِ زندگی: اردو لغت]۔

زَرتار: سونے کے تاروں سے بنائی ہوئی۔

کھینچی ڈور ہر طرف زرتار کی
لڑی جوں کناری کے ہوں ہار کی

[بیان، ص ۸۰۳]

زَردُشت / زَرتُشت: مشہور ایرانی دانش مند اور مذہبِ آتش پرستی کا بانی۔ مجوسی

(پارسی، آتش پرست) اِسے پیغمبر مانتے ہیں۔

زَردُوزی: کپڑے پر زری کی کڑھت۔ سلمے ستارے یا کلابتون کا کام۔

زَردہ: زرد رنگ کے خوش بودار میٹھے چاول۔ پان کے ساتھ کھانے کا تمباکو۔

زر ریز زمین: سُونا بکھیرنے والی زمین، یعنی جہاں اچھی زراعت کی پیداوار ہوتی ہو، بہت سی کانیں ہوں۔

زمین یہاں کی زرریز، چشمے سرد و شیریں، ہوا فرحت انگیز ہے [فسانہ، ص ۱۶۷]

زَرِفشاں: سنہرا، چمکیلا۔

زمانہ زر اَفشاں، ہَوا زَر فِشاں
زمیں سے لگا تا سَما زَر فِشاں
[گلزار، ۹۹۹]

(سنہرے رنگ کی ایسی چمک دمک تھی جیسے ہر طرف سے سونا نچھاور کیا جا رہا ہو)۔

زَرق بَرق: چمکیلا، بھڑک دار۔

زَرکار: جس پر سُونے کا کام کیا ہوا ہو۔

زرِ کامل عِیار: خالص سونا۔

زرِ کم عِیار: کھوٹا سونا۔

زَرگَری: سُناروں کا کام [باغ، ص ۱۰۰]۔

زَرِ گُل: پھول کے اندر جو زیرہ ہوتا ہے۔

زَرنِگار: جس پر سنہرا کام کیا گیا ہو، سنہرے نقش و نگار بنائے گئے ہوں۔

کھڑا ایک تمکیرہ زَر نِگار
کہ تھے جس کی جھالر پہ موتی نثار
[بیان، ۸۰۱]

زرہ (زِرہ، زِرَہ): باریک کڑیوں کا چھوٹی آستین کا فولادی لباس، جسے جنگ کے وقت جسم کی حفاظت کے لیے عام لباس کے اوپر پہنا جاتا تھا۔

زرہ ساز: زرہ بنانے والا [حضرت داؤدؑ زرہ بناتے تھے، اُن کی طرف اشارہ ہے]۔

خِضَرؑ اُس کی سرکار کا آبدار
زرہ ساز داؤدؑ سے دس ہزار
[بیان، ۵۰]

زَری: سونے کے تار۔ چاندی کے تار جن پر سنہرا ملمع کیا گیا ہو۔ کلابتون سے بُنا ہوا کپڑا۔

زَری باف: زری کا بنا ہوا کپڑا۔

سراسر اَدَوَنچے زَری باف کے
کہ تھے رشکِ آئینۂ صاف کے
[بیان، ۵۸۷]

زَری پُوش: زَری کا لباس پہنے ہوئے۔

خراماں زَری پُوش ہر ماہ وَش
کریں، دیکھ کر مہر و مہ جن کو، غَش
[بیان، ۸۰۰]

زَری کا حلقہ : زری کا بنا ہوا اِنڈوا، اِنڈوی جسے سر پر رکھا جاتا ہے۔ [دیکھیے: اِنڈوی]۔

زَری کا بنا حلقہ سر پر رکھا
کیا سُنبلستان کو جگمگا

[بیان، ۱۴۷۵]

زَرّیں کمر: کمر میں سنہرا پٹکا باندھے ہوئے۔

زِشت : بُرا، ناپسندیدہ۔ بھونڈا، بد نما۔

زِشتی : بُرائی۔

زَغَن : چیل۔ [زاغ و زغن: چیل کوّے]۔

زَقوم : تھوہڑ۔

زُلال : صاف نتھرا پانی، میٹھا پانی۔

زُلفی: کواڑ اور چوکھٹ کے بازو میں جڑی ہوئی لوہے کی یا پیتل کی زنجیر، جس کی وجہ سے کواڑ کو چوکھٹ سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ زلفی کے بجائے کڑا بھی لگایا جاتا ہے۔ اُس کو اصطلاحاً گردانگ اور قلفی کہتے ہیں [اصطلاحات]۔

زَماں : زمانہ۔

زَمانِ پاستانی : گزرا ہوا زمانہ، پرانا زمانہ۔

روداد زمانِ پاستانی
یوں نقل ہے خامے کی زَبانی

[گلزار، ۱۶]

زمانۂ دیریاز : لمبی مدّت۔

دل میں سوچا کہ اِتنے عرصۂ دراز، زمانۂ دیریاز تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہم سے فرقت، غیروں سے قربت رہی [فسانہ، ص ۳۲۹]

زمانہ سازی: ظاہر داری، بناوٹ، مکّاری، خوشامد [باغ، ص ۱۱۷]۔

زَمرّدیں : ہرا۔

زُمرَہ : گروہ۔

زَمزَمہ : موسیقی کی ایک اصطلاح: ایک یا دو سُروں کی ہلکی تکرار آواز میں ہلکے ارتعاش کے ساتھ۔ مجازاً: نغمہ [فسانہ، ص ۸۹]۔

زَمزَمہ پَرداز : نغمے گانے والا۔ مُغنّی۔

زَمہریر : سخت جاڑا۔ کرۂ ہَوا کا وہ طبقہ جو بہت سرد ہے۔ پُرانے حساب کے مطابق یہ کرۂ زمین کے اوپر اور کرۂ ہوا کے وسط میں ہے۔

زمیں بُوس ہوں : تعظیم کریں، فرشی سلام کریں، بہت جُھک کر آداب بجا لائیں۔

خدیوِ فلک ، شاہِ عالی گُہر
زمیں بُوس ہوں جس کے شمس و قمر

[بیان، ۱۱۳]

زمین جھَکائی : زمین پر پھینک دیا۔

ناری تھی پری، ہَوا بتائی
خاکی تھا بشر، زمیں جھکائی
سایہ سازمیں پہ جب گرا وہ
اُفتاد کو سوچنے لگا وہ

[گلزار، ۱۲۲۲]

زمین چومی: جھک کر آداب بجالایا۔

زمینِ شُور: بنجر زمین۔

زمیں گِھیر ہونا: لفظی معنی: کسی جگہ جم کر بیٹھنا، دھرنا دینا۔ زمین پکڑنا۔

ہوتا زمیں گِھیر کیا فرش پر
قدم اُس کے سایے کا تھا عرش پر
[گلزار، ۵۹]

(یہاں مراد یہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر کیوں پڑتا)۔

زمین میں گڑ جانا: بہت شرمندہ ہونا۔ شرمندگی سے سر اوپر نہ اُٹھنا۔

قدح لے کے نرگس جو ہووے کھڑی
تو خجلت سے جاوے زمیں میں گڑی
[بیان، ۱۴۸]

زُنّار: وہ سفید لکیر جو نگینوں میں قدرتی طور پر آڑی بنی ہوتی ہے۔

ع: نہ ٹوٹی شیخ سے زُنّارِ تسبیحِ سلیمانی
[سودا، ص ۴۶]

زُنّار: سوت کے دھاگے کی وہ تہری لٹ، جو اونچی ذات کے ہندو، خصوصاً برہمن بدّھی کی طرح پہنتے ہیں: جنیو۔

زُنْبَق: ایک طرح کا سفید پھول جو نرگس کی قسم سے اور دھتورے کے پھول سے مشابہ ہوتا ہے۔ شاعروں نے معشوق کی ناک کو اس سے تشبیہ دی ہے۔

زَنْبُور: [تلفظ: زَمْبُور] لوہے کا بنا ہوا سنسی کی طرح کا ایک اوزار۔ (دانتوں والے ڈاکٹروں کے پاس بھی اِسے دیکھا جاسکتا ہے)۔

تھوڑی سی کھوپری اُس جوان کی تراش کر؛ چاہا کہ کنکھجورا، جو مغز پر بیٹھا تھا، زنبور سے اُٹھالیوے [باغ، ص ۱۰۹]۔

زَنْبُور: شہد کی مکھی [گلزار، ۱۸۰]

زَنْبُورِ سیاہ: کالی بھڑ [بھڑ کو "بَر" بھی کہا جاتا ہے]۔ [گلزار، ۸۱۱]۔

زَنْبُورِ عَسَل: شہد کی مکھی۔

زنجیر: ہاتھی کے ساتھ تعداد کے لیے یہ لفظ آتا ہے۔ دو زنجیر فیل: دو عدد ہاتھی۔

زنجیر کا گھر: قید خانہ۔

ع: زنجیر کا گھر مکاں تھا میرا [گلزار، ۹۲۹]

زَنَخ، زَنَخداں: ٹھوڑی (ٹھڈّی)۔

زِنداں: قید خانہ۔

زِندانی: قیدی۔

زندہ درگور: جیتے جی مُردہ۔ زندہ مگر مُردوں کی طرح۔

ایک مدّت تلک میں زندہ درگور تھا اور کئی بار مَلک الموت کے پنجے سے بچا ہوں [باغ، ص ۱۷۹]۔

زَنگ: [زنکبار۔ زنجبار] مشرقی افریقہ کا

ایک جزیرہ، جو مشرقی افریقہ کے بحری راستے میں غلاموں کی تجارت کا ایک زمانے میں بڑا مرکز رہا ہے۔ یہاں کی خاص پیداوار لونگ ہے [باغ، ص ۱۲۹]۔ دیکھیے: زنگی۔

زَنگ: گھنٹی، گھنگرو۔

ہم جوش کا ہو دل، تو رہے دہر سے بہ تنگ
باور نہیں، تو دیکھ کہ نالاں سدا ہے زنگ
[سودا، ص ۲۲۷]

زَنگولہ: گھنٹی، گھنگرو۔

زَنگی: زنگبار (یا زنجبار) کا رہنے والا۔

[افریقہ کے لوگ صحت مند، محنتی، جفاکش ہوتے تھے اور غربت عام تھی، یوں اُن لوگوں کو غلام بنا کر دُنیا کی منڈیوں میں بیچا جاتا تھا۔ اُن میں سے کچھ سپاہی اور محافظ بنالیے جاتے تھے اور باقی کام کاج کیا کرتے تھے۔ زنگ (زنگبار) ایک زمانے میں افریقی غلاموں کی تجارت کا بڑا مرکز رہا ہے، نیز یہ کہ افریقہ کے رہنے والے عموماً سیاہ فام ہوتے ہیں، اِن نسبتوں کی بنا پر "زنگی" اور "حبشی" عام افریقی سیاہ فام کے معنی میں بھی استعمال کیے جانے لگے]۔

زَن و زَوج: میاں بیوی۔ (مراد ہے بادشاہ اور اُس کی بیگم سے)۔

زن و زوج کے گھر میں ہے گی کرح
پیا کر ئے وصل کا تو قدح
[بیان، ۲۶۵]

زِنہار: ہرگز، کبھی، حاشا (نفی کی تاکید کے لیے)۔ [پناہ، اَمان]۔

آئیں تو چندی میں نہ یہ زنہار
گر حقیقت میں ہوئیں عصمت دار
[مثنویات، ۲۴۵]

زِنہار رنج نہ ہوتا: کبھی رنج نہ ہوتا، ہرگز رنج نہ ہوتا۔

رنج ہوتا نہ چھٹنے کا زنہار
تو نہیں، تیرے بھائی تیں ہزار
[مثنویات، ۳۵۳]

زَوج: بیوی، شوہر۔

اک ملک میں ایک صاحبِ فوج
رکھتا تھا محل میں بارور زوج
[گلزار، ۴۱۸]

زَوجِ بتول: حضرت فاطمہ کے شوہر، یعنی حضرت علی۔

علیؑ ولی، ابنِ عمِ رسول
لقب شاہِ مردان و زوجِ بتول
[بیان، ۷۳۰]

زُور: بہت۔ عجیب۔

ع: اے فلک! زُور انقلاب ہوا (ناسخ)

محبت نے یہ چاشنی زُور دی
کہ تن کے تئیں جیتے جی گور دی
[بیان، ۱۸۹۲]

زُور چیز ہو، کتنے بے تمیز ہو [فسانہ، ص ۸۲]

میرے دشمن در گور مردار خور ہیں؟
آپ بھی کچھ زُور ہیں [// // ص ۸۱]

گھر میں وہ زُور رقم، طرفہ توم تھی [// // ص ۱۵۶]۔

زدار: مکر، دغا، فریب۔

اب سُنیں صاحبانِ عقل و شعور
ہے یہ دُنیا تمام مکر اور زدار
[مثنویات، ۱۲۳۸]

زُور تماشا ہوا: عجیب بات ہوئی۔

بدن تھرایا، اعضا اعضا میں رعشہ ہوا، یہ زُور تماشا ہوا [فسانہ، ص ۱۸۸]

زَورَق: چھوٹی کشتی، ڈونگی۔

زِہ: مُنڈیر، کنارہ، وہ اُبھری ہوئی اینٹیں یا کارنس جو مُنڈیر کے نیچے یا دیوار کے اختتام پر خوب صورتی کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

چقیں اور پردے بندھے زر نگار
دروں پر کھڑی دست بستہ بہار
کوئی ڈور سے در پر اٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا
[بیان، ص ۳۷۴]

زہر کھانا: جان دینا، مرنا، فدا ہونا۔ رشک کرنا، حسد کرنا۔ دشمنی کرنا، عداوت نکالنا۔

زہر کھائے مجھی پہ بیٹھے تھے: مجھی پر مرنے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

کیا مرے پیچھے ہاتھ دھو کے پڑے
زہر کھائے مجھی پہ بیٹھے تھے
[مثنویات، ۷۵۰]

زَہر مار کرنا: غصّے کی حالت میں کھانا پینا، بے دلی سے کھانا، پینا۔ کوئی ناپسندیدہ چیز کھانا۔

آدھا پیالہ جوان کی منّت سے میں نے بھی زہر مار کیا [باغ، ص ۵۷]۔

زہر مار آپ تو کریں افیوں
طرّہ یہ ہے کہ مجھ پہ رکھیں خوں
[مثنویات، ۷۵۵]

زُہرہ: نظامِ شمسی کا دوسرا بڑا سیارہ: ناہید۔ اِسے حُسن کی دیوی، مغنّیۂ فلک اور رقاصۂ فلک بھی کہتے ہیں۔

زَہرہ: پتّا۔ کنایتاً: دلیری۔

زُہرہ جبیں: دمکتی ہوئی پیشانی والی؛ مراد ہے: بہت خوب صورت۔

زہرِ ہلاہل: ایسا قاتل زہر جس کا توڑ کسی دوا سے نہ ہو سکے۔

زِہ: کلمۂ تعریف؛ واہ واہ! سبحان اللہ! کیا خوب! شاباش!۔

زِہے: کلمۂ تحسین: واہ واہ! سبحان اللہ۔ [زہے نصیب، زہے طالع: کیا اچھی

قسمت ہے]۔

زِیاد : زیادہ۔

ع: جو دیکھا تو تھا اُس سے ہے کچھ زیاد
[بیان، ۱۸۰۵]

بس خرابی نہ کر زیاد اپنی
فصد لے بانی فساد اپنی
[مثنویات، ۳۴۱]

تھا جو اِس فن میں دخل حد سے زیاد
ہم نشیں ہم کو کہتے تھے اُستاد
[مثنویات، ۶۰]

زیبندہ : زیب دینے والا، سجنے والا۔

وہ موتی کا لٹکن، زمرد کی پَر
لٹک جس کی زیبندہ دستار پر
[بیان، ۹۰۶]

زیب و زین: بناو سنگار، آرایش، سجاوٹ۔

زیر: دھیمی آواز، نیچا سُر۔ "بم" کا مقابل۔

زیر و بم: نیچی اونچی آواز، سُر کا اُتار چڑھاو۔

زیر: نقارے کا بایاں طبل۔ [دائیں طرف کے طبل کو "بم" کہتے ہیں]۔

کہا زیر سے بم نے بھر شکوں
کہ دِڈاں دِڈاں خوشی کی خبر کیوں نہ دِڈاں
[بیان، ۳۱۵]

زیر: نیچے۔

زیر دست: کم زور (زبردست کا مقابل)۔

پھرے بھاگتا مُور سے فیل مست
زبردست ظالم، پہ ہے زیر دست
[بیان، ۱۲۰]

زیر انداز: وہ کپڑا جو چلمچی (ہاتھ منہ دھونے کا ظرف) یا حقّے کی فرشی کے نیچے بچھایا جاتا تھا کہ پانی فرش پر نہ گرنے پائے۔

زیر باد: (باغ ص ۷۸، ۱۰۰) ڈنکن فاربس نے اپنے مرتبہ نسخہ باغ و بہار کی فرہنگ میں لکھا ہے کہ زیرباد ایک ملک کا نام ہے، جسے اب برما کہتے ہیں۔

زیرِ خاک مقیم ہوئے: قبر میں جا کے سُورہے، یعنی اِس دنیا سے چلے گئے۔

جو کہ تھے بادشاہِ ہفت اِقلیم
ہوئے جاجا کے زیرِ خاک مقیم
[مثنویات، ۱۳۸۴]

زیر دست: کم زور، ماتحت۔

زیرک : ہوشیار، عقلمند، بات کو جلدی سمجھ لینے والا۔

زیرکی : ہوشیاری، عقلمندی، دانائی۔

زیرِ لب: منہ ہی منہ میں، آہستگی کے ساتھ [گلزار، ۶۵۳]۔

زیرِ نگیں رہے: اُس کی حکومت میں رہے، اُس کے قبضے میں رہے۔

زیر و بم : دیکھیے: بم و زیر۔

زیر و زبر: تباہ و برباد۔

مجھ کو فلک نے کر دیا زیر و زبر، سنو [باغ، ص ۲۰]۔

زیر و زبر کیا: تباہ و برباد کیا۔

اِس دُنیا کی حرص میں ایک عالم کو زیر و زبر کیا۔ اتنا ملک جو لیا، اب تیرے کس کام آئے گا [باغ، ص ۱۱]۔

زیر و زبر کر کے: شکست دے کر، ہرا کر۔

اگر راستی میں اُس شہزادی کو ساتھ لے کر حاضر ہو، فبہا؛ وَاِلّا نہ، اُس کو زیر و زبر کر کے، مُشکیں باندھ کر لے آؤ [باغ، ص ۲۴۷]۔

زیست: زندگی۔

زیل: تیز باریک آواز۔

مُرمی اور کرنائے شادی کے دَم
لگے بھرنے زیل اور کھرج میں بَہم
[بیان، ۳۲۱]

زَین: زیب و زینت، آرائش، خوبی۔

وہ موتی کے مالے بہ صد زیب و زَین
کہیں جس کو آرامِ جاں، دل کا چَین
[بیان، ۵۰۵]

زین پوش: گھوڑے کی زین کے اوپر ڈالنے والا کپڑا، چار جامہ۔

شہر پناہ کی دیوار تلے گھوڑے پر سے اُتر، زین پوش بچھا کر بیٹھا [باغ، ص ۲۵]۔

ژ

ژاژ: سفید رنگ کی ایک سخت گھاس جو خاردار اور بدمزہ ہوتی ہے۔ اِس کی سختی اور بدمزگی کی وجہ سے اونٹ بھی اِسے نہیں کھاتا: اونٹ کٹارا۔ مجازاً: بیہودہ، لغویات۔

ژاژ خا: فضول، بیہودہ باتیں کرنے والا۔

ژالہ: اُولا۔

ژالہ باری: اُولے پڑنا۔

ژرف: گہرائی، عُمق۔

ژَرف نگاہ: گہری نظر رکھنے والا۔

ژَندہ پُوش: گدڑی پہنے ہوئے، خرقہ پوش۔ مجازاً: درویش، فقیر۔

ژَندہ رُود: پُرانا دریا؛ مجازاً: دریائے نیل۔

ژُوپیں: چھوٹا نیزہ۔

ژُولیدگی: اُلجھاو، پریشانی۔

ژُولیدہ حال: پریشاں حال، جس کا حال ابتر ہو۔

ژُولیدہ فکر: ذہنی اُلجھاو کا شکار، گنجلک، اُلجھے ہوئے خیالات رکھنے والا

ژُولیدہ مُو: بکھرے ہوئے بالوں والا۔

ژِیاں: غضب ناک، غصہ ور۔ [عموماً شیر کی صفت کے طور پر آتا ہے: شیرِ ژیاں]۔

س

سابع: سات۔

سابق الذّکر: جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہو۔

سابق از ایں: اِس سے پہلے۔

سابقین: پہلے، اگلے زمانے کے لوگ۔

فی زمانہ تو کیا، سابقین جو گوسِ لمنِ الملکی بجاتے تھے، اُن کے دیوانوں میں دس پانچ شعر...... ہوں گے [فسانہ، ۲۵]۔

ساپَن: گھوڑے کی گردن کے بالوں کی جڑ کے قریب کی بھونری (گرہ)۔ اگر بالوں کے دونوں طرف ہو تو بُری نہیں۔ وہ "ناگ" کہلاتی ہے۔ ایک طرف ہو تو بہت منحوس خیال کی جاتی ہے (بیان، ۷۵۶)۔

سات پیڑھی کو پُن کے رکھ دینا: پورے خانداں کو بُرا کہنا، گالیاں دینا، سات پشتوں کو کھنگال ڈالنا، اُن کے عیب بیان کرنا۔

ابھی سب کہ کے سُن کے رکھ دوں گی
سات پیڑھی کو پُن کے رکھ دوں گی
(مثنویات، ۹۱۲)

سات قلم: خوش نویسی کی سات روشیں، سات خط: ثلث، محقق، توقیع، ریحان، رقاع، نسخ، نستعلیق۔ ایسے خطاط کو، جو اِن ساتوں خطوں کا ماہر ہو "ہفت قلم" کہا جاتا تھا (بیان، ۴۴۴)۔

ساٹھ تار کا پتنگ: جس کی ڈور ساٹھ باریک تار (ڈور کے باریک تاروں سے) سے بٹی گئی ہو۔

مرزا انظر علی نے ساٹھ تار کا پتنگ منڈھا پھینک کر بڑھایا [فسانہ، ص ۱۵]۔

ساچق: ایک ترکی لفظ بہ کسرِ جیم فارسی ہے، مگر بہ فتح جیم فارسی رسم شادی میں مستعمل ہے (رسومِ دہلی)۔ جس دن دلھن کے گھر سے دولھا کے یہاں مہندی جاتی تھی، (دیکھیے: مہندی) اُس سے ایک دن پہلے دولھا کے یہاں سے دُلھن کے لیے چڑھاوے کا جوڑا جاتا تھا۔ اُس کے ساتھ دُلھن کے لیے کئی چیزیں ہوتی تھیں۔ ساچق کو "بَری" بھی کہتے ہیں۔ شرر نے گذشتہ لکھنؤ میں (ص ۳۸۶) اور مولوی سید احمد دہلوی نے رسومِ دہلی میں اِس سے متعلق بہت سی دل چسپ تفصیلات لکھی ہیں، اُنھیں دیکھا جا سکتا ہے۔

ساحرِ شب گشت: چاند [لفظی معنی: رات کو گھومنے والا جادوگر]۔

جس وقت ساحرِ شب گشت عاملِ صبح کی آمد کے دبدبے سے بھاگا [فسانہ، ۲۵۵]۔

ساحرِ فلکِ چہارم: سورج۔ [لفظی معنی:

چوتھے آسمان کا جادوگر۔ پُرانے حساب کے مطابق سورج چوتھے آسمان پر ہے]۔

ساحرِ فلکِ چہارُم بہ شوکت و باحشم طلسمِ مشرق سے نمودار باجوش وخروش ہوا[فسانہ، ۲۵۰]۔

سادہ: بے ہُنر، بے وقوف، بے سلیقہ۔

نقش اِس کو ہوا کہ بس وہی ہے
اِن سادوں سے کندہ کب ہوئی ہے
[گلزار، ۳۶۹]

[اِس شعر میں یہ لفظ اِس رعایت سے آیا ہے کہ "سادہ کار" سُنار کو کہتے ہیں؛ جو سونے چاندی کے زیوروں پر عمدہ کام (نقش و نگار) بناتا ہے اور اِسی رعایت سے پہلے مصرعے میں "نقش" اور دوسرے مصرعے میں "سادہ" آیا ہے۔ دیکھیے: کندہ ہونا]۔

سادہ دل: بھولا بھالا، سیدھا، سادہ، صاف دل، بے کینہ۔ چھل فریب سے خالی۔

تقریر جو بھولے پن کی پائی
وہ سادہ دل اُٹھ کے گھر کو آئی
[گلزار، ٦٦٢]

سادہ دلی: صاف دلی، سادہ لوحی، نادانی۔

ع: ظالم! تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر
(قائم)

سادہ دماغ: بے عقل، ذہن سے خالی، بے حس۔

سادہ رُو: جس کے ابھی داڑھی مونچھ نہ نکلی ہو، اَمرد۔ مجازاً: بھولا بھالا۔

سادہ کار: سُنار۔ سونے چاندی پر عمدہ، نازک، نفیس نقاشی کا کام بنانے والا۔

سادہ لوح: نادان، بھولا، بے وقوف۔

سادہ مزاج: جس میں تکلف اور بناوٹ نہ ہو، سادہ طبیعت، سادگی پسند۔

سادہ مزاجی: صاف دلی، بے تکلفی۔

سادہ مزاج ہے: بڑے بھولے ہو، بہت احمق ہو۔

طالِبِ وصل جو ہوئے ہم سے
ہے گا سادہ مزاج جَم جَم سے
(مثنویات، ۱۴۴۴)

سار: مانند، طرح۔

سارا: خالص۔

ساربان: اونٹ چلانے والا۔ اونٹ کی سواری کے ساتھ رہنے والا شخص۔ شتربان۔

ساریاں: سب، ساری۔

سُنہری، مُرَصّع چھتیں ساریاں
وہ دیوار اور در کی گُل کاریاں
(بیان، ۳۷۷)

سارے ڈھیل میں زبان حلال ہے: انسان کو چاہیے کہ جو وعدہ کرے، اُسے

پورا کرے۔ سارے ڈیل میں زبان حلال
ہے، مرد کو چاہیے کہ جو کہے، سو کرے۔
[باغ، ۷۲]

سازِش: خفیہ تدبیر یا کارروائی۔ کسی بُرے مقصد کے لیے دو یا زیادہ افراد میں اتحاد وتعاون، میل، رابطہ۔[اِس شعر میں یہ لفظ اِنھی آخری معنوں میں آیا ہے]:

پیارا ہے مرا یہ آدمی زاد
رکھیو اِسے، جس طرح مری یاد
انسان ہے، چاہے کچھ جو سازش
مہمان ہے، کیجیو نوازش
[گلزار، ۷۷-۱۷۶]

ساز کیا: انتظام کیا، تیاری کی، سامان کیا۔

ہر سو تھے جس طرح کے انداز
شادی کا خوشی خوشی کیا ساز
[گلزار، ۱۵۱۴]

ساعَت: وقت کی کوئی اِکائی: گھنٹا، مختصر وقفہ، تھوڑی دیر۔ کسی کام کے لیے مناسب یا مبارک وقت۔

ساعت ٹھہرائی: جوتشیوں نے شادی کا وقت مقرر کیا کہ یہ گھڑی (یہ ساعت) اِس کام کے لیے مناسب اور مبارک ہے۔

سیارہ شناس کو بلایا
ساعت ٹھہرائی، دن دِکھایا
[گلزار، ۹۹۹]

ساعتِ سعید: مبارک گھڑی، شبھ گھڑی۔

[باغ، ۱۹۲]

ساعِد/ساعَد: کلائی، ہاتھ کے پہنچے سے کہنی کے نیچے تک کا حصہ۔

وہ ساعد، وہ بازو بھرے گول گول
برابر ہو اَلماس کے جس کا مول
(بیان، ۸۶۵)

گول اُس کے ستوں: تھے ساعِدِ حور
چلمن: مژگانِ چشمِ مخمور
[گلزار، ۲۱۹]

ساعی: کوشش کرنے والا[سَعی: کوشش]۔

ساعی تھی یہ دل پہ کہنے والی
راہ اُس نے سُرنگ کی نکالی
[گلزار، ۲۰۱]

ساغری: گھوڑے یا گدھے کی مقعد۔

پیتا ہوں ساغر سے ساقی جو میں پیاپے
صد چاک اِس الم سے زاہد کی ساغری ہے
[تاریخ، اردو لغت]

ساق: پنڈلی۔

ساقِ سیمیں: چاندی جیسی پنڈلی۔

ساقِ عرش: عرش کا پایہ۔

ساقِط: رد کیا ہوا، گرا ہوا، ناکارہ، بے کار۔ موقوف۔

نیل آنکھوں سے اب تو ڈھلتا ہے
نبض ساقط ہے، دَم نکلتا ہے
(مثنویات، ۱۳۷)

[نبض کی حرکت بند ہو چکی ہے۔ دم نکلنے والا ہے]۔

ع: کہیں ساقط ہے مثلِ نبضِ علیل

(باغ، ۶۱۴)

[بیمار کی نبض کی طرح ہے جس کی حرکت اِس قدر کم ہو چکی ہے کہ معلوم نہیں ہوتی]۔

ساقِطُ الاختیار: حکومت یا اقتدار سے معزول۔ جس کے اختیارات چھین لیے گئے ہوں، بے اختیار۔

ساقِطُ المعیار: معیار سے گرا ہوا۔

ساقہ: فوج کا وہ حصہ جسے پیچھے رکھا جاتا ہے۔

پھر میمنہ، میسرہ، قلب و جناح، ساقہ و کمیں گاہ درست کر دیا[فسانہ، ص ۲۵۶]۔

ساقیِ ازل: مراد ہے: خدا۔

ساکنِ خانۂ سَلاسِل: زنجیروں کے گھر میں رہنے والی، یعنی زنجیروں میں قید۔ (سَلاسِل: زنجیریں)۔

وہ ساکنِ خانۂ سلاسل
یعنی وہ بکاولیؔ بے دل

[گلزار، ۸۹۸]

سالِک: راہ چلنے والا، صوفیوں کی اصطلاح میں وہ شخص جو خدا سے قریب ہونے کا خواہش مند اور طلب گار ہو اور عقلِ معاش بھی رکھتا ہو۔ (مجذوب کے برخلاف) پابندِ شریعت درویش۔

سام: مشہور ایرانی پہلوان رستم کے دادا کا نام۔

سامری: اُس شخص کا نام جس کا قرآن پاک میں ذکر آیا ہے کہ اُس نے بنی اسرائیل کو (حضرت موسیٰ کے زمانے میں اُن کی عدم موجودگی میں) سنہرے بچھڑے کی پرستش پر آمادہ کر لیا تھا۔ یہ بچھڑا دھات (سونے چاندی) سے بنایا گیا تھا اور اُس میں سے آواز نکلتی تھی[تفصیل کے لیے دیکھیے دائرۂ معارفِ اسلامیہ (لاہور) دسویں جلد]۔ مجازاً: جادوگر۔

سامریِ فن: اپنے فن کا اُستاد، باکمال۔ بڑا جادوگر۔

سامِعہ: سننے کی قوت، سماعت۔

سامِعہ نواز: کانوں کو بھلا لگنے والا، سننے میں اچھا لگنے والا۔

سامِعہ خراش: سماعت کو تکلیف پہنچانے والا۔

سامھنے: سامنے۔ ["سامنے" کی قدیم صورت]۔

ساں: طرح، مثل۔ [شمع ساں: شمع کی طرح]۔

ع: شمع ساں جل گیا کبھی خاموش

(مثنویات، ۱۱۴)

سانپ کے پانو پیٹ میں ہوتے ہیں:

بدذات کی بُرائی ظاہر نہیں ہوتی۔

سائیں: گھوڑے کی گردن کے بالوں کی جڑ کے قریب کی بھونری۔ اگر صرف ایک طرف ہو تو منحوس سمجھی جاتی ہے۔ (دیکھیے: بھونری)۔

سانٹ / سانٹھ: رسّی جس میں گرہ پڑی ہوئی ہو۔ گتھی، گرہ۔ سازش۔

سانٹ مِلی ہوئی ہے: سازش ہے، ملی بھگت ہے۔

ٹھگ نہ تنہا چڑھے ہیں اس کی آنٹ
مل رہی ہے اُچکّوں سے بھی سانٹ
[سودا، ص ۲۷۷]

سانٹھ لڑی تھی: سازش تھی۔

لڑی تھی زبس سحر سے اُس کی سانٹھ
شب و رُوز کو دے رکھا اُس نے گانٹھ
(بیان، ۹۴۳)

سانٹھ مار: ہاتھی کے نگہبانوں کا ایک گروہ، جن کے پاس چھوٹے چھوٹے ڈنڈے (سونٹے، سانٹے) ہوتے تھے۔ جب کبھی ہاتھی مستی میں آکر بے قابو ہو جاتا تھا تو یہ لوگ سانٹوں کی مدد سے اُسے قابو میں لانے کی کوشش کرتے تھے
[فسانہ، ص ۱۷۸]۔

سانحہ: پیش آنے والا واقعہ۔ واقعہ، حادثہ، عجیب بات۔

یہ سانحہ اُس میں دیکھ کے قریب تھا کہ شہزادہ شادی مرگ ہو (ص ۶۸)۔

سانڈ: جوان، تیز رفتار، لمبی مسافت طے کرنے والا اونٹ۔

سانڈنی: تیز رفتار اور لمبا فاصلہ طے کرنے والی اونٹنی، جو نر کی نسبت لمبی منزل طے کرتی ہے اور تیز چلتی ہے۔
(اصطلاحات)

دو سانڈنیاں خرید لیں اور کجاووں پر سوار ہو کر ملکِ صادق کے مُلک کی راہ لی۔
[باغ، ۲۳۶]

سانس پانا: مُہلت پانا، آسرا پانا (نور):

اے کاش! میں کچھ بھی سانس پاتا
جی کھول کے داغ دل دِکھاتا
[گلزار، ۶۲۵]

سانس نہیں ہے ایک دم کی: دیکھیے: ایک دم کی سانس نہیں۔

سانگ (سُوانگ): نقالی، بہروپ، بھیس۔ تماشا، شعبدہ، کھیل۔

سانگ تھوڑا ہے، رات بڑی ہے:

کہاں تک کہوں اُس کی خوبی کی بات
کہ تھوڑا ہے سانگ اور بڑی ہے یہ رات
(بیان، ۹۵۴)

[چوٹی کی تعریف میں: مراد یہ ہے کہ کہنے کے لیے تو بہت کچھ باقی ہے؛ مگر

لفظ کم ہیں اور رات (چھوٹی) بڑی ہے]۔

سانگ باقی بہت ہیں شب کم ہے / رات تھوڑی ہے اور سانگ بہت ہے: یہ ایسے موقعے پر کہتے ہیں جب وقت کم ہو اور کام زیادہ۔

دوسرے اور اب یہ ماتم ہے
سانگ باقی بہت ہیں، شب کم ہے

خاک تسکینِ جانِ زار کریں
اب وصیّت کریں کہ پیار کریں
[مثنویات، ۱۸۰۔ ۱۶۱۷]

ساوَنت: بہادر۔

سائر: سب، کل۔

(۲) گردش کرنے والا، پھرنے والا۔

سائیں اَللہ: فقیروں کا کلمہ خطاب۔

یا سائیں اَللہ! تمھارے دیدار تو میسّر ہوئے۔[باغ، ۱۱۳]۔

سایباں / سائباں: خیمے کے آگے جو کپڑے یا بانات وغیرہ کا نم گیرا، شامیانہ کھڑا کر لیتے ہیں۔ دھوپ یا مینہ سے بچنے کے لیے مکان کے آگے جو چھجّا سا بنا لیتے ہیں۔

کھیتوں، باغوں میں پودوں کو دھوپ کی تمازت سے بچانے والا گھاس پھوس کا چھپّر؛ اُسارا۔

سایہ: بھوت پریت، جن وغیرہ کا اثر۔

مجنوں ہو اگر، تو فصد لیجے
سایہ ہو، تو دوڑ دھوپ کیجے
(گلزار، ۷۲۵)

مشکل اِس سایے کا اُتارا ہے
اِس کو تو اک پری نے مارا ہے
[مثنویات، ۵۱۹]

سایہ آسا: سایے کی طرح [آسا: طرح، مانند]۔

چار آنکھیں ہوئیں، تو تھی شناسا
قدموں پہ گری وہ سایہ آسا
(گلزار، ۲۹۳)

[چلتے وقت، سورج کے چڑھاو اور اُتار کے لحاظ سے، آدمی کا سایہ اُس کے قدموں پہ پڑتا ہے]۔

سایہ اَفگن: سایہ ڈالے ہوئے، جھکی ہوئی۔

بھویں گھنی اور آنکھوں کے اوپر سایہ افگن تھیں [کہانی، ص ۳۰]۔ یعنی آنکھوں پر جھکی رہتی تھیں۔

سایہ فگن (سایہ اَفگن): سایہ ڈالنے والا۔

وہ قد اِس لیے تھا نہ سایہ فگن
کہ تھا کُل وہ اک معجزے کا بدن
(بیان، ۵۴)

سایے کا اُتارا مشکل ہے: اِس آسیب سے نجات پانا مشکل ہے۔

ع: مشکل اِس سایے کا اُتارا ہے
(مثنویات، ۵۱۹)

سُبْحَانَ اللہ: تعریف کا کلمہ ہے۔ لفظی معنی: پاک ہے اللہ۔ تعریف، اعتراف اور تعجب کے مفاہیم کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال میں آتا ہے۔

سُبحان اللہ! کیا صانع ہے کہ جس نے ایک مٹھی خاک سے کیا کیا صورتیں اور مٹی کی مورتیں پیدا کیں [باغ، ۳]۔

سُبْحَہ: تسبیح۔

سُبْحَۂ زوّار: زیارت کرنے والوں کی تسبیح۔

سَبَد: ٹوکرا، ٹوکری۔

سَبَدِ گُل: پھولوں کی ٹوکری۔

سَبَد: سادھو، سنتوں کے ایسے بھجن جن میں معبودِ مطلق کا ذکر ہو، جیسے: کبیر کے سبد۔

سبز باغ: وہ ہرے بھرے پیڑ جو جادو گر اپنے کمالِ فن سے آن کی آن میں چادر کے نیچے سے نکال کر دکھادے۔ مجازاً: بے حقیقت چیز، فریب، خیالی چیز۔

غافل تھے کہ سبز باغ ہے یہ
اپنے ہی جگر کا داغ ہے یہ
[گلزار، ۵۱۲]

سبز باغ دکھانا: جھوٹے وعدے سے بہلانا پھسلانا، دھوکے میں ڈالنا۔

داغوں پہ دیے ہیں داغ تو نے
دکھلائے ہیں سبز باغ تو نے
[گلزار، ۵۹۹]

سبز بخت: خوش نصیب۔

سبز پری: (۱) ہرا لباس پہنے ہوئے ایک داستانی پری کا نام، خیالی پری۔ (۲) خوب صورت عورت۔ (۳) کنایتاً: بھنگ۔

سبز فام: سبز رنگ والا، کنایتاً: معشوق۔

سبز قدم: منحوس۔

سبزہ: کسی قدر سیاہی مائل سفید رنگ گھوڑا؛ یعنی سفیدی میں میلا پن ہو۔ عام طور پر بدرنگ سمجھا جاتا ہے۔

سبزۂ بے گانہ: وہ گھاس جو اپنے آپ اُگ آئی ہو۔ بے موقع اُگی ہوئی گھاس؛ مالی عام طور پر ایسی گھاس کو کھود کر پھینک دیتے ہیں۔

سبزیاں: سبزی کی جمع۔ سبزی: بھنگ۔

خوشی سے ہوئے بس کہ سر سبز دل
لگے سبزیاں پینے آپس میں مل
(بیان، ۱۹۴۶)

سَبْعَہ: سات۔

سَبْعہ سیارہ: (پرانے حساب کے مطابق) سات گردش کرنے والے ستارے۔ یہ حسبِ ذیل ہیں: چاند، عطارد، زُہرہ،

سورج، مریخ، مشتری، زُحل۔

سُبُک / سَبُک: ہلکا، کم وزن۔ نازک، باریک، لطیف۔

(۲) وہ شخص جس میں وقار، متانت نہ ہو، اوچھا، ہلکا۔

سبک بار: ہلکے بوجھ والا۔ کنایتاً: اکیلا، فارغ البال، جس کے ذمّے بیوی بچوں کی ذمّے داریاں نہ ہوں۔

سبک تر: بہت ہلکا۔

سبک جَست: نہایت تیزی کے ساتھ جست لگانے والا۔ مراد ہے: تیز رفتار۔

سبک دست: جلدی کام کرنے والا، ہلکر تیلا۔

رنگ ریز سبک دست، طبیعت کے تیز
[فسانہ، ۸]۔

سبک رَو: تیز رفتار۔

سبک رَوی: رفتار کی تیزی۔

سَبُو: گھڑا۔

خوب بھر کر لگا دے مُنہ سے سبو
خیر ٹوٹے جو- ٹوٹتا ہے وضو
[مثنویات، ۳۶۰]

سَبُوچہ: چھوٹا گھڑا، ٹھلیا۔

سُبھاو: خاصہ، خصلت، انداز، رنگ ڈھنگ، طور طریق، عمدگی۔

ولیکن یہ خوبوں کا دیکھا سُبھاو
کہ بگڑے سے دونا ہو اُن کا بناو
(بیان، ۱۴۷۷)

سُبھ لگن: اچھا وقت، اچھی ساعت، جب دو اچھے سعد ستارے یک جا ہوں، شُبھ گھڑی۔

سپاس: شکر گزاری، شکریہ، احسان مندی۔

سپاس گزار: احسان مند ہونے، ممنون ہونے کا اظہار کرنے والا۔ شکر بجا لانے والا، شکریہ ادا کرنے والا۔

سپاہ گری: سپاہی کا کام [جیسے: سپاہ گری کے چھتیس فن ہیں (آصفیہ)]۔

تیز دیکھیے: کسب۔

سِپَر: ڈھال۔ [تلوار کی ضرب سے محفوظ رہنے کے لیے ڈھال استعمال کی جاتی تھی، جسے زیادہ تر گینڈے کی کھال سے بنایا جاتا تھا]۔

سِپَنْد: دیکھیے: اِسپند۔

سِپَنْدِ چشم بد: بری نظر سے بچانے کے لیے آگ پر اِسپند ڈالا جارہا ہے [دیکھیے: اِسپند]۔

اَفروختہ آتش حسد ہے
جلنا یہ، سِپَنْدِ چشم بد ہے
[گلزار، ۱۱۹۶]

سِپَنْدِ خوش بیانی: نقطے دار حرفوں پر جو

نقطے لگائے جاتے ہیں، اُنھیں مشابہت کے لحاظ سے اسپند کے دانے کہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اسپند نظرِ بد کو دور کرتا ہے، اُسی طرح میری تحریر کے نقطے میری خوش بیانی اور خوش گوئی کو نظرِ بد سے محفوظ رکھیں گے:

نقطے: ہوں سپندِ خوش بیانی
جدوَل: ہو حصارِ سحر خوانی
[گلزار، ۱۴]

سِپِہر: آسمان۔

سِپِہرِ دُوتاہ/دُوتا: جُھکا ہوا آسمان۔

ع: رہے رکوع میں تا قامتِ سپہر دوتاہ
(سودا، ۱۴۸)

سپہ سالارِ انجم: چاند۔

جس وقت خسروِ خاور آرام گاہِ مشرق سے بر آمد ہو کے ......اور سپہ سالارِ انجم مع سوار، پیدل ثوابت و سیار کے کوہِ مغرب کی طرف فراری ہوا۔
[فسانہ، ۳۲۲]

سُپیاریاں: سُپیاری کی جمع۔ سُپیاری: سُپاری: چھالی، ڈلی (جسے کتر کر پان کے ساتھ کھاتے ہیں)۔

اور چو گھروں میں کھلوریاں اور چکنی سُپیاریاں اور لونگ الاچیاں ...... لا کر رکھیں [باغ، ۷۸]۔

سَتّار: عیب چھپانے والا۔ خدا کا ایک صفاتی نام۔

عُریانی کے ننگ سے لجائیں
ستّار کی سب نے قسمیں کھائیں
شہ زادے نے کر کے پاس اُن کا
خلعت سا دیا لباس اُن کا
[گلزار، ۴۳-۱۲۵۲]

[لباس جسم کو چھپانے (ڈھانکنے) کے کام آتا ہے، اِسی نسبت سے یہاں اِس لفظ کو قسم کے لیے لایا گیا ہے]۔

ستاروں کے پردے: دیکھیے: پردے۔
(بیان، ۳۳۸)

ستارہ بیں: ستارے دیکھنے والا، یعنی نجومی یا جوتشی۔

خوش ہوتے ہی طفلِ مہ جبیں سے
ثابت یہ ہوا ستارہ بیں سے
پیارا یہ وہ ہے کہ دیکھ اِس کو
پھر دیکھ نہ سکیے گا کسی کو
[گلزار، ۲۵]

ستارہ داں: نجومی، جوتشی۔

راجا نے ستارہ داں بلایا
سَعدَین کا زائچہ ملایا
(گلزار، ۱۳۰۹)

ستارے: ایک قسم کی آتش بازی، جس میں سفید پھول ایسے برستے ہیں جیسے ستارے جھڑ رہے ہوں [باغ، ۵۶]۔

ستارے کا نَل: گھوڑے کی پیشانی پر سفید

بالوں کی چتی، جو ہاتھ کے انگوٹھے کے سرے کے نیچے چھپ جائے۔ ایسا گھوڑا "ستارہ پیشانی" کہلاتا ہے اور بہت منحوس سمجھا جاتا ہے۔
(بیان، ۷۵۵)

سَتر: پردہ ڈالنا، چھپانا۔ اصطلاحاً: عورت مرد کا وہ حصۂ جسم جس کا چھپانا شریعت کے لحاظ سے واجب ہے۔ مرد عورت کے وہ خاص مقامات جن کے کھلے رہنے سے شرم آئے، اُن کا چھپانا۔

سَترِ عورتین: مردوں، عورتوں کے دونوں طرف کے مخصوص مقامات [جنسی اعضا] جن کا چھپانا شرم و حیا کا تقاضا ہے۔

کھاروے کا لنگوٹ سترِ عورتین کی اُوٹ۔
گلے میں محمودی کی کفنی [فسانہ، ۲۷۲]۔

سَتر ڈھکتا ہے: بدن کے جن مقامات کو چھپانا چاہیے، وہ چھپ جاتے ہیں۔

ہم اچکن یا انگرکھے کو اچھا کہیں گے کہ اِس سے ستر ڈھکتا ہے اور آدمی بھاری بھرکم معلوم ہوتا ہے [کہانی، ۲۷]۔

سَتر کُشا: پردہ ہٹانے والا۔ راز کو ظاہر کرنے والا۔

سَتر کُشائے معنی و حرف: الفاظ اور معانی کے راز ظاہر کرنے والا۔ الفاظ اور معانی پر جو پردے پڑے ہوئے ہیں، اُنھیں ہٹانے والا، یعنی حالات ظاہر کرنے والا؛ چھپی ہوئی حقیقتوں کو ظاہر کرنے والا۔

خوبیں رَقمی سے کلکِ شنجرف
ہے سَتر کُشائے معنی و حرف
(گلزار، ۶۸۴)

سُت گیا: منہ اُتر گیا [سُت جانا: دُبلا ہو جانا]۔

آئنہ تو اُٹھا کے دیکھ ذرا
سُت گیا دو ہی دن میں مُنہ کیسا
[مثنویات، ۱۳۵۷]

سَت لڑا: سونے، چاندی کی زنجیروں کا بنا ہوا ہار کی قسم کا زیور، جس میں سات زنجیریں ہوتی ہیں۔

ستم ظریف: ہنسی ہنسی میں ظلم کرنے والا، جس کی ظرافت میں شرافت، شائستگی بھی شامل ہو۔

سَتوانسا: حمل کے زمانے کی ایک رسم، جو اکثر پہلے حمل میں برتی جاتی تھی۔ اِس میں حاملہ عورت کے میکے سے حاملہ کے لیے جوڑا، مسّی، عطر، تیل، کنگھی، پھولوں کا گہنا، اور نقدی وغیرہ آتی ہے۔ میکے والے آکر حاملہ کو دُلھن بناتے اور اُس کی گود میں سات قسم کی ترکاریاں، سات قسم کی مٹھائیاں، پھل، ناریل، میوہ اور کچھ روپے ڈالتے تھے [کبھی لوگ ستوانسے کو ساتویں مہینے اور بعض لوگ نو ماسے (حمل کے نویں

مہینے) میں یہ رسم ادا کرتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے رسوم دہلی۔

جب ستوانسا ہوا اور اَن گنا مہینا گزر کر پورے دن ہوئے [باغ، ۱۸۶]۔

(اَن گنا مہینا: حمل کا آٹھواں مہینا)۔

سَتْوانْسا: وہ بچہ جو ساتویں مہینے پیدا ہوا ہو۔

سُتُور: چوپایہ، خصوصاً گھوڑا، خچر، بیل۔

سَتھْوارا [سِتورا، سَتھورا]: روا، یا گیہوں کا آٹا، شکر، سونٹھ، گوند اور میوہ ڈال کر بنا یا ہوا حلوا، جو زچہ کو کھلایا جاتا تھا۔

اور بجی، تو دائی جنائی کو کیا دوں گی اور چچا کو ستھوارا، اَچھوانی کہاں سے پلاؤں گی [باغ، ۲۱۱]۔

سَگلو: بیہودہ، بے سلیقہ، بے وقوف (عورت)۔

کچھ سیمو سلگو ہی نہ گاویں کی بجا ڈھول
ڈنکا ہے دمامے کا، یہی مصرع اَن مول
(سودا، ۲۱۶)

سَگلو: بیہودہ، بے سلیقہ، بے وقوف (مرد)۔

سَگلی: بیہودہ، کم حیثیت۔

سِتُورا، سَتھورا: دیکھیے: ستھوارا۔

سِٹھنِیاں: وہ گالیاں جو بیاہ میں سمدھنوں کو دی جاتی ہیں۔

وہ فحش گیت جو سمدھنوں کو مخاطب کر کے شادی میں ڈومنیاں گاتی ہیں۔

ڈومنیوں کا سٹھنیاں گانا، دولھا دلہن کا شرمانا [فسانہ، ۱۴۲]۔

سجّادہ نشینِ چرخِ اوّل: چاند۔

جب کہ سجّادہ نشینِ چرخِ اوّل با مجمعِ مریدانِ کواکب حجرۂ مغرب میں روپوش ہوا [فسانہ، ۲۵۰]۔

سجدہ گاہ: خاکِ شفا یا لکڑی کی [گول مستطیل، محراب نما] ایک ٹکیا۔

شیعہ حضرات نماز پڑھتے وقت سجدے کے لیے پیشانی اُس پر رکھتے ہیں [دیکھیے: خاکِ شفا]۔

سُٹْپَٹانا: ہچکچانا۔

اُس نے پوچھا: آج کہاں آرام کرو گے؟
وہ سٹپٹا کر بولا: جہاں تم کہو۔
[فسانہ، ۱۹۹]

سَحاب: بادل۔

سَحابِ کَرَم: سخاوت کا بادل، مراد ہے سخاوت (بیان، ۲۹۱)۔

سَحابِ تگرگ بار: اولے برسانے والے بادل۔

سَحابِ مَطِیر: برسنے والا بادل۔

سِحر آگیں: جادو سے بھرا ہوا، جادوئی۔

اُڑتے ہی وہ تختِ سحر آگیں
کیا دور تھا گلشنِ نگاریں
(گلزار، ۱۴۲۸)

سحرِ سامری: وہ جادو جو سامری کو معلوم تھا اور جس سے اُس نے گوسالہ (بچھڑا) بنایا تھا۔ جو بولتا تھا اور بنی اسرائیل نے اُسے خدا مان لیا تھا۔

سحر گاہ: صبح کے وقت۔

بولا وہ فسردہ دل سحر گاہ
کیا سرد ہَوا ہے واہ واواہ!
[گلزار، ۱۸۶]

سخت: بہت۔ دل سخت اُداس ہوا یعنی بہت اُداس ہوا [باغ، ۱۴۴]۔

سخت جانی: خراب سے خراب حالات میں زندہ رہنے کی طاقت، قوتِ برداشت، مصیبت کی برداشت۔

حاصل اِتنا تھا اِس کہانی سے
ہم رہے جیتے سخت جانی سے
[مثنویات، ۱۸۱۹]

سَخُن، سُخَن: کلام، بات، شاعری۔

سخن آشنا: شعر و شاعری کا ذوق رکھنے والا، شعر کو سمجھنے والا۔

سخن پَرَستی: شاعروں کی قدر دانی، شعر کہنے کی خواہش۔

ختم اِس پہ ہوئی سخن پرستی
کرتا ہے زباں کی پیش دستی

[قلم کی خوبیوں کا بیان ہو رہا ہے متعلقہ اشعار میں، اِس نسبت سے یہاں سخن پرستی کے معنی ہوں گے: شعر لکھنے کی خواہش۔ یعنی میرا قلم بڑا سخن پرست ہے، اُسے شعر لکھتے رہنے کا بہت شوق ہے]۔

سخن تکیہ: کوئی لفظ یا جملہ جو اِس طرح زبان پر چڑھ جائے کہ موقع بے موقع گفتگو میں مُنہ سے نکلے: تکیہ کلام۔

سخن رَس: سخن فہم، شعری نزاکتوں، باریکیوں کو سمجھنے والا۔

یہ دعوا گو کوئی شاعر نہ مانے
پر اِس کو، جو سخن رس ہو وہ جانے
[سودا، ۲۹۵]

سخن سَاز: باتیں بنانے والا، مکار، جھوٹا۔ (۲) بات کو بنانے والا، بات کو اچھی طرح، سلیقے کے ساتھ کہنے والا، خوش تقریر:

پہچان کے خال و خط سے انداز
یہ چپ جو رہی تو وہ سخن ساز
بولی: کہو کیوں؟ کہا کہ مانا
پر کھوئے ہوئے کا کیا ٹھکانا
[گلزار، ۸۳-۹۸۲]

سخن سَنج: شاعری کے نِکات کو سمجھنے والا، شاعرانہ قدر و قیمت کو آنکنے والا، کلام کی خوبیوں کو سمجھنے والا۔

سخن گو: بات کرنے والا، شعر کہنے والا، شاعر۔ نسیم نے اِسے نثر نگار (نثر لکھنے

والے) کے معنی میں نظم کیا ہے۔

ہر چند سُنا گیا ہے اِس کو
اردو کی زَبان میں سخن گو
(گلزار، ۷)

[مراد ہے منشی نہال چند لاہوری سے، جنھوں نے اِس داستان کا اردو نثر میں ترجمہ کیا تھا]۔

سد: دیوار، رکاوٹ۔

سَدِّ راہ: راستہ روکنے والا۔

سَدِّ رَمَق: تھوڑی سی، ذرا سی۔ تھوڑی سی غذا جو زندہ رہنے کے لیے کافی ہو۔ تھوڑی سی زندگی، آخری سانس۔

سدھ: ہوشیاری، خیال، خبر۔

نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی
(بیان، ۱۵۱۶)

نہ سُدھ گھر کی لی اور نے راہ کی
جب آئی ذرا سُدھ، تو پھر آہ کی
(بیان، ۱۵۸۶)

سَدیدی: علمِ طب کی ایک مشہور کتاب کا نام۔

سُر: ساز کے کسی پردے کی آواز۔

موسیقی دانوں نے آواز کی بلندی و پستی کے سات درجے مقرّر کیے ہیں، ہر ایک کو "سُر" کہتے ہیں۔

سِر: بھید۔

سَر آمد: برتر، افضل، برگزیدہ، سب سے بڑھ کر۔

سر آنکھوں سے: دلی خواہش، ادب اور احترام کے ساتھ۔

نیز، اب بھی رَفعِ شَر جو چاہو
سر آنکھوں سے چل کے بچّہ سا ہو
(گلزار، ۴۸۱)

[فارسی کے کلمے "بہ سرو چشم" کا ترجمہ کر لیا گیا ہے]۔

سَراب: وہ ریت (ریگستان میں) جس پر دھوپ میں دور سے پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ مجازاً: دھوکا، فریب، معدوم۔

سَراپا: سر سے پیر تک (پورا جسم)۔

سَراپا زَباں ہو: سارا جسم زبان بن جائے، یعنی بیان کرنے کی کتنی ہی کوشش کی جائے۔

سَراپا اگر ہو زَباں، میرا تن
سراپا میں اُس کے کروں کیا سخن
[بیان، ۸۵۰]

سَراپردہ: وہ اونچی قنات جو خیمے کے چاروں طرف لگا دیتے ہیں [باغ، ۲۹]۔

سِراج: چراغ۔

سَراچہ: چھوٹا خیمہ۔ ایک چوبہ یا دو چوبہ، معمولی چھوٹا سا خیمہ، چھولداری؛ جو

معمولی ملازمین نیز سپاہیوں کے لیے ہوتا ہے۔

آخر جاتے جاتے بادشاہی سراچوں کے نزدیک گئے اور بارگاہ میں داخل ہوئے [باغ، ۲۲۴]۔

سَرازِیر: نیچے کی طرف جھکا ہوا، نیچے۔

سَراسَری: ایک زیور جسے عورتیں پیشانی پر پہنتی ہیں۔

یہ معلوم کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی گئی تھی کہ کون سا مردانہ زیور ہے، کون سا زنانہ۔ صافے پر بجائے طرّے کے سَراسَری لگائی گئی تھی [کہانی ۵۲]۔

سَراسیمہ: حیران پریشان، گھبرایا ہوا۔

سَراَفراز ہوں: بلندی اور وقعت ملے۔

(بیان، ۱۸۹)

سُراگائے: دوغلی گائے جو تبت کے یاک اور ہندستانی گائے کے میل سے پیدا ہوتی ہے۔ ہندوؤں میں متبرک سمجھی جاتی ہے۔

سَراَنجام: تکمیل، نتیجہ، حاصل۔ اسباب، وسائل۔

سراَنجام پانا: مکمل ہونا، پورا ہونا۔

سراَنجام ہونا: انتظام ہونا، بندوبست ہونا، تیاری ہونا۔

فدوی سے اِتنے روپے بالفعل سرانجام نہیں ہو سکتے [باغ، ۵۴]۔ یعنی اِتنے روپوں کا انتظام نہیں ہو سکتا۔

سَراَندیپ: عرب سیلون کو "سراندیپ" کہتے تھے، اب اِس ملک کا نام "سری لنکا" ہے۔

سَراوِیل: پاجامہ، شلوار۔

سَرائے سِپَنج: مراد ہے: دنیا۔

سرائے فانی: دنیا۔

سرائے کی بھٹیاری: مجازاً: لڑاکا، گالی بکنے والی عورت۔

سَرباز: بہادر، جان پر کھیل جانے والا، جاں باز۔

سَرِبازار: بیچ بازار میں، سب کے سامنے۔

سَربستہ: چھپا ہوا، بند۔

سر بھارا: ایک طرح کا تھیلا، جس کو سر سے لٹکا کر پیٹھ پر لاد لیتے ہیں اور آگے جھک کر چلتے ہیں۔

سَربہ زانو: گھٹنے پر سر رکھے ہوئے، یعنی سوچ میں ڈوبا ہوا، حیران پریشان، سربہ گریباں۔

سَربہ زانو ہوئے: سوچ میں پڑ گئے۔

فیروز شہ و جمیلہ بانو
دونوں ہوئے سُن کے سربہ زانو

(گلزار، ۱۰۶۱)

سَربہ سَر: اِس سرے سے اُس سرے تک،

تمام، بالکل۔

ع: نمودار پیری ہوئی سر بہ سر
(بیان، ۲۳۵)

[یعنی بُڑھاپا پوری طرح آگیا]۔

سَر بہ صحرا: جنگل کی طرف۔

بس اب سر بہ صحرا نکلتی ہوں میں
اُسے ڈھونڈ لانے کو چلتی ہوں میں
(بیابان، ۱۴۵۴)

سَرپَٹ: گھوڑے کی ایک تیز رفتار چال، جس میں وہ پچھلے دونوں پیر ایک ساتھ اُٹھا کر کودتا ہوا دوڑتا ہے اور اُسی طرح دونوں اگلے پیر بھی ایک ساتھ اُٹھاتا ہے اور آگے کو ڈالتا ہے۔ اِس چال کو چوکڑی، سرپٹ اور پُویَا کہتے ہیں۔

سَرِ پُشتِ پا: دیکھیے: پُشتِ پا۔

سَر پنجہ: ہاتھ کا پنجہ، مضبوط پنجہ۔

سَر پنجۂ وفا تھے: (وہ پانچوں) وفاداری میں ثابت قدم اور مضبوط تھے۔

پانچوں سَر پنجۂ وفا تھے
یا خمسۂ مطلعِ صفا تھے
(گلزار، ۱۴۳۳)

سَر پہ کھیلے: (جوے میں) رقم کی جگہ اپنے آپ کو داؤ پر لگادیا۔ [تاج الملوک کے چاروں بھائی رقم اور سامان تو سب ہار چکے تھے]۔

مغرور تھے، مال و زر پہ کھیلے
ساماں ہارے، تو سَر پہ کھیلے
(گلزار، ۷۵)

سَر پیچ: اِسے "سرپیش" بھی کہتے ہیں۔ سونے، چاندی یا ہیرے، موتی کا ایک زیور ہوتا ہے جسے پگڑی میں سامنے کے رُخ باندھتے ہیں۔ بعض اوقات اِس میں سونے کی چوکور پتریں ہوتی ہیں جو آپس میں بندھی ہوتی ہیں اور ہر ایک میں قیمتی پتھر جڑے ہوتے ہیں [مولانا عرشی، حواشیِ مکاتیبِ غالب طبعِ ششم، ۱۳۱]۔

سُرَت: ہوش۔

اُس وقت کی حالت کیا کہوں کہ سُرت جاتی رہی؛ دیوانہ، باولا ہو گیا [باغ، ۶۵]۔ ذرا سُرت آئی تو میں اپنے تئیں مُردہ خیال کیا (باغ، ۱۴۵)۔

سَر تاپا: سر سے پیر تک۔

سَر تا سَر: بالکل، تمام، پوری طرح۔

سر ٹیکا ہونا: دیکھیے: ٹیکا تھا سب......

سَرچشمہ: وہ جگہ جہاں سے چشمہ پھوٹتا ہے یا کوئی دریا نکلتا ہے: منبع۔

سَرچشمۂ آفتاب: مراد یہ ہے کہ اُس حوض کا پانی ایسا شفاف اور چمک دار تھا جیسے یہ سورج کی روشنی کا سرچشمہ ہو۔

اک حوض پُر آب و تاب دیکھا
سَر چشمۂ آفتاب دیکھا
(گلزار، ۷۹۵)

سَر چَنگ: ہاتھ کی ضرب جو قوّت کے ساتھ کسی کے سر پر ماری جائے۔

سَر حلقہ: سردار۔ پیر۔ صدر۔

سُرخاب: ایک آبی پرندے کا نام، جس کا رنگ سرخ ہوتا ہے اور جس کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ رات بھر اپنی مادہ سے جدا رہتا ہے اور اُسے پکارتا رہتا ہے۔ نر اور مادہ کی محبّت ضربُ المثل ہے۔ نر کو "چکوا" اور مادہ کو "چکوی" بھی کہتے ہیں۔ ہندی اور اردو شاعری میں اِس پرندے کا ذکر بہت ملتا ہے۔ آصفیہ سے صرف ایک شعر نقل کیا جاتا ہے:

ملتی ہے عاشق کو لذت فرقتِ معشوق میں
اختیاری ہجر ہے سرخاب سے سرخاب کا
(ناسخ)

سُرخ رُو: کام یاب، خوش و خرّم۔

اُٹھے پی کے باہم شرابِ اُمید
کوئی سرخ رُو اور کوئی رُو سفید
(بیان ۱۱۴۲)

سِرِّ خفی و جلی: سارے پوشیدہ اور ظاہر رموز اور اسرار۔

علی راز دارِ خدا و نبی
خبردارِ سرِّ خفی و جلی
(بیان، ۷۱)

سَرخُوش ہوئے: شراب کا کچھ نشہ ہو گیا، سُرور ہو گیا۔

دونوں پینے لگے۔ جب سرخوش ہوئے، تب خواجہ نے کھانا مانگا [باغ، ص ۱۲۵]۔

سَر دست: فی الحال، ابھی، اب۔

کیا آگے لکھوں کہ اب سرِ دست
ہوتا ہے دوات میں قلم مست
(گلزار، ۶۸۳)

سَر دفترِ مسلماں: مسلمانوں کے سردار۔

سر دھُننا: بہت افسوس کرنا۔

سَرزَنِش کرنا: ملامت کرنا، بُرا بھلا کہنا۔

سَرزُوری: دیکھیے: ایک تو چوری......

سِر سائیاں: کیفیت اور جوش کی زیادتی۔ ہنرمندی، برتری، عمدگی۔

خُماری وہ آنکھیں، وہ انگڑائیاں
وہ جوبن کے عالم کی سر سائیاں
(بیان، ۱۲۶۸)

سِر سائیاں ہوئیں: کمال حاصل ہو گیا، مہارت حاصل ہو گئی۔

ہوئیں دست و بازو کی سر سائیاں
اُڑائیں کئی ہاتھ میں گھائیاں
(بیان، ۴۵۳)

سَرسبز: کام یاب، فتح مند، غالب۔

بولی وہ: بشر ہو تم دلاور
سَر سبز ہو قومِ آتشی پر
[گلزار، ۱۱۸۵]

سرسوں ہتھیلی پر جمانا: دیکھیے: ہتھیلی پر سرسوں جمانا۔

سر سے آئیں: بہت ادب اور احترام کے ساتھ آئیں۔ تعظیم کے طور پر سر جھکاتی ہوئی آئیں۔

اُٹھوا کے اُنھیں، وہ دو خوش آئیں
پابوسیِ شہ کو سر سے آئیں
[گلزار، ۵۶۰]

سر سے رُوٹی چھُوانا: صدقہ اُتارنے کا ایک طریقہ: جو شخص کہیں دور سے آیا ہو، اُس کے سر سے روٹی چھوا کر کسی غریب کو دے دی جائے، جیسے صدقے کے ٹکے سر سے اُتار کر دے دیے جاتے ہیں۔

سر سے سر اُتارنا: بلائیں لینا۔

پھر بلائیں تمھاری یار لیں ہم نے
آؤ پھر سر سے سر اُتار لیں ہم
[مثنویات، ۱۵۸۲]

سر سے سر واہ: سر ہے تو پگڑی بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سردار ہے تو فوج بھی ہے (سر واہ: پگڑی)۔ جب سردار مارے گئے، لشکر تتر بتر ہو گیا۔ وہ کہاوت ہے: سر سے سر واہ۔
[باغ، ۲۱۵]

سَرشار: لبالب، لب ریز، کناروں سے چھلکتا ہوا [جامِ سرشار: کناروں سے چھلکتا ہوا جام]۔ نشے میں چور، مست و بیخود۔

سَرِشام: شام ہوتے ہی۔ سورج چھپتے ہی، غروبِ آفتاب کے فوراً بعد۔

سَرِشتے دار: میر منشی، دفتر کا انچارج۔

سَرِشک: آنسو۔

سَرِشکِ دیدۂ تر: آنسو بھری آنکھوں سے ٹپکا ہوا آنسو کا قطرہ۔

نظروں سے گرا وہ طفلِ اَبتر
مانندِ سرشکِ دیدۂ تر
[گلزار، ۲۶]

سَرطان: کیکڑا۔

سَرطانِ فلک: آسمان کا چوتھا بُرج۔

سَرِعام: سب کے سامنے، بیچ بازار میں، منظرِ عام پر۔

سَرِغِلاف: خنجر وغیرہ پر جو خُول چڑھا ہوتا ہے، اُس کا شروع کا حصہ۔

سَرِغِلاف کھینچ کر: مراد یہ ہے کہ خنجر یا ایسے ہی کسی چھوٹے ہتھیار کا دستہ پکڑ کر اُسے غلاف سے باہر نکال لیا۔

سَرِغلاف مبارک کی کمر سے کھینچ کر ملک صادق کی توند میں ماری۔
[باغ، ۲۳۸]

سَر فراز ہوں: عزّت ملے، وقعت حاصل ہو۔

سَرِ فرو کنندہ گردن کشاں: مغروروں، گھمنڈیوں کا سر جھکانے والا، اُن کے غرور کو توڑنے والا۔

اے یاور زیردستاں، سَرفرو کنندہ گردن کشاں! اِس بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے (فسانہ، ۲۵۰)۔

سُر کا پلٹا: کسی سُر کو اُلٹ پلٹ کر ایک خاص انداز سے بار بار کہنا (موسیقی کی اصطلاح)۔

ہر پسے فقرے اور سُر کے پلٹے پر الٰہی بخش پوربی کا جی نکلتا ہے [فسانہ، ۹۰]۔

سَر کوب: سر کچلنے والا، سزا دینے والا۔ شکست دینے والا۔ بہت اونچا۔

سَر کوبِ فلک: آسمان سے اونچا۔

سر کھاتا: دیکھیے: اپنا سر کھاتا۔

سر کھپی کی: بہت کوشش کی جان لڑا دی۔

کیا کیا بلائیں جھیل گیا، سر کھپی اور جان جوکھوں کی، جب تم نے ہمیں دیکھا [فسانہ ۱۳۲]۔

سَرگرداں: حیران پریشان۔

جن کی تعریف میں عقل حیران اور فہم سرگرداں ہے [باغ، ۴۰]۔

سَر گوار: جاں باز، بہادر، سر دے دینے والا۔

سَرگشتہ: حیران پریشان، جس کو قرار و قیام نہ ہو۔

شب و روز سرگشتہ مثلِ صبا
اِسی طرح پھرتی تھی وہ جا بجا
(بیان، ۱۵۳۸)

سَرِ محفل: سب کے سامنے، مجلس کے رو بہ رو۔

سَر مغزنی کرتے رہے: بہت توجہ سے اور بہت غور و فکر کے ساتھ پڑھاتے رہے۔

مولوی صاحب اُٹھ بیٹھے، ساڑھے تین بجے تک ہم سے سر مغزنی کرتے رہے (کہانی)۔

سُرمگیں: سرمہ لگی ہوئی (عام طور پر آنکھ کی صفت)۔

سُر ملانا: ساز کے پردوں یا سُروں کی آواز کو گانے کے بولوں کے مطابق کرنا۔

سُر سے سُر ملانا: جو دوسرا کہے، وہی کہنے لگنا، بغیر سمجھے تائید کرنا، ہاں میں ہاں ملانا۔

سَرِ مُوْ: بال کی نوک کے برابر، ذرا سی۔

واں پھانسنے کو نکلا وہ گیسو
یاں تابِ سخن نہیں سَرِ مو
[گلزار، ۶۶۷]

سَرِ مُوْ فرق نہ تھا: بال برابر فرق نہ تھا۔

دیکھا، تو نہ فرق تھا سَرِ مُوْ
جانچے خط و خال و چشم و ابرو
[گلزار، ۹۸۹]

سُرمۂ آواز: آواز بند کر دینے والا سرمہ۔
[کہا جاتا ہے کہ سرمہ کھانے سے آواز بیٹھ جاتی ہے]۔

سُرمۂ تسخیر: وہ سرمہ جس میں کسی منتر یا دعا سے یہ تاثیر پیدا ہو جائے کہ جو آنکھ میں لگائے لوگ اُس کے قابو میں آجائیں، رام ہو جائیں، مسخر ہو جائیں۔

سُرمۂ چشمِ آشنائی: دوستی کی آنکھ کا سُرمہ؛ یعنی بہت عزیز، بہت محبوب۔

اے آئنہ دارِ خود نُمائی
وے سُرمۂ چشمِ آشنائی
[گلزار، ۵۸۸]

سُرمہ در گلو: خاموش (سرمہ کھانے سے آواز بیٹھ جاتی ہے)۔

سُرمۂ طور: حضرت موسیٰ کی درخواست پر خدائی تجلی طور پر ظاہر ہوئی تھی تو طور کا پہاڑ جل کر خاکِ سیاہ ہو گیا تھا [اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے تھے] اُسی خاکِ سیاہ کو سرمۂ طور کہتے ہیں۔

آیا کوئی لے کے نُسخۂ نور
لایا کوئی جا کے سرمۂ طور
[گلزار، ۳۶۰]

سُرمہ کِھلانا: خاموش کر دینا، آواز کو دبا دینا۔

گو سُرمۂ خموشی نے کِھلایا
تحریر کو آنکھوں سے لگایا
(گلزار، ۶۱۴)

خموشی نے سرمہ کھلایا: یعنی انتہائے شوق نے آواز نہیں نکلنے دی، چپ رہا۔ یہ مشہور ہے کہ سرمہ (اور سیندور) کھلا دینے سے اُس شخص کی آواز بیٹھ جاتی ہے۔

سُرمے کی تحریر: دیکھیے: تحریر۔

سُرنا: وہ شہنائی کی قسم کا ساز، وہ نفیری جو روشن چوکی کے ساتھ بیاہ شادی، جشن، خوشی کے موقعوں پر بجائی جاتی ہے۔

سَرنامہ: لفافہ۔ پتا نشان جو خط کے شروع میں لکھا ہوا ہو۔

بھیجا مجھ کو وہ بے خطر نامہ
ڈر سے لکھا مگر نہ سرنامہ

سَرنامہ: خط کے، تحریر کے شروع میں۔ خط یا مضمون کا عنوان۔ کاغذ کی پیشانی۔
(مثنویات، ۱۳۸۲):

ع: سَرنامہ حمدِ خدائے کریم

سُرَنگ: شعلہ رنگ گھوڑا، جس کی رنگت

میں گلِ انار یا زعفران کے رنگ کی سی جھلک ہو۔ اِسے "بور" اور "کانون" بھی کہتے ہیں (اصطلاحات)۔

سَر نِگوں: اوندھا، شرمندہ، سر جھکائے ہوئے۔

دیکھا، تو وہ سر نِگوں تھا دل گیر
تھی حلقہ بہ حلقہ چشم و زنجیر
(گلزار، ۱۳۰۱)

سَر نوِشت: قسمت کا لکھا۔

سَرِ نہر: نہر کنارے (بیان، ۶۹۹)

سِرواہ: پگڑی۔ دیکھیے: سر سے سرواہ۔

سَرو بالا: سرو کی طرح قد رکھنے والا (قد کی خوبی کی تعریف میں کہتے ہیں) اچھے قد والا، محبوب۔

سَرو بَرگ: ساز و سامان۔

سروپا کی خبر نہیں: سر پیر کی خبر نہیں، یعنی بالکل بد حواس ہیں، بالکل ہوش نہیں۔

چھوڑ ڈالے ہیں سب نے سر اپنے
سر وپا کی نہیں خبر اپنے
(مثنویات، ۱۷۲۹)

سَروِ چراغاں: لکڑی کے ٹکڑوں سے سرو کی شکل بناتے ہیں اور اُس کی شاخوں میں چراغ روشن کرتے ہیں [آرایش کے لیے]۔

سُرود: گانا، گیت، نغمہ۔

سُرود و رقص: ناچ اور گانا۔

انساں کا سُرود و رقص کیا ہے
پریوں کا ناچ دیکھتا ہے
[گلزار، ۱۰۹۴]

سَرُود: ایک ساز، بغیر پردوں کا ستار۔

سُرُود بہ مَستاں ہُوا: بھولی بات یاد دلا دی۔

سَرَوَر: سردار۔

سَرَوَرِ خُسروانِ عالم: دنیا کے بادشاہوں کا سردار، سب سے بڑا بادشاہ۔

سَروِ سَہی: وہ سرو جس کی شاخیں سیدھی اوپر کو چلی گئی ہوں۔ سرو: ایک سیدھا لمبا، سوئی کی طرح نوکیلی پتّیوں والا مخروطی شکل کا درخت، جس کی ہر شاخ کے سرے پر باریک چھوٹی چھوٹی پتّیوں کا ایک جھرمٹ ہوتا ہے۔ یہ سب شاخیں آپس میں ملی ہوئی نیچے سے اوپر تک ایک مینار کی سی شکل بناتی ہیں۔ شاعر اِس سے محبوب کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں اور استعارے کے طور پر محبوب کے لیے لاتے ہیں۔

سَرِ وطن ہے: وطن جانے کا ارادہ ہے۔ [سَر: خیال، ارادہ]۔

غربت سے جو اَب سَر وطن ہے
کلکِ دو زباں یہ حرف زَن ہے
(گلزار، ۱۰۵۰)

سَرو قد: سیدھا۔ [سرو قد کھڑا ہونا: سیدھا کھڑا ہونا]۔

سِرّ و عَلَن: باطن اور ظاہر۔ پوشیدہ اور کھلا ہوا۔

سَرُوَنج: سہاگ پُڑے کی چیزیں، یعنی: بالچھڑ، کچری، کپور، صندل، مشک دانہ (وغیرہ)۔

شادی کی ایک قدیم رسم یہ بھی تھی کہ دولھا کے ایک ہاتھ سے سرونج پسوایا جاتا تھا۔ یہ بڑی مشکل سے باریک ہوتا تھا۔ جب دولھا کا ہاتھ تھک جاتا تو سات سہاگنیں دولھا کا ہاتھ بٹاتیں۔ جب پس جاتا تو دولھا اور سہاگنوں سے دُلھن کی مانگ بھرواتے تھے (رسومِ دہلی)۔ "سرونج" غالباً "مروج" کی بدلی ہوئی شکل ہے (ایضاً)۔

سَرو نوخاستہ: کنایتاً نوعمر محبوب۔

یہ سب کچھ ہوا جب کہ آراستہ
خِراماں ہوئی سروِ نَو خاستہ
(بیان، ۱۱۰۰)

سَرہَنگ: فوج کا سردار۔ پہلوان۔ سپاہی۔

سِری: (۱) ہاتھی کی مستک کے اوپر ایک کارچوبی کام کیا ہوا عمدہ کپڑا بہ طور آرائش کے ڈالا جاتا تھا۔

پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری کا...... مُغرق کجکاہیں پڑیں، سری سلمے ستارے کی [فسانہ، ۱۷۸]

(۲) تیر کے گز کو کہتے ہیں، جو پیکان کے لوہے کے خُول میں دستے کی طرح پیوست ہوتا ہے۔

سِرے پاو: خلعت، پورا جوڑا۔

بہن نے ایک سرے پاو بھاری اور ایک گھوڑا جڑاؤ ساز سے تواضع کیا [باغ، ۲۵]۔

سَرِیر: تخت۔

سُرِیں: چوتڑ۔

یاں دل پہ تھے داغ، واں سُرِیں پر
یاں نام پہ حرف، واں نگیں پر
(گلزار، ۵۴۷)

سَزاوار: لائق [سزاوارِ حمد و ثنا: حمد و ثنا کے لائق]۔

سزا ہے: لائق ہے، بجا ہے، مناسب ہے۔

عُریاں مجھے دیکھ کر گیا ہے
کھال اُس کی جو کھینچیے، سزا ہے
(گلزار، ۲۶۹)

سَطح: چھت، کوٹھا، اوپر کی ہموار جگہ۔

ہوئے جمع کوٹھوں پہ جو مرد و زن
ہر اک سطح تھی جوں زمینِ چمن

سَعد: مبارک، نیک ["نحس" کی ضد]۔

سَعدِ اکبر: بہت مبارک۔

کہا: بعدِ مدّت قمر اور مُشتری کا بہ طرزِ خلاف حمل میں قِران ہے؛ اس ہفتے کا

دن رات سعدِ اکبر ہے[فسانہ ،۳٦]۔

سَعدَین: دونوں اچھّے نصیب والے۔

راجا نے ستارہ داں بلایا
سَعدَین کا زائچہ ملایا
[گلزار ،۱۳۰۹]

(دیکھیے زائچہ ملانا)۔

سَعْی: کوشش۔

سِفال: مٹی کا برتن۔ ٹھیکرا، مٹی کا ٹکڑا۔

سِفالی، سِفالیں: مٹی کا بنا ہوا (برتن)۔

سِفال گر: کمہار۔

سُفرہ: دستر خوان۔[اصلاً سُفرہ۔ آصفیہ و نور میں صراحت کہ اردو میں "سَفرہ" ہے]۔

سَفرہ چیں: دستر خوان بچھانے والا۔

سِفلہ: کمینہ، رذیل، پاجی، کم ظرف۔

سِفلی: پستی سے نسبت رکھنے والا (علوی کی ضد)۔ کم درجہ، گھٹیا۔

سِفلی جذبات: کمینگی کے جذبات، گھٹیا خیالات۔

سِفلی عمل: وہ منتر یا جادو جس میں پلید روحوں سے یا شیطان سے مدد کی درخواست کی جائے۔ علوی کی ضد۔

سفید چشم: زیادہ انتظار کرنے یا روتے رہنے سے جس کی آنکھ کی روشنی جاتی رہے۔

پایا جو سفید چشم صفحا
یوں میل قلم نے سرمہ کھینچا
(گلزار ،۳۹)

[کاغذ کا صفحہ سفید ہوتا ہے۔ مضمون کی رعایت سے اور سفیدی کے لحاظ سے اُس کو "سفید چشم" کہا ہے۔ میل: سلائی، جس سے سرمہ لگاتے ہیں۔ سرمے سے مراد سیاہی ہے جس سے قلم لکھتا ہے۔ قلم کی سلائی نے بے نور صفحے کی آنکھ میں یوں سرمہ لگایا ہے، یعنی عبارت لکھی ہے]۔

سفید و سیہ: مراد ہے ساری دنیا، کائنات کی ہر چیز۔

مُسَبّب کے اسباب دیکھو ذرا
کہ قدرت میں اُس کی ہے کیا کیا دھرا

سفید و سیہ اُس کے ہے اختیار
بنایا ہے اُس نے یہ لیل و نہار
(بیان ،۴۳-۱۵۴۲)

سَفیہ: کم عقل، نادان۔

سَقّائے سکینہ: حضرت عباسؓ کا لقب۔

سَقَر: دوزخ۔

سَقَرلات: بانات کی قسم کا پشمینہ۔ شاہی خیموں کے استر کے لیے بنایا جاتا تھا۔ دیکھیے: بانات۔

سَقْف: چھت۔ پٹاو یا اُس کی اندرونی سطح۔

سَقفِ بے ستوں: آسمان۔

کھڑی ہو تو سقفِ بے ستوں کی اڑواڑ
ہو، گنبدِ چرخ کی پاڑ ہو[فسانہ، ۲۵۳]۔

سکندر نژاد: سکندر بادشاہ کی نسل کا، مراد ہے: بلند مرتبہ، بہت شان و شوکت والا (بیان، ۳۰۲)۔

مبارک تجھے اے شہِ نیک بخت
کہ پیدا ہوا وارثِ تاج و تخت
سکندر نژاد اور دارا حشم
فلک مرتبت اور عطارد رقم
(بیان، ۲۔۳۰۰۱)

سُکھپال: خواتین کی نہایت معزز سواری۔ یہ ایک سرخ رنگ کی گنبد نما ڈولی ہوتی تھی۔ ایک لمبے چوڑے کھٹولے پر ایک شان دار لال بُرج بنادیا جاتا تھا، جس میں سونے چاندی کے کلس لگے ہوتے تھے۔ چاروں طرف پردے لٹکتے ہوتے تھے۔ اِس میں بھی آگے پیچھے دو دو ڈنڈے لگے ہوتے تھے اور بہت سے کہار اِس کو اٹھا کر چلتے تھے۔ یہ سواری عالی مرتبت بیگمات کے لیے خاص تھی۔

سُگھڑئی: اڑانا (اڈانا) کی جنس کا راگ۔ رات کے دوسرے پہر گایا جاتا ہے۔ اڑانا اور سُگھڑئی دونوں بھیروں راگ سے نکلے ہیں۔

ع: اڑانا لگا بجنے اور سُگھڑئی [بیان، ۳۱۹]

سِلاح: ہتھیار۔

سَلاسِل: (۱) تاش اور سلاسل دونوں زر بفت کی قسموں میں سے ہیں۔ تاش جھوٹے بادلے اور سوتی تانے سے بُنا جاتا ہے اور سچے بادلے سے بُنے ہوئے کو سلاسل کہتے ہیں (اصطلاحات)۔

(۲) زنجیریں (سلسلہ کی جمع)۔

سَلاطین: (۱) سلطان کی جمع، بادشاہ۔ (۲) شہ زادہ۔ شاہی خاندان کا فرد [آصفیہ، نور]۔ [یہ لفظ مفرد لفظ کے طور پر بھی استعمال میں آتا تھا، شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والے کے معنی میں۔ اِسی نسبت سے اِس کی جمع "سلاطینوں" آتی تھی]۔

سلاطینوں: شہ زادے، شاہی خاندان کے بھائی بند۔ [سلاطین کی جمع۔ سلاطین: شہ زادہ۔ شاہی خاندان کا فرد]۔

مچار کھی ہے سلاطینوں نے یہ توبہ دھاڑ
کوئی تو گھر سے نکل آئے ہے گریباں پھاڑ
[سودا: مخمس در ویرانی شاہ جہاں آباد، ۲۶۸]

سلپچی: دیکھیے: چلپچی۔

سَلخ: چاند کے مہینے کا آخری دن جس کی شام کو اگلے مہینے کا چاند دیکھا جائے۔

سَلسَبیل: بہشت کی ایک نہر کا نام۔

سلسلہ: زنجیر، بیڑی۔(۲) شجرۂ نسب، نسل۔(۳) ربط ضبط۔(۴) ترتیب۔

سِلسلہ پا: پیروں کی زنجیر۔

سُلطانِ خاور: مشرق کا بادشاہ، یعنی سورج۔

سُلطانِ اَریکۂ زنگاری: سورج۔

سلطانِ اریکۂ زنگاری بھی دریچۂ مشرق سے سر نکال مشغولِ نظارہ ہوا۔
[فسانہ، ۱۸۱]

سَلَف: پہلے کے لوگ، گزرے ہوئے زمانے والے۔ خاندان کے پچھلے بزرگ (آباواجداد)۔

سُلفا: بکھر بکھرا کر کے چلم میں تمباکو بھرنے کو سُلفا کہتے ہیں۔ نیز ایک دفعہ بھرنے کی تمباکو کی مقدار کو بھی کہتے ہیں، جیسے: ایک سُلفا تمباکو، یعنی ایک چلم تمباکو۔

اس نے چلم اُلٹ دی۔ دوسرا سلفا رکھ، آگ بھر، چلم حقّے پر لا کر رکھ دی۔
[کہانی، ۵۳]

سُلفا پینا: کنایتاً: چرس پینا۔ چرس کو تمباکو میں ملا کر چلم میں بھر کر پینا۔

سَلونے: سَلونا کی محرّف صورت۔ سَلونا: نمکین، چٹ پٹا۔ مزے دار، دل کش۔ نمکین چیزیں۔

کوئی پان بیچے، کھلونے کوئی
کوئی دال موٹھ اور سلونے کوئی
(بیان، ۲۰۱۶)

وہ گھرے سے شادی مبارک کے ڈھول
وہ ٹونے سلونے، وہ میٹھے سے بول
(بیان، ۲۰۶۵)

سب قسم کے کھانے سلونے اور میٹھے تیار ہوئے [باغ، ۹۵]۔

سَلونا پن: نمکین ہونا، مزے دار ہونے کی کیفیت۔ تیکھاپن، خوب صورتی، دل کشی۔ گندمی رنگت۔

سَلونا برس: لڑکی کے بالغ ہونے کا سال، جس میں پہلی دفعہ اُسے ماہواری آتی ہے۔

سُلیمانی: ایک قسم کے دور نگے پتھر کا نام، جس کے اندر سفید لکیر ہوتی ہے، جس کو "زُنّار" کہتے ہیں۔ دیکھیے: زُنّار۔

سُلیمانی کرنا: حکومت کرنا۔

سَم: (۱) سُروں کی ترتیب وار آواز کے درمیان کا وقفہ۔ مقرّرہ تال۔ جہاں سے دوبارہ سُر یا تال بجانے کو لوٹیں [اصطلاحات]۔

تھا سَم پہ یہ اُس پری کا نقشا
سب آنکھ ملا کے کہتے تھے: آ
[گلزار، ۱۱۶۸]

سَم: زہر۔

ہم بھی گر جان دے دیں کھا کر سَم
تم نہ رُونا، ہمارے سر کی قسم
[مثنویات، ۱۵۰۰]

سُم: گھوڑے یا کسی بھی چوپایے کا کھُر۔

سَما: آسماں۔

سَماں: موقع، راگ رنگ کا مزہ، رونق۔

سَماں پر پہنچی: ٹھیک وقت پر پہنچی، جب بزم سج چکی تھی، تیاری ہو چکی تھی، رقص وسرود کا وقت تھا۔

جاتے ہی زمیں سے آسماں پر
پہنچی اُس بزم میں سماں پر
[گلزار، ۱۱۵۳]

سُمَرَن: بلور، کانچ یا مونگے کے دانوں سے بنی ہوئی مالا، جسے ہندو بہ طور تسبیح استعمال کرتے ہیں۔

سُمَرنا: خدا کا نام لینا۔ مالا پھیرنا، تسبیح پڑھنا۔

سَمَک: وہ مچھلی جو زمین کے نیچے ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ زمین ایک گاے کی پیٹھ پر یا اُس کے سینگ پر قائم ہے اور گاے ایک مچھلی کی پشت پر ہے [دیکھیے: از سما تا سمک، یا از ماہ تا بہ ماہی]۔

سَم کھانا: (۱) زہر کھانا۔ (۲) بے تال ہو جانا، بے سُرا ہو جانا (موسیقی کی اصطلاح)۔

اِس تال وسَم سے گھنگھرو بجائے کہ للّو جی شرمائے۔ کتھک جو بڑے اُستاد اُتھک تھے، اُنھوں نے سَم کھائے۔
[فسانہ، ۹۰]

سَمَن: چمیلی۔

سَمَن بَر: چمیلی جیسا جسم رکھنے والا؛ محبوب کی صفت کے طور پر آتا ہے۔
[بَر: جسم، آغوش]۔

گلشن میں سمن بروں کو لایا
نسریں بدنوں سے گھر بسایا
[گلزار، ۳۸۸]

سَمَند: گھوڑا، وہ گھوڑا جس کا رنگ سونے کے رنگ سے مشابہ ہو اور دُم سیاہ ہو۔ یہ نُقرہ سے کم درجہ سمجھا جاتا ہے (دیکھیے: نقرہ)۔

سَمَندر: چوہے کی شکل کا ایک روایتی جانور، جو آگ ہی میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی اُس کی غذا ہے۔ آگ سے باہر نکلے تو مر جاتا ہے۔

سہتی نہیں آگ ماہیِ تر
رہتا نہیں پانی میں سمندر
[گلزار، ۷۱۱]

سَمَندِ سبز فام: آسمان۔

گھوڑے وہ خوش خرام کہ سمندِ سبز فام جن کا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا ہے۔
[فسانہ، ۱۷۹]

سَمُّور: ایک نہایت باریک پشم والے جانور کا نام، جس کی کھال سُرخ مائل بہ سیاہی ہوتی ہے۔ اُس کی کھال جوڑ کر پوستین بناتے ہیں اور کھال کو بھی سمور کہتے ہیں۔

سَمُوم: تیز گرم ہوا، لو۔

گٹھا لیے سر پہ لکڑیوں کا
چلتی تھی : سموم کا سا جھونکا
[گلزار، ۸۱۲]

سِن: عُمر۔

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
مرادوں کی راتیں، جوانی کے دن
(بیان، ۸۹۹)

سِناں : برچھی۔ نیزے، برچھی یا تیر کی نوک: اَنی۔

سُنبُل : ایک خوش بودار سیاہی مائل بے پھول پھل کی گھاس، جو گندھی ہوئی چوٹی کی طرح ہوتی ہے: بالچھڑ۔ شاعر محبوب کی زلف اور گیسو کو اِس سے تشبیہ دیتے ہیں۔

ہریالے سنے کا شور و غل تھا
سنبل کا چنور تو چتر گل تھا
[گلزار، ۱۰۲۴]

سُنبُلستان: زلفیں، چوٹی کے بال۔

سنبلِ مشک فام: سیاہ خوش بودار، زلفیں۔

سُنبُلہ : آسمان کے چھٹے بُرج کا نام، جو ایک لڑکی کی صورت میں ہے، جس کے ہاتھ میں گیہوں کی بالی ہے: کنیا راس۔

سَنجاف / سِنجاف: گوٹ، جو مختلف کپڑوں کے کنارے پر زیبائش کے لیے لگائی جاتی ہے، چوڑی اور آڑی گوٹ؛ حاشیہ، جھالر۔

گلے میں پشواز بادلے کے سنجاف کی موتیوں کا دُر دامن ٹکا ہوا [باغ، ۳۱]۔

کہوں اُس کی پوشاک کا کیا بیاں
فقط ایک پشواز آبِ رواں
زبس موتیوں کی تھی سنجاف گل
کہے تو، ،، بیٹھی تھی موتی میں تل
[بیان، ۳۱-۸۳۰]

سِن رَسیدہ: زیادہ عمر والا، بوڑھا۔

سُنگَرنیں: میوہ فروش عورتیں۔

ہر مجنون کی ،، تیکھی چتون: آدمی صورت دیکھتا رہے، رعبِ حُسن سے بات نہ کر سکے۔ سُنگرنین پری زاد، سرو قامت رشکِ شمشاد۔ دکانوں میں اَنواع اَقسام کے میوے قرینے سے چُنے [فسانہ، ٦٠]۔

سنگ: پتھر، مجازاً: وزن، وَقار۔

ایلچی نے عرض کی: ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اِس رنگ، ڈھنگ، سنگ کا ہے کہ آج تک جوہری چرخ نے......

اُس کے سنگ کا کیا، پاسنگ کے برابر
نہیں دیکھا ہے [فسانہ ۲۸۸]۔

سنگِ آبشار: وہ پتھر جس پر جھرنے (آبشار) کا پانی گرتا ہے۔

سنگ آمد و سخت آمد: [لفظی معنی: پتھر بھی گرا تو اِتنا بھاری کہ اُٹھائے نہ اُٹھے]۔ مراد ہوتی ہے: بڑی مصیبت پڑی۔ جب کوئی کام چار ناچار کرنا ہی پڑے۔

سنگ است بجاے خویشتن سنگ: پتھر اپنی ہی جگہ پتھر ہے۔ فارسی کی مثل ہے۔ ایسے موقعے پر کہتے ہیں جب کوئی شخص اِدھر اُدھر جائے اور پھرے اور اپنی وقعت کھودے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کی قدر و قیمت اُسی وقت تک ہے جب تک وہ بھاری بھر کم بنا ہوا اپنی جگہ رہتا ہے۔ جو ذرّہ جس جگہ ہے، وہیں آفتاب ہے۔

واں ٹھوکریں کھانی سخت تھیں تنگ
سنگ است بجاے خویشتن سنگ
[گلزار، ۱۳۷۲]

سِنگاروان: دیکھیے: مُقابا۔

سَنگِ پا: جھانواں۔ بیضوی یا مستطیل شکل کا چھوٹا کھُردرا پتھر جس سے پیروں کو صاف کرتے ہیں۔

سَنگ پُشت: کچھوا۔

سَنگَت: ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والا۔ موسیقی کی اصطلاح میں: ساز ندے کے ساز کی آواز کے ساتھ لے ملانے والا۔ ساتھی باجے والا۔ جڑواں باجوں میں کا ایک باجا۔ گانے والے کے ساتھ آواز مِلانے والا۔ جماعت، ٹولی، منڈلی۔

سَنگَت: ڈیرا، دھرم شالا۔

وہاں ایک گوسائیں بکنادھاری نے بڑا
مَنڈھپ مہادیو کا اور سنگت اور باغ
بڑی بہار کا بنایا ہے [باغ، ۱۰۶]۔

سنگِ تُربَت: وہ پتھر جو قبر کے سرہانے لگادیا جاتا ہے اور جس پر مرنے والے کا نام، تاریخِ وفات (وغیرہ) لکھی ہوئی (کھدی ہوئی) ہوتی ہے۔

سنگِ تَفرِقہ: مراد ہوتی ہے ایسے حادثے سے، ایسی بات سے جو دو دوستوں کو جُدا کردے، تفرقہ پیدا کردے۔

سَنگَت کا پکھاوجی: وہ پکھاوج بجانے والا جو (اُس کے ساتھ) پکھاوج بجارہا تھا۔

رقص اُس کا اگرچہ خوش نما تھا
سنگت کا پکھاوجی تھکا تھا
[گلزار، ۱۱۶۴]

سَنگَت ہوئی: ساتھ ہوا۔

جوڑی جو ملی بنے، بنی کی
سنگت ہوئی راگ، راگنی کی
[گلزار، ۱۰۳۳]

سَنگَر: دیوار جو لڑائی کے موقعے پر بنالیتے ہیں۔ کانٹوں کی باڑھ جو کھیت کے آس پاس حفاظت کے لیے لگاتے ہیں۔ مورچہ، خندق۔

سَنگسار کرنا: یہ شرعی سزا تھی کہ زنا [غیر عورت کے ساتھ جنسی عمل کرنا] کے جرم میں مجرم کو آدھا زمین میں گاڑ کے پتھر مارتے تھے اور اِس طرح اُس کو مار ڈالا جاتا تھا۔

دو شخصوں کو زنا اور چوری کرتے پکڑا
ہے اُنھیں سنگسار کرنے کو لائے ہیں۔
[باغ، ۱۵۲]

سنگساری: سنگسار کرنا۔

ہے اب جو بیانِ سنگساری
یوں پائے قلم ہوا ہے بھاری
[گلزار، ۱۲۰۷]

[اِس شعر میں مراد یہ ہے کہ اب اِس کا بیان ہو گا کہ بکاولی کو سزا کے طور پر آدھا پتھر کا بنادیا گیا]۔

سنگِ سلیمانی: سفید دھاری دار سیاہ رنگ کا پتھر، اِس سے تسبیح کے دانے بنائے جاتے ہیں۔ اِس کی دھاریوں کی وجہ سے بعض کاریگر اِسے "زُناری" کہتے ہیں۔

سنگِ فرش: وہ تراشے ہوئے پتھر جو فرش کے چاروں کونوں پر اِس لیے رکھ دیے جاتے ہیں کہ فرش ہوا سے نہ اُڑ سکے۔ میرِ فرش۔

بلور ہیں دھرے ہر طرف سنگِ فرش
کہ جس سے منوّر رہے رنگِ فرش
(بیان، ۷۸۴)

سنگِ فَساں: وہ پتھر جس پر چھری، تلوار وغیرہ پر دھار رکھی جاتی ہے۔

سنگ لاخ: پہاڑی زمین، پتھریلی زمین، مشکل، دشوار۔

سنگ لاخ زمین: ردیف و قافیے کے لحاظ سے مشکل زمین جس میں اچھے شعر نکالنا مشکل ہو۔

کہتی ہے مجھ سے مغفرت، ہووے گی خوب یہ غزل
حمد و نعت و منقبت کرا ہے بالنصرام دو
اپنی یہ عرض اُس سے ہے: کہ تو بھلا یہ کیونکے ہو
ایک زمیں سو سنگلاخ! اُس میں بسیں گے کام دو؟
(سودا، ۵۲)

سنگِ محک: کسوٹی، وہ پتھر جس پر سونے، چاندی کو گھِس کر کھرا کھوٹا معلوم کیا جاتا ہے۔ [م ح کٓ]۔

سنگِ گراں: بھاری پتھر۔

وہ سنگِ گرانِ حَربہ غول
تاثیر سے پھل کی بن گیا پھول
[گلزار، ۸۶۴]

سِنگل دیپ: شری لنکا۔

واقف اُس بُت کدے سے تھیں وہ
سنگل دیپ اُس کو لے گئیں وہ
[گلزار، ۱۲۶۴]

سَنمکھ: سامنے، مقابل۔

سِنگوٹیاں: وہ پیتل یا سونے کے بنے ہوئے خول جو ہرن یا بَیل کے سینگوں پر خوب صورتی کے لیے چڑھاتے ہیں۔

سِنگھاسَن: تخت۔ یہ لفظ اکثر شاہی تخت کے لیے آتا ہے۔ میر امنؔ نے باغ و بہار میں دو جگہ اِسے اُس تخت کے معنی میں استعمال کیا ہے جس پر مندر کے بُت کا مجسمہ تھا۔

ایک جڑاؤ سنگھاسن پر...... بڑا بُت بیٹھا ہے [باغ، ۱۷۱]۔ بُت کی سنگھاسن کے آگے لے جاکر، سجدہ کرواکر، کھڑا کیا۔ [باغ، ۱۸۵]

سَنگینی: وزن، بوجھ، بھاری پن۔

اِس تنگ قفس کو سمجھی ہوں باغ
سنگینی گراں، نہ جلنے کا داغ
[گلزار، ۱۳۳۰]

[اِس شعر میں سنگینی سے مراد ہے بکاولی کے آدھے پتھر بن جانے سے۔ یعنی نہ مجھ کو اپنے پتھر ہو جانے کا غم ہے اور نہ وہاں آگ میں جلنے کا]۔

سِن و سال: عُمر۔

اب یہ سِن و سال ہوا، آگے موت باقی ہے [باغ، ۱۳]۔

سنہ: سال [جیسے: ۲۰۰۱ء۔ ایسی صورت میں یعنی جب اِس پر سال کے عدد لکھے جائیں، نون کا نقطہ نہیں رکھا جاتا، مگر وہ تلفظ میں بر قرار رہتا ہے۔ اِس معنی میں "سَن" [جیسے: سن ستاون] نہیں لکھنا چاہیے۔ "سنہ ستاون" یا "۵۷ء" صحیح صورت ہوگی (جمع: سِنین)۔

سُن ہونا: انتہائے حیرت میں خاموش رہ جانا۔

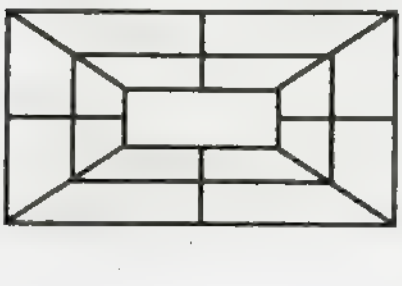
فقیر اُس کو دیکھ کر اور یہ بات سُن کر سُن ہوا [باغ، ۲۶]۔

سنیچر پانْو پڑے گا: بُرا وقت پڑے گا، مصیبت پڑے گی [فسانہ، ۳۵]۔

سِنین: سنہ کی جمع (سنہ: سال)۔

سِنینِ ماضیہ: گزرے ہوئے سال۔

سُواپائی: ایک کھیل جو زمین پر لکیریں کھینچ کر گوٹوں سے کھیلا جاتا ہے۔ اِسے دو آدمی کھیلتے ہیں۔ ہر ایک کی بارہ بارہ گوٹیں ہوتی ہیں اور نمبر وار ایک ایک گوٹ رکھی جاتی ہے۔ اِس کا نقشہ یہ ہے:



چاروں کونوں پر جو تین تین خانے ہیں
اِس کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ حریف کی
تین گوٹیں اس ایک لائن کے خانوں
میں مل نہ جائیں۔[یہ معلومات مجھے
جناب جاوید وششٹ (مرحوم) استاد
اردو دہلی کالج (دہلی) سے حاصل ہوئی
تھی]۔

خجل ہو یہ نہ سمائے، بہت زمیں پھاٹی
کیے وہ مشورے، کھیلے ہیں جوں سُوا پاٹی
[سوداؔ: مخمس دروِیرانیِ شاہ جہاں آباد، ص۲۶۵]

سِوا: زیادہ، بڑھ کر۔

وہ پیڑ جو حوض پر لگا ہے
طلائی سے خواص میں سِوا ہے
[گلزار، ۷۷۳]

طبع برہم کہیں سِوا تو نہ ہو
میرے کہنے سے کچھ خفا تو نہ ہو
[مثنویات، ۲۱۲]

سُوا: تُوتا۔

سَواد: سیاہی، اندھیرا۔ سیاہ نقطہ جو دل پر
ہوتا ہے: سوادِ دل۔
(۲) شہر کے قریب کا علاقہ، اطرافِ شہر۔

وہ مِتی، وہ اُس کے لبِ لعل فام
سوادِ دیارِ بدخشاں کی شام
[بیان، ۱۰۵۰]

سَوادِ چشم: آنکھوں کی سیاہی۔

سَوادِ شہر: جب مسافر کسی شہر کے قریب
پہنچتا ہے، دور سے ایک قسم کی سیاہی سی
فضا میں نظر آتی ہے، اُسے سوادِ شہر
کہتے ہیں۔

اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، دور سے سوادِ شہر
نظر آیا[باغ، ۱۴۲]۔

سَوادِ شام: شام کا اندھیرا، دھندلکا۔

سَوادِ نامہ: کاغذ کا صفحہ، سوادِ نامہ طے کرتا
ہے: یعنی قلم اُس فاصلے کو طے کرنا
شروع کرتا ہے، صفحے پر لکھنا شروع
کرتا ہے۔

کرتا ہے جو طے سوادِ نامہ
یوں حرف ہیں نقشِ پائے خامہ
[گلزار، ۱۳۷]

سوالِ دستخطی: وہ کاغذ یا عرضی جس پر رقم
وغیرہ کی منظوری کے دستخط ہو چکے
ہوں۔

نہ صرف خاص میں آمد، نہ خالصہ جاری
سپاہی تا متصدی سبھوں کو بے کاری
اب آگے دفترِ تن کی کہوں میں کیا خواری
سوالِ دستخطی پھاڑ کر کے پنساری
کسی کو آنولے دے باندھ کر، کسی کو کٹول
[سوداؔ: مخمس درویرانیِ شاہ جہان آباد، ص۲۶۶]

سَوانح: حادثات، سانحے۔ واقعات، حالاتِ
زندگی۔

سُوت: زمین کے وہ سوراخ، نالیاں جن

سے کنویں میں، ندی یا دریا میں پانی اُبلتا ہے۔

ہوئی دونوں کے حُسن کی ایک بُوت
کہ جیسے ہو دو چشموں کی ایک سُوت
[بیان، ۶۰۴]

["سُوت" اب عموماً مذکر مستعمل ہے]۔

سُوت بُوٹی، (بوٹی): کچے دھاگے یا ریشم کے پھول جو باریک سوئی سے کپڑے پر بنائے جاتے ہیں: کارچوبی۔

دکھاوے کوئی گوکھرو موڑ موڑ
کہیں سُوت بوٹی، کہیں تار توڑ
(بیان، ۴۲۵)

سُوختنی: جلنے یا جلانے کے قابل، پھونک دیے جانے کے لائق۔

سودا ہے: پاگل ہوئے ہو۔

فصد کھلواؤ، تم کو سودا ہے
سنبھلو صاحب ذرا، ہوا کیا ہے
(مثنویات، ۸۶۰)

سُودہ: کسی چیز کا بُرادہ، وہ چیز جو گھسنے سے حاصل ہو۔

سورج کو چراغ دکھانا: عقل مند کو دانائی کا مشورہ دینا۔ کسی بڑے تجربے کار شخص کو کسی معمولی بات کا مشورہ دینا۔

آگے اُن کے فروغ پانا
سورج کو چراغ ہے دکھانا
[گلزار، ۱۰]

[یعنی پچھلے بڑے شاعروں کے مقابلے میں اپنے کلام کو پیش کرنا ایسا ہی جیسے سورج کو چراغ دکھانا]۔

سورج مُکھی: ایک پھول جسے آفتاب پرست بھی کہتے ہیں۔ نیز دیکھیے: آفتابی ا۔

سورۂ نُور: قرآن پاک کی ایک سورت کا نام، جو اٹھائیسویں پارے میں ہے۔ اِس کے خواص میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی شخص اِسے سات بار صدقِ دل سے پڑھے تو بُہتان سے نجات پائے گا اور بازو پر باندھے تو شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہے گا۔

لبِ بام پر جب یہ سووے صنم
کریں سورۂ نور کو اِس پہ دَم
(بیان، ۵۶۷)

سُوزَن: سوئی۔

سُوزَنِ اَلماس: ہیرے کی کنی جو لوہے (وغیرہ) کی چھوٹی سی سلاخ میں لگی ہوتی ہے اور اُس سے عموماً شیشہ کاٹتے ہیں۔

سُوزَن کاری: سوئی (تاگے) سے کپڑے پر بیل بوٹے بنانے کا کام، کڑھائی کا کام، کشیدہ کاری۔

سُوزَنی: ایک قسم کا دوہرا یا روئی بھرا ہوا کپڑا جس پر سوئی کا باریک کام ہو (جسے

"سُوزن کاری" کہتے ہیں)۔ ایسے کپڑے کا لباس ہو یا فرش، دونوں کو سوزنی کہتے ہیں۔

بیش تر بہ طور فرش استعمال میں آتا ہے خواہ سوتی کپڑا ہو یا مخمل اور شال کا۔

ع: بچھی ہے سوزنی، خُوجا کھڑا جھلے ہے رومال[سودا، ۲۶۴]۔

سُوس: ایک قسم کا مگرمچھ: خوکِ آبی۔
(بیان، ۱۸۰)

سَوسَن: ایک قسم کے پودے کا اور اُس کے پھول کا نام، جس کی متعدد قسمیں ہیں۔ اِس کی شاخ بلند، پتے پتلے اور پھول میں پانچ پنکھڑیاں ہوتی ہیں، جو کھِل کر خمیدہ ہو جاتی ہیں، چناں چہ شاعروں نے اکثر اِس پھول کو زبان سے تشبیہ دی ہے۔ فرہنگِ فارسی میں اِس کی جملہ قسموں کا مفصّل بیان ملتا ہے۔ اِس کی ایک قسم کا نام "سوسنِ دہ زبان" بھی ہے۔ پنکھڑیاں تو اُس کے پھول میں بھی پانچ ہی ہوتی ہیں، مگر اُس کے گرد پھول کے رنگ کی پانچ پتّیاں بھی ہوتی ہیں، اِسی نسبت سے اِسے "دہ زبان" کہا گیا ہے۔ اِسی مناسبت سے کسی شاعر نے کہا ہے:

کھولا بہار نے جو کتب خانۂ چمن
سَوسن نے دس ورق کا رسالہ اُٹھالیا

سَوسَنی: نیلا، آسمانی رنگ۔

سُوفار: تیر کا پچھلا حصّہ۔ تیر کے اگلے رسرے کو، جس پر لوہے کا پھل لگا ہوتا ہے "پَیکاں" کہتے ہیں۔ وہ تیر جس میں پیکاں نہیں ہوتا، اُسے بھی سوفار کہتے ہیں۔ اُسے "تُکّا" بھی کہتے ہیں۔

سوفار پَیکاں کیا: اِس قدر کمال حاصل کرلیا کہ سوفار (بغیر بھال کے تیر) کو پیکان والے تیر کی طرح کارگر بنادیا کہ وہ تودے کو پار کر گیا۔ یا یہ کہ مشق سے اِس قدر صفائی حاصل کرلی کہ تیر کے سوفار میں پیکاں کی طرح تیزی پیدا ہو گئی۔

صفائی میں سوفار، پیکاں کیا
گیا جب کہ تودے پہ، طوفاں کیا
(بیان، ۴۵۱)

سُوق: بازار۔

سُوقِیانہ: بازاریوں کا سا، عامیانہ۔

سُوگَن: غم زدہ عورت۔

جوگی، کوئی بھوگی، کوئی سوگی، کوئی سوگن
جب غور سے دیکھا تو اُسی کے ہیں یہ سب فن
[نظیر، ۱۴۲]

سَوگَنْد: قسم۔

سَوگَنْد ہو گیا: ختم ہو گیا، نہ آنے کی قسم کھالی۔

درد و غم دل کو آگیا جو پسند
سُونا راتوں کا، ہو گیا سوگند
[مثنویات، ۱۳۷۳]

راتوں کی نیند غائب ہو گئی، گویا نیند نے نہ آنے کی قسم کھالی تھی۔

سُوگی: غم گین، سوگوار۔

سوُل: کانٹا، برچھی کی نوک۔

سوُں: قَسَم۔

جب کہا : آگے آؤ پیار کروں
بولی : سچ کہہ، تجھے قُران کی سوُں
[مثنویات، ۸۱۸]

مجھ پہ مرتے ہو تم قُران کی سوُں!
سچ کہو، تم کو میری جان کی سوُں!
[مثنویات، ۹۸۰]

پروردگار کی سوُں، اُس کی بوٹیاں کٹوا چیلوں کو بانٹتی [باغ، ۴۲]۔

سُونا اُچھالتے چلے جانا : کسی ملک (یا علاقے) میں بہت امن اور بہت اچھا انتظام ہونا کہ لوٹ مار اور چوری ڈکیتی بالکل ختم ہو گئی ہو۔

راہی، مسافر جنگل، میدان میں سونا اُچھالتے چلے جاتے۔ کوئی نہ پوچھتا کہ تمھارے مُنہ میں کے دانت ہیں۔
[باغ، ۱۰]

سُوندھا: ایک مرکب خوش بو کا مسالا، جس سے بال دھوتے ہیں یا جسے کپڑوں پر لگاتے ہیں۔

سُوہا: باریک قسم کا ریشمی یا سوتی سرخ رنگ کا کپڑا۔ مختلف مقامات پر مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، مثلاً : شال باف، قند، سالو، مدرا۔

سُوہالباس: سُرخ لباس۔

عروسی وہ گہنا، ▪ سُوہا لباس
وہ مہندی شہانی، وہ پھولوں کی باس
(بیان، ۲۰۷۸)

سُوہاجوڑا: دیکھیے: سوہالباس۔

سُوہان: لکڑی یا لوہا صاف کرنے کا خار دار آلہ، جسے عام طور پر "رِیتی" کہتے ہیں۔

سُوہانِ جاں : جان کو آزار دینے والا، تکلیف پہنچانے والا، ناگوار خاطر۔

سُوہانِ روح: دلی تکلیف پہنچانے والا۔

سوداؔ نے "روح کا سوہان" کہا ہے:

یوں ہی ہے جو خاطر میں تری، میں بھی ہوں حاضر
یہ زندگی اور روح کا سوہاں ہے برابر
[ص، ۵۵]

سوُء: بُرائی، خرابی۔

سوءِاتّفاق : بدقسمتی، حالات کی ناموافقت۔

سوءِاَدَبی (سوءِاَدَب): بے ادبی۔

متانت اور ادب کا یہ حال تھا کہ آنکھ اُٹھا کر مولوی صاحب کو دیکھنا سوءِ ادبی سمجھتے تھے (کہانی، ۳۷)۔

سوءِظن: بدگمانی، بُرا خیال۔

سویرے: جلدی، وقت سے پہلے۔

اے باپ! خیر تو ہے، آج سویرے
کیوں پھرے آتے ہو[باغ، ۲۲۷]۔

سُہا: ایک چھوٹے ستارے کا نام۔ بنات النعش کے تین ستاروں میں سے دوسرے ستارے کے قریب والا ستارہ۔ بلنداور تھامدّھم ستارہ۔

اُس فتنے کی خواب گہ تک آیا
مانندِ سُہا وہ مہ تک آیا
[گلزار، ۱۴۵۳]

سہارا: سہار، برداشت۔

مجھ کو اِس غم کا کب سہارا تھا
بے قضا تو نے آج مارا تھا
[مثنویات، ۳۱۷]

سُہاگ: ایک قسم کے گیت جو عورتیں شادی میں گاتی ہیں۔ یہ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ جو گیت دولھا کی طرف سے دُلھن کے شوق میں گائے جاتے ہیں، اُنھیں "سُہاگ" کہتے ہیں۔ اور جو دُلھن کی طرف سے دولھا کی تعریف میں گائے جائیں، اُنھیں "سہاگ گھوڑیاں" کہتے ہیں۔

اِدھر کا تو یہ رنگ تھا اور راگ
محل میں اُدھر گھوڑیاں اور سُہاگ
(بیان، ۲۰۶۴)

(رسومِ دہلی میں ایسے متعدّد گیت درج کیے گئے ہیں)۔

سہ شبانہ رُوز: تین رات دن۔

سَہلِ مُمْتَنِع: آسان سے آسان عبارت لکھنا۔ وہ نظم و نثر جو دیکھنے میں آسان نظر آئے، لیکن اگر کوئی ویسی لکھنا چاہے، تو بہت دشوار ہو، نہ لکھ پائے۔

جو لفظ وقت طلب، غیر مستعمل، عربی فارسی کا مشکل تھا اپنے نزدیک اُسے دور کیا اور جو کلمہ سہلِ ممتنع محاورے کا تھا، رہنے دیا[فسانہ، ۳۱]۔

سُہلے: وہ گیت جو عورتیں (خاص کر ڈومنیاں) بیاہ برات یا زچہ خانوں میں گاتی ہیں۔

سُہلے یہ ڈومنیاں گاتی ہیں لے کر جب ڈھول
شیخ جی! تم بھی سمجھتے ہو کچھ اُن سُہلوں کے بول
(سودا، ۲۸۸)

سہ ماہی کے رُوزے: منّت کے وہ روزے جو رمضان سے پہلے [جمادی الآخر سے شعبان تک] تین مہینوں کے اندر رکھے جائیں۔

سَہمکیں: ڈرا ہوا، سہا ہوا، خوف زدہ۔

سَہو: بھول چوک، ذہن سے کسی بات کا نکل جانا، فروگذاشت۔

سَہو و خطا: بھول اور غلطی [سَہو: بھول، خطا:

غلطی]۔

ہے انساں مرکب ز سہو و خطا
یہ چوکے گا، ہرچند ہو ہوشیار
[باغ، ۲۵۰]

سَہی: سیدھا، موزوں۔[عام طور پر سرو کی صفت کے طور پر آتا ہے: سَرو سَہی]۔

سَہی بالا: سیدھے اور موزوں قدوالا۔

سَہی سانجھ ہوتی: اچھی طرح شام ہو جاتی [دن کی روشنی بالکل ختم ہو جاتی]۔

جب سہی سانجھ ہوتی، چپکے ہی وہ خواجہ سرا اُس جوان کو اُسی راہ سے لے آتا [باغ، ۵۲]۔

سُہَیل: ایک نہایت مشہور چمک دار ستارہ، جس کے لیے مشہور تھا کہ اُس کی تاثیر سے چمڑے میں خوش بو پیدا ہو جاتی ہے اور حشرات الارض (کیڑے مکوڑے) مر جاتے ہیں۔[ایک روایت کے مطابق یہ ملکِ یمن کی طرف طلوع ہوا کرتا تھا، اِسی لیے اِسے "سُہَیلِ یمن" بھی کہتے ہیں)۔

سَہیلی: (۱) ہجولی، ساتھ رہنے والی، سکھی۔

(۲) بعض بُندے سہیلی دار ہوتے ہیں اور بعض سادہ۔ سہیلی دار بُندے وہ کہلاتے ہیں جن میں آویزے (لٹکن) کے اوپر دو پتیاں دونوں طرف ہوں۔ اِن پتیوں کو اصطلاحاً "سہیلی" کہتے ہیں (اصطلاحات)۔

سَیس: سائیس کی مخفف صورت۔

نے دانہ و نہ کاہ نہ تیمار و نے سیس
رکھتا ہے جیسے اسپ گِلی طفلِ نَے سوار
[سودا، ۲۷۲]

سی: تیس۔[سی سال: تیس سال]۔

سَیّار: بہت سیر کرنے والا، تیز چلنے والا، گردش کرنے والا ستارہ۔

سَیّارہ شناس: جوتشی، نجومی۔

سَیّارے: گردش کرنے والے ستارے۔

اک نہر تھی شہر کے برابر
ٹھٹکے سیّارے کہکشاں پر
[گلزار، ۱۵۵]

[اِس شعر میں "سیّارے" چاروں شہ زادوں کے لیے آیا ہے؛ یعنی وہ اُس نہر کے کنارے ٹھہر گئے]۔

سِیاست: سزا۔[جمع: سیاستیں]۔

اگر حکم قتل کا میرے حق میں نہ ہوتا، تو سب سیاستیں سہتا اور اپنا ماجرا نہ کہتا۔
[باغ، ۱۳۵]

سیاست کرنا: سزا دینا۔

اُس کیدی کو ایسی سیاست کروں کہ بار دیگر ایسی حرکت نہ کرے [باغ، ۱۷۱]۔

سِیاق و سِباق: سلسلۂ کلام، آگے پیچھے کی

عبارت، کلام جس سے مفہوم صحیح طور پر متعین ہو۔

سِیانے ("سیانا" کی جمع): گنڈا تعویذ کرنے والے، جھاڑ پھونک کرنے والے، بھوت پریت اُتارنے والے۔

سِیاہ تاب: دیکھیے: تہ نشان۔

سِیاہ گوش: چیتے کی قسم کا ایک چھوٹا درندہ، جسے امیر لوگ شکار کے لیے رکھتے تھے۔ یہ کتے سے چھوٹا اور بلی سے بڑا ہوتا ہے۔ دونوں کان سیاہ اور نوک دار ہوتے ہیں۔

سِیاہ نامہ: وہ کاغذ (کتاب) جس میں کسی شخص کے بُرے اعمال لکھے گئے ہوں: گناہ گار کا اعمال نامہ۔ (۲) گناہ گار۔

سِیاہہ: وہ کچا رجسٹر جس میں ہر روز کی نقدی یا جنس بغیر تفصیل ایک جگہ درج کر لیتے ہیں: روزنامچہ۔

سِیاہی کی: ظاہر ہوا۔ [سیاہی کردن فارسی کا محاورہ ہے، اِس کے ایک معنی ظاہر ہونا بھی ہیں (بہارِ عجم)۔ یہاں لفظِ "سیاہی" میں سانپ کی نسبت سے کالے پن کی رعایت بھی شامل ہے]۔

کالے نے جہاں کی سیاہی
وہ حوض میں تھا مثالِ ماہی
[گلزار، ۷۸۹]

[کالے نے سیاہی کی: وہ سانپ ظاہر ہوا]۔

سِیتل پاٹی: ایک قسم کی چٹائی جو بہت چکنی ہوتی ہے [پہلے عموماً آسام سے آیا کرتی تھی]۔

شطرنجی، چاندنی، قالینیں، سیتل پاٹی سب میرے حوالے کیے۔
[باغ، ۸۷]

سِیج: پلنگ، مسہری، بستر، تازہ پھولوں کا فرش جو بستر پر لگاتے ہیں۔

یوں سیج پہ آ کے سوئی بے تاب
جس شکل سے آئے آنکھ میں خواب
[گلزار، ۱۱۲۸]

سیج بند: وہ ڈوری جس سے پلنگ کی چادر کو پایوں سے کس کر باندھتے ہیں۔

سِیَر: سیرت کی جمع۔ سوانح حیات، حالاتِ زندگی۔

سیراب: (۱) پانی سے بھرا ہوا، چھلکا ہوا، جس کی پیاس اچھی طرح بُجھ جائے۔

(۲) بیزار، دل بھر چکا ہو، جی اُچاٹ ہو چکا ہو۔

فوجِ عدو کا زندگی سے دل سیر اب اور اُچاٹ تھا۔ لہو لہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا [فسانہ، ص ۲۶۲]۔

(۳) شاداب، سرسبز، ہرا بھرا، تر و تازہ۔

زمیں سبز و سیراب عالم تمام
نظر کو طراوت وہاں صبح و شام
(بیان، ۲۱۱)

سَیر باز: گھومنے پھرنے کا شوقین، تماش بین، رنگین مزاج۔

سیر میں مجھ کو امتیاز نہیں
تم پھرو، بندی سیر باز نہیں
[مثنویات، ۱۴۶]

سِیر چشم: دل والا، حوصلے والا، جو مزاج اور طبیعت کے لحاظ سے آسودہ، مطمئن، بے پرواہو، جس کی نیت بھری ہوئی ہو [ندیدے کی ضد]۔

سِیر چشمی: آسودگی، بے پروائی۔

سَیر میں سَیر ہو گی: نئی بات نکلے گی، اِس بات میں نئی بات نکلے گی، نئی بات سامنے آئے گی۔

گل گشت کریں، چلو کہا: خَیر
کیا جانے کہ ہو گی سیر میں سَیر
[گلزار، ۹۰۹]

سَیر ہو گی: دیکھیے: سیر میں سیر ہو گی۔

سِیر ہونا: پیاس بُجھنا۔ خواہش کا پورا ہونا۔ بیزار ہو جانا:

ایسی جلدی اِس اپنے بوڑھے خادم سے سیر ہوئے کہ اِسے دل گیر کیے جاتے ہو۔ [باغ، ۱۲۷]

سِیَسَر: کمان کا وہ فیتا جس میں تیر رکھ کر کمان کھینچتے ہیں اور تیر چلاتے ہیں۔

سَیف: تلوار، لمبی تلوار۔

سَیفُ اللّٰہ: اللہ کی تلوار، مشہور اسلامی سپہ سالار حضرت خالد بن ولید کا لقب۔

سَیفی: ایک دُعا۔ یہ کہا گیا ہے کہ اگر چلّہ کھینچا جائے اور چالیس دن تک اِسے بلا ناغہ پڑھا جائے تو یہ دشمنوں کی ہلاکت، تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔ اگر چلّے میں کسی طرح کی کمی رہ جائے، غلطی ہو جائے تو اُس کا اثر اُلٹ جاتا ہے کہ خود پڑھنے والے پر اُس کا اثر ہو جاتا ہے۔

سَیل: چھوٹا نیزہ۔

سَیلی: تھپّڑ۔

سِیلی: سیاہ ریشم یا تاگوں کی ڈوری جو فقیر اور جوگی گلے میں پہنتے ہیں۔ پتلی سی رسّی یا ڈوری کمر میں باندھنے کی۔

دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک تو یہی فقیر جو کفنی، سیلی پہنے ہوئے مرشدوں کی حضوری میں حاضر اور بولتا ہے [باغ، ۲۰]۔

تھوڑے پتّے درخت سے توڑ کر دونا بنایا اور اپنی سیلی کھول کر، اُس میں باندھ کر پانی نکالا [باغ، ۹۳]۔

پہن سیلی اور گیروا اُوڑھ کھیس
چلی بن کے صحرا کو جوگن کے بھیس
(بیان، ۱۴۶۸)

سِیم: چاندی۔

سِیم بَر: چاندی جیسے جسم والا؛ مراد ہے گورا چِٹّا، حسین۔ محبوب کی صفت کے طور پر اکثر آتا ہے۔[بَر: آغوش، جسم]۔

سِیما: پیشانی۔

سِیماب وَش: پارے کی طرح۔ مجازاً: بے قرار، بے تاب، مضطرب۔[وَش: طرح، مانند]۔

سیماب وَشی: بے قراری، اضطراب۔

نیچہ سُلیمانی اُس بلقیس وَش کے ہاتھ میں، سیماب وَشی بات بات میں، صید کرنے کی گھات میں[فسانہ، ۷۵]۔

سِیمُرغ: ایک خیالی پرندہ جو قدو قامت میں بہت بڑا سمجھا جاتا ہے۔

سِیمُرغِ زَرّیں جَناح، طِلا بال: سنہرے بازوؤں والا سیمرغ، مراد ہے: سورج۔

سیمرغِ زرّیں جناح، طلابال...... قفسِ مشرق سے نکل کے گلشنِ زنگاری میں جلوہ اَفروز ہوا؛ یعنی شب گزری، روز ہوا[فسانہ، ۲۸۰]۔

سِیمیں تَن: دیکھیے: سیم بَر۔

سِینا: پرندوں کا انڈوں پر بیٹھنا گرمی پہنچانے کے لیے کہ بچّے نکل سکیں۔

(مزید دیکھیے: گھر سینا)۔

سِینَک کر بجانا: تأمّل کرنا، کام میں جلدی نہ کرنا، سوچ سمجھ کر اطمینان سے کسی کام کو کرنا۔

بولی: چپ رہیے، مُنہ کی کھایئے گا
اک ذرا سینک کر بجایئے گا
[مثنویات، ۳۳۷]

سِینگڑا: سینگ سے بنایا ہوا باجا جسے منہ سے بگل کی طرح بجاتے ہیں۔ بارود رکھنے کا سینگ۔

سِینگ سمانا: جگہ ملنا، حفاظت کی جگہ ملنا۔

ایک بار گی تباہی پڑی۔ رئیس وہاں کے مَیں کہیں، تم کہیں ہو کر، جہاں جس کے سینگ سمائے، وہاں نکل گئے۔
[باغ، ۹]

سینہ رِیش: غمگین، پریشاں خاطر۔

تم اِس غم سے مت ہو جیو سینہ رِیش
کہ ہم تم سے ملتے رہیں گے ہمیش
[بیان، ۲۱۲۹]

سیوتی: ایک قسم کا سفید گلاب: نَسترَن۔

سِیوڑا: جَین سادھوؤں کی ایک قسم۔

سیہ فام: کالے رنگ کا۔

سیہ مست: نشے میں چُور، بدمست۔

ش

شاخ: سینگ۔ ٹہنی، ڈالی۔

شاخِ زَعفران: کنایتاً: خاص خوبی، نمایاں خصوصیت، عجیب یا انوکھی چیز۔ طنزاً: غرور، مغرور شخص۔

شاخسار: وہ جگہ جہاں کثرت سے (لمبی) شاخوں والے درخت ہوں۔ گھنی شاخوں کا جھنڈ۔

شاخسانہ: جھگڑے کی بات، جھگڑا، ایسی گفتگو جس سے فساد پیدا ہو۔ (۲) من گھڑت، بے بنیاد بات، بے سروپا بات۔ عجیب و غریب بات۔

شاخسانہ نکالنا: جھگڑا پیدا کرنا۔

شاخِ کمان: کمان کی لکڑی جو خم دار ہوتی ہے۔ کنایتاً: بُڑھاپے کے سبب جھکی ہوئی کمر۔

شاخِ نَبات: مصری کے کوزے کی وہ لکڑی جو کوزہ بنانے کے لیے اُس کے آب خورے میں (نچلے حصے میں) لگا دیتے ہیں۔ کنایتاً: مصری کی ڈلی، میٹھی چیز۔

شادکام: خوش و خرّم، خوش حال، کامیاب۔

شادماں: خوش و خرّم۔

شاد و ناشاد: بہ ہر حال۔ مجبوراً، بے دلی سے۔ [وقت تو شاد و ناشاد کٹ ہی جاتا ہے]۔

شادِیانے: خوشی، مبارک باد کے گیت۔ خوشی کے باجے۔

بادشاہ نے بر آمد ہو کر تختِ مبارک پر جلوس فرمایا، نوبت خانے میں شادیانے بجنے لگے [باغ، ص۱۶]۔

شادی مرگ ہو جانا: خوشی کے احساس کی زیادتی سے مر جانا، یعنی اچانک کوئی بہت اچھی خبر سُن کر مر جانا۔

شاذ: بہت کم، اتّفاقیہ۔

شاذ و نادر: کبھی کبھی، کم، بہت کم۔

شارِب: پینے والا۔

شارِق: چمکیلا، منوّر، روشن۔

شاطِر: (۱) شطرنج کھیلنے والا۔ (۲) چالاک، عیار، چال باز۔ چور اور گرہ کٹ کے ساتھ بہ طور صفت بھی آتا ہے، جیسے: شاطر چور۔ (۳) تیز رفتار قاصد (گھڑ سوار) جو خط کو جلد تر پہنچائے۔

پلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاوے
پڑ سکے پیچھے نہ اُس کے کوئی، بجز اُس کے کفل
[سودا، گھوڑے کی تیز رفتاری کی تعریف میں، ص ۸۳]۔

(۴) وردی پوش ملازم (سپاہی) جو بادشاہ اور اُمرا کی سواری کے آگے آگے چلے۔ محافظ، پیادہ۔

خواجہ کے شاطر نے اُس کو آگے بلایا اور پوچھا کہ تو کون ہے [باغ، ص ۱۳۱]۔

شاغل: مشغول، کسی کام میں لگا ہوا۔ خدا کے نام کا ورد کرنے والا، خدا کے ذکر اذکار میں مصروف۔ وظیفہ پڑھنے والا۔

شافع المذنبین: گناہ گاروں کی بخشش کی شفاعت کرنے والا، مراداً: رسول اللہؐ: شافع اُمت، شافع محشر، شافع روزِ جزا۔

شافی: شفا دینے والا، مراد ہے خدا: شافع حقیقی، شافی مطلق۔

شاق: دشوار، مشکل۔ جو ناگوار گزرے، طبیعت پر بار ہو۔

شاق ہونا: بُرا لگنا، دشوار ہونا۔

شاکی: شکایت کرنے والا، کسی ناروا سلوک کے خلاف بیزاری ظاہر کرنے والا۔

شاگرد پیشہ: نوکر چاکر، خدمت گار، ماتحت۔ (۲) ادنا ملازموں کے رہنے کی جگہ (کوٹھری، چھوٹا مکان) جو محل، حویلی، بڑے مکان سے ملا ہوا ہو یا اُس کے احاطے کے اندر ہو۔

شال: سر اور شانوں پر اوڑھ لینے کے لائق تیار کیا ہوا اونی پارچہ مسلمانوں کے عہد سے اِسے "شال" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کشمیر اِس صنعت کا مرکز تھا۔ کڑھت کاری کے نمونوں اور اُن کی وضع قطع پر شال کے مختلف نام رکھ لیے گئے تھے، جن میں سے بعض اب متروک ہیں اور بعض مقامی ہو کر رہ گئے ہیں، صرف لفظِ شال اور دوشالا عام ہو گیا ہے؛ مگر اصل مفہوم بالکل بدل گیا ہے۔ شال اب (یعنی ہمارے زمانے میں) قدیم طرز کی کڑھت کاری کا کام کی ہوئی اونی چادر کو کہتے ہیں۔ اگر اُس کی ایک فرد ہوئی، تو "اِک لئی"، "فرد" یا صرف "شال"؛ اگر دُہری ہو تو "دولئی"، "دوشالا" یا "چادر جوڑا" کہلاتا ہے [اصطلاحات]۔

شال بافی: شال باف ایک طرح کا سُرخ ریشمی کپڑا ہوتا ہے [نور] شال بافی سے غالباً وہی مراد ہے، اِس میں ی نسبت کی ہے۔

جواہر بیش قیمت اور تھان نور بافی اور شال بافی اور زردوزی اور جنس و تحفے [باغ، ص ۱۷۴]۔

(۲) شال بُننا۔ شال باف: شال بُننے والا۔

شالی رومال: شال کے کپڑے سے بنا ہوا

کندھے پر ڈالنے والا بڑا اونی رومال۔

شالینہ : شال کا، اونی۔

شامِ ابد : وہ شام جس کی کبھی صبح نہ ہو، یعنی انتہائے زمانہ (صبحِ ازل کا مقابل)۔

شامِ اودھ : فیض آباد کی شام (جس کی چہل پہل مشہور ہے)۔

آسمان میں رنگا رنگ کی شفق پھولی، شامِ اودھ کی سیر بھولی [فسانہ، ص ۴۷]۔

لطف وہ شامِ اودھ کا دیکھے جا کر دوستو!
ہو جو فیض آباد میں نوکر میاں داراب کا
[انشا: اردو لغت]

شام پڑ گئی : شام ہو گئی۔

جب نزدیک اِس شہر کے آیا، تھوڑی سی دور رہا تھا جو شام پڑ گئی [باغ، ص ۲۷]۔

شامِ غربت : پردیس کی شام۔ کنایتاً: مصیبت کا عالم، بے کسی کی شام۔

شامِ غریباں : وہ شام جو وطن سے دور مصیبت و بے کسی کے عالم میں آئے۔

[دسویں محرّم کی شام۔ محرّم کی دسویں کو شہدائے کربلا کی یاد میں ہونے والی مجلس، جس میں فرش، روشنی وغیرہ کا اہتمام نہیں ہوتا]۔

شامتِ اَعمال سے : کیے کی سزا، گناہوں کی سزا؛ مراد ہوتی ہے: بدقسمتی سے۔

شام بھویاں : شام کا انتظار کرنے والے۔ شام کا انتظار کر رہے تھے۔

تھے صبح سے دونوں شام بھویاں
شب کو ہوئے داخلِ شبستاں
[گلزار، ص ۱۳۳۹]

شام و پگاہ : صبح شام۔

شامّہ : سونگھنے کی حس، قوت۔

شانہ : کاندھا۔ کنگھی۔

شانہ پیچ : کنگھی رکھنے کا غلاف۔

شائق : مشتاق، آرزو مند، طلب گار، شوق رکھنے والا۔

شاہِ اُمَم، شاہِ انبیا، شاہِ بَطحا، شاہِ ابرار، شاہِ حجاز، شاہِ کولاک : رسول اللہؐ۔

شاہانہ وقت : شام کا وقت [آصفیہ]۔

شاہ بَیت : غزل یا قصیدے کا بہترین شعر، سب سے اچھا شعر۔

شاہِ خاوَر : مشرق کا بادشاہ، یعنی سورج۔

شاہد باز : حسن پرست، حسینوں سے رغبت رکھنے والا۔ امردوں (لڑکوں) سے رغبت رکھنے والا [آصفیہ]۔

شاہدِ بازار : بازاری معشوق، کوٹھے والی، طوائف۔

شاہ دَرا (شہ دَرَہ): وہ آبادی یا گانو جو شاہی محل، قلعے، شاہی جھروکے کے نیچے (سامنے کچھ فاصلے پر) واقع ہو [آصفیہ]۔

شاہ دریا: عورتوں کے اعتقاد کے مطابق ایک فرضی جن کا نام، جو پریوں کا لاڈلا بھائی اور سکندر شاہ سے چھوٹا مانا گیا ہے۔

کیا فقط روتی ہیں پریاں، اُس پری کے عشق میں
شاہِ جنہ ایسا رویا، شاہ دریا ہو گیا
[ناسخ: آصفیہ]

شاہ عباس کا عَلَم ٹوٹے: بدؤعا: حضرت عباس کے علم کی مار پڑے، تباہ ہو، برباد ہو [حضرت عباس کربلا کے میدان میں حضرت حسین کے ساتھیوں میں تھے اور فوج کا عَلَم (جھنڈا) آپ ہی کے پاس تھا، اِسی نسبت سے آپ کو "عباسِ علم دار" بھی کہا جاتا ہے۔ آپ حضرت علی کے بیٹے (حضرت حسین کے مختلف البطن بھائی) تھے۔

جھوٹے کی جان پر ستم ٹوٹے
شاہ عباس کا علم ٹوٹے
[مثنویات، ص ۹۷۴]

شاہِ مرداں: حضرت علی کا لقب۔

شاہوار: بادشاہوں کے لائق۔ مراد ہوتی ہے: بہت عمدہ، بہت نفیس، اعلا درجے کی چیز، بیش قیمت۔

شایاں: لائق، مناسب، زیبا۔

شایاں ہے: لائق ہے۔ [سب طرح شایاں ہے: ہر طرح لائق ہے اور زیبا ہے]۔

ع: ایسے یکتا کو خدائی سب طرح شایان ہے [باغ، ص ۴]

شاید کہ باشد: ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو۔

اُس نے کہا: خدا کی قدرت سے تعجب نہیں، شاید کہ باشد [باغ، ص ۱۱۸]۔

شَباں: چرواہا۔

ع: شباں نے گرگ کو گلّے کی سونپی ہے نگہبانی [سودا، ص ۴۹]۔

شَبانہ رُوز: رات دن۔

شَب تاب: شب اَفروز، رات کو چمکا دینے والا، رات کو روشن کرنے والا۔

شَبِ تار: اندھیری رات۔

شبِ چاردَہ: چودھویں رات۔

شَب چراغ: رات کو چراغ کی طرح روشنی دینے والا، چمکنے والا قیمتی لعل یا موتی۔

شَب خون: رات کا حملہ، رات کے وقت بے خبری میں دشمن پر حملہ۔

شَبِ دیجور: اندھیری رات۔

شَبدِیز: سیاہ رنگ کا گھوڑا۔ ایرانی بادشاہ خسرو پرویز کے سیاہ رنگ گھوڑے کا نام۔

شَب دِیگ: وہ سالن جو رات بھر دم دے کر پکایا جائے۔ اِس سے مراد ہے ایک خاص قسم کا قورما، جس میں سالم شلجم ڈالا جاتا ہے اور اُنھی کی شکل جیسے قیمے کے مسالے دار کباب بھی ڈالے جاتے ہیں اور رات بھر ہلکی آنچ پر دم دے کر پکایا جاتا ہے۔ یہ سالن بہت خوش ذائقہ اور مرغن ہوتا ہے [باغ، ص ۷۷]۔

شَب رنگ: کالا۔ کالا گھوڑا۔

کچھ برق سی تڑپے ہے پڑی ابرِ سیہ میں
تیہاجو کہوں، سو نہیں رکھتا ہے وہ شب رنگ
[سودا، ص ۱۸۴۔ گھوڑے کی تعریف میں]۔

شَب زِندہ دار: رات بھر جاگنے والا۔ مجازاً: رات بھر عبادت کرنے والا۔

شَبِستاں: رات بسر کرنے کا پُر تکلف آراستہ کمرا، خواب گاہ۔ حرم سرا۔

تھے صبح سے دونوں شام بھویاں
شب کو ہوئے داخلِ شبستاں
[گلزار، ص ۱۳۳۹]

شَبِ قِیر: اندھیری رات، سیاہ رات۔

شَبَک: ہر وہ چیز جس میں کثرت سے سوراخ ہوں، جیسے جالی دار کپڑا، جال وغیرہ۔ دیکھیے: چراغ تہِ داماں۔

ڈھیلے پیچ اُس کے نے گردن کا بوجھایا یہ حسن
جلوہ گر شمع ہو جیسے تہِ دامانِ شبک
[سودا، ص ۱۵۶]۔

شَب کور: وہ گھوڑا جو رات میں سیاہ اور سفید چیز میں تمیز نہ کر سکے۔ اِس کو گھوڑے کا عیب خیال کیا جاتا ہے [بیان، ص ۷۵۴]۔

شَب گیر: رات کے آخری حصے سے متعلق، آخر شب کا، پچھلی رات کا۔

ع: سُن جاؤ مرے نالۂ شب گیر کی آواز
[سراج۔ کلیات، ص ۲۷۲]

شبنم: عمدہ ململ کی ایک قسم۔ دیکھیے: آبِ رواں۔

ہم رستوں کی چھیڑ چھاڑ، اُن کے جوبن کی بہار، فقط ململ اور شبنم کے دوپٹوں کی آڑ [فسانہ، ص ۱۴۲]۔

شبنمِستاں: وہ جگہ جہاں بہت اوس پڑی ہو۔ کنایتاً: آنسوؤں سے تر بہ تر جگہ۔

شَبنَمی: شبنم جیسا نرم اور سفید۔ وہ کپڑا جو اوس سے بچنے کے لیے مسہری یا پلنگ پر تان دیا جاتا ہے۔

اپنی شبِ وصال کا اللہ رے اہتمام
شبنم کی شبنمی تھی، فلک شامیانہ تھا
(اردو لغت)

شَبّو: ایک سفید پھول (اور اُس کا درخت) اِس میں بھینی بھینی خوش بو آتی ہے اور رات کو کھلتا ہے: شب دُلھن۔

گُلِ شبّو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی
[فسانہ، ص ۸۷]۔

شَبَہ: کانچ کے بنے ہوئے مختلف رنگ کے باریک موتی: پوت۔

شِتاب: جلدی۔

شِتابا: شمع روشن کرنے کا جلتا ہوا فلیتا [اصطلاحات]۔ (۲) بارود میں تر کر کے خشک کیا ہوا کاغذ، جس میں آگ لگا کر بارود کو اُڑایا جاتا ہے: فتیلہ۔

شِتاباں: لپکتا ہوا، دوڑتا ہوا۔

اور گُل لیے آفتابِ تاباں
ہنگامِ سحر ہوا شِتاباں
[گلزار، ص ۲۸۴]

شَتّاہو: بے حیا۔

وزیر کی بیگم گالیاں دینے لگی کہ اے نگری! تو بڑی شتاہو نکلی [باغ، ص ۱۳۰]۔

شُترِ بے مہار: بے نکیل کا اونٹ۔ آزادانہ چرنے والا اونٹ، جس کو کسی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہو۔ مجازاً: بے قابو، خودسر، ہر قسم کی پابندی سے آزاد شخص [شُتُر / شُتَر]۔

شتر نال: ایک طرح کی چھوٹی توپ جو اونٹ کی پیٹھ پر لادی جاتی اور اُسی پر سے چلائی جاتی تھی۔ ایسی توپیں شاہی سواری کے ساتھ اکثر ہوتی تھیں اور اکثر چھوٹتی جاتی تھیں۔

شَجرہ: خاندانی نسب نامہ۔ وہ کاغذ جس میں پیر، اپنے مریدوں کو نام اور اپنے پیروں کا سلسلہ لکھ کر دیتے ہیں۔

شَجرہ کُلاہ: پیروں کا شجرہ اور ٹوپی تبرک کے طور پر مُریدوں کو دی جاتی ہے۔

شَحنہ: کوتوال۔

شِدّت: مصیبت۔

ع: جو کچھ کہ پیش آئی ہے شدت مرے تئیں [باغ، ص ۲۰]۔ یعنی مجھ پر جو مصیبتیں پڑی ہیں۔

شُدہ شُدہ: ہوتے ہوتے، رفتہ رفتہ۔

شرابِ دو آتشہ: دو مرتبہ کھینچی ہوئی شراب، عموماً مراد ہوتی ہے: بہت تیز شراب۔

شَرار، شَرارہ: چنگاری، آگ کا پتنگا۔

شِراکت: شرکت۔

اِس نیک بخت کو میرے ساتھ کر دے، تا اِس کی شراکت سے اُس کو رنج سے نجات ملے [فسانہ، ص ۲۱۰]۔

شَرائین: تمام جسم میں خون پہنچانے والی رگیں۔ [شِریان کی جمع]۔

شَر بُور (شرابور، شُور بُور): سر سے پاؤں تک بھیگا ہوا، تر بتر۔

رات دن رنگ میں رہتا ہے تو شَر بُور، بنے!
عرش تک بیاہ کا پہنچا ہے ترے شُور، بنے!
[سودا، ص ۲۸۸]

شَرَر: چنگاری۔

شَرَرریز: چنگاریاں برسانے والا۔

از بس کہ یہ چرخ فتنہ انگیز
ہے بزمِ عیش پر شرر ریز
[گلزار، ص ۱۰۸۴]

شرط خدمت کی تھی: جتنی خدمت کرنا چاہیے تھی۔

غرض چھے مہینے تک جتنی شرط خدمت کی تھی، بہ جان و دل بجالایا [باغ، ص ۲۱۳]۔

شَرَف: بزرگی، بڑائی، عزّت، فخر، فوقیت۔

شَرَفِ باریابی حاصل ہونا: کسی کی خدمت میں حاضر ہونے کی عزّت حاصل ہونا: شرفِ حضوری۔

شَرَفِ تلمّذ: شاگرد ہونے کی عزّت۔ (جیسے: مولانا حالی کو مرزا غالب سے شرفِ تلمّذ حاصل تھا۔ یعنی وہ مرزا غالب کے شاگرد تھے)۔

شَرَفِ حضوری: شرفِ باریابی۔

شَرَف لے جاوے: بڑھ جائے، سب سے بہتر معلوم ہو۔

ولایت کے میوے دھرے ہر طرف
کہ لے جاوے بو اُن کی گُل پر شرف
[بیان، ص ۱۰۸۵]

شُرَفا: شریف کی جمع۔

شَرق: مشرق، پورب۔ [شَرق و غرب: پورب پچھم]۔

شَرَنگ: زہر۔

ہوتا نہ اِتنے ناخلفوں میں جواک خلف
مرجاتی غم سے مادرِ ایام، کھا شَرَنگ
[سودا، ص ۲۲۸]

شَسَت، شِسِت: مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ کمان کا چلّہ، زہ۔ تیر کے پچھلے سرے کی گرفت۔ نشانہ۔

شَسَت اَنداز: نشانہ لگانے والا۔

شَسَت باندھنا، شَسَت لینا: نظر جمانا، سیدھ لینا، نشانہ درست کرنا۔

شُسُت وشُو: نہانا دھونا، دھوکر صاف کرنا۔

شُست وشو دوں ہوں میں الفاظ کو جس پانی سے
دُرد ہے آبِ گُہر سامنے اُس کے، وہ زُلال
[سودا، ص ۱۷۶]

شِسِت و مُشت برابر کر: نشانہ درست کر کے اور تیار ہو کر۔

لبِ سوفار چلّے سے جوڑ، شِسِت و مُشت برابر کر اِسم شروع کیا [فسانہ، ص ۱۱۹]۔

شَشْ پَر: ایک طرح کا لوہے کا گرز، جس کا سر چھے پہلو والا ہوتا تھا۔

شَشْ جہت: مراد ہے تمام عالم۔

[شَش: چھے۔ جہت: سمت۔ چھے سمتیں: اوپر، نیچے، دائیں، بائیں، سامنے، پیچھے۔ یعنی پوری دُنیا]۔

شَشدَر: حیران۔

شَش و پنج: فکر، اندیشہ، گھبراہٹ، پریشانی، حیرانی۔

کچھ مزہ دل میں، کچھ ندامت تھی
اک شش و پنج میں طبیعت تھی
[مثنویات، ص۱۱۶۵]

شَطّ، شط: نہر، دریا کا کنارہ۔

شَطرَنجی: بغیر روئیں کا خالص سوتی، دونوں طرف سے یکساں، دری کی وضع پر تیار کیا ہوا قالین۔ زمین کے فرش پر بچھانے کی کئی رنگ کے سوت سے بُنی ہوئی لمبی چوڑی موٹی دری۔ دبیز سوتی فرش جس میں خانے بنے ہوتے ہیں۔

شِعار: طریقہ، چلن، خصلت، روش۔

نہ ہو اُس کو کیوں کر ہوائے شکار
تہوّر شِعاروں کا ہے یہ شِعار
[بیان، ص۱۶۸]

شُعلہ پَیرا: شعلے تراشنے والی، شعلے برسانے والی [تلوار کی صفت]۔

شعلہ جَوّالہ: اگن چرخ۔ چاک یا چکّر کی شکل کی آتش بازی، جس کے دَور پر بانس کے نلوے بارود سے بھر کر باندھے جاتے ہیں اور شتابے کے ذریعے باہم ملا دیے جاتے ہیں۔ جب ان میں آگ لگائی جاتی ہے تو بارود کی اُڑان سے چکّر کیلی پر تیزی سے گھومنے لگتا ہے۔ چھوٹے چرخ کو چرخی کہتے ہیں۔

شعلہ رو: لفظی معنی: شعلے کی طرح سرخ چہرے والا۔ مجازاً: معشوق، حسین شخص۔

رنج کس شعلہ رو کا کھاتے ہو
شمع کی طرح پگھلے جاتے ہو
[مثنویات، ص۱۳۳۶]

شَغاد: رستم کے بھائی کا نام، جس نے دھوکے سے رستم کو ایک کنویں میں گرا دیا تھا (کہ وہ مارا جائے)۔

ایسے زبردست دشمن پر کھلے میدان میں حملہ کرنا خطرناک ہے۔ ایسے رستم کو پکڑنے کے لیے شَغاد بننا ضروری ہے
[کہانی، ص۲۶]۔

شَغال: گیدڑ۔

شَغَف: بے انتہا رغبت، بہت لگاؤ۔

شِفا: صحت، تندرستی، بیماری کے بعد تندرست ہونا۔

شفق پھولنا: آسمان پر شفق کا ظاہر ہونا۔ [چہرے پر شفق پھولی: چہرے پر خوشی کی سُرخی جھلک اُٹھی]۔

کیوں مُنہ پہ شفق خوشی سے پھولی
کیا شامِ وصال راہ بھولی!
[گلزار، ص ۹۳۳]

شفیعُ الاُمَم: اُمتوں کی بخشش کی شفاعت (سفارش) کرنے والا؛ رسول اللہؐ کا ایک لقب۔

شفیعُ المُذ نبین: گناہ گاروں کی بخشش کی سفارش کرنے والا: رسول اللہ کا ایک لقب۔

شفیعُ الوریٰ: مخلوق کی بخشش کی شفاعت کرنے والا: رسول اللہ کا ایک لقب۔

شَق: شگاف، شگاف پڑا ہوا۔

شَقاوَت: بدبختی، نحوست۔ سختی، سنگ دلی۔

شُقّہ: پرچہ، خط، حکم نامہ۔ وہ رقعہ جو بادشاہ کی طرف سے اُمرا کو لکھا جائے۔ وہ رقعہ جو اُمرا اپنے سے کم درجہ امیر کو لکھتے ہیں۔

شَقی: بدبخت، بدنصیب۔ ظالم، سنگ دل۔

شِکار بَند: وہ تسمہ جو گھوڑے کی دُم کے قریب، شکار لٹکا لینے یا ضروری سامان باندھ لینے کے واسطے لگا ہوا ہوتا ہے: فِتراک۔

شکر لب: شیریں گفتار۔ میٹھی میٹھی، اچھی باتیں کرنے والا [کنایتاً: محبوب]۔

بند آنکھیں کیے ہوئے شکر لب
بیدار رہا تو آخرِ شب
[گلزار، ص ۱۱۴۸]

شِکستہ: خطِ تعلیق کی ایک دوسری طرز، جو جلد لکھنے کے لیے اصولِ خوش نویسی کو نظر انداز کر کے، قلم کی روانی پر وضع کی گئی، دفتری اور کاروباری ضرورت کے لیے۔ اِس کو گھسیٹ لکھاوٹ کہا جائے تو بجا ہوگا۔ اِس کی ابتدا شاہ جہاں کے عہد میں ہوئی۔ اِس کو خطِ دیوانی بھی کہا جاتا ہے۔

شِکستہ بالی: بے کسی، قوّت کا نہ ہونا، پرواز کی طاقت نہ ہونا۔

شِکوہ: شان و شوکت، بڑائی، عظمت۔

شَکیب / شِکیب: صبر، برداشت۔

شَکیب بَر: صبر چھین لے جانے والا، صبر و سکون ختم کر دینے والا۔

ع: حسرت فزا و ہوش رُبا و شکیب بر (نظیر)

شَکیبا: صبر کرنے والا۔

شَکیبائی: صبر و ضبط۔

شِگُفتہ الفاظ: ایسے لفظ جنھیں سُن کر سننے والا فرحت محسوس کرے، خوش ہو جائے۔

شِگُفتہ جبیں: مسکراتا چہرہ، شگفتہ رُو۔

شِگُفتہ خاطر: خوش دل، خوش طبع۔

شِگُفتہ رُو: جس کے چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار نمایاں ہوں، شگفتہ جبیں۔

شُگُنیوں: شُگُنیا کی جمع۔ شُگُنیا، شُگُنیا:

شگون نکالنے والا، شگن لینے والا۔ مراد ہے نجومیوں سے جو اچھی ساعت اور اچھی تاریخ مقرر کریں۔

بُلا شگنیوں کو، بتا سال و سِن
مقرّر کیا نیک ساعت کا دن
[بیان، ص ۱۹۹۲]

شُگُنی: بیلوں وغیرہ کے جوے کی پیشانی پر جڑی ہوئی کسی پرند کی مورت، جو بہ طور شگون بُری نظر بچانے کے لیے لگائی جائے۔

شِگُوفہ / شُگُوفہ: کلی۔

شِگوفہ کاری: گُل کاری، گُل بوٹے بنانا۔ کنایتاً: نئی بات نکلنا۔

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری
[گلزار، ص ۱]

شِگوفہ کھِلنا: کلی کا کھِلنا۔ کنایتاً: نئی بات نکلنا، نئی بات ہونا۔

دیکھا تو خوشی کے چہچہے تھے
گُل چیں کے شگوفے کھِل رہے تھے
[یعنی ہر طرف گُل چیں (تاج الملوک) کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اُسی سے متعلق نئی نئی باتیں کہی جا رہی تھیں]۔

شِگوفہ لانا: کسی درخت میں کلیاں پھوٹنا، اُس پر بہار آنا۔

جب ختم پہ داستاں یہ آئی
یوں شاخِ قلم شگوفہ لائی
[گلزار، ص ۱۴۴۲]

(قلم کی شاخ نے، یعنی قلم نے اِس کو یوں لکھا ہے)۔

شِگوفہ و گُل: کلی اور پھول۔

شِگوفہ ہاتھ آنا: بہانہ مل جانا۔

اُس نے تو گُلِ اِرَم بتایا
لوگوں کو شگوفہ ہاتھ آیا
[گلزار، ص ۴۴]

(یعنی لوگوں کو اُس پھول کے سلسلے میں طرح طرح کی باتیں کہنے کا موقع مل گیا)۔

شَل: تھکا ہوا، نڈھال، بے بس۔

سایہ ساز میں پہ جب گرا وہ
اُفتاد کو سوچنے لگا وہ
سبزے کی دھوپ چھاؤں مخمل
صحرا میں بچھی تھی، سو گیا شل
[گلزار، ص ۲۴-۱۲۲۳]

شَلّاق: دیکھیے: ضربِ شلاق۔

شِلَّک / شَلَّک: توپوں یا بندوقوں کی باڑ، توپ یا بندوق کی آواز۔

بہ خاطر جمع چلے جاتے تھے کہ ایک بندر سے آواز توپوں کی شِلَّک کی آئی [باغ، ص ۱۶۴]۔

شَلَنگ: پھلانگ جانا، جَست، تڑپ، قُلانچ۔
شَلَنگیں بھرنا: چھلانگیں مارنا، اُچھلنا کودنا۔
شَلُوکا: ایک طرح کا چھوٹا کُرتا، جو کمر تک ہوتا ہے اور اُس کی آستینیں کُہنی تک [نور]۔

دیکھا تو کُرتا آبِ رواں کا، موتیوں کا دُر دامن ٹکا ہوا گلے میں ہے اور اُس پر شلوکا تمامی کا پہنایا ہے [باغ، ص ۲۴۲]۔

شَرر نے گذشتہ لکھنؤ میں لکھا ہے: "دہلی میں انگرکھے کے ایجاد ہونے کے بعد نیمہ چھوٹ گیا تھا اور بائیں جانب سینے کا کھلا رہنا معیوب نہ تھا، بلکہ وضع داری خیال کیا جاتا تھا۔ لکھنؤ میں اُس کے نیچے، نیمے کے عوض شلوکا ایجاد ہوا، جس میں آگے کی طرف بوتام لگائے جاتے ہیں۔ نازک مزاج لوگ جالی یا بابر لیٹ کے چُست شلوکے پہنتے، جن میں کچے سوت سے نقش و نگار کاڑھے جاتے۔ بعض لوگ رنگین شلوکے پہنتے، اِس لیے کہ اُس کے بیل بوٹے اور اُس کا رنگ تنزیب کے سپید انگرکھے کے نیچے سے اپنی جھلک دکھا کے خاص لطافت اور خاص نفاست پیدا کرتے" (ص ۳۰۱)۔

ذرا آگے چل کر عورتوں کے لباس کے سلسلے میں لکھا ہے: "غدر کے قریب یا شاہی کے عہدِ آخر میں باریک کپڑوں اور آدھی آستین کے تنگ شلوکوں کا رواج ہو گیا؛ جو کُرتی کے عوض، پہلے تو محرم کے اوپر پہنے جانے لگے اور چند روز بعد اُنھوں نے محرم کی ضرورت بھی اُڑا دی ...... مگر بہت ہی باریک کپڑوں کے استعمال کیے جانے کی وجہ سے یہ لباس ننگا معلوم ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شلوکوں کے عوض کسی قدر ڈھیلے کُرتوں کا رواج ہونے لگا" (ص ۳۲۹)۔

شَلیتا: ٹاٹ کا بڑا تھیلا، بورا۔

ہزاروں اونٹوں پر شلیتے اسباب کے اور خچرّوں پر صندوق نقد، جواہر کے [باغ، ص ۱۲۹]۔

شَمائِل: عادتیں، خصلتیں، اخلاق۔
شَمسہ: بیضوی شکل کا کسی قدر لمبائی لیے ہوئے نگینہ، جو کنٹھے کے لیے قیمتی پتھر اور جواہرات کا تیار کیا جاتا ہے۔ چھوٹا سا پھُندنا جو تسبیح میں لگاتے ہیں۔ چمک دار سنہرا کلس۔ سنہرا قرص جو قُبّے یا کلس میں لگاتے ہیں۔ روشن دان۔
شَمعِ انجمن: محفل کی رونق، کنایتاً: محبوب۔
شمعِ بالیں: وہ شمع جو سرہانے روشن ہو۔
شمع ساں: شمع کی طرح۔
شمع فروز: شمع جلانے والا۔

شمع فروزِ پردۂ راز: راز ظاہر کرنے والا، بھید کھولنے والا۔

از بس کہ یہ عشقِ فتنہ پرداز
ہے شمع فروزِ پردۂ راز
[گلزار، ص ۶۸۵]

شمع کا پھُور: وہ رخنہ (کٹاو) جو جلنے میں شمع کے ایک طرف کھُل جانے سے پڑ جاتا ہے۔

دشمن خائف، شمع کا پھور سرِ محفل لرزاں
[فسانہ، ص ۳۳]۔

شمعِ کشتہ: بجھی ہوئی شمع۔

شَمْلہ: شال کی قسم کا تیار کیا ہوا کمر پٹکا جو اُمرائے دربار اُس کے دونوں پلّو لٹکا کر باندھا کرتے تھے [اصطلاحات۔ بعض پُرانی تصویروں میں اِسے دیکھا جاسکتا ہے]۔

(۲) سر سے باندھنے کی شال، عمامہ، پگڑی۔

واں مانگ سے رنگِ کہکشاں ماند
یاں شملہ سر سے ہالے میں چاند
[گلزار، ص ۱۰۰۶]

(۳) عمامے کا سرا، جو پیچھے کی طرف لٹکا رہتا ہے۔

مجرات نثار ہوتی تھی اُس سرفروش پر
شملہ جھُکا تھا سبز عمامے کا دوش پر
[انیس: اردو لغت]

شملہ بہ مقدارِ علم: جتنا زیادہ علم، اُتنا ہی بڑا عمامہ۔

ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو تھان کی شلواریں، شملہ بہ مقدارِ علم کے لحاظ سے کئی کئی سیر کے پگڑ۔ لمبی لمبی داڑھیاں [کہانی، ص ۵۵]۔ مجازاً: جیسا آدمی، ویسا ہی ساز و سامان۔ جتنا بڑا کام، ویسا ہی اُس کے لیے اہتمام۔

شَملہ: نواب سعادت علی خاں کے زمانے کی ایک خاص لکھنوی دستار۔ یہ شملہ اِس طرح بنایا جاتا تھا کہ بھراو میں کپڑے کا ایک چوڑا گردار حلقہ سر کی ناپ کے برابر بنایا جاتا، جو بیچ میں خالی اور کھُلا رہتا۔ پھر کسی نفیس ریشمی یا شالی کپڑے کی پتلی پتلی بہت لمبی بتّی بنا کے اُس کے بیسیوں پیچ اُس کپڑے کے حلقے پر نیچے اور اوپر برابر لپیٹ کے ٹانک دیے جاتے۔ اُسی حلقے میں اوپر کی جانب ایک چوڑی پٹّی ویسے ہی ریشمی یا شالی کپڑے کی جوڑ دی جاتی، تاکہ وہ اُس حلقے کو نیچے اُترنے سے روکے رہے۔ اُس کے نیچے کوئی معمولی دوپلڑی یا چوگوشیا ٹوپی ضرور ہوتی۔

غازی الدین حیدر کو دولتِ انگلشیہ نے بادشاہ بنا کے تاج پنھا دیا، جو دراصل ہندستان یا ایشیا کا تاجِ شاہی نہ تھا، بلکہ ایک قسم کا یورپ کا تاج تھا۔ اُس وقت

سے فرماں روایانِ لکھنؤ نے شملے یا دستار کو بالکل چھوڑ دیا" [گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۱۳]۔

شمّہ: تھوڑا، قلیل مقدار، بہت کم مقدار میں۔ ذرا سا۔ [شمّۂ نور: ذرا سا نور]۔

ہے خدا کا یہ ایک شمّۂ نور
جس سے روشن ہے آسماں کا تنور
[سودا، ص ۲۸۰]

شِنا: پیرنا۔

[سودا نے "شناہ" لکھا ہے:

جو مُشتِ فیض تو کھولے کسی پہ مثلِ صدف
تو موجِ آب گہر سے وہ نکلے، کر کے شناہ
(سودا، ص ۱۵۰)]

شِناوَر: پیرنے والا۔

شَنجَرف، شَنگَرف: سرخ رنگ کا ایک مُرکب جو پارے اور گندھک کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے اور حل کر کے نقاشی، مصوری (وغیرہ) میں کام آتا ہے۔ دیکھیے: کلک شنجرف۔

شوخ چشمی: شرارت، گستاخی۔

شور زمین: بنجر زمین۔

شورِ نُشُور: قیامت کے دن جیسا شور، بہت شور غُل، شورِ محشر۔

شُوریدہ: دیوانہ، پریشاں حال، آشفتہ سر۔

شُورے کی صراحیاں: پانی سے بھری صراحی کو شورہ ملے ہوئے پانی میں ڈال کر اور ہلا ہلا کر ٹھنڈا کیا جاتا تھا۔

برف کے آبخورے لگ رہے ہیں اور شورے کی صراحیاں ہل رہی ہیں [باغ، ص ۳٦]۔

شُوریٰ: مشورہ۔ (مجلسِ شوریٰ: مجلسِ مشاورت، مشاورتی کونسل)۔

شُولا: فارسی لفظ "شُلَہ" کا اردو تلفظ؛ مسالے دار پتلی پکی ہوئی کھچڑی۔ پُر تکلف بنانے کے لیے اس میں گوشت بھی شامل کر دیا جاتا تھا۔ عام طور پر مونگ کی دال اور چاول یا باجرا ملا کر پکایا جاتا ہے [اصطلاحات]۔

شَہاب: تیز سرخ رنگ۔ نیز وہ سرخ رنگ جو کسم کو بھگو کر ٹپکانے کے بعد نکلتا ہے۔

شِہاب: دیکھیے: تیرِ شہاب۔

شَہانے: شادی میں گائے جانے والے گیت۔

شَہانی دُھنیں: اعلا درجے کی، بہت دل کش دُھنیں۔

وہ شہنائیوں کی شہانی دُھنیں
جسے گوشِ زُہرہ مُفصّل سُنیں
[بیان، ص ۲۰۰۷]

شَہانی مِہندی: شوخ گہرے رنگ کی مہندی۔

عروسی وہ گہنا، وہ سُوہا لباس
وہ مہندی شہانی، وہ پھولوں کی باس
[۲۰۷۸ ///]

شُہدے: ایک فرقہ تھا جس کے لوگ اکثر ننگے سر، ننگے پاؤں رہتے تھے۔ شادیوں میں دُلھن کا پلنگ اُٹھاتے تھے۔ مُردے کا تابوت بھی اُٹھایا کرتے تھے۔ یہ لوگ گالی گلوچ میں مشہور تھے۔ لکھنؤ کے محلّے پیر بخارا میں یہ بڑی تعداد میں اُس زمانے میں رہتے تھے۔

شُہدا پیر بخارا کا، مُٹا سا، سیدُ الشُّہدا کا شیدا، برس روز میں جو پیدا کیا، عشرۂ محرم میں محتاجوں کو نذرِ حسین کھلا دیا

[فسانہ، ص ۱۶]۔

شہر پناہ: وہ چوڑی مضبوط دیوار جو پُرانے زمانے میں شہر کے چاروں طرف حفاظت کے لیے بنائی جاتی تھی۔ اِسے "فصیل" بھی کہتے تھے۔

شہر شملہ: اندھیر نگری، وہ جگہ جہاں انصاف نہ ہو، اندھیر ہو۔

دوسرا تیسرا یہ حملہ ہے
ایسا کیا سمجھے شہر شملہ ہے

[مثنویات، ص ۱۰۸۰]

کیا ہوا ہے شہر شملہ، جو دوگانا میری جان!
میں تو پلکوں اور زناخی یوں کھلائے تجھ کو پان

[رنگین: اردو لغت]

شُہکارا: بدکار، بے حیا، بدزبان، آوارہ عورت۔

مُنہ لگے کون تیرے شہکارا
شہر بھر کی نگوڑی آوارا

[مثنویات، ص ۷۰۵]

شہ گام: گھوڑے کی نہایت عمدہ اور سدھی ہوئی چال، جس میں وہ لمبا اور زمین سے ملا ہوا قدم اُٹھاتا ہے جو سوار کے لیے باعثِ راحت ہوتا ہے۔ شاہی سواری کے لیے یہ چال گھوڑوں کو خاص کر سکھائی جاتی تھی۔

شہ نشیں: بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ۔ وہ برآمدا سا جو آگے کو نکلا ہوا ہو، جس پر بادشاہ بیٹھ کر لوگوں کو درشن دیا کرتے تھے [آصفیہ]۔ دالان کے اندر کا چھوٹا سا دالان، جس کے چھوٹے چھوٹے در ہوتے ہیں۔

شَہنائی نواز: شہنائی بجانے والے۔

شُہود و غَیب: ظاہر اور غائب۔

شَیّاد: مکّار، فریبی، دھوکے باز۔

شَیب: بڑھاپا۔

شَیپور: ایک وضع کا جنگی باجا جو مُنہ سے بجایا جاتا ہے: بگل، بِلق، قرنا۔

شیخ ڈُونڈُو (ں) بنانا: بارش روکنے کا ایک ٹوٹکا۔ کپڑے کا گڈا بنا کر اور اُس کی کمر سے ایک گٹھری باندھ کر بارش کے پانی میں لکڑی کے سہارے کھڑا کر دیتے

ہیں، اُس گنڈے کو "شیخ ڈونڈوں" کہتے ہیں۔ جاہلوں کے نزدیک اِس ٹوٹکے سے بارش تھم جاتی ہے[سودا، ص ۲۸۱]۔

شیخ سدّو کا بکرا: ہندستان (کے جاہلوں) میں رواج تھا کہ مَنّت مان کر سید احمد کبیر کی گاے، یا شیخ سدّو کا بکرا، یا اُجالا شاہ کا مرغ ذبح کرتے تھے [اردو لغت]۔

ضاحک کی اہلیہ نے ڈھول اپنے گھر دَھرایا
جدّو نے رات ساری ہمسایوں کو جگایا
بیٹھک میں بیٹھ بوڑھے مُچونڈے کو جب بلایا
تب شیخ سدّو اُس پر اِمساک کھا کے آیا
بولا کہ کیوں بے ضاحک! بکرا کوئی منگایا؟

[سودا، کلیات ترقّی ادب لاہور جلدِ سوم، ص ۱۵۸]

شَیخوخِیَت: بُڑھاپا[سودا، ص ۲۷۴]۔

شیخ و شاب: بوڑھے اور جوان۔

شَید: مکر۔

شیر بچّہ: ایک قسم کی چھوٹی بندوق۔

قرابین، شیر بچّے، جس سے شیر زندہ نہ بچے[فسانہ، ص ۱۸۲]۔

شیر برنج: کھیر[شیر: دودھ۔ برنج: چاول]۔

شیر دہاں: ایک قسم کی بندوق۔

شیر کے مُنہ کو خون لگ گیا: مطلب یہ ہے کہ ایک کام یابی کے بعد مزید کام کرنے کا شوق پیدا ہو گیا۔

صاحب نے وہ کتاب گورنمنٹ میں پیش کر دی، وہاں سے انعام ملا، یہاں شیر کے منہ کو خون لگ گیا، اوپر تلے کئی کتابیں گھسیٹ ڈالیں [کہانی، ص ۶۳]۔

شیر مال: میدے میں گھی ملا کر، دودھ سے گوندھ کر، تندور میں پکائی ہوئی اعلا قسم کی روغنی روٹی۔ اِس میں چاشنی پیدا کرنے اور خمیر اُٹھانے کے لیے حسبِ ضرورت نمک اور دہی بھی ملایا جاتا ہے۔

"ہندوؤں کو پوریاں تلتے دیکھ کر، مسلمانوں نے توے کی روٹیوں میں گھی کا مجز دے کے پراٹھے ایجاد کیے۔ پھر اُن میں متعدّد تہیں اور پرتیں دینا شروع کیں۔ پھر اُسی پراٹھے میں پہلی ترقی یہ ہوئی کہ باقر خانی کا رواج ہوا، جو ابتداءً اُمرا کے دسترخوان کی بہت تکلّفی روٹی تھی۔ لکھنؤ میں محمّدو نے باقر خانی پر بہت ترقی دے کر شیر مال پکائی، جو مزے، بوباس، نفاست اور لطافت میں باقر خانی اور تکلّفی روٹیوں کے تمام اصناف سے بڑھ گئی" [شرر: گذشتہ لکھنؤ]۔

شیرِ یَزداں: شیر خدا، حضرت علیؓ کا لقب ہے[سودا، ص ۸۱]۔

شیریں رَقم: اچھے خوش نویس کی صفت۔ عمدہ خطّاط[بیان، ص ۴۴۴]۔

شیشے (واحد: شیشہ): شیشے کے وہ خوب

صورت ظرف جن میں شراب رکھی جائے۔ جیسے: مینا، کانچ کی صراحی، بوتل۔

شرابوں کے شیشے چُنے طاق میں
گزک وہ کہ نکلے نہ آفاق میں
[بیان، ص ۳۳۷]

شیطان کے کان بہرے: عورتیں ایسے موقعے پر اِس کلمے کو بولتی ہیں جب یہ کہنا ہوتا ہے کہ اِس بات کو کوئی چغل خور نہ سُننے پائے۔ نیز کسی بُری خبر کے سُننے کے وقت اِس غرض سے کہتی ہیں کہ خدا کرے یہ خبر جھوٹ ہو۔

شیطان لگنا: شرارت سوجھنا، فتنہ و فساد اُٹھانے پر تیار ہو جانا۔

ایک آوازِ مُہیب بادشاہ نے محل میں اپنے کانوں سُنی کہ کیوں کم بختی آئی ہے، کیا شیطان لگا ہے؟ [باغ، ص ۲۳۱]۔

شِیوا: فصیح و بلیغ، خوش بیان۔

شِیوابیانی: خوش کلامی، خوش بیانی۔

شِیورات: (شیوراتری) ہندوؤں کے ایک بڑے تہوار کا نام، جو شِو کی یاد میں پھاگن بدی چودس کو منایا جاتا ہے۔ اُس دن برت رکھتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔

اُس کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر سویں دن، شیو رات کے روز اپنے اَستھان سے نکل کر دریا میں پیرتا ہے [باغ، ص ۱۰۶]۔

شیوَہ: طور طریق، انداز، روش۔

شیہہ: گھوڑے کی آواز۔

اُس کے شیہے کو سمجھ کر قہقہہ، کہتی ہے خلق
کیا یہ چرتا ہے بجائے کاہ، کشتِ زعفراں
[سودا، ص ۶۷۔ در تعریفِ اسپ]

ص

صاحِب: کلمۂ احترام، جو ناموں کے آخر میں لکھا جاتا ہے؛ عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے۔

شہزادی صاحب [فسانہ، ص ۴۲]۔
آتو جی صاحب [// ص ۱۳۴]۔

(عورتوں کے ناموں کے ساتھ "صاحبہ" بھی لکھتے ہیں)۔

(۲) آقا، مالک جیسے مفاہیم کے لیے، جیسے: صاحبِ اقتدار۔

صاحِبانِ محل: گھر کی عورتیں، خواتین۔

نہیں قابو میں ہے کسی کا دل
پیٹتے سب ہیں صاحبانِ محل
[مثنویات، ص ۱۶۹۳]

صاحبِ ذُوالفقار: حضرت علیؓ کا لقب۔

صاحبِ قِران: وہ شخص جس کے پیدا ہونے

کے وقت (اور ایک قول یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں نطفہ ٹھہرنے کے وقت) زہرہ اور مشتری، یہ دونوں ستارے ایک بُرج میں ہوں۔ (ایک قول یہ ہے کہ زحل اور مشتری ایک برج میں ہوں)۔ ایک بُرج میں یہ دونوں ستارے بہت مدّت کے بعد یک جا ہوتے ہیں اور ایسا شخص بہت اقبال مند ہوتا ہے۔ چوں کہ امیر تیمور کی ولادت کے وقت یہ قِران ہوا تھا، اِس لیے اُس کا لقب "صاحب قِران" پڑ گیا۔

میر امّن نے شاہ جہاں بادشاہ کو صاحب قران لکھا ہے اور باغ و بہار میں "صاحبِ قران" مع اضافت ہے:

"جب حضرت شاہ جہاں، صاحبِ قران نے قلعۂ مبارک...... تعمیر کروایا" [باغ، ص۸]۔

عموماً "صاحبقران" لکھا جاتا ہے (اضافت کے بغیر) مگر مع اضافت کی مثال مل جاتی ہے، مثلاً:

ناجیؔ! جن کے ابرو ہم رنگ ہیں ہمیشہ
سکّہ ہے مہ رُخاں میں اِس صاحبِ قراں کا

[ناجی، دیوانِ ناجیؔ مرتبہ ڈاکٹر افتخار بیگم صدّیقی]۔ اِس بنا پر صاحبِ قران کہنا غلط تو نہ ہوگا، مگر مرجح صورت "صاحب ِقران" بغیرِ اضافت ہے۔

صاحب نصاب: مالی اعتبار سے ایسا خوش حال شخص جس کے پاس اِتنا مال ہو جس پر زکات فرض ہوتی ہے۔

صاحبی: حکومت، سرداری، شان۔

صاد: تصدیق، منظوری، پسندیدگی کی علامت۔ (اب سے کچھ پہلے تک) کسی دعوت نامے کی فہرست پر اپنے نام کے آگے ص بناتے تھے، جو اطلاع ملنے اور منظور کر لیے جانے کی علامت ہوتا تھا۔ منتخب اور اچھے شعر پر بھی صاد بنایا جاتا تھا۔ پہلے جس لفظ (یا عبارت) کو غلط یا زائد سمجھ کر قلم زد کر دیا ہو (کاٹ دیا ہو) اُس پر نظرِ ثانی میں ص بناتا کہ اُسے غلط یا زائد نہ سمجھا جائے۔

صادِقُ الْقَول: بات کا سچّا [صادق: سچّا]۔

صادِقُ الْوِداد: مخلص، سچّا دوست۔

صاعِقہ: بجلی جو زمین پر گرے۔

صاف: بے جھجک، ہچکچاہٹ کے بغیر۔

ماشاء اللہ کتنے صاف ہیں آپ
کتنے جَم جَم سے خوش غلاف ہیں آپ
[مثنویات، ص۱۳۹]

(کتنے صاف ہیں: کس قدر بے باکی سے باتیں کر رہے ہیں، کس قدر بے خوف ہیں)۔

صاف جواب دینا: قطعی انکار کرنا۔

صافْ شعر: وہ شعر جس میں کسی طرح کی گنجلک نہ ہو اور معنی بے تکلف سمجھ میں آجائیں (پیچیدہ، مُغلق کا مقابل)۔

صافی نامہ: راضی نامہ (نور)۔

جب یہ بہ خوشی رخصت کرے، رسید اور صافی نامہ اِس سے لے کر پھر آویں [باغ، ص ۱۷۴]۔

یہاں صافی نامہ سے ایسا کاغذ مراد ہے جس سے معلوم ہو کہ اِس شخص کو اب کسی سے کوئی شکایت باقی نہیں رہی۔

صانِع: بنانے والا، پیدا کرنے والا۔

صانِعِ اَزَل: مراد ہے خداے تعالا۔

صانِعِ بے چوُن و چرا: خُدا۔

صانِعِ حقیقی: خُدا۔

صائِب: درست، صحیح۔

صائِبُ الرّاے: ہر بات میں صحیح راے قائم کرنے کی صلاحیت رکھنے والا۔

صائِم: روزہ رکھنے والا۔

صائِمُ النّہار: دن کو روزہ رکھنے والا۔ [قائمُ اللّیل، صائمُ النّہار: رات کو عبادت کرنے والا، دن کو روزہ رکھنے والا]۔

صائمہ: صائم کی تانیث۔ صائم: روزہ رکھنے والا۔ صائمہ: روزہ رکھنے والی۔

صَباح: سویرا، تڑکا، صبح۔

صباح عید ہے اور یہ سخن ہے شہرۂ عام
حلال دُخترِ رَز بے نکاح و روزہ حرام
[سودا، ص ۲۰۹]

صَباح و مَسا، صُبح و مَسا: صبح شام۔ [مَسا: شام]۔

صَباحَت: چہرے کی سفید عمدہ رنگت، جس میں خفیف سی زردی شامل ہو۔ گوراپن۔ مجازاً: خوب صورتی۔

صَبّاغ: رنگنے والا، رنگ ریز۔

صُبحِ پیری: بڑھاپے کی آمد، بڑھاپے کا آغاز۔

صَبیح: گورا پِنا۔ خوب صورتی۔

صُبح خیز: صبح سویرے اُٹھنے والا، کنایتاً: عبادت گزار۔

صُبح خیزا/ صُبح خیزیا: وہ چور جو مسافروں سے پہلے اُٹھ کر اُن کا سامان چُرا لے۔

جتنے چور چکار، جیب کترے، صبح خیزے، اُٹھائی گیرے، دغاباز تھے [باغ، ص ۱۰]۔

بچ سکے کیونکے اب کسی کی شے
مُلّا مسجد کا، صبح خیزیا ہے
[سودا، ص ۲۷۹]

صُبح دَم: صبح سویرے۔

صُبح کی وَردی: صبح کے وقت بجائی جانے

والی نوبت۔ دیکھیے: نوبت۔

"صبح کی نوبت کو "صبح کی وَردی" بھی کہتے ہیں۔ رشید مرحوم فرماتے ہیں:
"غنچے چٹکے کہ بجی صبح کی گویا وردی"
[سید آغا مہدی: تاریخ لکھنؤ، ص ۱۹۹]۔

اِتنے میں صبح کی بجی وَردی
دونی چہرے کی ہوگئی زردی
[مثنویات، ص ۱۶۵۸]

صُبحِ گلو: گلے کی سفید رنگت۔

وہ ہیرے کا تکمہ بہ صد آب و تاب
وہ صبحِ گلو مطلعِ آفتاب
[بیان، ص ۱۰۶۹]

صَبُوحی: وہ شراب جو صبح کو پی جائے۔

لیا ماہ نے اپنے مُنہ پر نقاب
اُٹھا بسترِ خواب سے آفتاب
صَبوحی کو اُٹھتا ہے جیسے مُدام
شرابِ شفق سے بھرے اپنا جام
[بیان، ص ۱۷-۱۹۱۶]

صَحّاف: کتاب کی جلد باندھنے والا، جلد ساز۔

صُحبت: ساتھ، رفاقت، سنگت۔ (۲) جنسی عمل۔

غرض تمام رات اکیلی میرے پاس بیٹھی رہتی اور صُحبت رکھتی ...... جب ملکہ اُٹھ جاتی اور میں تنہا ہوتا؛ طہارت کر...... نماز پڑھ لیتا [باغ، ص ۱۵۹]۔

کچھ عجب ڈھنگ ہیں طبیعت کے
بہت آراستہ ہو صحبت کے
[مثنویات، ص ۹۴۹]

صُحبت بر آر نہ ہو گی: نباہ نہ ہوگا، ہمارا آپ کا ساتھ نہیں ہو سکے گا۔

ہم تمھیں، تم کروگے اور کو پیار
پھر یہ صحبت کبھی نہ ہوگی بر آر
[مثنویات، ص ۳۹۸]

صُحبت گرم ہوئی: دوستانہ بات چیت خوب ہونے لگی۔

دونوں بادشاہوں میں صحبت گرم ہوئی اور باتیں اختلاط کی ہونے لگیں [باغ، ص ۲۴۵]۔

صَحرا: وہ جگہ جہاں پانی، گھاس، درخت وغیرہ کچھ بھی نہ ہو، بیابان۔ مجازاً: ویرانہ، اُجاڑ۔

صَحرا نَوَرد: بیابانوں، جنگلوں میں پھرنے والا۔

صَحنَک: حضرت فاطمہ کی نیاز اور اُس نیاز کا کھانا، جس میں صرف پاک دامن عورتیں شریک ہو سکتی ہیں [تفصیل کے لیے دیکھیے نور اللغات]۔

ڈر ہے ہم صورتوں کی چشمک سے
ارے اُٹھ جاؤں گی میں صحنک سے
[مثنویات، ۱۰۱۸]

(یعنی صحنک میں شامل ہونے کے قابل نہیں رہوں گی)۔

صَد: سَو، ۱۰۰۔

صَدائے کوہ: وہ آواز جو پہاڑ سے ٹکرا کر پلٹتی ہے۔

اک ٹیکرے پر گیا، بُلایا
وہ مثلِ صدائے کوہ آیا
[گلزار، ص ۱۷۱]

(یعنی جس طرح پہاڑ سے ٹکرا کر آواز فوراً پلٹ کر آتی ہے، اُسی طرح وہ دیو آواز دیتے ہی آموجود ہوا)۔

صَد بَرگ: گیندے کا پھول۔

صَدرِ جہاں: سب سے بڑی عدالت کا حاکم: قاضیِ ممالک، صدرِ صدور، صدرِ جہاں اور کبھی کبھی شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب ہوتا [اردو لغت]۔

صَدَر جہاں: عورتوں کے ایک فرضی جن کا نام۔

صَدَر جہاں سے لگایا کسی نے ہے لگا
کوئی کہے ہے کہ ہے زین خاں کا مجھ پہ کرم
[رنگین: نور اللغات]

صَد رَہ: سو بار۔

صَد سالہ: سو برس کا۔

زاہدِ صد سالہ آیا مے کدے میں بھول کر
لا شرابِ کہنہ ساقی اِس پُرانے کے لیے
(داغ)

صد سالہ دَورِ چرخ تھا ساغر کا ایک دَور
نکلے جو مے کدے سے، تو دُنیا بدل گئی

صَدقہ: جو خدا کے نام پر دیا جائے، خیرات۔ مجازاً: فدا، قربان، طفیل، بدولت، جیسے: حضرت کے صدقے میں یہ بلا ٹل گئی۔

صَدقہ اُتارنا: کسی چیز کو کسی شخص کے گرد پھرا کر صدقہ دینا۔

بعض سر کے گرد پھرا کر اللہ واسطے دے دیتے ہیں، خیرات کر دیتے ہیں۔ بعض سر سے یا جسم سے چھوا کر چوراہے میں رکھ دیتے ہیں۔ گرفتار کیے ہوئے پرندے بھی صدقے میں چھوڑے جاتے ہیں [نور اللغات]۔

صدقہ جارِیہ: ایسی خیرات، اللہ واسطے کا کام جس سے ہمیشہ لوگوں کو فیض پہنچتا رہے، جیسے: مسجد، نہر، کنواں، مدرسہ بنوانا۔

صَدقے سِلپے اُترنا: نقد رقم یا کوئی چیز سر پر سے اُتار کر خیرات کے لیے دینا۔

جو جو کہتے تھے، کرتے جاتے تھے
صدقے سلپے اُترتے جاتے تھے
[مثنویات، ص ۵۱۱]

صَدقے، قربان اُتاریں گی: اپنے اوپر سے صدقہ کر کے پھینک دیں گی۔

صدقے، قربان وہ اُتاریں گی
کبھی پاپوش بھی نہ ماریں گی
[مثنویات، ص ۱۱۸۴]

(یعنی اُن کے نزدیک تمھاری حیثیت ہی کیا ہے، وہ کیوں تم کو بلانے لگیں)۔

صدقے کے ٹکے: صدقے کے طور پر جو پیسے (تانبے کے پُرانے پیسے) دیے جاتے تھے۔ صدقے میں دینے کی نیت سے جو پیسے رات بھر مریض کے سرھانے رکھے جائیں۔ مسافر کی سلامتی کے لیے جو پیسے صدقے کے لیے عزیزوں کے یہاں سے آئیں۔ صدقے کے ٹکوں کو "کالے ٹکے" بھی کہتے تھے۔

ٹکے کوئی صدقے کے لانے لگی
کوئی سر سے روٹی چھُوانے لگی
[بیان، ص ۱۸۲۱]

صدقے کے چراغ: مِنّت پوری ہونے پر چراغ سر پر وار کر چوراہے میں رکھنا۔

صدقے کے ماش: جب کوئی عزیز کسی ناگہانی صدمے سے بچ جاتا ہے، یا سفر سے بہ خیرت واپس آتا ہے، تو عورتیں صدقے کے لیے تیل (کڑوا تیل، یعنی سرسوں کا تیل) اور ماش بھیجتی ہیں۔ وہ عزیز چند دانے ماش کے تیل میں ڈال دیتا ہے۔ ماش خیرات کر دیے جاتے ہیں۔ تیل کا چراغ مسجد میں بھجوا دیا جاتا ہے، یا جلا کر چوراہے پر رکھ دیتے ہیں۔

جگنو بنے جو شام کو صدقے کے تیرے ماش
چوراہے کے چراغ سے چکّر میں آئے شمع
[شعور، نور اللغات]

صَدقے کی چڑیا: وہ چڑیا جسے (ردِ بلا کے خیال سے) سر پر وار کر چھوڑ دیا جائے۔

صَدقے کی گُڑیا: وہ بھدّی، بد صورت گُڑیا، جسے بنا سنوار کر مصیبت زدہ شخص یا بیمار کے جسم سے چھُوا کر، یا اُس کے سر پر سے وار کر چوراہے پر رکھ دیتے ہیں۔ طنزاً: وہ لڑکی یا عورت جو جامہ زیب نہ ہو اور اِس وجہ سے سنگار کے باوجود بد ہیئت معلوم ہو۔

صَدمۂ جاں کاہ: جان کو گھُلا ڈالنے والا صدمہ۔ بہت بڑا حادثہ، بڑا غم۔

صَد و بِست سال: ایک سو بیس برس۔

تمھاری صد و بیست سال کی عمر ہووے
[باغ، ص ۱۰۴]۔ ایسے مواقع پر عموماً برسوں کا تعیّن اِس سے مراد نہیں ہوتا، بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ بہت زیادہ عمر ہو۔

صَدِیق: دوست۔

صِدّیق: بہت سچّا۔ خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکرؓ کا لقب (ابو بکرِ صدّیق)۔

صِراط: راہ، راستہ۔ ایک پُل کا نام۔ کہا جاتا ہے کہ قیامت میں ایک پُل پر سے گزرنا ہوگا، جو دوزخ پر ہوگا، بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز دھار والا اور آگ سے زیادہ گرم ہوگا۔ نیک لوگ اُس پر سے بہ آسانی گزر جائیں گے اور

جنّت میں داخل ہوں گے اور گناہ گار
لوگ کٹ کٹ کر دوزخ میں گر جائیں
گے۔

احساں ہے ایک شاہدِ خوش اختلاط کا
ورنہ یہ زندگی تو سفر تھی صراط کا
(اردو لغت)

صِراطِ مُستَقیم: سیدھا راستہ، سیدھی سڑک۔
اکبری دروازے سے جلو خانے اور پکے پُل
تک، کہ صراطِ مستقیم ہے، کیا جلسہ ہے!
[فسانہ، ص۶]۔ (۲) مجازاً: شریعتِ
محمدی، دینِ اسلام۔

صَرصَر: تیز ہوا، آندھی، جھکّڑ، طوفانی ہوا۔

صَرصَرِ گُل بہ باد دادہ: ایسی طوفانی ہوا
جس نے پھول کو کھو دیا۔

اے رہ رَوِ رہِ بہ رہ نہادہ
وے صرصرِ گل بہ باد دادہ
[گلزار، ص ۵۸۴]

(تاج الملوک گُلِ بکاولی لے کر آیا
ہے [پہلے مصرعے میں یہی بات کہی گئی
ہے]۔ پھر اُس کے بھائیوں نے پھول
اُس سے چھین لیا، یعنی وہ پھول کو کھو
بیٹھا، اِس نسبت سے اُسے "صرصرِ گل
بہ باد دادہ" کہا گیا؛ ایسی صرصر جس نے
پھول کھو دیا۔ بہ باد دادن کے معنی ہیں:
کھو دینا، اُڑا دینا، ختم کر دینا)۔

صَرع: مرگی کی بیماری۔

صرفِ خاص: بادشاہ کے ذاتی خرچ کی
مخصوص رقم۔

نہ صرفِ خاص سے آمد، نہ خالصہ جاری
سپاہی تا متصدّی سبھوں کو بے کاری
[سودا، ص۲۶۶]

صَرف و نَحو: عربی زبان کے قواعد۔ (صَرف:
وہ علم جس میں لفظ کی کیفیت سے بحث
کی جاتی ہے۔ نَحو: جس میں جملے کی
ترکیب سے بحث کی جاتی ہے)۔

میری صرف و نحو بہت کم زور تھی،
اِعراب میں ہمیشہ غلطی کرتا تھا [کہانی،
ص۴۹]۔

صَریر: کاغذ پر قلم کے چلنے کی آواز۔

صَعب: سخت، دشوار۔ ناگوار۔

ع: مگر بیمار ہووے صعب، یا کھینچے پریشانی
[سودا، ص۴۸]

صُعوبَت: مصیبت، تکلیف۔

صُغرا/ صُغریٰ: سب سے چھوٹی [کُبریٰ
(کُبرا) کی ضد]۔

صَغیر: چھوٹا۔ [کبیر کی ضد]۔

صغیر و کبیر: چھوٹے بڑے، کم سن اور بزرگ،
عام لوگ، ادنا و اعلا۔

صغیرہ کبیرہ: چھوٹے بڑے گناہ (ہر طرح
کے گناہ)۔

صغیرہ، کبیرہ سے بے پاک ہیں
حساب عمل سے یہ بے باک ہیں
[بیان، ۸۳]

صفائی: بے حیائی، بے شرمی، ڈھٹائی۔

بولی: قائل ہوں اِس ڈھٹائی کی
اَے لو خوبی تری صفائی کی
[مثنویات، ۱۳۸]

(اے لو خوبی تری صفائی کی: کیا کہنا ہے تیری دیدہ دلیری کا، کیا بات ہے تیری بے غیرتی اور ڈھٹائی کی)۔ دیکھیے: صاف۔

صَفِ ماتم: وہ فرش جس پر ماتم کرنے والے بیٹھیں۔ ماتم کرنے والوں کی قطار۔

صَفِ نِعال: وہ جگہ جہاں مجلس، محفل میں داخل ہونے سے پہلے جوتے اُتارتے ہیں۔ [نِعال: نعل کی جمع بہ معنی جوتا]۔

صَفیر: سیٹی کی آواز۔ پرندوں کی آواز۔

صَلا: بُلانے کی آواز (خاص کر دعوت کے لیے یا کچھ دینے کے لیے)۔

صَلا کرتے: کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دیتے۔

اُن پٹھانوں کی جماعت کی تو کیا صَلا کرتے؛ اُن کے لیے تو مولوی صاحب کا ناشتا، اونٹ کے مُنہ میں زیرہ ہو جاتا [کہانی، ص ۳۸]۔

صلائے عام: عام دعوت، عام بُلاوا۔

ع: صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے
[غالب]

صَلابت: مضبوطی، سختی، استحکام۔

صَلاح دُشمن: اپنی بھلائی سے جسے دشمنی ہو، جو اپنی بہتری کی صلاح نہ مانے۔

یہ سُن کے، پری وہ سوختہ تن
بولی کہ سُن او صلاح دشمن!
[گلزار، ص ۱۱۹۳]

صَلاحِ دَولت: حکومت کی مصلحت۔

صلاحِ دولت یہ ہے کہ اگر وزیر ایسا ہی تقصیر وار ہے، تو حُکم قید کا ہو [باغ، ص ۱۱۸]۔ (یعنی بادشاہ کے لیے مناسب صلاح یہ ہے کہ)۔

صَلوٰۃ، صَلات: نماز، درود، دُعا، خدا کی رحمت۔ (اردو لغت)۔

صَلَوات: صلوٰۃ کی جمع: درود، خدا کی رحمت۔

صَلْوات: گالی۔

صَلْواتیں سُنانا: بُرا بھلا کہنا، گالیاں دینا۔

(سودا نے 'صَلوات' نماز کے معنی میں لکھا ہے:

رینکے ہے گدھا آٹھ پہر گھر میں خدا کے
نے ذکر، نہ صلوات، نہ سجدہ، نہ اذاں ہے
[سودا، ص ۲۵۵])

صَلیب: سولی، دار؛ وہ لکڑی (چوبی آلہ) جس پر چڑھا کر پھانسی دی جاتی تھی۔
(۲) سولی کی شکل پر بنی ہوئی لکڑی وغیرہ، جسے عیسائی اپنے گلے میں ڈالتے ہیں اور عمارتوں پر نصب کرتے ہیں: چلیپا، کراس۔

صَمَد: بے نیاز، جس کے سب محتاج ہوں اور وہ کسی کا محتاج نہ ہو۔ خدا کا ایک صفاتی نام۔

صَمیم: خالص، بے لوث، سچّا۔

صَمیم قلب سے: سچّے دل سے، خلوص کے ساتھ۔

صَنادید: بڑے باعزّت لوگ، سردار، بہادر، شُرفا۔

صَنْدَلی: ایک طرح کا چھوٹا سا تخت، جسے چوکی کہتے ہیں (غیاث اللغات)۔
(۲) کرسی۔

وہاں ایک کرسی بچھی تھی۔ ایک طرف مجھے کہا اور ایک طرف آپ پکڑ کر صندلی کو سرکایا اور کرسی کے تلے کا فرش اُٹھایا [باغ، ص ۲۲۱]۔

صَنّاع: اپنے پیشے اور ہُنر میں ماہر، بہت ہُنرمند۔ ماہرِفن۔

صَنّاعِ طلسم کار: صناعی، ہنرمندی، کاری گری میں جادوئی مہارت رکھنے والے، جن کی ہُنرمندی میں جادو کا اثر تھا۔

صنّاع طلسم کار تھے وہ
گلشن کے لیے بہار تھے وہ
[گلزار، ص ۳۸۴]

صَنْع، صُنْع: کاری گری۔

صَنْع کا چمن: (خدا کی) کاری گری کا باغ، مراد ہے دُنیا۔

صَنّاعی: کاری گری، دستکاری، فن کی مہارت، ہُنر کا کمال۔

صنّاعی اُنھوں نے رات بھر کی
مشّاق نے واں وہ شب، سحر کی
[گلزار، ۵۰۵]

صَنْعتیں: صنعت کی جمع۔ ہُنر۔

دس برس کی عمر تک جتنی صنعتیں اور قابلیتیں تھیں، تحصیل کیں [باغ، ص ۱۰۳]

صِنْف: قِسم، نوع، جنس۔

صِنفِ سخن، صِنفِ کلام: شاعری کی قِسم (ہیئت یا موضوع کے لحاظ سے)۔

صِنفِ قوی: طاقتور صنف، مجازاً: مرد۔

صِنفِ نازک: مجازاً: عورت۔

صِنفِ مُخالف: مخالف (مقابل) جنس: مرد یا عورت۔ [ہم جنس کا متضاد، جیسے: عورت اور مرد باہم صنفِ مخالف ہیں]۔

صَنَوبَر: سَرو کی ایک قسم۔ یہ مخروطی شکل کا

ہوتا ہے اور معشوق کے قد کو اُس سے تشبیہ دیتے ہیں۔

صَوت: آواز، آہنگ، صدا۔

صَوتِ غِنا: گانے کی آواز۔

صُوَر: صورتیں، شکلیں، چہرے (صورت کی جمع)۔

صُور: ▪ سینگ جسے بگل کی طرح پھونک سے بجاتے ہیں: نرسنگا۔ نیز دیکھیے: صورِ اسرافیل۔

صُورِ اِسرافیل: مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق خدا کے حکم سے اسرافیل (ایک فرشتے کا نام) دو بار صور پھونکیں گے۔ پہلی بار اُس سے ایسی ہیبت ناک آواز نکلے گی کہ سارے جان دار مر جائیں گے (اور قیامت آجائے گی)۔ دوسری بار جب صور پھونکیں گے تو سب زندہ ہو جائیں گے۔ مجازاً: وہ آواز جو کسی کو غفلت کی نیند سے جگادے، ہوشیار کردے۔

صورت: طرح، مانند۔ [صورتِ حور: حور کی طرح]۔ (۲) شخص۔ [دیکھیے: صورتیں]۔

فردوس میں جا کے صورتِ حور
ماں باپ سے آملی وہ مہجور
[گلزار، ص ۸۷۲]

صورتِ حال: شاہی زمانے میں اُس کاغذ کو کہتے تھے جس میں کسی واقعے یا واردات کا ذکر ہو۔ [نسیم نے وہ تصویر مراد لی ہے جو روح افزا نے کاغذ پر کھنچوائی تھی]:

بلوا کے مُصوِّر اک کُہن سال
کھچوائی اُس آدمی کی تمثال
وہ صورتِ حال ارم میں لائی
خلوت میں جمیلہ پاس آئی
[گلزار، ص ۶۱-۹۶۰]

صورتِ دِیبا: وہ تصویر یا شکل جو ریشم کے کپڑے پر بنی ہوتی ہے۔

صورت گر: تصویر بنانے والا، مُصوِّر۔ نقاش۔

کوئی صورت گر وہاں تھا بے مثال
ہمسری تھی جس کی مانی کو محال
[مثنوی مہر و مشتری: اردو لغت]

صورت نہ شکل چولھے میں سے نکل: بدصورت شخص (عورت) کے لیے کہتے ہیں۔

اِتنے میں ایک رنڈی نہایت بھونڈی سی، صورت نہ شکل چولھے میں سے نکل، شراب کا شیشہ ہاتھ میں لیے آ پہنچی [باغ، ص ۵۶]۔

صورتیں: صورت کی جمع۔ [صورت: شخص]۔

چیلے نے کہا: شاہ جی! بادشاہ نے چاروں صورتوں کو طلب فرمایا ہے [باغ، ص ۱۱۴]۔

(چاروں صورتوں کو: چاروں آدمیوں کو)۔

ایک اُن آزادوں میں سے بولا...... ہم چار صورتیں آسمان کی گردش سے ...... در بہ در خاک بہ سَر پھرتے ہیں [باغ، ص ۱۹]۔

صَولت: رُعب، دبدبہ، ہیبت۔

صَومَعہ: عیسائیوں کا عبادت گھر: گرجا۔ راہبوں کی (جو دنیا سے بے تعلق ہو چکے ہیں) خانقاہ۔ (۲) عام عبادت خانہ۔

صَہبا: شراب۔

صَہباے گُل گوں: سرخ رنگ شراب۔

صَیّاد: شکاری۔

صَیّادنی: صیاد کی تانیث: شکار کرنے والی عورت۔

صیادنی لائی پھانس کر صَید
کُرسی پہ بٹھائے نقشِ اُمّید
[گلزار، ص ۷۱]

صِیام: صوم کی جمع: رُوزے۔ (صَوم: روزہ)۔

صَید: شکار۔

صَیدِ بحری: دریائی جانوروں کا شکار [بیان، ص ۱۷۸]۔

صیغۂ اُخوّت پڑھا: بھائی بنالیا۔

اُس سے بھائی چارا کیا، صیغۂ اُخوّت پڑھا [فسانہ، ص ۲۹۹]۔

ض

ضاحِک: بہت ہنسنے والا، ہنسوڑ۔

ضارِب: مارنے والا۔

ضَحّاک: بہت ہنسنے والا۔ (۲) ایران کے ایک ظالم بادشاہ کا نام جس کے لیے یہ مشہور ہے کہ اُس کے دونوں مونڈھوں پر دو سانپ پیدا ہو گئے تھے اور آدمیوں کے بھیجے (مغز سر) اُن کی غذا تھی۔

ضَخامَت: حجم، جسامت، مُٹائی۔ (کتاب کی ضخامت زیادہ ہے: کتاب میں ورق بہت ہیں، بہت موٹی کتاب ہے)۔

ضَخیم: بڑے حجم والا، موٹا، دبیز۔ (جیسے: یہ کتاب بہت ضخیم ہے، یعنی اِس میں ورق بہت ہیں؛ بہت موٹی کتاب)۔

ضَربْ: مار، چوٹ۔ ضربِ حیدر: حضرت علی کی تلوار کا وار، اُس کی کاٹ۔

دھوم اُس تیغ کی ہے عرش تلک
ضربِ حیدر سے کانپتے ہیں ملک
[مثنویات، ص ۷]

ضَربُ المَثَل: کہاوت۔

ضَربُ المَثَل ہے: مشہور ہے۔

آپ کا ذِکر ہر بیان میں ہے
تو تُو ضربُ المثل جہان میں ہے
[مثنویات، ص ۱۷۲]

ضَربِ شَلَاق: ہاتھوں سے یا لکڑی سے مارنا۔[ضَرب: مارنا۔ شلاق: کسی کو لکڑی سے مارنا، ہاتھوں کی ضرب لگانا]۔

میں یہودی کے نزدیک گیا اور کہا......
اِن کو کیوں ضربِ شَلَاق کر رہا ہے
[باغ، ص ۱۳۸]۔

ضَربِ مَثَل: مشہور۔ جس کی مثال دی جائے۔

دستِ گل خوردہ و شاخِ گل و گلزار بہم
بہ جہاں نشو و نما کرنے میں ہیں ضربِ مثل
[سودا، ص ۷۸]

ضَرَر: نقصان۔

ضَرِیح: قبر، قبر پر بنایا ہوا چوکور کٹہرا یا مسہری۔ لکڑی یا دھات کا بنا ہوا چوکور تعزیہ، جو حضرت حسینؓ کے مزار کی شبیہ ہوتا ہے۔

ضُعف ہو ہو کے گرنے لگی: کم زوری سے غش آنے لگے۔

کوئی تلملاتی سی پھرنے لگی
کوئی ضعف ہو ہو کے گرنے لگی
[بیان، ص ۶۲۰]

ضَعیف بُنیان: جس کی بنیاد کم زور ہو۔ عموماً انسان کے لیے بہ طور صفت آتا ہے: انسانِ ضعیف البنیان۔

ضَلالت: گم راہی۔

ضِلَع: دیکھیے: جگت۔

ضِیا: روشنی۔

ضَیاع: ضائع ہونا، نقصان۔

ضَیغَم: شیر ببر۔ مجازاً: بہادر، دلیر۔

ضَیف: مہمان۔ (جمع: ضُیُوف)۔

ضِیق: تنگی، گھٹن، ناگواری۔

ط

طارَم: لکڑی یا بانس کا ٹھاٹھر، گُنبد، چھت۔ بالاخانہ، کوٹھا۔ انگور کی بیل کی ٹٹی۔ کنایتاً: آسمان۔

طارَمِ اعلیٰ (اعلا): آسمان۔

طاس: بڑا تھال، لگن، تشت۔

طاغُوت: گم راہ، سرکش۔ شیطان (جو لوگوں کو گم راہ کرتا ہے)۔

طاق: محراب۔ دیوار میں بنی ہوئی چوکور یا محراب دار جگہ۔ ایوان، محل۔ یکتا، بے مثل۔

طاق بھرنا: مسجد میں (یعنی مسجد کی محراب

میں) یا کسی بزرگ کے مزار کے طاق میں چراغ جلا کر پھول، شیرینی، بتاشے (وغیرہ) چڑھانا، خواہ مراد پوری ہونے سے پہلے (جب منّت مانی جاتی ہے) یا مراد پوری ہونے کے بعد۔ (عموماً مراد پوری ہونے کے بعد)۔

طاقت طاق ہو جانا: ذرا بھی طاقت نہ رہنا۔

طاق عدد: وہ عدد جو دو سے پورا پورا تقسیم نہ ہو سکے [۳، ۵، ۷، ۹]۔

طاقِ کِسریٰ: ایران کے مشہور بادشاہ نوشیرواں کا بنوایا ہوا محل۔

ایک عمارت بادشاہانہ کہ طاقِ کِسریٰ کا جفت ہو ...... جلد تیار کریں [باغ، ص ۹۴]۔

طاقِ نِسیاں میں رکھ دینا: بھلا دینا، بھول جانا۔ [جو چیز استعمال میں نہ آتی ہو، اُسے اٹھا کر طاق میں رکھ دینا]۔

طالع: (۱) طلوع ہونے والا، اُبھرنے والا۔ (۲) قسمت، نصیب۔

طالع شناس: قسمت کا حال جاننے والے: نجومی، رمّال، جوتشی۔

طالع مند: خوش نصیب، بختاور۔

طالعِ واژوں: بُرا نصیب۔

طائرانِ تیز زَباں: خوب چہکنے والے پرندے۔

قفسِ طائرانِ تیز زباں
ہیں قرینوں سے اپنے آویزاں
[مثنویات، ص ۱۱۸]

طائرِ بسمل: زخمی پرندہ۔

یوں تڑپتا تھا اُس کے سینے میں دل
جس طرح لوٹے طائرِ بسمل
[مثنویات، ص ۱۳۷۸]

طائرِ پَرّاں: اُڑتا ہوا پرندہ۔

طائرِ چمن زاد: لفظی معنی: وہ پرندہ جو باغ میں پیدا ہوا ہو؛ مراد ہے باغ میں رہنے والے پرندے سے۔

اک مُرغ ہوا اسیرِ صیاد
دانا تھا وہ طائرِ چمن زاد
[گلزار، ص ۴۵۳]

طائرِ قبلہ نُما: دیکھیے: مرغ قبلہ نما۔

طائفہ: جماعت، گروہ۔ ناچنے گانے والوں کی ٹولی [جو عموماً خوشی کی کسی تقریب کے موقعے پر بلائی جاتی ہے]۔

طاؤس: مور۔

طَبّاع: بہت تیز طبیعت والا، ذہین۔

طَبّاعی: ذہانت، طبیعت کی تیزی۔

طَبع: فطرت، مزاج، سرشت۔

طبعِ رَسا: بات، کلام یا شعر و سخن کی باریکیوں

تک جلد پہنچ جانے والی ذہانت، نکتہ سنج طبیعت، تیزی اور ذہانت رکھنے والی طبیعت۔

طَبعِ رَواں: طبیعت جو ہمہ وقت فن کے اظہار پر قدرت رکھتی ہو۔ طبیعت میں کبھی رُکاوٹ نہ ہو (خصوصاً شعر کہنے میں)، تخلیقی عمل میں کبھی رکاوٹ کا احساس نہ ہو۔

طَبعِ زاد: اپنا لکھا ہوا، کہا ہوا۔ اپنی طبیعت سے پیدا کی ہوئی بات۔

طَبعِ موزوں: وہ طبیعت جس میں موزوں اور غیر موزوں شعر کو محسوس کر لینے، سمجھ لینے کی صلاحیت ہو۔

طَبَق: طبقہ، تختہ، سطح۔

زمیں کا طبق، آسماں کا طبق
سُنہری، رُپہری ہوں جیسے ورق
[بیان، ص ۷۸۳]

(۲) تھالی، سینی، بڑی رکابی، طباق۔
(۳) چاندی، سونے (وغیرہ) کا ورق۔
(۴) عورتوں کی زبان میں: پریوں کی نیاز:
خوشی کس کو نہیں صاحب، تمھیں مسّی مبارک ہو
خبر پہنچے، تو پریوں میں طبق، حوروں میں صحنک ہو
[اردو لغت]

طَبل: نقارہ، دمامہ، بڑا ڈھول۔

طَبلِ بازگشت بجوانا: جنگ کے روکنے کا اعلان کرنا، فوجوں کی واپسی کا طبل بجوانا۔ [یہ عموماً شام کے وقت بجایا جاتا تھا جب دن بھر کے بعد لڑائی کل کے لیے ملتوی ہو جاتی تھی]۔

طَبْلَق، طَبْلَک: کاغذوں کا بنڈل، کاغذ، دفتی کا بنا ہوا وہ بستہ جس میں بہت سے کاغذ رکھتے ہیں اور اُسے چو طرفہ یا دو طرفہ لپیٹ سے بند کر کے فیتے وغیرہ سے باندھ دیتے ہیں۔

طَبْلَہ: ڈبا۔ صندوقچہ۔

طَبْلۂ عطّار: وہ چھوٹا سا صندوقچہ جس میں عطر فروش عطر رکھتا ہے۔

طبیبِ سِرّ و عَلَن: ظاہر اور چھپی ہوئی بیماریوں کا علاج کرنے والا۔

طبیعتِ ثانیہ: وہ عادت جو مزاج کا حصّہ بن جاتی ہے، پختہ عادت۔

طبیعت کی روانی: طبیعت میں رکاوٹ نہ ہونا (عموماً شعر کہنے میں)، نئے نئے مضمون سوجھنا، طبیعت کا شعر کہنے پر آمادہ رہنا۔ دیکھیے: طبعِ رواں۔

طبیعت ماندی ہوئی: بیمار ہوئے۔

اُن کی طبیعت ماندی ہوئی۔ تب مرشد کے دل بہلانے کے واسطے امیر خسرو یہ قصہ ہمیشہ کہتے اور بیمارداری میں حاضر رہتے [باغ، ص ۵]۔

طراز / تراز: نقش و نگار، سجاوٹ، زیب و زینت۔ امتیازی نشان۔ [طراز، معرّب ہے تراز کا]۔

طراوَت: تر و تازگی، شادابی، سرسبزی، ٹھنڈک۔

ع: نظر کو طراوت وہاں صبح و شام

[بیان، ص ۲۱۱]

طَرَب فزا: خوشی بڑھانے والا۔

طَرَب فزائی: خوشی بڑھنا، خوشی بڑھانا۔

طَرَب ناک: خوش۔

پہر رات تک پہنے پوشاک ▪
رہا ساتھ سب کے طرب ناک وہ

[بیان، ص ۵۵۷]

طرَبیں: دیکھیے: 'چکارا' کے تحت 'طربیں'۔

طرَح / طرْح: انداز، ڈھنگ، طریقہ، تدبیر۔

اُسے عدل کی جو طرَح یاد ہے
کسے یاد ہے، یہ خداداد ہے

[بیان، ص ۱۳۰]

کوئی ایسی صورت بَن نہیں آتی کہ ذرا اُس کی صورت میں دیکھوں، مگر یہ طرَح ہے کہ ایک سُرنگ اُس کی حویلی سے کھدوا کر محل میں ملا دو [باغ، ص ۵۲]۔

(۲) دل کشی، ناز، ادا، بانکپن، وضع قطع، شکل، نقشہ۔

طرّاح: بنیاد رکھنے والا، طرح ڈالنے والا۔ نقاش، معمار، عمارت میں رنگ بھرنے والا۔ نمونہ بنانے والا۔

طرّاحی: نقاشی، معماری۔ طرح داری، خوب صورتی۔

طرَح دینا: نظر انداز کرنا، اعتراض نہ کرنا۔

طرْح کرنا: ایجاد کرنا، بنانا، بنیاد ڈالنا۔

طرْح کی: پہنی۔

وَلے، آگ اُس نے لگائی یہ اَور
کہ پوشاک، کی طرْح لالے کے طَور

[بیان، ص ۱۹۲۶]

(یعنی لالے کی طرح سرخ پوشاک پہنی)۔

طرفۃُ العین (طرفَتُ العَین): پل بھر میں، فوراً، پلک جھپکتے ہی۔

طرَفِ ثانی: دوسرا شخص، دوسرا فریق، مُقابل۔

وَلے اب سنو تم اُدھر کا بیاں
ہوا طرفِ ثانی پہ کیا حال وہاں

[بیان، ص ۱۰۳۹]

طرَف کرنا: طرف داری کرنا، پاس کرنا، لحاظ کرنا۔

طُرفہ: عجیب، انوکھا۔ نادر، عمدہ۔ [طُرفہ صحبت تھی: عجیب مجمع احباب تھا، بے مثال محفل تھی]۔

شوخ ہر ایک کی طبیعت تھی
طرفہ، یادش بہ خیر، صحبت تھی
[مثنویات، ص ۲۸]

طُرفہ حال: عجیب صورت حال۔

ہر چند کہ طُرفہ حال ہے یہ
کچھ دور نہیں، مثال ہے یہ
[گلزار، ص ۴۱۷]

طَرَف ہونا: مقابل ہونا، برابر ہونا، حریف ہونا۔

سودا! تو اِس غزل کو غزل در غزل ہی کہہ
ہونا ہے تجھ کو میر سے اُستاد کی طرف
[سودا]

طُرُق: راستے، راہیں۔

طُرُق کے طُرُق: قطار در قطار، سپاہیوں کے کئی دستے، کئی قطاریں۔

طُرُق کے طُرُق اور پَرے کے پَرے
کچھ ایدھر اُدھر، کچھ وَرے، کچھ پَرے
[بیان، ص ۵۲۵]

طَرِ قوا: راستہ دو، ایک طرف ہو جاؤ۔ [عرب کے نقیب شاہی سواری کے آگے آگے "طرِ قوا طرِ قوا" کہتے تھے]۔

طُرّہ: زُلف، بالوں کا گچھا جو پیشانی پر بل کھائے، سر کے بالوں کی لٹ۔

انوکھی بات، بھلائی، خوبی۔ موتیوں، پھولوں کی لڑیوں کا بنا ہوا گچھا جو دولھا کے کان کے پاس لٹکتا رہتا ہے۔ مُقیش کے تاروں کا بنا ہوا گچھا جسے پگڑی کے اوپر لگاتے ہیں۔

طُرّۂ زر: سنہرا طُرّہ۔ مقیش کے سنہرے تاروں کا گچھا جو پگڑی کے اوپر لگاتے ہیں۔

طُرّۂ طرّار: کنایتہً: معشوق کی زُلفیں۔

طُرّہ یہ ہے: غضب یہ ہے، سب سے بڑھ کر یہ ہے۔

زہر مار آپ تو کریں افیوں
طرّہ یہ ہے کہ مجھ پہ رکھیں خوں
[مثنویات، ص ۷۵۵]

طریق: راستہ، دستور، طریقہ۔

طشت از بام اُفتادہ: سب حال کھل گیا، سب کو معلوم ہو گیا۔

شعلۂ محبت مجمرِ سینۂ شہ زادی سے بھڑکنے لگا، دم پھڑکنے لگا، حال طشت از بام اُفتادہ ہوا [فسانہ، ص ۲۸۶]۔

طعام بخش: ڈوئی، سالن نکالنے کا بڑا چمچہ۔
چمچے، بکاولی، کف گیر، طعام بخش...... [باغ، ص ۸۷]۔

طُعمہ: لُقمہ، نوالہ، خوراک۔

طعنہ مہنا دینا: طعنے دینا ["مہنا" طعنہ کا تابع مہمل ہے، جیسے: روٹی ووٹی میں "ووٹی"

وغیرہ]۔

جو مرد نِکھٹو ہو کر گھر بیٹھتا ہے، اُس کو دُنیا کے لوگ طعنہ رہنا دیتے ہیں [باغ، ص ۲۴]۔

طُغیانی: سرکشی، بغاوت، حد سے بڑھ جانا۔ دریا کا چڑھاو، سیلاب۔

طِفلِ نَے سوار: لکڑی کے گھوڑے پر سوار بچہ۔ بچے لکڑی کے ڈنڈے کو گھوڑا بنا لیتے ہیں اور اُس کو چلاتے ہیں۔

ع: دوڑوں تھا اپنے پاؤں سے جوں طفلِ نَے سوار [سودا، ص ۲۷۵]۔

طَل: ننھی ننھی بوندیاں گرنا، پھوار، اُوس۔

طِلا: سونا۔ [طِلائی: سونے کا]۔

طِلائے دَست اَفْشار: ایرانی بادشاہ خسرو پرویز کے خزانے میں ایک قسم کا سونا تھا بہت قیمتی، موم کی طرح نرم، جس کو ہاتھ سے دبا کر جو چاہو بنالو۔ [دست افشار: ہاتھ سے نچوڑا ہوا]۔

طُلّاب: بہت سے طالبِ علم۔

طِلا بافی: وہ کپڑا جس پر سونے کے تاروں سے نقش و نگار بنائے گئے ہوں، جس کی بُنائی میں سونے کے تار شامل ہوں۔

ایک سو ایک کشتی جواہر اور اشرفی اور پشمینہ اور نور بافی اور ریشمی اور طلا بافی اور زردوزی کی لگار کھی تھی [باغ، ص ۹۵]۔

طلاقت: چرب زبانی۔

طِلایہ: رات کی محافظ فوج، سپاہیوں کا دستہ جو شہر یا لشکر کی حفاظت کرے، گشت لگاتا رہے۔

طلب: تنخواہ۔

جتنا لشکر تھا، اُنھیں پانچ برس کی طلب انعام ہوئی [باغ، ص ۲۴۰]۔

ع: ہم کوڑیاں طلب کی تو لیں گے کھڑے کھڑے [سودا، ص ۳۴۵]۔

طلب کی کوڑیاں: تنخواہ کی رقم۔

طَلَبہ: طالبِ علم (طالب کی جمع)۔

طمّاع: بہت لالچی۔

طمانیت: اطمینان۔

تیسرے ہی روز بلا کسی طمانیت کے گیارہ ہزار روپے کا چک مولوی صاحب نے اُن کے نام لکھ دیا۔ [کہانی، ص ۳۹]۔ (یہاں مراد یہ ہے کہ بغیر دیکھے بھالے، بغیر سوچے سمجھے، اپنا پورا اطمینان کیے بغیر)۔

طناب: ڈوری، رسّی، خاص کر خیمے کی رسّی۔

طنّاز: ناز سے بات کرنے والا، معشوقانہ رمز و کنایے میں بات کہنے والا۔ شوخ، بے باک۔

طنین: مکھی، مچھر (وغیرہ) کی آواز۔ طنبور

کی آواز۔

طوائف: طائفہ کی جمع: گروہ، فرقے، جماعتیں۔ (۲) وہ عورت جو ناچنے گانے کا پیشہ کرتی ہو۔ کسبی، رنڈی۔

طوائف الملوکی: ایسی حالت جب کسی ملک میں کئی امیر، حاکم، بادشاہ اپنا اپنا حکم چلائیں، مرکزی حکومت کا حکم پوری طرح نہ چلے؛ بدنظمی، ابتری، سیاسی انتشار۔

طوبیٰ: بہشت کا ایک درخت۔ [شاعر محبوب کے قد کو بھی اس سے تشبیہ دیتے ہیں]۔

طوطی بول رہا تھا: حکم چل رہا تھا، بہت اثر تھا، دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔

حیدر آباد میں نواب محسن الملک کا طوطی بول رہا تھا [کہانی، ص ۶۷]۔

طوطیِ پسِ آئینہ: وہ شخص جو آئینے کے پیچھے بیٹھ کر طوطی (معروف پرندے) کو بولنا سکھائے۔ طوطی آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ کر، اُسے اپنی آواز سمجھ کر اُس آواز کی نقل کرتا ہے اور اِس طرح سکھانے والے کی مرضی کے مطابق بولنے لگتا ہے۔ کنایتاً: کسی کام، کسی تحریک کے پیچھے کسی دوسرے شخص کا ہاتھ ہونا۔

طوف: طواف کرنا، اردگرد گھومنا۔

ناگاہ سُنی صدائے پُر خوف
آیا اک اژدہا پئے طوف
[گلزار، ص ۷۵۷]

طوق: ایک قسم کا زیور جو عورتیں گلے میں پہنتی ہیں، گلوبند۔

طوقِ مَنّت کے: مَنّت کا گنڈا یا چاندی کا حلقہ یا ہنسلی، جنھیں بچّوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔

قد میں آثار سب قیامت کے
گوری گردن میں طوق مَنّت کے
[مثنویات، ص ۴۷۴]

طول: درازی، طوالت۔ فاصلہ، دوری۔ لمبائی (عرض کا مقابل)۔

طولِ اَمَل: اُمیدوں، خواہشوں، تمناؤں کی کثرت۔ دنیا کی ہوس۔ بکھیڑا، بے جا طوالت۔

طولِ عمل: ایسا کام جس میں وقت زیادہ صرف ہو اور دقت بھی ہو۔

طول کھینچنا: طویل ہونا، طوالت اختیار کرنا۔

ع: فسانہ طول کھینچے گا بہت شب ہائے ہجراں کا [مصحفی: اردو لغت]۔

طولِ لاطائل: بے فائدہ طوالت؛ کسی کام میں بلاوجہ کی، غیر ضروری دیر۔

طومار: کاغذ کی لمبی پٹی جس پر لکھتے جاتے

تھے اور لپیٹتے جاتے تھے۔ خط، دفتر، بہت لمبا خط۔ کاغذوں کا مُٹھا۔ جھوٹی باتیں، مبالغہ آمیز بیان یا تحریر۔

طومار باندھنا: بُہتان لگانا۔ بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، فتنہ کھڑا کرنا۔

طومارِ حجاب کو طے کیا: درمیان کے پردوں کو ہٹایا۔

طومار حجاب کو کیا طے
ساغر پہ جھکا وہ شیشہ مے
[گلزار، ص ۱۰۳۹]

طَوِیلہ: چوپایوں، خاص کر گھوڑوں کے باندھنے کی جگہ؛ اصطبل، تھان۔

طویلے کی بَلا بندر کے سر: کسی اور کی مصیبت کسی اور کے سر پڑنا۔ قصور کسی کا، سزا کسی کو ملے۔

طہارت: عموماً مراد ہوتی ہے استنجا کرنے، آب دست لینے، غسل کرنے اور وضو کرنے سے جن سے ناپاکی دور ہوتی ہے۔

تمام رات اکیلی میرے پاس بیٹھی رہتی اور صحبت رکھتی ...... میں تنہا ہوتا، طہارت کر، کونے میں چھپ کر نماز پڑھ لیتا [باغ، ص ۱۵۹]۔

طہور: پاک، صاف۔

طے: عرب کا ایک مشہور قبیلہ۔ حاتم کا تعلق اِسی قبیلے سے تھا، اِسی نسبت سے اُسے "حاتمِ طائی" کہا جاتا ہے [اصلاً یہ قبیلہ یمن کا تھا، وہاں سے ہجرت کر کے عرب میں آکر آباد ہو گیا تھا [المنجد]۔

طَیر: پرندہ۔

طَیر و وَحش: پرندے اور جانور [درندے وغیرہ]۔

یہ کیا انصاف ہے یارب کہ طیر و وحش تک جگ میں
اِس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لے جاتی
پلے ہے آشیاں میں باز کے بچّہ کبوتر کا
شبان نے گرگ کو گلّے کی سونپی ہے نگہ بانی
[سودا، ص ۴۹]

طُیُور: طائر کی جمع: پرندے۔

طُیُوروں: طائر کی جمع الجمع [طائر، طیور، طیوروں]۔

وحوشوں، طیوروں تلک بے خلل
پڑے آشیانوں سے اپنے نکل
[بیان، ص ۵۴۳]

ظ

ظِل / ظِلّ: سایہ، عکس۔

ظِلُّ اللہ: خدا کا سایہ؛ مجازاً: بادشاہ۔

ظِلِّ اِلٰہ، ظِلِّ اِلٰہی: خدا کا سایہ، مجازاً:

بادشاہ۔

ظِلِ سُبحانی: خدا کا سایہ۔ بادشاہ کے لیے آتا ہے۔

تیاری کی خبر رفتہ رفتہ بادشاہ ظِلِ سبحانی کو، جو قبلہ گاہ مِلکہ کے تھے، پہنچی [باغ، ص ۹۴]۔

ظُلمات: ظُلمت کی جمع: اندھیرے، تاریکیاں۔ وہ تاریکی جس میں مشہور روایت کے مطابق آبِ حیات کا چشمہ چھپا ہوا ہے۔

ظُلم کا حادثہ ہوا: بہت بڑا حادثہ ہوا۔

رویا، پیٹا، کہا: اِس وقت ظُلم کا حادثہ ہوا۔ میں وزیر زادے کے ساتھ سیر کرتا تھا، یکایک جنگل سے شیر نکلا اور اُسے اُٹھا لے چلا [فسانہ، ص ۱۹۸]۔

ظلوم وجہوٗل: بڑا ظالم، بڑا جاہل، نادان۔

ظَن: یقین اور شک کے درمیان کی حالت، گمان۔

ظَنِ غالب: وہ گمان جو شک پر غالب ہو۔ یقین کی حد تک پہنچنے والا گمان۔

ظنّی: خیالی، قیاسی۔

ع

عاج: ہاتھی دانت۔

عاجل: جلدی کرنے والا، جلد باز۔

عار: شرم، جھجک، بیزاری، بے تعلقی۔ عیب، بدنامی۔

عارِض: گال، رُخسار۔

عارِف: پہچاننے والا، واقف۔ ولی، خدا کو پہچاننے والا۔

عاری: ننگا، برہنہ۔ (کسی خوبی سے) خالی۔ مجبور، لاچار، عاجز، پریشان۔

سچ ہے، قسمت سے لوگ عاری ہیں
تین دن قبر میں بھی بھاری ہیں
[مثنویات، ۱۱۱۰]

اَلغرض، جب کمال ہو عاری
اور کرے تجھ سے منت و زاری
[مثنویات، ۱۱۸۸]

عارِیتاً: قرض کے طور پر، تھوڑی سی مدّت کے لیے۔

عارِیتی: مانگا ہوا، مستعار، چند روزہ، عارضی۔

عازِم: ارادہ رکھنے والا، ارادہ کرنے والا، کسی کام پر آمادہ۔

عازِم ہوا: ارادہ کر لیا، چل دیا۔

عازم ہوا شب کو، آتے ہی تخت
یا قسمت، یا نصیب، یا بخت
[گلزار، ۱۱۹۹]

عاشق تن: عاشق مزاج۔

میں بھی تھا کم سِنی سے عاشق تن
پالے طفلی میں کھیلنے کو ہرن
[مثنویات، ۱۴۰]

عاشُور: محرّم کی دسویں تاریخ، ماہِ محرّم کے شروع کے دس دن۔

عاشورہ، عاشورا: دسویں محرّم، حضرت حسینؓ کی شہادت کا دن۔

عاصِم: اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے والا۔ گناہوں سے بچانے والا، حفاظت کرنے والا۔

عاصی: گناہ گار۔

عاصے: عصا کی جمع۔ چاندی، سونے کے خول (پتّر) چڑھے ہوئے عصا لیے ہوئے چوبدار اور نقیب شاہی سواری کے ساتھ رہتے تھے [عصا: ہاتھ کی لکڑی، لاٹھی، چوب دستی]۔

سواری کے آگے کیے اِہتمام
لیے سُونے، رُوپے کے عاصے تمام
نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپس میں کہتے تھے ہر دم پکار
[بیان، ۳۰-۵۲۹]

عاطِفت: مہربانی، شفقت۔

عاق کر دینا: اولاد کو [نافرمانی کے سبب، یا ایسے ہی کسی اور سبب سے] وراثت سے محروم کر دینا اور اُس سے تعلق ختم کر لینا۔

چاہتا تھا کرے یہ اُس کو عاق
اور ماں کو بھی اُس کی دیوے طلاق
[سودا، ۲۸۴]

عاقبت: کسی کام کا نتیجہ، انجام۔ (۲) آخرت (۳) آخر کار، بہ ہر طور۔

اے بُتاں! اِس قدر جفا ہم پر
عاقبت بندۂ خدا ہیں ہم
(میر)

عاقبت اَندیش: انجام کو سوچنے والا۔ دور اندیش۔

عالَم: (۱) دُنیا، کائنات۔ (۲) خدا کی خلق، لوگ، مخلوق، (۳) انداز، رنگ ڈھنگ۔ حسن، بہار، رونق، کیفیت۔

جب تک کہ نہ دیکھا تھا قدِ یار کا عالم
میں معتقدِ فتنۂ محشر نہ ہوا تھا
(غالبؔ)

عالِمُ الغَیب / عالِمُ الغُیُوب: غیب کی باتیں جاننے والا: خُدا کی صفت۔ مجازاً: خدا۔

عالَمِ رنگ و بو: دُنیا۔

عالَمِ رُؤیا: خواب کی حالت۔

عالَمِ غَیب: وہ دُنیا جو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہے (عالمِ اَرواح، فرشتے وغیرہ)۔

عالَمِ لاہُوت: عالمِ ذاتِ الٰہی، جہاں پہنچ کر سالک کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

عالَمِ ہُو: سنّاٹا۔

عالمِ ہُو میں اک آواز سی آجاتی ہے
چپکے چپکے کوئی کہتا ہے فسانہ دل کا

عالی تبار: عالی خاندان۔ اونچے گھرانے والا۔ بلند مرتبہ شخص۔

عالمیاں: عالمی کی جمع: سب دُنیاوالے، اِس دُنیا کے سب لوگ۔ [بادشاہ زادہ عالمیاں :سب دُنیاوالوں کے شاہزادے]۔

اگر حکم ہو تو شہ زادۂ عالمیاں کو اُس کے پاس لے جاویں [باغ، ۱۰۶]۔

عالی گہر، عالی گوہر: اعلا نسب والا، عالی خاندان۔

عامِرہ: معمور، بھرا ہوا، آباد۔ [خزانۂ عامرہ: بھرا ہوا خزانہ۔ شاہی خزانہ]۔

عامِل: جنّات، بھوت پریت کو اُتارنے کے عمل جاننے والا۔ جادو، ٹونے، بُری نظر کے اثرات کو اپنے عمل کے زور سے دور کرنے والا۔

عامِل: کسی بات پر عمل کرنے والا۔ کارندہ، اہلکار، شاہی عہدے دار، ایسا حاکم جو مال گزاری وصول کرے۔

عامِلِ تغیر: وہ حاکم جس کو تبدیل کر دیا گیا ہو یا جسے معزول کر دیا گیا ہو۔

عامِلِ صبح: سورج۔

جس وقت ساحرِ شب گشت عاملِ صبح کی آمد کے دبدبے سے بھاگا [فسانہ، ۲۵۵]۔

عامی: کم علم، جاہل۔ کسی علم یا فن میں اُس فن کے ماہر یا عالم کے مقابلے میں کم واقفیت رکھنے والا، واقفیت نہ رکھنے والا۔ عام آدمی، معمولی، سطحی۔

عامیانہ: معمولی لوگوں جیسا، جاہلوں یا کم علم عوام جیسا (انداز، کام، طرزِ عمل)۔ حقیر، گھٹیا۔

عِباد: عبد کی جمع: بندے۔ غلام۔

عُبّاد: عابد کی جمع: بہت عبادت کرنے والا۔

عَبَث: بے کار، فضول، بے فائدہ۔

عَبد: بندہ۔ غلام، فرماں بردار۔

عبدِ اَقَل: حقیر بندہ۔ انکساری اور عاجزی کے طور پر یہ کلمہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ع: تجھ سے یوں عرض کرے ہے یہ ترا عبدِ اَقَل [سودا، ص ۸۸]۔

عِبرانی: بنی اسرائیل (یہودیوں) کی زبان، اُس زبان کا رسم خط۔

عَبقَری: نفیس، لطیف (فرش یا لباس)۔
(۲) وہ شخص جس میں کمال، بزرگی اور خوبی و زیبائی، ذہانت حیرت انگیز حد تک پائی جائے: جینیس۔

عُبَید: "عبد" کی تصغیر: چھوٹا سا غلام، کم تر بندہ۔

عبیر: مُشک، گلاب، صندل وغیرہ سے تیار

کیا ہوا سفوف، جسے کپڑوں پر چھڑکتے ہیں۔

عِتاب: غصہ، خفگی، ناراضی۔

عَتَبہ: دہلیز، آستانہ۔

عَتَبۂ عالیہ: اونچی دہلیز، مُراداً: کسی بزرگ کی مقدس درگاہ۔

عُجب: غرور، گھمنڈ۔

ع: عجب ناداں ہیں وہ جن کو ہے عُجب
تاجِ سلطانی [سودا، ص ۴۷]۔

عدالت: انصاف۔

نوشیرواں کی سی عدالت اور حاتم کی سی سخاوت اُس کی ذات میں تھی۔

عَجَمی: ایران کا باشندہ۔ وہ شخص جو عرب کے سوا کسی اور ملک کا ہو۔

عُجوبہ: عجیب و غریب چیز۔ نرالا، انوکھا۔

عُجوز / عُجوزہ: بوڑھی عورت، بُڑھیا۔

عَدَم: نہ ہونا، نابود ہونا، نیستی۔ (وجود کی ضد)۔

عَدَم آباد: وہ جگہ وہ دُنیا جہاں مرنے کے بعد آدمی پہنچتا ہے۔ (۲) قبرستان۔

عَدَمِ جواز: جائز نہ ہونا، اجازت نہ ہونا۔

عَدَم ہووے: فنا ہو جائے، ختم ہو جائے۔

نہ ہو اُس کا شامل جو ابرِ کرم
اثر ابرِ نیساں سے ہووے عدم
(بیان، ۱۴۹)

عدو: دشمن، مخالف، مجازاً: رقیب۔

عدول: حکم نہ ماننا، مُنہ پھیرنا، انکار۔

عدول حُکمی: نافرمانی، سرکشی، حکم نہ ماننا۔

عدول نہیں: بات ماننے سے انکار نہیں۔

لونڈی ہوں، نہیں عدول مجھ کو
خدمت میں کرو قبول مجھ کو
(گلزار، ۱۲۵)

عدیل: برابر، نظیر، مثل۔ ہم رُتبہ، برابر کا۔

عدیم: غیر موجود، ناپید، کم یاب۔

عدیم الفرصت: جسے بالکل فرصت نہ ہو، بہت مشغول مصروف شخص۔

عِذار: رُخسار، گال۔

عذرا: کنواری لڑکی۔ (۲) عرب کے مشہور عاشق وامق کی محبوبہ کا نام۔

عِراقی: عراق کا باشندہ۔ عراق کا گھوڑا۔

جن کے طویلے بیچ، کوئی دن کی بات ہے
ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار
[سودا، ۲۷۲]

عَربدہ جو: لڑاکا، جنگ جو۔

عرش پر جھنڈا گاڑا ہے: بہت بڑا کام کیا ہے۔

ایسا کام سوائے ہمارے کون کر سکتا ہے...... ہم نے عرش پر جھنڈا گاڑا ہے [باغ، ۱۷]۔

عَرصہ: میدان، صحن۔ زمانہ، مُدّت۔ دیر،

وقفہ، دوران۔

عرصۂ جزا: قیامت کا میدان۔

عرصۂ شُہوُد: دُنیا۔

عرَض: وہ چیز جو بہ ذاتِ خود قائم نہ ہو، کسی دوسری چیز کی وجہ سے اُس کا وجود قائم ہو۔ جیسے: پھول کا رنگ یا کاغذ پر حرف [کاغذ اور پھول کی پنکھڑیاں اصل چیز ہیں یعنی "جوہر" ہیں اور حرف اور رنگ "عرض" ہیں]۔

عرض: چوڑائی۔ گزارش، درخواست۔ ظاہر کرنا، پیش کرنا۔

عَرض بیگی: وہ شخص جو لوگوں کی درخواستیں بادشاہ کے سامنے پیش کرتا تھا۔

عرض لینا: حاضری لینا، جائزہ لینا۔

قوتِ نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک، پھول سے لے کر تا پھل
[سوداؔ، ص ۷۶]

[قوّتِ نامیہ نباتات کا عَرض لیتی ہے: قوتِ نشو و نما جائزہ لیتی ہے کہ باغ میں کوئی، ڈال سے پات تلک، پھول سے لے کر تا پھل، نشو و نما (بڑھوتری) کے فیض سے محروم تو نہیں رہا]۔

عرضِ مدّعا زَبان پر لائے: مقصد بیان کیا۔

رام کہانی بیان کر کے عرضِ مدّعا زبان پر لائے [کہانی، ۲۵]۔

عرضِ مطلب: مطلب بیان کرنا، اپنا مدّعا بیان کرنا۔

عرض مَعْرُوض: درخواست، مدّعا جس کا اظہار پہلے بھی کیا جا چکا ہو۔

عِرفان: پہچان، آگاہی، واقفیت۔ خدا کو پہچاننا۔

عرَق: پسینا۔

رُخ پہ گرمی سے وہ عرق کم کم
جس طرح گل پہ قطرۂ شبنم
[مثنویات، ۴۷۵]

عرَقِ اِنفِعال: شرمندگی کا پسینا۔

عرَق ریزی: لفظی معنی: پسینا ٹپکانا؛ مجازاً: محنت۔

عرُوج: اوپر چڑھنا، بلند ہونا۔ بلندی۔

عُروُجِ ماہ: چاند کی پہلی تاریخ سے چودھویں تاریخ تک کا زمانہ۔

عرُوجِ مہر: سورج نکلنے سے لے کر تقریباً بارہ بجے دن تک کا وقت۔

عرُوج و زَوال: بلندی و پستی، ترقی اور تنزّل۔

عرُوس/عرُوس: دُلھن۔

عرُوسُ الخُطُوط: سب سے خوب صورت خط۔

عرُوسُ الخطوط اور ثُلث و رقاع
خفی و جلی مثلِ خطِّ شعاع
[عروس الخطوط کسی خط کا نام نہیں،

غالبًا اِس سے خطِ نستعلیق مراد ہے جو حسین ترین خط ہے]۔

عروسانہ: دُلھن کی طرح۔

عرُوسانہ لباس: مراد ہے سُرخ جوڑا۔

عروسانہ اُس نے کیا جو لباس
تو آنے لگی خون کی اُس میں باس
(بیان، ۱۹۴۱)

عُریانی: ننگا ہونا (عُریاں: ننگا]۔

عُریانی قبائے پوستیں تھی: جسم پر لباس نہیں تھا، ننگا تھا۔

تن خاکی تھا، جان آتشیں تھی
عُریانی، قبائے پوستیں تھی
[گلزار، ۸۷۸]

["پوستین" بالوں دار چمڑے کی بنی ہوئی ہوتی ہے، اِس نسبت سے جسم کی کھال کو پوستین کہا ہے]۔

عَریضہ: رشتے یا رُتبے میں بڑے شخص کو چھوٹے کی طرف سے لکھا جانے والا خط۔ درخواست، عرضی۔

عریضہ نِگار: خط لکھنے والا۔

عزا: سوگ، ماتم، ماتم پُرسی۔

عِزّتوں سے: عزّت واحترام کے ساتھ۔

ع: بڑی عزّتوں سے بٹھایا اُسے
(بیان، ۱۶۰۹)

عِزرائیل: چار خاص فرشتوں [جبریل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل] میں سے ایک فرشتے کا نام، جس کا کام ہے خدا کے حکم سے لوگوں کی روحیں قبض کرنا: موت کا فرشتہ، مَلَکُ المَوت۔

عُزلت: تنہائی، گوشہ نشینی۔

عُزلت گزیں: سب سے الگ تھلگ تنہائی میں رہنے والا۔

عُزلت نشیں: گوشہ نشیں۔ کنایتًا: عبادت میں مشغول رہنے والا۔

عَزّوجَل: خدا کی صفت کے طور پر آتا ہے: خدائے بزرگ و برتر، عزت و جلال والا۔

سجدۂ شکر میں ہے شاخِ ثمردار ہر ایک
دیکھ کر باغِ جہاں میں کرمِ عزّوجل
(سودا، ۷۶)

عَزیمت: ارادہ۔ وہ دعا، منتر یا عمل جس سے موکلوں کو بُلایا جائے۔

عَزیمت خواں: عامل، منتر پڑھنے والا۔

عَسکَر: لشکر، جمع: عَساکر۔

عَسَل: شہد۔

عُشر: دسواں حصہ۔

عُشرِ عَشیر: دسویں حصے کا دسواں حصہ، کنایتًا: ذرا سا، رتی بھر۔

عشق اللہ: آزاد فقیروں، درویشوں کا

سلام۔ [اِس کے جواب میں "مدد اللہ" بھی کہا جاتا ہے]۔

عِشوہ: نازوانداز، غمزہ۔

عِشوہ پَرداز، عِشوہ طراز، عِشوہ گر: محبوب کی صفت کے طور پر آتے ہیں۔ نازوانداز والا۔ محبوبانہ ادائیں دکھانے والا۔

عَصا: لاٹھی، ہاتھ کی لکڑی۔

موسیٰ کا عصا تھا لٹھ جواں کا
ایکی لاٹھی سے سب کو ہانکا
[گلزار، ۸۶۸]

عَصافیر: عصفور کی جمع: چڑیاں۔

ہاتھ آجوگئی عصا کی تاثیر
پَراں ہوا صورتِ عصافیر
[گلزار، ۷۹۲]

عَصائے پیری: وہ لاٹھی جس کے سہارے بوڑھے لوگ چلتے ہیں۔ مجازاً: بڑھاپے کا سہارا، بوڑھے شخص کا جوان لڑکا۔

عَصے بَردار: وہ خاص ملازم جو سونے یا چاندی کا خول چڑھا ہوا عصا (ایک خاص طرح کی بنی ہوئی لاٹھی) لے کر بادشاہوں یا بعض عالی مرتبہ امیروں) کی سواری کے آگے چلتے تھے: عصابردار۔

دھوم دھام ہو رہی ہے...... یَساول اور عصے بردار کھڑے ہیں [باغ، ۳۵]۔

عَصر: زمانہ۔ دن کا اخیر حصّہ: سہ پہر۔ نمازِ عصر (ظہر اور مغرب کے درمیان کی نماز)۔

عُطارِد: دوسرے آسمان پر ایک ستارہ ہے جسے دَبیرِ فلک اور مُنشیِ فلک بھی کہتے ہیں۔ علم اور عقل اُس سے متعلق ہیں۔

عُطارِد رَقم: بہت اچھے اِنشاپرداز، مُنشی، دبیر اور خوش نویس کے لیے صفت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

سکندر نژاد اور دارا حَشم
فلک مَرتبت اور عُطارد رقم
[بیان، ۳۰۲]

عُطارِد کو رِیس آنے لگی: عطارد کو اُس پر رشک آنے لگا؛ مراد یہ ہے کہ وہ خطّاطی اور خوش نویسی میں عطارد سے بھی بڑھ گیا، جو مُنشیِ فلک اور دبیرِ فلک ہے۔

عطارد کو اُس کی لگی آنے رِیس
ہوا سادہ کوحی میں وہ خوش نویس
[بیان، ۴۴۳]

عِطرِ سُہاگ: کئی عطر ملا کر بنایا ہوا عطر، جس کی خوش بو بہت تیز ہوتی ہے۔ یہ دُلھنوں کے لیے ہوتا ہے۔

ع: مَلا سُرخ جوڑے پہ عطرِ سُہاگ
[بیان، ۲۰۷۹]

عَطَش: پیاس۔

عُظم: بڑائی، بزرگی، عظمت۔

ع: دکھاتا ہوا حشمت و عُظم و شان
(بیان، ۲۱۷)

عَظم: ہڈی۔ [جمع: عِظام]۔

عُظَما: بڑے لوگ، مرتبے والے، اکابرین۔

عُظما / عُظمیٰ: سب سے بڑی ["اعظم" کی تانیث]۔

عَظَمَت / عَظمَت: بڑائی، برتری، شان و شوکت۔

عظمتِ رَفتہ: زمانہ ماضی کی شان و شوکت، پچھلی شان و شوکت۔

عِفّت: پارسائی، پاک دامنی، پرہیزگاری۔

عَفو: معاف کرنا، درگذر۔

عُفونَت: بدبو، گندگی۔

عَفیفہ: پاک دامن، پارسا عورت۔

عِقاب: سزا، عذاب، تکلیف۔

عُقاب: ایک طاقتور، بلند پرواز شکاری پرندہ، جو چیل سے مشابہ ہوتا ہے۔

عُقبیٰ / عُقبا: آخرت، دوسری دُنیا۔

عَقد: گرہ، گانٹھ، نکاح۔

چھیڑا کہ ہو مہ سے عقدِ پروین
پیوند نہالِ گل ہو نسرین
[گلزار، ۹۶۲]

عَقد باندھنا: نکاح کرنا۔

عِقد: لڑی، ہار۔

عِقدِ ثُریا،

عِقدِ پروین: چھے ستاروں کا غنچہ (گچھا) جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔
مجازاً: حسینوں کا جھرمٹ۔

عُقدہ: گرہ، گتھی، کنایتاً: مشکل بات، پیچیدہ مسئلہ، بھید۔ دل کی بات۔

عُقدۂ صبح کھُل گیا: مطلب یہ ہے کہ صبح ہو گئی۔

گیا عُقدۂ صبح اُس دم جو کھُل
نکل آئے اِدھر اُدھر سے وہ گُل
[بیان، ۱۹۲۰]

عُقدہ کُشا: مشکل کو آسان کرنے والا۔

عُقدہ کھُلنا: حقیقت ظاہر ہونا، بھید کھُلنا۔

عُقدہ کھُلا شام ہو کر اُس کا
شق مثلِ قمر ہوا دَر اُس کا
[گلزار، ۱۲۴۹]

عُقدے کھولے: تکلّف کی گرہیں کھُل گئیں، یعنی خوب بے تکلف ہوگئے۔

یہ کہہ کے، لبوں سے قند گھولے
مستی نے دلوں کے عقدے کھولے
(گلزار، ۶۷۹)

عُقدۂ مالا یَنحَل: مشکل مسئلہ جو حل نہ ہو۔

ہے کہیں مہر و کہیں کہیں جو اسے عالم سے
علم اِس کا ہے عجب عقدۂ مالا یَنحَل
(سودا، ۹۹)

عَقرَب: بچھو، گھوڑے کی پیشانی پر سفید بالوں کی چتّی، جو ہاتھ کے انگوٹھے کے نیچے چھپ جائے۔ ایسا گھوڑا منحوس خیال کیا جاتا ہے۔

عُقلا: عقل مند لوگ (عاقِل کی جمع)۔

عقلِ کُل: کبھی حضرت جبریل سے مراد ہوتی ہے، کبھی نورِ محمدّی سے اور کبھی عرشِ اعظم سے۔ حکما کی اصلاح میں: پہلا فرشتہ۔

(۲) وہ مشورہ دینے والا جس کے مشورے اور رائے کے بغیر کوئی کام نہ کیا جائے: ناک کا بال، مختارِ کُل۔ طنزاً: بہت دانا، لال بجھکّو۔

عُقوبَت: گناہ کی سزا۔ عذاب، تکلیف۔ [جمع: عُقوبات]۔

عَقیم: وہ عورت جس کے بچّہ نہ ہوتا ہو: بانجھ۔ وہ مرد جس کے نطفے سے حمل نہ رہے۔ (عورت، مرد دونوں کے لیے مستعمل ہے)۔

عَلاتی: وہ بہن (بہنیں) بھائی جو ایک باپ سے ہوں، مگر مائیں مختلف ہوں۔

عَلاحِدہ: الگ، جدا۔

عَلّام: بہت جاننے والا، بہت علم رکھنے والا۔

عَلّامُ الغُیُوب: دانائے غیب، چھپی ہوئی باتوں کا مکمل علم رکھنے والا، مراد ہے: خُدا۔

علامت: نشان۔ کنایتاً: مردانہ عضوِ تناسُل (جو مردی کی علامت ہے)۔

مبارک نے مارے ڈر کے اپنا ازار بند کھول کے دکھا دیا کہ بادشاہ سلامت! جب حضور کے حکم سے اِس کام کے ہم متعیّن ہوئے تھے، غلام نے پہلے ہی اپنی علامت کاٹ کر، ڈبیا میں بند کر کے ...... خزانچی کے سُپرد کر دی تھی [باغ، ۲۳۸]۔

عَلّامہ: بہت جاننے والا، بڑا عالم۔ طنزاً: بہت چالاک، مکّار آدمی۔ عیّار، بے باک، شوخ چشم عورت۔

علّامۂ دَہر: اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم۔ مجازاً: نہایت چالاک، عیّار۔

زالِ دُنیا، ہے عجب طرح کی علّامۂ دہر
مردِ دیں دار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے
(ذوق)

عَلائقِ دُنیَوی: دنیا کے جھگڑے بکھیڑے۔ وہ چیزیں جو دُنیاوی زندگی سے تعلق رکھتی ہوں [علائق جمع ہے "علاقہ" کی]۔

عِلّت: بُری عادت، لت۔ وہ چیز جو کسی

دوسری چیز کے وجود کا سبب ہو۔ وجہ سبب۔ بیماری۔

عِلّت جائے، عادت نہ جائے: بیماری جاتی رہتی ہے، مگر عادت نہیں بدلتی۔

عِلّتِ غائی: نتیجہ، ماحصل، اصلی مقصود۔

عَلَف: گھاس، چارا (جانوروں کی خوراک)۔

عَلَفِ سبز: ہرا چارا، ہری گھاس۔

عَلَم دار: فوج کا جھنڈا لے کر آگے چلنے والا۔ حضرت عباس (ابن علیؓ) کا لقب، جو کربلا میں حضرت حسینؓ کی فوج کے علم دار تھے۔

عَلَم دار کا عَلَم ٹوٹے: دیکھیے: شاہ عباس کا علم ٹوٹے۔

عِلم ظنّی: وہ علم جس کے نتیجے اور مقدمات قطعی نہ ہوں، جیسے: طب علم ظنّی ہے، برخلاف ریاضی کے، جو یقینی یا قطعی ہے۔

مع: علم ظنّی ہے طبابت، تو یہ سُن رکھ ہمدم! [سودا، ۲۵۲]

عِلم غیب: چھپی ہوئی باتوں کا علم، پیشین گوئی کا علم، وہ علم جس سے گذشتہ آئندہ ہونے والے حالات معلوم کیے جائیں۔

عِلم صَرف: بہ لحاظ قواعد مفرد لفظوں کے متعلقات کا علم، جملے میں شامل الفاظ میں سے ہر لفظ کے متعلق قواعدی تفصیلات کا علم۔

علم لدُنّی: وہ علم جو اُستاد کے بغیر، محض فضلِ الٰہی سے یا روحانی فیض سے حاصل ہو۔

ہوا گو کہ ظاہر میں اُمّیِ لقب
پہ علم لدُنّی کھلا دل پہ سب
[بیان، ۴۰]

علم نُجوم: ستاروں کا علم؛ ستاروں کے اثرات، اُن کی گردش کے اثر سے اچھائی، بُرائی (سعادت، نحوست) کا، ذاتی زندگی میں اور دُنیا میں آیندہ ہونے والے واقعات کا علم۔

علم نَحو: وہ علم جس سے کلام کے اجزا کو [جملے میں شامل مختلف لفظوں کو] صحیح طور پر ترتیب دینا اور اُن کا باہمی تعلق معلوم ہو۔ جملے کی بناوٹ اور اُس کے اجزا کی صحیح کیفیت معلوم ہو سکے۔ علم صَرف کا مقابل۔ دیکھیے: علم صَرف۔

کیے علم نُوکِ زباں حرف حرف
اِسی نحو سے عُمر کی اُس نے صرف
[بیان، ۴۴۲]

[اِس شعر میں "نحو" انداز، طریقے کے معنی میں آیا ہے، مگر اِس میں صرف اور نحو والی معنوی رعایت بھی شامل ہے]۔

علم ہَیئت: وہ علم جس میں زمین کی گردش اور آسمان کے ستاروں، سیاروں وغیرہ

کا بیان ہوتا ہے: فلکیات۔

عَلَوی / عُلوی: حضرت علیؓ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ کے بطن سے نہ ہو، آپ کی دوسری بیویوں سے ہو۔

عُلوی: بلند۔ کنایتاً: آسمانی، روحانی، آسمانی چیز۔

عُلوی عمل: وہ عمل جو فرشتوں، مؤکلوں یا خدا کے ناموں کے واسطے سے کیا جائے (سِفلی کا متضاد۔ سفلی عمل شیطانی طاقتوں، بھوت پریت وغیرہ کے ذریعے حاصل کیے جاتے ہیں۔ سِفلی عامل اِن بُری طاقتوں کا تابع ہو کر رہ جاتا ہے۔ سِفلی عمل ہمیشہ بُرے کاموں کو انجام دینے کے لیے کیے جاتے ہیں)۔

عَلَی الدَّوام: ہمیشہ۔

عِماد: چھت کو سہارا دینے والی لمبی لکڑی۔ ستون، کھمبا۔

عَماری: ہاتھی کی کمر پر باندھنے کا چھتری دار ہَودا، جس کی چھتری بُرجی نما ہوتی ہے: ہیک ڈمبر۔ دیکھیے ہَودج۔

عَماریاں: عماری کی جمع۔

ع: سُنہری، رُپہری تھیں عماریاں
(بیان، ۵۱۱)

عُمّال: عامل کی جمع۔ روپیا وصول کرنے والے عہدے دار، پرگنوں کے حاکم۔

عِمامہ / عَمّامہ: صافہ، پگڑی۔

عَمائِد / عَمائِدین: قوم کے معزز افراد، شہر کے بڑے لوگ۔ [عمید کی جمع: عمائد۔ جمع الجمع: عمائدین]۔

عَمَداً: جان بوجھ کر، قصداً، دانستہ۔

عُمدہ: (۱) پسندیدہ، منتخب۔

(۲) سردار، اعلا عُہدے دار۔

سب عُمدہ، امیر، وزیر کے پاس آئے اور کہا [باغ، ص ۱۲]۔

اتفاقاً اک آشنا میرے
گئے تھے ایک عمدہ کے ڈیرے
[سودا، ۲۸۰]

عُمرانات: مراد ہے جان داروں سے۔

یہ جنگل وحشت انگیز...... جہاں بوے عمرانات نہیں آتی ہے [فسانہ، ۵۵]۔ یعنی جہاں کوئی جان دار نہیں۔

عَمرو کی زَنبیل / عَمَرو کی زَنبیل: داستانِ امیر حمزہ کے ایک اہم کردار عَمرو عیار کے پاس ایک تھیلا تھا، جس کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ اُس میں جو چیز ڈالی جاتی، وہ غائب ہو جاتی اور جس چیز کی خواہش کی جاتی، وہ اُس میں سے نکل آتی۔

آدھ سیر آٹے کا خدا ہے کفیل
پیٹ اِس کا عَمرو کی ہے زنبیل
[سودا، ۳۰۸]

["عَمرو" میں زائد واو محض اِس لیے لکھا جاتا ہے کہ "عُمَر" سے اشتباہ نہ ہو۔ یہ واو شاملِ تلفظ نہیں (عَمر و بروزنِ جَبر)۔ زنبیلِ عَمرو اور عَمرو کی زنبیل میں اصلاً م پر جزم ہے، لیکن اردو میں م کے زبر کے ساتھ بھی مستعمل رہا ہے:

ایک کوڑی کو نہ لیجے، جو فروشندہ کہے
ہے بکاؤ کوئی زنبیلِ عَمَرو لیتا ہے
[انشا، کلامِ انشا ص، ۲۶۲، واو اِس صورت میں بھی لازماً لکھا جائے گا]۔

عُمق: گہرائی۔

عَمَل: حکومت، بادشاہت۔

اُس بادشاہ کے عمل میں ہزاروں شہر تھے اور کئی سلطان نعل بندی دیتے۔
[باغ، ص ۱۰]

عَمَل اُٹھ جانا: حکومت ختم ہو جانا، قبضہ ختم ہو جانا۔

ع: اُٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستاں سے عمل [سودا، ۷۶]۔ [بہمن و دے خزاں کے مہینے ہیں، اب اُن کا عمل دخل ختم ہو گیا، یعنی خزاں کا دور ختم ہو گیا]۔

عَمَل میں آ گئے ہیں: قبضے میں آ گئے ہیں۔

دیو اُس کے عمل میں آ گئے ہیں
جادو کے محل بنا گئے ہیں
[گلزار، ۴۹۷]

عَمَل ہوا: حکومت ہوئی۔

ہزار برس سے مسلمانوں کا عمل ہوا، سلطان محمود غزنوی آیا [باغ، ۷]۔

عَمّو، عَم: چچا۔

عُمود: ستون، گُرز۔

عَمیق: گہرا۔

عِناد: دشمنی، مخالفت۔

عَنادِل: بلبلیں۔

عِناں: لگام، باگ ڈور۔

عِنانِ اِقتِدار، عنانِ حکومت: حکومت کی باگ ڈور، حکومت۔

عِناں تابی: باگ کے اشارے پر گھوڑے کا رُخ بدلنا۔

عِناں تابیِ اَشہبِ خامہ: قلم کے گھوڑے کا (یعنی قلم کا) رخ بدلنا۔

عناں تابیِ اشہبِ خامہ وادیِ نعتِ رسولِ مجتبیٰ...... میں [فسانہ، ۲]۔ مراد ہے حمد کے بعد نعت کی طرف توجہ کرنے سے۔

عِناں گیر: روکنے والا، منع کرنے والا۔

عِنَب: انگور۔ [عِنَبی: انگوری، انگور کا]۔

عَنْبَر: خاکستری رنگ (راکھ کے رنگ) کا ایک خوش بودار مادّہ جو عنبر نامی مچھلی کے پیٹ سے نکل کر پانی کی سطح پر جمع ہو جاتا ہے۔ کبھی اُس مچھلی کا شکار کر کے اُس کے پیٹ سے بھی نکال لیتے ہیں۔

عَنْبَر سَرِشت: خوش بودار، عنبر کی خوش بو لیے ہوئے۔

ہوا وحاں کی صحبت کی رشکِ بہشت
دھرے گملے گرد عنبر سرشت
(بیان، ۲۰۳۴)

عَنْبَرِیں: خوش بودار۔

عَنْبَرِیں رَقَم: جس کی تحریر میں خوش بو بسی ہوئی ہو۔

وہ نامہ کہ عنبریں رقم تھا
قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا
[گلزار، ۶۱۶]

عَنْبَرِیں مُو: خوش بودار بالوں والا۔

کروٹ لے کر وہ عنبریں مو
اُٹھ چلنے کا سوچتا تھا پہلو
[گلزار، ۱۳۴۲]

عَنْدَلِیب: بُلبُل۔

عُنْصُر: اصل، مرکب چیز کا ہر جز۔ عناصرِ اربعہ: آگ، پانی، خاک، ہوا میں سے ہر ایک۔

عُنْصُرِ خِلافت: حکومت کے بنیادی رُکن۔

سلطاں نے کہا بہ صد لطافت
یہ چار ہیں عنصرِ خلافت
[گلزار، ۵۲۵]

[مراد ہیں چاروں شہ زادے، جو تاج الملوک کے بھائی تھے]۔

عُنْفُوان: آغاز، شروع۔

عُنْفُوانِ شباب: جوانی کا آغاز، اُٹھتی جوانی۔

عَنْقا: ایک فرضی پرندہ۔ کنایتاً: نایاب اور ناپید چیز کو کہتے ہیں۔

سایے کو پتا نہ تھا شجر کا
عنقا تھا نام جانور کا
[گلزار، ۱۴۰]

[جانور کا نام عنقا تھا: یعنی اُس بیابان میں جانور نام کی کوئی چیز تھی ہی نہیں]۔

عَنْکَبُوْت: مکڑی۔

عَود: لوٹنا، واپسی، بازگشت۔

عَود کرنا: لوٹ آنا، پھر آجانا۔

ع: بوے گل کب عَود کرتی ہے گلستاں چھوڑ کر (ناسخ)

عُود: معروف ساز، جسے "بربط" بھی کہتے ہیں۔

عُود: ایک قسم کی سیاہ لکڑی جو آگ میں جل کر عمدہ خوش بو دیتی ہے۔ اسے "اگر"

بھی کہتے ہیں [اِسی سے "اگربتی" اور "اگرئی" اور "اگری" بنے ہیں]۔

عُود دان: دیکھیے: عود سوز۔

(۲) وہ ظرف جس میں بنے ہوئے سوراخوں میں اگربتیاں لگائی جاتی ہیں: اگردان۔

عُود سُوز: وہ انگیٹھی نما ظرف جس میں عود سُلگایا جاتا ہے۔

عَہدِ اَلَسْت: روزِ ازل کا وعدہ، اللہ تعالا اور انسان کے درمیان عہدو پیمان، جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ اِس عالم (جہان) کو پیدا کرنے سے پہلے عالمِ ارواح میں (جہاں سب روحیں تھیں) خدائے تعالا کے سامنے روحوں نے اُس کے خدا ہونے کا اقرار کیا تھا۔

عُہدہ: منصب، مرتبہ۔ کسی عہدے دار کی خاص جگہ، درجہ، مقام:

خواصیں کھڑیں اُس کے سب گرد و پیش
جو تھیں اپنے عہدے پہ حاضر ہمیش
(بیان، ۶۰۷، ۱۲)

عُہدہ بَر آ ہونا: فرض ادا کرنا، ذِمّے داری کو پورا کرنا، غلبہ حاصل کرنا۔

عُہدے: ایسا نشانِ امتیاز جو کسی ملازم کے درجے کو اور اُس کی ملازمانہ حیثیت کو ظاہر کرتا ہو۔ کسی شخص کا عہدہ اور مرتبہ ظاہر ہوتا ہو۔

اُردا بیگنیاں، قلماقنیاں...... جواہر میں جڑی، عُہدے لیے کھڑی ہیں [باغ، ۸۶]۔ ساتھ اُس کے کئی خدمت گار معقول، عُہدے لیے ہوئے [باغ، ۸۰]۔

عُہدے سے بَر آنا: ذِمّے داری کو پورا کرنا، فرض کو پوری طرح ادا کرنا۔ غلبہ حاصل کرنا۔

عہدے سے بَر نہ آئے: حق نہ ادا کر سکے، غالب نہ آ سکے۔

عُہدے سے نکلنا: فرض ادا کرنا، ذِمّے داری کو پورا کرنا۔

اِس عُہدے سے کوئی بھی نکلا کہیں!
سِوا عجز، درپیش یہاں کچھ نہیں
(بیان، ۳۲)

[کوئی اِس ذِمّے داری کو پورا نہیں کر سکا، اُس کا (خدا کی ثنا و صفت کا) حق ادا نہیں کر سکا]۔

عِیار / عَیار: کسوٹی (سُونا کسنے کی پتھر کی بٹّی): محک۔ (۲) حیثیت، قدر، مرتبہ [ترکیب کی صورت میں، جیسے: کم عِیار: کم رتبہ، کم درجہ]۔

ع: اب عیارِ آبروے زر کھلا (غالب)

عَیال و اَطفال: بال بچّے۔

عیال و اطفال کو چھوڑ کر، تنِ تنہا کشتی

پر سوار ہو...... کلکتے میں آب و دانے
کے زور سے آ پہنچا [باغ، ۶۰]۔

عَیاں: ظاہر ("نہاں" کا مقابل)۔

عَیاں راچہ بیاں: جو بات صاف ظاہر ہے، اُس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

جب ایسے گھر کی...... یہ نوبت پہنچی کہ
ظاہر ہے، عَیاں راچہ بیاں، تب سورج
مل جاٹ نے جاگیر کو ضبط کر لیا۔
[باغ، ۶۰]۔

عَیب و صَواب: اچھائی بُرائی۔

عیسیٰ کی آنکھیں دیکھی تھیں: بہت پُرانا اور بہت ماہر تھا، جیسے اُس نے حضرت عیسیٰ سے فیض پایا ہو۔

تھا اک کحال پیر دیرینہ
عیسیٰ کی تھیں اُس نے آنکھیں دیکھیں
[گلزار، ۴۰]

عیسیٰ نَفَس: حضرت عیسیٰؑ کی طرح مُردوں کو زندہ کرنے والا۔

عیسیٰ نَفَس ایک خِضر آئی
چھینٹے سے، جلی ہوئی جلائی
(گلزار، ۱۱۲۰)

عَین: آنکھ۔ حقیقت، جوہر۔ عکس۔ ٹھیک، بالکل، قطعی۔ پانی کا چشمہ۔

عَینُ الکمال: نظرِ بد، وہ بُری نظر جو لگ جاتی ہے، جو نقصان پہنچاتی ہے۔

جز کمالِ حُسن سیاہی ہے خال کی
دہشت ہے کیوں صنم تجھے عین الکمال کی
[ناسخ: اردو لغت]

عَینُ الکمال: سرچشمۂ کمال، باکمال۔

ہنوز اُس عینُ الکمال کے قدم کی خاک
سرمۂ چشمِ مشتاقان و کحلُ الجواہرِ دیدۂ
منتظراں نہیں ہوئی [فسانہ، ۳۳۸]۔

[یہاں عینُ الکمال سے مراد شاہ زادہ
جانِ عالم ہے]۔

عَینِ بلا: بلاؤں کا سرچشمہ۔

نگہ آفت و چشم عَینِ بلا
مژہ دے صفوں کو اُلٹ بَر مَلا
(بیان، ۸۶۰)

عَینِ حیات: اصلی اور حقیقی زندگی۔

زندگی بے ثبات ہے اِس میں
موت، عَینِ حیات ہے اِس میں
[مثنویات، ۱۴۹۹]

غ

غاب: جنگل، کچھار۔ نرکل یا سرکنڈے کا جنگل، نیستاں۔

آئے حُسین یوں کہ عُقاب آئے جس طرح
آہو پہ شیرِ شرزۂ غاب آئے جس طرح

کافر پہ کبریا کا عتاب آئے جس طرح
دوڑا فرس، نشیب میں آب آئے جس طرح
(انیس)

غارت: لوٹ مار، مجازاً: تباہی، بربادی۔

غارت غُول: تباہ و برباد۔ ناکارہ۔

غارت گر: لوٹ مار کرنے والا۔ تباہ و برباد کرنے والا۔

سُن اے غارت گرِ جنسِ وفا، سُن
شکستِ قیمتِ دل کی صدا کیا
(غالب)

غارت گیا: عورتوں کی زبان میں کوسنے، اظہارِ نفرت اور گالی کے طور پر۔ [عورت کے لیے: غارت گئی، شامت گئی]۔

جان ہلکان ہو گئی یہ خُدا
چھوڑ غارت گئے مرا پیچھا
[مثنویات ۸۸۸]

غارت گئی: کم بخت، موئی، مُردار۔

ارے کیوں تو جلتی ہے شامت گئی!
اکیلا نہیں، دو ہیں غارت گئی!
[مثنوی لذتِ عشق: اردو لغت]

غارِ ثَور: مکّہ معظمہ سے دائیں جانب تین میل کے فاصلے پر ثور نام کے پہاڑ میں واقع ایک غار۔ رسول اللہؐ نے جب مکّے سے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ تین دن تک اِس غار میں قیام فرمایا تھا، تاکہ تعاقب کرنے والوں سے محفوظ رہیں۔

غارِ حِرا (حَرا، حِرا): مکّے سے شمال مشرق کی طرف تقریباً تین میل کے فاصلے پر حِرا نامی پہاڑ کے دامن میں واقع ایک غار؛ جس میں رسول اللہؐ عبادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ اِسی غار میں آپ پر پہلی وحی (اِقرأ بِاسمِ رَبِّكَ الَّذی......) نازل ہوئی تھی۔
(دائرۂ معارفِ اسلامیہ، لاہور)

غازہ: ایک طرح کا خوش بودار سفوف، جو عورتیں رخساروں پر سرخی پیدا کرنے کے لیے مل لیتی ہیں: گلگونہ۔

غاشِیہ: ڈھانکنے والی چیز، قیمتی فرش، رنگین چادر۔ (۲) گھوڑے کا زین پوش: وہ کپڑا جو چار جامے کے اوپر خوب صورتی، آرائش کے لیے ڈالتے ہیں۔

غاشِیہ بَردار / غاشِیہ بَردوش: تابعدار، فرماں بردار، ادنا ملازم، خدمت گار، سائیس۔

غاصِب: ناجائز طور پر دوسرے کی املاک وغیرہ پر قبضہ کرنے والا۔

غالِب ہے: زیادہ خیال یہی ہے، قوی گمان ہے۔

اُس کی بلا سے ملک صادق کا جی ہٹ

جائے گا، غالب ہے کہ تمھیں کو بخش دے[باغ، ۲۳۷]۔

غالی: حد سے گزر جانے والا، انتہا پسند، کٹر۔

غالیچہ (قالیچہ): خوش وضع چھوٹا قالین۔

غالِیہ: مشک، عنبر، کافور وغیرہ کو ملا کر تیار کی گئی ایک مرکب خوشبو: تخلخہ۔

غالِیہ بار/ غالیہ بیز/ غالیہ سا: خوش بو پھیلانے والا۔

غالیہ مُو: خوش بودار بالوں والا، مراد ہے: محبوب۔

ع: کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مُو آئے (غالب)۔

غائر: گہرا۔[غائر نظر سے: گہری نظر سے، بہت غور کر کے]۔

غایَت: غرض، مقصد، مطلب۔ (جمع: غایات)۔

غُبار: گرد، دھول۔ مجازاً: ملال، کدورت۔

غُبار سے بھری تھی: دل میں ملال بھرا ہوا تھا۔

تھی بس کہ غبار سے بھری وہ
آندھی سی اُٹھی، ہوا ہوئی وہ
[گلزار، ۲۷۳]

غُبارہ: ایک قسم کی آتش بازی: باریک کاغذ کا بنا ہوا تھیلا، جس کے اندر تیل میں بھیگی ہوئی گیند روشن کر کے ہوا میں اڑاتے ہیں۔ اُس میں کبھی کبھی پٹاخے بھی رکھ دیے جاتے ہیں جو اوپر جا کر چھوٹتے ہیں۔

کہ ہوا پر لگے افلاک بھی اُڑنے گویا
چھوڑ تا نالۂ جاں سوز غبارے نکلا
[جرات: اردو لغت]

غُباری: ایک طرح کی چھوٹی توپ۔

کیا کیا توپ فلک شکوہ............ اور وہ غُباری، جس کا گولہ قصر زنگاری میں اُتارے[فسانہ، ۲۵۶]۔

غَب غَب: موٹے تازے آدمی کی ٹھڈی کے نیچے کا لٹکا ہوا گوشت، جو خوب صورتی میں داخل ہے۔

غَبی: کند ذہن، کم عقل، کودن، ذہانت سے محروم۔

غَٹ: گروہ، غول، ہجوم، لوگوں کی بڑی تعداد۔

ایک دم کے بعد غٹ فوج کا نمود ہوا۔
[باغ، ۲۱۴]

غَٹ کے غَٹ: غول کے غول، بہت سے لوگ، بہت سے گروہ۔

چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان
سواروں کے غٹ اور بھالوں کی شان
(بیان، ۵۱۲)

غُچاغُچ: تلوار، خنجر (وغیرہ) کے گوشت کے اندر گھسنے اور باہر نکلنے کی متواتر آواز۔

غِچلا: میلا، گندا، گھناونا، جو اپنے جسم کی صفائی نہ رکھے۔

غِچلی: مَیلا، گندا، وہ شخص جو اپنے جسم کی صفائی نہ رکھے (آصفیہ، نور)۔

غِچلی پن: گندگی، مَیلا پن، گھناونی حالت۔

غَچوٗ/ غَچّوٗ/ گُچّوٗ: وہ گڑھا نما سوراخ، جس پر گلی رکھ کر اُسے ڈنڈے کی نوک (سرے) سے اُچھالتے (گچتے، دور پھینکتے) ہیں۔

غَچی، غَچّی: دیکھیے: غَچّوٗ۔

زہے شاہِ عالی گُہر کام بخش
کہ غَچّیِ بُز کرد بچّی و بخش
[جعفر زٹلی: زیرِ ترتیب کلیات]

غَچوپارا، غچّی پارا: گلی ڈنڈا (کھیل)۔ (۲) غچّوٗ۔

ناف کا چھید تو نغارا ہے
گویا لڑکوں کا غچّی پارا ہے
[فغاں، دیوان انجمن ترقیِ اردو، کراچی، ص ۱۶۹]

غدّار: باغی، مفسد، نمک حرام، بے وفا۔

پھر تو وہ کافرِ غدار، گنہر ناہنجار...... جل گیا [فسانہ، ۲۶۱]۔

(۲) بہت وسیع و عریض، بہت آبادی والا شہر۔

مکان کے بارے میں معلوم ہوا کہ آگرہ شہر غدار ہے، تلاش درکار ہے، دیر سویر مل ہی جائے گا۔
[انشائے بشیر: اردو لغت]

(۳) بہت گہرا، اَتھاہ (کنویں وغیرہ کے لیے)۔

غَرّا: سفید۔ مجازاً: روشن، تاب ناک۔ بہترین، عمدہ۔

کبھی میں شاعرِ غَرّا و ادب دانِ بلیغ
نظم میں نام مرا، نثر میں میری شہرت
(ذوق)

غُرّا: ناغہ، تعطیل۔ روز مرہ کے کام میں کسی دن چھٹی کرنی (آصفیہ)۔

غُرّا بتانا: ٹالنا، بہانہ کرنا، انکار کرنا۔

تیس دن چاند کے وعدے پہ پھراتا ہے مجھے
جب ہوا چاند، تو غُرّا ہی بتاتا ہے مجھے
(ظفر: آصفیہ)

غُرّا کرنا: ناغہ کرنا۔

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غُرّا
نشلا و عیش میں گزرا کبھی نہ سارا چاند
(آتش: آصفیہ)

غُراب: عربی جہاز کی ایک قسم۔

شاہ بندر ایک غُراب پر بہ مع نوکر چاکر بیٹھا ہوا نظر آیا [باغ، ۱۶۵]۔

(۲) کوّا۔

غَرب: پچھّم۔ [شرق و غرب: پورب، پچھم]۔

غِربال: چھلنی۔

غُربَت: مفلسی، ناداری۔

غُربَت: پردیس۔

غربت سے چلی، وطن میں آئی
صحرا سے چلی، چمن میں آئی
[گلزار، ۵۷۵]

غُربت زَدہ: وہ شخص جو اپنے وطن سے دور ہو۔ پردیس کا مارا ہوا۔

گل ہوں، تو کوئی چمن بتاؤں
غربت زدہ کیا وطن بتاؤں
[گلزار، ۳۵۸]

غُرفہ: جھروکا، دریچہ، چھوٹی کھڑکی۔

چتراوت اُس کی ماہ پارہ
غُرفے میں سے کرتی تھی نظارہ
[گلزار، ۱۲۷۴]

غَرقہ: ڈوبا ہوا۔

غَرقۂ بحرِ ظلم و بیداد: ظلم وستم کے سمندر میں ڈوبا ہوا، ایسا شخص جس پر بہت ظلم ہوا ہو۔

وہ غرقۂ بحر ظلم و بیداد
دریا رُویا، سنا کے بیداد
[گلزار، ۹۲۳]

غَرقی: وہ زمین جس پر دریا کے دھارے کا پانی آجایا کرے، سیلابی، دھاری (کھیتی کے لحاظ سے خراب زمین)۔ دیکھیے: خشکی و غرقی۔

غَرّہ: غرور، فخر، گھمنڈ۔

ملا کہیں، تو دکھادیں گے عشق کا جنگل
بہت ہی خضر کو غرّہ ہے رہ نمائی کا
(میر: آصفیہ)

ہے جی میں اپنے، غرّۂ جوہر کو توڑ دوں
آئینۂ خیالِ مکدّر کو توڑ دوں

غُرّہ: چاند رات، چاند کے مہینے کی پہلی تاریخ۔

اُس بزرگ کو آخرِ ذیحج سنہ بارہ سے ہجری میں مرض الموت لاحق ہوا۔ ندان غُرّۂ محرّم کو کہ سنہ بارہ سو ایک شروع ہو چکے تھے، اِس دارِ فانی سے ...... کوچ کیا [میر شیر علی افسوس: دیباچہ بیان، ۱۴۹]۔

غَریب: عجیب، انوکھا، نادر۔

ایک قصۂ غریب لکھتا ہوں
داستانِ عجیب لکھتا ہوں
[مثنویات، ۱۲۸۲]

غریب: مسکین، بے زبان، سیدھا سادھا (شریر کا مقابل)۔

جیسی بچپن میں شریر تھیں، ویسی ہی جوانی میں غریب ہو گئیں (کہانی، ۴۳)

دائی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ یہ بڑا غریب معلوم ہوتا ہے، مگر تو بڑا بد معاش ہے [کہانی، ۲۷]۔

غریب: جو امیر نہ ہو۔ کم معاش والا، معمولی حیثیت کا۔ نادار (جمع: غُرَبا)۔

غریب: مسافر۔

اگر ملکہ غریب نوازی اور مسافر پروری سے حضور میں بُلاویں ...... تو میری خاطر جمع ہو [باغ، ۸۶]۔

غریبُ الدِّیار: وطن سے دور، پردیسی، مسافر۔

غریبُ الوطن: مسافر، پردیسی۔

غریبِ شہر: وہ شخص جو کسی شہر میں مسافر کی حیثیت رکھتا ہو۔ وہ شخص جو عام لوگوں میں اجنبی ہو۔

غَریق: ڈوبا ہوا۔

بحرِ الفت کے غریق: محبت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے، یعنی عشق کرنے والے۔

بحرِ الفت کے ہوتے تھے جو غریق
سیکھتے تھے سب آ کے اِس کے طریق
[مثنویات، ۶۱]

غریقِ رحمت: خدا کی رحمت میں ڈوبا ہوا، مغفور، مرحوم۔

غَریقِ رحمت ہو: خدا مغفرت کرے، خدا جنّت نصیب کرے۔

غَرِیو: شور۔

غَزال: ہرن۔ ہرن کا بچّہ۔ [جمع: غِزالاں]۔

غَزالِ تاتار/ غَزالِ چیں/ غَزالِ خُتَن: علاقہ چین [تاتار، خُتَن] کا ہرن، جس کے پیٹ میں مُشک کا نافہ ہوتا ہے۔

[رشکِ چشمِ غزالِ چیں: چینی ہرن کی آنکھوں سے زیادہ خوب صورت آنکھیں]

چشم بد دور! وہ حسیں آنکھیں
رشکِ چشمِ غزالِ چیں آنکھیں
[مثنویات، ۱۲۹۱]

غزالِ حَرَم: مکّہ معظمہ میں حرم کی حدود کے اندر رہنے والا ہرن، جس کا شکار کرنا حرام ہے۔

غَزالہ: ہرن کا بچّہ جو مادہ ہو۔ ہرنی۔

غَزْوَہ: وہ لڑائی جس میں رسول اللہ نے شرکت فرمائی ہو۔ [جمع: غزوات]۔

غَصْب: زبردستی کسی کا حق (ملکیت، مال)

چھین لینا، ناجائز قبضہ، خیانتِ مجرمانہ،
ہتھیالینا، حق مارلینا۔

غَضَب: غصہ۔

غضب: ناراض، برہم۔ زیادتی، اندھیر۔
ستم، آفت۔ بے جابات۔ بہت۔

شوریدہ بکاولی غضب تھی
زنجیروں میں بھی بند کب تھی
[گلزار، ۲۳۶]

غضب ہوا ہے: ناراض ہوا ہے۔

وہ ہمارا خداوند ہے۔ وہی غضب ہوا
ہے، وہی مہربان ہوگا [باغ، ۱۲۰]۔

غَضَبی میں پڑیں: غصّے اور قہر کا نشانہ
بنیں۔

اگر خدانخواستہ کچھ خلل ہو جاوے، تو
ہماری محنت اکارت ہو اور جہاں پناہ کی
غضبی میں پڑیں [باغ، ۲۳۶]۔

غَفّار: بہت معاف کرنے والا، بڑا بخشنے
والا، خدا کا ایک صفاتی نام۔

غَفَرَاللّٰہُ ذُنُوبَہ: اللہ اُس کے
گناہوں کو معاف کرے۔

غُفران: بخشش، مغفرت۔

غَفور: خطا بخشنے والا۔ خدا کا ایک صفاتی
نام۔

غِلاظت: گندگی، ناپاکی۔ پاخانہ، پیشاب۔
مَیل۔ گاڑھاپن۔

غِلافی آنکھیں: بھاری پپوٹوں اور گھنی
پلکوں والی خوب صورت آنکھیں۔

غلام کافری: اِس میں اختلاف ہے کہ
"غلامِ کافری" سے کس علاقے کا شخص
مراد ہے، افریقہ کا یا علاقہ کافرستان کا،
اِس سلسلے میں دیکھیے: کافِری۔

خواجہ نے ایک غلامِ کافری کو کہا کہ جا
کر بازوارے کہہ کہ ہم مسافر ہیں۔
[باغ، ۱۳۱]

غلام گردش: (۱) شہ نشیں میں آنے
جانے کا اُوٹ دار، یعنی اندر ہی اندر بنا
ہوا راستہ (اصطلاحات)۔

(۲) محل کے چاروں طرف کا برامدہ،
راہ داری۔

ہر کمرا سجا سجایا...... غلام گردش کے
آگے چبوترا سنگِ مرمر کا۔
[فسانہ، ۸۸]

غَلْتاں (غَلْطاں): لوٹتا ہوا، لوٹتا ہوا۔

غَلْتان و پیچاں: لوٹتا ہوا اور چکر کھاتا ہوا۔

غُلْغُلہ: شور، غوغا، ہنگامہ۔ شہرہ، شہرت،
دھوم۔

غُلَق: ٹھولک۔

گئے اور جاتے ہی پہلے غُلق پر قبضہ کیا
اُس کے بعد کھاتا دیکھا [کہانی، ۳۸]

غِلمان: غلام کی جمع: نو عمر لڑکے۔
وہ مخلوق جو نو عمر لڑکوں کی شکل میں اہلِ جنّت کی خدمت کے واسطے ہو گی۔

غُلَمُٹا: عورتیں تحقیر اور تضحیک کے طور پر کہتی ہیں: غلام، خادم۔

غُلوُ: کسی بات پر بہت شدت کے ساتھ اصرار۔ حد سے تجاوز۔ کسی کے متعلق ایسا بیان جو حقیقت سے بہت دور ہو، عقل اور معمول کے اعتبار سے مُحال ہو۔

غَلیظ: گاڑھا (رقیق کی ضد)۔ مَیلا، گدلا۔ گندا، نجس۔ (۲) کثیف۔

غَمّاز: چغلی کھانے والا، لگائی بجھائی کرنے والا، چغل خور۔ (۲) آنکھ سے اشارہ کرنے والا۔

غَمّازی: چغل خوری، لگائی، بُجھائی، اِدھر کی اُدھر کہنا۔

غم تَراش: غم کو ختم کرنے والا۔

دھرا اک طرف گنجفہ خوش قماش
دھری پچو پڑا اک طرف کو غم تراش
(بیان، ۱۰۹۵)

غم خُوری: برداشت، تحمّل۔

اب کہاں تک کروں میں غم خُوری
ایک تو چوری، اُس پہ سَر زوری
[مثنویات، ۱۱۰۲]

غَمزہ: معشوقانہ انداز، ناز و ادا۔ آنکھ اور بھوں کا اشارہ۔

غم کھانا: غصّہ ضبط کرنا، صبر کرنا۔

غم کھاؤ: صبر کرو۔

سُوچا کہ خوشی خدا کی، غم کھاؤ
خَمالہ دیونی کو بُلواؤ
[گلزار، ۳۷٦]

غِنا: دولت مندی، بے نیازی، بے پروائی۔ گانا، نغمہ [رقص و غِنا: ناچ اور گانا]۔

غُنج و دَلال: ناز نخرا، معشوقانہ ادا، کرشمہ۔

نثر: حُسن و جمال کی صورت
نظم: غُنج و دَلال کی صورت
(حالی)

غُنچہ: جھرمٹ، چند آدمی جو ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہوں۔

اُس غُنچے میں اک سَمن پری تھی
وہ ہم نَفَس بکاولی تھی
[گلزار، ۵۷۷]

سرِ شاخِ ہر گُلِ رعنا بُلبلوں کا غنچہ۔
[فسانہ، ص ۳۰۵]

غُنچہ: کلی۔

غُنچہ ساں: کلی کی طرح۔

مگر غنچہ ساں کچھ کھلے میرا دل
کہ غم نے کیا ہے نِپٹ مُضمَحِل
(بیان، ۱۲۵۸)

غُنچہِ صبح کھِل کِھلایا: صبح کی کلی پوری طرح کھِل گئی، یعنی صبح ہوئی۔

گُل چیں نے ▪▪ پھول جب اُڑایا
اور غنچہِ صبح کھِل کِھلایا
[گلزار، ۲۳۸]

غُنچہِ ناشگفتہ: بند کلی، مراد: معشوق کا منہ۔ کنایتاً: دوشیزہ۔

غَنی: دولت مند، بے نیاز، مستغنی۔ خدا کا ایک صفاتی نام۔

غَنیم: دُشمن، حریف۔

غَوّاص: غوطہ لگانے والا، غوطہ خور۔ کنایتاً: غوطہ لگا کر موتی نکالنے والا۔

غوامِض: چھپی ہوئی باتیں، باریکیاں، گہری باتیں۔

غَوث: فریاد سننے والا۔ صوفیوں میں ولایت کے ایک درجے کا نام۔

غوثُ الاُعظم، غوثُ الثقلین، غوثِ پاک: مراد ہوتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی۔

غور پَرداخت: دیکھ بھال، پرورش۔

جتنی توقع تجھے منظور ہے، اس سے زیادہ غور پرداخت کی جائے گی [باغ، ۲۲۶]۔

غور میں گیا: سوچنے لگا۔

جب میری اور اُس کی نظریں چار ہوئیں، کھڑا رہ کر غور میں گیا اور مجھ سے کہنے لگا [باغ، ۱۰۸]۔

غُوری: تانبے کی کنگورے دار رکابی۔ [ایک قسم کی چینی کی رکابی جو ملکِ غُور سے ہندستان میں آیا کرتی تھی (آصفیہ)]۔

غُوطے میں آجانا: فکر میں ڈوب جانا۔

غُوطے میں جو آگئے وہ یکسر
بولی ماں باپ سے ▪▪ دُختر
[گلزار، ۱۰۶۲]

غُوطے میں گئی: فکر میں ڈوب گئی۔

ایک لحہ تو سُن کر غوطے میں گئی، پھر کن انکھیوں سے دیکھ کر کہا: بیٹھو [باغ، ۴۶]۔

غوغا: شور، ہنگامہ، غُل غپاڑا، ہُلّڑ۔

غَوغائی: شور کرنے والا۔ (۲) ایک پرندکا نام جسے "ڈومنی" بھی کہتے ہیں (آصفیہ) [جمع: غوغائیاں]۔

بلبلِ خوش لہجہ کے جانے پہ گو غوغائیاں
طرح غوغا کی چمن میں ڈالیں، پر کیا اعتبار
[میر، اردو لغت]

غُول: بھیڑ، گروہ۔ (۲) دیو، بھوت پریت۔ مجازاً: بُرا شخص۔

وہ سنگِ گرانِ حربہِ غُول
تاثیر سے پھل کی، بن گیا پھول
[گلزار، ۸۶۴]

غُولوں نے بہ زُور پھول اُڑایا
اُس خِضر کو راستہ بتایا
[گلزار، ۷ ۳۳]

[غولوں نے، یعنی اُن چاروں بھائیوں نے جو بُرے تھے]۔

غُولِ بیابانی: جنگلوں، میدانوں میں بھٹکتی پھرتی بُری روحیں، بھوت پریت، اگیا بیتال۔

غِیاب: غیر موجودگی ("حضور" کا مقابل۔ حُضور: موجود ہونا)۔

غِیاث / غَیاث: کسی کے ساتھ انصاف کرنا، فریاد کو سننا۔ مددگار، فریادرس۔

غَیب: مادّی ذریعوں سے جس کا ادراک نہ کیا جاسکے، پوشیدگی، نامعلوم مقام یا چیز ["شُہود" کا مقابل]۔

غَیبُ الغَیب / غَیبِ غَیب: خداوندِ عالم کی ذات کا مرتبۂ احدیت (یکتائی) جو ظاہری اور باطنی حواس کی رسائی سے باہر (ماورا) ہے۔

ع: ہے غَیبِ غَیب، جس کو سمجھتے ہیں ہم شہود (غالب)۔

غَیبانی: بدکار عورت۔ [یہ کلمہ عورتوں کے لیے بہ طور گالی کے مُستعمل ہے]۔

غَیبَت: سامنے نہ ہونا ("حُضور" کی ضد)۔

غِیبَت: کسی کی عدمِ موجودگی میں اُس کی بُرائی کرنا، پیٹھ پیچھے کسی کے عیب گنانا، اُس کی بُرائیوں کا بیان کرنا۔

غیرتِ حور: حور سے بڑھ کر، بہت خوب صورت۔

غَیر جِنسی: دو مختلف جنسوں سے تعلق رکھنا (جیسے: انسان اور جن)۔

اُدھر چار ناچار جھکتا تھا وہ
مگر غیر جِنسی سے رُکتا تھا وہ
(بیان، ۷ ۳۷)

غَیر کُف / غَیر کُفو: جو حسب نسب، دولت و عزّت وغیرہ میں برابر کا نہ ہو؛ غیر قبیلہ، غیر خاندان۔

غَیر مَرئی: جو آنکھوں سے نہ دکھائی دے: خیالی، نظریاتی، فکری، محسوساتی۔ وہ جس کا وجود ہو، مگر آنکھوں سے نظر نہ آئے۔

غیر کی بدشگونی کے واسطے اپنی ناک کٹانا: مخالف کے تھوڑے نقصان کے لیے اپنا بڑا نقصان کرنا۔

غیر کے شگون کو اپنی ناک کاٹ دوں: دوسرے کی خواہش پوری کرنے کے لیے، دوسرے کے فائدے کے لیے اپنا نقصان کروں، اپنی رسوائی اور بدنامی کا سامان کروں۔

مجھ کو آتا نہیں ہے ایسا تپاک
کاٹ دوں غیر کے شگون کو ناک
(مثنویات، ۳۶۷)

غَیر مَلفُوظ: وہ حرف جو لکھے جائیں مگر پڑھنے میں نہ آئیں، جیسے: "عبدالصمد" میں الف اور لام۔

غَیر مَنقُولہ: وہ ملکیت، جائداد جو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہ لے جائی جاسکے۔ منتقل نہ کی جاسکے، جیسے: مکان، دکان، کھیت، گانو (وغیرہ)۔

غَیظ: غصہ، شدید غصہ، قہر۔

غَیظ و غَضَب: انتہائی غم و غصہ، بہت طیش۔

غَیُور: [اصل لفظ: غَیُوْر] بہت غیرت والا، اپنی بڑائی اور عزّت کا بہت پاس لحاظ کرنے والا۔ خدا کا ایک صفاتی نام۔

اگرچہ وہ بے فکر و غَیُور ہے
وَلے پرورش سب کی منظور ہے
[بیان، ۱۰]

ف

فاتِحَۂ خَیر: دُعائے خیر، خیریت کی دُعا۔ برکت و سلامتی کی خاطر سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھنا۔

دونوں ہاتھ فاتحہ کو اُٹھائے ساتھ ہی اہلِ مجلس نے ہاتھ اُٹھائے۔ فاتحہ خیر کے بعد صاحبِ عالم نے فرمایا۔ [دہلی کی آخری شمع، ص ۶۲]۔

[اس پر مرزا فرحت اللہ بیگ نے یہ حاشیہ لکھا ہے: "نواب فتح الملک بڑے کٹر مسلمان تھے، کوئی کام بغیر فاتحہ خیر کے شروع نہ کرتے تھے"]۔

فاتِرُ العَقل: وہ شخص جس کی عقل میں فتور آگیا ہو۔ کم عقل، دیوانہ۔

فاحِش: حد سے گزرنے والا، بُرائی میں حد سے گزرنے والا۔

فاحِشہ: بدکار عورت۔

فاخِرہ: عمدہ، بیش قیمت۔

جو خلعتیں فاخرہ اور جواہر بیش قیمت سرکار میں بادشاہ کی مطلوب ہوتے، اُسی کے یہاں بہم پہنچتے [باغ، ۵۲]۔

فارِس: گھوڑے کا سوار۔ مجازاً: بہادر، دلیر۔

فارْس: ایران کا پرانا نام۔ ملکِ ایران کے ایک علاقے کا نام تھا، پھر پورے ایران کو "فارس" کہنے لگے۔

فارِغ: مطمئن، بے فکر، فارغ البال، خالی۔ آزاد شخص، وہ شخص جو کام سے فرصت پاچکا ہو۔

فارِغُ الاِصلاح: ایسا شخص (شاعر) جسے اپنے کلام پر اُستاد سے اصلاح لینے کی ضرورت نہ رہی ہو۔

فارِغُ البال: آسودہ، بے فکر، آزاد، مطمئن۔

فارِغُ البالی: آسودگی، خوش حالی۔

فارِغ خطی: بے باقی کی رسید۔ لین دین کے حساب کا تصفیہ اور ساری واجبُ الادا رقم کو ادا کر کے، حساب بے باق کر کے رسید کا جو کاغذ لکھا لیا جائے، یا لکھ دیا جائے۔ ترکِ تعلقات کی دستاویز۔ طلاق نامہ۔

فارقلیط: تسلّی دینے والا، رسول اللہ کا وہ نام جو توریت، زبور اور انجیل میں آیا ہے: احمد۔

فاروق: حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ اسلام کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر کا لقب۔

فاژہ: جمھائی۔

فاسِد: خراب، بگڑا ہوا، بُرا۔ نقصان پہنچانے والا۔

فاسِق: خیر اور فلاح کے راستے کو چھوڑ دینے والا، بدکار، گناہ گار۔

فاسِق و فاجِر: بدکار، گناہ گار۔ [فاجر: بدکار، زناکار، گنہ گار]۔

فاسِقانہ: ہوس پرستانہ۔ جیسے: "اُس دور کی غزلوں میں فاسقانہ رنگ کم ہے"۔

فاش: ظاہر، صریح، آشکار۔

فاش غلطی: کھلی ہوئی غلطی، بھاری غلطی۔ صاف اور صریح غلطی۔

فاضِلِ اَجَل: بہت بڑا فاضل، جیّد عالم۔

فالودہ: پکا ہوا اور جما ہوا نشاستہ، جس کے قتلوں کو باریک باریک چاول کی شکل میں یا سویّوں کی شکل میں کتر لیا جاتا ہے، دودھ اور شکر ملا کر اور برف ڈال کر، یا شربت کے ساتھ گرمی کے موسم میں پیتے ہیں۔

فام: رنگ [جیسے: سیہ فام: کالے رنگ کا]۔

فانوس: ایک طرح کا شمع دان۔ ایک قسم کی بڑی قندیل۔ شیشے کی وہ چمنی جسے شمع پر رکھ دیتے ہیں، جس میں سے روشنی باہر نکلتی رہتی ہے۔

الماس کے واں تھے جھاڑ، فانوس
یاں جلوہ فروش تختِ طاؤس
[گلزار، ۱۰۱۲]

فانوسِ خیال: ایک طرح کا کاغذ، ابرک یا شیشے کا بنا ہوا فانوس، جس میں ہاتھی، گھوڑے وغیرہ کاغذ کے بنا کر اِس طرح رکھ دیے جاتے تھے کہ وہ ہَوا سے یا چراغ کے دھویں سے خود بہ خود گھومتے ہوئے، گردش کرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے: فانوسِ جادو، فانوسِ گرداں۔

آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکّر
فانوسِ خیال بن گیا گھر
[گلزار، ۷۰۴]

فانوسیں: فانوس کی جمع۔ فانوس ایک طرح کی بڑی قندیل کو بھی کہتے ہیں۔

جابہ جا قمقمے، سرو چراغاں......اور
فانوسیں روشن تھیں[باغ، ۵۶]۔

فائز: کسی بلند درجے پر پہنچا ہوا، بامراد،
کام یاب۔

فائق: فوقیت رکھنے والا، برتر۔

فَبِہا: تو بہتر ہے، ٹھیک ہے، بس بہت
مناسب، بس مدّعا یہی ہے۔

اگر راستی میں اُس شہ زادی کو ساتھ
لے کر حاضر ہو، فَبِہا؛ وَاِلّانہ، اُس کو
مُشکیں باندھ کر لے آؤ......
[باغ، ۲۴۷]

فَتّاح: کھولنے والا، فتح کرنے والا۔ خدا کا
ایک صفاتی نام۔

فُتادگی: عاجزی، انکساری، خاکساری۔ بے
بسی: اُفتادگی۔

فَتحہ: زبر کی حرکت یا علامت۔

فِتراک: چمڑے کے تسمے، جو گھوڑے کی
زین کے پیچھے دونوں طرف لگے
ہوتے ہیں، شکار باندھنے کے لیے (یا
ضروری سامان باندھنے کے لیے):
شکار بند۔

فِتنہ: ایک قسم کا عطر۔

کنٹروں میں عطرِ سُہاگ...... فتنے کی بو
چار سُو[فسانہ، ۱۳۷]۔

فِتنہ: جھگڑا، فساد، شر، ہنگامہ۔ شرارت۔

فتنہ پَرداز: فتنہ اٹھانے والا، جھگڑا فساد
پیدا کرنے والا۔

فتنۂ دَوراں/ فتنۂ رُوزگار: سارے زمانے
کے لیے پریشانی، مصیبت، جھگڑے فساد
کا سبب۔ کنایتاً: محبوب۔

فتنۂ محشر: کنایتاً: محبوب۔

فُتُوَّت: سخاوت، مروّت، مردانگی،
جواں مردی۔

فُتُوح: غیبی آمدنی، نذرانہ۔ محنت کے
معاوضے کے علاوہ جو رقم، نفع حاصل
ہو۔

فَتیل سُوز: ڈیوٹ کی قسم کا دھات کا بنا ہوا
فلیتے جلانے کا چراغ دان۔ اِس کے
سرے پر پیتل کا چراغ لگا ہوتا ہے، جس
کے چاروں طرف بتّی کے مُنہ بنے
ہوتے ہیں۔ ایک وقت میں اِس میں کئی
بتّیاں روشن کی جاسکتی ہیں۔ ہندو دکان
داروں، مہاجنوں اور بیوپاریوں میں اِس
کا رواج جاری ہے۔ اِس کی وجہ تحقیق کی
تو بتایا گیا کہ کبھی کبھی بجلی کی روشنی ایک
دم بند ہو جاتی ہے، اِس لیے احتیاطاً
گدّی کے سامنے قدیم رواج کے مطابق
اِسے جلایا جاتا ہے (اصطلاحات)۔

[ڈیوٹ: چراغ دان، جو عام طور سے
لکڑی کا دو تین فٹ اونچا بنا ہوا ہوتا
تھا۔ بہت سے پُرانے گھروں میں چراغ

اِسی پر رکھ کر جلایا جاتا تھا]۔

فَتیلہ: چراغ کی بتّی۔ موٹی بتّی؛ لپٹے ہوئے کپڑے اور گودڑ سے بھی بناتے ہیں: مشعل[نور]۔

آکر جو ہے دیکھتی جمیلہ
روشن تھے چراغ اور فتیلہ
[گلزار، ۶۸۹]

پھر دل میں آہِ سرد ہوئی میرے موج زن
لو پھر بھڑک اُٹھا یہ فتیلہ بجھا ہوا
[ذوق: آصفیہ]

(۲) روئی یا کپڑے کی بتّی، جس میں دوا لگا کر ناک، کان یا زخم میں رکھتے ہیں۔ (۳) توپ یا بندوق کا توڑا: بارود کی بتّی۔ (۴) وہ بتّی جو خوش بو کے لیے عود اور صندل سے بنائی جاتی ہے۔

فَحوائے کلام: اندازِ گفتگو، مضمونِ کلام۔

آخر اُس کے فحوائے کلام اور بَت کہاوے سے یہ کھلا کہ ایک باغ..... بکاؤ ہے۔[باغ، ۵۴]۔

فخرِ جَم: جمشید سے بڑھ کر۔[جَم: جمشید، مشہور ایرانی بادشاہ]۔

فِدائی: خود کو کسی پر قربان کرنے والا، جان نذر کرنے والا، جاں نثار۔

(۲) اسماعیلیوں کے نزاری فرقے کا وہ فرد جسے اپنے مسلک کی خاطر جان دے دینے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی۔[اِس فرقے کا بنیاد گزار حسن بن صبّاح تھا]۔

فِدیَہ: وہ مال یا نقد رقم جو کسی قیدی کی رہائی کے لیے ادا کی جائے۔ (۲) جان کا معاوضہ، خوں بہا۔ (۳) صدقے، قربان، تصدق۔

فَر: شان و شوکت، دبدبہ، ہیبت، رُعب و جلال۔

فَراخ: چوڑا، پھیلا ہوا، وسیع، کشادہ، لمبا چوڑا["تنگ" کا مقابل]۔

فراخ حوصلہ: بڑے حوصلے والا، عالی ظرف۔

فراخ دست: بہت خرچ کرنے والا، سخی، دولت مند۔

فراخُور: لائق، مطابق، سزاوار۔

فراز: اونچا، بلند۔

فرّاش: مکان کو سجانے اور آرائشی سامان کو قرینے سے جمانے، اور اُس کی دیکھ بھال کرنے والا پیشہ ور شخص (اصطلاحات)۔ (۲) فرش بچھانے والا۔ (۳) وہ شخص جس کے ذمّے خیموں کو گاڑنے اور کھڑا کرنے کی خدمت ہوتی تھی۔

فرّاش خانہ: عمارات کی آرائش و زیبائش کا سامان رکھنے کا ٹھکانا۔ فرش فروش،

خیمے وغیرہ رکھے جانے کے لیے بنایا ہوا خاص گھر۔

فَر۲اشی پنکھا / فرشی پنکھا: بڑا پنکھا، جو دو طرح کا ہوتا تھا: چھت میں لٹکانے کا بڑا پنکھا، جس کو رسّی کے ذریعے کھینچ کر حرکت دی جاتی تھی، اُس سے کمرے کے تمام فرش پر ہوا پہنچتی تھی۔

دوسرا بہت بڑا ہاتھ کا پنکھا، جو کھڑے ہو کر جھلا جاتا تھا۔

فَر۲اشی سلام: لفظی معنی: وہ سلام جس کے لیے فرش تک سر جھکایا جائے؛ مراد ہوتی ہے اُس سلام سے جو بہت ادب اور تعظیم کے ساتھ بہت جھک کر اور سر جھکا کر کیا جاتا تھا۔

ہم نے جاتے ہی فَر۲اشی سلام کیے اور خاموش تخت کے کونے پر بیٹھ گئے [کہانی، ۲۶]۔ میں نے اُسے دیکھ کر فر۲اشی سلام کیا [باغ، ۱۰۰]۔

فَراعِنہ / فَراعین: "فرعون" کی جمع۔
فرعون: مصر کے بادشاہوں کا لقب۔

فَراغ: کسی کام سے فراغت پانا، نجات، آرام، فرصت۔ اطمینان، بے فکری۔

ع: حالت تو یہ کہ مجھ کو غموں سے نہیں فراغ
[میر، کلیات مرتبہ آسی، ص ۹۵۱]

سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے
پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا
[غالب: دیوان نسخۂ عرشی، ص ۱۵۰]

فراغبالی: بے فکری، خوش حالی، اطمینان۔

فَراواں / فِراواں: زیادہ، بہت۔

فَراوانی: زیادتی، بہتات۔

فَرَح: خوشی، شادمانی۔

فَرُخ: مبارک، اقبال مند۔

فَرُّخ سِیَر: اچھّی سیرت والا، اچھّے اطوار والا، اچھّی خصلتوں والا۔

فَرخندہ اختر / فرخندہ بخت: خوش نصیب۔

فَرخندہ حال: خوش حال، آسودہ، مطمئن۔

بہت حشمت و جاہ و مال و مَنال
بہت فوج سے اپنی فرخندہ حال
(بیان، ۲۰۳)

فَرخندہ فال: اچھّی قسمت والا، خوش نصیب۔

کسی کے تُو آ کام فرخندہ فال!
کہ آخر یہ دُنیا ہے خواب و خیال
(بیان، ۱۴۲۱)

فَرد: ایک لمبا کاغذ جس پر پہلے مقدمات کا فیصلہ لکھا جاتا تھا۔ وہ کاغذ جس پر محرر حساب کتاب درج کرتے ہیں۔ وہ کاغذ جس پر دعوتوں میں اُن لوگوں کے نام

لکھے رہتے ہیں جن کو بُلاتے ہیں۔ایک شخص۔ایک شعر۔یکتا، بے مثل۔

فردا: آنے والا کل۔

فردِ عِصْیاں / فردِ مَعاصی: گناہوں کی فہرست۔

فرد ہو: ایک ہی ہو، بے مثال ہو۔

تم ایسے ہی بے رحم و بے درد ہو
غرض اپنے عالم میں تم فرد ہو

فردیات: فرد کی جمع، مفرد اشعار۔

فَرَس: گھوڑا۔

فَرِستادہ / فِرِستادہ: بھیجا ہوا، قاصد، ایلچی۔

فَرسَخ / فَرسَنگ : تین میل کا فاصلہ۔

فرسُودہ: گھِسا ہوا، پُرانا، بوسیدہ۔ تھکا ماندا، خستہ حال۔

فرشِ پااَنداز: قیمتی کپڑے یا قالین کا فرش جو مہمان کی تعظیم کے لیے اُس کے راستے میں بچھادیا جاتا ہے۔

خاص وضع کا بنا ہوا اثاث وغیرہ کا ٹکڑا جو دروازے میں زمین پر بچھا دیتے ہیں، تاکہ جوتوں کی خاک دھول کمرے میں نہ پہنچ سکے۔

ع: یک بیاباں جلوۂ گل فرشِ پا انداز ہے
(غالبؔ)

ع: یہ مہر و مہ ہیں جس کے فرشِ پا انداز کے ٹکڑے (اردو لغت)۔

فرشتہ خاں / فرشتے خاں: رعب داب والا آدمی، بہت دبنگ، ہیکڑ، زبردست، تیس مار خاں۔

اور تخت کی قسم، وہ وہ نسخے بٹیروں کے بتائے ہیں کہ قلعہ تو قلعہ، ہندستان بھر میں کسی فرشتے خاں کو بھی معلوم نہ ہوں گے [دہلی کی آخری شمع، ص ۵۳]۔

کنایتاً: موت کا فرشتہ۔

کہو یہ موت سے، بالیں پہ ہے وہ پردہ نشیں
ابھی نہیں ہے اجازت فرشتہ خاں کے لیے
[راسخ دہلوی: اردو لغت]

فرشتے دکھائی دینا / فرشتے نظر آنا: مرنے کا وقت قریب آنا، موت نظر آنا۔

فرشِ زمرّدیں / زمرّدی: کنایتاً: سرسبز زمین جہاں ہری گھاس اُگی ہوئی (گویا بچھی ہوئی) ہو۔

فَرشِ ماتَم : وہ فرش جو (میت کا) پُرسا دینے والوں کے لیے بچھایا جائے۔

فرشِ ماتم پہ ہے طوفاں خیز تاجی کا بھی اشک
دامنِ ابرِ بہاراں اُس کا اک رومال ہے
[شاکر ناجی، دیوان مرتبہ افتخار بیگم، ص ۴۲۱]

فَرش و فُرُوش / فَرش فُرُوش : ہر قسم کا فرش۔ [مولفِ آصفیہ نے لکھا ہے

کہ اِس مرکب میں "فروش" تابعِ مہمل معلوم ہوتا ہے]۔

ع: مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش
(بیان، ۶۹۶)

فراشوں نے فرش فروش بچھا کر، چھت پردے، چلونیں تکلف کی لگادیں۔
[باغ، ۲۱]

فَرشی: حقّے کا نیچے کا حصہ، جس میں پانی رہتا ہے۔ فرشی عموماً کسی دھات کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔

فرشی کلّہ: چوڑے پیندے کا کلّہ [آصفیہ]۔

فرشی پاجامہ: (عورتوں کا) کلی دار پاجامہ، جس کے پائنچوں میں کلیاں بڑھا کے چوڑے کرلیے جاتے ہیں۔ اِس کے پائنچے اِتنے لمبے چوڑے اور کھلے ہوئے ہوتے ہیں کہ زمین پر (فرش پر) لوٹتے ہیں۔

فرشی جھاڑ: وہ جھاڑ جو فرش پر رکھ کے روشن کیا جاتا ہے، لٹکایا نہیں جاتا۔

اُس سراپا نور سے محفل کا جوبن ہوگیا
یار آ بیٹھا کہ فرشی جھاڑ روشن ہوگیا
(بحرِ نور)

فَرض: حنفی مذہب کے مطابق فرض اُس کام کو کہتے ہیں جو ایسی دلیلِ قطعی [قرآن، سنت، اجماع] سے ثابت ہو جس میں شبہے کی گنجایش نہ ہو۔ جس طرح فرض ادا کرنا ضروری ہے، اُسی طرح اُس پر اعتقاد رکھنا بھی لازم ہے۔ فقہ میں فرض کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں: فرضِ عین۔ فرضِ کفایہ۔
[دائرۂ معارفِ اسلامیہ، لاہور، جلد، ۱۵]

فَرضِ عین: وہ امر جس کا ادا کرنا انفرادی طور پر ہر مسلمان کے لیے ضروری ہو۔ ["فرضِ کفایہ" کی ضد۔ جیسے: نماز پڑھنا]۔

فَرضِ کِفایہ: وہ فرض جو کسی ایک مسلمان کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے ادا ہو جائے [جیسے نمازِ جنازہ پڑھنا]۔

فَرط: بہت، زیادہ۔

فَرطِ شادی: خوشی کی زیادتی، بہت خوشی۔

ع: فرطِ شادی سے یہ ہوا اَحوال
(مثنویات، ۷۸۲)

فَرطِ غم: غم کی زیادتی۔

جب نہ دیکھا وہاں پہ وہ گل رُو
فرطِ غم سے نکل پڑے آنسو
[مثنویات، ۱۳۲۴]

فِرعَون: قدیم زمانے میں مصر کے بادشاہوں کا لقب۔ مجازاً: مغرور، گھمنڈی، ظالم و جابر، سرکش۔

فِرعَونِ بے سامان: وہ شخص جس کے

پاس سر و ساماں کچھ نہ ہو، یا کم ہو، مگر وہ اُس پر بھی اترائے، ڈینگیں مارے اور آزار پہنچانے کی کوشش کرے۔

نفسِ بے مقدور کو قدرت ہو گر تھوڑی سی بھی
دیکھ پھر سامان اِس فرعونِ بے سامان کا
[ذوق، کلیات مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور ص، ۱۴۴]

فِرعَونیت: غرور، تکبّر، اکڑ، سرکشی، ظلم۔

فَرغُل: لمبا روئی دار لبادہ۔ روئی بھرا ہوا چغا۔

فَرفَنْد: مکر، حیلہ، فریب۔

فَرق: سر۔

لگا پا سے وہ نازنیں تا بہ فرق
سَراپا جواہر کے دریا میں غرق
(بیان، ۱۰۶۲)

ازپا تا فرق دریائے جواہر میں غرق۔
[فسانہ، ۳۰]

فِرَق: بہت سے گروہ، فرقے۔

کہ مجھے دینِ محمدؐ میں کیا تو نے خلق
ورنہ تھے اور بھی اَنواع کے اَدیان و فِرَق
[انشا: کلامِ انشا، ص، ۲۹۱]

فُرقان: حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ وہ چیز جو سچ اور جھوٹ میں تمیز پیدا کرے۔ (۲) قرآن۔

توریت کی قسم، قسم انجیل کی تجھے
تجھ کو قسم زبور کی، فرقان کی قسم
(انشا: کلامِ انشا)

فِرو / فُرو: نچلی طرف، نیچے۔

فُروتنی: عاجزی، انکسار، تواضع۔

فُرو کرنا: دبانا، کم کرنا، ختم کرنا، دور کرنا، جھکانا [سر فرو کرنا: سر جھکانا]۔

فُرودگاہ: اُترنے کی جگہ، ٹھہرنے کی جگہ، جائے قیام۔

فُروزاں: روشن، منوّر، چمکتا ہوا۔

فُرو کش ہیں: رہتے ہیں۔

باغ کے پاس جو بنا ہے گھر
واں فروکش ہیں ایک سوداگر
[مثنویات، ۱۶۸۶]

فُروگذاشت: بھول چوک، سہو۔

فُرو ماندہ: عاجز، مجبور، بے چارہ۔

فُرومایہ: کمینہ، رذیل، کم ظرف۔

فرہاد کُش: وہ بڑھیا جو شیریں کے مرنے کی جھوٹی خبر لے کر فرہاد کے پاس آئی تھی اور جسے سُن کر فرہاد اپنے سر میں تیشہ مار کر مر گیا تھا۔ کنایتاً: دلاّلہ، کٹنی۔

فَرہَنگ: لغت۔ آگاہی، دانائی، سمجھ بوجھ۔

فرہنگ نامہ: لغت۔

فَرید: یکتا، بے مثل، اکیلا، بے نظیر۔

فزؤد (اَفزؤد): زیادہ۔

ع: جتنی ہو تاریک شب، ہو نورِ شمع اُتنا فزود

[سودا: دیوان مرتبہ ڈاکٹر ناجرہ ولی الحق، ص ۲۸۴]

فزؤں : زیادہ ["اَفزوں" کی مخفف صورت]۔

فَساں: وہ پتھر جس پر چھری (وغیرہ) کی دھار لگائی جاتی ہے، دھار تیز کی جاتی ہے: سنگِ فَساں۔

فُسْحَت : وسعت، کشادگی، پھیلاو، فراخی۔

فَسخ کرنا: ترک کر دینا، ختم کر دینا، توڑنا، منسوخ کر دینا۔

فُسُردہ، فُسُردہ دل: جس کا دل بُجھا ہوا ہو، پژمردہ۔

بولا وہ فسردہ دل سحر گاہ
کیا سرد ہَوا ہے، واہ وا واہ!
[گلزار، ۱۸۶]

فُسوں (اَفسوں): جادو، منتر۔

فُسوں پڑھ کے بُولی: مراد یہ ہے کہ بہت کچھ سمجھا بجھا کر، کہ سن کر، اِس طرح کہ بات اثر کرے۔

کہ اِتنے میں آئی وہ دُخترِ وزیر
فُسوں پڑھ کے بولی کہ بدرِ منیر!
مجھے یوں چلے تو خوش آتے نہیں
ترے ناز بے جا یہ بھاتے نہیں
(بیان، ۶۶، ۹۶۵)

فُسوں ساز/فُسوں کار/فُسوں گر: جادو گر، جس کی آنکھوں میں، باتوں میں جادو جیسا اثر ہو۔

اُس چشمِ فُسوں گر کا اگر پائے اشارہ
طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے
[غالب: دیوان، نسخہ عرشی، ۲۳۴]

فِشار/فَشار: نچوڑنا، دبانا، بھینچنا۔

دیا فشار مرے دل کو عشق نے ایسا
کہ اُس میں خون تو کیا، رنگِ آرزو نہ رہا
[مصحفی: اردو لغت]

فشار دینا: نچوڑنا۔ دباو، بوجھ ڈالنا۔

فشارِ قبر: تنگیِ قبر، قبر کا مُردے کو دبانا، بھینچنا۔

فشار دے: نچوڑ لے۔

بدن کو جو دیکھا، تو زار و نزار
کسی کو کوئی جیسے دیوے فشار
(بیان، ۶۹، ۱۳۶۹)

فَصد کھُلوانا: رگ سے خون نکلوانا۔

جنون اور سودا کے علاج میں طبیب فصد کھلوانا بھی تجویز کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص بے وقوفی کی واہی تباہی باتیں کرتا ہے تو اُس سے کہتے ہیں کہ فصد

کھلواؤ، یعنی اپنے جنون، وحشت کا علاج کراؤ۔

فصد کھلواؤ، تم کو سودا ہے
سنبھلو صاحب ذرا، ہوا کیا ہے
[مثنویات، ۸۰۶]

فصد لینا: فصد کھلوانا۔

بس خرابی نہ کر زیاد اپنی
فصد لے بانیٔ فساد اپنی
[مثنویات، ۳۴۱]

فضا: کھلا میدان، جگہ کی وسعت۔ بہار، رونق، کیفیت۔

فطرت بنانا: مکر کرنا، چالاکی دکھانا، فریب کرنا۔

فطرت اِس سے نئی بناؤ کوئی
ڈھونڈ کر تازہ کَیل لاؤ کوئی
[مثنویات، ۲۴۳]

فطرتیں بناتی ہوئی: بہانے بناتی ہوئی، بہانے سوچتی ہوئی۔

گھر تلک پہنچی ہَول کھاتی ہوئی
دل میں سَو فطرتیں بناتی ہوئی
(مثنویات، ۱۱۵۴)

فطیر: تازہ گندھا ہوا آٹا، جس کا خمیر نہ کیا ہو۔

فطیری روٹی: چپاتی، پھلکا (خمیری کے مقابل)۔

فُغاں: فریاد۔ نالہ، آہ وزاری۔ شور غُل، تیز آواز۔

جہاں گیریوں کا کروں کیا بیاں
کہ اُٹھتا تھا ہاتھوں سے اُس کے فغاں
(بیان، ۸۴۶)

فغفور: چین کے بادشاہوں کا لقب۔

فُقر: درویشی، فقیری۔

فِقروں میں لپیٹنا: اپنی چکنی چپڑی باتوں سے فریب دینا، باتوں میں پھانسنا۔

سب کو فقروں میں کیوں لپیٹتا ہے
صبر ایک اک کا کیوں سمیٹتا ہے
[مثنویات، ۱۷۳]

فقرہ: جملے کا کوئی حصہ، عبارت کا ایک ٹکڑا۔

فقرہ: فریب کی بات، جھوٹی بات۔

فقرہ دینا: دھوکا دینا، جھانسا دینا۔

فقرہ دینا تو کھیل ہے تیرا
خوب دیدہ دَلیل ہے تیرا
[مثنویات، ۹۳۴]

فقرے باز: جملے بازی سے کام لینے والا۔ باتوں باتوں میں عیاری کر جانے والا۔ کسی پر طنزیہ فقرہ چست کرنے والا۔

فقرے بازی: چالاکی، عیاری کی باتیں۔ باتوں کے ذریعے جھانسا دینا۔

فقرے بازیاں: فقرے بازی کی جمع:

حاصل اِس فقرے بازی سے کیا تھا
مطلب اِس جعل سازی سے کیا تھا
(مثنویات، ۱۵۳)

کرتا ہے فقرے بازیاں کیا خوب
ہم سے اور جعل سازیاں، کیا خوب!
(مثنویات، ۲۴۴)

فقرے پر نہ آئے کبھی: (مرد کی) بات سے کبھی دھوکا نہ کھائے، اُس کی باتوں میں کبھی نہ آئے۔

اِن سے مل کر نہ جی گنوائے کبھی
مرد کے فقرے پر نہ آئے کبھی
[مثنویات، ۳۱۷]

فقرے پہ نہ آئیں گی: میری بات سے دھوکا نہیں کھائیں گی، میری باتوں میں نہیں آئیں گی۔

بات کہتے ہی، تاڑ جائیں گی
میرے فقرے پہ وہ نہ آئیں گی
[مثنویات، ۸۷]

فَق ہو جانا: چہرے کا رنگ اُڑ جانا، حیران پریشان رہ جانا۔

فَقیہہ: علم فقہ (شرعی مسائل) کا عالم۔

فکرِ معاد: آخرت کی فکر۔

فکرِ معاد اب کریں یا کہ معاش کا تلاش
زندگی اپنی ایک دم، کیجیے کیونکے کام دو
[سودا، ۵۱]۔

فِگار: زخمی۔

چمن نے جو اُس گل کی دیکھی بہار
ہوا، دیکھ اپنے گلوں کو، فِگار
(بیان، ۱۲۹۱)

[فگار ہوا سے یہاں مراد ہے کہ اُس کے سامنے باغ اپنے پھولوں کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا (اُس کا دل زخمی ہو گیا)۔

فِلِزّات: فلزّ کی جمع، کان سے نکلنے والی وہ دھاتیں جو آگ میں پگھل جائیں، جیسے: سونا، چاندی، لوہا وغیرہ۔

فِلفِل: مرچ۔ کالی مرچ۔

صورت میں پری، جمال میں حور
فلفل سی وہ ماں تھی پیشِ کافور
[گلزار، ۱۳۸۸]

فلک بارگاہ: آسمان کی طرح اونچے محل، اونچے ایوان، بلند مرتبہ دربار والا۔

فلک بارگاہا: اے فلک بارگاہ۔

فلک بارگاہا! ملک در گہا!
جدا میں جو قدموں سے تیرے رہا
[بیان، ۱۹۲]

فلک سَیر: آسمان کی سیر کرنے والا، آسمان پر اُڑنے والا۔ [تیز رفتار گھوڑے کی صفت۔ بیان، ۱۱۰۸]۔

فلک سَیر: بھنگ۔

بے خودی ہے کہ بے حیائی ہے
یا فلک سیر تونے کھائی ہے
[مثنویات، ۸۹۰]

فُندُق / فَندُق: ایران کے ایک میوے کا

نام ہے، جو بہت سرخ ہوتا ہے، چھوٹے بیر کے برابر۔ کنایتاً: مہندی لگی انگلیوں کی پوریں۔

کفک اور فندق سے لالے کو داغ
نہ ہو ایسی کیفیت پائیں باغ
[مثنویات، ۱۲۶۴]

فِنس: دیکھیے: پِنس۔

فَوق: بلندی، برتری۔

فَوق دیا ہے: بڑائی اور برتری دی ہے۔

خالق نے دیا ہے فوق اُس کو
نغمے سے ہے ذوق شوق اُس کو
[گلزار، ۱۰۹۳]

فہمیدہ: سمجھ دار۔

فِی الْجُملہ: القصہ، الغرض، بہرحال، حاصل کلام، کسی قدر۔

یہ باعثِ عنایت فی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا[فسانہ، ۲۱۵]۔

اِس خوش خبری کے سننے سے فی الجملہ اُس کو تسلّی ہوئی[باغ، ۱۹۲]۔

فِی الفور: فوراً۔

فِی الواقع: حقیقت میں، واقعی۔

فِی الواقِعی: حقیقت میں، واقعی۔
درحقیقت: فی الواقع، فی الواقِعہ۔

فِی الوقت: ابھی، اِسی وقت، فوراً۔

فیروز: کام یاب، فتح کرنے والا۔

فیروز بخت: خوش نصیب۔ اقبال مند۔

فی زمانہ: ہمارے زمانے میں۔ [اصلاً: فی زمانِنا]۔

فَیل: مکر، فریب۔

فَیل باز: مکّار، عیار، دھوکے باز۔

فَیل بازی: مکّاری، چھل فریب۔

کہتی ہوں آپ سے میں جوڑ کے ہاتھ
فَیل بازی نہ کیجیے میرے ساتھ
(مثنویات، ۱۸۰)

جانتی تھی، یہ جعل ساز ہیں سب
جتنے عاشق ہیں، فَیل باز ہیں سب
(مثنویات، ۲۷۹)

فَیلسُوف: طرّار، چال باز، عیار، مکّار، فریبی۔ [ساری دُنیا کا فیلسوف ہے: سب سے بڑا مکّار ہے]۔

کون سمجھے کہ بے وقوف ہے تو
ساری دُنیا کا فیلسوف ہے تو
[مثنویات، ۳۱۱]

مکر کا بانی، جھوٹوں کا سرتاج
سُنتی تھی فیلسوف، دیکھا آج
(مثنویات، ۸۳۶)

(۲) حکیم، دانش مند۔

فَیل سے: دھوکے سے۔

فَیل سے اپنے گھر اُتارتا ہے
دن دہاڑے تو راہ مارتا ہے
[مثنویات، ۱۵۸]

فَیل کرنا: دھوکا دینا، چالاکی دکھانا۔

اب یہ کرتی ہوں آپ سے میں عرض
فَیل کرنا تھا مجھ سے کون سا فرض ؟
[مثنویات، ۱۵۲]

فیل کو یادِ ہند آئی: مراد یہ ہے کہ اُس کو اپنا وطن یاد آیا۔

غُربت میں وطن کی دُھن سمائی
اُس فیل کو یادِ ہند آئی
[گلزار، ۱۰۵۲]

فَیل لائے: خوب مزے میں آئے اور پاٹو پھیلائے۔

دیکھ تحریر، فَیل لائے آپ
خوب جلدی مزے میں آئے آپ
[مثنویات، ۱۴۴۳]

فَیل لائے گی: فساد کھڑا کرے گی، جھگڑے اُٹھائے گی۔

دیکھا بگڑا ہوا جو اُن کا مزاج
میں یہ سمجھا کہ گر نکل گئی آج
کیسے کیسے کنویں جھنکائے گی
سیکڑوں لاکھوں فَیل لائے گی
[مثنویات، ۳۹۔۲۳۸]

فیلِ مُرغ: بیرو، پیلو: ایک پرندہ جو مور کی طرح اکثر دُم پھیلائے رہتا ہے اور اُس سے بہت مشابہ ہوتا ہے۔

فَیل ہے: فریب ہے۔

سب ترا فَیل ہے، بناوٹ ہے
موذی ہے، بے حیا ہے، نٹ کھٹ ہے
[مثنویات، ۳۹۵]

فَیلیا: فریبی، مکار۔

فَیلیاپن: مکاری، عیاری۔

جھوٹا، بد ذات، فیلیا، مکار
اِس دغا پر تری خدا کی سنوار
(مثنویات، ۸۳۳)

فیلیاپن ہے یہ بھی، اور کیا ہے
پاٹو پر گرنا خوب سیکھا ہے
(مثنویات، ۹۸۹)

فی مابَین: آپس میں، دونوں کے درمیان۔

نہ ہوا گو کلام فی مابَین
روح قالب میں ہو گئی بے چین
[مثنویات، ۱۳۱۰]

ق

قاب: بڑی پلیٹ۔ رکابی نُما طباق۔

قابلہ: بچّہ جنانے والی عورت، دائی، جنائی۔

قابُو پَرَست: موقع پاکر زبردستی کرنے والا۔ مرادا: ظالم، کمینہ۔

قابو چڑھنا: بس میں آنا، اختیار میں آنا۔

قابو چڑھا، تو اُس کا دانہ وہ کھا سدھارا
اور کچھ بھی چال چوکا، تو وو نہیں جال مارا
[نظیر، ص ۱۵۹]

قابُچی: دربان۔ کمینہ، مفسد۔

قابیل: آدمؑ کے بیٹے کا نام، جس نے اپنے بھائی ہابیل کو حسد کی بنا پر قتل کیا تھا۔ انسانی تاریخ میں یہ پہلا قتل تھا۔

قادِر اَنداز: ٹھیک نشانہ لگانے والا۔ وہ تیر انداز جس کے تیر کا نشانہ خطا نہ ہو۔

قادِری: ایک قسم کا سینہ بند جو بیگماتِ قلعہ استعمال کرتی تھیں۔

تو دَدا ایک ہے، اللہ ری اُو حرفت باز!
قادری مانگی تھی، تو دوڑ کے لائی پشواز
[رنگین: اردو لغت]

قارُون: روایات کے مطابق بنی اسرائیل کا ایک بہت مال دار شخص، جو بہت کنجوس تھا۔ اُس نے حضرت موسیٰؑ کے حکم کے خلاف زکات دینے سے انکار کیا، اور حضرت موسیٰؑ پر زنا کی تُہمت لگائی تھی۔ حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے وہ اپنے کُل خزانے کے ساتھ زمین میں دھنس گیا۔

قارون کا خزانہ: مجازاً: بہت بڑا خزانہ، بے انتہا دولت۔

قاش: ٹکڑا، حصہ۔ کسی پھل کا لمبا تراشہ، پھانک۔

قاشِ زِین: گھوڑے کی زین کے آگے اور پیچھے کے تکیے، جو قاش (پھانک) کی صورت کے ہوتے ہیں۔

قاصِر: کمی کرنے والا، کوتاہی کرنے والا۔ مجبور، ناچار۔

قاصِر نہیں: معذور نہیں، ضرور کروں گا۔

میں تمھارے فرمانے سے قاصر نہیں
[باغ، ۲۴۴]۔

[یعنی میں اِس کام کو انجام دینے سے معذور نہیں، ضرور انجام دوں گا]۔

قاصِر ہوں: مجبور ہوں [یعنی اُس کام کو نہیں کرسکتا، حاضر نہیں ہوسکتا، وغیرہ]۔

میں نے جواب دیا کہ آج تو ماندگی کے باعث قاصر ہوں، کل جان و مال سے حاضر ہوں [باغ، ۱۹۹]۔

قاضیِ حاجات/ قاضِیُ الحاجات: لوگوں کی حاجتیں روا کرنے والا۔ مراد بر لانے والا: خدائے تعالا۔

قاضیِ چرخ/ قاضیِ فلک: ستارۂ مشتری، جسے سعدِ اکبر (بہت مبارک) کہا گیا ہے۔

قاضی کا پیادہ: کچہری کا سپاہی۔ کنایتاً: جس سے لوگ ڈریں اور جو وقت بے وقت سامنے آجائے۔

قاطِر : خچر۔

قاطِع : کاٹنے والا، رد کرنے والا۔

قاف : قصّے کہانیوں میں ایک پہاڑ کا نام (کوہِ قاف) جسے دیوؤں، جنوں اور پریوں کا مسکن خیال کیا جاتا تھا۔

کیا بند پھر جا کے اُس چاہ میں
کنواں وہ جو تھا قاف کی راہ میں
(میان، ۱۱۹۰)

دیکھیے: کوہِ قاف۔

قاف تا قاف : ساری دُنیا، کُل جہان۔

قافلہ باشی : قافلے کی سرداری۔ قافلے کا سردار۔

بڑا قافلہ جمع ہوا اور میری سرداری اور قافلہ باشی پر راضی ہوئے [باغ، ۱۵۴]۔

قافیہ پیمائی : اشعار کی گنتی بڑھانے کے لیے قافیے ڈھونڈ ڈھونڈ کر شعر کہنا: قافیہ آرائی۔

بھائی! شاعری معنی آفرینی ہے، قافیہ پیمائی نہیں ہے [غالب: مکتوب بہ نامِ تفتہ، غالب کے خطوط، ص ۳۳۵]۔

قافیہ تنگ ہونا : مجازاً: عاجز ہونا، حیران و پریشان ہونا۔

قاقُم : نیولے کے خاندان کا نہایت نرم اور سفید بالوں والا سنجاب کی قسم کا جانور، جس کی کھال پوستین بنانے کے کام آتی ہے۔ بہت گرم ہوتی ہے۔

قالِب / قالَب : سانچا، کالبُد (جیسے: ٹوپی کا قالب) چھاپا جس سے چھینٹ چھاپتے ہیں۔ تن بدن (جیسے: قالبِ خاکی)۔

غلط تھا آپ سے غافل گزرنا
نہ سمجھے ہم کو اِس قالب میں تو تھا
[میر۔ کلیات مرتبہ آسی، ۲۹]

نسیم نے ایک جگہ اِسے حجاب، یعنی بیچ میں حائل چیز کے معنی میں نظم کیا ہے:

روح افزا اُن کے بیچ میں واں
قالب تھی میانِ جان و جاناں
[گلزار، ۹۲۱]

قالِب بدلنا : دوسرا جسم اختیار کرنا۔

قالِب تہی کرنا : روح کا جسم کو خالی کرنا، کنایتاً: مر جانا۔

قالِب میں ڈھالنا : سانچے میں ڈھالنا۔

اُسے پڑھ کر تعجب آتا ہے کہ اُس صاحبِ کمال نے یہ زبان کس فصاحت کے قالب میں ڈھالی۔
[آزاد: آبِ حیات: نور]

قال مَقال / قال ومَقال : بات چیت۔

ہوئی یک دگر پھر تو تفتیشِ حال
لگے ہونے آپس میں قال و مقال
[بیان، ۱۰۰۸]

قال وقیل : بحث، تکرار، حُجّت۔

قالی: قالین۔

قالیچہ: چھوٹا قالین، غالیچہ۔

قامَت: قد۔

قاموس: سمندر، گہرا دریا۔ کنایتاً: دائرۃ المعارف (انسائکلو پیڈیا)، لُغت۔ عربی کے ایک نہایت مشہور لغت کا نام۔

قانون: (۱) سرود کی وضع کا ساز، جس میں ۲۴ فولادی تار ایک تختے پر لگے ہوتے ہیں اور یہ چوبی مُہرک سے بجایا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ موجودہ شکل میں قانون اور سُر منڈل، ایک ہی ساز کے دو نام ہیں (اُردو لغت)۔

لگے بجنے قانون و ہٹن و رَباب
بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
(بیان، ۳۳۴)

(۲) شیخ بو علی سینا کی مشہور کتاب کا نام جو علمِ طب میں ہے۔

خبردار حکمت کے مضمون سے
غرض جو پڑھا اُس نے، قانون سے
(بیان، ۴۴۰)

[اِس شعر میں یہ لفظ اِس طرح آیا ہے کہ اِس لفظ کے جو عام معنی ہیں: قاعدہ، طریقہ، اصول؛ اُن کے ساتھ ساتھ اِس کتاب کے نام کی مناسبت بھی شامل ہو گئی ہے]۔

(۳) قاعدہ، ضابطہ، دستور۔

قاہر: مضبوط، مستحکم، سخت گیر۔ قہر کرنے والا۔ ظالم۔ غالب، زبردست۔ خدا کا ایک صفاتی نام۔

قائم: شطرنج میں جب دونوں کھلاڑیوں کے دو دو مُہرے: ایک بادشاہ، ایک کوئی اور مُہرہ رہ جاتے ہیں، اُس وقت کہتے ہیں کہ بازی قائم ہو گئی (اِس میں کسی کی ہار جیت نہیں ہوتی)۔

قائِمُ اللَّیل: عبادت کے واسطے رات بھر جاگنے والا۔

قَباحَت: بُرائی، خرابی، نقص۔

قَبا کرنا: چاک کرنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

چھاتی پھٹے، اگر نہ گریباں قبا کرے
میری بھی موت اب کہیں جلدی خدا کرے
(انیس: اردو لغت)

قِبالہ: مکان، جاگیر وغیرہ کا وہ کاغذ جس سے ملکیت ثابت ہو۔ مکان کا بیع نامہ۔

قیمت اُس باغ کی لونڈی سمیت چکا کر، قِبالہ باغ کا...... اِس شخص کے حوالے کرو [باغ، ۵۵]۔

(۲) نکاح نامہ، نکاح کی سند۔

قَبا ہونا: چاک ہونا۔

گریباں کے تو کر ڈالے ہیں پُرزے فصلِ گُل میں نے
ذرا ہاتھ اور اُٹھ جاتا تو چولی بھی قَبا ہوتی
[مصحفی: نور]

قُبح: بُرائی، نقص، بد صورتی۔

قَبر پر قُبر نہیں ہوتی: قرض پر قرض نہیں دیا جاتا۔

قبضہ: خنجر، تلوار وغیرہ کا دستہ (جس سے تلوار وغیرہ کو پکڑتے ہیں)۔

قبضے کھڑکنا: تلواریں باندھنے، اٹھانے اور نکالنے میں جو آواز پیدا ہوتی ہے۔

سپر اور قبضے کھڑکنے لگے
سواروں کے گھوڑے بھڑکنے لگے
(بیان، ۲۰۰۵)

قَبل اَز یِں: اِس سے پہلے۔

قبلۂ عالم: بادشاہ، یا کسی بزرگ، یا باپ کو مخاطب کرنے کا تعظیمی کلمہ۔

قبلہ گاہ / قبلہ گاہی: والد۔

قبلہ و کعبہ: بہ طور کلمۂ تعظیم دیگر بزرگوں کے لیے بھی مستعمل ہے۔

قُبور: پستول رکھنے کا چمڑے کا خانہ، جو گھوڑے کی کاٹھی میں بنا ہوتا ہے۔

شہزادی نے تمنچہ قُبور سے کھینچ لڑکے پر جھونک دیا[فسانہ، ۱۶۹]۔

(۲) قبر کی جمع: قبریں۔

قُبولی، قَبولی: [باغ، ۷۷] چنے کی دال اور چاول ملا کر پکائی ہوئی بھنی ہوئی کھچڑی۔ عام طور پر ایک حصّہ دال اور دو حصے چاول ملا کر اور گھی میں بھون کر پکاتے ہیں۔ [میں نے میٹھی قبولی بھی کھائی ہے، یعنی شکر کے قوام میں پکی ہوئی، جس کا پکانا بہت مشکل سمجھا جاتا ہے، یوں کہ قوام میں چنے کی دال اینٹھ جاتی ہے، بہ مشکل گلتی ہے۔

قُبّہ: گنبد، ہر وہ چیز جو گنبد کی شکل کی بنائی جائے[نور]۔

قَبیلہ: بیوی۔

دیوان خانے میں مکان رہنے کو دیا۔ اِس مرتبہ اپنے قبیلے کو اِن کے روبہ رو نہ کیا[باغ، ۱۵۳]۔

(۲) خاندان۔ ایک نسل کے آدمیوں کا گروہ، جماعت۔

قَبیح: بُرا، خراب، مکروہ، نازیبا۔

قِتال: خوں ریزی، ہتھیاروں کی لڑائی جنگ وجدل۔

قَتّال: بہت قتل کرنے والا، بہت بڑا قتل کرنے والا۔ [قتّالہ: قتّال کی تانیث]۔

قَتیل: قتل کیا ہوا، مقتول۔ کنایتاً: گھائل، زخمی۔

قَحبہ: بدکار عورت، فاحشہ۔

قحط الرِجال: لائق لوگوں کا نہ ہونا، بہت کم ہونا، بہت کم پایا جانا۔

قَدامت: پُرانا پن، پُرانا ہونا۔ نئے پن یا جِدّت کی ضد۔

قَدامت رکھتی تھیں: پُرانی ملازمائیں تھیں۔

حق پاکے، جو رکھتی تھیں قدامت
بول اُٹھیں مبارک و سلامت
[گلزار، ۱۰۳۵]

قَدح: بُرا بھلا کہنا، نکتہ چینی، ہجو ("مدح" کی ضد) تردید۔

زرگر کی مدح و قدح کا کیا اعتبار ہے
کہہ دے گی خود محک کہ طلا خوش عیار ہے
(انیس: اردو لغت)

قَدَح: پیالہ، بڑا پیالہ۔

زن و زوج کے گھر میں ہے گی فرح
پیا کر ئے وصل کا تو قدح
(بیان، ۲۶۵)

قَدَح آشام / قَدَح خوار / قَدَح کش / قَدَح نوش: شراب پینے والا۔

قَدَر انداز: وہ تیر چلانے والا جس کا نشانہ خطا نہ ہو۔ ماہر تیر انداز۔

قَدْرے: تھوڑا سا، کچھ۔

قُدس: پاک، پاکیزگی۔

قُدسی: پاک، متبرک۔ فرشتہ۔

ع: پڑھتے ہیں ولی شعر ترا عرش پہ قُدسی
(ولی)

قَدغَن: تاکید، تنبیہ۔ پابندی، مخالفت، روک ٹوک۔

قدم بُوس: پیروں کو چومنے یا چھونے والا۔ مجازاً: آداب بجالانے والا، سلام کرنے والا۔

قدم بوس کیا: آداب بجالایا۔

قدم بُوسی: تعظیماً کسی کے پانْو چومنے یا پانْووں کو ہاتھ لگانے کا عمل، پابوسی، آداب بجالانا۔ کنایتاً: کسی بلند مرتبہ شخص کی خدمت میں حاضر ہونے کا عمل۔

یہ جوان میرے رشتے میں ہے، بادشاہ کی قدم بوسی کی آرزو میں دور سے آیا ہے [باغ، ۱۸۴]۔

قدم رَنجہ فرمانا: کسی کے گھر تک جانے کی تکلیف اُٹھانا [قدم رنجہ فرماؤ: تشریف لایئے، میرے گھر تک چلنے کی تکلیف گوارا کیجیے]۔

ہمیشہ اِسی تلاش میں رہتا ہوں کہ جو کوئی مسافر......اِس شہر میں آوے، میرے گھر میں قدم رنجہ فرماوے۔
[باغ، ۷۷]

قدم لینا: تعظیم کرنا، تعظیم کے طور پر پانْو چھونا۔ استقبال کرنا۔

(۲) منت سماجت کرنا، خوشامد کرنا۔

قدموں لگے: تابع دار۔

جہاں تک کہ سرکش تھے اطراف کے
وہ اُس شہ کے رہتے تھے قدموں لگے
(بیان، ۲۰۷)

قُدّوس: ہر عیب اور نقص سے پاک، بہت پاک، خدا کا ایک صفاتی نام۔

قُدُوم: پانو۔ واپس آنا، آنا۔

قُدُومِ مَیمنت لُزوم: برکت سے بھرا ہوا آنا، تشریف آوری۔

دولت سرا چھوڑے کے رُوز ہوئے اور قُدوم مَیمنت لُزوم سے اِس دشتِ پُر خار کو کیوں رشکِ لالہ زار کیا ہے۔
[فسانہ، ۸۱]

قدیم: جو ہمیشہ سے ہو، اَزَلی، جس کی کوئی ابتدا نہ ہو (یہ خدا کی صفت ہے)۔

(۲) پُرانا، جدید کی ضد۔

قدیمُ الایّام: اگلا وقت، پُرانا زمانہ۔

قَرابِین: ایک طرح کی بندوق، جس کی نال کا مُنہ نفیری کی طرح پھیلا ہوا ہوتا تھا: شیر دہاں۔

قرابین، شیر بچّے، جس سے شیر زندہ نہ بچے [فسانہ، ۱۸۲]۔

قُران: قرآن۔

مجھ پہ مرتے ہو تم قُران کی سوں
سچ کہو، تم کو میری جان کی سوں
(مثنویات، ۹۸۰)

[اصل لفظ "قرآن" ہے، مگر فارسی اور اردو میں اِسے مد کے بغیر بروزنِ "دُکان" بھی نظم کیا گیا ہے۔ مثنویات کے شعر ۱۰۷۸ میں بھی "قُران" آیا ہے: اب جو تو بولے تو قُران کی سوں۔ قاضی عبدالودود نے اپنے طویل مقالے "غالب بہ حیثیتِ محقق" میں فارسی اساتذہ کے یہاں سے "قُران" کے استعمال کی بہت سی مثالیں یک جا کردی ہیں۔ میں نے اپنی کتاب زبان اور قواعد میں اردو فارسی اساتذہ کے یہاں سے اِس کی مثالیں یک جا کردی ہیں۔ تفصیل کے لیے اِن دونوں ماخذوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ "قُران" بالکل درست ہے۔ اردو کی صرف ایک مثال یہاں درج کی جاتی ہے:

مت مانیو کہ ہوگا یہ بے درد اہلِ دیں
گر آوے شیخ پہن کے جامہ قُران کا
(میر۔ کلیات، مرتبہ آسی، ص۴۹)

قِران: دو۲ ستاروں کا ایک بُرج میں جمع ہونا۔ مجازاً: دو۲ اچھے آدمیوں کا یک جا ہونا۔

علمِ نجوم کے مطابق ستارۂ زُہرہ کا مُشتری کے ساتھ اور چاند کا زہرہ یا مشتری کے ساتھ ایک بُرج میں جمع ہونا بہت مبارک خیال کیا جاتا ہے۔

(مزید دیکھیے: صاحب قِران)۔

بولا : چلو صُلح درمیاں ہو
باہم مہ و مہر کا قِراں ہو
[گلزار، ۴۸۵]

[یہاں ایک بُرج میں مہ و مہر، یعنی چاند، سورج کا قِران اِس لیے کہا گیا ہے کہ سورج بڑا ہے اور اُس کے مقابلے میں چاند چھوٹا ہے۔ اِس طرح باپ بیٹے، یعنی بادشاہ اور شاہ زادے کا ایک جگہ جمع ہونا گویا قِرانِ مہ و خورشید ہے]۔

قِرانِ مہ و مہر ہے : چاند اور سورج (بے نظیر۔بدرِ منیر) ایک جا ہیں۔

ہم مل کے بیٹھے ہیں دو۲ رشکِ مہ
قِرانِ مہ و مہر ہے اِس جگہ
(بیان، ۹۹۰)

قِرانُ السّعدَین : دو اچھے (سعد) ستاروں کا ایک بُرج میں جمع ہونا۔ مجازاً: دو۲ اچھے آدمیوں کا ایک جا ہونا۔

قُران کی سوں : قرآن کی قسم۔

اب جو تو بولے، تو قُران کی سوں
اپنی اور تیری جان ایک کروں
(مثنویات، ۱۰۷۸)

قَراوُل : شکار کھلانے والا، شکاری جانوروں کی خبر دینے والا، شکار کا منتظم، میر شکار۔

اتفاقاً ایک قَراوُل بادشاہی اُدھر آنکلا...... کھڑا تماشا دیکھتا تھا۔ خواجہ کے شاطر نے اُس کو آگے بلایا۔ اُس نے کہا میں بادشاہ کا میر شکار ہوں [باغ، ۱۳۱]۔

(۲) پہرے کے سپاہی، سنتری۔ (۳) فوج کا وہ دستہ جو اصل فوج سے آگے بڑھ کر دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھتا ہے۔ فوج کا وہ حصہ جو لڑائی کی جگہ کا تعیّن کرنے کے لیے آگے جائے۔

قَراوُل بیگی : میر شکار، شکار کھلانے کا منتظم۔

قَراوُل خانہ : شہر سے باہر تقریباً ایک فرسنگ (۳ میل) دور بنایا ہوا وہ اونچا گھر جہاں مسلّح سپاہی دن رات پہرے پر رہتے تھے۔ دشمن رات کو آئے تو چھت پر آگ روشن کرتے تھے کہ روشنی دیکھ کر شہر والے دشمن کے آنے سے باخبر ہو جائیں۔

قُرب : نزدیکی (خواہ ظاہری ہو خواہ باطنی) "بُعد" کی ضد۔

قُرب وجِوار : پاس پڑوس، نزدیک، ہمسائگی، آس پاس۔

قُرب و نَواح : آس پاس۔ قریب اور ہمسایہ مقامات، علاقہ۔

قُربان : وہ تسمہ جس میں ترکش بندھا ہوا پیٹھ پر لٹکتا رہتا تھا، اُس میں کمان رکھنے کا خانہ بنا ہوتا تھا۔

ترکش میں سے تیر نکال کر اور قربان سے
کمان سنبھال کر، چلّے میں جوڑ کر، کشش
کان تلک لا کر...... مار [باغ، ۱۹۵]۔

قَربُوس: گھوڑے کی زین کا اگلا حصّہ جو اُٹھا
ہوا ہوتا ہے۔

قربوسِ زین میں کمانِ کیانی، چہرے پر
رعب و جلالِ کشور ستانی [فسانہ، ۲۵۷]۔

قُرّۃُ العین: آنکھ کی ٹھنڈک؛ مجازاً: بیٹا یا
بیٹی۔

قُرص: ایک طرح کی مٹھائی جو اکثر ساچق
میں آتی تھی اور وہ سرخ یا سبز رنگ کی
کھانڈ کی ٹکیاں ہوتی ہیں۔
[رسوم دہلی، ص ۱۰۳]

قُرص: ٹکیا۔
قُرصِ آتشیں: کنایتاً: سورج۔
قُرصِ مہِ تمام: پورے چاند کی ٹکیا، یعنی
پورا چاند۔
قُرصِ نان: روٹی کی ٹکیا، یعنی روٹی۔

قِرطاس: کاغذ۔
قُرعہ: تانبے، پیتل، ہاتھی دانت وغیرہ کا بنا
ہوا پانسا، جس کی مدد سے رَمّال (علم
رمل کے جاننے والے) (اپنے حساب
کے مطابق) غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔

دھرے تختے آگے، لیا قُرعہ ہاتھ
لگا دھیان اولاد کا اُس کے ساتھ
جو پھینکیں، تو شکلیں کئی اُٹھیں مِل
کئی شکل سے دل گیا اُن کا کھِل
[بیان، ۶۰-۲۵۹]

قُرعہ دوسرے صاحب پر پڑا، دوسرے
صاحب کے نام پر اتفاق ہو گیا [کہانی،
۲۴]۔

قَرقرا: ایک آبی پرندہ جو بگلے سے مشابہ اور
اُس سے بڑا ہوتا ہے۔ اِس کے پانو بڑے
بڑے اور آنکھیں سرخ ہوتی ہیں۔

قُرمَسم: (گالی کے طور پر) بدمعاش، پاجی،
کمینہ دلال، بھڑوا، دیوث: قُرمَسم ساق۔

قِرمِزی: ہلکی سی نیلاہٹ لیے ہوئے
گہرے سرخ رنگ کا۔

قَرن: بارہ برس کا عرصہ، ایک دہائی،
صدی، جُگ، زمانے کا ایک حصّہ [جمع:
قُرُون]۔

قَرنِ اوّل / قرنِ اوُلیٰ: اسلام کا ابتدائی
زمانہ۔ کنایتاً: رسول اللہؐ اور خلفاے
راشدین کا زمانہ۔

قَرنا: سینگ کا بنا ہوا بگل، نرسنگا۔
قَرنفُل: لونگ۔
قریب: قریبی رشتے دار، عزیز۔

روتے ہیں ہم سے بدنصیب کوئی
مر گیا اُن کا کیا قریب کوئی!
(مثنویات، ۱۶۸۱)

قَرِیں : پاس، نزدیک، قریب۔ مِلا ہوا، ملحق۔ ہم نشیں، دوست۔

قَرِینِ انصاف : انصاف کے تقاضوں کے مطابق۔

قرینوں سے :(۱) انداز سے، طریقوں سے۔

جو کہ واقف تھے سب قرینوں سے
تنکے چکوائے اُن حسینوں سے
(مثنویات، ۱۲۷۵)

[یعنی جو حسین عشق کے سارے طریقوں سے اُس کے انداز سے واقف تھے]۔

(۲) سلیقے، ترتیب سے۔

قفسِ طائرانِ تیز زباں
ہیں قرینوں سے اپنے آویزاں
(مثنویات، ۱۱۸)

قَرِینہ : قیاس، اندازہ، علامت۔ ڈھنگ، وضع، طور طریق۔ موزونیت، سلیقہ، ترتیب۔ دو چیزوں میں باہمی مناسبت، تعلق۔

قرینے سے : انداز سے، طور طریقے سے۔

اِس قرینے سے یہ ہوا ظاہر
راز سے اُن کے ہے یہی ماہر
[مثنویات، ۱۷]

قَریَہ : گانو، قصبہ۔

قز : ایک طرح کا ریشم جو کم قیمت ہوتا ہے۔ کچا ریشم۔

قَزّاق : وہ شخص جو مسافر کا راستہ روک کر مال واسباب لوٹ لے۔ لٹیرا، ڈاکو۔

ع: قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات، بجا کر نقارا [نظیر، ۱۰۶]۔

قزاگند : چلتا، ایک قسم کا لباس جو لڑائی کے وقت پہنا جاتا تھا۔ اِس کے اندر کچا ریشم بھرا جاتا تھا تاکہ تلوار کا اثر نہ ہو۔

قَسّام : بہت بڑا بانٹنے والا، قسمت کا حصہ مقرر کرنے والا۔

قَسّامِ اَزَل : مراد: خدائے تعالا۔

قَساوَت : سنگ دلی، کٹھور پن۔

قِسْم بہ قِسْم کی : طرح طرح کی۔

بکاوَل کو کہا کہ حاضری قسم بہ قسم کی تیار کر، کل سَیر کو چلیں گے [باغ، ۱۵۵]۔

قَشْقہ : صندل یا زعفران کے نشانات جو ہندو حضرات اپنے رواج کے مطابق ماتھے پر بناتے ہیں؛ ٹیکا، تِلک۔

قَصابہ : وہ رومال جو عورتیں سر پر باندھتی ہیں [قصابہ، کساوا]: شال کی قسم کا مگر اُس سے چھوٹا، صرف سر پر اُوڑھنے یا گلے میں باندھنے کا پارچہ۔ اِس پر بھی کڑھت کا کام ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا شال پر [اصطلاحات]۔

قِصاص : بدلا۔ قتل یا ایسے ہی کسی گناہ کا عوض [شرعی قانون : جان کے بدلے

جان، خون کے بدلے خون] جتنی تکلیف کسی کو پہنچائی جائے، اُس کے بدلے اُتنی ہی تکلیف۔

اِس کے قِصاص میں میرا پیٹ چاک کرواؤں گا، تو سب کو عبرت ہو کہ بار دیگر کوئی دینِ محمدی میں رَخنہ نہ کرے [باغ، ۱۳۴]۔

قَصر: کم کرنا، چھوٹا کرنا، سفر کی حالت میں نماز کو مختصر کرنا، یعنی چار رکعتوں والی فرض نماز کی دو۲ رکعتیں پڑھنا۔
(۲) محل، بارگاہ۔

قَصرِ زَنگاری: کنایتاً: آسمان۔

قَصرِ نُعمان: حیرہ کے عرب فرماں روا نُعمان بن منذر کا بنوایا ہوا مشہور محل، جس کا نام "خَوَرنَق" تھا، جسے اُس نے ایرانی شہ زادے بہرام گور کے لیے بنوایا تھا [غیاث]۔

ایک عمارت بادشاہانہ ...... کہ قصرِ نُعمان سے سبقت لے جائے، جلد تیار کریں [باغ، ۹۴]۔

قِصَص: قصّے ("قصّہ" کی جمع)۔

قِصّہ خواں: قصّہ کہنے والا، قصّہ سنانے والا، داستان گو۔ [اب سے پہلے اُمرا کے یہاں ایسے قصّہ خواں ملازم ہوتے تھے جو سونے سے پہلے کوئی قصّہ، داستان سناتے تھے، یہاں تک کہ سننے والے (امیر) کو نیند آجائے]۔

قصّہ خواں! نیند جو تھوڑی سی بھی آجائے، تو دوں جوڑی سونے کے کڑوں کی تجھے کمخواب پہ رکھ
[انشا۔ کلامِ انشا، ص ۱۹۲]

قُصور: کمی، غلطی۔

قُصور نہیں: شک نہیں، کمی نہیں۔

تیری مروّت میں کچھ خلل نہیں اور اِن کی بے حیائی اور حرمزدگی میں ہرگز قصور نہیں [باغ، ۱۷۷]۔

قِصّہ طلب: ایسا شعر (جملہ یا عبارت) جس کا مطلب سمجھنے کے لیے ایسے قصّے یا واقعے کا معلوم ہونا ضروری ہو جو اُس شعر (یا عبارت، جملے) سے تعلق رکھتا ہو۔

میاں! بعض شعر قصّہ طلب ہوتے ہیں؛ یہ شعر میری زندگی کے قصّے کا آغاز ہے [کہانی، ۴۱]۔

قَضارا: اتفاقاً، یکایک۔

قَضاکار: اتفاقاً۔

قَضاوقَدَر: حکمِ خدا، خدا کی مرضی۔ مشیّتِ الٰہی، تقدیر۔

ہاتھ آتی ہے کب علم وہُنر سے دولت
ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت
[فسانہ، ۲۳۲]

قَضائے الٰہی: خدا کا حکم۔

قَضائے مُبرَم: نہ ٹلنے والا حکم۔ وہ موت

جو کسی طرح نہ ٹلے۔

قُطّاعُ الطَّرِیق: راہ زن، راستے میں لوٹ لینے والے۔

ڈر تھا کہ یہ دونوں قُطّاعُ الطریق پھر راستہ نہ رُوک لیں[کہانی، ص ۲۵]۔

قَطّامہ / قُطّامہ: بدکار عورت، فاحشہ، حرام زادی، فتین۔

قُطب: قوم کا سردار، افضل، برگزیدہ۔ صوفیوں کی اصطلاح میں وہ ولی جس پر دُنیا کے انتظام اور نگہ بانی کی ذمّے داری ہو۔

قطرہ زَن: کنایۃً: دوڑنے والا، تیز چلنے والا۔

قطرہ زَن سَیل: بہت زوردار سیلاب۔

باہم زن و مرد نے کیا مَیل
دریا سے مِلا وہ قطرہ زن سَیل
[گلزار، ۸۰۲]

قَطع: کاٹنا، تراشنا۔ ڈھنگ، انداز، وضع۔

قَطع دار: اچھی وضع، اچھے ڈھنگ کا، طرح دار، عمدہ۔

ہر شخص اپنے طور کا باوضع قَطع دار ہے
[فسانہ، ۵]

قَطعِ مَسافت: فاصلہ طے کرنا۔

قَطعِ نظر کرنا: کسی چیز کا خیال چھوڑ دینا، کسی بات کو ترک کر دینا، نظر انداز کرنا۔

قَطع کرنا: بیونتنا، تراشنا (کپڑے کو)۔

سخاوت کا جامہ خدا نے اُس عورت پر قطع کیا ہے[باغ، ۷۵]۔

کپڑا جو ضرور تھا، خرید کیا۔ اب اِس کو قطع کرا اور سی کر پہن[باغ، ۲۲۸]۔

قَطعہ / قِطعہ: کسی چیز کا ٹکڑا۔ زمین کا حصّہ، ٹکڑا۔

میدان کی طرف نکلا...... ایک قطعہ بہار کا نظر آیا کہ جہاں تک نگاہ جاتی تھی، کوسوں تلک سبزہ اور پھولوں سے لعل زمین نظر آتی تھی [باغ، ۱۹۴، یعنی زمین کا ایک ایسا ٹکڑا نظر آیا]۔

(۲) دو یا زیادہ اشعار کا مجموعہ: جو مطلعے کے ساتھ ہوں یا مطلعے کے بغیر ہوں اور مضمون میں سب شعر ایک دوسرے سے باہم تعلق رکھتے ہوں۔ یہ اشعار کبھی غزل کا حصّہ بھی ہوتے ہیں۔ اُنھیں قطعہ بند شعر بھی کہا جاتا ہے۔ قطعے میں کم سے کم دو شعر ہوتے ہیں۔

قَطع ہو جانا: کٹ جانا، تعلق ٹوٹ جانا، سلسلہ منقطع ہو جانا۔

ع: قطع سب ہو گئے پیام و سلام
[مثنویات، ۱۳۵۵]۔

قَعدَہ / قُعود: بیٹھنا۔ نماز میں "التحیات"

پڑھتے وقت بیٹھنا۔

قَعر: (کنویں کی) تہ، گہرائی، تھاہ۔

(۲) بڑا گڑھا۔

قَعرِ جَہَنَّم/ قَعرِ دوزخ: دوزخ کی تہ، گہرائی، دوزخ کا گڑھا۔

قَعرِ مَذَلَّت: ذلّت کی گہرائی، یعنی انتہائی ذلت۔

قُعود و قِیام: بیٹھنا اور کھڑا ہونا۔ کنایتاً: نماز۔

قَفا: سر یا گردن کا پچھلا حصّہ۔ مجازاً: پیچھے، پیٹھ پیچھے۔

قُفلِ اَبجَد: ابجد کا تالا، ایک وضع کا تالا جو حلقے دار ہوتا ہے اور اُس میں حرف لکھے ہوتے ہیں۔ جب اُن حرفوں کو مقررہ ترتیب کے ساتھ ملایا جائے تو وہ تالا کھل جاتا ہے۔

تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قُفلِ اَبجد
تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا
(غالب)

قُلّاب: مچھلی پکڑنے کا خم دار لوہے کا کانٹا۔ حلقہ، کڑی۔

قَلّاب: مہارت کے ساتھ جعلی سکّے بنانے والا، بڑا جعل ساز۔

قَلب: (۱) لشکر کا درمیانی حصّہ، ہر چیز کا وسط، درمیانی حصّہ۔

(۲) دل۔ (۳) کھوٹا (سونا، چاندی یا سکّہ، "کھرے" کا متضاد)۔

(۴) اُلٹا ہوا۔ ایسا لفظ یا فقرہ جسے اُلٹ کر بھی پڑھا جا سکے۔

ع: میں ہوں لفظِ درد، جس پہلو سے اُلٹو، درد ہے (ذوق)

مزید دیکھیے: مقلوب۔

(۵) پہاڑ کی پیچ در پیچ راہ، کڈھب راستہ، دشوار گزار گھاٹی (آصفیہ)۔

قَلْبانہ: دیکھیے: قَوَل۔

قَلب ساز: کھوٹے، جعلی سکّے بنانے والا۔

قَلب مکان: ایسی جگہ جہاں پہنچنا بہت مشکل ہو۔

کوہِ قاف کے پردے میں ایک قلعہ جادو کے علم سے بنایا ہے ...... وہ بڑا قلب مکان ہے [باغ، ۲۴۷]۔

قَلتَبان: وہ شخص جس کی بیوی بدکار ہو اور وہ جان بوجھ کر روک ٹوک نہ کرے، یا خود اُسے دوسروں کے پاس بھیجے: بھڑوا، دیوث۔

قُلَّتَین: پانی کے ایسے دو۲ بڑے مٹکے یا ظرف جن میں دس دس من پانی آجائے، ۲۰ من پانی کی مقدار۔ امام شافعی کے نزدیک اِتنا پانی استعمال سے ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲) نجس، گندا، ناپاک:

اگر چاہتا ہے مرے دل کا چین
نہ دینا وہ پانی جو ہو قلتین
(بیان، ۴۷۶)

[اِس شعر میں یہ لفظ ناپاک کے معنی میں آیا ہے](۲) ہر ایک کے کام میں آئی ہوئی بدکار عورت (آصفیہ)۔

قُلزُم (دریاے قلزم): بحرِ احمر، جسے انگریزی میں RED SEA کہتے ہیں۔(۲) سمندر۔ بہت گہرا دریا۔

قِلقاری: (بے زبان) دودھ پیتے بچّوں کی ہنسی جو آواز کے ساتھ ہو۔

(۲) چیخ۔

قُلقُل: صراحی سے (یا بوتل) سے شراب یا پانی کے نکلنے کی آواز۔

قُلقُلِ مینا: شراب کی صراحی سے شراب کے نکلنے کی آواز۔

قلم: وہ شاخ جو ہری کاٹ کر نیا پودا پیدا کرنے کے لیے زمیں میں لگاتے ہیں۔ وہ شاخ جسے ایک درخت سے کاٹ کر دوسرے درخت کی شاخ میں لگاتے ہیں۔

(۲) لکھنے کا قلم۔

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری
ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری
[گلزار، ۱]

(۳) خط [روشِ تحریر]۔

ہوا جب کہ نُو خط وہ شیریں رقم
بڑھا کر لکھے سات سے نُو قلم
(بیان، ۴۴۴)

[خطاطی میں سات خط مشہور ہیں۔ شاعر نے کہا ہے کہ اُس نے (بے نظیر نے) ترقّی کر کے نو خط لکھنا سیکھ لیے۔ مزید دیکھیے: نو خط ہوا]۔

(۴) پکھلی کمروی۔(۵) عطر رکھنے کی پتلی، لمبی شیشی۔(۶) شیشے کا تراشا ہوا لمبا ٹکڑا، جھاڑ کی شاخوں کے سروں پر لٹکائے جانے والے خوش نما بلوریں آویزوں میں سے ہر ایک آویزہ۔

قِلماقِیاں / قِلماقنیں: قلماقنی کی جمع: وہ تُرک عورتیں جو پانچوں ہتھیاروں سے مسلّح، شاہی محلوں میں سپاہیوں کی طرح پہرا چوکی دیتی تھیں۔

قلم اَنداز کرنا: لکھنے میں کسی لفظ، جملے یا عبارت کو دانستہ چھوڑ دینا، تحریر میں شامل نہ کرنا۔

قلم بَرداشتہ لکھنا: بے تکلف، بے ساختہ، جلدی جلدی لکھنا۔

قلم بند کرنا: لکھ لینا، درج کر لینا۔

قلم پھیرنا: لکھے ہوئے کو کاٹ دینا۔

قلمرَو: سلطنت، حکومت، ملک۔ عمل داری۔

قلمرَوِ سخن: شاعری کی مملکت۔ شاعری کو

حکومت اور سلطنت سے تعبیر کیا ہے۔
سلطانِ قلمروِ سخن تھے: شاعری کی مملکت کے بادشاہ تھے۔ یعنی اعلا درجے کے شاعر تھے، بڑے اور بے مثال شاعر تھے۔

ہر چند اگلے جو اہلِ فن تھے
سلطانِ قلمروِ سخن تھے
[گلزار، ۹]

قلم کار: حکاک، وہ شخص جو سونے، چاندی وغیرہ دھاتوں پر نقاشی کرے۔ نام وغیرہ لکھے۔ نگینے پر نقش بنائے یا نام یا کچھ اور کندہ کرے۔ وہ کپڑا جس پر پھول پتی، نقش و نگار سانچے یا مہر سے بنائے جائیں، چھاپے جائیں:

بخشتی ہے گلِ نورستہ کی رنگ آمیزی
پوششِ چینٹِ قلم کار بہ ہر دشت و جبل
[سودا، ص ۷۷]

قلم لگانا: پودے سے شاخ کاٹ کر زمین میں لگانا تاکہ ایک اور پودا پیدا ہو جائے۔
(۲) ایک درخت کی شاخ کا دوسرے درخت کی شاخ میں پیوند لگانا۔
(۳) کسی کی تحریر میں اصلاح کرنا۔

قلم ہونا: کٹ جانا، دو ٹکڑے ہونا [جیسے: اُس کا سر قلم کر دیا گیا، یعنی سر کاٹ دیا گیا، قتل کر دیا گیا]۔

قُلَنج / قُولَنج: وہ درد جو پسلی کے نیچے ہوتا ہے۔ یہ بہت تکلیف دہ اور مہلک ہوتا ہے۔

قُلَہ شَجَرہ: مال و اسباب، بوریا بدھنا۔
["کُلاہ شجرہ" کی بدلی ہوئی صورت۔ جو پیر اپنے مریدوں کو دیتے ہیں]۔

قَلیان: حقہ۔

قَلِیَہ: گوشت کو گھی میں بھون کر شوربے دار پکایا ہوا سالن۔ قصبات میں ترکاری پڑے ہوئے اور ہلدی ملا کر پکائے ہوئے گوشت کے لیے بیش تر مستعمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قلیے کی کئی قسمیں ہیں، پکانے کے کئی طریقے ہیں۔ یہ بھی ہے کہ مختلف علاقوں میں اِسے مختلف طور پر پکایا جاتا ہے۔ معین نے فرہنگِ فارسی میں اِس کی کئی ایرانی قسموں کی تفصیل لکھی ہے۔ باغ کے ضمیمہ تشریحات میں اِس پر میں نے بہت مفصل نوٹ لکھا ہے، اُسے دیکھا جاسکتا ہے [ص ۱۴، ۱۳، ۳۱۲]۔

رات دن دونوں وقت پُلاو، نان، قلیے، کباب [باغ، ص، ۲۳]۔

[میرامن کی عبارت میں "قلیے" بہ طور جمع آیا ہے، اِس کی وجہ یہی ہے کہ قلیے کی کئی قسمیں ہیں]۔

اور ما حصل اِس رنج و مشقت کا جو پوچھو
ڈالا ہوا دھاں دالِ نخود قلیہ و ناں ہے
[سودا، ۲۶۱]

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ چنے کی دال کا قلیہ بھی پکایا جاتا تھا (غالباً گوشت میں چنے کی دال ڈال کر)۔ مرآۃ العروس میں نذیر احمد نے بھی اِس کا ذکر کیا ہے: "خمیری روٹی اور چنے کی دال کا قلیہ دونوں وقت پہنچا کرتا ہے"۔

قَلیہ ہو گیا: دب کر پس گیا، دھکم دھکّا میں بُری طرح دب گیا۔

چپراسی زبردستی ڈھکیل رہے تھے، غرض اِس دھکّا پیل میں میرا قلیہ ہو گیا۔
[کہانی، ۴۴]

قِمار: جُوا۔ ہر بازی جس میں شرط لگائی جائے۔

قِمار باز / قِماری: جُواری [دیکھیے: گُل]۔

قَماری: قمری کی جمع (قُمریاں)۔

قِماش (قُماش): گھر کا مال اسباب، اثاثہ۔ (۲) ڈھنگ، وضع، انداز، قِسم [خوش قماش: اچھی وضع کا]۔

(۳) ریشمی کپڑا۔

قَمچی: لچک دار، پتلی چھڑی جو جھک جاتی ہے، لپک جاتی ہے۔

قمچیاں مارتا ہے اور ہنستا ہے کہ اگر میرے روپے نہ دو گے، تو مارتے مارتے مار ہی ڈالوں گا [باغ، ۱۳۸]۔

قُمقمہ: ایک طرح کی شیشے کی چھوٹی

قندیل۔ ایک قسم کا شیشے کا گولا جو مختلف رنگوں کا ہوتا ہے اور جسے آرائش کے لیے چھت میں لٹکاتے ہیں۔

بیلن کی شکل کی کاغذ کی بنی ہوئی قندیل جو مکان کی آرائش اور شادی بیاہ کی تقریبوں میں نمایش کے لیے رنگ بہ رنگ کے کاغذ کی بنا کر سجائی جاتی تھیں [اصطلاحات]۔

قَناویز: دیکھیے: بلبل چشم۔

قَناعت: تھوڑی چیز پر رضامندی۔ جو کچھ مل جائے اُس پر صبر کر لینے کی عادت ["ہوس" کی ضد]۔

قَنْد: عمدہ سفید دانے دار شکر: چینی، دانہ، شکر۔ (۲) پکّے سرخ رنگ کا ململ کی قسم کا سوتی کپڑا۔ دکن میں "مدرا" اور "سالو" کہلاتا ہے اور شمالی ہند میں "قند"۔ پورب کی طرف بعض مقامات میں "شالباف" اور "سُوہا" بھی کہتے ہیں [اصطلاحات]۔

قَنْد سیاہ: گُڑ۔

قَنْد گھولنا: میٹھی باتیں کرنا، شیریں سخن ہونا۔

یہ کہہ کے لبوں سے قند گھولے
مستی نے دلوں کے عُقدے کھولے
[گلزار، ۶۷۹]

پہر رات تک ہنستی اور بولتی
ہر اک بات میں قند تھی گھولتی
[بیان، ۱۶۴۳]

قندِ مُکَرَّر: دو مرتبہ صاف کیا ہوا قند، جو بہت عمدہ اور شفاف ہوتا ہے۔
(۲) وہ عمدہ بات جو دوبارہ کہی جائے یا سُنی جائے۔

کہا جب میں: ترا بوسہ تو جیسے قند ہے پیارے
لگا تب کہنے: پَر قندِ مکرّر ہو نہیں سکتا
(درد)

قَندِیل: کاغذ کی بنی ہوئی لالٹین جو بہ طور آرایش، یا کھلونے کے طور پر بنائی گئی ہو۔ شیشے کا بنا ہوا مختلف شکلوں کا ظرف جس میں بتّی روشن کر کے زنجیر سے لٹکا دیتے ہیں۔ کاغذ کے بنے ہوئے فانوس جن میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ وہ ظرف جس کے اندر چراغ جلا کر رکھتے ہیں۔

قندیلِ فلک / قندیلِ چرخ: کنایتاً: چاند، سورج، ستارے۔

قُوا: طاقتیں، جسمانی اعضا کے معمول کے مطابق عمل۔
ع: مضمحل ہوگئے قُوا غالبؔ

قُوت: خوراک، روزی، غذا۔

دلوائے ہر ایک کو پئے قوت
اَلماس و عَقیق و لعل و یاقوت
[گلزار، ۳۹۹]

قُوّتِ نامِیہ: بڑھانے والی قُوّت۔ قُوّتِ نشوونما۔ اُگنے، بڑھنے، پنپنے کی قدرتی طاقت۔ [نامیہ: کُل جان داروں اور درختوں میں فطرت نے ایک طاقت پیدا کی ہے جو اُن کو بڑھاتی ہے، لمبا چوڑا، اونچا اور موٹا کرتی ہے]۔

قوّتِ نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض ÷
ڈال سے پات تلک، پھول سے لے کر تا پھل [سودا، ۷۷]۔

قُوچ: مینڈھا۔ سینگ دار مینڈھا جسے تفریحاً لڑانے کے لیے سدھایا جاتا ہے۔

ع: حق میں سودا کے ترے خامے نے،
اے خطّے کے قُوچ (سودا، ۳۱۹)۔

قُور: فیتا جو کپڑوں کے حاشیے پر لگاتے ہیں: کِناری۔

جواہر کے جھلکے بھرے پُور پُور
زری کی ٹکی جیسے مخمل پہ قُور
(بیان، ۱۲۶۶)

(۲) ہتھیار
(۳) قطار (ہاتھیوں وغیرہ کی)۔

قُورچی: اسلحہ خانے کا محافظ سپاہی۔ مسلح سپاہی۔

قُورچی اُس کے بُلانے کو دوڑائے، ایک دم میں سب کو حضور میں لے آئے [باغ، ۱۳۳]۔

قُورما پُلاو: یہ یخنی پُلاو کے برعکس مسالے دار پکایا جاتا ہے۔ اِس میں قورمے کے مسالے کا بھُنا ہوا گوشت ڈالا جاتا ہے۔

ایک میں یخنی پُلاو، دوسری میں قورما پُلاو،
تیسری میں متنجن پُلاو[باغ، ص ۷۷]۔

قَوس: کمان۔ آسمان کے نویں بُرج کا نام، جس کو کمان کی شکل کا فرض کیا گیا ہے۔ مجازاً: قوسِ قزح، دَھنک۔

کھُل گیا جب برس کے وہ بادل
قوس تب آسماں پہ آئی نکل
[مثنویات، ۱۳۰۱]

قَوسِ قُزَح: دَھنک (رنگین کمان کی شکل) جو بارش کے بعد آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

قَوسَین: دوؔ کمانیں، مراد: دونوں ابرو، بھویں۔

قُوش: شکاری پرندہ، جیسے: شکرا، باز (وغیرہ)۔

قُوش خانہ: وہ جگہ جہاں شکاری پرندے رکھے جائیں۔

قُوشچی: میر شکار۔ شکاری پرندوں کی دیکھ بھال کرنے والا۔

قَول: قَول اور قلبانہ، یہ دوؔ انداز ہیں بندش کے، جن کے لیے کہا جاتا ہے کہ یہ امیر خسرو کی ایجاد ہیں۔ یہ ایسے بولوں کا مجموعہ ہوتے ہیں جو کسی حدیث یا عربی جملے پر مشتمل ہوں۔ اِس میں ترانے کے بے معنی بول بھی شامل کر لیے جاتے ہیں۔

قول اور قلبانہ میں فرق یہ ہے کہ قول صرف ایک تال اور راگ میں گایا جاتا ہے اور قلبانہ میں کئی راگ اور تالیں مل جاتی ہیں۔ کئی ٹکڑے ہوتے ہیں اور ہر ٹکڑا راگ اور تال کے ساتھ بدلتا جاتا ہے۔

قُول: قلبِ لشکر کی فوج۔ سپاہی۔

گھروں کی ضبطی کا رسم اِس قدر ہوا ہے عام
اُدھر کسی کا دُکھا سر، اِدھر سے دوڑے قُول
[سودا، ۲۶۸]

قَول: بات، بیان، عہد، وعدہ، اقرار، قسم۔ مقولہ۔

قَول دینا: عہد کرنا۔

قَول ہارنا: عہد کرنا، وعدہ کرنا۔

جاؤ، پر قول ہارتی جاؤ
ہاتھ پر ہاتھ مارتی جاؤ
(مثنویات، ۱۱۲۵)

قَومِ آتشی: جن۔

بولی وہ بشر ہو تم دلاور
سر سبز ہو قومِ آتشی پر
[گلزار، ۱۱۸۵]

قَوی بال: طاقتور بازوؤں والا، طاقتور۔

[بال: بازو آدمیوں کا، پرندوں کا]۔

رکھا آتش پہ دوسرا بال
حاضر ہوئی دیونی قوی بال
[گلزار، ۵۰۱]

قہاقے: قہقہے۔

قہاقے، ہنسی، شور وغل، تالیاں
سُہانی سُہانی نئی گالیاں
[بیان، ۲۰۶۹]

قہاقے مچے: سب قہقہے لگانے لگے۔

محل میں قہاقے مچے، شہ زادی بناوٹ سے رونے لگی[فسانہ، ۱۳۵]۔

قہرِ درویش بر جانِ درویش (کہاوت): غریب کا غصّہ اپنے ہی اوپر نکلتا ہے۔

قہرمان: زبردست، دلیر، صاحبِ جبروت۔ حاکم، ظالم، غضب ناک۔

قہر ہیں: غضب کے ہیں، بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

ہر چند سب لوگ یہاں کے قہر ہیں مگر یہ بزرگوار زینتِ شہر ہیں[فسانہ، ۱۹۰]۔

قہوہ دان: سماوار کی طرح کا ظرف، جس میں قہوہ تیار کر کے رکھا جائے۔

قیامت دل چسپ: بہت دل چسپ۔

قیامت ہے: بہت غیر معمولی بات ہے، عجیب، حیرت انگیز بات ہے۔ ظلم ہے، قہر ہے۔ بہت مشکل ہے۔

قیدِ فرنگ: ایسی قید جس سے چھوٹنا مشکل ہو۔ ایسی پابندیاں جن سے چھٹکارا نہ مل سکے۔

اپنے مطلب کا خوب یاد ہے ڈھنگ
ہو بلا سے کسی پہ قیدِ فرنگ
[مثنویات، ۱۲۲۴]

داغا، تو چلے تفنگ سے وہ
چھوٹے قیدِ فرنگ سے وہ
[گلزار، ۳۰۱]

قَیتون: کلابتو اور ریشم کے تاروں کی بٹی ہوئی ڈوری، جو لباس کی کور پر ٹانکنے کے لیے تیار کی جاتی ہے۔

قُیود: بندشیں، پابندیاں، روک ٹوک۔ ("قید" کی جمع)۔

قَیّوم: ہمیشہ رہنے والا، قائم بالذات۔ کاموں کی بہت اصلاح کرنے والا۔ خدا کا ایک صفاتی نام۔

ک

کابوس: ڈراونا خواب، جس میں بدن جکڑا ہوا محسوس ہوتا ہے، آدمی چیخنا چاہتا ہے مگر آواز نہیں نکلتی۔ سوتے میں ڈر جانے کی بیماری۔

کابین: وہ رقم جو نکاح کے وقت شوہر اپنی

بیوی کو دے، یا دینے کا وعدہ کرے: مہر۔

کاتبِ اَعمال: کہا جاتا ہے کہ دو۲ فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور اُس کے سارے اعمال (کام) لکھتے رہتے ہیں: کراماً کاتبین۔ غالبؔ نے اِسی نسبت سے کہا ہے:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا ؟
(نسخۂ عرشی، ۱۵۹)

کاتبِ اَزَل / کاتبِ تقدیر / کاتبِ صُنع / کاتبِ قدرت / کاتبِ وقت: خُدا۔

کاتِبی: بادشاہوں اور اُمرا کے پہننے کا ایک طرح کا لباس جس کی آستینیں چھوٹی ہوتی تھیں: نیم آستین جامہ۔

نکل تنور کے مُنہ سے کہے ہے گاوزباں
پکی ہوں تب میں کہ جب کاتبیِ خُلد مکاں
پکی ہے تیسرے فاقے میں کوڑیوں کے مُول
(سودا، ۲۶۶)

(خلد مکاں، یعنی مرحوم بادشاہ)۔

کاٹ پھانس: جوڑ توڑ، عیاری، چالاکی؛ کاٹ پیچ۔

دیکھ کر میری عقل جاتی ہے
جو تجھے کاٹ پھانس آتی ہے
[مثنویات، ۹۴۰]

کاٹو تو بدن میں لہو نہیں تھا / کاٹو تو لہو نہیں بدن میں: بڑا صدمہ گزرنے، خوف طاری ہونے اور ہک دھک رہ جانے کے موقعے پر بولتے ہیں۔

دونوں کے رہی نہ جان تن میں
کاٹو تو لہو نہ تھا بدن میں
[گلزار، ۶۹۱]

کاٹھ: لکڑی، سوکھی لکڑی۔ بھاری اور موٹا لٹھا جس میں مجرموں کا پانْو پھنسا دیا جاتا تھا۔ اصل میں دو برابر کے ترشے ہوئے سوراخ دار لکڑے ہوتے تھے جن میں مجرموں کا (ایک) پانْو رکھ کر، دونوں کو ملا دیتے تھے اور اوپر سے قفل جڑ دیتے تھے: لال خاں کا لکڑا۔ قیدی کے پانْو میں ڈالنے کا لکڑی کا شکنجہ۔

کاٹھی: لکڑی کی بنائی ہوئی دُہری نشست جو زین کے مشابہ مگر اُس سے بڑی ہوتی ہے، جسے اونٹ وغیرہ کی کمر پر کس دیا جاتا ہے سوار کے بیٹھنے کے لیے۔ گھوڑے کی پیٹھ پر کسنے کا چمڑے کا زین جس کے نیچے لکڑی ہوتی ہے۔

کاٹھی باندھنا: گھوڑے پر زین یا کاٹھی رکھ کر سواری کے قابل بنانا، تیار کرنا۔

یہ کہہ کر، کاندھے رکھ کے لاٹھی
گھوڑوں پہ ہَوا کے باندھی کاٹھی
[گلزار، ۸۲۳]

کاٹھ ہو جانا: بالکل بے حس و حرکت

ہو جانا، گم سُم۔

میں یہ بات سنتے ہی کاٹھ ہو گیا اور سوکھ گیا کہ اگر کوئی میرے بدن کو کاٹے، تو ایک بوند لہو کی نہ نکلے۔
(باغ، ۴۱)

کاٹے باڑھ، نام ہو تلوار کا: دیکھیے: باڑھ کاٹے، نام تلوار کا۔

کاٹے تلوار / تلوار کاٹے نام ہو سپاہی کا: دیکھیے: کاٹے باڑھ۔

ابرو نے کیا ہے تم کو قاتل مشہور
کاٹے تلوار، ہو سپاہی کا نام
[بحر لکھنوی: اردو لغت]

کاج: کام، مطلب، مقصد۔

کاخ: محل، ایوان، بلند عمارت۔

کاذِب: جھوٹا۔

کاذِبُ الدَّہر: زمانے بھر کا جھوٹا، بہت بڑا جھوٹا شخص۔

کار آزمودہ: تجربے کار، واقف کار۔

ایک اُستادِ دانا، کار آزمودہ واسطے میری تربیت کے متعین کیا [باغ، ۱۰۳]۔

کار آگاہ: کام سے واقف، کار آزمودہ۔

کارِ بستہ: رُکا ہوا کام، اُلجھا ہوا کام۔

کھولتا ہر گز نہیں ہے کارِ بستہ سے گرہ
تانہ باندھا چاہے محکم کر اُسے یہ بدگماں
(سودا، ۵۹)

زمانے میں نہیں کھلتا ہے کارِ بستہ، حیراں ہوں
گرہ غنچوں کی کھولے ہے صبا کیوں کر یہ آسانی
[سودا، ۴۸]

کار بَند: پابند۔

پر، بحرِ سخن سدا ہے باقی
دریا نہیں کاربندِ ساقی
(گلزار، ۱۱)

[یعنی دریا کسی کا پابند نہیں ہوتا؛ شاعری کی دولت اور صلاحیت دریا کی طرح ہمیشہ رواں رہتی ہے، ایسا نہیں کہ کسی شخص یا چند اشخاص تک وہ محدود رہے]۔

(۲) تعمیل کرنے والا، عمل میں لانے والا۔

کار پَرداز: مہتمم، منتظم، کام کرنے والا، کارکُن۔

کارخانہ: مجازاً: دوستوں کی محفل، مجمعِ احباب۔

رہے جب ایسے کارخانے میں
ایک شہرہ ہوا زمانے میں
ظلم جب سہ چکے حسینوں کے
ہوئے مرشد تماش بینوں کے
[مثنویات، ۵۹۔۵۸]

(۲) محکمہ، شعبہ۔ اثاثہ، سازوسامان۔

(۳) زری گوٹا بننے کا ٹھکانا اور اُس تپائی کو بھی کہتے ہیں جس پر زرباف (بننے

والا) بیٹھ کر گوٹا بُنتا ہے۔ اُس تپائی پر ایک بیلن لگا ہوتا ہے جس پر تیار گوٹا لپیٹا جاتا ہے۔ اُس بیلن کو "تر" کہتے ہیں۔

کارخانۂ اِلٰہی : خدائی معاملات، خدائی کارخانہ۔[جانصاحب خدا کے کارخانے کو اِس پہلودار انداز سے ایک شعر میں لائے ہیں کہ حاملہ عورت کا پیٹ (کنایتاً) خدا کا کارخانہ بن گیا ہے:

کارخانے میں خدا کے نہیں کچھ دخل ہُوا!
بچہ پہلے جنیں تم، بیاہ ہوا میرے بعد
[دیوانِ جانصاحب، مطبع حیدری، ص ۴۷]

کارد: چاقو، چھری۔

کارد اُستخوان تک پہنچنا : تنگ آجانا، ہلاک ہونے کے قریب پہنچ جانا۔

کارزار: جنگ، معرکہ۔

کار فرما: کام لینے والا، منتظم، حاکم، صاحبِ اختیار۔

کار کردہ: کام کیے ہوئے، تجربے کار۔

کارواں سرا: قافلوں کے ٹھہرنے کی جگہ، سرائے۔

کاروانی: قافلے والے۔

ع: وہ اونٹ تھے کاروانیوں کے
[گلزار، ۱۵۶]

کارگاہ / کارگہ : وہ جگہ جہاں کام کیا جائے، کارخانہ۔ مزید دیکھیے: کرگا۔

کارگاہِ حیات / کارگاہِ دہر: مراد ہے دُنیا۔

کاری: گہرا، کام تمام کردینے والا، مُہلک۔

تیرِ الفت جو تھا لگا کاری
اشک بے ساختہ ہوئے جاری
[مثنویات، ۱۳۱۱]

کاسِب : کسب کرنے والا، پیشہ ور، اپنی محنت سے کمائی کرنے والا۔

کاسہ : پیالہ۔ شراب کا پیالہ، بھیک کا پیالہ، کشکول۔

کاسۂ سر: سر کا پیالہ، یعنی کھوپڑی۔

تاج میں جن کے نکلتے تھے گوہر
ٹھوکریں کھاتے ہیں وہ کاسۂ سر
[مثنویات، ۱۴۹۲]

کاسۂ سِفال (سِفالی / سِفالیں): مٹی کا پیالہ۔

کاسۂ گُل: پھول کی کٹوری، (کِھلے ہوئے) پھول کے بیچ کی گہرائی، جس میں دانے سے بھرے ہوتے ہیں۔

کاسہ لیس: مجازاً : خوشامدی، چاپلوس۔ (لفظی معنی: پیالہ چاٹنے والا، یعنی کسی کا جھوٹا برتن چاٹنے والا]۔

کاسۂ واژوں: اوندھا پیالہ۔

کاشانہ: گھر۔

ع: گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی (غالبؔ)۔

کاشانی مخمل: ایران کے مشہور شہر کاشان کی بنی ہوئی مخمل، جو بہت عمدہ سمجھی جاتی تھی۔

[مخمل: ریشمی روئیں دار کپڑا، جو سوتی بانے پر تیار کیا جاتا ہے اور نوعیت کے لحاظ سے رُواں چھوٹا بڑا رکھا جاتا ہے]۔

کاشِف: پوشیدہ (امر، اسرار، حالات) کو کھولنے والا، ظاہر کرنے والا۔

کاشکے: کاش (کلمۂ تمنا)۔

کاظِم: غصہ پی جانے والا، ضبط کرنے والا۔

کاغذِ آتش زدہ: جلا ہوا کاغذ۔ وہ کاغذ جل جانے کے بعد جس پر بہت سے چھوٹے چھوٹے سرخ ذرّات نمودار ہو جاتے ہیں۔

بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بے تابی
ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر
[غالبؔ، نسخۂ عرشی، ۱٦۸]

کاغذِ باد / کاغذِ اَطفال: پتنگ۔

کاغذ پر نمک پیسنا: خط یا کسی بھی تحریر میں طنزیہ باتیں لکھنا۔

کاغذی پیرہن: معین نے فرہنگِ فارسی میں "کاغذیں پیرہن" اور "کاغذیں جامہ" کے تحت لکھا ہے کہ کاغذ کا بنا ہوا کوئی لباس تھا جسے فریادی پہن کر حاکم کے سامنے آتا تھا۔ حاکم سمجھ جاتا تھا کہ وہ داد خواہ ہے اور وہ اُس کی فریاد سنتا تھا اور انصاف کرتا تھا۔ فارسی کے کئی شعر بہ طورِ سند درج کیے ہیں۔
[تیسری جلد، ۲۸۳۳]

نقش، فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
(غالبؔ)

کافِ تازی / کافِ عربی: ک۔ (گ کو کافِ فارسی کہتے ہیں)۔

کافِرِ اَکْفَر: بہت ظالم و جابر۔

یہ خبر اُس کافرِ اکفر کو پہنچی۔ اِس پر بھی چین نہ آیا۔ لاش منگا، جلا کے دل ٹھنڈا کیا [فسانہ، ۲۳۹]۔

کافرِ حَرْبی: وہ کافر جس کے سبب سے دین کے کاموں میں خلل پڑتا ہو اور اِس بنا پر مسلمانوں کے لیے اُس سے لڑنا واجب ہو جائے۔

کافرِ کتابی: وہ غیر مسلم جو اہلِ کتاب میں سے ہوں، جیسے: عیسائی، یہودی، [اہلِ کتاب: جن پیمبروں پر آسمانی صحیفے، کتابیں اُتری ہیں، اُن کے ماننے والے۔ چار آسمانی کتابیں مشہور ہیں: توریت، زبور، انجیل، قرآن]۔

دکھلائے جو وہ روے رکتابی اے ذوقؔ
سب مدرسہ، کافرِ رکتابی ہو جائے
[کلیاتِ ذوقؔ، مجلس ترقیِ ادب، لاہور، ص ۴۰۸]

کافر کیش: شرع کے خلاف چلنے والا، بے دین۔ مجازاً: ظالم، بے وفا (عموماً معشوق کے لیے)۔

کافر ماجرا: کافروں جیسا سلوک کرنے والا، ظالم۔ محبوبانہ انداز رکھنے والا۔

کافرماجرائی: ظلم، بیداد۔

کافری (غلام کافری): علاقہ کافریہ واقع افریقہ کی ایک قوم کا نام (آصفیہ)۔ معین نے فرہنگِ فارسی میں 'کافرستان' کے تحت لکھا ہے: یہ ایک علاقہ ہے شمالی افغانستان میں، کوہ ہندوکش کے دامن میں، درۂ کابل کے شمال میں، یہاں کے رہنے والوں کو "کافرہا" کہا گیا ہے، جو خاص آداب و عادات کے مالک ہوتے ہیں [فرہنگِ فارسی جلدِ ششم، ص ۱۵۳۰]۔ میرا خیال ہے کہ غلامِ کافری سے اِسی قوم کا فرد مراد ہے۔

خواجہ نے ایک غلام کافری کو کہا کہ جاکر بازدار سے کہہ [باغ، ۱۳۱]۔

کافِریں: حسین عورتیں۔

ع: کئی کافریں اور بھی دل نواز (بیان، ۱۳۱۴)

کافورِ سَحَر / کافورِ صُبح: صبح کی سفیدی، صبح کا اُجالا، صبح تڑکے: سپیدۂ سحر۔

کافوری شمع: کافور کی بنی ہوئی شمع، جس کی روشنی نہایت صاف ہوتی تھی (نور)۔

کافور ہو: چلو جاؤ، اپنی راہ لو۔

میں سمجھی ہوں تم کو، بہت دور ہو
چلو اب کہیں یہاں سے کافور ہو
(بیان، ۱۰۱۶)

کاف و نون: عربی کے لفظ "کُن" سے مراد ہوتی ہے۔ دیکھیے: کُن۔

کاکا: وہ غلام جو گھر میں رہتے رہتے بوڑھا ہو گیا ہو، بوڑھا خانہ زاد غلام۔ وہ خواجہ سرا جس کی گود میں والدین نے پرورش پائی ہو۔

اُس نازنیں کو مبارک ڈولی کر کر کارواں سرا میں لے آیا...... میں نے کہا: اے کاکا! ملک صادق یہاں کہاں ہے [باغ، ۳۳۵]۔

کاکا تُوا: دیکھیے: کاکا کوّا۔

کاکا کوّا: ایک قسم کا سفید اور بڑا طوطا، جس کے سر پر سُرخ یا زرد کلغی ہوتی ہے۔ آواز آدمی کے بچّے کے مانند صاف نکالتا ہے۔ اِس کی چونچ نہایت بدنما اور سیاہ ہوتی ہے۔ اِسے "کاکاتُوا" بھی کہتے ہیں۔

مزے خوب لوٹو گے کیوں شیخ صاحب!
ملیں گے بہشتِ بریں میں اگر پَر
زمرّد کی اِک چونچ ہو گی بڑی سی
کہ مارو گے ٹھونگ اُس سے ہر اک ثمر پر
پڑے اُڑتے پھرے گا جوں کاکاکوا
کبھی اِس شجر پر، کبھی اُس شجر پر
[انشا، کلامِ انشا، ص ۹۸]

کاکُل: سر کے بڑے بڑے آگے لٹکے ہوئے بال (مجازاً: زلف، گیسو)۔

اکڑ زلف کی اور کاکُل کا بَل
جوانی کی شب کا سماں بر محل
(بیان، ۹۱۱)

کاکُلِ پیچاں: بل کھائے ہوئے گیسو، خم دار زُلفیں۔

کال: موت، موت کا فرشتہ۔

کوئی ہاتھی ہے یا آفت وہ چنڈال
مہاوت پر گرہ، آقا کے سر کال
[سودا، ۲۹۵]

کالا: سیاہ رنگ کا سانپ، گوبرا۔

اندھیرے سے اُس چاہ کے اُس کا تن
نظر یوں پڑا جیسے کالے کا مَن
[بیان، ۱۷۴۴]

کالا بال: پشم، جھانٹ۔ مجازاً: بے حقیقت، چیز، اونا آدمی۔

پُور کب اس کا نُور مانے ہیں
کالا بال اپنا اُس کو جانے ہیں
[سودا، ۲۷۶۔ در ہجوِ کوتوالِ دہلی)

کالا دانہ: اِسپند، جسے عورتیں بُری نظر دور کرنے کے لیے سر سے اُتارتی ہیں یا اُسے آگ میں جلاتی ہیں۔

کالا دانہ ذرا اُتروالو
رائی لون اِس سمجھ پہ کر ڈالو
(مثنویات، ۱۴۳۵)

کَالعَدَم: نہ ہونے کے برابر، ختم، ناپید، گویا کہ ہے ہی نہیں۔

کالعدم سمجھا جائے: ختم سمجھا جائے۔

کَالنَّقْشِ فِی الحَجَر: جیسے پتھر کا نقش، پتھر پر کھدی ہوئی عبارت۔
(کہانی، ص ۴۴)

کالے کا مَن: دیکھیے: مَن۔

کالبُد: جسم۔ ڈھانچا، بنیادی شکل۔ قالب۔

کام: شہوت / مقصد، غرض / تالو۔

کامِ جاں: دلی مقصد، دلی خواہش۔

کسی سے بر آوے نہ کچھ کامِ جاں
جو وہ مہرباں ہو، تو کُل مہرباں
(بیان، ۱۱۰)

کامگار: کام یاب۔ صاحبِ اقبال۔

کامرانی: خوش نصیبی، کام یابی [گلزار، ۱۳۷۹]

جب کام روا ہوئی وہ رانی
گزری بہ ہزار کامرانی
[گلزار، ۱۳۷۹]

کام و دَہن: تالو اور مُنہ۔

کان پر جوں نہیں پھرتی: ذرا بھی اثر نہیں ہوتا۔

آنکھ، کچھ بھی کہوں، نہیں پھرتی
کان پر تیرے جوں نہیں پھرتی
[مثنویات، ۹۶۰]

کانٹوں میں اُلجھنا: جھگڑے میں پھنسنا۔

کاندھا دینا: جنازے کو کندھے پر لینا۔ میت کے ڈولے کو کندھے پر اُٹھانا۔
(۲) مدد دینا، سہارا دینا۔ دیکھیے: کندھا دینا۔

کان دھر کر سنو: غور سے سنو۔

کانڑا: کانا۔

کانڑا ٹٹو: غریب، بے وقوف، کاہل۔

ایک مولوی صاحب، دوسرا ایک کانڑا ٹٹو، بدھو نکر اُن کا نوکر خدا بخش [کہانی، ص ۳۵]۔

کان کاٹنا: بُرائی میں سب سے آگے بڑھ جانا۔

تو نے بے غیرتوں کے کاٹے کان
سَو نصیحت کرو، نہیں کچھ دھیان
[مثنویات، ۱۳۶۵]

میرے تو، سُن کے اُڑ گئے اَوسان
لیلیٰ مجنوں کے تو نے کاٹے کان
[مثنویات، ۱۳۶۵]

[یہ محاورہ عام طور پر بُرا کہنے، طنز کرنے، یا تنبیہ کرنے کے موقعے پر استعمال میں آتا ہے]۔

کانُون: انگیٹھی، آتش دان۔

کانوں پر ہاتھ رکھنا: صاف صاف انکار کرنا۔ اپنی ناواقفیت، لاعلمی ظاہر کرنا۔

سبھوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے کہ کوئی غلام نہیں جانتا کہ اِس کا بانی کون ہے۔
[باغ، ۹۴]

کاوا: گھوڑے کو سدھانے کے لیے ایک مقررہ دائرے میں اُس کو چکّر یا پھیرے دینا (۲) گھوڑے کو سیدھا بنانے کے لیے کھِسّے میں جوت کر چکّر دینا۔ [کھِسا: نئے گھوڑے کو گاڑی میں جوتنے کے لیے سدھانے کا قریب چار پانچ فٹ لمبا، چار چھے انچ موٹا وزنی تختہ، جس کو گاڑی کی جگہ استعمال کرتے ہیں]۔

کاوا دینا: گھوڑے کو حلقہ باندھ کر چکّر دینا کہ اُس کے سُموں کے نشان سے دائرہ سا بن جائے۔

یہ دیوان کا پوت سب میں سندر تھا اور گھوڑے کو کاوے دے دے کر کسب کر رہا تھا [باغ، ۱۵۰]۔

کاواک: خالی، کھوکھلا، بے ڈول۔

کاوِش: کھودنا، تلاش کرنا۔ مجازاً: کوشش۔ کرید۔

کاوش پہ ہوا عُبر سے اَلماس
غنچے نے بُجھائی اُوس سے پیاس
[گلزار، ۶۸۰]

[اِس شعر میں "کاوش" اندر داخل ہونے کی کوشش کرنے کے مفہوم میں آیا ہے، مطلب یہ ہے کہ جنسی عمل کی تکمیل ہوئی۔ عُبر اور الماس سے بالترتیب زنانہ اور مردانہ جنسی اعضا مراد ہیں]۔

(۲) دشمنی، رنج۔

ع: کاوش تری بے ثبات ہے یہ
[گلزار، ۹۶۸]

کاوکاو: سخت محنت، تکلیف، خلش۔

ع: کاوکاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
(غالب)

[فارسی کا مصدر ہے کاویدن، اِس کے معنی ہیں: کھودنا، کریدنا، اِسی سے "کاوش" بنتا ہے۔ اِس سے "کاو" بنا ہے]۔

کاہ: سوکھی گھاس، تنکا۔

کاہ رُبا/کہ رُبا: ایک قسم کا زرد رنگ کا مُہرہ جس کو ریشم یا چمڑے پر گھس کر گھاس کے قریب لے جائیں تو گھاس کا تنکا کھنچ کر اُس مُہرے سے آلپٹتا ہے۔

کاہش: کمی، گھِس جانا، دُبلاپا، کم زوری، مجازاً: تکلیف، ایذا جس سے جسم گھلنے لگے۔

یک چند وہ مہ تھی کاہشوں میں
گزری اک عمر خواہشوں میں
[گلزار، ۱۰۸۵]

کاہشِ بدر: چودھویں رات کے چاند کے حُسن کو گھٹانے والا۔ چودھویں رات کا چاند جس کے سامنے بے نور تھا۔

حُسنِ خداداد بے مثال، کاہشِ بدر، غیرتِ ہلال، عجب سِن و سال۔
[فسانہ، ۷۵]

["کاہشِ بدر" کے حقیقی معنی ہیں: چودھویں رات کے چاند کا گھٹنا، کم ہونا، مگر شاعر نے اُسے گھٹانے والا کے مفہوم میں استعمال کیا ہے اور یہ خاص استعمال ہے۔ عام طور پر اِس طرح مستعمل نہیں]۔

کاہلہ ہوا: بیمار ہوا۔

اتفاقاً وہ بوڑھا کاہلہ ہوا، میں اُس کی بیمارداری میں حاضر رہتا [باغ، ۲۳۴]۔

کاہن: غیب کی باتیں بتانے والا۔

نجومیوں کی طرح کاہن بھی غیب کی باتیں بتانے کا دعوا رکھتے تھے۔

کاہ و کہ رُبا ہو گئی: اُس کی طرف کھنچ گئی، عاشق ہو گئی۔

کششِ محبّت سے کاہ وکہ رُبا اُسی دم ہو گئی[فسانہ، ۸۰]۔

کاہیدہ: گھٹا ہوا، گھِسا ہوا۔ مجازاً: دُبلا، لاغر، مبتلائے آزار۔

کاے: کہ اے[تلفظ: کَے]۔

وزیروں نے کی عرض کاے آفتاب!
نہ ہو تجھ کو ذرّہ کبھی اِضطراب
(بیان، ۲۳۹)

کائستھ: کایستھ (ہندوؤں کی ایک مشہور ذات جس کے افراد لکھنے پڑھنے میں خاص کر فارسی دانی میں مشہور رہے ہیں۔ معروف مثل ہے: کائستھ کا بیٹا پڑھا بھلا یا مرا بھلا]۔

کب: کبت کہنے والا، شاعر۔

چناں چہ کسو کب نے یہ کبت کہا ہے
[باغ، ۸۱]

کِبْر: غرور، گھمنڈ۔

کِبار: (کبیر کی جمع) بڑے آدمی، بزرگ لوگ۔ رسولِ کبار: پیغمبروں میں سب سے برتر، مراد ہیں رسول اللہؐ۔

تو کونین میں لطف پر لطف رکھ
خُدایا! بہ حقِ رسولِ کِبار
[باغ، ۲۵۰]

کِبَرِسن: بُڑھاپا۔
[کِبَر: بڑی عمر کا ہو جانا۔ زیادہ ہونا۔ سِن: عُمر]

کِبْریا: بزرگی اور بڑائی والا، خدا کے صفاتی نام کے طور پر استعمال میں آتا ہے۔

سچ کہ محبوبِ کبریا ہے وہ
خلق میں نائبِ خدا ہے وہ
[مثنویات، ۴۰]

در گذر مجھ سے کبریا کے لیے
چھوڑ غارت گئے! خدا کے لیے
[مثنویات، ۱۰۱۷]

(۲) عظمت، بڑائی۔ فخر، غرور۔

میرؔ ناچیز، مشتِ خاک اللہ!
اُن نے یہ کبریا کہاں پائی
[کلیاتِ میرؔ، مرتبہ آسی، ص ۴۵۶]

کِبْریائی: عظمت، بڑائی۔ تکبّر۔

گو کسی حالت میں ہو قائمؔ میں سمجھوں ہوں تجھے
ہے تو تو وہ ہی، پہ تیری کبریائی کیا ہوئی
[قائمؔ، چاند پوری: اردو لغت]

کِبْرِیت: گندھک۔

کِبْرِیتِ اَحْمَر: سرخ گندھک، جو بہت کم یاب ہے۔ مجازاً: اکسیر۔

کَبْک: چکور[شاعر اِس کی چال کو معشوق کی رفتار سے تشبیہ دیتے ہیں]۔

کَبْکِ دَرّی: ایک قسم کا بڑا چکور جو پہاڑوں میں پایا جاتا ہے اور بہت خوش رفتار

ہوتا ہے۔

کَبُود: نیلا۔ [چرخ کبود: نیلا آسمان]۔

کَبُود چشم: کرنجی آنکھوں والا۔ مجازاً: بے وفا، بے مروّت۔ [آنکھوں کا نیلا پن بے وفائی، بے مروّتی کی علامت سمجھا جاتا ہے]۔

کَبِیدہ: رنجیدہ، آزردہ، ملول۔

کَبِیدگی: ملال، رنج۔

کُپُول: گال، رُخسار۔

ع: کہ بوڑھی ہتھنی کے جس طرح بیٹھ جائیں کپول [سوداؔ، ۲۶۷]۔

کِتابُ اللہ: قرآنِ پاک۔

کتابِ الٰہی: خدا کی نازل کی ہوئی کتاب (جیسے توریت، انجیل، زبور، قرآن) خاص طور پر قرآنِ پاک۔

کتابِ پاک: مراد ہوتا ہے قرآنِ پاک۔

کتاب چاٹنا / چاٹ جانا: (بہ طور کلمۂ حقارت) پوری کتاب پڑھ لینا بغیر سوچے سمجھے پڑھنا۔

کِتابہ: وہ عبارت جو قبر کی لوح یا مسجد وغیرہ کے دروازوں (پیشانی) پر کندہ کر کے، لکھ کر لگاتے ہیں۔

وہ نظم یا نثر جو کسی کی تعریف میں یا بہ طور قطعہ تاریخ کے کسی عمارت کے پیش طاق پر لکھواتے یا کھدواتے ہیں۔

کتابِ ہدیٰ / ہُدا: قرآنِ پاک۔

کِتابی چہرہ: لمبا چہرہ؛ روے کتابی۔ [کتابی رُو: جس کا چہرہ کتابی ہو]

کَتارا: ایک قسم کا پتلا گنّا، جس کے رس سے گڑ، کھانڈ بنائی جاتی تھی۔

کوئی مصری کے گنّے کہہ پکارے
کوئی کہتا ہے: بیٹھے ہیں کتارے
[میر حسن: مثنویاتِ حسن، مجلس ترقیِ ادب لاہور، ص ۱۹۴]۔

(۲) املی (یعنی املی کا پھل) کچّا ہو یا پکّا۔ یہ نام شاید کٹار کی قدرے مشابہت کے سبب رکھا گیا (آصفیہ)۔

کتاں: السی جس کا تیل نکالا جاتا ہے۔

(۲) ایک طرح کا باریک ریشمی کپڑا، جس کے متعلق شاعروں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ چاند کے سامنے آنے سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ایک روایت ہے کہ یہ کپڑا السی کے درخت کی چھال سے سَن کے کپڑے کی طرح تیار کیا جاتا ہے [فرہنگِ آصفیہ]۔

دراصل یہ سب شاعرانہ روایتیں ہیں۔

زرد چہرہ ہے ارغواں کی طرح
ٹکڑے پوشاک ہے کتاں کی طرح
[مثنویات، ۱۳۳۷]

کَتخُدا: شادی شدہ (لڑکا ہو یا لڑکی)۔

کتخُدا کرنا: شادی کرنا۔

کَتخُدائی / کَد خُدائی: شادی۔

کَتِف: شانہ، کندھا۔

کَتِفَین: دونوں شانے۔

کتک: سونٹا (بھنگ گھوٹنے کا)۔

عہد میں اُس کے مَناہی کو ہے ذلت اِتنی
کشمکش ئے پہ نت اُٹھ، بنگ سدا زیرِ کتک
[سودا، ۱۶۰]

کَتم: چھپا ہونا، حجاب، پردہ، چھپانا۔

کَتم عدم سے: پردۂ عدم سے، اُس دنیا، اُس عالم سے جہاں کچھ نہیں۔[کتم عدم سے وجود میں آیا: عدم سے اِس دنیا میں آیا، نیستی (نہ ہونے) کے پردے سے باہر نکلا)۔

کِتمان: چھپانا: مخفی رکھنا۔

کتنے پانی میں ہیں: علم کتنا ہے، کتنے پڑھے لکھے ہیں، کیسے کام کرنے والے ہیں۔

ایسے صاحب کمال لوگ ظاہری حالت کو نہیں دیکھتے، یہ دیکھتے ہیں کہ مولوی صاحب ہیں کتنے پانی میں[کہانی، ۳۵]۔

کتنے دن پیچھے: کچھ دنوں کے بعد۔

کتنے دن پیچھے وہ بزرگ جاں بہ حق تسلیم ہوا[باغ، ۲۳۵]۔

کَٹّا: مضبوط ہاتھ پانْو کا آدمی، طاقتور، تندرست۔

پُر ہیں مندر کے کوٹھے اور اَٹے
بوڑھے، لڑکے، جوان اور کٹّے
[نظیر، ۲۷]

[عموماً یہ "ہٹّا" کے ساتھ آتا ہے: ہٹّاکٹّا]۔

کٹار: تیز دھار کا چھوٹا اور دودھارا خنجر (جسے کمر پر باندھتے ہیں)۔

[یہ پُرانا خاص آریا قوم کا حربہ تھا اور آخر میں اِس سے زیادہ تر چور اور قزاق کام لیتے۔ اِس سے حریف پر ٹوک کے حملہ نہ کیا جاتا، بلکہ اُسے غافل رکھ کے حملہ کیا جاتا! اِسی وجہ سے غالباً دہلی میں بھی اور خاصتاً لکھنؤ میں شرفا نے اِس سے کام لینا چھوڑ دیا تھا۔ کٹار سب باندھتے، مگر اُس سے لڑنا اور حربہ کرنا کوئی نہ جانتا تھا...... اِس سے چور اکثر راتوں کو غافل اور سوتے حریف پر حملہ کرتے اور چھپ کر اُس کا کام تمام کر آتے[گذشتہ لکھنؤ، ۱۹۲]۔

کٹاری: چھوٹی کٹار۔

کَٹَّر: بے رحم، سنگ دل۔

تب اُس بے رحم، نمک حرام، کٹر، سنگ دل نے تلوار سے مجھے گھائل کیا۔
[باغ، ۵۹]

کٹک: فوج۔ سپاہی۔

دیکھے جو اُس کی کجوں کو، یہ تیکھن ہوا اُسے
تموںیاں تان کے یہ کام کا اُترا ہے کٹک
[سودا، ۱۵۶]

کُٹم: گھرانا، خاندان، رشتے داری۔

کُٹن: پاجی، مفسد، حرام زادہ، دیوث۔

کٹوری: اِس کی جمع: کٹوریاں۔ انگیا کا وہ حصّہ جس میں چھاتیاں رہتی ہیں: غلافِ پستاں۔

چاق چو بند سینہ زوری میں
پھول رکھتے ہوئے کٹوری میں
[مثنویات، ۶۸۰]

(۲) تلوار کی موٹھ کا وہ حصّہ یا گول پھول جو اُس کے سرے پر ہوتا ہے: سرحلقہ، قبضۂ شمشیر۔

کٹول: ایک پودے کا نام۔ یہ دوا میں بھی کام آتا ہے۔

سوالِ دستخطی پھاڑ کر کے پنساری
کسی کو آنٹولے دے باندھ کر، کسی کو کٹول
(سودا، ۳۶۶)

کٹھ بندھن: لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا لٹھے یا گول گھیرے کی شکل کا، جس سے ہاتھی کا پانو باندھ دیتے تھے۔ یہ اِتنا وزنی ہوتا تھا کہ ہاتھی کے لیے اِسے کھینچ کر چلنا پھرنا ممکن نہ تھا۔

کٹھراپا: شرارت، چیزوں کو درہم برہم کرنے کی عادت (ہاتھی کے لیے)۔

مچائی جس کے کٹھراپے نے وہ دھوم
کہ لرزے ہے پڑا لے شام تا روم
[سودا، ۲۹۵، در ہجوِ فیل]

کثیف: میلا، گندا، گدلا (لطیف کی ضد)۔

کج: ٹیڑھا (راست کی ضد)۔

کج ادا: ناز نخرے والا، مغرور، بے مروّت، بداخلاق۔

کج ادائی: بے مروّتی، بداخلاقی، بے رُخی۔

کجاوہ: سواریوں کے بیٹھنے کے لیے اونٹ کی کمر کے دونوں طرف لٹکی ہوئی ہودے یا ٹوکرے کی وضع کی نشستیں، جن میں ایک، دو یا زیادہ سواریاں بیٹھ سکیں۔ دیکھیے: ہودج۔

کج دار و مَریز: ٹیڑھا رکھ اور بہنے نہ دے؛ کنایتاً: وہ احکام جن کا بجا لانا دشوار ہو، ایسی بات جس کی تعمیل نہ ہو سکتی ہو۔

کج رفتار: ٹیڑھی چال چلنے والا، سیدھی چال نہ چلنے والا۔

کج رَو: کج رفتار۔

کج رَوِشی: ٹیڑھی چال چلنا۔

کج کُلاہ: ٹیڑھی ٹوپی والا، اکڑ کی وجہ سے یا خود نمائی کے لیے، شان و شوکت کے

اظہار کے لیے ٹیڑھی ٹوپی پہننے والا۔ کنایتاً: معشوق۔ بادشاہ۔

کج کلاہی: ٹیڑھی ٹوپی پہننا، بانکپن، خود نمائی۔ بادشاہی۔

کجلی بَن: ہاتھیوں کے رہنے کا جنگل۔

کج مج: ٹیڑھا میڑھا، اُلجھا ہوا، غیر واضح۔

کج مج بیاں: جس کی زبان گفتگو میں اچھی طرح نہ چلے، جس کی بات الجھی ہوئی، غیر واضح ہو۔

کج مج زباں: دیکھیے: کج مج بیاں۔

پسندِ اہلِ معنی اب لگا ہونے سخن میرا
مری کج مج زباں میں جو نئی تقدیر ہوئی پیدا
[جوشش: اردو لغت]

کج و واکج: ٹیڑھا ترچھا۔ اٹھلاتے ہوئے ٹیڑھے ترچھے چلنا۔

کج و واکج چلے جس طرح وہ اٹکھیلی سے
موجِ دریا بھی اُسے دیکھے تو رہ جائے ٹھٹھک
[سودا، ۱۵۸]

کِچکِچی باندھ کر: زور سے دانت بھینچ کر، تکلیف (یا غصّے) میں زور سے دانت پیس کر۔

مارے صدمے کے وہ نہ لائی تاب
کچکچی باندھ کر ہوئی بے تاب
[مثنویات، ۱۰۴۶]

کِچکِچانا: غصّے یا تکلیف سے دانت پیسنا، زور لگانا۔

کچکول: بھیک کی جھولی، بھیک کا پیالہ: کشکول۔

فقیر کے کچکول میں جو ٹکڑے بھیک کے
موجود تھے، ملکہ کے روبہ رو رکھے۔
[باغ، ۹۲]

ع: بغل کے بیچ توسونٹا ہے، ہاتھ میں کچکول
[سودا، ۲۶۶]

کچھ اَور ہی گُل کِھلا ہے: کچھ اور ہی معاملہ ہے، کوئی نئی بات ہوئی ہے۔

کچھ خیر ہے تم کو: دیکھیے: تم کو خیر ہے۔

کچھ دور نہیں: یہ خوبی ممکن ہے، ایسا ہو سکتا ہے۔

ہر چند کہ طرفہ حال ہے یہ
کچھ دور نہیں، مثال ہے یہ
[گلزار، ۴۱۷]

کَچّھی: وہ گھوڑا جس کی کمر معمول سے زیادہ دبی یا دھنسی ہوئی ہو۔ ایسا گھوڑا رفتار کا عیبی اور چلنے کا چور ہوتا ہے۔ علاقہ کچھ کا گھوڑا جس کی کمر بیچ میں جھکی ہوئی ہوتی ہے۔

کَچّی چِھنال: اونا درجے کی رنڈی، ٹکہائی۔

کَچّی کلی: مُنہ بند کلی، مجازاً: دوشیزہ،

نابالغ لڑکی۔

کچی کلی توڑنا: نابالغہ کے ساتھ ہم بستری کرنا۔

کچی کلی ٹوٹنا: کم عمری میں مر جانا۔

کچی گولیاں کھیلنا: نادان ہونا، ناتجربے کار ہونا۔

اور وہ مُوتیاں ہیں البیلی
میں نہیں کچی گولیاں کھیلی
[مثنویات، ۹۲۴]

کچی گھڑی: کم وقت، تھوڑا سا وقت۔

درازی سنتے تھے مدت سے ہم روزِ قیامت کی
سُو اک کچی گھڑی نکلی ہمارے روزِ فرقت کی
[امیر مینائی: صنم خانۂ عشق، ص ۳۳۰]

کچیں: "کچ" کی جمع: عورت کی چھاتیاں۔

چھاتی کی گھنڈی، جسے "بھٹنی" کہتے ہیں۔

کحّال: آنکھوں کا علاج کرنے والا۔ سرمہ بنانے والا۔

تھا اک کحّال پیر دیرینہ
عیسیٰ کی تھیں اُس نے آنکھیں دیکھیں
[گلزار، ۴۰]

کحل: سرمہ۔

کحل البصر: آنکھوں کا سرمہ۔

جہاں تک کہ تھے یہاں کے اہلِ نظر
سمجھ مایۂ نور، کحل البصر
[بیان، ۶۱]

کحل الجواہر: وہ سرمہ جس میں تقویت کے لیے موتی اور دوسرے جواہر ڈالتے ہیں۔

کحیل: وہ آنکھ جس میں سرمہ لگا ہوا ہو۔

کد: اصرار، ضد، ہٹ۔

رنج آجاتا ہے اِسی کَد سے
نہ بڑھے آدمی کبھی حد سے
[مثنویات، ۱۴۳۹]

لازم جو ہو، اُس میں کد نہ کیجیے
سائل کا سوال رَد نہ کیجیے
[گلزار، ۱۰۶۵]

(۲) عداوت، مخالفت۔

کد: کب۔

کِدارا: ایک راگنی، جس کے گانے کا وقت آدھی رات ہے۔
[بیان، ۱۵۵۰]

کدخُدا: گھر کا مالک، صاحبِ خانہ۔

کدخُدا ہونا: دولھا بننا، شادی ہونا۔

واں دُھن کہ صنم سے کدخُدا ہوں
یاں دھیان کہ بُت کا پارسا ہوں
[گلزار، ۱۳۰۷]

کد نہ کریں: ضد نہ کریں۔

جان دینے میں، کہہ دو، کَد نہ کریں
ئے کریں، سب کا کہنا رَد نہ کریں
[مثنویات، ۷۶۵]

کدوکاوِش: تلاش، کوشش، جستجو۔

کَدَھو: کبھی ("کبھو" کی بدلی ہوئی شکل]۔

کدھو میں کچھ اَحوال اِدھر اُدھر کا راہ
کٹنے کے لیے کہتا [باغ، ۶۴]۔

کدھی: کبھی۔

کدھی کاہے کو دیکھے یہ دھو کے
آدمی سیکتا ہے کچھ کھو کے
(مثنویات، ۸۳۵)

کُڈھنگ : بے ڈھنگا، وحشی، بد اخلاق، بدنما۔

کذا : اِسی طرح۔ کسی لفظ یا عبارت کے ٹکڑے کے آگے قوسین میں (کذا) لکھا ہوا ہو، تو اُس کا مطلب یہ ہوگا کہ اصل متن میں یہ لفظ یا فقرہ اُسی طرح لکھا ہوا ہے جس طرح نقل کیا گیا ہے۔

کِذب: جھوٹ۔

کَر: بہرا: گراں گوش۔

کرّار: بار بار حملہ کرنے والا۔ کنایتاً: بہت بہادر۔ حضرت علیؑ کا لقب۔

کِرام: بُزرگ، باعزّت، سخی، فیّاض [کریم کی جمع]۔

کرامت: وہ خلاف عادت بات جو کسی ولی سے ظاہر ہو۔ بزرگی، عظمت، تعجب انگیز بات۔

کرب: جسمانی تکلیف، ذہنی کوفت، بے چینی، اضطراب۔

کربَل: کربلا۔

کرتار: خدا۔ پیدا کرنے والا۔

کُرتی : بے آستینوں کا اونچا کرتا، جسے عورتیں انگیا کے طور پر پہنتی ہیں: چھوٹی قمیص۔ شرر نے گذشتہ لکھنؤ میں لکھا ہے: "لکھنؤ میں مسلمان بیگموں کی وضع ابتداءً تنگ مُہری کا کھنچا ہوا پاجامہ، سینے پر چھوٹی اور تنگ انگیا، اور پیٹ اور پیٹھ چھپانے کے لیے ایک عجیب و غریب کُرتی، جو آگے کی طرف اُس حد تک کاٹ دی جاتی جہاں جسم پر انگیا کا تصرف رہتا۔ اُس میں نہ آستینیں ہوتیں اور نہ سینے پر اُس کا کوئی حصہ رہتا۔ دو لمبے بندوں کے ذریعے جو شانوں پر سے ہو کے آتے، پیٹ اور پیٹھ پر معلّق ہوتی۔ شاہی کے عہدِ آخر میں باریک کپڑوں اور آدمی آستینوں کے شلوکوں کا رواج ہو گیا، جو کُرتی کے عوض، پہلے تو محرم کے اوپر پہنے جانے لگے اور چند روز بعد اُنھوں نے محرم کی ضرورت بھی اُڑادی"۔
[شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۲۸]

مولفِ فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں نے "کرتی" کے تحت لکھا ہے:

"ایک قسم کا بغیر آستینوں کا اونچا کرتا

جسے عورتیں انگیا کے اوپر پہنتی ہیں۔
"انگیا کے ساتھ پہننے کا خاص وضع کا سِلا ہوا کپڑا جو پیٹ اور پیٹھ کے حصّے کو ڈھکتا ہے۔ ہندستان کے قدیم لباس میں سے ہے۔ آگرہ اور اودھ کے علاقے میں پرانی وضع کی دل دادہ ہندو عورتیں اب تک انگیا کے ساتھ کرتی پہنتی ہیں"

بالِ رُخ کے سنوارتے جانا
اونچی کُرتی اُتارتے جانا
[مثنویات، ۸۴۴]

ہزار پان سے کہاریاں...... ململ کے دوپٹے باریک؛ بنت گو کھروکی کُرتی انگیا [فسانہ، ۱۸۲]۔

جو دیکھے وہ انگیا جواہر نگار
فرشتہ ملے ہاتھ بے اختیار
وہ باریک کُرتی مثالِ ہوا
عیاں ہو بہ ہو جس سے تن کی صفا
[بیان، ۵۸-۱۰۵۱]

وہ کُرتی، وہ انگیا جواہر نگار
نیا باغ اور ابتدا کی بہار
وہ چھب تختی، اور اُس کی کُرتی کا چاک
تڑاقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
[بیان، ۳۶-۸۳۵]

کُرتیاں: بانات کی چھوٹی چھوٹی قمیص، جنھیں کہار پہنا کرتے تھے: کہاروں کی وردیاں۔

کہاروں کی زر بفت کی کُرتیاں
اور اُن کی دبے پانو کی پھُرتیاں
[بیان، ۵۱۴]

کُر چھال: چوکڑی، چھلانگ۔
گھوڑا میری رانوں تلے ایسا پرند تھا کہ بارہا ہرنوں کے اوپر دوڑا کر، اُن کی کرچھالوں کو بھلا کر، ہاتھوں سے پکڑ پکڑ لیے تھے [باغ، ۱۹۵]۔

کُرخُت: سخت۔

کِردگار: بنانے والا۔ مراد ہوتی ہے خدائے تعالا سے۔

کُردَھنی: ایک طرح کی ڈوری یا زنجیر جسے ہندو کمر میں باندھتے ہیں۔ کمر میں باندھنے کا ایک زیور جو زنجیر یا پٹی کی شکل کا ہوتا ہے۔
کمر میں کردھنی موٹی سی مہین بان کی، عجب آن بان کی [فسانہ، ۲۷۲]۔

کِردی: روزانہ آمد، خرچ اور باقی لکھنے کا بہی کھاتا (حساب کتاب کا رجسٹر)۔

کُرسی نامہ: شجرۂ نسب، نسب نامہ۔

کُرسی نشیں نہ ہوگی: صحیح ثابت نہ ہوگی۔
اگر ایک سال تک اُس کی بات کرسی نشیں نہ ہوگی تو جان سے مارا جاوے گا۔
(باغ، ۱۹۱)

کرشمہ ساز: انوکھے کام کرنے والا، شعبدے دکھانے والا۔

کَرگا / کَرگھا): کپڑا بُننے والے (جُلاہے) کے کام کرنے کی جگہ کا گڑھا، جس میں وہ پیر لٹکا کر کام کرتا ہے؛ کھڈی۔ (اصلاً: کارگاہ)۔

کرگدَن: گینڈا، اِس کی ناک کے قریب سینگ ہوتا ہے، اِس کی کھال سے ڈھال بنائی جاتی تھی۔

کرگس: گِدھ۔

کِرم: کیڑا۔

کِرْم خوردہ: جسے کیڑوں نے کھا لیا ہو [جیسے: کرم خوردہ کتاب]۔

کِرمِ شب اَفروز: جگنو۔

کِرمِ شب تاب: جگنو۔

کِرْمَکِ شب تاب: جگنو۔

کِرْمَکِ شمع: پروانہ۔

کرَم کی رِیکھا: قسمت کی لکیر، قسمت کا لکھا۔

مٹی نہیں کرم کی ریکھا، اِن آنکھوں
کے سبب یہ کچھ دیکھا [باغ، ۵۹]۔

کِرَن: سُنہرے یا رُپہلے بادلے کی بنی ہوئی جھالر۔ ایک انگل تک چوڑی کو "اَنگشتیا" اور دو انگل چوڑی "دو انگشتیا" کہلاتی ہے۔ اور معمول سے زیادہ لمبی جھالر کی کرن کو "آنچل" کہتے ہیں۔

کَرَن پھول: جھُمکا۔ بُندے کی قسم کا زیور، جس کی مُرکی، کٹوری کی شکل کی جڑاؤ اور سادہ دونوں طرح کی ہوتی ہے۔ اِس کے دَور میں مختلف وضع کے آویزے بہ طور جھالر کے لگائے جاتے ہیں اور کٹوری کے بیچ میں ایک آویزہ بہ طور لنگر کے ہوتا ہے [کرَن: کان]۔

وہ آنکھوں کی مستی، وہ مژگاں کی نوک
کرن پھول کی اور بالے کی جھوک
[بیان، ۸۴۱]

کرنا / کرَنّا: قرنا، نرسنگا، بگل۔

اور کرنا ے چینی نے غریو سے صور کی
ہمدمی کا دم بھرا [افسانہ، ۲۶۱]۔

کرّوبیاں: فرشتے۔

کَروڑا: مختلف محصول جمع کرنے والا افسر یا نگراں، داروغہ۔

کرُوہ: کوس، تقریباً دو میل کا فاصلہ۔

کُروی: کُرے کی شکل والا، گول۔

کرَہ: بچھیرا [گھوڑے، اونٹ، گدھے، خچر وغیرہ کا بچہ]۔

کُرۂ زمہریر: کرۂ ہوا کا وہ طبقہ جو بہت سرد ہے۔

کُرۂ نار: آگ کا گھیرا، جو پُرانے خیال کے مطابق کرۂ ہوا کے اوپر ہے: کرۂ آتش۔

گریال میں غُلیلا لگنا: کوئی مقصد حاصل ہونے کو ہو، یا آدمی حصولِ مقصد کے بعد سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھا ہو کہ بیچ میں اچانک کوئی خلل پیدا ہو جائے۔ رنگ میں بھنگ۔

اُس مزے میں خاطر جمع سے ہم دونوں بیٹھے تھے کہ گریال میں غُلیلا لگا...... چار پری زاد نے آسمان سے اُتر (باغ، ۱۰۴)۔

کریہہ: جس سے کراہت آئے، گھناؤنا، بھونڈا۔

کریہہ الصّوت: بُری، مکروہ، ناگوار آواز والا۔

کریہہ منظر: بدصورت، بدہیئت۔

شہ زادہ کہ تھا کریہہ منظر
وہ رد سیہہ اُس کو سمجھی شوہر
[گلزار، ۸۱۳]

کڑاکا: کنایتاً فاقے کی سخت تکلیف، فاقہ۔

دو تین فاقے کڑاکے کھینچے، تاب بھوکھ کی نہ لا سکا [باغ، ۲۳]۔

کڑکا: بجلی کڑکنے کی تیز و تند آواز، رعد۔ میدانِ جنگ میں رجز پڑھنا، جنگی نغمہ۔

کڑک بجلی: توڑے دار بندوق۔ [توڑا: فلیتا، شتابا جو پرانی وضع کی توڑے دار بندوق چلانے کے لیے (بندوق کے) گھوڑے کے ذریعے استعمال کیا جاتا تھا]۔ وہ بندوق جس کی آواز بہت ہیبت ناک ہو۔

کڑکیت: وہ شخص جو میدانِ جنگ میں سپاہیوں کو جوش دلانے کے لیے رجز پڑھتا ہے، آواز لگاتا ہے، نعرے لگاتا ہے۔

وہ شخص جو شاہی سواری کے آگے آگے آواز لگاتا چلتا ہے: نقیب۔

کڑنت: بہت طاقتور، بہت شہ زور۔

تیری ہیبت سے نُہ فلک کے تلے
کانپتے ہیں زمیں کے بیچ کڑنت
[سودا، ۲۰۸]

کڑوا: سخت مزاج، جلد غصّے میں آجانے والا۔

ہر چند کہ تھا وہ دیو کڑوا
حلوے سے کیا مُنہ اُس کا میٹھا
[گلزار، ۱۶۰]

کڑوی رُوٹی: وہ کھانا (حاضری کا کھانا) جو رشتے داروں کی طرف سے میت کے گھر والوں کے لیے کم سے کم ایک دن اور زیادہ سے زیادہ تین دن بھیجا جاتا ہے۔ اِسے کڑوی کھچڑی بھی کہا جاتا ہے۔

کڑوی کھچڑی: دیکھیے کڑوی روٹی۔

کڑی: زنجیر کا حلقہ۔ سختی، دُکھ۔

کڑی اُٹھانا: مصیبت اُٹھانا، دُکھ جھیلنا۔

سختی سہی یا کڑی اُٹھائی
اُفتاد تھی؛ جو پڑی، اُٹھائی
[گلزار، ۹۳۱]

تنگ آیا تو دیکھ قید خانا
آساں نہیں کڑی اُٹھانا
[گلزار، ۱۳۲۷]

کڑے: چاندی یا سونے کا سادہ یا جڑاؤ یا نقشین، حلقے کی شکل کا بنا ہوا زیور۔ کڑے ہاتھوں میں بھی پہنے جاتے ہیں اور پیروں میں بھی۔ بعض جڑاؤ کڑوں کے مُنہ نہایت خوش نما بنائے جاتے ہیں۔ مُنہ عام طور سے گھنڈی دار، اور خاص طور پر مگر، یا شیر کے چہروں جیسا ہوتا ہے۔

وہ مہندی کا عالم، وہ توڑے، چھڑے
وہ پاؤں میں سونے کے دو دو کڑے
[بیان، ۱۳۱۱]

گُویاں: لڑکیاں، چھوٹی بچیاں۔

لے لیں گی ٹکے پیسے کو سب شہر کی گُویاں
سی سی میں اسے دوں گی، جو بیچا کرے گُڑیاں
[سودا، ۳۱۶]

کڑی پڑنا: مصیبت پڑنا۔

زنجیرِ جنوں! کڑی نہ پڑیو
دیوانے کا پاؤں درمیاں ہے
[گلزار، ۷۳۹]

["کڑی نہ پڑیو" میں حلقۂ زنجیر (کڑی) کی معنوی مناسبت بھی شامل ہے۔ مراد یہ ہے کہ زیادہ دُکھ نہ دینا، اذیّت میں مبتلا نہ کرنا]۔

کزلک: وہ چاقو جس سے کاغذ پر سے تحریر کو کھرچا، مٹایا جاتا تھا۔

حرص دُنیا کی اُٹھا دل سے تو اپنے، جس طرح
حرف کو صفحۂ کاغذ سے اُٹھا لے کزلک
[جوشش: اردو لغت]

کژدُم: بچھو: عقرب۔

کس: آدمی، شخص، کوئی۔

کس مپرسی: بے کسی کی حالت جس میں کوئی حال پوچھنے والا نہ ہو۔

کُس: عورت کی شرم گاہ: فرج۔

کُس اور کون: آگے اور پیچھے کی شرم گاہیں [کون: مقعد]۔

چاروں طرف سے عورتیں آنے لگیں۔ جو آتی تھی اپنی کُس اور کون کو ننگا کر کے میرے مُنہ کے مقابل کھڑی رہتی [باغ، ۱۸۶]۔

کسب: کسی چیز کا حاصل کرنا۔

کسب / کسَب: ہنر، فن۔

ایک شخص نے کہا: ایک حجام جراحی کے کسب اور حکیمی کے فن میں یکتہ ہے [باغ، ۲۷]۔

جہاں تک کہ ہیں علم و کسب و کمال
ہر اک فن میں ماہر ہے ۔۔ خوش خصال
[بیان، ۱۶۳]

کیا ترے بعد کر کے کھاویں گے
جب کسب اپنا بھول جاویں گے
[سودا، ۲۸۳]

کسبِ تفنگ: بندوق چلانے کا طریقہ، ہنر۔

کئی دن میں سیکھا یہ کسبِ تفنگ
کہ حیراں ہوئے دیکھ اہلِ فرنگ
[بیان، ۴۵۶]

کسب کر رہا تھا: ہنر دکھا رہا تھا، کمال دکھا رہا تھا۔

یہ دیوان کا پوت...... گھوڑے کو کاوے دے دے کر کسب کر رہا تھا [باغ، ۱۵۰]۔

کس برتے پر تتا پانی: لفظی معنی: کس بھروسے پر گرم پانی کی فرمائش۔ یعنی کس بات پر یہ دعوا ہے، یہ فرمائش ہے۔

ایک دن غسل کرنے کے لیے میں نے خواص سے کہا کہ تھوڑا پانی گرم کردے تو نہاؤں۔ ملکہ مسکرا کر بولی: کس برتے پر تتا پانی۔ اگر تم میں قوت نہ تھی تو کیوں ایسی کچی ہوس پکائی [باغ، ۴۷]۔

کسبی: حاصل کی ہوئی (وہبی کی ضد۔ وہبی: عطیۂ قدرت)۔

کسبی: طوائف، بازاری عورت۔

دل میں یہ کیا خیال آیا ہے
خانگی، کسبی کچھ بنایا ہے
(مثنویات، ۷۲۹)

کستوری: مشک۔ سیاہ رنگ کے ایک خوش آواز پرندے کا نام۔

کسر: دیکھیے: مُنکسر۔

کسرِ شان: شان کے خلاف، وہ بات جس سے عزت و آبرو میں فرق آئے۔

کسرہ: زیر کی حرکت۔

عبارت میں کسرۂ اضافت (اضافت کا زیر) لگانا ہم سب کے لیے ضروری ہے۔

کِسریٰ: مشہور ایرانی بادشاہ نوشیرواں کا لقب۔

کسگر: کمہار۔

کسل، کسَل: سستی، کاہلی، تھکاوٹ، ناتوانی۔

ع: بوجھ اِس میں ہے بہت، ہم ہیں گرفتار کسل [سودا، ۸۶]۔

کسِل، کسَل: ناتواں، بیمار۔

راے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ
کرے تاثیر نہ عیسیٰ کا مداوا یہ کسل
[سودا، ۸۱]

کُسُم: ایک قسم کا پھول، جس سے شہاب، یعنی گہرا لال رنگ نکلتا ہے۔ اِس سے

کپڑے رنگے جاتے ہیں۔

کُسُم کا آزار: عورتوں کو متواتر حیض (کا خون) آنے کی بیماری۔

کسنا: کپڑے کا وہ غلاف جس میں کھانے کا خوان رکھ کر ڈوری کھینچ دیتے تھے اور اوپر سے خوان پوش ڈھک دیتے تھے۔

(۲) بڑا بٹوا جس میں کتری ہوئی چھالی (وغیرہ) رکھی جاتی ہے۔ کپڑے کا بنا ہوا گول نیفے والا، ڈوریاں پرویا ہوا بٹوا۔

کسنے: [واحد: کسنا] پلنگ کی چادر کسنے کی ڈوریاں جن میں جھبے (پھندنے) لگے ہوتے ہیں۔ چاروں پایوں پر چادر کو اُن سے کس دیا جاتا ہے کہ بستر پر شکن نہ پڑنے پائے۔

کسے اُس پہ کسنے وہ مُقیش کے
کہ جھبّوں میں تھے جس کے موتی لگے
[بیان، ۵۸۶]

کِسوَت: لباس۔ نائی (حجام) کی پٹی، چمڑے کا خانہ جس میں وہ لوگ اپنے اوزار رکھتے ہیں [عوامی تلفظ: کِسبَت]

کُسوف: سورج گرہن۔

کس وکو: متعلقین، گھر والے، خاندان کے لوگ۔

اپنی دوا آپ تو ظالم نہ کر
میرے کس وکو کی طرف کر نظر
[سودا، ۳۳۸]

کُشاد: کھلنا، کھولنا۔ [بیش تر اسموں کے ساتھ بہ طور سابقہ آتا ہے]۔

کُشادِ خاطر/کُشادِ طَبع: اطمینان اور سکون کی بدولت دل کا کشادہ ہونا، دل کا شگفتہ ہونا۔

مت ڈھونڈ ہم گرفتہ دلوں سے کُشادِ طبع
غنچے کو کیونکے ہوئے میسّر فراغِ گل
[قائمؔ چاندپوری: اردو لغت]

کُشادِ کار: مقصد کا حاصل ہونا، مشکل کا حل ہونا۔

کُشادہ اَبرو: وہ شخص جس کے دونوں بھوؤں کے درمیان کی جگہ زیادہ کھلی ہوئی ہو۔ مجازاً: پُر خلوص، کشادہ دل، خوش طبع، ہنس مکھ۔

کُشادہ پیشانی: ہنس مکھ۔

کُشادہ جبیں: خوش دل، خوش مزاج۔

کَشّاف: ظاہر کرنے والا، کھولنے والا، تشریح اور وضاحت کرنے والا، کسی چھپی ہوئی بات سے پردہ اُٹھانے والا۔

کِشت: کھیتی۔ کھیت۔

عبادت سے اس کِشت کو آب دو
وہاں جا کے خرمن ہی تیار لو
[بیان، ۲۴۵]

کِشتِ زعفران: زعفران کا کھیت جس کا رنگ گہرا زرد ہوتا ہے:

اُن کے گھروں کو کہتے ہیں سب کشتِ زعفراں
غم سے یہ ہو گئے ہیں ترے دلو خولہ زرد
[رشک لکھنوی: نور]

کنایتاً: ایسی جگہ یا چیز جسے دیکھ کر خود بہ خود ہنسی آجائے۔

چہرہ سراج کا ہے مگر رشکِ زعفراں
ہنستا ہے اُس کوں دیکھ کے جاناں ہزار بار
[سراج اورنگ آبادی، کلیات طبع دوم، ص ۴۰۸]۔

جب کوئی شخص بہت زیادہ ہنستا ہے تو کہتے ہیں کہ آپ کیا کشتِ زعفران دیکھ آئے ہیں، یا آپ کشتِ زعفران ہو گئے ہیں (نور)۔

کُشتَنی: مارڈالنے کے لائق، گردن زدنی۔

کُشتہ: قتل کیا ہوا، مارا ہوا، مقتول۔

کشتی، کِشتی: (۱) ناو، سفینہ۔

(۲) ایک مستطیل تختہ لکڑی کا، جس کے چاروں طرف چار لکڑیاں مثل لگر کے جڑی ہوتی ہیں، تاکہ جو چیز اُس میں رکھی جائے، گر نہ پڑے۔ اِسے پیالے بچھنے یا پوشاک وغیرہ رکھنے کے کام لایا جاتا ہے (نور)۔ اِسے خوان کی ایک چھوٹی قسم سمجھیے۔ خوان اِس سے بڑا ہوتا تھا اور عموماً گول یا چہار پہلو یا شش پہلو ہوتا تھا۔ اِس کا انگریزی مرادف "ٹرے" کو سمجھا جاسکتا ہے۔

گیارہ کشتیاں سربہ مُہر، زربفت کے تورہ پوش پڑے ہوئے، غلاموں کے سر پر دھرے باہر آیا [باغ، ۳۰]۔

نئی کشتیاں روز پوشاک کی
خوشامد سدا جانِ غم ناک کی
(بیان، ۷۳۱)

(۳) کشتی نما سینی (جو ٹرے کے طور پر کام میں آتی ہے)۔ شیشہ شراب یا جامِ شراب رکھنے کی ٹرے (۴) فقیروں کا بھیک کا پیالہ جو کشتی نما ہو: کشکول۔

رکھتا ہے تو وہ دستِ سخا، سامنے جس کے
ہے بحر بھی کشتی بہ کف از بہرِ گدائی
[ذوق، کلیات مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، ص ۹۴]

کشتی گدا کی کشتیِ پُر زر ہو آن میں
دستِ عطا سے اُس شہِ دریا نوال کے
[ذوق، کلیات مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، ص ۹۴]

کشف: ظاہر کرنا، کھولنا۔ صوفیوں کی اصطلاح میں وہ درجہ جس پر پہنچ کر غیب کے راز ظاہر ہو جائیں۔

کَشفُ القُبور: صوفیانہ روایات کے مطابق صوفیوں کا وہ درجہ جس میں اُن کو قبر (اور مُردے) کے حالات معلوم ہو جاتے ہیں۔

کشفُ القُلوب: دلوں کے حالات معلوم ہو جانا۔

کشکول: بھیک کا پیالہ جو فقیروں کے پاس

ہوتا ہے، کاسۂ گدائی۔

مجازاً: وہ کتاب جس میں مختلف مضامین (وغیرہ) یک جا کر دیے گئے ہوں۔

کشود: کھلنا۔ مجازاً: دل کا شگفتہ ہونا، غم دور ہونا۔

سدا بے ثمودوں کی اُس سے ثمود
دلِ بستگاں کی ہے اُس سے کشود
[بیان، ۲۱]

کشور سِتاں، کشور کشا: ملک فتح کرنے والا۔

کشیدہ خاطر: دیکھیے: کشیدہ داماں۔

کشیدہ داماں: بیزار، ناراض۔

ہم چشم پھرے تھے مثلِ مژگاں
ہم سایے تھے سب کشیدہ داماں
[گلزار، ۹۲۸]

کشیش: پادری، عیسائیوں کے مذہب کا عالم۔

کَعْبَتَین: چوسر (پچیسی) کھیلنے کے دو پانسے، جو شش پہلو (چھٹے پہلوؤں والے) ہوتے ہیں اور اُن پر ایک سے چھے تک عدد لکھے ہوتے ہیں۔ (پانسے عموماً ہڈی کے بنے ہوئے ہوتے تھے)۔

(۲) کعبتین سے جوا بھی کھیلا جاتا ہے۔

جو دل قمار خانے میں بُت سے لگا چکے
وہ کعبتین چھوڑ کے، کعبے کو جا چکے
[ذوق، کلیات (لاہور) ص]

بہ طور مجاز یہ لفظ جوے کے معنی میں بھی مستعمل رہا ہے۔

کف: ہتھیلی؛ کفِ دست۔ مجازاً: ہاتھ۔

ع: جس کف میں وہ گل ہو، داغ ہو جائے [گلزار، ۲۵۳]۔

(۲) پیر کا تلوا؛ کفِ پا۔

بہت آنکھیں ہیں فرشِ راہ، چلنا دیکھ کر ظالم
کفِ نازک میں کانٹا کھٹ نہ جائے کوئی مژگاں کا
[داغ: اردو لغت]

کُف: ہم قوم؛ جو حسب نسب، طبقے رُتبے، معاشرت میں برابر کا ہو: کفو۔

کفو: دیکھیے: کف۔

کفارہ: (۱) بدلا، تلافی، عوض۔

محتسب کا شیشۂ دل صبح سے ہے چور چور
شیشۂ مے توڑنے کا ہو گیا کفارہ آج
[منیر شکوہ آبادی: اردو لغت]

(۲) شریعت کے مطابق کسی گناہ (یا خاص طرح کی کوتاہی، مجبوری) کا عوض، جیسے: رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ ہے دو مہینے متواتر روزے رکھنا، یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (وغیرہ)۔

کفاف: روزمرہ کا خرچ، اِتنی آمدنی، معاش جو گزر بسر کے لیے کافی ہو۔ نان نفقہ، روٹی کپڑا وغیرہ۔

کفِ پا: پیر کا تلوا [پشتِ پا کا مقابل]۔

ع: کفِ پا د کھاوے سرِ پشتِ پا (بیان، ص ۸۷۵)۔

کَفچہ: چھوٹا کفگیر، بڑی ڈنڈی کا چمچہ نما ظرف جس سے ہنڈیا میں سے سالن (وغیرہ) نکالتے ہیں۔

کَفچۂ مار: سانپ کا پھن۔

کَفِ خاک: مٹھی بھر مٹی، بے حقیقت چیز۔ کنایۃً: انسان۔

کَفِ خاکستر: مٹھی بھر راکھ، بے حقیقت چیز۔

کَفِ دست میدان: وہ لق دق میدان جس میں دور تک درخت اور آبادی کا نام نشان نہ ہو۔

[کفِ دست: ہتھیلی۔ یعنی ہتھیلی کی طرح صاف، چٹیل میدان]۔

ایک روز ایسے کفِ دست میدان میں جا نکلے کہ جہاں بستی کا نام نہ تھا۔
[باغ، ۶۴]

نہ انساں وہاں ہے نہ حیواں ہے
فقط اک کفِ دست میدان ہے
[بیان، ۱۴۲۵]

کَفش: جوتی، پاپوش۔

(۲) ایک خاص طرح کی جوتی، جسے زیر پائی بھی کہتے ہیں۔ مزید دیکھیے: آرام پائی۔

کَفش بَردار: جوتیاں اٹھانے والا خدمت گار جو امرا کے یہاں ہوا کرتا تھا۔ کنایۃً: ادنا درجے کا ملازم، خادم۔

کَفشِ زَرّیں نِگار: وہ جوتی جس پر سنہرے نقش و نگار ہوں، سنہرا کام ہو۔

ع: پڑی پاؤں میں کفشِ زرّیں نگار
[بیان، ۱۰۶۱]

کَفش کَن: وہ شخص جو مزارات (وغیرہ) کے باہر اندر آنے والوں کے جوتے اتروا کر حفاظت کے ساتھ اپنے پاس رکھتا ہے۔

کَفک: ہتھیلی، تلوا۔

کَفَل: حیوان اور آدمی کے چوتڑ۔

کفنِ کربلا: کربلا سے لایا ہوا کفن۔

جلد خاکِ شفا نکال رکھو
کفنِ کربلا نکال رکھو
(مثنویات، ۵۵۵)

کفِ نِگاریں: جس ہتھیلی پر نقش و نگار بنے ہوئے ہوں [عموماً مہندی سے نقش و نگار بنائے جاتے ہیں]۔

کَفنی، کَفَنی: فقیروں کا ایک خاص طرح کا ڈھیلا ڈھالا لباس، وہ بغیر سلا کپڑا جسے بیچ سے پھاڑ کر فقیر لباس کے طور پر

گلے میں پہن لیتے ہیں۔

کہ دو نہ اِتنا جامے سے باہر ہو بادشاہ
خلعت کا لطف ہے کفنی میں فقیر کو
[اسیر: نور]

گلے میں گیروی کفنی ہے اب میر
تمھاری میرزائی ہو چکی بس
[کلیات، مرتبہ آسی، ص، ۳۹۹]

چار فقیرِ بے نوا کفنیاں گلے میں ڈالے اور سر زانو پر دھرے...... بیٹھے ہیں۔
[باغ، ۱۸]

(۲) وہ بے آستین کا کرتا، کرتا نما بن سلا کپڑا جو بچے کے پیدا ہوتے ہی اِس خیال سے اُس کے گلے میں ڈالتے ہیں کہ اُس کی عمر زیادہ ہو، اور درویش اِس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ زندگی، موت کے ساتھ وابستہ ہے [آصفیہ، نور]۔

گفو: دیکھیے: کُف۔

کفیل: کفالت کرنے والا، ضامن، خرچ اُٹھانے والا۔

ع: آدھ سیر آٹے کا خدا ہے کفیل
[سودا، ۳۰۸]

ککّو: پینے کا بنا ہوا تمباکو، جو گیلے اور سوکھے تمباکو کو ملا کر، جلد سُلگ جانے کی غرض سے ٹکڑ ٹکڑا بنایا جاتا ہے۔ ایک قسم کا لبے نیچے کا حقہ۔ مٹی کا بڑا حقہ۔

کِلاب: کتّے (واحد: کلب)۔

کلابتون: بادلا ملا ہوا ریشمی یا سوتی تار جو زردوزی کے کام کے لیے تیار کیا جاتا ہے (دیکھیے: بادلا): کلابتو۔

کلاغ / کُلاغ: جنگلی کوا۔

کلال: ہندوؤں کا ایک فرقہ جو شراب بنانے اور فروخت کرنے کا پیشہ کرتا ہے۔ اِس فرقے کا شخص۔

شراب تیار کرنے والا، بیچنے والا: مے فروش، کلوار۔

کُلال: کمہار۔

کلام ہونا: شبہ ہونا، شک ہونا۔ بات چیت ہونا۔

کَلاوَنت: خاندانی گویا، علم موسیقی کو بہت اچھی طرح جاننے والا گائک۔ ڈوموں کا ایک طبقہ: میراثی: کلاوت۔

اور کنچنیاں، بھانڈ، بھگتیے، کلاونت، قوال...... حاضر ہیں [باغ، ۳۶]۔

کلاوا: ایک رنگین رسّی جو ہاتھی کی گردن میں بندھی ہوتی تھی، تاکہ مہاوت اُس میں اپنے پیر ڈال کر ہاتھی کی گردن پر بیٹھا رہے۔ یہ گویا گھوڑے کی رکاب کی قائم مقام ہوتی تھی۔

کلاوے کو نہ سمجھو اُس کے گل گوں
یہ گردن پر ہے اُس کی خلق کا خوں
[سودا، ۲۹۵، در ہجوِ فیل]

(۲) سرخ اور زرد رنگ کا گنڈے دار رنگا ہوا کچا سوت، جو بیاہ برات میں ٹھلیوں وغیرہ پر باندھتے ہیں۔

تعویذ گنڈوں میں بھی کام آتا ہے۔ اِس کا گنڈا بنا کر پڑھا جاتا ہے۔ پڑھنے والا (فقیر، عامل وغیرہ) اُس میں گرہیں لگاتا جاتا ہے اور ہر گرہ پر مقررہ کلمات پڑھ کر پھونکتا جاتا ہے۔ اولاد حاصل کرنے کے لیے، یا پھر حمل کے بعد بچّے کی حفاظت کے لیے عورتیں اکثر اُسے کمر میں باندھتی ہیں۔

کُلاہ کج کرنا / رکھنا / کرلینا: اِترانا، غرور کا اظہار کرنا۔ دیکھیے: کج کلاہ۔

نخوت سے جو کوئی پیش آیا
کج اپنی کُلاہ ہم نے کرلی

کلائی مُرَک جانا: کلائی میں موچ آجانا، بل آجانا۔

کَلب: کتّا۔

کُل بَل: گڑ بڑ، افرا تفری۔ مصیبت، آفت، بلا۔

کُلبہ: چھوٹا سا گھر جو تنگ و تاریک ہو۔ تنگ و تاریک حُجرہ، کوٹھری۔

کُلبہ اَحزان: غموں کا گھر، ماتم کدہ، کلبہ تاریک۔

کَلپانا: تکلیف پہنچانا، ستانا، دُکھ دینا۔

کلپنا: کوسنا، بددُعا دینا۔

کیا اثر ہے زبان کو تیری
سب کلپتے ہیں جان کو تیری
(مثنویات، ۱۷۰)

(۲) کوفت میں بسر کرنا، تڑپنا، دُکھ پانا۔

کلجھواں: سیاہی مائل، سونلایا ہوا۔

فکر سے دبلا ہوتا چلا، چہرے کا رنگ کلجھواں ہو گیا[باغ، ۳۰]۔

کلچہ: میدے کی بنی ہوئی گول چھوٹی خمیری روٹی، جو تنور میں پکائی جاتی ہے۔ اِس میں دودھ اور گھی کی بھی کچھ آمیزش ہوتی ہے۔

گُل سُجھائی: طریقہ بتایا۔

اک دن پنجرہ اُڑا کے لائی
حُسن آرا کو ٭٭ کل سُجھائی
[گلزار، ۱۴۹۹]

کلغی: طُرّہ، جو بہ طور آرائش پگڑی، ٹوپی یا تاج میں لگایا جائے [کلغی: تاج کی طرح کا پروں کا گچھا، جو بعض پرندوں کی چوٹی پر ہوتا ہے۔ مُرغ کے سر پر بھی ہوتا ہے، اُسے "تاج خروس" کہتے ہیں]۔

کَلف: سیاہ داغ جو چاند میں نظر آتا ہے۔ چہرے کی جھائیاں۔

کلفت: رنج، تکلیف، مصیبت، ملال۔

کِلک: قلم۔

کِلکِ دوزبان: دوزبانوں والا قلم۔

قلم جب بناتے ہیں تو لکھنے کے لیے اُس کے سرے پر چاقو سے درمیان میں ایک چھوٹا سے شگاف دیتے ہیں، جس سے وہ اوپر کا سرا دو حصّوں میں بٹ جاتا ہے؛ یہی زبانِ قلم ہے۔

کِلکِ شَخْجَرف: شَخْجَرفی قلم۔ [دیکھیے: شخجرف] بالوں کا برش یا دہ باریک کوچی (مو قلم) جس سے مصوّر تصویر بناتے ہیں، یا تصویر میں رنگ بھرتے ہیں۔

خونیں رَقَمی سے کلکِ شَخْجَرف
ہے نُسخہ کُشائے معنی و حرف
[گلزار، ۶۸۴]

کلکِ قدرت: وہ قلم جس سے قدرت (خدا) نے لکھا ہو۔ مراداً: خالقِ کائنات۔

کِلکِ قضا: مراد ہے: خدا کا حکم۔

کَل کا پُتلا: دوسرے کی مدد سے کام یا حرکت کرنے والا، دوسرے کا محتاج۔ مجازاً: انسان۔

مع: پھرتے ہیں جو ہم لوگ، یہ سب پُتلے ہیں کل کے (جرأت: اردو لغت)۔

کلمات / کَلِمات: "کلمہ" کی جمع: باتیں، الفاظ۔

کَل مُنْہا: کالے مُنہ کا۔ مجازاً: کم بخت، بد نصیب [کلمۂ نفرت و حقارت]۔ [کَل مُنْہی، کَل مُنی / کَل مُوہی: اسم مونث]۔

کُلُّ مَنْ عَلَیہا فَان: ہر شخص اور ہر چیز کو فنا ہے۔ سب کو مرنا ہے۔

صُبح کو طائرانِ خوش اِلحان
پڑھتے ہیں: کُلُّ مَنْ عَلَیہا فان
(مثنویات، ۱۴۹۷)

کَلِمہ / کَلْمہ: (۱) لفظ، بات، قول۔
(۲) قواعد: وہ با معنی لفظ جو آدمی کے منہ سے نکلے۔

کلمۂ توحید: وہ جملہ جو ایمان (اسلام) کے اقرار کے لیے ادا کیا جاتا ہے: لا اِلٰہَ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ: کلمۂ طیّب۔

کلمۂ تحسین: تعریفی لفظ، جیسے: شاباش، سُبحان اللہ، آفریں، واہ واہ۔

کَلِمۂ خیر کہنا: تعریف کرنا، سفارش کرنا۔ [کلمہ: لفظ، بات]۔

کَلِمہ کلام ہونے لگا: بات چیت ہونے لگی۔

آزاد بخت درویشوں کے بستروں پر بیٹھے، کلمہ کلام ہونے لگا [باغ، ۲۴۳]۔

کلنک کا ٹیکا: بدنامی کا داغ، ذلت و رسوائی۔

کُلَنگ: قاز، کونج۔ کنایتاً: لمبی ٹانگوں والا آدمی۔ تشبیہاً: اصیل مُرغ۔

کُلوخ: مٹی کا سخت ڈھیلا۔ پکّی، کچی اینٹ کا ٹکڑا۔

گلوخ اَنداز: ڈھیلا مارنے والا، گوپھن چلانے والا۔

کَلول: جانوروں کا خوشی سے اُچھلنا۔
(۲) دل لگی، چھیڑ چھاڑ، لطف، مزہ۔

کُلَہ: کلاہ کی مخفف صورت: ٹوپی۔

کلّہ بہ کلّہ: آمنے سامنے، مقابلے میں برابری کے ساتھ۔

کلّہ جبڑا: کلّہ: کھوپڑی، گال۔ جبڑا: مُنہ کے اوپر اور نیچے کا حصہ۔ کلّہ جبڑا: مجموعی طور پر سر اور چہرہ، سر اور چہرے کی ہیئت، بڑا اور بھاری چہرہ۔ مجازاً: چہرے کی پُر وقار ہیبت ناکی۔

ایک طرف سے ایک جوان رُستم کا سا
کلّہ جبڑا...... نظر آیا (باغ، ۲۰۶)۔

کلّہ جبڑا بڑا زبردست پایا تھا، چوں کہ
دہانہ بھی بڑا تھا، اِس لیے نہایت اونچی
آواز میں بہت کچھ کہہ جاتے تھے۔
[کہانی، ۳۱]

کُلَہ داری: بادشاہت۔

کُلھیا میں گُڑ پھوڑنا: کوئی کام چھپا کر کرنا۔

گھر میں شیخی کرنی کچھ رکھتی ہے مول؟
کُلھیا میں گُڑ پھوڑنے سے کیا حصول
[سودا، ۳۲۳]

کلیجے والی: ڈائن، چڑیل۔

کُلیچہ: دیکھیے: کُلچہ۔

کَلید / کِلید: کنجی۔

کلیدِ ایمان: کلمۂ شہادت [اَشْہَدُ اَن ....]۔

کَلیس: دُکھ۔

دَرَب کہنے ہاتھ آئیں، دور سب
کلیس ہو جائیں [فسانہ، ۳۶]۔

کلیسا: گرجا (عیسائیوں کی عبادت گاہ)۔

کلیم: کلام کرنے والا، بات کرنے والا۔
(۲) حضرت موسیٰؑ کا لقب کوہِ طور پر اُنھوں نے اللہ تعالا سے کلام کیا تھا، ہم کلام ہوئے تھے۔

کلیمِ طورِ سینا: حضرت موسیٰؑ۔

کلی نکالنا: پرندے کا نئے پر نکالنا۔

کَماحَقُّہٗ: مکمل طور پر، جیسا کہ چاہیے۔ پورے طور پر۔ [لفظی معنی: جیسا کہ اُس کا حق ہے]۔

پہلو میں بقّہ، اُس کی حقیقت کماحقّہٗ
بیان کرنا مشکل ہے [کہانی، ۳۴]۔

کمال: بہت۔

کہا: بی بیو! کل کہوں گی میں حال
کہ اب راہ کی ماندگی ہے کمال
(بیان، ۱۸۲۵)

تازہ گل پھولا، خوش کمال ہوئی
باغ میں آ کے میں نہال ہوئی
[مثنویات، ۳۱۸]

کمال پارسا: بہت پرہیزگار، گناہ نہ کرنے والا۔

راجا کہ کمال پارسا ہے
مقبولِ جنابِ کبریا ہے
[گلزار، ۱۰۹۲]

کمال ذی عزّت: بہت عزّت دار۔

مردِ اَشراف، صاحبِ دولت
تاجروں میں کمال ذی عزّت
(مثنویات، ۱۲۸۵)

کمال شوق ہوا: بہت شوق ہوا۔

کمال عقل سے دور: عقل سے بہت دور۔

ع: بات تھی یہ کمال عقل سے دور
(مثنویات، ۱۴۳۱)
(یعنی بے وقوفی کی بات تھی)۔

کمان اُترنا: کمان کا چلّہ اُتر جانا۔ کمان کا کھنچاؤ ختم ہو جانا۔ مجازاً: زوال آنا، رعب داب، اثر کم ہو جانا، ختم ہو جانا۔

کمان چڑھی: دَور دَورہ ہوا، عروج حاصل ہوا۔

جب عمادُالسلطنت بہادر کا زمانہ آیا اور محسن الملک کی کمان چڑھی، تو مولوی صاحب کو میدان سے ہٹ جانا ہی مناسب معلوم ہوا[کہانی، ۶۹]۔

کمانچہ / کمانچہ: طاؤس، دل رُبا؛ یہ تینوں سارنگی کی قسم کے ساز ہیں۔ سارنگی میں پردے نہیں ہوتے، مگر اِن دونوں میں ہوتے ہیں۔ اگر مور کی شکل کا ہو تو طاؤس کہتے ہیں، نہیں تو کمانچہ۔ یہ، سارنگی کی طرح گز سے بجایا جاتا ہے۔

کمانچہ: چھوٹی کمان۔ وہ چھوٹی دُھنکی جس سے عورتیں روئی دُھنکتی ہیں۔

کمانِ رُستم / کمانِ شیطان / کمانِ فلک: قوسِ قزح (جو آسمان پر نکلتی ہے)، دھنک۔

کمانِ کیانی: مراد ہوتی ہے نہایت عمدہ کمان۔

کمان کے دَرپَے ہوا: تیر اندازی سیکھنے کی طرف توجہ کی۔

کماں کے جو دَرپَے ہوا بے نظیر
لیا کھینچ چلّے میں سب فنِ تیر
[بیان، ۴۵۰]

کماں گر: کمان بنانے والا۔

کَمَا یَنبَغِی: جیسا چاہیے، بہ خوبی۔

کم بِضاعت: کم حیثیت، نادار، ٹٹ پونجیا۔

کم بَغَل: مفلس۔

کُمبھ: آسمان کے گیارھویں بُرج کا نام، جسے "برجِ دَلو" بھی کہا گیا ہے۔

کُمپا: لاسا لگی ہوئی لمبی چھڑی یا بانس، جس سے پرندوں کو پکڑتے ہیں۔

کمخواب: ایک عمدہ ریشمی کپڑا۔ کمخواب اور زر بفت اصلاً ایک ہی طرح کے کپڑے ہیں، اِس فرق کے ساتھ کہ کمخواب ریشمی بوٹی کا، سنگین بُناوٹ کا کپڑا ہوتا ہے، اُس میں رُواں نہیں ہوتا۔ زربفت کا مفہوم بہت اعلا ہے۔ اُس میں کلابتون کی بوٹیاں اور دھاریاں قریب قریب ہوتی ہیں اور کپڑا عمدہ، سنگین بُناوٹ کا ہوتا ہے۔

کمخواب میں کلابتون کی بوٹی کم، ریشمی بوٹی زیادہ ہوتی ہے۔ اِس کی بعض قسموں میں تانے اور بانے میں بادلے کے تار بھی ہوتے ہیں۔

کمر بَستہ: کمر باندھے ہوئے؛ مراد ہوتی ہے: تیار، مستعد؛ خدمت کے لیے آمادہ، تیار۔

ہزاروں پری پیکر اُس کے غلام
کمر بستہ خدمت میں حاضر مُدام
[بیان، ۲۲۷]

کمر بَند: پٹکا (کمر میں باندھنے کا دوپٹا) کمر پٹکا۔

مجرم کے کسے گئے اُدھر بند
ہمّت کا بندھا اِدھر کمر بند
[گلزار، ۱۰۱۰]

کمر پیچ: کمر میں باندھا جانے والا پٹکا: کمر پٹکا۔

کمر تکیہ: وہ تکیہ جس سے لگ کر (کمر، پیٹھ لگا کر) بیٹھتے ہیں۔

ع: کمر تکیے کو قصرِ دوست کی دیوار بہتر ہے [آتش، اردو لغت]۔

کمرزیب: سونے، چاندی کا زنجیر کی شکل کا زیور، جسے عموماً ہندو عورتیں کمر پر باندھتی ہیں: تاگڑی۔

کمر کیسہ: کمر میں بندھی ہوئی تھیلی۔ کارتوسوں کی پیٹی جو کمر میں باندھی جاتی ہے۔ بارود رکھنے کی چمڑے کی کُپّی۔

کم رَو: نہ چلنے والا۔

کم رَو ہے اِس قدر کہ اگر اِس کے نعل کا
لوہا منگا کے تیغ بناوے کوئی لُہار
ہے دل کو یہ یقین کہ وہ تیغ روزِ جنگ
رستم کے ہاتھ سے نہ چلے وقتِ کارزار
[سودا، ۲۷۴]

کمری: وہ گھوڑا جو چڑھائی پر نہ چڑھ سکے یا مشکل سے چڑھ سکے [بیان، ۷۵۴]۔

کم سَواد: کم پڑھا لکھا۔

کمک: فوجی مدد، مدد۔

کم مایہ: غریب۔ ٹٹ پونجیا، نادار۔

کم مایہ یہ لوگ ہیں یہ ظاہر
چوری کے تو یہ نہیں جواہر
[گلزار، ۴۰۸]

کمند: پھندے والی باریک، لمبی، مضبوط رسّی، جس سے کسی کو پکڑا جا سکے۔
پُرانی لڑائیوں میں سپاہیوں، خاص کر

گھڑ سوار کو پکڑنے، گرانے کے لیے خاص طور پر اِس کو استعمال کیا جاتا تھا۔

(۲) رسّی کی بنی ہوئی سیڑھی، جسے بلند عمارتوں پر چڑھنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ چور بھی اِسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے تھے۔

کم نگاہی: بے توجّہی۔

کُمَیت (کُمَیّت): وہ گھوڑا جس کا رنگ عُنابی یا تازی کھجور کے مانند سیاہی مائل بہ سُرخی ہو۔ گھوڑے کا یہ رنگ تمام رنگوں میں افضل سمجھا جاتا ہے۔ اِس رنگ کا گھوڑا گرمی، سردی اور سفر کی تکلیفوں کو بہت برداشت کر سکتا ہے اور لمبی منزلیں طے کر سکتا ہے۔

کَمیرا: مہتر (بھنگی) کا نوکر، یا ساتھی جو کسی معاوضے پر اُس کے ساتھ کام کرے۔

کَن: طاقت، زور، (۲) ذرّہ، ریزہ، ٹکڑا۔

(۳) کونپل، کلی۔ (۴) اَنداز طور۔

(۵) "کان" کا مخفف، جیسے: کن پھٹا۔

کُن: کر۔ فارسی کے مصدر "کردن" (کرنا) کا فعلِ امر ہے۔ اردو میں یہ عموماً اسموں کے ساتھ آکر اسمِ فاعل کے معنی دیتا ہے، جیسے: پریشان کُن (پریشان کرنے والا) تباہ کُن (تباہ کرنے والا)۔

کُن: عربی کے مصدر "کون" کا فعلِ امر، اِس کے معنی ہیں: ہو جا۔

[خدا نے کُن کہا اور کائنات وجود میں آگئی]۔

وہ معبودِ یکتا، خداے جہاں
کہ جس نے کیا "کُن" میں کَون و مکاں
[بیان، ۳۳۰]

کِنار / کَنار: آغوش، بغل۔

کِناری: پانچ چھے انگل چوڑا گوٹا، لچکا۔

کِناری کا مُوباف: گوٹے لچکے کا بنا ہوا موباف [بیان، ۹۳۶]۔

کِناری کے جُوڑے: وہ جُوڑے جن میں کناری لگی ہوئی ہو۔

کِناری کے جُوڑے چمکتے ہوئے
وہ پاؤں میں گھنگھرو چھنکتے ہوئے
[بیان، ۳۴۱]

کُنام: جنگلی جانوروں کے رہنے کی جگہ۔

کن انکھیوں سے دیکھنا: آنکھ کے گوشوں سے دیکھنا، نظر بچا کے، نظر چرا کے دیکھنا۔

کنٹھ: گردن، گلا۔

کنٹھا: گلے میں پہننے کا چاندی یا سونے کا لڑی دار زیور۔ ہار۔

عطر میں بَسے، پھولوں کا کنٹھا گلے میں ڈالے
[کہانی، ۴۰]

کنٹھی: چھوٹا کنٹھا، سونے یا مونگے کے

دانوں کا ہار، موتیوں کی لڑی۔

کَنٹھ بیٹھ گیا: مرنے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔

جب اپنا، آہ، دم کوچ کنٹھ بیٹھ گیا
تم آئے بالیں پر اُس دم پکارنے ہم کو
[فسانہ، ۱۷۴]

کُنج: گوشہ، کونا۔ (۲) درختوں کا جھنڈ، ایسی جگہ جو درختوں سے گھری ہوئی ہو۔

کُنجَشک/کُنجُشک: چڑیا، گرگیا۔

کُنج و کاوِش: جستجو، تلاش، محنت۔

کَنچَن: سونا۔

کَنچَنی: ناچنے گانے والی، پیشہ کرانے والی، کسبی، (۲) کنچن قوم کی عورت۔
[کنچن: ایک قوم: کنجر]۔

کنچنیاں: ناچنے گانے والی پیشہ ور عورتیں۔
[واحد: کنچنی]۔

کنّدلا: ایک طرح کا چھوٹا خیمہ۔ راوٹی کے انداز کا چھوٹا خیمہ۔

شہر کے باہر تنبو اور قنات اور بے چوبے، سراپردے اور کنّدلے کھڑے کرواکر، اُن میں داخل ہوا (باغ، ۱۲۹)۔

کنّدلی: چھوٹا کنّدلا۔ دیکھیے: کنّدلا۔

کُندَن: خالص سونا۔ اعلا قسم کا سونا۔

کَندَہ: کھدا ہوا، نقش کیا ہوا، نقاشی کے انداز پر لکھا ہوا۔ دیکھیے: کندہ کار۔

کندہ کار: پتھر، نگینے وغیرہ پر کھدائی کا کام کرنے والا، نقش و نگار یا عبارت کھودنے والا۔

کَندہ ہونا: پتھر، نگینے وغیرہ پر نقش و نگار (کھدائی کے طور پر) بنتا یا بنے ہونا۔

نقش اُس کو ہوا کہ بس وہی ہے
اِن سادوں سے کندہ کب ہوئی ہے
[گلزار، ۳۶۹]

["سادوں" بے وقوفوں کے معنی میں آیا ہے، "کندہ" سے اِسے یہ نسبت ہے کہ "سادہ کار" سُنار کو کہتے ہیں]۔

کُندَہ: (لکڑی کا) لٹھا، شہ تیر۔ موٹی لکڑی کا سالم بڑا سا ٹکڑا۔ لکڑی کا وہ سالم ٹکڑا جسے قصاب استعمال کرتے ہیں۔ [اُس پر رکھ کر گوشت کاٹنے کے لیے، یا بیش تر قیمہ کرنے کے لیے]۔

کُندَۂ جَہنّم: دوزخ کا ایندھن، مراد ہوتی ہے: گناہ گار شخص، بہت بُرا آدمی۔

کُندَۂ ناتَراش: گنوار، غیر مہذّب، بے سلیقہ، بے تمیز، اُجڈ۔

ایک کندۂ ناتراش نے بندوق کا کندا سامنے کے شیشے پر مارا، چھن سے شیشے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔
[کہانی، ۵۴]۔

کندھا دینا: کاندھا دینا۔ [کاندھا دینا: جنازے کو کندھے پر لینا، میّت کے ڈولے کو کندھے پر اُٹھانا۔ (۲) مدد دینا، سہارا دینا]۔

کِنِشت/ کِلِشت: عیسائیوں، یہودیوں کی عبادت گاہ۔ غیر مسلموں کی عبادت گاہ۔

کُن فَکاں: عالمِ موجودات۔ ابتدائے تخلیقِ کائنات میں خدا نے ہر ایک شے سے، جسے پیدا کرنا منظور تھا، مخاطب ہو کر فرمایا: کُن، یعنی ہو جا، وجود میں آجا۔ فَکانَ، یعنی ہو گئی، وجود میں آگئی۔

چوں کہ اِن لفظوں سے سارا عالم وجود میں آیا، اِس لیے اِن الفاظ سے تمام عالم موجودات مراد لیتے ہیں (نور اللغات)۔

[اصلاً کُنْ فَکانَ (ہو جا، پس ہو گیا)۔ اردو میں "فَکانَ" کے نون کو غنّہ کر لیتے ہیں: کُن فَکاں۔

ع: جلائے کُن فَکاں، روشن گرِ آئینۂ عالم
[محسنؔ کاکوروی۔نور]۔

کُن فَیَکُونُ: عالمِ موجودات۔ خدا کی قوّتِ تخلیق۔ ہو جا، بس وہ ہو جاتا ہے۔ مراد ہے خدا کی قوّتِ تخلیق۔ دیکھیے: کُن فَکاں۔

[یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کُن فَیَکُوں]

اِن الفاظ سے تمام عالم موجودات مراد لیتے ہیں۔ فارسی، اردو میں "فَکانَ" اور "فَیَکُونُ" کے نون غنّہ اور ساکن کر لیے گئے ہیں (نور)۔

کَنعاں: فلسطین کا پُرانا نام، حضرت یعقوبؑ جہاں رہتے تھے اور جہاں حضرت یوسفؑ پیدا ہوئے تھے۔ اِسی نسبت سے "ماہِ کنعاں" سے یوسفؑ اور "پیرِ کنعاں" سے یعقوبؑ مراد ہوتے ہیں۔

کَنَف: حفاظت، پناہ۔ جانب، طرف۔

کَنَک: پتھر (وغیرہ) کا ریزہ، چھوٹی سی کنکری یا تنکا۔ (۲) اناج کا دانہ۔ (۳) سونا [زَر]۔

کَنَک چھڑی: سونے کی چھڑ، کنایتاً: خوب صورت، نازک بدن عورت۔

کَنْکاش: مشورہ، مشورے کی مجلس (مجلسِ شورا [شوریٰ]): کنکاج، کنگاش۔

کنکالا: چڑیل، ڈائن، مکّار، جادو گرنی۔

کُنگُر/ کُنگُرہ: کسی چیز کی بلندی کا سرا، بلند ترین مقام، جیسے: کنگرۂ عرش۔ (شہر کی) فصیل یا دیوار (قلعے کی دیوار، گھر کی دیوار) کی مُنڈیر میں محراب کی شکل کے بنے ہوئے کٹاؤ میں کا ہر ایک کٹاؤ۔ عام تلفظ: کنگورہ (کاف کے زبر کے ساتھ)۔

کُنگُرا: موٹا تازہ، ہٹا کٹا شخص۔

کُنگنی: ایک قسم کا چکنا اور چھوٹے دانے کا

اناج، جسے اکثر پڑیوں اور لالوں کو بھی کھلاتے ہیں، اور اِس کے لڈّو بھی بناتے ہیں۔ (۲) (معماری:) دیوار اور مُنڈیر کے درمیان کسی قدر باہر نکال کر لگایا ہوا اُبھائی کاردا، جو دیوار اور مُنڈیر کی حدِ فاصل ظاہر کرتا ہے۔

کَنَوتی: گھوڑے یا ہرن کے کان [جمع: کنوتیاں]۔

کنوتیاں بدلنا: گھوڑے یا ہرن کا چوکنا ہو جانا، غصّے یا خوف کی حالت میں کبھی کانوں کو ملانا، کبھی الگ کر لینا، کانوں کو غیر معمولی حرکت دینا۔

دو ہرن سامنے آئے...... جب گھوڑوں کی آمد دیکھی، کنوتیاں بدل، چوکڑی ...... بھرنے لگے [فسانہ، ۵۳]۔

کَنَوتیاں کھڑی کرنا: گھوڑے کا دونوں کانوں کو کھڑا کرنا، چوکنا ہو جانا۔

کَنْوَل: ایک دریائی پودے کا پھول، جو پانی کی سطح پر کھِلتا ہے: نیلوفر [گُل نیلوفر]، پدم۔

فرطِ گریہ سے یہ دل ڈوب گیا عاشق کا
لوگ کہتے ہیں کہ پانی میں کنول بیٹھ گیا
[رشک: نور]۔

(۲) کنول سے مشابہ شیشے کا ظرف جس میں شمع جلاتے ہیں۔

چشمِ بد دور، آپ کا کیا رنگ ہے سرخ و سفید
روئے تاباں ہے کہ روشن ہے کنول بلور کا
[بحر: آصفیہ]

(۳) کنول سے مشابہ کاغذ یا ابرک سے بنا ہوا شمع دان، جس میں موم بتی لگا کر روشن کرتے ہیں: قُمقُمہ۔

(۴) عوام بھادوں کے مہینے میں جمعرات کے دن خواجہ خضر کے نام پر سُرخ رنگ کا پھول پانی میں بہا دیتے ہیں اور اُسے بھی کنول کہتے ہیں [نور]۔

(۵) مخروطی وضع کا بنایا ہوا پہل دار نگینہ (فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں)۔

ع: جوہری دیکھ، یہ جوہر ہیں کہ ہیرے کے کنول [نظم طباطبائی: اردو لغت]۔

کَنّولا: سنترے کی ایک قسم، سنترا جیسا ایک پھل۔

طاقتوں پر رنگترے، کنولے، نارنگیاں؛
اور گلابیاں رنگ بہ رنگ کی چُنی ہیں
[باغ، ۳۶]۔

کَنْوَل کٹورا: کنول کی شکل کا پھیلے مُنہ کا کٹورا۔

کنوٹڈا: بدنام، شرمندہ۔ جس پر احسان کیا گیا ہو۔ شرمندۂ احسان۔ مونث: کنوٹڈی۔

وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی
کنوڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی
(حالی: مسدسِ مدّ و جزرِ اسلام)

کنوٹنڈا بننا: احسان مند ہونا، شرمندہ ہونا۔

کنوٹنڈا کرنا/ کر دینا: ہمیشہ کے لیے شرمندۂ احسان بنا دینا۔ رسوائی اور شرمندگی کا ایسا داغ لگانا کہ وہ شخص اُسے محسوس کرتا رہے۔

پانو پر گر کے منّتیں کیجیے
جس طرح ہو، کنوٹنڈا کر دیجے
[مثنویات، ۲۶۴]

[یعنی دوشیزگی کو ختم کر دیجیے، یہ داغ لگا دیجیے]۔

کنویں جھنکانا: اِدھر اُدھر دوڑانا، حیران کرنا تھکا مارنا۔

دیکھا بگڑا ہوا جو اُن کا مزاج
میں یہ سمجھا کہ گر نکل گئی آج
کیسے کیسے کنویں جھنکائے گی
سیکڑوں لاکھوں فیل لائے گی
(مثنویات، ۲۳۹)

کُنہ: حقیقت، ماہیت، بات کی تہ۔

ع: کیا بشر سمجھے کُنہِ ذاتِ خدا
(مثنویات، ۴۱۹)

کنھیا کے مانند: کرشن کی کتھاؤں میں مشہور ہے کہ جذباتی محویت کے باعث راس منڈل میں ہر گوپی کو کنھیا اپنے ساتھ ناچتا ہوا نظر آتا تھا۔

دیوان کے، بخشی کے، بیوتات کے حاضر
مانند کنھیا کے جہاں دیکھو تہاں ہے
[سودا، ۲۵۸]

کنیا: (پرانے حساب کے مطابق) آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے چھٹے بُرج کا نام، جسے "برج سنبلہ" بھی کہتے ہیں۔

کنیا تھی غرض کہ راس اُس کی
پوری نہ ہوئی ▪ آس اُس کی

[اُس کی راشی "کنیا" تھی۔ یعنی جب وہ پیدا ہوئی تھی، اُس وقت جوتش کے حساب سے چاند کنیا راشی، یعنی بُرج سنبلہ میں تھا اور عام خیال یہ ہے کہ ایسی راشی والی عورت کے لڑکا نہیں ہوتا۔ جوتش والے کہتے ہیں کہ مکمل نفی تو نہیں کی جا سکتی، لیکن زیادہ امکان یہی ہے کہ اُس کے لڑکا نہیں ہوگا]۔

کنیا/ کنّیا: کم سِن لڑکی، کنواری۔ (۲) بیٹی۔

میں کنیا زیرِ باد کے دیس کے راجا کی ہوں [باغ، ۱۴۹]۔

کواکِب: کوکب کی جمع: ستارے۔

کوتاہ: چھوٹا، تنگ (فراخ کی ضد کے طور پر)۔ (۲) مختصر، کم۔

اگر زندگی ہے تو سفر کی عُمر کوتاہ ہوتی ہے، جلد پھر آتا ہوں [باغ، ۷۶]۔

کوتاہ آستین: مفلس، نادار۔

کوتاہ اَندیش: کم عقل، کم فہم۔

کوتاہ بختی: بد نصیبی۔

کوتل: سوار کے ساتھ کا دوسرا (زائد)

گھوڑا۔ ایسے گھوڑے عموماً شاہی سواری اور اُمرا کی سواری کے ساتھ رہتے تھے کہ وقتِ ضرورت کام آئیں۔

وہ گھوڑا جو ساز سے آراستہ محض زینت کی غرض سے بادشاہ اور اُمرا کی سواری کے آگے جِلو میں رہتا تھا۔ اُس پر کوئی سوار نہیں ہوتا تھا۔

ع: مُرصّع کے سازوں سے کُوتَل سَمَند
[بیان، ۵۲۶]

کوتہ: کوتاہ کی مخفف صورت۔

کوتہی: کوتاہی، کمی، غفلت۔

کوٹ: قلعہ، حِصار۔ شہر کی چہار دیواری، شہر پناہ۔

کوٹ باندھ کر بیٹھنا: پلتھی مار کر بیٹھنا۔

تیسرا درویش کوٹ باندھ بیٹھا اور اپنی سیر کا بیان اِس طرح سے کرنے لگا۔
[باغ، ۱۹۴]

کوٹلا: معمول سے چھوٹا کوٹ (قلعہ)۔

کوُ: کوچہ، گلی۔

کوُچہ خموشاں: قبرستان۔

کوُچہ سَر بستہ: بند گلی، جس میں ایک ہی طرف کا راستہ ہو، آگے سے بند ہو۔

کوُچہ سَلامت / سَلامت کوچہ: وہ راستہ جو خندق کی طرح کا ایسا ترچھا، ٹیڑھا، پیچ دار بنایا جاتا تھا کہ قلعے کا محاصرہ کرنے والی فوج اُس راستے کی کجیوں کی آڑ میں صحیح سلامت غنیم کے قلعے تک، یا مورچے تک پہنچ سکے۔

کوُچہ گردی: گلیوں گلیوں پھرنا۔

سیر تماشا اور کوچہ گردی اِس شہر کی مدت تلک کی ہوگی...... اُس کا بولنا البتہ ٹھیک ہے (باغ، ص۹)۔

[یعنی دہلی کی گلیوں کو خوب چھانا ہوگا اور وہاں کے لوگوں کی، یعنی دلّی والوں کی باتیں خوب سنی ہوں گی]۔

کور: بڑا نقارہ۔

اِدھر کوس و کور گرجنے لگے۔ دونوں لشکر لڑائی پر تُلے [فسانہ، ۲۶۰]۔

کور: اندھا۔

کور باطن: لفظی معنی: دل کا اندھا۔ مجازاً: ایسا شخص جو اصلیت، حقیقت کو دیکھنے سے محروم ہو، بے بصیرت، دیدۂ بینا سے محروم۔

کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
کہ پرکھتا نہیں بجز دیدۂ بینا گوہر
[ذوق، کلیات (لاہور) ۳۸]

کور دِہ: پس ماندہ گانو، کم آباد معمولی درجے کا گانو، بے رونق، اُجاڑ۔ مجازاً: جاہلوں کی بستی۔

آنے کا اتفاق مجبور گور دہ کان پور میں ہوا [فسانہ، ۲۹]۔

گور نشات: کُورنش کی جمع۔ کورنش: جھک کر سلام کرنا، آداب بجالانا۔

حاضرینِ دربار دستِ راست (سیدھے ہاتھ) کی ہتھیلی کو پیشانی پر رکھ کر اپنے سر جھکائیں، اِس طریقے کو عرفِ عام میں کورنش کہتے ہیں [ترجمہ آئینِ اکبری: اردو لغت]۔

گور نمک: نمک حرام، دغاباز، ناشکرا۔

گورۂ آہن گر: لہار کی بھٹی۔

[کورہ: بھٹی۔ آہن گر: لہار۔ جمع: آہن گراں]۔

دشت کورۂ آہن گراں تھا، ہر طرف شعلۂ جوالہ دواں تھا [فسانہ، ۵۷]۔

گوڑے کرنا: قیمت اُٹھانا، مناسب قیمت حاصل کرلینا۔ سستا بیچ دینا۔

وہ فرنیچر کہاں گیا؟ معلوم ہوا کہ آتے آتے مولوی صاحب اُس کے کوڑے کر آئے [کہانی، ۶۸]۔

کوڑیا غلام: کنایتاً: بہت فرماں بردار، مفت کا نوکر، بے عزت خادم، تابع دار۔

کوڑیالا: چت کبرا سانپ سفید اور کالی بُندکیوں والا۔

لپیٹے ہیں چوٹی میں ہار اُس پری نے
جو کالے تھے، اب کوڑیالے ہوئے ہیں
[امیر مینائی: صنم خانۂ عشق، ۱۵۶]

(۲) ایک سفید چتیوں والا سانپ جو بہت زہریلا ہوتا ہے۔

موتیوں گوندھی وہ چوٹی دل کو میرے ڈس گئی
کون کہتا شہیدی! کوڑیالا کیا کرے
(شہیدی: اردو لغت)

(۳) ایک پودا، جس کی پتیاں چھوٹی اور نیالی ہوتی ہیں۔ پھول چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ پھولوں کا رنگ لال، نیلا، سفید ہوتا ہے۔

یہ کس کی زلف کی ناگن نے اے دل مار ڈالا ہے
کہ کوسوں تک مری تربت پہ پھیلا کوڑیالا ہے
[امانت: اردو لغت]

کنایتاً: مال دار شخص۔

زلف نے نقدِ دل کیے ہیں جمع
اب تو یہ سانپ کوڑیالا ہے
[گویا: نور]

کوڑیوں کے مول: بہت سستا، بے قدر و قیمت۔

کوس: نقارہ، بڑا نقارہ۔

کوسِ رحیل: کوچ کا نقارہ۔ [پرانے قافلوں کے سفر میں ہر منزل پر سفر شروع کرنے سے پہلے نقارہ بجایا جاتا تھا تاکہ سب کو اطلاع ہو جائے کہ قافلہ

چلنے والا ہے]۔

کوسِ رحلت: کوسِ رحیل۔

چونکے مرغانِ سحر، عرش سے آواز خروس
ہو گئی خواب کو آوازۂ کوسِ رحلت
[ذوق، کلیات، لاہور، ۲۷]

کوس کا پہیا: شاہی سواری کے ساتھ جس طرح جریب سے زمین کی پیمائش ہوتی تھی [دیکھیے: جریب زمین پر پڑتی] اُسی طرح ایک پہیا ہوتا تھا جس کے چکروں سے کوس کا اندازہ کیا جاتا تھا (یعنی شاہی سواری کتنے کوس آگئی)۔

عمدہ پوشاک پہنے گھوڑوں پر سوار، جریب زمین پر پڑتی کوس کا پہیا ساتھ۔
[فسانہ، ۱۸۳]

کوس لِمَنِ المُلک / لِمَنِ المُلکی بجانا: فخر و عظمت کا، اقتدارِ اعلا کا دعوا کرنا۔ (۲) یکتائی کا دعوا کرنا۔

فی زمانہ تو کیا، سابقین جو موجدِ کلام کوسِ لمن الملکی بجاتے تھے، اُن کے دیوانوں میں دس پانچ شعر تناسبِ لفظی کے ہوں گے، ... اُن پر نازاں تھے [فسانہ، ۲۵]۔

[چوبیسویں پارے کی سولھویں آیت میں ہے: لِمَنِ المُلکُ الیَومَ لِلّٰہِ الوَاحِدِ القَہّار یعنی قیامت کے دن خدا پوچھے گا کہ آج کس کی حکومت ہے؟ پھر خود ہی جواب دے گا [اور ایک روایت کے مطابق ایک آواز آئے گی] اللہ کی؛ جو ایک ہے اور طاقتور ہے]۔

کوکا / کوکہ: دودھ شریک بھائی، دودھ پلانے والی (انّا) کا لڑکا۔ [ایسے دو لڑکے جنھوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہو۔ ایک لڑکا اُس کا حقیقی بیٹا ہوگا اور دوسرا لڑکا وہ ہوگا جس کو اُس عورت نے دودھ پلایا ہوگا، یعنی جس کی وہ دودھ پلائی (انّا) ہوگی]۔

میں اُس کا کوکا ہوں۔ میں نے بھی اُس وزیر کو بہ ضربِ شمشیر مارا [باغ، ۲۰۸]۔

کوکب: ستارہ۔

(۲) گوہرِ شب چراغ، نہایت شفاف رنگ اور منوّر یاقوت، جو دہکتے ہوئے کوئلے کے مانند اندھیرے میں چمکے۔
[اصطلاحات، چہارم، ۶۲]

کوکبہ: شان و شکوہ، سواروں کا پرا۔ شاہی جلوس۔

روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی
اترائے کیوں نہ خاک سرِ رہ گزار کی
[غالب، دیوان، نسخۂ عرشی]

(۲) بلند عصا جس کے اوپری سرے پر صیقل کیا ہوا فولادی گولا لٹکتا ہوتا تھا، اُسے شاہی سواری کے آگے آگے لے کر چلتے تھے (آصفیہ)۔

(۳) بلندی پر لٹکتا ہوا روشنی کا فانوس نما ہنڈا۔

اور کو کبے جو ہزار ستون کے اندر لٹکتے ہیں، سومنوں کے ہیں کہ جن کی روشنائی جھاڑوں سے زیادہ ہے۔
[قصۂ مہر افروز و دلبر :اردو لغت]

گوکلا: کوئل۔

کوکو پلاو: وہ پلاو جس میں کباب یا گوشت کے پارچے اور سالم انڈے اُبلے ہوئے، یا انڈے کو تل کر (چلا، یعنی آملیٹ بنا کر) اُس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ڈالے جاتے ہیں۔ ایرانی کو کو پلاو میں آملیٹ کے ٹکڑوں کے ساتھ بعض سبزیاں بھی ڈالی جاتی ہیں۔

تیسری میں مُتنجن پلاو، چوتھی میں کوکو پلاو، اور ایک قاب زردے کی۔
[باغ، ۷۷]

گوکھ اُجڑ جانا: اولاد کا زندہ نہ رہنا۔

گول: لکڑی یا زمین کا ذرا بڑا سوراخ۔ پُرانے درخت کی موٹی جڑ میں جو گڑھے کی طرح کا بڑا سوراخ ہو۔

ہر قدم اُلجھ کے گرتا تھا، ایک درخت کے گول میں غش ہو کر پڑا تھا [فسانہ، ۲۰۴]۔

کولا: چھوٹا سنترا۔ ایک قسم کی میٹھی نارنگی۔

(۲) دونوں بازوؤں کا حلقہ۔

باغ کے کونے میں ایک درخت کو لے میں پکڑ بٹا کی لٹ کی گلے میں پھانسی لگا کر رہ گیا [باغ، ۱۰۹]۔

کولے: دروازے کے اِدھر اُدھر کے پہلو (کولا کی جمع)۔

کون: ہونا، ہستی، وجود۔ عالم، جہان [دو کون: دونوں عالم، یعنی دنیا اور آخرت]۔

کوُن: مقعد (گانڈ)۔

کوُن و کُس: مقعد اور عورت کی شرمگاہ۔

اپنی کُس اور کوُن کو ننگا کر کے میرے مقابل کھڑی رہتی [باغ، ۱۸۶]۔

کونڈی: وہ برتن (چھوٹا سا کونڈا نما) جس میں بھنگ گھوٹتے ہیں۔

کونڈی سوٹنا: بھنگ گھوٹنے کی کونڈی اور ڈنڈا (جس سے گھوٹتے ہیں)۔

کیا ہلیں تکیے سے سائیں کونڈی سوٹنا چھوڑ کر
پاس ہے اکسیر کی بوٹی، نہیں پروائے زر
[ناسخ :اردو لغت]

کونڈے: بزرگوں کی نذر نیاز۔ کھانے پر کسی خاص بزرگ کی فاتحہ دلوانا (کونڈے کرنا، کونڈے بھرنا)۔

رت جگے، صحنک، جا بہ جا کونڈے، حاضری، دونے، پُڑیاں مَنّتوں کی جس

جس نے مانی تھیں، کرنے، بھرنے دینے لگیں[فسانہ، ۱۲۹]۔

کَون و مکاں: ساری دُنیا، دُنیا جہان، کُل عالم۔

کونین: دونوں جہان، یعنی دُنیا اور آخرت: دو کَون۔

کُوہِ اَلْبُرز: اَلْبُرز: ایران کے شمال میں ایک مشہور بلند پہاڑ کا نام۔

ع: دیکھا ناگاہ کوہِ البرز (گلزار، ۸۲۵)

کوہ پیکر: بڑے تن و توش کا، قوی ہیکل، بہت موٹا تازہ لمبا چوڑا پہاڑ جیسا۔

کُوہِ قاف: ایک پہاڑ کا نام ہے، جسے انگریزی میں MOUNT CAUCASUSS کہتے ہیں (ہلیس)۔

یہ پہاڑ ایشیائے کوچک میں روسی ترکستان اور ایران کے درمیان، روسی علاقے میں ہے۔ یہ علاقہ روسی ریاست آرمینیا میں ہے، جس کا دارُالخلافہ جارجیا ہے اور جو ازبکستان اور تاجکستان کی سرحدوں سے ملا ہوا ہے۔

شیریں اِسی آرمینیا (یا کوہِ قاف) کے علاقے کی رہنے والی تھی۔ یہاں کی عورتیں اپنی خوب صورتی کے لیے مشہور ہیں، اِس پہاڑ کو پریوں کا مسکن بھی غالباً اِسی نسبت سے کہا جانے لگا۔

اِس پہاڑ سے بہت سی اساطیری روایتیں بھی وابستہ ہیں۔ اِن روایتوں کو انسائکلوپیڈیا آف اسلام میں لفظِ KAF کے ذیل میں یک جا کر دیا گیا ہے، تفصیل کے لیے اُسے دیکھا جا سکتا ہے۔ محمد معین نے بھی فرہنگِ فارسی کی چھٹی جلد میں "قاف" کے تحت ایسی بعض روایتوں کو درج کیا ہے۔

کُوہ کَن: فرہاد، جو شیریں کا عاشق تھا۔

کُوہ کَنی: پہاڑ کھودنا[فرہاد نے پہاڑ کو کاٹ کر شیریں کے لیے نہر نکالی تھی] مجازاً: بہت مشکل کام انجام دینا۔

کُوہِ وَقار: بلند مرتبہ، اونچے مرتبے والا۔

کُہ: کوہ کا مُخفف: پہاڑ۔

کِہ: چھوٹا، کم رُتبہ۔

کِہتر: بہت چھوٹا (بہتر کا مقابل)۔[کِہ و مِہ: چھوٹا اور بڑا]۔

کھاروا: ایک طرح کا سُرخ، موٹا، گاڑھے کی قسم کا سوتی کپڑا۔

اِن کے بعد ہزار ہا سقا، خواجہ خضر کا دم بھرتا...... کمر میں کھاروے کی لنگیاں۔ [فسانہ، ۱۸۱]

کھاروے کا لنگوٹ سترِ عورتین کی اُوٹ۔ [فسانہ، ۲۷۲]

کہاری: دیکھیے: ہکس۔

کھانڈا: ایک قسم کی سیدھی دو دھاری (دونوں طرف دھار والی) تلوار۔

کھُبنا: نظر میں سما جانا، پسند آنا، آنکھوں کو اچھا لگنا۔

چرچا سُن کر چلا کہ دیکھوں
دیکھا تو کھبا نظر میں افسوں
[گلزار، ۱۳۹۱]

کھپرا: چوڑے پھل کا تیر۔

میں نے تیرے ہرن کی ٹانگ میں کھپرا مارا (باغ، ۱۹۷)۔

کھَپنا: مر جانا:

ع: درندے، پرندے، چرندے کھپے
[میر: اردو لغت]۔

(۲) رنج و غم میں گھلنا۔

دیکھا ہے مَیں زندگی کا جب سے سپنا
جلنا ہی سدا ہے مجھ کو، نت ہے کھپنا
[درد۔ دیوان، مکتبہ جامعہ دہلی]

(۳) شرمندہ ہونا:

ع: کوئی کہتا تھا جو عاشق، تو میں کھَپ جاتا تھا [امانت: اردو لغت]۔

(۴) جذب ہو جانا۔ (۵) فروخت ہو جانا۔ (۶) موزوں ہونا۔ زیب دینا۔

کھٹا: لیمو کی ایک قسم، جو بہت ترش ہوتا ہے۔ بعض کھانوں میں تُرشی کے واسطے لیمو کے بجائے ڈالا جاتا ہے۔ بچّے اُس کی پھانکیں بنا کر بیچتے اور شوق سے کھاتے ہیں۔

کھٹائی کرے: دغا کرے۔

پر ایک دتی، من کا کچی...... کھٹائی کرے [فسانہ، ۳۶]۔

کھٹّی سی چڑیا: دُم کٹی، پر نُچی ہوئی چڑیا۔

کھجوری چوٹی: کھجور کے پتے کی وضع کی پیچ در پیچ مضبوط گندھی ہوئی چوٹی۔

کھجوری وہ چوٹی، زری کا مُباف
کہ جوں دوُد کے بعد شعلہ ہو صاف
[بیان، ۱۹۴۰]

کھَچم کھَچا: خوب بھرا ہونا۔ بہت سی چیزوں کا ایک جگہ جمع ہونا۔

اِس اَرض و سَما کے عرصے میں یہ جتنا کھَچم کھَچا ہے
یہ ٹھاٹھ تجھی نے باندھا ہے، یہ رنگ تجھی نے رَچا ہے
(نظیر، ۱۸۰)

کھدنّت: کھدائی۔

ہاتھ سو فار تک نہ پہنچے کبھو
کرے بھر عمر وھاں کوئی جو کھدنت
[سودا، ۲۰۹]

کہ رُبا: لفظی معنی: گھاس کے تنکے کو لے جانے والا، کھینچ لینے والا۔ کہ، کاہ (بہ معنی گھاس) کا مخفف]۔ ایک درخت کا منجمد گوند، جو پتھر کی طرح سخت ہوتا

ہے۔ اُس کا رنگ عموماً زرد ہوتا ہے۔ اِسے کپڑے یا چمڑے وغیرہ پر رگڑنے سے اِس میں مقناطیسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ گھاس کے تنکوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے (اردو لغت)۔

اے درد! چھوڑتا ہی نہیں مجھ کو جذبِ عشق
کچھ کہ رُبا سے بس نہ چلے برگِ کاہ کا
[درد]

کھرَج: آواز کی بلندی و پستی کے لحاظ سے موسیقی میں سات درجے مانے گئے ہیں، جنھیں "سُر" کہتے ہیں۔ کھرج پہلے سُر کا نام ہے، جو سب سے نیچی آواز ہے، مخرج اِس کا ناف ہے۔ کھرج کی آواز مور کی آواز کے مانند ہوتی ہے۔

کھر کھوج کھونا: کسی چیز کو تباہ و برباد کر دینا۔

سب میں بدنام کرتا تھا گویا
میرا کھر کھوج ہر طرح کھویا
[مثنویات، ۷۵۷]

[مراد یہ ہے کہ میری عزّت و آبرو تباہ کر دی، مجھے بدنام کر دیا]۔

کَہروا: کہاروں کا ناچ اور گانا، جو اکثر صبح کو [یعنی محفل کے اختتام پر] رنڈیاں ناچا گایا کرتی ہیں (نور اللغات)۔ ایک تال کا نام۔

اِدھر کہروا شروع ہوا، اُدھر نوبتی نے صبح کی نوبت بجائی (فسانۂ آزاد: اردو لغت)۔

کھڑا دونا: دیکھیے: مشکل کشا کا کھڑا دونا۔

کُھڑ پچ [کُھڑ پیچ، کُھڑ پَنچ، کُھڑ پَچ، کُھڑ پیچ]: ناحق تکرار، کینہ، بُغض۔

اگر وہ جھوٹ تھا تو یہ فقرہ کب سچ ہے۔
یہ تو نری کھڑ پچ ہے [فسانہ، ۴۹]۔

کھڑ کھڑیا: ایک قسم کی پالکی، غالباً عام پالکی سے ذرا بڑی۔ قتیل نے ایک خط میں لکھا ہے کہ مولوی مصاحب علی صاحب کی کھڑ کھڑیا اِس قدر بھاری ہے کہ دس بارہ کہاروں کے بغیر اُسے نہیں اُٹھایا جا سکتا۔

کھڑ تنک: بہت سوکھا، سخت، بے لچک (نرم کی ضد)۔

دو انگریزی جوڑے لگا رکھے تھے جن پر میری یاد میں پالش ہونے کی کبھی نوبت نہ آئی، یہاں تک کہ دونوں سوکھ کر کھڑ تنک ہو گئے تھے [کہانی، ۳۲]۔

کھڑی نیاز: دیکھیے: مشکل کشا کا کھڑا دونا۔

کھک: مفلس، جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ کھوکھلا، خالی۔

کھک کر دیا: ساری دولت چھین لی، مفلس بنا دیا [کہانی، ۴۰]۔

کہکشاں: وہ لمبی سفید لکیر سی جو رات کو

آسمان پر نظر آتی ہے۔ وہ اِس طرح معلوم ہوتی ہے جیسے کوئی شخص اِس راہ سے گھاس کو گھسیٹتا ہوا چلا گیا ہو ["کہ" مخفف ہے "کاہ" کا۔ کاہ: گھاس۔ کشاں: کھینچنے والا]۔ حقیقت میں وہ چھوٹے چھوٹے ستارے ہیں جو زیادہ فاصلے پر ہونے کی وجہ سے اِس طرح نظر آتے ہیں :

واں مانگ سے رنگِ کہکشاں ماند
یاں شملۂ سر سے ہالے میں چاند

[گلزار، ۱۰۰۶]

[دُلھن کی مانگ میں افشاں بھری جاتی ہے۔ بالوں کی رات جیسی سیاہی کے درمیان افشاں سے روشنی کی لکیر بن گئی ہے اور وہ اِس قدر روشن ہے کہ اُس کے مقابل کہکشاں کا رنگ بھی پھیکا ہے]۔

اک نہر تھی شہر کے برابر
ٹھٹکے سیّارے کہکشاں پر

(گلزار، ۶۰)

اِس شعر میں نہر کو کہکشاں کہا گیا ہے [اور وہ چاروں شہ زادے سیّارے ہوئے]۔

کھکھیڑ : سخت تکلیف، محنت، مشقت۔ (۲) لڑائی جھگڑا۔

کھلاڑ : اوباش، آوارہ عورت۔ "کھلاڑن" کی مخفف صورت۔

کون ایسی کھلاڑ بیسوا ہے
شہ زادوں کو جس نے زچ کیا ہے

[گلزار، ۹۴]

[وہ بیسوا بھی ہے اور جوا بھی کھیلتی ہے؛ "کھلاڑ" میں یہ دونوں معنوی نسبتیں ہیں]۔

کھلائی : بچّوں کی دیکھ بھال کرنے والی عورت۔

کھُل کھیلنا : شرم و حجاب اُٹھا کر کوئی کام کرنا۔ جس کام کو پہلے چھپا کر کرتے تھے، اُس کو کھُلم کھُلا کرنے لگنا۔

مجھ کو یہ بات ہی نہیں مرغوب
اچھّے کھُل کھیلے، واہ وا، کیا خوب!

[مثنویات، ۸۹۷]

کھُلنا : کھُل کر ملنا، دل میں کوئی بات نہ رکھنا، بے تکلف ہونا، دل کی بات صاف طور پر بتا دینا۔

وہ تھی نازنیں بھی بہت عقل مند
نہ کھُلنے سے کچھ اُس کے، ہوتی تھی بند

[بیان، ۷۳۹]

کھِلوریاں : دھنیا، سونف وغیرہ بھُنی ہوئی چیزیں، جنھیں مُنہ صاف کرنے کے لیے کھاتے ہیں (خاص کر کھانا کھانے کے بعد)۔

کھُلے بندوں کہنا : صاف صاف کہنا، علانیہ کہنا۔

کہہ کر کھلے بندوں جی کی تنگی
بے تنگ ہوئی وہ شوخ تنگی
[گلزار، ۴۴۳]

کھنڈ: کتاب کا حصہ، باب۔ طویل نظم کا ایک حصہ (فصل) ایک ٹکڑا۔

اصطلاحِ شاعری میں جس کو "بند" کہتے ہیں، اُسی کو ہندی میں "کھنڈ" کہتے ہیں۔ ہر کھنڈ کے بعد ایک دُہرا بہ طور ٹیپ کے آتا ہے۔

کھنڈری: توشک کی طرح کا دوہر، جس کے بیچ میں روئی (وغیرہ) بھر کر رنگندے ڈال دیے جائیں۔ فقیروں کی گدڑی اور جھولی اکثر ایسی ہی ہوتی ہیں۔ بچوں کا نہالچہ۔

ٹکڑوں کے لیے کھنڈری کی اک جھولی سِلادوں
پھر کیا کروں، اِتنا بھی جو ساماں نہ بنادوں
[سودا، ۳۱۵]

بندر کی تسکین کی...... پھر اُسے کھنڈری میں لِٹا، سُورہی [فسانہ، ۲۱۸]۔

کہن سال: پُرانا، بوڑھا۔ مجازاً: بہت تجربے کار۔

بُلوا کے مصوّر اک کہن سال
کھچوائی اُس آدمی کی تمثال
[گلزار، ۹۶۰]

کہنہ لنگ: پیدائشی لنگ کرنے والا گھوڑا،

جس کا یہ عیب لاعلاج ہو [بیان، ۷۵۴]

کھوٹا: شریر گھوڑا۔

کھوئی: ٹاٹ، کمبل، موم جامے یا ایسی ہی کسی چیز کا سموسے جیسا، یعنی تکونی شکل کا بنا ہوا آسرا، جسے چرواہے یا دوسرے مزدور دھوپ اور بارش سے بچاو کے لیے سر پر اُوڑھ لیتے ہیں۔

اور جن کی مفلسی نے شرم وحیا ہے کھوئی
ہے اُن کے سر پہ سرکی، یا بوریے کی کھوئی
[نظیر، ۴۸]

کھود کر نکالی: تحقیقات کر کے اصل حقیقت معلوم کرلی، پتا لگالیا؛ کھود نکالی۔

بُنیادِ فساد کھود ڈالی
جاسوسوں نے کھود کر نکالی
[گلزار، ۱۳۶۵]

کھونبڑ: ناہموار چیز، یا ناہموار راستہ، مجازاً: بدہیئت چہرہ، ہیبت ناک۔

کھونبڑ کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے: بچا ہے، لڑکوں کو نہ ڈرائے [فسانہ، ۲۵۳]۔

کہے تو: گویا، جیسے، یوں سمجھیے۔

وہ ابرک کے گنبد، وہ مہینے کے جھاڑ
کہے تو کہ تنکے کے اوجھل پہاڑ
[بیان، ۲۰۲۲]

کھیت رہنا: لڑائی میں مارا جانا۔ مرجانا۔

(۲) فریفتہ ہونا، عاشق ہوجانا۔

گیا بیٹھ آ سامھنے ریت میں
رہا کھیت یہ بھی اُسی کھیت میں
[بیان، ۱۵۸۲]
[یعنی دل و جان سے عاشق ہو گیا]۔

کھیر چٹائی: اِس تقریب سے بچّے کو دودھ کے علاوہ اور غذاؤں کے دینے کا آغاز ہوتا ہے۔ اِن سے پہلے، یعنی بچّے کو کھیر چٹانے سے پہلے اکثر گھروں میں اناج کی قسم سے کوئی چیز اُس کے مُنہ میں نہیں جانے دیتے تھے۔

یہ تقریب اکثر اُس وقت ہوا کرتی ہے جب بچّہ چار یا پانچ مہینے کا ہو چکتا ہے۔ اکثر گھروں میں غذا کا آغاز کھیر سے کیا جاتا ہے جو خاص اہتمام سے پکائی جاتی ہے اور خاص قرابت دار خاتونوں کی موجودگی میں بچّے کو چٹائی جاتی ہے، جب کہ وہ نئے کپڑے پہنے ہوتا ہے اور سب بیویاں ترقیِ عُمر کی دُعاؤں کے ساتھ اُس کے ہاتھ میں روپے دیتی ہیں اور وہی محفلِ طرب قائم ہو جاتی ہے جو ہر تقریب میں نظر آتی ہے۔
[شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۳۷۹]

کِھیس: دو سوتی چادر (جو اُوڑھنے اور بچھانے، دونوں کے کام آتی ہے]۔

پہن سیلی اور گیروا اُوڑھ کھیس
چلی بن کے صحرا کو جوگن کے بھیس
(بیان، ۱۴۶۸)

کھیسا (کیسہ): تھیلی۔

باقی گھاؤں پر اپنے کھیسے سے ایک ڈبیا نکال کر..... پٹی سے باندھ دیا (باغ، ۲۸)۔

(۲) وہ کڑھی ہوئی تھیلی جسے ہاتھ میں پہن کر بدن کا مَیل صاف کرتے ہیں، پُرانے حماموں میں حمامی نہانے والوں کے بدن کو اسی کیسے سے صاف کیا کرتا تھا۔

کھیل: بھنے ہوئے چاول، جوار، مکّی کا دانہ؛ مراد ہوتی ہے بہت کم مقدار سے۔

تین دن رات صاف گزر گئے کہ ملکہ کے مُنہ میں ایک کھیل بھی اُڑ کر نہ گئی۔
[باغ، ۹۲]

کھیل کھانا: آوارگی میں بسر کرنا۔[زیادہ تر طوائفوں کے لیے مستعمل ہے]۔

(۲) ناجائز طریقے سے دولت کمانا۔

کام اُس کا تھا بس کہ کھیل کھانا
چوسر کا جما وہ کارخانہ
[گلزار، ۱۱۰]

کھِیلنا: ایک طرح کی کشتی۔

کھِیلی کھائی: (عشق و عاشقی اور جنسی معاملات کے سلسلے میں) تجربے کار، بھٹکتی بھٹکائی، اِن مرحلوں کو جو طے کر چکی ہو۔

یہ سُن کے ایک کھیلی کھائی، عشق کے

نیرنگ دیکھی، وصل کے ہجر میں
صدمے اُٹھائی، قریب آئی۔
(فسانہ، ۱۰۳]

(۲) فاحشہ، آوارہ عورت۔

کِہین و مِہین: چھوٹے بڑے، سب لوگ۔
[کِہ: چھوٹا۔ مِہ: بڑا۔ اِسی سے کِہتر (بہت چھوٹا) اور مِہتر (بہت بڑا) بنتے ہیں)۔

زبس شاہ زادہ بہت تھا حسیں
ہوئے دیکھ عاشق کِہین و مِہیں
(بیان، ۵۴۵)

کیا پشم ہے: معمولی بات ہے۔

مغرب و مشرق کا فاصلہ گردشِ چشم ہے، زرنگار جانا کیا پشم ہے [فسانہ، ص ۶۳]۔

کیا دخل: کیا مجال (نفی کے لیے آتا ہے)۔

کھانے کو شجر کا گوند تھا پاس
کیا دخل کہ بھوک لگتی یا پیاس
[گلزار، ۸۲۴]
[یعنی بھوک اور پیاس نہیں لگ سکتی تھی]۔

کیاریاں: پھولوں سے بھری ہوئی ٹوکریاں۔

دھر ہیں اک طرف کیاریاں بے شمار
بچی اک طرف ڈالیوں کی قطار
(بیان، ۱۰۸۷)

کیتکی: ایک مشہور خوش بودار پھول اور اُس کے پودے کا نام، جو کیوڑے کے درخت سے مشابہ ہوتا ہے۔ "ہندی شعرا کا خیال ہے کہ بھونرا اِس (پھول) پر عاشق ہے" (نور)۔

اِس جوانی کے عالم میں کیتکی کی شراب یا گل گلاب کھنچوایئے (باغ، ۲۲)۔

کید: مکر، فریب۔ [کیّاد: مکّار]۔

کیڑا: سانپ۔

بچھو کسی کو کاٹے، کیڑا کسی کو گھورے
آنگن میں کن سلائی، کونوں میں کنکھجورے
(نظیر، ۴۷)

کیسَر: ایک قسم کا نہایت خوش بودار زردی مائل پھول مثلِ زعفران۔ زرد رنگ، زعفرانی رنگ۔

کیسَریا بانا / کیسری بانا: زرد لباس، زعفرانی رنگ کا لباس۔

[ہندستان کے راجپوتوں میں قدیم سے دستور چلا آتا ہے کہ جب وہ کسی لڑائی پر مستعدی کے ساتھ عہد و پیمان کر کے جاتے تھے تو اُس قول و قسم کے اظہار کے لیے کیسری بانا (زرد لباس) پہن لیتے تھے۔ اُس سے غرض یہ ہوتی تھی کہ ہم نے کرشن کا بانا پہنا ہے۔ یا تو فتح حاصل کر کے آئیں گے یا وہیں کھیت رہیں گے، مر جائیں گے]۔

صد برگ و جعفری ہو گُل اَشرفی نے اب
کیسریے بانے کر کے یہ باہم کیا قرار
[سودا، ۲۱۹]

کیش: مذہب، اعتقاد۔

ع: ہم مُوحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم (غالبؔ)۔

کیف: نشہ، سُرور، حالت، کیفیت۔

کیف و کم: کس طرح اور کتنا۔ کیفیت اور کمیّت۔

کَیفی: نشے میں ڈوبا ہوا۔ مدہوش، سرشار، مست۔

ایک جوان...... کیفی کی طرح بکتا جھکتا نظر آیا[باغ، ۲۰۶]۔ پھر تو ایسا پیہم دَور چلا کہ تھوڑی دیر میں سب آدمی مجلس کے کیفی ہو کر بے خبر ہو گئے۔
[باغ، ۳۹]

کیکڑ: کیکر، ببول۔

کیلی والی: کیلی والا اُس شخص کو کہتے ہیں جو کنویں سے، بَیلوں کی مدد سے چمڑے کے بڑے ڈول کے ذریعے پانی نکالتا ہے۔ کیلی والی اُس کی تانیث ہے۔

کسی طرف کنویں کی جگت پر کیلی والی لال بے رنج و ملال ہو رہی [فسانہ، ۳۰۵]۔

کیمَخْت: گھوڑے، گدھے یا گورخر کی پیٹھ کی کھال، جسے دانے دار بنا کر رنگ لیتے ہیں اور برسات کے موسم میں اِس کی جوتیاں پہنتے ہیں۔

کیمخت سبز، زنگاری رنگ کا ہوتا ہے، جو گھوڑے یا گدھے کی کھال سے بنتا اور اُس میں کٹھل کے خاروں کی طرح دانے اُبھار کے پیدا کیے جاتے اور تعریف یہ تھی کہ برسات میں چاہے کتنا بھیگے، اُس کے رنگ روپ میں فرق نہ آتا [گذشتہ لکھنؤ، ۳۲۴]۔

کینچلی سی ڈال دی: صورت بدل گئی، رنگ نکھر آیا۔

فراغت اور خوش خُوری کے سبب سے اُس کا رنگ روغن کچھ کا کچھ ہو گیا اور کینچلی سی ڈال دی [باغ، ۵۰]۔

کیواں: ستارہ زُحَل، جو ساتویں آسمان پر ہے۔ مجازاً: ساتواں آسمان۔

کیوں کر: کیسے، کس وجہ سے، کس بنا پر، کس طرح۔ ["کیونکے" اِسی کی محرّف صورت ہے]۔

کیوں کہ: اِس لیے کہ۔

کیونکے: کیوں کر۔ ["کیوں کہ" اور "کیونکے" دو مختلف لفظ ہیں۔ معنی بھی الگ الگ ہیں]۔

کیونکے کہیے کوئی نہیں آگاہ
اک قیامت بپا ہے یہاں سرِ راہ
[فسانہ، ۲۳۵]

[یہ شعر میر کا ہے اور کلیاتِ میر مرتبہ آسی میں پہلا مصرع یوں ہے:
کیونکے کہیے کہ تو نہیں آگاہ
[ص ۹۰۴]۔

جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکے ہو رشکِ فارسی
گفتہ غالب ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں
[دیوانِ غالب نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ (دہلی) ص ۶۹]۔

گ

گات: عورت کی دونوں چھاتیاں۔
گل سے رخسار، گول گول بدن
گات، جس طرح قمقمے روشن
[مثنویات، ۴۶۶]

جسم، بدن، عورت کا اوپر کا دھڑ۔ جسم کی خوش نمائی، دَھج۔
عیاں چستی و چابکی گات سے
نمودِ جوانی ہر اک بات سے
(بیان، ۹۰۹)

گاتی: سینے پر چادر، دوپٹا باندھنے کا ایک انداز، جس میں کندھوں کے اوپر اور نیچے سے گزار کر سامنے گانٹھ باندھ لی جاتی ہے۔
زری کے دوپٹے سے چھاتی کو باندھ
بدن کو چھپا اور گاتی کو باندھ
[بیان، ۱۴۷۲]

گاج: بجلی۔ غضب، قہر، غصہ۔
گاج گرے: عورتوں کا کوسنا: خدا کا قہر نازل ہو، بجلی گرے۔
ڈھٹائی تو دیکھو کہ آئی نہ لاج
ڈسیں سانپ اُس کو، گرے اُس پہ گاج
[شوق قدوائی: نور]

گاچ: ایک قسم کا باریک جالی دار ریشمی کپڑا۔
کٹوری گاچ کی پہنے ہو جوگیاں، کہوں پھبتی
اناروں پر لگایا آن کر مکڑی نے جالا ہے
[جانصاحب: نور]

گاڑھا: مست جنگلی ہاتھی۔
پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری کا، ہزار بارہ سے جنگی، گاڑھا، مست۔
[فسانہ، ۱۷۸]

گاڑھا پردہ: (طنزاً) پردہ جو بناوٹ سے کیا جائے۔
گاڑھی چوکی: سخت پہرا۔
گاذُر: دھوبی۔
گال توڑنا: رخسار پر چٹکی لینا۔ اِس زور

سے بوسہ لینا کہ گال کٹ جائے، دانت کا نشان بن جائے: گال کاٹنا۔

ع: وہ ہاتھ مڑوڑے، تو یہ توڑے ہے کمڑا گال [نظیر، ۳۷]۔

گام: گھوڑے کی ایک چال کا نام، گھوڑے کی ہلکی رفتار۔

سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ وہ وہ گھوڑا...... دوگاما، گام، شہِ گام، یَرغا، دُلکی کا منّجا، اُلیل کرتا [فسانہ، ۱۸۰]۔

گام: قدم، ایک قدم کا فاصلہ۔

گام زَن: دیکھیے: گام فرسا۔

گام فَرسا: چلنے والا، تیز چلنے والا۔

گانی: گانے والی۔

خوش لہجہ بہت بکاولی تھی
گانی اور ناچتی بڑی تھی
[گلزار، ۱۲۰۸]

گائنیں: گانے والیاں، ڈومنیاں۔

جو گائنیں تھیں، سُہانے گائیں
لیتے ہوئے بیک، راگ لائیں
[گلزار، ۱۰۳۴]

گاوِ ثریٰ: وہ گائے جس کے سینگ پر زمین قائم ہے۔ پُرانا خیال یہ بھی تھا کہ سب سے نیچے پانی کے اوپر ایک بڑی مچھلی ہے، اُس مچھلی پر ایک گائے کھڑی ہے اور اُس کے ایک سینگ پر یہ زمین قائم ہے: گاو ماہی، گاوِ زمین۔

صدائے نقارخانۂ جنگی چرخ پر بُرجِ ثَور تک، زیرِ زمیں گاوِ ثریٰ کو پہنچی۔
[فسانہ، ۲۵۷]

گاوِ خَراس: کولھو کا بَیل۔

دیکھے آہو کو جو ضیغم، تو وہیں عدل ترا
ڈھانک دے آنکھوں کو اُس کی روشِ گاوِ خراس
(ذوق، کلیات، مجلسِ ترقیِ ادب لاہور)

گاودُم: مخروطی گاجر کی وضع کا ایک سرے پر موٹا اور دوسرے سرے پر بہ تدریج پتلا۔

گاودیدہ: شیر مال، باقر خانی اور خمیری روٹی؛ عام طور سے اِن کو دو شکلوں میں پکانے کا رواج رہا ہے: گول اور لمبوتری۔ گول روٹی کو 'گاودیدہ' اور لمبوتری کو 'گاوزباں' کہا جاتا ہے۔

گاوزباں: دیکھیے: گاودیدہ۔

گاوِ زمیں: دیکھیے: گاوِ ثریٰ۔

گاوزُوریاں: زُور آزمانا، طاقت دکھانا، پہلوانوں کا آپس میں زُور آزمانا۔

گاوسَر (گُرزِ گاوسر): فریدوں اور رستم کے گُرز کا نام، جو گائے کے سر کی طرح تھا: گاوچہرہ، گاورنگ۔

گاوسوار: بَیل پر سوار۔

اِتنے میں ایک نوجوان گاوسوار ......
جنگل میں سے باہر نکلا (باغ، ۹۷)۔

["گاو" گاے اور بیل دونوں کے لیے آتا ہے، چوں کہ اِس پوری عبادت میں بیل کا ذکر ہے، یوں لازماً بیل مراد ہے]۔

گاوِ فلک: بُرجِ ثَور (آسمان کے بارہ برجوں میں سے ایک برج، جس کی شکل بیل جیسی مانی گئی ہے): گاوِ گردوں۔

گاوِ ماہی: دیکھیے: گاو ثری۔

گہ: دیکھیے: گاہ۔

گاہ: کبھی۔ اسموں کے ساتھ بہ طورِ لاحقہ بھی آتا ہے، جیسے: شکارگاہ، سحرگاہ۔ اِس کی مخفف صورت "گہ" ہے۔

گاہنا: ملنا، مَسلنا، رَوندنا۔ اناج پر بَیلوں کو پھِرانا کہ دانہ اور بھُس الگ ہو جائے۔

گاہے: کبھی۔ گاہے گاہے: کبھی کبھی۔

گَبر: آگ کو پوجنے والا، مجوسی، پارسی۔ آتش پرست۔

گت: حالت، طرح، ڈھنگ، طرز۔ ساز کے پردوں کی بندش۔ دُھن، خصوصاً، رواں، بار بار دہرائی جانے والی۔ سُر، بول، راگ۔ وہ دُھن جو رقص کے ساتھ بجائی جائے۔ دُھن کے ساتھ ایک قسم کا ناچ۔

مردوا ہوئے نَوج اِس گت کا
جیسے دھونسا نگوڑا نوبت کا
[مثنویات، ۲۳۵]

[اِس گت کا: ایسا (بُرے مفہوم میں)۔ "گت" میں موسیقی کی اصطلاحی معنویت بھی ضلعے کی نسبت کے ساتھ شامل ہے]۔

گت بھرنا: ناچنے کا ٹھاٹھ بنانا، ناچنے کا کوئی ٹھاٹھ دکھانا، مثلاً: چھاتی کی گت، کمر کی گت، جھرمٹ کی گت، مور کی گت وغیرہ کا روپ دکھانا۔

گت کا ہاتھ: زُور کا ہاتھ، طبلے پر کوئی خاص گت زُور سے ہاتھ مار کر بجانا۔

گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس کفِ افسوس مَلتی تھی اور دمِ سرد بھرتی تھی [فسانہ، ۹۰]۔

گتھنا: پرویا جانا، جذب ہونا، پھنس جانا، دو آدمیوں [یا مُرغوں کا] لڑائی میں باہم لپٹ پڑنا۔

گِٹکِری: وہ پیچیدہ آواز جو گانے والے کے گلے سے لہرا کر نکلتی ہے۔ زمزمے کو اُلٹ کر ایک خاص انداز سے کہنا۔

[تحریر اور گٹکری، ایک ہی چیز کے دو نام ہیں]۔

زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور شور سے ہاتھ ملتا [فسانہ، ۸۹]۔

عجب تان پڑتی تھی انداز سے
کہ بے کل تھی ہر تان آواز سے
وہ تھی کٹکری یا لڑی نور کی
مسلسل تھی اک پُھلجھڑی نور کی
[بیان، ۲۱-۱۳۲۰]

کٹکری لینا: گاتے گاتے آواز کو لہرا دینا۔

گٹھا: گھاس، لکڑیوں (وغیرہ) کا بوجھ، بڑا سا بوجھا۔

ع: گٹھا لیے سر پہ لکڑیوں کا
[گلزار، ۸۱۲]

گٹھی: گرہ، گانٹھ۔ ہلدی، پیاز، لہسن کی گرہ۔ کسی چیز کا چھوٹا بنڈل۔

گٹھی چور: چھوٹی چھوٹی چیزوں کو چرانے والا۔

ع: چور کا بھائی گٹھی چور ہے یہ
[سودا، ۲۷۶]

گجباگ: آنکس، لوہے کا آنکڑا، جس کی مدد سے فیل بان ہاتھی کو قابو میں رکھتے ہیں۔

فیل بان زربفت کی قبا پہنے...... ہاتھوں میں گجباگ جواہر نگار (فسانہ، ۱۷۸)۔

ہندی لغات میں اِس کی ایک صورت "گج بانک" بھی ہے۔ دونوں کے معنی ہیں: آنکس۔ یعنی وہ بھالے نُما لوہے کا آنکڑا جس کی نوک سے ہاتھی کی گردن پر اور کانوں کے برابر ہُولا، یعنی گُدگُدایا جاتا ہے، تاکہ ہاتھی رفتار میں سُستی اور بے ترتیبی نہ کرے۔

عام اُردو لغات میں بھی یہی معنی درج ہیں، لیکن فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں میں اِس کے یہ معنی لکھے گئے ہیں:

"گجباگ (مونث)، ہاتھی کی باگ ڈور جو ایک خاص طرح سے پھندے لگا کر بنائی اور اُس کی گردن میں ڈالی جاتی ہے۔ پھندوں میں مہاوت اپنے پیر ڈال لیتا ہے اور پیروں کی انگلیوں سے ہاتھی کے کانوں کے پیچھے ٹہوکے لگا کر چلنے یا دوڑنے کو اشارے دیتا ہے۔ یہ لفظ "گج" اور "باگ" سے مرکب ہے"۔

سوداؔ کے یہاں ایک لفظ "کلاوا" آیا ہے۔ شعر یہ ہے:

کلاوے کو نہ سمجھو اِس کے گل گوں
یہ ہے گردن پہ اِس کی خلق کا خوں

مولانا عرشی مرحوم نے ایک خط میں لکھا تھا کہ کلاوے کے وہی معنی ہیں جو صاحبِ فرہنگِ اصطلاحات نے "گج باگ" کے لکھے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ "گج باگ" بہ معنی "آنکس" مرجح ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اُس خاص رسّی (کلاوا) کے معنی میں بھی کہیں اِسے استعمال کیا گیا ہو۔

گَجَر: دیکھیے: نوبت۔

گَجَر بجنا: [دیکھیے: نوبت]۔

بجتے ہی گجر، وہ شاہِ جم جاہ
چاروں شہ زادے لے کے ہمراہ
[گلزار، ۵۰۶]

گجَر دَم: صبح تڑکے (جب صبح کا گجر بجایا جاتا تھا)۔

گَجَ گاہ: سُر اگاے کی دُم، جو ہاتھی کے مُنہ کے دونوں طرف سجاوٹ کے لیے لٹکائی جاتی تھی۔

[سُراگاے: دوغلی گاے جو تبت کے یاک اور ہندوستانی گاے کے میل سے پیدا ہوتی ہے۔ ہندوؤں میں بہت متبرّک سمجھی جاتی ہے]۔

گَجَ موتی: بہت بڑا موتی (باغ، ۹۰)۔

گجنال: بہت بڑی توپ۔

گَچ: سفیدی اور دریائی ریت سے تیار کیا ہوا ایک قسم کا چونا نقش و نگار بنانے اور مُنَبّت کاری کے لیے۔

یہ مرکب بہت پائدار ہوتا ہے۔ اگر اس پر پانی کا اثر نہ ہو، تو سیکڑوں برس قائم رہتا ہے۔

[سفیدی: کھریا مٹی۔ چونا: جس سے دیواروں پر قلعی کی جاتی ہے]۔

گَدْکا/گَتْکا: چمڑا مڑھا ہوا ڈنڈا، جسے "پٹے" کے انداز کے ایک کھیل "گتکا پھری" میں استعمال کرتے ہیں۔

[پھری: ڈھال۔ یہ ڈھال عام ڈھالوں کی طرح گول ہوتی ہے، مگر اُن سے کچھ چھوٹی اور چمڑے یا کسی اور چیز کو مڑھ کر نرم بنائی جاتی ہے، جس پر گتکے کے وار کو رُوکا جاتا ہے]۔

گدھے کا ہل پھروا دینا: کسی جگہ کو پوری طرح ویران کرا دینا۔

اُس کے گڑھ اور ملک کو نیست و نابود کر کے، گدھے کا ہل پھروا دو۔
(باغ، ۲۴۷)

گذَربان: راستے کا محافظ جو ضروری کاغذات دیکھ کر آگے جانے کی اجازت دے (باغ، ۲۱۱)۔

گُذری: وہ مقام جہاں کسی راہ کے کنارے شام کو سودا بیچنے والے آ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ شام کا بازار جو سڑک کنارے ایک طرف یا دونوں طرف لگتا ہے۔

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزارہا
گذری ہے اُس کے رہِ گذر پر لگی ہوئی

میر امن نے اِسے عام بازار کے معنی میں لکھا ہے:

جب گذری کا وقت ہو چکا اور دُکان بڑھائی، خواجہ گھر کو چلا (باغ، ۱۲۴)۔

[بہ ظاہر اِس عبارت میں "گذری"

عام بازار کے معنی میں آیا ہے۔"جب گذری کا وقت ہو چکا" یعنی بازار بند ہونے کا وقت آیا]۔

گذشتہ را صلوات: اُس جگہ مستعمل ہے جہاں یہ کہنا ہو کہ گزری باتوں کا خیال نہ کرو، آیندہ کے لیے احتیاط رکھو۔

کفِ افسوس مل کے پچھتاتا ہے گذشتہ راصلوات کہہ کے دل کو سمجھاتا ہے۔
[فسانہ، ۲۳۵]

گُر: گرو(گرونانک)۔

ع: گر اپنے لطف و عنایت سے سکھ چین اُنھیں دکھلاتے ہیں [نظیر، ۲۳]۔

گِراں /گراں: بھاری۔

گراں بار ہونا: بھاری بوجھ سے دبا ہونا۔

ع: گناہوں میں اپنے گراں بار ہوں
[بیان، ۹۱]

گراں بہا: قیمتی، بہت قیمت والا، بیش قیمت۔[بہا: قیمت]۔

گراں جان: سخت جان۔ زندگی سے تنگ بیمار، فقیر۔ جس کو زندگی دوبھر ہو۔

گراں خاطر: جو طبیعت کو ناگوار ہو، دوبھر ناراض، آزردہ، غمگین۔

گراں خواب: جو بہت دیر تک سوتا رہے۔ غافل۔

گراں گوش: بہرا۔

گراں مایہ: نفیس اور قیمتی چیز۔ بڑا آدمی، قدر و منزلت والا۔

گراں مایگی: بڑائی، سرداری، دولت مندی۔

گربہ مسکیں: دیکھنے میں سیدھا سادا اور حقیقت میں مکار، فریبی۔[گربہ: بلّی]۔

کیسا بیٹھا ہے گربہ مسکیں
جیسے کچھ گویا جانتا ہی نہیں
[مثنویات، ۱۰۶۲]

گُرد: پہلوان۔

گِردا: گول چھوٹی روٹی۔

نان بائی کی دکان میں میز پر گردے چنے ہوئے دھرے تھے؛ جست مار کر ایک گلچہ مُنہ میں لیا اور بھاگا (باغ، ۱۴۶)۔

گِرداب: بھنور[پانی میں جو چکر پڑتا ہے]۔

گِردابِ بلا: مصیبت کا بھنور، مراد ہوتی ہے مصیبت و پریشانی۔

گِرداب کا ہالہ: بھنور کا حلقہ، گھیرا۔

بے مہری چرخ سے جو ناگاہ
گرداب کے ہالے کا ہوا ماہ
[گلزار، ۴۲۶]

گردباد /گِردباد: بگولا، ہوا جس میں غبار ملا ہوا ہو۔

گردباد ہو گیا: ہر طرف غبار چھا گیا۔

ایک دم کے بعد غنیم فوج کا نمود ہوا

اور تمام زمین و آسمان گرد باد ہو گیا۔
(باغ، ۲۱۴)

گرد کیا ہے: ہرا دیا ہے، مات دے دی ہے۔

تو نے جلادوں کو کیا ہے گرد
دار پار ایسا نوج ہو بے درد
[مثنویات، ۱۰۹۰]

[یعنی بے دردی میں جلادوں سے بھی بڑھ گیا ہے]۔

گردن زَدَنی: جس کا قتل کرنا لازم ہو، واجبُ القتل۔

گردن فراز: گردن اُٹھائے ہوئے، سر بلند۔ مجازاً: مغرور، سرکش۔

گردن کا ڈورا: وہ کالا ڈورا جو بُری نظر کو بچانے کے خیال سے گلے میں پہنتے ہیں، خاص کر پہلوان۔

(۲) رگِ گردن۔

(۳) رقاصوں کی اصطلاح میں ناچنے والوں کی گردن کی جنبش کو "ڈورا" کہتے ہیں؛ خصوصاً طوائفوں کا وہ انداز جو رقص کی حالت میں خوش ادائی کے اظہار کی غرض سے گردن کی حرکات کے وسیلے سے ظاہر ہو۔

چکنا گلوں کا صفا کے سبب
وہ گردن کے ڈورے قیامت، غضب
[بیان، ۳۴۹]

گردن کش: نافرمان۔ مغرور۔ باغی، منحرف۔

گردن کشی: نافرمانی، غرور۔

گردَنی: گردن سے پٹھوں تک گھوڑے پر ڈالنے کا ایک طرح کا باریک جال یا کپڑا، جو مکھیوں سے بچاو کے لیے اُس پر ڈالا جاتا ہے۔

گردُوں: آسمان۔

گردُونِ دَوّار: گھومتے رہنے والا آسمان۔

گردُونِ واژُوں: اوندھا آسمان، مجازاً: مصیبتیں نازل کرنے والا آسمان۔

گِردَہ: ہر گول چیز۔ چھوٹی روٹی جو موٹی نہ ہو۔ حلقہ، دائرہ۔

وہ گول کپڑا جو عورتیں پاندان کی تھالی میں رکھتی ہیں:

جو مہر و ماہ کے گردے پسند کرتا تو
اُتر اُتر کے ترے پاندان میں آتے
[رشک: نور]

گِر رہا: پڑ رہا۔

بیچ میں ایک پہاڑ ملا، رات کو وہاں گر رہا، صبح کو شہر میں داخل ہوا (باغ، ۱۴۲)۔ یعنی انتہائے نقاہت میں وہاں پڑ رہا۔

گُرز بَردار: وہ سپاہی جن کا اصل ہتھیار گرز ہوتا تھا جسے وہ کندھے پر رکھ کر چلتے تھے۔ [گرز: ایک ہتھیار کا نام، جو

اوپر سے گول، موٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے۔ بعض پہلوانوں کی تصویروں میں اب بھی نظر آتا ہے، اِسے عموماً سر پر مارا جاتا تھا۔ رستم کا "گرزِ گاو سر" (گائے کے سر جیسا گرز) مشہور ہے]۔

گُرزِ گاو سر: دیکھیے: گاو سر۔

گِرَسْت: جس کے پاس گھرداری کا سامان ہو اور فضول خرچ نہ ہو۔

گُرُسنہ: بھوکا [گُرسنگی]۔

گِرِفْت: پکڑ۔ دستہ، موٹھ، قبضہ۔ اعتراض، وہ بات جو بہ طور اعتراض یا تنبیہ کے کہی جائے۔

گِرِفتہ خاطر/گِرِفتہ دل: غم گین، رنجیدہ۔

ع: گُل ہے پژمردہ، تو ہر غنچہ گرفتہ دل ہے [رند: نور]۔

گُرگ: بھیڑیا (مشہور درندہ)۔

گُرگِ باراں دیدہ: وہ بھیڑیا جس نے بارش دیکھی ہو (بھیگا ہو)۔ بھیڑیے کا بچہ بارش سے بہت ڈرتا ہے۔ ایک دفعہ بارش میں بھیگ جائے تو اُس کے دل سے ڈر نکل جاتا ہے۔ مجازاً: تجربے کار، گھرانٹ [بُرے معنوں میں مستعمل ہے]۔

گُرگا: خدمت گار، کم درجہ نوکر، مشعلچی، برتن دھونے والا۔

اب وہاں کی جاروب کشی کرتا ہے...... وہاں گُرگا بنا پڑا رہتا ہے [باغ، ۱۳۹]۔

گرمابہ: حمام۔

گرم بازاری: لین دین اور بیوپار کی کثرت، رونق، خریداروں کی کثرت۔

گرم رفتار: تیز چلنے والا۔

گرم رَو: تیز چلنے والا۔

گرمِ سخن: بات چیت میں بہت مشغول۔

ع: تو جس سے ہوا گرمِ سخن، اُس کو کیا سرد (نور)۔

گرم عِناں: گھوڑے کو تیز دوڑانے والا۔

تیز دوڑنے والا (گھوڑے کی صفت کے طور پر)۔

گرم و سردِ جہاں: زمانے کے رنج اور آرام۔

پلا آتشیں آب پیرِ مُغاں!
کہ بھولے مجھے گرم و سردِ جہاں
[بیان، ۴۷۵]

گرم ہونا: ناراض ہونا۔

کہا تب پری زاد نے واہ جی!
بہت گرم ہیں آپ اللہ جی!
[بیان، ۱۵۷۸]

[بہت گرم ہیں: بہت ناراض ہیں]۔

گرمیاں کرنا: بہت محبت جتانا، بہت تپاک ظاہر کرنا۔ شوخی کرنا، مذاق کرنا۔

مجھے اب گھر کو جانے دیجیے آپ
گرمیاں اور سے یہ کیجیے آپ
[مثنویات، ۲۲۶]

مال زادی نہیں یہاں کوئی
جو کرے تم سے گرمیاں کوئی
[مثنویات، ۱۴۴۲]

گرمیِ بازار: (دیکھیے: گرم بازاری)۔ بازار کی رونق۔ شہرت، ناموری، دھوم، قدرومنزلت۔

گرمی کے چہرے: خوشی یا شوخی وطرّاری کے جوش میں تمتمائے ہوئے چہرے۔

وہ گرمی کے چہرے کہ جوں آفتاب
جسے دیکھ کر دل کو ہو اضطراب
[بیان، ۳۴۸]

گِرَو: رہن۔

ع: زندگی ہے گروِ عشقِ بتاں [رشک: نور]

گُرو کی چھتری: کسی سادھو، رشی، منی کی سادھی پر گنبد، یا ویسی ہی چھت دار عمارت۔

کہیں مُرشدوں کے ڈھیر، گرو کی چھتری، بزرگوں کے مزار [فسانہ، ۲۷۳]۔

گِرویدَگی: کسی کی محبت کو دل میں جگہ دینا، فریفتہ ہونا، مائل ہونا۔

گِرویدَہ: فریفتہ، مائل، رغبت کرنے والا۔

گَرَہ: جوتش میں نو گرہ مانے گئے ہیں:

سورج، چاند، منگل، بدھ، برہسپت، شُکر، شنی، راہو، کیتو۔ بچّے کی پیدائش کے وقت اُس کی جنم کنڈلی اِنھی گرہوں کے حساب سے بنائی جاتی ہے۔

گرَہ: پرانے خیالات کے مطابق بعض بُری روحوں کا نام، جو دماغ اور جسم پر بُرا اثر ڈالتی ہیں۔ وہ طاقت جو چاند اور سورج کی طاقت کو ختم کر دیتی ہے: گہن۔

کوئی ہاتھی ہے یا آفت وہ چنڈال
مہاوت پر گرہ، آقا کے سر کال
[سودا، ۲۹۵]

گِرَہ / گِرِہ: گانٹھ، دشواری، عقدۂ مشکل۔ کدورت، رنج وملال۔

[فارسی میں "گِرِہ" ہے۔ اُردو میں "گِرِہ" بھی ملتا ہے، مگر زبانوں پر بیش تر "گِرَہ" ہے]۔

(۲) برچھی کا وہ حصہ جہاں سناں (برچھی کی نوک) لگی ہوتی ہے۔

غُل تھا کہ وہ چمکتی ہوئی آئی، یہ گری
برچھی سے اُڑ گئی وہ سناں، یہ گِرِہ گری
[انیس، روحِ انیس، ۱۸۵]

گِرہ پڑی: گرہ لگی (سال گرہ کے لیے)۔

ع: پڑی جب گرہ بارھویں سال کی
(بیان، ۱۳۳۲)

گِرہ کھُلنا: مشکل کام کا آسان ہونا۔

بسانِ دانۂ رُوئیدہ ایک بار گرہ
کھلے جو کام سے میرے، پڑے ہزار گرہ
[سودا، ۵۷]

گِرہ کھولنا: گانٹھ کھولنا، دل کی گرہ کھولنا۔ دل کی کدورت کو دور کرنا۔ کلی کو کھلانا۔

زمانے میں نہیں کُھلتا ہے کارِ بستہ، حیراں ہوں
گرہ غنچوں کی کھولے ہے صبا کیوں کر بہ آسانی
[سودا، ۴۸]

گِرہ گیر: بل کھائے ہوئے، مُڑا ہوا۔

[زلف اور ابرو کی صفت کے طور پر آتا ہے: زلفِ گرہ گیر]۔

گِرہَسْت: رہنے والا، ساکن۔

ایک گرہست اُسی موضع کا میرے پاس آیا اور فریاد کرنے لگا (باغ، ۱۴۰)۔

گِرَہ کرنا: ہَوا میں کبوتر کا پلٹے کھانا۔

گِرَہ کھانا: جنسی عمل کرانا۔

اتنے شاگرد ڈھونڈتا ہے عبث
سگ ہے اک آکے تو گرہ کھالے
(سودا، ۷، ۳۲، ہجوِ فدوی)

گِرْیاں: روتا ہوا۔

گِریبانِ صُبح چاک ہوا: صبح ہوئی۔

گِریباں گیر ہونا: دعوے دار ہونا، خون کا دعوا کرنا۔

مَباد! ہو کوئی ظالم! ترا گریباں گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دُھو، ہوا سو ہوا
(سودا، ۳۵۵)

گُرِیز: بھاگنا، اجتناب، پرہیز۔ ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف متوجہ ہونا۔ تمہید کے مضمون سے اصل مدّعا کی طرف آنا۔

گُرِیزاں: بھاگنے والا۔

گُرِیزپا: وحشت زدہ، بھاگنے والا۔

گِریَہ: رُونا۔

گِریَہ دَر گُلو: رونے کی شدّت سے گلے میں آواز کا پھنس جانا۔

گریۂ شمع: جلتی ہوئی شمع کا موم پگھل کر جو بہتا ہے، کنایتاً اُسے اشکِ شمع (شمع کے آنسو) اور گریۂ شمع کہتے ہیں۔

گریۂ شیشہ: (کنایتہً) شراب کا شیشے سے جام میں گرنا: گریۂ مینا۔

ع: گریۂ شیشہ کہیں، خندۂ پیمانہ کہیں
[امیر مینائی: نور]

گریۂ مستانہ: شراب کے نشے میں، مستی میں رونا۔

گریۂ مینا: دیکھیے: گریۂ شیشہ۔

گُڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو: جو کام آسانی، نرمی سے ہو سکے، اُس میں سختی

نہیں کرنا چاہیے۔

میٹھا اِس دیو کو کھلاؤ
گُو سے جو مرے تو زہر کیوں دو
[گلزار، ۱۵۸]

گُووا : پانی رکھنے کا برتن۔

ع: بھرتے ہیں کہیں مشک، کہیں رنگ کا گڑوا [نظیر، نظم:ہولی، ۳۷]

گڑھ: قلعہ۔

اور اُس کے گڑھ اور مُلک کو نیست نابود کر کے گدھے کا ہل پھروادو۔
[باغ، ۲۴۷]

گَڑھَیا: وہ گڑھا جس میں برسات کا پانی جمع ہو۔

گَڑھَیا میں مُنہ دھو رکھو: یہ جملہ اُس جگہ کہتے ہیں جہاں کسی چیز کے دینے سے انکار کرنا مقصود ہو۔

اب رہو گے اِسی تمنا میں
دھو رکھو اپنا مُنہ گڑھیا میں
[مثنویات، ۹۴۳]

گزارے کا اسباب: دریا پار کرنے کا کوئی وسیلہ (کشتی وغیرہ)۔

میں تلاش میں ناو نواڑے کی جاؤں۔
جب تلک اسباب گزارے کا ہاتھ آوے،
تب تلک وہ نازنیں بھی آرام پاوے
(باغ، ۶۴)

گزرانیاں: گزراہیں، پیش کیں (فعل کی ایک قدیم صورت)۔

دو کشتیاں امانت حضور میں اُس پری کے گزرانیاں (باغ، ۳۰)۔

خواصوں نے، خواجہ سراؤں نے جا
کئی نذریں گزرانیاں اور کہا
[بیان، ۳۰۰]

گُذر گاہ: راہ، راستہ، عام راستہ۔

گُذشتہ: گزرا ہوا۔

گُذراں: گزرتا ہوا (عمرِ گذراں: گزرتی ہوئی عمر)۔

گُذَشتَنی: گزرنے والا، نہ ٹھہرنے والا، ناپایدار۔

ع: غم بھی گذشتنی ہے، خوشی بھی گذشتنی

گَزَک: وہ چیزیں جنھیں شراب کے ساتھ تبدیلِ ذائقہ کے لیے کھاتے ہیں، جیسے: پستہ، بادام، نمکین چیزیں، کباب (وغیرہ)۔

گزند: تکلیف، ایذا، دُکھ۔ صدمہ۔

گزِندَہ: کاٹنے والا، ڈسنے والا، ڈنک مارنے والا۔

گزیدَہ: ڈسا ہوا، ڈنک مارا ہوا۔ [عموماً کسی اسم کے ساتھ آتا ہے، جیسے: مار گزیدہ (سانپ کا کاٹا ہوا) سگ گزیدہ [جسے کُتّے نے کاٹا ہو]۔ مردم گزیدہ (لوگوں کا

ستایاہوا)۔

پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ
ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں
[غالب، دیوان نسخۂ عرشی، ص۳۰۰]

[اِس کا مصدر "گزیدن" ہے: کاٹنا]۔

گُزیدَہ: پسند کیا ہوا، چُنا ہوا، منتخب۔
[اُردو میں عموماً "برگزیدہ" مستعمل ہے۔ اِس کا مصدر "گزیدن" ہے: منتخب کرنا، پسند کرنا، چُن لینا]۔

گُسائیں: سنیاسی، سنت، ہندو درویشوں کا تعظیمی خطاب ("گوسائیں" کی مخفف صورت)۔

گُفتار: بات چیت، گفتگو، بول چال۔

گُفتَنی: کہنے کے لائق۔

گُفت وشُنُود: کہنا سُننا، بات چیت۔

اُردو کی زبان سے واقف ہو کر ہندوستانیوں سے گفت وشنود کریں۔
[باغ، ۵۰]

گُفت وشَنید: کہنا سُننا، بات چیت۔

گُل: قول اور قلبانہ کی طرح یہ بھی ایک خاص طرح کا راگ ہے۔ اِسے بھی امیر خسرو کی ایجاد بتایا جاتا ہے۔ فارسی کے صرف ایک بہاریہ شعر پر مشتمل ہوتا ہے۔ اِس میں (قول اور قلبانہ کے برخلاف) ترانے کے بُول شامل نہیں ہوتے۔

گُل: گلاب کا پھول، پھول۔

(۲) چراغ، لیمپ وغیرہ کی بتّی کے جلے ہوئے سرے پر جما ہوا کاجل [بتّی کی جلی ہوئی نوک۔ جیسے: بتّی کا گل نہیں کترا، اِس لیے صاف نہیں جل رہی]۔

(۳) وہ نشان جو کسی دھات کو گرم کر کے جسم کے کسی حصّے پر بناتے ہیں۔
[دیکھیے: گُل کھانا]

(۴) گھوڑے کے جسم پر کسی خاص ٹھپّے کا نشان جو شناخت کے لیے عام طور پر فوجی گھوڑوں کے آہنی ٹھپّا گرم کر کے لگا دینے سے جلد کے اوپر اُٹھ آتا ہے: داغ۔

گُلابی: چھوٹی رنگین بوتل، بل کہ یوں کہیے کہ بوتل نُما ظرف، جس میں شراب رکھی جاتی تھی اور گلاب بھی رکھا جاتا تھا: مینا۔ [کچھ لوگ شراب میں گلاب ملانا پسند کرتے تھے]۔

شراب کے شیشے بھرے قرینے سے طاق میں دھرے......ایک ایک گلابی شراب پر تکالی کی اُس گزک کے ساتھ لی اور ساری رات باہم خوشی کی۔
[باغ، ۲۱۱]

گُلِ آفتاب: سورج مکھی کا پھول۔

گُلِ اَرغواں: ارغوان کا پھول۔

اَرغوان: ایک درخت جس کی شاخیں بہت پتلی ہوتی ہیں اور بہار کے موسم میں سارا درخت سُرخ پھولوں سے بھر جاتا ہے۔ پتّے بالکل نہیں ہوتے، اور دوسرے موسم میں پتّوں سے بھر جاتا ہے۔

گُلِ اشرَفی: ایک قسم کا گول پھول، جس کی نقل اکثر ٹوپیوں (وغیرہ) پر بھی بناتے ہیں۔

گُل اَندام: گلاب کے پھول کی طرح نازک بدن [محبوب کے لیے کلمۂ صفت۔ گُل: گلاب کا پھول۔ اَندام: بدن]۔

گُلِ اَورَنگ: ایک طرح کا گُلابی رنگ کا پھول جو گھُنڈی کی وضع کا ہوتا ہے۔

فندقِ پا کی کہیے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیخ سے پھولا گُلِ اورنگ اب تک
(سودا، ۱۵۶)

گُلبانگ: قلندروں کا نعرۂ مسرّت، خوشی خبری، بلبل کی نغمہ سرائی۔

گُلبانگ زَناں: خوشی سے نعرۂ مسرّت لگاتا ہوا، چہکتا ہوا۔

گُلبانگ زَناں تھا، جو جہاں تھا
ایک ایک، ہزار داستاں تھا
[گلزار، ۳۵۱]

گُلبدن: مختلف وضع کا دھاری دار اور بوٹی دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔

یہ اطلس کی ایک قسم ہے۔ کسی زمانے میں یہ وسطِ ایشیا کے علاقے سے کابل کے راستے ہندستان آیا کرتا تھا۔ [دیکھیے: گُلشن]۔

ڈھاکے کا ریزہ، بنارس کا گلبدن، گجرات کا کمخواب......جو چاہو سُولو، موجود [فسانہ، ۱۸۵]۔

گُل بَرگ: گلاب کے پھول کی پنکھڑی، گلاب کی پتّی۔

لبوں پر جو پانی پھرا سر بہ سر
نظر آئے، جیسے دو گُل برگِ تر
[بیان، ۳۸۴]

گُل بَرگ سے کَف: گُلاب کی پنکھڑی جیسی نازک ہتیلیاں۔

رنگ اُس کا غرض لگا بدلنے
گُل برگ سے کف لگی وہ مَلنے
[گلزار، ۲۶۴]

گُلبُن: گلاب کا درخت [فارسی میں "گلاب کے درخت کی جڑ" بھی اِس کے ایک معنی ہیں]۔ کنایتاً: چمن، پھلواری۔

گلزارِ ارم کی ہے مجھے دُھن
بولا وہ: ارے بشر! وہ گُلبن!
خورشید کے ہم نظر نہیں ہے

اندیشے کا واں گزر نہیں ہے
[گلزار، ۶۷-۱۶۶]

جگنو پھرتے ہیں جو گلبن میں، تو آتی ہے نظر
مصحفِ گل کے حواشی پہ سنہری جدول
[محسنؔ کاکوروی: نور]

گُل بولنا: فارسی کے "گل خواندن" کا ترجمہ۔ ایران کے جواریوں کی اصطلاح میں اپنی ساری نقدی کو ایک ہی بار میں داؤں پر لگا دینا۔ جب ساری رقم داؤں پر لگا دیتے ہیں، اُس وقت "گُل" کہتے ہیں۔

جب سے گل بولتے بلبل نے قماری کو سُنا
عشقِ گل تب سے دعویٰ کرتی ہے دل سے غل غل
[سوداؔ، ۸۵]

[قماری: جواری]۔

گُل پھول کاٹنا / گل پھول کترنا: کسی کے حق میں بُرائی کرنا، نئے نئے بہتان باندھنا، الزام لگانا، غیبت کرنا۔ بُرائی کرنے میں نئی نئی باتیں نکالنا۔

نوکری سے نہیں کچھ اس کو حصول
کاٹے ہے میرے حق میں رت گل پھول
[سوداؔ، ۲۸۲]

ایک ہی پیالہ دیا ہے مجھ کو تئیں
دیکھ تو گل پھول کیا کاٹوں ہوں میں
[سوداؔ، ص، ۳۳۵، ہجوِ فوقی]

مزید دیکھیے: گُل کترنا۔

گُل پھولنا: پھول کھِلنا۔ (۲) کوئی عجیب بات ظاہر ہونا، نئی آفت آنا۔

گُل تکیہ: وہ چھوٹا سا گول تکیہ جس کو سوتے وقت رُخسار کے نیچے رکھتے تھے [گُل: گال]۔

گُلتھی: نرم اُبلے ہوئے چاول۔ ملائم اور پتلے پکّے ہوئے چاول جو اکثر پیچش میں کھائے جاتے ہیں۔

گُل جعفری: ایک قسم کے زرد رنگ کے پھول کا نام، جو گیندے کے مشابہ ہوتا ہے۔ مجازاً: زرد رنگ۔

گُلجَھڑی: شکن، گرہ، گتھی۔

گُلجَھڑی کُھلی: غم کی گرہ کھلی، یعنی غم جاتا رہا۔

پڑی جب گرہ بارھویں سال کی
کھلی گلجھڑی غم کے جنجال کی
[بیان، ۴۶۴]

گُل چیں: پھول توڑنے والا۔ باغبان۔

گُلخَن: بھاڑ۔

گُلخَن تابی: بھاڑ جھونکنا۔

ع: مدت پائے چنار رہے، اک مدت گلخن تابی کی [فسانہ ص ۶۳]۔

یعنی دنوں تک رنج و مصیبت میں زندگی گزاری۔

گُل دام: چھوٹا سا جال، جال، پھندا۔ مجازاً:

قفس۔

گُلڈانگ: ایک خوں خوار کُتا ["بلڈاگ" کی بگڑی ہوئی شکل]، جس کا سر اور جبڑا سانڈ سے مشابہ ہوتا ہے (نور)۔

ولایتی کُتّے بودار، گلڈانگ، تازی جاں بازی کرنے والے [فسانہ، ۱۸۱]۔

گُل رنگ: سُرخ۔

گُل رُو: پھول جیسے چہرے والا۔ مجازاً: خوب صورت شخص، معشوق۔

گُل ریز: لفظی معنی: پھول گرانے والا، برسانے والا پُھلجھڑی (معروف آتش بازی)۔

(۳) پت جھڑ کا موسم۔

ہوہ وہ ٹکیلی جو تھی تیز سی
ہوئی اشکِ خوں سے گُل ریز سی

[بیان، ۱۴۴۵]

[یعنی خون بھرے آنسو بہ رہے تھے گویا پلکوں سے سرخ پھول گر رہے تھے]۔

گُلزارِ ابراہیم: وہ آگ جس کو نمرود بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے لیے روشن کیا تھا اور وہ آگ خدا کے حکم سے سرد ہوگئی تھی؛ کنایتاً: باغ بن گئی تھی: گلزارِ خلیل۔

گُلزارِ جواہر ہونا: طلسمی باغ کے لیے آیا ہے، جسے دیووں نے بنایا تھا، جس میں جواہرات کے پھول تھے، یا جواہرات جیسے معلوم ہوتے تھے۔

ع: گلزار جواہریں بناؤ [گلزار، ۳۸۳]

گلزارِ خلیل: دیکھیے: گلزارِ ابراہیم۔

گُل زمین: سرسبز و شاداب زمین کا ٹکڑا۔ وہ جگہ جہاں پھول کھلے ہوئے ہوں۔

ویرانے کو گُل زمیں بناؤ
گلزار جَواہِریں بناؤ

[گلزار، ۳۸۳]

بولا کہ یہ گُل، وہ گُل نہیں ہے
اُس پھول کی اَور گُل زمیں ہے

[گلزار، ۳۲۶]

یعنی وہ کسی دوسرے باغ کا پھول ہے۔

گلستاں کا بابِ پنجم پڑھنا: عاشقانہ نغمے گانا، عشق و عاشقی کی باتیں کرنا۔

سماں قُمریاں دیکھ اُس آن کا
پڑھیں بابِ پنجم گلستان کا

[بیان، ۴۱۳]

[گلستاں، شیخ سعدیؔ شیرازی کی مشہور کتاب ہے، اِس کے پانچویں باب کا عنوان ہے: در عشق و جوانی]۔

گُلِ شبّو: ایک پھول کا نام جو رات کو کھلتا ہے (شب۔بو): رات کی رانی۔

گلشن: باغ۔(۲) ایک کپڑے کا نام، یہ

دراصل نقلی مُشجّر ہوتا تھا۔[مُشَجّر: پھول دار اطلس۔ وضع اور رنگ کے اعتبار سے اطلس کو گلبدن، مُشجّر، مَشرد، پیلام (پھولام) اور قناویز کے ناموں سے موسوم کیا جاتا تھا]۔

گلشنِ ایجاد: دُنیا۔

ہے بنا جب سے گلشنِ ایجاد
ہوئی ہر شے ہر ایک کو امداد
رنگ و خوبی عطا کیا گل کو
نالہ و درد بخشا بلبل کو
[مثنویات، ٦٩۔٦٨۔١٢٦٨]

گلشنِ زَنگاری: آسمان۔

سیمرغ زرّیں جناح...... قفسِ مشرق سے نکل کے گلشنِ زنگاری میں جلوہ اَفروز ہوا؛ یعنی شب گزری، روز ہوا۔
[فسانہ، ٢٨٠]

گُل عِذار: خوب صورت۔[گُل: گلاب کا پھول۔ عِذار: رُخسار؛ جس کے رخسار گلاب کے پھول جیسے ہوں۔ کلمہ صفت کے طور پر آتا ہے]۔

گُل فام: گلاب کے پھول جیسی رنگت والا؛ کنایتاً: معشوق، حسین۔

گُل کرنا: چراغ یا شمع کو بُجھانا۔

گُل کترنا: کاغذ کے پھول بنانا، گل کاری کرنا۔ شمع، چراغ کی بتّی کا گُل (جلا ہوا حصہ) قینچی سے کاٹنا۔ کوئی عجیب و غریب، انوکھا کام کرنا[موجِ خرامِ یار بھی کیا گل کتر گئی (غالبؔ)] غضب ڈھانا، ستم کرنا۔ کسی کے حق میں بدی کرنا، الزام لگانا، لگائی بجھائی کرنا، چغلی کھانا۔

گُل کھانا: عشق جتانے کے لیے جسم پر داغ کھانا۔ معشوق کے چھلّے یا کسی اور زیور کو آگ پر لال کر کے اپنے ہاتھ یا سینے پر داغ دینا۔ (دیکھیے: دستِ گل خوردہ)۔

گُل کھلانا: فساد پیدا کرنا، آفت لانا، جھگڑا کھڑا کرنا۔

ع: تقدیر کو گُل کھلانا تھا یوں
[گلزار، ٦٧، ١٣]۔

گُل کھِلنا: کسی نئی اور عجیب بات کا ظاہر ہونا۔ کوئی عجیب کام ہونا۔

گل چیں کا جواب بجا ملا ہے
یوں شاخِ قلم سے گل کھلا ہے
[گلزار، ٧، ٣٤]

گُل گشت: سیر، چمن کی سیر۔

ع: گل گشت کریں چلو، کہا: خیر
[گلزار، ٩٠٩]

گُل گُل شگُفتہ: بہت زیادہ خوش۔

گُل گوں: گلاب کے پھول کے رنگ جیسا، یعنی سرخ۔

گُلگوں: گھوڑا۔ شیریں کے گھوڑے کا نام۔ عمدہ اور تیز رفتار گھوڑا۔

ع: گلگوں پہ اپنے تُرک ہزارا ہوا سوار
[سودا، ۲۱۸:]

گُلگونہ: غازہ، ایک قسم کے سرخ و سفید مرکب رنگ کا نام جسے عورتیں چہرے پر ملتی ہیں۔ اُبٹن۔

گُل گیر: جلتی ہوئی شمع یا چراغ کی بتی (گُل) کترنے کی قینچی۔

شمع یا چراغ کی بتی پر جو گُل آجاتا ہے اُسے کترنے والی قینچی۔

گُلنار: انار کے پھولوں کا سا رنگ: سرخ شوخ (چٹکیلا) رنگ۔ [گلنار: جنگلی انار: فرہنگ فارسی]۔

گُل نَو رُستہ: تازہ کھلا ہوا پھول۔

گِلوری: بنا ہوا پان (یعنی جس میں کتھا، چونا لگا ہوا ہو) جو ایک خاص وضع پر لپیٹا جاتا ہے اور جس میں تین کونے ہوتے ہیں (نور)۔

گلوری ایک پان کی بھی ہوتی ہے اور کئی پان کی بھی۔ بعض گلوری تعویذی بنائی جاتی ہے اور بعض تِکھونٹی، بعض مخروطی (آصفیہ)۔

لکھنؤ میں کم از کم دو پانوں کی گلوریاں بنائی جاتی ہیں؛ جو پہلے تو سنگھاڑے کی وضع کی خوب گٹھی ہوئی ہوتی تھیں، اب عموماً پڑے ہوتے ہیں اور اُن کی قطع ایسی ہوتی ہے جیسی کہ بوتلوں میں لگانے کے لیے کاغذ کی ڈاٹ بنائی جاتی ہے۔ پھر اُن کے قائم رکھنے کے لیے کیلیں لگادی جاتی ہیں؛ پہلے لونگیں لگادی جاتی تھیں۔ بعد ازاں زنجیروں کا ایک لچھا ایجاد ہوا۔ لچھے کی صورت یہ ہے کہ چاندی کی ایک ڈبیا، یا کیری نُما عطردان میں چاروں طرف بہت سی زنجیریں لگادی جاتی ہیں، جن میں کیلیں لگی ہوتی ہیں۔ یہ پورا لچھا مع پانوں کے خاص دان میں رکھ دیا جاتا ہے۔ مگر اب سب سے اچھا طریقہ یہ ایجاد ہوا ہے کہ گلوری کے اوپر پان ہی کا ایک غلاف چڑھا دیا جاتا ہے جو اُسے کھلنے نہیں دیتا۔
[شرر: گذشتہ لکھنؤ، ۴۲۳]

گلوگیر: گلے کو پکڑنے والا، وہ کسیلی چیز جو گلے کو پکڑ لیتی ہے۔ مسلسل رونے کی وجہ سے گلا رُندھ جائے، آواز نہ نکلے۔

واں سرمۂ چشم گریہ تسخیر
یاں قطرۂ اشکِ تر گلوگیر
[گلزار، ۶۶۲]

گلیارا: گلی کی نسبت چھوٹا اور تنگ راستہ۔

کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر دھوم دھام ہو رہی ہے۔ گلیارے میں جھاڑو

دے کر چھڑکاؤ کیا ہے [باغ، ۳۵]۔

(۲) اُس راستے کو بھی کہتے ہیں جو ایک مکان سے دوسرے مکان یا کمرے میں جانے کے لیے بیچ میں چھوڑ دیا جائے۔

گلے کا ہار ہو جانا: پیچھے پڑ جانا، پیچھا نہ چھوڑنا۔

بس نہ ہو اب مرے گلے کا ہار
جاؤں گی گھر، بلالے میرے کہار
[مثنویات، ۱۹۱]

گِلیم: کمبل، لوئی، دُھسا۔

گُماشتہ: کارندہ، ایجنٹ۔ وہ ملازم جس کے سپرد لین دین اور تجارت سے متعلق کوئی خاص کام کر دیا گیا ہو؛ مختار، نائب۔

اکثر شہروں میں کوٹھیاں، اور گماشتے خرید و فروخت کے واسطے مقرّر تھے [باغ، ۲۰]۔ یہ کہہ کر اپنی بھی تیاری سفر کی کرنے لگا اور گماشتوں کو حکم کیا کہ بار برداری کی فکر جلدی کرو (باغ، ۱۲۹)۔

گُمَت: ٹولی، سنگت۔ دیکھیے: ایک گمت رہیں۔

گمک / گُمک: طبلے، پکھاوج کی گونج دار آواز۔ بائیں کی آواز [بایاں: وہ طبلہ جو بائیں طرف ہوتا ہے [دیکھیے: بایاں]۔

گئی بائیں کی آسماں پر گمک
اُٹھا گنبذِ چرخ سارا دھمک
[بیان، ۳۳۹]

نہ ترے گھر میں کبھو ناچ میں ہوتے دیکھا
نہ ترے در پہ سُنی آ کے پکھاوج کی گمک
[سودا، ۱۵۸]

گنبذِ چرخ: آسمان۔ گنبدِ زبرجد، گنبدِ ازرق، گنبدِ بے در، گنبدِ دولابی، گنبدِ فیروزہ رنگ، گنبدِ گرداں، گنبدِ مینائی۔

ع: اُٹھا گنبذِ چرخ سارا دھمک
(بیان، ۳۳۹)

[متعدد قدیم متنوں میں (جیسے: باغ و بہار، سحر البیان وغیرہ) اِس لفظ کا قدیم املا "گنبذ" (مع ذال) ہی ملتا ہے۔ اب عموماً "گنبد" کہتے اور لکھتے ہیں]۔

گنجِ شہیداں: وہ قبر نما بڑا گڑھا جس میں شہیدوں یا مقتولوں کو اوپر تلے بھر کر دفن کر دیتے ہیں، شہیدوں کا مدفن۔

گنجفہ، گَنجَفہ: پُرانا کھیل جو تاش کی طرح کھیلا جاتا تھا۔ اِس کا پتّا، تاش کے برخلاف گول اور اوسط درجے میں پرانے انگریزی روپے کے برابر ہوتا ہے۔ گنجفے کی آٹھ بازیاں اور ۹۶ پتّے ہوتے ہیں اور تین کھلاڑیوں میں کھیلا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں، جلدِ سوم)۔

گنجینہ: خزانہ۔

گندمِ ہو نُما: اصل مرکب ہے "گندم نما جو

فروش"، دھوکے باز اور مکار شخص کو کہتے ہیں، کہ ہو کچھ اور اپنے آپ کو ظاہر کچھ اور کرے۔[لفظی معنی: گیہوں دکھا کے جَو بیچنے والا]۔

نسیم نے اصل لفظوں میں تصرف کر کے اِسے ایک نئے مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ مرد اور عورت کے جنسی اعضا سے گیہوں اور جو کی شکلی مناسبت کی بنیاد پر یہ مفہوم پیدا کیا ہے کہ وہ تھی تو لڑکی، مگر اُسے لڑکا ظاہر کیا گیا تھا۔

وہ گندم جو نُما تھی بالی
مردانہ لباس سے نکالی
[گلزار، ۳۳۲]

گندم کے بہانے جَو فروشی: مکاری کرنا، فریب دینا۔

وہ جالی، کہا: یہ پردہ پوشی!
گندم کے بہانے جَو فروشی
[گلزار، ۱۴۹۳]

گَندہ: دبیز، موٹا؛ باریک کی ضد۔

بنبئی کا پونڈا نرم، گندہ، قند و شہد کا سینچا۔
[فسانہ، ۹]

گَندھی: عطر بیچنے والا۔

گُنگ: گونگا۔

گواہِ شرَعی: معتبر گواہ۔

ہر سنگ کے سینے میں آگ تھی، گواہِ شرعی شرر تھا[فسانہ، ۳۲۶]۔

گوٹا کِناری: چاندی، سونے کے تاروں کی لیس، جو ریشم کے بانے سے بُنی جاتی ہے(نور)۔ "گوٹا" عام لفظ ہے جو آدھ انچ سے ایک بالشت، بل کہ اُس سے بھی زیادہ چوڑا بنایا جاتا تھا۔ منقش گوٹے کو(یعنی جس گوٹے پر موٹی سوئی، یا ایسی ہی کسی نکیلی چیز سے دبا دبا کر نقش بنا لیے گئے ہوں) "ٹھپّا" کہا جاتا تھا اور اُسی کا دوسرا نام "کِناری" تھا۔ کِناری پانچ چھے انگل چوڑا گوٹا ہوتا تھا۔ گوٹے، یعنی زری کی گوٹ، اور کناری کو اصطلاحاً "گوٹا کناری" کہا جانے لگا۔
(اصطلاحات)

گور: قبر۔

گور: گورخر، جنگلی گدھا۔

بہرام ہے تو؟ ارے وہی چور
رہ، تجھ کو بتاؤں سحر سے گور
[گلزار، ۱۴۹۴]

گورِستان: قبرستان۔

گورِغریباں: زمین کا وہ ٹکڑا جسے اجنبی لوگوں کو دفن کرنے کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ مسافروں کا قبرستان، جہاں کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں جاتا، بے کسوں کا گورستان۔

گورکَن: قبر کھودنے والا۔ وہ شخص جس کا پیشہ

مُردوں کے دفن کے لیے قبر کھودنا ہو۔
(۲) ایک مردار خور جانور جس کو 'بِجُو' کہتے ہیں، جو مُردے کو نکالنے کے لیے قبر کی مٹی ہٹاتا ہے، قبر میں بڑا سا سوراخ بناتا ہے۔

گوڑے: (گوڑ) پاؤں، پنڈلی۔

گوسالہ: گائے کا ایک سال کا بچّہ، بچھڑا۔

گوش پڑتی تھی: کان میں آتی تھی، سنائی دیتی تھی [گوش: کان]۔

وہ اُڑتی سی نوبت کی دھیمی صدا
کہیں دور سے گوش پڑتی تھی آ
[بیان، ۱۳۳۲]

گوش پیچ: ایک طرح کا آرائشی زیور، جو پگڑی میں (غالباً دونوں طرف کانوں کے محاذی) لگا ہوتا تھا۔

اِتنے میں ایک خواجہ سرا معتبر، سر پر سر پیچ اور گوش پیچ اور کمر میں پَندی باندھے...... آیا [باغ، ۸۰]۔

گوش زد ہونا: کان میں پڑنا، سُننا۔

یہ خبر اُس کورنمک، محسن کُش کے گوش زد ہوئی [فسانہ، ۲۲۳]۔

گوشمالی: کان اینٹھنا، مراد ہے سزا۔

گوشمالی دی: سزا دی، یعنی شکست دی۔

پھر ہمایوں بادشاہ پٹھانوں کے ہاتھ سے حیران ہو کر ولایت گئے۔ آخر وہاں سے آن کر پس ماندوں کو گوشمالی دی [باغ، ۷]۔

گوکھرو: تکھنا مُڑا ہوا گوٹا۔ عورتیں مقیش، دھنک یا گوٹے سے گوکھرو کے مانند بنا کر، اُس میں انگلیوں سے شکنیں اور پیچ ڈال کر، لباس کی زیبائش کے واسطے گرداگرد لگاتی ہیں۔ دوپٹوں، بچّوں کی ٹوپیوں پر ٹانکا جاتا ہے۔
(۲) ایک کانٹے کا نام جو تکونا ہوتا ہے۔
(۳) لوہے کے کانٹے جو دشمن کے راستے میں بچھائے جاتے تھے۔

گوگردِ سُرخ: سُرخ گندھک، جو کم یاب ہے: گوگردِ احمر۔ مجازاً: اکسیر۔

گولی: پانی رکھنے کی بڑی ٹھلیا، مٹکا۔

ہر ایک دالان میں دس دس خُمیں لگتی ہیں اور ہر ایک گولی کے مُنہ پر ایک سونے کی اینٹ [باغ، ۲۲۱]۔

گون: بیلوں وغیرہ پر لادنے کی بوری، جو دو رُخی ہوتی ہے۔ دونوں طرف مُنہ ہوتا ہے اور دونوں طرف سے منہ کو بند کیا جاتا ہے، باندھا جاتا ہے۔

گوں: پسند، مطلب، لائق، مناسب۔

گوں کی: مطلب کی، مناسب۔

تجویز رہا تھا گھات گوں کی
اِتنے میں وہ مستِ خواب چونکی
[گلزار، ۱۴۵۴]

[یعنی مناسب موقعے کا انتظار کر رہا تھا]۔

گوناگوں: طرح طرح کا، رنگارنگ۔

گونہ: کسی قدر، کچھ، ذرا سا؛ یک گونہ، اک گونہ [دو گونہ: دو طرح کا]۔

گوہر آگیں: وہ چیز جس میں موتی یا قیمتی پتھر جڑے ہوئے ہوں۔

گوہر اَفشاں: مجازاً: فیض پہنچانے والا، خوش بیان۔ دیکھیے: گوہر بار۔

گوہَر بار/ گُہر بار: موتی برسانے والا۔ قلم، زبان اور ابر کی صفت کے طور پر اکثر آتا ہے، جیسے: ہے قلم میری ابرِ گوہر بار (غالبؔ) یعنی میرے قلم سے عمدہ الفاظ اِس طرح، اِس انداز سے، اِس کثرت سے نکلتے ہیں جیسے ابر موتی برسا رہا ہو۔ اِسی طرح زبانِ گوہر بار۔

گوہرِ شب تاب: ایک خاص طرح کا عمدہ موتی ہوتا ہے جو رات میں چراغ کی طرح روشن معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ نہایت شفاف رنگ کا یاقوت ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ، نہایت عمدہ لعل ہوتا ہے: گوہرِ شب چراغ۔

گوہرِ شب چراغ: نہایت شفاف رنگ کا یاقوت، لعل یا ایک خاص قسم کا بڑا اور شفاف موتی۔ جو دہکتے ہوئے شعلے کی طرح اندھیرے میں چمکے: گوہرِ شب تاب [دیکھیے: گوہرِ شب تاب]۔

گوہرِ غَلطاں: اعلا قسم کا موتی۔

گویائی: بات چیت، بول چال۔

لیکن ہر ایک کی گویائی اور بولی جدی جدی تھی [باغ، ۸]۔

گہ: گاہ کا مخفف: کبھی۔

ع: کبھی خوش کیا اور کیا گہ اُداس
[بیان، ۱٦۵۳]

گھاٹ باٹ: مراد ہے ایسی جگہ جہاں سے دریا کو پار کیا جا سکے [''گھاٹ'' کے ایک معنی ہیں: دریا، خواہ ندی سے اُترنے کا وہ مقام جہاں پانی کم ہوتا ہے: پایاب۔ باٹ: راستہ]۔

اے ملکہ! اگر حکم ہو تو گھاٹ باٹ اِس دریا کا دیکھوں'' [باغ، ٦۵]۔

گھالنا: برباد کرنا۔

گھائیاں: گھائی کی جمع۔ پٹے اور بانک کی ایک اصطلاح۔ گھائی: حریف پر تلوار یا لکڑی سے سلسلے وار مقررہ ضربیں لگانے کے مجموعے کا اصطلاحی نام۔ ضربوں کی تعداد اور اُن سے بچنے کی نوعیت کے اعتبار سے اُستادانِ فن نے گھائیوں کے مختلف نام رکھ لیے ہیں۔ تین ضربوں سے بارہ ضربوں تک کی ایک

کھائی ہوتی ہے۔

ہوئیں دست و بازو کی سر سائیاں
اُڑائیں کئی ہاتھ میں کھائیاں
[بیان، ۴۵۳]

گھٹاٹوپ: وہ غلاف جو پالکی، سکھ پال، رتھ وغیرہ سواریوں پر ڈالتے ہیں، گرد و غبار اور بارش سے محفوظ رکھنے کے لیے۔

(۲) وہ اندھیرا جو بادلوں کے گھرے رہنے سے ہوتا ہے، اندھیرا گھپ، بہت سیاہ۔

گھٹنا: تنگ مُہری کا چوڑی دار پاجامہ۔

گجراتی مشروع کے گھٹنے، دلّی کے ناگوری پائنو میں [فسانہ، ۱۸۲]۔

"شاہی میں اودھ کی فوج فتح پنجاب کے موقعے پر انگریزوں کے ساتھ جا کے سکھوں سے لڑی تھی۔ سکھ لوگ ایک نئی قسم کا، اُور یہی، ترچھی کاٹ کا تنگ اور چست پائجامہ پہنتے تھے، جو گھٹنا کہلاتا ہے۔ بہت سے پنجاب جانے والوں نے اُس وضع کو بہت پسند کیا اور گھروں میں واپس آئے تو وہی آڑی کاٹ کے گھٹنے پہنے تھے۔ یہاں کے اکثر لوگوں نے یہ پائجامہ بہت پسند کیا اور یکا یک ایسا رواج ہوا کہ لکھنؤ کے تمام بانکے ترچھے، شوقین اور امیر زادے گھٹنا پہننے لگے، جو خوب چست اور خوب کھنچا ہوتا اور گٹّے پر اُس کی شکنوں کی بہت سی چوڑیاں رکھی جاتیں"۔
[شرر: گذشتہ لکھنؤ]

گھٹنت: گھٹنا۔

مہر کے جوں حمل میں آنے سے
شب کو آفاق میں لگے ہے گھٹنت
[سودا، ۲۰۹]

گھر بسی: بیوی۔

وہ گھر بسی بہت ہنسی، پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی [فسانہ، ۲۱۹]۔

گھر سینا: گھر میں پڑا رہنا، کوئی کام دھام نہ کرنا۔

جو مرد نکھٹو ہو کر گھر سیتا ہے، اُس کو دُنیا کے لوگ طعنہ مہنا دیتے ہیں۔
[باغ، ۲۴]

گھر کا چراغ: مجازاً بیٹا۔

اِسی بات کا اُس کے دل پر تھا داغ
نہ رکھتا تھا وہ اپنے گھر کا چراغ
[بیان، ۲۳۰]

گھر گھالنا: کسی کا گھر تباہ کر دینا۔ [کس کس کا گھر گھالا: کس کس کا گھر تباہ کیا]۔

اور یہ کہا کہ اِس کم بخت نے کس کس کا گھر گھالا [باغ، ۲۰۷]۔

گھر گئی: خانہ خراب، لاوارثی، رانڈ، نگوڑی۔

گھر گیا: خانہ خراب، اُجوا، خانماں برباد، نگوڑا۔

گھر میں رہے نہ تیر تھ گئے، مونڈ منڈا فضیحت بھئے: ساری محنت اکارت گئی (مجمع الامثال)۔

میرا خیال خام ہوا اور بالعکس کام ہوا......اب میری وہ کہاوت ہوئی: گھر میں رہے نہ تیرتھ گئے، مونڈ منڈا فضیحت بھئے [باغ، ۱۹۲]۔

گھڑت: بناوٹ، ساخت، وضع۔

گھڑی: پرانے حساب کے مطابق دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں ۶۴ گھڑیاں ہوتی تھیں۔

حساب یہ تھا کہ دن اور رات کے آٹھ پہر ہوتے تھے: چار پہر دن کے، چار پہر رات کے۔ ہر پہر کی آٹھ گھڑیاں ہوتی تھیں۔ نوبت خانے میں ایک پتیلے میں پانی بھرا رہتا تھا، اُس میں ایک کٹورا، جس کے پیندے میں باریک سا سوراخ ہوتا، ڈال دیا جاتا تھا۔ وہ پانی پر تیرتا رہتا تھا۔ اُس سوراخ سے آہستہ آہستہ اُس میں پانی آتا رہتا تھا۔ سوراخ اِس حساب سے بنایا جاتا تھا کہ ایک گھڑی بھر میں پانی سے بھرتے بھرتے ڈوب جاتا تھا۔ پہر شروع ہونے کے بعد جب پہلی مرتبہ کٹورا ڈوبتا، تو ایک گھڑی بجائی جاتی تھی۔ جب دوبارہ ڈوبتا، تو دو گھڑیاں اِسی طرح مسلسل آٹھ گھڑیاں بجائی جاتی تھیں۔ اور آٹھویں گھڑی کے ساتھ گجر بجایا جاتا تھا، جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ پہر پورا ہو گیا، اور گھڑیوں کا سلسلہ پھر ایک سے شروع ہو جاتا تھا۔

گھڑی نہیں ڈوبی: ایک گھڑی نہیں گزری۔

کبھی کہتا تھا: واہ قسمت کی خوبی!
پہر بھر کا عرصہ ہوا، گھڑی نہیں ڈوبی۔
[فسانہ، ۱۳۵]

گھڑیال: پیتل کا گھنٹا جو اُمرا کے دروازوں پر لٹکا رہتا تھا اور گھڑیوں کے حساب سے بجایا جاتا تھا۔ دیکھیے: پہر بجنا۔

تھے شبِ وصل یہ سب جان کے کھانے والے
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے
[فسانہ، ۱۵۴]

[یہ شعر محنت شاگردِ جرأت کا ہے۔ پہلا مصرع اصلاً اِس طرح ہے:

کل شبِ وصل میں کیا جلد کٹی تھیں گھڑیاں۔ انتخابِ سخن، جلدِ نہم]۔

گھڑیالی: گھڑیال (گھنٹا) بجانے والا۔

گھِسا: دیکھیے: کاوا۔

گھُمَنڈنا: بادلوں کا اُمنڈنا، بادل چھانا۔

ایک روز......بدلی گھمنڈ رہی تھی، پھوئیاں پڑ رہی تھیں [باغ، ۵۵]۔

گہنا: پکڑنا۔

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات گرو سے کہتے ہیں
وہ اپنے لطف و شفقت سے سب ہاتھ اُنھوں کے گہتے ہیں
(نظیر، ۲۳)

[ہاتھ گہتے ہیں: ہاتھ پکڑتے ہیں، مدد کرتے ہیں]۔

(۲) چاند یا سورج کو گہن لگنا۔

(۳) زیور۔

گھنتال: ہاتھی کے دونوں طرف لٹکتے ہوئے گھنٹوں سے مراد ہے جو ہاتھی کے چلنے کے دوران بجتے چلتے ہیں۔

رفعت و شان و بزرگی میں کہوں کیا اُس کی
مُرتفع جس کے مہ و مہر سے بھی ہوں گھنتال
[سودا س ۱۸۰، ہاتھی کی صفت میں]

گھن چکّر: آتش بازی کا چکّر؛ جو آگ دینے سے خوب گھومتا ہے: چرخی۔

گھنگنیاں: اُبلے ہوئے چنے، جوار، گیہوں وغیرہ۔

گہوارہ: پالنا، بچّوں کے سُلانے یا بہلانے کا جھولا۔

گھوڑیاں: دیکھیے: سُہاگ۔

گھونٹ گھونٹ کے جان دینا: رنج و غم کرتے کرتے جان دینا۔ گھٹ گھٹ کے جان دینا۔

دل میں گو عشق نہ مجھ سے چھوٹ کے تو
جان نہ دینا گھونٹ گھونٹ کے تو
(مثنویات، ۷، ۱۵۲)

گھونگھٹ کھانا: فوج کا میدانِ جنگ سے بھاگنے کے ارادے سے مُنہ پھیرنا۔

اُس کی خوں ریزی سے یوں فوج عدو گھونگھٹ کھائے
جوں مہِ نو سے محرّم کے پلٹتا ہے سال
(سودا، ۱۷۹)

گھونگھری (گھونگھڑی): کمبل، گڈریوں کی کملی۔

کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ
گھونگھری، پٹو، کچھ بھی ہے ہمراہ
[سودا، ۲۸۰]

گِھیتلا: ایک قسم کا زنانہ جوتا جو آگے سے بہت سامُڑا ہوا ہوتا ہے۔ ایک قسم کا سلیپر (آصفیہ)۔

گِھیتلا پُرانا جوتا ہے جسے عموماً مرد پہنتے تھے۔ عورتوں میں اِس کا رواج ذرا بعد کو ہوا ہے۔ شرر نے اِس کی وضاحت مناسب لفظوں میں کی ہے:

"دہلی کے اُمرا اور بادشاہ اگلے دنوں اپنی تصویروں میں اونچی ایڑی کی کفش نما جوتیاں پہنے نظر آتے ہیں...... یہاں (لکھنؤ میں) ایک گِھیتلا مروّج تھا، جو دراصل پُرانے کفش نما جوتوں سے ماخوذ تھا اور عالی مرتبہ امیر دل، اور اکثر اعلا طبقے کے شریفوں میں علی العموم پہنا جاتا تھا۔ دراصل یہی ہندستان کا پُرانا قومی جوتا تھا اور اُسی کی یادگار

حیدر آباد کی چپل اور دیگر مقامات کے دیسی جوتے ہیں۔ اور یہی اگلے اہلِ دربار اور وطنی بزرگانِ سلف کے پاؤں میں نظر آتا ہے۔ کھیتلے میں اِتنی ترقی ہوئی کہ اُس کی نوک مختصر رہنے کے بجائے، ہاتھی کی سونڈ کی طرح بہت بڑھا کے اور پھیلا کے پنجے کے اوپر ایک بڑے حلقے کی صورت میں لپیٹ دی گئی۔ یہ جوتا اودھ کے اگلے بادشاہوں اور وزرا سب کے پاؤں کی زینت ہوا کرتا تھا۔ چڑھویں جوتے نے ایجاد ہونے کے بعد اِس کی جگہ لینا شروع کی۔ یہاں تک کہ عذر ہوتے ہوتے کھیتلا فقط عورتوں کے پاؤں میں رہ گیا، جن کے نازک پاؤں کا وہ عام لباس تھا اور مردوں کی پوشاک سے وہ بالکل خارج ہو گیا"
[گذشتہ لکھنؤ، ۳۲۵]

کِھتلی جوتی: سلیپر نما زنانہ جوتی جو آگے سے اوپر کی طرف زیادہ مُڑی ہوئی ہوتی ہے [دیکھیے: کھیتلا]۔

گِیاہ: گھاس۔

گِیتی: دُنیا۔

گِیتی آرا: دنیا کو آراستہ کرنے والا۔ کنایتاً: بہت خوب صورت۔ [اِسی نسبت سے یہ عورتوں کا نام بھی ہوتا ہے]۔

گِیتی پناہ: دُنیا کا محافظ۔ بادشاہ کے لیے بہ طور صفت آتا تھا، جیسے: شہنشاہ گیتی پناہ۔

گیتی فروز: دنیا کو روشن کرنے والا، کنایتاً: آفتاب۔

گیدی: بے غیرت، بے حیا، بُزدل، لالچی۔ مجازاً: دیوث، بھڑوا، نامرد۔

گیدی کُر: بڑا بے وقوف، بہت بے غیرت۔

گیروا بستر: گیروے رنگ کے کپڑے، جو بعض فقیر اور اکثر سنیاسی پہنا کرتے ہیں۔

پھر میں نے گیروا بستر پہن، فقیری بھیس کر اکیلے بصرے کی راہ لی۔
[باغ، ۷۶]

گیلو: پہلے خاوند کا وہ بچہ جسے عورت (دوسری شادی کے بعد) ساتھ لے کر آئی ہو۔

گیو: ایک مشہور ایرانی پہلوان، جس کا ذکر شاہ نامے میں آیا ہے [بیان، ۱۰۹]۔

ع: کہاں رستم و گیو و افراسیاب
[بیان، ۱۰۹]

گیہاں: جہان۔ زمانہ۔

گیہان خَدِیو: خداوند، جہان کا بادشاہ۔
["خدیوِ گیہاں" کی مقلوب صورت۔ عموماً بہ طور کلمۂ صفت آتا ہے، جیسے: شاہ زادۂ گیہاں خدیو]۔

ل

لا: نہیں (کلمۂ نفی)۔

لآلی: (لولا کی جمع) موتی۔

لااُبالی: بے فکر، بے پروا، بے باک۔

لااُبالی کارخانہ: جہاں بہت بدانتظامی ہو۔

لاادری / لااعلم: مجھے معلوم نہیں، میں نہیں جانتا۔

لابُد: بے شک، یقیناً، بالضرور۔ مجبوراً۔ چار ناچار۔

لابُدی: ضروری، یقینی، لازمی۔

لابیان: بیان سے باہر، جس کو بیان نہ کیا جاسکے۔

درخت میوہ دار ہزار در ہزار، لابیان۔
بہت تزک، بڑا سامان[فسانہ، ص۱۳۹]۔

لاپروائی: بے پروائی، غفلت۔

اُنھوں نے کوَن کی قیمت، میری
لاپروائی، ریل میں چوری کے خطرات
[کہانی، ص۶۶]۔

لات: قبلِ اسلام عرب کے تین مشہور بُتوں میں سے تیسرے بُت کا نام۔

ع: کہیں دعوائے خدائی نہ کریں لات و ہبل
[سودا، ص۷۷]

لاتعد: بے شمار (صفت)۔

لاتقنطوا: نااُمید نہ ہو۔

نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو
کہ قرآں میں آیا ہے لاتقنطو
[بیان، ص۲۴۹]

(واو کے بعد ایک الف بھی لکھا جانا چاہیے: لاتقنطوا۔ پارہ ۲۴، آیت ۵۳۔ اِس شعر میں یہ گفتگو کے قافیے میں آیا ہے، یوں شعر میں اِسے الف کے بغیر ہی لکھا گیا ہے۔ اِس سے قطعِ نظر، عام تحریر میں اِسے اصل کے مطابق مع الف ہی لکھنا چاہیے)۔

لات مارنا: چھوڑ دینا، بے تعلق ہو جانا۔

دولت تھی اگرچہ اِختیاری
پامردی سے اُس پہ لات ماری
[گلزار، ص۱۳۴]

لات منات: عرب کے مشہور تین بڑے بُتوں میں سے دو بُتوں کا نام، زمانۂ جاہلیت میں جن کی پرستش کی جاتی تھی۔

آج لات منات کی مدد سے تو میرے اختیار میں آیا، دل کا مطلب بھر پایا
[فسانہ، ص۶۲]۔

لاٹھی سے پانی جُدا نہ ہوگا: اصلاً مثل اِس طرح ہے: لاٹھی مارے پانی جُدا نہیں ہوتا۔ یہ اُس وقت کہتے ہیں جب کوئی

شخص دو عزیزوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کی کوشش کرے۔

تجھ پاس تو اک عصا ہے جانی
لاٹھی سے جدا نہ ہوگا پانی
[گلزار، ص ۸۵۱]

(نسیم نے اِسے بالکل دوسرے مفہوم میں استعمال کیا ہے کہ تیرے پاس تو بس ایک لاٹھی (عصا) ہے اور اِس سے دیو شکست نہیں کھائے گا)۔

لاثانی: بے مثل، بے نظیر، یگانہ، یکتا۔

لاجرعہ: پیالے، گلاس میں جتنا پانی، شراب ہو، سب ایک ہی دفعہ میں پی لینا، دم نہ لینا، سب ایک گھونٹ میں پی لینا۔

لاجرَم: بے شک، یقیناً۔

لاجُنبش: جو جنبش نہ کر سکے۔

مانند میخچو کے لکدزن ہے تھان پر
لاجنبش وہ زمیں سے ہے جوں میخِ اُستوار
[سودا، ۲۷۳۔ ۲۔ در ہجوِ اسپ]

لاجورد: نیلے رنگ کا ایک قیمتی چمک دار پتھر، جس کے نگینے بناتے ہیں، اور جسے پیس کر تصویروں پر اُس سے رنگ دیتے ہیں۔

لاجوردی: نیلا، نیلے رنگ کا، لاجورد کے رنگ کا۔

لاحق: لفظی معنی: پیچھے سے آنے والا، پہنچنے والا۔

(فکر لاحق ہوئی: فکر لگ گئی [باغ، ص ۱۳]۔ فکر لاحق ہو: فکر لگی ہوئی ہو [٫٫ص ۱۷])۔

لاحِقہ: "سابقہ" کا مقابل، کسی اسم کے بعد آنے والا کلمہ، جیسے: "قبرستان" میں "ستان" لاحقہ ہے جو "قبر" کے ساتھ آیا ہے۔ یا جیسے "غمگین" میں "گیں" یا جیسے "پروردگار" میں "گار"۔

لاخراج: وہ زمین جس پر سرکاری محصول نہ ہو، معافی۔

لاریب: بے شک، یقیناً [رَیب: شک]۔

لاشریک: جس کا کوئی شریک نہیں، یعنی خُدا۔

اُس کی ذات لاشریک ہے، اُس کی میں نے عبادت کی [باغ، ص ۱۵۱]۔

لاطائل: بے فائدہ، لاحاصل، فضول۔

لاف: ڈینگ، گھمنڈ۔

پری نے کہیں طیش کھا لاف میں
دیا ہو نہ پھینک اُس کو کہِ قاف میں
[بیان، ص ۱۴۱۵]

(لاف میں، یعنی غصّے میں آکر)۔

لافتیٰ: مراد ہے مشہور قول: لافتیٰ اِلّا علی لاسیفَ اِلّا ذُوالفقار۔ [نہیں ہے کوئی بہادر سوا علی کے اور نہیں ہے کوئی تلوار سوا ذوالفقار کے]۔

لاف و گزاف: ڈینگ، بڑائی، تعلّی۔

[فارسی میں "گزاف" اور "گواف"۔ صاحبِ نور نے صراحت کی ہے کہ اردو میں "گواف" ہے]۔

لاکھا: پان کا سُرخ رنگ، جسے عورتیں خوب صورتی بڑھانے کے لیے ہونٹوں پر جماتی تھیں۔

لاکھا جمانا: پان کی سرخی کو (خوب صورتی کے لیے) ہونٹوں پر خشک ہو جانے دینا۔ مسّی کی دھڑی لگا کر اُس کے اوپر پان کی سُرخی جمانا۔

لاگ: جادو ٹونا، وہ چیز جس سے کوئی کسی کے قبضے میں آجائے، وہ طلسمی چیز جس سے کوئی شخص فوراً حاضر ہو جائے۔

دو بال دیے، کہ لو مری لاگ
جب وقت پڑے، دکھائیو آگ
بال آگ پہ رکھتے، آندھی آئی
وہ دیونی بال باندھی آئی
[گلزار، ص ۲۸۸،۳۷۸]

(۲) تعلّق، لگن، محبّت۔

(۳) عداوت، دشمنی، چشمک، شکر رنجی۔

لال: گونگا۔

جوں غنچہ آسماں نے مجھے بہرِ عرضِ حال
دی ہں سو زباں دہن میں، ولیکن سبھی ہیں لال
[سودا، ص ۱۳۵]

یعنی کسی زبان میں گویائی کی طاقت نہیں، سب گونگے کی زبان کی طرح ہیں۔

(۲) سرخ رنگ، سرخ۔ ایک قیمتی معدنی جوہر [اِسے "لعل" بھی لکھتے ہیں]۔ بیٹا۔

لال کر دیے: خون سے سُرخ کر دیے، خون میں ڈبو دیے۔

دونوں کے سر کاٹ، بدن لال کر دیے
[باغ، ص ۶۲]۔

لالَن: معشوقِ حقیقی۔

ہے جو مندر میں آپ وہ لالَن
ہر گھڑی میں بدل رہے ہیں بَرَن
[نظیر: بلدیو جی کا میلا، ص ۲۹]

لالوں لال: مالا مال۔ نہایت سرخ۔

دولتِ وصل سے ہوں لالوں لال
لال کرتی ہے کیمیا جس کو
[رشک]

ع: صبح دیکھو مطلعِ خورشید لالوں لال ہے [منیر، نور اللغات]۔

لالہ: مشہور پھول، جس کے بیچ میں ایک سیاہ داغ ہوتا ہے؛ اِسے عاشق کے دل سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے دلِ خوں شدہ اور دلِ داغ دار کی نسبت سے۔ لالہ کی بہت سی قسمیں ہیں [تفصیل کے لیے دیکھیے فرہنگِ فارسی]۔

افیون کے پودے میں جو سرخ پھول آتا ہے اور جس کے پیالے میں افیون جمع ہوتی ہے، اُسے بھی "لالہ" کہتے ہیں۔

افیون فیض آبادی گلاب باڑی والے لالے کی وہ رنگین جس نے تریاکِ مصر کے نشے کر کرے کیے [فسانہ، ص۹]۔

لالہ زار: وہ مقام جہاں لالے کے بہت سے پھول کھلے ہوئے ہوں۔ کنایتاً: گلزار، چمن۔

لالہ عِذار: سرخ چہرے والا (معشوق) [جس کے گال لالہ کے پھول جیسے سرخ ہوں]: لالہ رخ، لالہ رخسار، لالہ رو۔

لالہ گوں: سرخ رنگ کا، سُرخ۔

لامِع: روشن، چمکتا ہوا۔

لامکان: وہ مقام جس میں مکانیت کا تعیّن اور تصور نہ ہو: عالمِ قُدس، عالمِ الٰہی، جو جہات (سمتوں) سے اور مکانیت سے مُبرّا ہے۔

دکھائی ترکِ تعلق نے شانِ بے رنگی
بڑھے مکان سے آگے تو لامکاں دیکھا
[امیر مینائی: نور اللغات]

لامکاں پَرواز / لامکاں سَیر: عالمِ بالا (عالمِ قُدس) تک پہنچنے والا۔

ع: حسد کیا لامکاں پروازیِ افکارِ محسن کا
[محسن کاکوروی: نور اللغات]

لا و نَعَم: ہاں، نہیں [لا: نہیں۔ نَعَم: ہاں]۔

لاہی: دریائی گل بدن کی وضع کا دھاری دار یا سادہ، دبیز قسم کا ریشمی کپڑا۔ سادہ مردانہ پسند اور دھاری دار زنانہ پسند کہلاتا ہے۔ پیلی اور لال دھاری کا عام طور سے زیادہ خوش وضع سمجھا جاتا ہے۔ فارسی: دارائی۔

پھول دار لاہی کو "لاہی پھلکاری" اور بُند کی دار کو "لاہی مینا" کہا جاتا ہے [فرہنگِ اصطلاحات]۔

لا یَتَجَزّیٰ: دیکھیے: جزو لا یتجزیٰ۔

لائے شراب: شراب کی تلچھٹ۔

ع: جوش میں آئے یہ کیا خُمِ لائے شراب
[سودا، ص۸۵]

لایعنی: بیہودہ، لغو، بے فائدہ، بے حاصل، فضول۔

لایَموت: نہ مرنے والا، غیر فانی، اَمَر۔

لبِ آب: دریا، ندی، حوض (وغیرہ) کا کنارا۔

لباسِ چرک: میلی پوشاک۔

ع: عیب پوشی ہو لباسِ چرک سے، کیا ننگ ہے
(سودا، ص۱۲۹]

لبالب: کناروں تک بھرا ہوا [باغ، ص۵۵]۔

اور نہریں لبالب مانند فرشِ آئینے کے نظر آتی ہیں [باغ، ص ۵۶]۔

لبِ بام: بالاخانے کا کنارا، کوٹھے کی چھت کا وہ مقام جہاں سے ایک قدم آگے بڑھائیں تو دھم سے نیچے گر پڑیں [نور]۔

لب تشنہ: پیاسا۔ کنایتاً: آرزو مند۔

لبِ جو: نہر کے کنارے۔

ع: آیا لبِ جو وہ رشکِ شمشاد
[گلزار، ص ۳۰۳]

لبِ حیرت بہ دنداں: حیران۔

ع: ہوں لبِ حیرت بہ دنداں رنگِ دُنیا دیکھ کر
[فسانہ، ص ۳۰۴]

لبِ فرش: فرش کا کنارہ، جہاں سے فرش شروع ہوتا ہے۔

جب وزیر آیا، لبِ فرش تک اُس کا اِستقبال فرمایا [باغ، ص ۱۹۲]۔

لبِ معشوق: مُقابل، ساتھ ساتھ۔

لبِ معشوق مولویوں سے، یعنی ہم پہلو لعبتانِ مہ رو، پری شمائل [فسانہ، ص ۱۴]۔

لبِ معشوق ہونا: تیر کا نشانے کے اندر بیٹھ جانا۔ مراد ہے: دُعا کا قبول ہو جانا۔

فریاد و زاری...... اُس کی بہ درگاہِ مُجیبُ الدَّعوات قبول ہوئی، تیرِ دُعا ہدَفِ اِجابت سے لبِ معشوق ہوا [فسانہ، ص ۵۵]۔

لبِ نان: روٹی کا کنارہ، مراد ہے روٹی کا ٹکڑا، چھوٹا سا ٹکڑا۔

یک لبِ ناں کے لیے، حیران ہوتے شہر شہر
مثلِ ماہِ نو پڑے پھرتے ہیں عالی ہمتاں
[سودا، ص ۶۱]

لپ: دونوں ہاتھوں کو باہم ملا کر جو ایک پیالہ سا بن جاتا ہے، اُسے کہتے ہیں۔

ملکہ نے چار پانچ لپ اشرفیوں کی لے کر پھر بند کیا [باغ، ص ۹۳]۔

لُترا: چُغل خور، اِدھر کی اُدھر لگانے والا۔

مَبادا دشمن اور طرح سے بادشاہ کے پاس لگادیں اور لترے چغلی کھادیں [باغ، ص ۱۲۰]۔

لٹ پٹا: آڑا ترچھا، بے ترتیب۔

لٹ پٹی دستار: وہ پگڑی جو آڑی ترچھی، ٹیڑھی بندھی ہو اور جس کے پیچ کے دونوں سرے کھلے ہوئے ہوں۔ بے قرینہ بندھی ہوئی پگڑی۔

لٹک: لٹکنا کا حاصل مصدر؛ کسی چیز کا لٹکنا۔

اُس کان کے جھمکے کی لٹک دیکھ لے شاید
ہر خُوشہ اِسی تاک میں رہتا ہے عِنَب کا
[فرہنگِ اصطلاحات]۔

لٹک: ناز و ادا، آن بان، زیبائش، وضع۔ کسی چیز کا لٹکنا، جھالر۔ بانکپن کا انداز۔

لٹک کر چلنا: جھوم کر چلنا، مستانہ چال، خرامِ ناز، لٹک کی چال۔

لُٹکَن: پانی کا ایک گھڑا رکھنے کی چھوٹی تپائی۔

لٹکن اصل میں پانی کا گھڑا (یا ٹھلیا) رکھنے کے ایسے چھینکے کو کہتے تھے جو موسم گرما میں کھلی جگہ ہوا میں لٹکا دیا جاتا تھا اور اُس میں پانی کی ٹھلیا یا صراحی رکھ کر جھلاتے تھے، تا کہ پانی جلد ٹھنڈا ہو۔ یہ طریقہ اُمرا کے یہاں رائج تھا۔ برف کی ایجاد سے وہ طریقہ ختم ہو گیا اور عام لوگ ایک گھڑا رکھنے کی گھڑونچی کو لٹکن کہنے لگے، جو اِس مفہوم کے لیے ایک مستقل لفظ بن گیا [فرہنگِ اصطلاحات، اوّل، ص ۲۰۲]۔

لَٹکَن: سنہرا طرّہ۔ موتی کا لٹکن: موتیوں کا بنا ہوا آویزے دار طرّہ، موتیوں کی جھالر۔

لڑی، لٹکن اور کلغی اور نَورَتن
عدد ایک سے ایک زیبِ بدن
[بیان، ص ۵۰۳]

وہ موتی کا لٹکن، زمرّد کی بَر
لٹک جس کی زیبندہ دستار پر
[بیان، ص ۹۰۶]

لَٹورا: ایک پرندے کا نام جو فاختہ سے چھوٹا ہوتا ہے اور گرگٹوں کا شکار کرتا ہے۔ بہ طور کلمۂ حقارت کسی شخص کے لیے بھی آتا ہے۔

دُہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہو گا، وہ لٹورا گردن مارا جائے گا [فسانہ، ص ۲۱۳]۔

لُجّہ: زیادہ گہرا پانی، سمندر یا دریا کا وہ مقام جہاں پانی بہت گہرا ہو۔ منجدھار۔

لچکا: سیر و تفریح کی کشتی، بجرا [باغ، ص ۷۰]۔ (۲) سنہری، روپہلی تاروں سے بنا ہوا چوڑا فیتہ، ایک قسم کا چوڑا بنا ہوا گوٹا۔

لچکا کھانا: بل کھانا، لچک جانا۔

لحاظ میں رکھا ہو گا: خیال رکھا ہو گا، احتیاط کی ہو گی۔

اور جو شخص سب آفتیں سہ کر، دلّی کا روڑا ہو کر رہا...... اور وہاں سے نکلنے کے بعد اپنی زبان کو لحاظ میں رکھا ہو گا، اُس کا بولنا البتہ ٹھیک ہے [باغ، ص ۹]۔ (مطلب یہ ہے کہ اِس کا خیال رکھا ہو گا کہ طرح طرح کے لوگوں سے ملنے اور بات چیت کرنے کے باوجود اپنی زبان پر اُن کا اثر نہ پڑنے پائے)۔

لَحم: گوشت۔

لَحن: آواز، سُریلی آواز، اچھی آواز۔ سُر، لے۔

لَحنِ داؤدی: حضرت داؤدؑ کی خوش آو

آوازی مشہور ہے۔ کنایتاً: اعلا درجے کی سُریلی آواز۔

لَخت: کسی چیز کا ٹکڑا [جیسے لختِ جگر: جگر کا ٹکڑا؛ بیٹے کو کہا جاتا ہے]۔

لَخت لَخت: ٹکڑے ٹکڑے، الگ الگ۔

لَخلَخے: لخلخہ کی جمع۔ لخلخہ: چند خوش بودار چیزوں، مثلاً عنبر، مُشک، عودِ قماری، کافور وغیرہ کا مجموعہ، جسے سونگھتے ہیں۔ مریضوں کو بھی تقویتِ دماغ کے لیے سنگھاتے ہیں۔ وہ ظرف جس میں یہ خوش بودار چیزیں رکھتے ہیں۔

رہیں لخلخے اُس میں روشن مُدام
معطّر شب و روز جس سے مَشام

[بیان، ص ۳۸۰]

لَرزاں: کانپتا ہوا۔

لَرزاں لَرزاں: خوف سے کانپتا ہوا، لرزتا ہوا۔

ساتھ اُن کے وہ تا بہ محفل آئی
لرزاں لرزاں مقابل آئی

[گلزار، ص ۱۱۱]

لَرزہ: وہ کپکپی جو خوف یا بیماری کی حالت میں طاری ہوتی ہے، تھر تھر کانپنا۔

لڑکے: اَولاد۔

اُن کے یہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔

ایک تو یہی فقیر جو...... مرشدوں کی حضوری میں حاضر اور بولتا ہے۔ دوسری ایک بہن [باغ، ص ۲۰]۔

لُڑھتا پُڑتا: گرتا پڑتا۔

مارے ڈر کے لُوھتا پُڑتا پہاڑ سے نیچے آیا [باغ، ص ۱۴۸]۔

لِسان: زبان، بولی۔

لِسانُ الغَیب: غیب کی زبان۔ فارسی کے مشہور ترین شاعر حافظِ شیرازی کا لقب، جن کے دیوان میں لوگ فال دیکھتے ہیں۔ اِسی نسبت سے اُن کو لسانُ الغیب کہا جاتا ہے۔

لسّان: بہت بولنے والا، خوش گفتار، یعنی بہت عمدہ طور پر بولنے والا۔ بہت باتیں بنانے والا، چرب زبان، چکنی چپڑی باتیں بنانے والا۔

لشکر کش: فوج لے کر حملہ کرنے والا۔

لشکر کش و تاج دار تھا وہ
دشمن کش و شہریار تھا وہ

[گلزار، ص ۱۸]

لشکر کشی: فوج لے کر حملہ کرنا، چڑھائی کرنا۔

لشکری: فوجی سپاہی۔

لطافت: عمدگی، خوبی، نرمی، پاکیزگی، نزاکت؛ ذائقہ، لذّت۔ باریکی، نکتہ، فصاحت۔

لطائف: لطیفہ کی جمع: چٹکلے، ظرافت کی باتیں، مزے مزے کی باتیں۔

لَطائِفُ الْحِیَل: طرح طرح کے حیلے بہانے جو دوسروں کو ناگوار گزرتے ہوں۔ [بہ لَطائِفُ الحِیَل: طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے]۔

لطائفِ غَیبی: وہ مہربانیاں اور عنایتیں جو خاص خدائے تعالا کی طرف سے کسی واسطے کے بغیر پہنچیں، حاصل ہوں۔

لطمہ: تمانچا، تھپیڑا دریا کی موج کا۔

لطمہ پیرا ہوئی: مراد یہ ہے کہ دل میں شدید خواہش پیدا ہوئی۔

یہ سُن کر خواہشِ سیرِ دریا شہ زادے کے سفینۂ دل میں موج زن، لطمہ پیرا ہوئی [فسانہ، ص ۲۶۵]۔

لُعبت: گُڑیا۔ کھلونا۔

لُعبتِ حقیقت: سچ مچ کی گُڑیا، کنایتاً: خوب صورت بچّے کے لیے۔

اُس نقشِ قدرت پر تصورِ مانی و بہزاد حیران اور صناعی آزر کی ایسے لُعبتِ حقیقت کے روبہ رو پشیمان [فسانہ، ص ۳۴]۔

لُعبتِ چین: چینی گُڑیا۔ کنایتاً حسین محبوب۔

لعلِ رُمانی: انار کے رنگ کا لعل۔ [رُمّان: انار]۔

موافق گر نہ کرتا عدل اُس کا آب و آتش کو
تو کوئی سنگ سے بندھتی تھی شکلِ لعلِ رُمانی
[سودا، ص ۴۹]

لعلِ سپید (سفید): کنایہ ہے نایاب چیز سے۔

لعل فام: سرخ رنگ کا۔ [لبِ لعل فام: سرخ ہونٹ]۔

لعل نُمائے سنگِ خارا: پتھر کو لعل بنا کر دکھانے والا۔

اے بے سر و برگ گلشن آرا
وَے لعل نُمائے سنگِ خارا
[گلزار، ص ۵۸۵]

[تاج الملوک نے جادو کے زور سے محل بنوالیا تھا، عمارتیں بنوالی تھیں، اُس کے لیے کہا ہے کہ اصل حقیقت تو کچھ بھی نہ تھی اور ظاہر کیا اُس کو کسی اور ڈھنگ سے، گویا فریب دیا یعنی سنگِ خارا کو لعل بنا کے پیش کیا (دیکھیے: سنگِ خارا)]۔

لعنتیاں دینے لگے: بُرا بُرا کہنے لگے۔

آدمیوں نے اِن کو پکڑا ...... سب لعنتیاں دینے لگے [باغ، ص ۱۷۶]۔

لُغت: لفظ۔ ڈکشنری، فرہنگ۔ [جمع: لُغات]۔

لُغت سے صاف ہو: مشکل لفظ نہ ہوں۔

قصّے کے طور پر زبانِ اردو میں ......

تحریر کرے تو نہایت منظورِ نظرِ اہلِ بصَر ہو؛ لیکن تقصیر معاف ہو، لُغت سے صاف ہو[فسانہ، ص ۲۸]۔

لُغز: پہیلی، چیستان۔

لغزِش: پھسلن، ڈگمگاہٹ۔ کنایتاً: ایسی مصیبت جس میں بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگا گئے ہوں، بڑی مصیبت۔

یہ لغزش پڑی ملک میں جو تمام
لیا ہاتھ نے اُس کے کرتوں کو تھام
[بیان، ص ۱۴۳]

لُغوی معنی: لفظ کے اصل معنی۔

لَف و نَشر: علمِ بیان کی اصطلاح میں وہ صنعت جس میں پہلے چند چیزوں کا ذکر کیا جائے اور پھر چند چیزیں اور بیان کریں جو پہلی چیزوں سے کوئی مناسبت رکھتی ہوں۔ اگر پہلے ذکر کی ہوئی چیزوں کی نسبت سے بعد کی چیزوں کو اُسی ترتیب کے ساتھ لایا جائے تو اُسے لَف و نشرِ مُرتَّب کہا جائے گا، ورنہ غیر مرتّب۔[لَف: لپیٹنا۔ نَشر: پھیلانا]۔

لِقا: دیدار، ملاقات۔ چہرہ، صورت [جیسے: ماہ لقا: چاند جیسی صورت والی، حور لقا: حور جیسی]۔

لُقمان: ایک مشہور حکیم کا نام، جن کے بہت سے حکیمانہ قول اور نصیحت آمیز باتیں مشہور ہیں۔ کنایتاً: بڑا عقل مند، بہت تجربے کار۔

لق و دق: وہ سخت ہموار زمین جو دور تک چلی گئی ہو؛ جس میں نہ آدمی ہوں نہ درخت، نہ گھاس پات؛ چٹیل میدان۔

یہ دیکھا کہ صحرا ہے اک لق و دق
کہ رستم جسے دیکھ، ہو جاوے فق
[بیان، ص ۱۴۲۴]

لَگَد زَن: لات مارنے والا [لگد: لات]۔ لاتیں چلانے والا۔

مانند میخچو کے لکدزن ہے تھان پر
[سودا، ص ۲۷۳۔ در ہجوِ اسپ]

لَگَڑ: شہ تیر، لٹھا، بڑی لکڑی۔

لَگَڑ بھَونتا: وہ لڑکا جو سب کو بھائے۔

ہم نے بھی دل اپنے کے تئیں کر کے نچیتا
اور ہنس کے کہا یار سے: اے لکڑ بھونتا!
سب کی تو بستیں ہیں، یہ یاروں کا بستا
[نظیر، ص ۳۴]

لکڑی: پَٹا، پھکیتی کا فن۔

لکڑی پہ من رکھا: پھکیتی، پٹا سیکھنا چاہا۔

رکھا چھوٹتے ہی جو لکڑی پہ من
لیا اپنے قبضے میں سب اُس کا فن
[بیان، ص ۴۵۲]

لَکھوٹا: لاکھا کی تصغیر: پان یا شہاب کی وہ سرخی جو عورتیں مِسی ملنے کے بعد ہونٹوں پر لگا لیتی ہیں۔ دیکھیے: لاکھا۔

لَکّہ: ٹکڑا۔ عموماً ابر اور دُھویں کے ٹکڑے کے لیے آتا ہے۔

لگار کھنا: کسی غرض سے بچار کھنا، اُٹھار کھنا، رکھ چھوڑنا۔

وقت بے وقت کے لیے دو انگریزی
جوڑے لگار کھے تھے [کہانی، ص ۳۲]۔

لگا کے لانا: ساتھ لے آنا، کسی کو بہلا پھسلا کر دم دلاسا دے کر لے آنا۔

جس شخص کو مال دار پاتی
باہر سے اُسے لگا کے لاتی
[گلزار، ص ۶۵]

لگن دَھرنا: شادی کا دن مقرر کرنا۔

کدھر ہے تو اے ساقیِ گل بدن
دھری آج اُس شمع رو کی لگن
[بیان، ص ۱۹۹۳]

لگن کُنڈلی: جنم پترا، زائچہ۔

لِم: اصلیت، بات کی تہ، وجہ، سبب۔ الزام، تُہمت

لِم دھرنا/ لِم رکھنا: الزام لگانا، عیب لگانا۔

لَمبیاں بھرنا: گھوڑے کا بہت تیز دوڑنا۔

بنا بنا کر زمین پر پانو دھرتے، کودتے پھاندتے، لمبیاں بھرتے [فسانہ، ۱۸۰]۔

لَمس: کسی چیز کو ہاتھ یا کسی عضو سے چھونا، ہاتھ لگانا، کسی چیز کو چھو کر معلوم کرنے کی طاقت (قوتِ لامسہ)۔

لَمعہ: چمک، روشنی، نور، کرن۔

لِمُولِفِہٖ: یہ شعر بھی مولف ہی کا ہے۔

لَم یَزَل: لازوال، ہمیشہ رہنے والا، غیر فانی؛ مراد ہوتا ہے: خدائے تعالا۔

لَنبُوٹ (لَمبوٹ): لمبی کشتی [باغ، ص ۱۶۴]۔

لَن تَرانی: لفظی معنی: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت موسیٰؑ نے جب یہ کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار دکھا، تو خدا نے فرمایا: لَن تَرانی۔ خدائے تعالا کے سوا یہ کلمہ کسی دوسرے کے شایاں نہیں، اِس لیے انسانوں کی نسبت سے اِس کے معنی شیخی، ڈینگ، تعلّی، خود ستائی (اپنی تعریف خود کرنا) وغیرہ ہوگئے [آصفیہ، نور]۔

لَن تَرانی والا: ڈینگیں مارنے والا، بڑے بڑے دعوے کرنے والا۔

ایک اور لن ترانی والا ڈینگ مارنے لگا
[باغ، ص ۷۱]۔

لُنج: لنجا، وہ شخص جس کے ہاتھ کی اُنگلیاں ٹیڑھی ہوں جس کی وجہ سے اُس کے پنجے سے کوئی کام نہ ہو سکے۔

لُنج یہ قصد رکھے: ڈال دے تو ہاتھ اِن پر
لنگ کے دل میں بھی آجائے کہ لے بھاگ اُچک
[سودا، ص ۱۵۶]

لنڈورا: وہ پرندہ جس کی دُم نہ ہو۔ کنایتاً: بے کس، بے یار و مددگار شخص۔

لَنگَری: بڑا تشت، وہ اُتھلی تھالی جس میں لنگر کا کھانا بانٹتے ہیں۔

پہلے ایک لنگری میں کھانا لے کر، سرپوشِ طلائی ڈھانپ کر کٹتے کے واسطے لے گئے [باغ، ص ۱۲۵]۔

لوازِم: ضروری چیزیں، ضروری اسباب، سامان۔

لوازِمہ: کسی چیز سے متعلق ضروری سامان، لوازِم۔

لُوتھ: لاش، مارے ہوئے (قتل کیے گئے) شخص کا جسم۔

لوث: آلودگی، ملاوٹ، داغ دھبا، عیب۔

لوثِ دُنیا: دنیا کی محبّت، دنیا کی لالچ۔

لوح: تختی (عموماً لکڑی کی بنی ہوئی) بچّوں کو جس پر لکھنا سکھایا جاتا تھا۔

لوحِ پیشانی: پیشانی کا لوح سے استعارہ کرتے ہیں (گویا زندگی میں جو کچھ پیش آتا ہے، وہ لوحِ پیشانی پر لکھا ہوا ہے): لوحِ جبیں۔

لوحِ تُربَت: وہ پتھر جس پر تاریخِ وفات، آیات، اشعار (وغیرہ) کندہ کر کے قبر کے سرہانے لگاتے ہیں: لوحِ قبر، لوحِ مزار، لوحِ مرقد۔

لوحِ جَبِیں: لوحِ پیشانی۔

تو ہو یہ نورِ بصارت کہ پڑھ لے حرف بہ حرف
جو ہووے لوحِ جبیں پر نوشتۂ تقدیر
[ذوق: نور]

لوحِ طِلِسم: اصطلاحی معنی: ایسی تختی جس پر کسی طلسم کو فتح کرنے کی ترکیب لکھی ہوئی ہو اور اُس لوح کو حاصل کیے بغیر اُس طلسم کو فتح نہ کیا جا سکے۔ یہ لوح اُسی کو ملتی ہے جو فاتحِ طلسم، طلسم شکن ہوتا ہے۔ یہ کسی ایسے مقام پر پوشیدہ ہوتی ہے جہاں تک ہر شخص نہیں پہنچ سکتا اور طلسم کُشا، یعنی فاتحِ طلسم بھی اِسے آسانی سے حاصل نہیں کر پاتا۔

لوحِ محفوظ: ایک تختی جس میں شروع سے آخر تک کے تمام واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ وہ اِس طرح محفوظ ہے کہ کوئی بھی اُس میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں کر سکتا؛ اِس سے مراد ہے: علمِ الٰہی [نور اللغات]۔

لوزِیات: بادام سے بنی ہوئی مٹھائی۔ عام طور پر اُسے 'لوزات' کہا جاتا ہے۔ دودھ میں سفید قند کا قوام پکا کر، اُس قوام کو پتلا جما کر، نکیلے چوپہل ٹکڑوں کی شکل میں کاٹ لیتے ہیں۔ برفی یا لوزات کو پُر تکلف بنانے کے لیے کھوئے میں قوام پکایا جاتا ہے اور خشک میوہ مثلاً

بادام، پستہ پیس کر اُس میں ملایا جاتا ہے؛ اُس میوے کی نسبت سے اُس برفی کو موسوم کرتے ہیں جیسے: بادام کی برفی [باغ، ص ۳، ۷۸]۔

گوزبہنہ: بادام کا حلوا۔ ایک قسم کی مٹھائی جس میں مغزِ بادام ڈالتے ہیں۔

لوکا لگانا: جلانا، آگ لگانا۔

یہ سُن کے وہ شعلہ، ہو بھبوکا
بولی کہ تجھے لگاؤں لوکا
[گلزار، ص ۶۴۲]

لو لگنا: خیال بندھنا، ہر وقت دھیان لگا رہنا۔

لولو: موتی، بڑا موتی۔

لولوے لالا: روشن، چمک دار موتی۔

لولی: ناچنے گانے والی عورت، رنڈی، رقاصہ۔

لولیِ فلک: ستارۂ زہرہ کو کہا جاتا ہے۔ اِسے رقاصۂ فلک اور مُغنّیۂ فلک بھی کہا گیا ہے۔

لون: رنگ۔

لونا چماری: بنگال کی ایک مشہور جادوگرنی کا نام۔ جادو، ٹونے کے منتروں میں اِس کا نام خاص طور پر جپا جاتا ہے۔

لوہا برسنا: تلوار چلنا، کشت و خون ہونا۔

برقِ شمشیر چمکی، پہلوانوں کے نعرے نے رعد کا کام کیا، خوب لوہا برسا [فسانہ، ص ۲۶۱]۔

لہر: گوٹے، لچکے وغیرہ کی لہردار ٹنکائی۔ عورتیں عموماً دوپٹے، رضائی پر ٹانکتی ہیں۔

اور سر پر اُوڑھنی، جس میں آنچل پلو، لہر، گوکھرو لگا ہوا [باغ، ص ۴۱]۔

(۲) کشیدہ کاری سے کپڑے پر بنائی ہوئی دھاری۔

لہلہانا: سبزے کا ہوا سے ہلنا، سرسبزی و شادابی کا جوش مارنا، لہرانا۔

لہلوٹ: جو کسی چیز کو دیکھ کر بے قرار، بے تاب ہو جائے اور جس طرح ممکن ہو، اُسے حاصل کرنا چاہے۔

لہنا: حصہ، نفع، حاصل۔ قسمت، نصیب۔

تم سے قسمت میں تھا یہی لہنا
خوب پیش آئے مجھ سے، کیا کہنا
[مثنویات، ص ۱۰۷۴]

(یعنی ہماری قسمت میں تم سے یہی کچھ ملنا، حاصل ہونا لکھا تھا)۔

لہو و لعب: کھیل کود، تفریح کے کام، سیر تماشا۔

جب نصف شب گزری، لہو و لعب سے فرصت ملی، وہ تو سو رہی [فسانہ، ص ۶۶]۔

لے اُبھرا: لے گیا، لے بھاگا۔

شاید کوئی جن اُس پری کو اُٹھا کر لے گیا۔ یا اُس کے ملک سے کوئی اُس کے پیچھے لگا چلا آتا تھا ...... منامنو کر پھر شام کی طرف لے اُبھرا [باغ، ص ۶۵]۔

لیکھا: حالت، کیفیت، عادت، طریقہ۔

پس گئے، مر گئے جسے دیکھا
میری بتو کا ہے یہی لیکھا
[مثنویات، ص ۳۴۳]

لیکھا: حساب کتاب، لین دین۔

لیکھا ڈیوڑھا برابر کرنا: حساب چکا دینا، ادا کر دینا، حساب بے باق کر دینا۔

لیلا: کرشمہ، کارنامہ۔ کرامات۔ شانِ ظہور۔

لیل و نہار: رات دن [لیل: رات۔ نہار: دن]۔

لیل و نہار دیدہ: تجربے کار۔

لیوا: ہانڈی اور خاص کر مٹی کی ہانڈی کے پیندے پر جو مٹی کی تہ چڑھائی جاتی ہے، اِس لیے کہ تیز آنچ سے ہانڈی کا پیندا چٹخنے نہ پائے۔

م

ما / ماں: مادر، والدہ۔ مفرد لفظ کے طور پر اب عموماً "ماں" لکھتے ہیں؛ مگر "ما" بھی مستعمل رہا ہے جیسے: ماجائی (بہن)۔ باغ و بہار اور گنجِ خوبی میں میر امن نے ہر جگہ "ما" لکھا ہے۔

مآل: انجام۔

مآل اَندِیش: دور اندیش، ہر کام کے نتیجے کو سوچنے والا۔

مآلِ کار: کام کا انجام، نتیجہ۔

مابعد: "ماقبل" کا مقابل: جو کچھ بعد کو آئے، پیچھے آنے والا۔

مابہِ الاِحتیاج: ضرورت کی چیزیں، جن کی ضرورت پڑے۔

مابہِ الاِمتیاز: وہ چیز جس سے امتیاز کی پہچان ہو سکے، جس سے شناخت ہو سکے۔

مابہِ النِّزاع: فساد کا سبب، جھگڑے کی بنا وہ بات جس پر جھگڑا ہوا ہو۔

ماتم دار: سوگوار: ماتم زدہ، ماتم نشیں۔

ماتم سرا: وہ گھر جہاں کسی کا ماتم کیا جائے۔ جہاں غمی ہو گئی ہو: غم کدہ، ماتم کدہ۔

جب یہ خبر وزیر کے گھر میں گئی: آہ، واویلا مچا اور ماتم سرا ہو گیا [باغ، ۱۱۹]۔

ماٹی کا تھوا: مٹی کا ڈھیر، مجازاً: وہ آدمی جس سے کچھ نہ ہو سکے۔

ع: کیا نکاح تو اُن سے جو ماٹی کے ہیں تھوا
[سودا، ۲۹۰]

ماجائی: بہن۔

وہ ماجائی میرا یہ حال دیکھ کر بلائیں لے اور گلے مل کر بہت رُوئی [باغ، ۲۴۳]۔

ماحضَر: جو کھانا موجود ہو، جو کچھ حاضر (موجود) ہو۔

ماخَذ: اخذ کرنے کی جگہ یعنی جہاں سے کوئی بات، قول لیا جائے، اُس کا حوالہ دیا جائے: اصل۔ جیسے: اِس قول کا ماخذ مولانا حالی کی کتاب یادگارِ غالب ہے۔ اِس کا ماخذ معلوم نہیں۔ یعنی یہ معلوم نہیں کہ یہ بات کہاں سے لی گئی ہے، کہاں سے ماخوذ ہے۔

ماخوذ ہونا: پکڑا جانا، لپیٹ میں آنا۔

بادشاہ خونِ ناحق سے محفوظ رہیں گے، کل کو رُوزِ قیامت میں ماخوذ نہ ہوئیں گے۔
[باغ، ۱۱۹]

[ماخوذ نہ ہوئیں گے: نہیں پکڑے جائیں گے]۔

(۲) کسی قول (وغیرہ) کا کسی جگہ (ماخذ) سے لیا جانا، جیسے: یہ روایت اُس کتاب سے ماخوذ ہے۔

مادام: ہمیشہ: مُدام۔

مادر زاد دشمن: دیکھیے: دشمنِ مادر زاد۔

مارِ آستیں: چھپا ہوا دشمن، جو ساتھ رہ کر دشمنی کرے: آستین کا سانپ [مار: سانپ]۔

مارا دھاڑی: بہت مجبوری کے عالم میں، مجبوراً، دل سے نہ چاہتے ہوئے بھی۔

بہ ہر حال مارا دھاڑی رُوز وہاں جانا پڑتا اور رُوز یہی مصیبت جھیلنی پڑتی۔
[کہانی، ۴۲]

مارِ پیچ: فریب، چالاکی، عیاری۔

ماسَبَق: جو پہلے گزر چکا ہو، "ماقبل" کا متضاد۔

مافِی الضَّمیر: دل کی بات، نیت۔ غرض، مطلب، مُدّعا۔

مافیہا: جو کچھ اُس میں ہے۔ [دُنیا و مافیہا: دنیا اور جو کچھ اُس میں (دنیا میں) ہے]۔

ماکا پیٹ ٹھنڈا رہے: دُعائیہ جملہ۔ مراد ہے تیری ماں کا کلیجا ٹھنڈا رہے، اُسے کوئی غم نہ ہو۔

سب مارے خوشی کے واری پھیری ہونے لگیں اور دُعائیں دینے لگیں کہ تیری ما کا پیٹ ٹھنڈا رہے اور تو بوڑھا آڑھا ہو [باغ، ۲۴۲]۔

مال: وہ ڈور جو چرخے کے تکلے کو متحرک کرنے (چلانے) کے واسطے لگی رہتی ہے۔

مالا: ہندوؤں کی تسبیح، جس کے دانوں کو "منکا" کہتے ہیں۔ تُلسی کی لکڑی کے، یا رودراکش (ایک درخت) کے بیجوں

کے، یا صندل کی لکڑی کے دانے ہوتے ہیں۔ مزید دیکھیے: مالے۔

مالایُطاق: جو کسی کی طاقت، قدرت سے باہر ہو۔

مالایَنحَل: جو حل نہ ہو سکے۔

ہے کہیں مہر و کہیں کیں جو اسے عالم سے
علم اِس کا ہے عجب عُقدۂ مالاینحل
[سودا، ۸۸]

[عُقدۂ مالاینحل: وہ گرہ جو کھل نہ سکے، وہ مشکل جو حل نہ ہو سکے، آسان نہ ہو سکے۔

مال پُوا: گھی میں تلی ہوئی ایک طرح کی میٹھی پوری۔

مالتی: چمیلی کی ایک قسم۔

مال زادی: بدکار عورت، چھنال۔

مالِکُ المُلکِ دُنیا و دیں: دین اور دنیا کا مالک، یعنی خدا۔

وہ ہے مالکُ الملکِ دنیا و دیں
ہے قبضے میں اُس کے زمان و زمیں
[بیان، ۲۰]

مال و مَنال: مال اور دولت۔

مالے: مالا کی جمع۔ مالا: سونے یا چاندی کے بنے ہوئے گول دانوں کا ہار کی قسم کا گلے میں پہننے کا زیور۔ اِس کے دانے کمرخی اور نقشین بھی بنائے جاتے ہیں۔ موتی یا سچّے نگوں کا اعلا قسم کا سمجھا جاتا ہے دراصل وہی مالا کہلاتا ہے۔ سونے یا چاندی کا بنا ہوا اُس کی نقل ہوتا ہے؛ گول دانوں کی (سونے کی) مالا کو "مٹر مالا" کہتے ہیں۔

ع: وہ موتی کے مالے بہ صد زیب و زین
[بیان، ۵۰۵]

ماما: خادمہ۔ وہ عورت جو خدمت کرنے کے لیے ملازم ہو۔

آئی ماما بھی ایک ہے ہمراہ
کتنی چالاک ہے، خدا کی پناہ!
[مثنویات، ۷۸۷]

مامَن: جگہ، ٹھکانا، پناہ کی جگہ۔

قسمت سے مُقرّ ہے اب یہ مامن
پتھر کے تلے دبا ہے دامن
[گلزار، ۱۳۳۱]

مامُون: محفوظ، بے خوف۔

مانا: مشابہ، مثل، مانند۔

یاسمن رنگ جو رکھتی ہے خزاں سے مانا
چاہتی ہے بہ سماجت کرے سبزے سے بدل
[سودا، ۷۸]

مانا مَت مچانا: شور غل کرنا، چیخنا چلانا۔

بس سواری منگادے، جاؤں گی
نہیں تو مانا مت مچاؤں گی
[مثنویات، ۱۱۰۶]

جب وہاں بھی پتا نہ پائیں گے
کہو، کیا مانا مَت مچائیں گے
[مثنویات، ۱۱۱۴]

[نوراللغات میں "مانامت" کے ساتھ "مان مت" بھی ہے اِسی معنی میں؛ اِس کی سند فی الوقت میرے سامنے نہیں۔ آصفیہ بھی مانامت اور مان مت، دونوں موجود ہیں]۔

مانجھ دھار میں: دریا کے بیچ میں۔

جہاز کو مانجھ دھار میں دیکھا؛ حیران ہو کر بھونکا اور دریا میں کود پڑا [باغ، ۱۴۱]۔

[اب عموماً "منجدھار" مستعمل ہے۔ "مانجھ دھار" قدیم صورت ہے۔ باغ و بہار میں "مانجھ دھار" ہی ہے]۔

مانجھے کا جوڑا: وہ زرد رنگ کا جوڑا جو دولھا، دُلھن کو پہنایا جاتا تھا۔

مانجھے کا جوڑا دُلھن کے گھر سے چلا...... نکھراج کی کشتیوں میں زعفرانی جوڑے، سُنہرے خوانوں میں پنیڈیاں۔
[فسانہ، ۱۳۷]

[نکاح کے دن سے چند روز پہلے دُلھن مانجھے (سب سے الگ کمرے میں) بٹھا دی جاتی ہے، جب کہ اُسے مانجھے کا زرد جوڑا پہنایا جاتا ہے اور بجز خاص ضرورتوں کے وہ پردے سے باہر نہیں نکلتی۔ اُس دن سے رُوز اس کے ابٹنا (اُبٹن) لگتا ہے۔

اُسی رُوز رسم ہے کہ دُلھن کا جھوٹا اُبٹنا، اُس کی جھوٹی منہدی، مصری کا کوزہ اور بہت سی پنیڈیاں باجے کے ساتھ دولھا کے گھر بھیجی جاتی ہیں۔

اُنھی کے ساتھ دولھا کے لیے مانجھے کا زرد بھاری جوڑا، ایک رنگی ہوئی منقش چوکی اور لوٹا کٹورا بھی ہوتا ہے۔ [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: گذشتہ لکھنؤ، رسوم دہلی]۔

مانْدوبُود: رہنا سہنا [طرزِ ماندوبود: رہنے سہنے کا طور طریقہ]۔

ماندہ / ماندا: تھکا ہوا، خستہ۔ بیمار۔

ماندگی: تھکاوٹ، خستگی۔

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر
[میر۔ کلیات مرتبہ آسی، ص ۷۳]۔

ماندی: بیمار (عورت)۔

اک دن میں چلی چچا کے گھر کو
ماندی تھی بکاولی، خبر کو
[گلزار، ۸۳۹]

مانُس: شخص، آدمی۔

جلدی اِس مانس کو ساتھ لے کر بادشاہ کے پاس جاؤ (باغ، ۱۷۱)۔ رات سپنے میں دیکھا کہ کوئی مانس کہتا ہے کہ شتابی

اُٹھ (باغ، ۱۵۱)۔

[پہلا جملہ "برہموں کی ماتا" کا قول ہے اور دوسرا زیرباد کے راجا کی لڑکی کا۔ یعنی اردو والوں کی گفتگو میں مائس اِس طور پر مستعمل نہیں؛ ہاں "بھلا مائس" جیسے مرکبات میں "مائس" آتا ہے]۔

مانگ بھری: سہاگن [جس کا خاوند زندہ ہو]۔

مانگ جلی: جس کا خاوند مر چکا ہو؛ رانڈ۔

مان مہت: عزّت، احترام۔

اُن کو بڑے مان مہت سے لے جا کر اپنے پاس تخت پر بٹھایا [باغ، ۱۷۲]۔

مانی: بچّوں کو کپڑے پہنانے والی، بچّوں کو رکھنے والی، بچّوں کی خادمہ۔

مانی: مانوی مذہب کا بنیاد گزار۔ اُس نے پیمبری کا دعوا کیا تھا۔ اُس کا مذہب زرتشتی، عیسوی، بودھ مت اور یونانی افکار و معتقدات کے اجزا سے مرکب ہے۔ اُس نے متعدّد کتابیں لکھی تھیں۔ اِس خیال سے کہ بے پڑھے لوگوں کو بھی اپنی مذہبی تعلیمات سے آگاہ کر سکے، اُس نے اپنی بعض کتابوں میں مختلف قسم کی عمدہ تصویریں شامل کیں، اِسی سبب سے اُسے مانیِ نقاش (مصوّر) بھی کہا گیا ہے۔ اُس کی کتابوں میں سے ایک کتاب کا نام "اَرژَنگ" یا "اَرتنگ" تھا۔

[فرہنگِ فارسی، جلدِ ہفتم، ص۱۸۸۹]

ماوا: دیکھیے: مسکن۔

ماہ پارہ: دیکھیے: ماہ جبیں۔

ماہتابی: ایک طرح کی آتش بازی جس سے اندھیری رات کے وقت چاند کی سی روشنی پھیل جاتی ہے۔

(۲) اونچا کھلا ہوا پکا چبوترا، صحن کی سطح سے کسی قدر بلند موسمِ گرما کی چاندنی کی بہار دیکھنے کو اُمرا کے قدیم طرز کے مکانات میں صحن کے بیچ کے حصّے سے ذرا آگے بڑھا ہوا، یا باغ میں، بنایا جاتا تھا۔

چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ بنایا تھا
مجھ کو ماہتابی پر دھوپ میں بٹھایا تھا

[ذوق، کلّیات (لاہور) ص ۲۰۴]

سردی کے موسم میں یہی چبوترا دھوپ کا لطف اُٹھانے کے کام آتا تھا اور اِس نسبت سے اُسے "آفتابی" کہا جاتا تھا۔

ماہ جبیں: لفظی معنی: چاند جیسی پیشانی والا۔ محبوب کے لیے بہ طور صفت آتا ہے: بہت خوب صورت، چاند جیسا چہرہ۔ "مہ جبیں" اِس کا مخفف ہے: ماہ پارہ، ماہ رو، ماہ سیما، ماہ طلعت، ماہ لقا، ماہ پیکر، ماہ رُخ۔

ماہِر: واقف، جاننے والا۔

اِس قرینے سے یہ ہوا ظاہر
راز سے اُن کے ہے یہی ماہر
[مثنویات، ۱۷]

ماہر کیا: واقف کیا، وہ راز اُس کو بتایا۔

پری کا بھی احوال ظاہر کیا
چھپے راز سے اُس کو ماہر کیا
[بیان، ۱۰۱۱]

ماہِر ہوا: واقف ہوا۔

یہ چرچا جو پھیلا تو ظاہر ہوا
ہر اک راز سے اُس کے ماہر ہوا
(بیان، ۸۸۰)

ماہِ سپہرِ برتری: بلندی کے آسمان کا چاند، یعنی بہت بلند و برتر، بڑے رُتبے والا۔

جو ماہِ سپہرِ برتری تھا
سو ماہیِ بحرِ ابتری تھا
[گلزار، ۷۳۷]

ماہ سیما: خوب صورت۔ محبوب کے لیے بہ طور صفت آتا ہے [ماہ: چاند۔ سیما: پیشانی] دیکھیے: ماہ جبیں۔

ماہِ کنعانی: کنعاں کے چاند، مراد ہے حضرت یوسفؑ سے۔ دیکھیے: کنعاں۔

ماہ لِقا: چاند جیسی صورت: بہت خوب صورت۔ دیکھیے: ماہ جبیں۔

ماہِ مُبیں: روشن چاند۔

ماہِ مُنیر: چمکنے والا چاند، مراد ہوتی ہے: حسین شخص، محبوب۔

ماہِ نخشب: وہ چاند جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ اُسے حکیم ابنِ عطا نے، جو ''مقنّع'' کے نام سے مشہور تھا، بنایا تھا۔ قلعۂ نخشب کے بالائی علاقے میں واقع کوہِ سیام کے ایک کنویں سے ہر رات یہ چاند نکلتا تھا اور چار فرسنگ تک اُس کی روشنی پہنچتی تھی اور پھر اُسی کنویں میں چلا جاتا تھا۔ یہ چاند اِسی طرح دو مہینے تک نکلتا رہا۔ ایرانی شاعروں نے محبوب کے چہرے کو ''ماہِ نخشب'' کہا ہے۔
[محمد معین: فرہنگِ فارسی]

مہِ سیماب، داغِ قلبِ مضطر
لحدِ عاشق کی، نخشب کا کنواں ہے
[قدر: نور]

کہ وہ ماہِ نخشب کنویں سے نکل
منازل کو اپنی پھرے بر محل
[بیان، ۱۷۵۱]

ماہ وَش: چاند جیسا، یعنی خوب صورت۔ [وَش: طرح، جیسا، مانند]۔

ماہی: مچھلی۔ [مزید دیکھیے: از ماہ تا بہ ماہی]۔

ماہیِ بَحر: سمندر میں رہنے والی مچھلی مراد ہے۔

ع: سہتی نہیں آگ ماہیِ تر [گلزار، ۷۱۱]

ماہیِ بے آب: بہت بے تاب؛ پانی کے

بغیر مچھلی جس طرح تڑپتی ہے۔

آتشِ غم سے دل ہوا ہے کباب
ہے تپاں مثلِ ماہیِ بے آب
[مثنویات، ۱۷۲۶]

ماہیت: حقیقت، کیفیت۔

اے جوان! اگر تجھے آرزو کمال ہے کہ یہ ماہیت دریافت کرے، تو آج کے دن بھی مقام کر [باغ، ۸۸]۔

ماہی مَراتب: وہ نشان جو شاہی سواری کے آگے ہاتھیوں پر چلا کرتے تھے۔ یہ سات شکلیں سات سیاروں کی نسبت سے ہوا کرتی تھیں، یعنی سورج کا نشان، پنجے کا نشان، نشانِ میزان، اژدہا پیکر، سورج مکھی، مچھلی، کُرہ، یعنی ایک گولا [آصفیہ]۔

اُن کے بعد نوبت نشان، ماہی مراتب، میگھ ڈمبر، آگے علم اژدہا پیکر۔
[فسانہ، ۱۸۰]

مایَتَحَلَّل: وہ غذا جو ہضم ہو چکی ہو، مراداً: غذا، کھانا۔

مایَتَحَلَّل کا بدل: اتنی آمدنی جو دونوں وقت کی خوراک کے لیے کافی ہو۔

میری قسمت کے موافق تو معین کر دے
اپنی سرکار سے وھاں ماتحلل کا بدل
[سودا، ۸۹]

مایۂ ناز: وہ چیز جو کسی کے فخر اور ناز کی وجہ بن سکے یا بنی ہو۔ کنایتاً: معشوق۔

مایۂ نور: نور کا سرمایہ، روشنی کی دولت۔

ع: سمجھ مایۂ نور، کحلُ البصر
[بیان، ۶۱]

مُباح: وہ کام جو شریعت کے لحاظ سے جائز ہو۔ جائز، حلال، درست۔

مَبادا: ایسا نہ ہو، خدا نہ کرے، خدانخواستہ (دعائیہ کلمہ)۔

مَبادی: اصل، بنیاد۔ ابتدا، آغاز۔

مُباشَرَت: ہم بستری کرنا، جماع کرنا، جنسی عمل۔

مُباف: مُوباف کا مخفف، کپڑے کی وہ دھجی، خاص طرح کی بنی ہوئی پٹی یا فیتا، جسے عورتیں چوٹی میں گوندھتی ہیں [مو: بال۔ باف، بافتن مصدر کا امر۔ بافتن: بُننا۔ موباف: جس سے بال گوندھے گئے ہوں، بالوں کو باندھا گیا ہو]۔

ایک دن ملکہ نے کنگھی چوٹی کرنے کا قصد کیا۔ جو نہیں مُباف کھولا، پُھلے میں سے ایک موتی...... نکل پڑا [باغ، ۹۳]۔

مَبالغ: مَبلغ کی جمع: رقم، نقدی۔ [پہلے روپے کے ساتھ اکثر لفظِ "مبلغ" لکھا جاتا تھا، جیسے: مبلغ دس روپے بہ طور تنخواہ دیے جائیں گے]۔

مَبلغِ خطیر: بہت زیادہ نقد رقم۔
مُباہات: بڑائی، شیخی، کسی بات پر فخر کرنا۔
مُبتَذَل: عام، روزمرہ کی چیز۔ ذلیل، گھٹیا، عامیانہ، حقیر۔

وہ خیال جسے دوسرے شاعر باندھ چکے ہیں۔
مُبتَذَل بَند: دوسروں کے مضامین اپنے اشعار میں باندھ لینے والا۔

ہو گیا ظاہر جو کچھ تھا تم میں زُور
مُبتذل بند اور اک عالم کے چور
[سودا، ۳۴۳۔ ہجوِ فوقی]

مُبدّل ہوئے: بدل گئے۔
مَبدَء: شروع ہونے کی جگہ ظاہر ہونے کی جگہ۔
مَبدَءِ فیض: فیض کا سرچشمہ [جس سے دوسروں کو فیض پہنچتا ہو]۔
مَبدَءِ فساد: فساد کا بانی۔
مُبدِء: ظاہر کرنے والا، شروع کرنے والا۔

بعدِ حمدِ خالقِ جن و بشر ...... مُبدِءِ شام، طالعِ سحر [فسانہ، ۲]۔

[مُبدِءِ شام: شام کو ظاہر کرنے والا، شام کرنے والا]۔
مُبرَم: مضبوط، مستحکم۔ وہ چیز جس کا ہونا ضروری ہو، جسے روکا نہ جا سکے۔ جیسے:

قضائے مُبرَم: موت، جس کا آنا یقینی ہے۔
مُبرّا: گناہوں سے بری کیا گیا، جنتی، مرحوم، مغفور۔
مُبرہَن: ظاہر و واضح۔ مضبوط دلیلوں سے ثابت۔

ہے مجھے فیضِ سخن اُس کی ہی مداحی کا
ذات پر جس کی مُبرہَن کُنہِ عزّ و جل
[سودا، ۸۰]

[سودا کے ایک قصیدے میں یہ بہ سکونِ دوم ملتا ہے:

سجدہ کرے ہیں مہر و مہ در پہ اُنھوں کے روز و شب
مُبرہَن اِس سے یوں ہوا، داغی ہیں یہ غلام دو
[ص ۵۳]

مَبعوث: اُٹھایا گیا، بھیجا گیا، پیدا کیا گیا۔
مبعوث ہونا: نبی کا بھیجا جانا۔
مُبلَغ: رقم، روپے [دیکھیے: مَبالغ]۔

اگر ہر ایک سے یہی مہمان داری کا طور رہتا ہوگا، تو مُبلَغ بے حساب خرچ ہوتے ہوں گے [باغ، ۸۷]۔

مَبنی: جس پر کسی چیز کی، کسی روایت، کسی دعوے کی بنیاد رکھی گئی ہو۔
مَبہوت: حیران، بھوچکا، حیرت زدہ۔
مُبہّی: قوتِ باہ (مردانہ طاقت) بڑھانے والی

(دیکھیے: معجونِ مسہّی)۔

مُتاَخِّرین: بعد کے لوگ، متقدمین کے مقابل۔

مُتاعی: دیکھیے: مُتع۔

مُتاَہّل: بیوی بچے والا۔ گھر بار والا (شادی شدہ)۔

مُتَبَحِّر: بہت بڑا عالم و فاضل۔

مُتَبَنّیٰ: مُتبنا کرنا: گود لینا، بیٹا یا بیٹی بنانا، کسی دوسرے کے بچّے کو اپنی اولاد بنالینا۔

مُتَّبِع: پیروی کرنے والا۔

مُتَحَیِّر: حیرت زدہ، ہکابکا۔

مُتَداوَل / مُتَداوِل [مرجّح: مُتداوَل]: رائج [جیسے: مرزا غالبؔ کا متداول دیوان وہی ہے جو اُن کی زندگی میں کئی بار چھپا تھا]۔

مُتَدَیِّن: دیانت دار، ایمان دار۔

مُتَرادِف: ہم معنی [ایسے دو لفظ جن کے معنی ایک ہوں]: مُرادف، مرادف بالمعنی۔

مولوی صاحب نے مُجھے کو مُجرد کا
مترادف قرار دے کر ایسا سخت فقرہ کسا
کہ بے چارے ٹھنڈے ہو کر رہ گئے۔
[کہانی، ۳۴]

مُتَرجِم: ترجمہ کرنے والا۔

مُتَرجَم: ترجمہ کیا گیا۔ [جیسے: یہ قرآن پاک مُترجَم ہے، یعنی اِس میں ترجمہ بھی شامل ہے]۔

مُتَشابِہ: ہم شکل، ایک صورت کے۔
(۲) مشکوک، جس کے معنی میں کچھ شبہ ہو۔

مُتَشابِہات: قرآنِ پاک کی وہ آیتیں جن کے معنی خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

مُتَشابِہ لگنا: شبہ پڑنا، کہیں سے کہیں پڑھنے لگنا۔ قرآنِ پاک پڑھتے وقت بعض دفعہ حافظ صاحبان بعض آیتوں کے بعض الفاظ کے یکساں ہونے اور مختلف جگہ آنے کی وجہ سے شبے میں پڑ جاتے ہیں اور کہیں سے کہیں پڑھ جاتے ہیں۔

مُتَشَرِّع: شریعت کا پابند، پکّا مذہبی آدمی، پکّا دین دار۔

مُتَصَدّی: پیشکار۔ دفتری حساب کتاب رکھنے والا، یا اُس کی جانچ کرنے والا مُحاسِب، منیم، گُماشتہ۔

مُتَّصِل: مسلسل، ہمیشہ، برابر۔ آگے پیچھے، ایک کے بعد دوسرا (دوسری)۔

کسی کا اگر مفت لے زُلف دل
تو کھایا کرے پیچ وہ مُتّصل
[بیان، ۱۲۲]

ہوئیں متصل یہ جو دو شادیاں
بسی ایک جا چار آبادیاں
[بیان، ۲۱۲۳]

(۲) پاس، مِلا ہوا۔

مُتَعَرِّض : روکنے والا، مُزاحم، مخالفت کرنے والا۔

مُتَعَرِّض نہ ہو: اِن سے مت الجھ، اِن کو اِن کے حال پر چھوڑ دے۔

بھلا چاہتا ہے تو اُس نازنیں کے احوال کا متعرض نہ ہو [باغ، ۲۳۱]۔

مُتْعَہ: شیعہ مذہب کے مطابق ایک مقررہ مدّت کے لیے (مہر کے تعیّن اور مدّت کے تعیّن کے ساتھ) نکاح کرنا۔

میں نے اُسے ارکان مسلمانی کے سکھا کر، کلمہ پڑھایا اور متعہ کر کر صُحبت کی۔ [باغ، ۱۸۹]

[اصلاً م پر پیش ہے، ت ساکن ہے (مُتْعہ) مگر اردو میں زبانوں پر بہ فتحِ دوم "مُتَعہ" ہے بروزنِ فَعَل۔ اُردو میں اِسی سے مُتاعی" بن گیا ہے:

نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے، متاعی رنڈی کو ڈالا گھر میں
بنایا صاحب امام باڑا، خدا کی مسجد کو تم نے ڈھا کر
[جانصاحب، دیوان مطبعِ حیدری (لکھنؤ) ص ۵۴]۔ [رنڈی: عورت۔ اُس زمانے میں یہ لفظ عورت کے معنی میں مستعمل تھا]۔

مُتَعَیَّن: مُقرّر۔

مُتَعَیَّنہ: مقرر کیا گیا۔ متعینہ مدّت: مقررہ مدّت۔

مُتَفَنِّی: مکار، فریبی، عیار۔

مُتَقَدِّمِین: مُتَقدِّم کی جمع: پہلے زمانے کے لوگ۔ ["متاخرین" کا مقابل لفظ]۔

مُتَکَلِّم ہوا: بولا۔

وہ قاعدہ داں متکلم ہوا کہ اے فقیر! تو ناحق مارا گیا ہوتا [باغ، ۹۸]۔

مُتَمَوِّل: مال دار۔

مُتَنَجَّن پُلاو: پُر تکلف پکائے ہوئے میٹھے چاول، جس میں خشک میوے مثلاً بادام، پستے کے علاوہ گوشت بھی بھون کر ڈالا جاتا ہے جو اُس کو زیادہ سُوندھا بنا دیتا ہے (اِسے میٹھا پلاو بھی کہہ سکتے ہیں)۔

چار مشقاب؛ ایک میں یخنی پلاو، دوسری میں قورما پلاو اور تیسری میں متنجن پلاو، چوتھی میں کوکو پلاو [باغ، ص ۷۷]۔

مُتَنَفِّس: جان دار، انسان۔

ایک نگر میں وارد ہوا...... وہاں کا ہر ایک متنفس اسم اعظم پڑھتا تھا اور خدا کی عبادت، بندگی کرتا تھا [باغ، ۲۲۷]۔

مُتَوَطِّن: رہنے والا ("وطن" سے بنا ہے)۔

تو بھی ہماری مانند ملکِ عَجَم کا متوطن ہے [باغ، ۱۸۲]

مَٹھ: بت خانہ، مندر۔

اِندر کے غضب سے بن کے پتھر
ہے بُت سی وہ ایک مٹھ کے اندر
[گلزار، ۱۲۲۹]۔

(۲) ہندو فقرا کی کُٹی، دھرم شالا، پاٹ شالا۔

مُٹھا: کاغذوں کا بنڈل، کاغذوں کی گڈی۔

کاغذوں کا مُٹھا بغل میں، ہاتھ میں پینسل، کان میں قلم [کہانی، ۳۷]۔

مَٹّھا: سُست اور کاہل بَیل، جو محنت اور چلنے سے جی چرائے۔

(۲) سُست رفتار گھوڑا۔

ع: مَٹّھا تو اِس قدر ہے وہ، جو کچھ کہ تم سُنا
[سودا، ۲۷۴-۲، در ہجوِ اسپ]

(۳) مجازاً: سست، کاہل آدمی۔

مُٹھی میں ہَوا کا تھامنا: ناممکن کام کو انجام دینے کا خیال کرنا۔

اِنسان و پری کا سامنا کیا
مُٹھی میں ہَوا کا تھامنا کیا
[گلزار، ۱۳۰]

مِٹّی کا عِطر: ایک مشہور عطر کا نام، جس کا مجزوِ اعظم ملتانی مٹّی یا پنڈول مٹّی ہے (آصفیہ)۔

ع: عطر مٹّی کا جو نہ ملتے تھے
[مثنویات، ۱۳۸۹]

مٹّی کی مورَتیں: مراد ہیں انسان۔

کیا صانع ہے کہ جس نے ایک مٹھی خاک سے کیا کیا صورَتیں اور مٹّی کی مورَتیں پیدا کیں [باغ، ۳۰]۔

مَثَل تھا: مشہور تھا۔

ع: وہ شاہ کہ ظلم میں مثل تھا
[گلزار، ۴۲۱]

مُثَلَّث: تکونی شکل کو کہتے ہیں، تین ضلعوں کی شکل۔

علمِ تعویذات میں ایک نقش کا نام ہے، جس میں ۹ خانے ہوتے ہیں۔ اِسے مربّع سے (جس میں ۱۶ خانے ہوتے ہیں) زیادہ اثر دار خیال کیا جاتا ہے۔

پڑھے حرفِ مطلب ز بس سوچ کر
تو بے کسر بیٹھے مثلث کے گھر
مُربّع نشیں تھی وہ بدرِ منیر
وہاں اُس کو لائی وہ دُختِ وزیر
[بیان، ۹۵-۱۷۹۴]

[بے کسر بیٹھے سے مراد یہ ہے کہ کسی طرح کی کسر (عدد کی شکست) کے بغیر یعنی کسی طرح کی کمی یا نقصان کے بغیر کام یابی حاصل ہوئی]۔

فیروز شاہ، بے نظیر، جوگن: یہ تین شخص تھے؛ مثلث اِسی نسبت سے آیا ہے۔ اگلے شعر میں بدرِ منیر کو مربّع نشیں بھی اِسی لحاظ سے کہا ہے کہ اب یہ چار ہوگئے۔ "کسر" ریاضی کی اصطلاح ہے۔

"مثلث" اور "مربع" علم تعویذات کی اصطلاحیں ہیں]۔

مِثل دَر مِثل: کئی طرح کے لوگ ترتیب کے ساتھ کھڑے کیے جائیں، تو ایک قسم کی جماعت کے لوگوں کو "مِثل" کہیں گے۔

جس دن تمام لشکر نے مثل در مثل قیام کیا
[فسانہ، ۳۲۸]

مراد یہ ہے کہ مختلف گروہوں نے ترتیب کے ساتھ الگ الگ ٹھہرنے کا انتظام کیا۔

مِثقال: ساڑھے چار ماشے کا وزن (نور)۔

مُجاز: بااختیار، مختار کار۔

مَجاز: حقیقت کا متضاد، حقیقت کے برعکس۔

مَجازی معنی: کسی کلمے کے وہ معنی جو اُس کے حقیقی معنی سے مختلف ہوں؛ مگر اُس کلمے کے حقیقی معنی متروک نہ ہو گئے ہوں: مجازاً۔

مجبور: مجبوراً۔

اُس پہ پیدل جو آیا میں مجبور
رنگ چہرے کا ہو گیا کافور
(مثنویات، ۱۷۹۵)

[مجبور، مجبوراً کی جگہ مستعمل رہا ہے:

مجبور میرے دل کو بھی نفرت سی ہو گئی
نقشِ وفا جہان سے اب کالعدم ہوا
[داغ: نور]۔

مَجذوب: وہ درویش جو خُدا کی محبت میں اِس طرح ڈوبا ہوا ہو کہ دُنیا سے بے خبر ہو۔ "سالک" کا مقابل۔ مجذوب اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو بہ ظاہر بہکی بہکی اور بے معنی سی معلوم ہوتی ہیں۔

مُجرا: ادب کے ساتھ سلام (کرنا)۔

(۲) محفل میں رقاصوں اور مغنّیوں کا رقص، گانا۔

(۳) دربار میں باریابی، حاضری۔

مُجرا شاہانہ: بادشاہوں کو سلام کرنے کے جو آداب مقرر ہیں، اُن کے مطابق۔

جوں بادشاہ کے تخت پر نظر پڑی، اِس آداب سے مُجرا شاہانہ کیا کہ یہ قاعدہ دیکھ کر بادشاہ کو اَور بھی حیرت نے لیا۔
[باغ، ۹۵]

مُجرا عرض کرنا: بہت ادب کے ساتھ سلام کرنا۔

قریب جا کر اُس نے ایک پیر مرد کو 'مجرا عرض کرتا ہوں'، کہہ کر اپنی طرف متوجہ کیا [توبۃ النصوح: نور]۔

مجرا کرنا: رقاصوں اور مغنیوں کا محفل میں گانا اور رقص کرنا۔

اری کوئی ہے، وہاں ذرا جائیو
مری حُسن بانی کو لے آئیو

عجب وقت ہے اور عجب ہے سماں
کرے دو گھڑی آ کے مجرا یہاں
[بیان، ۹۷-۱۲۹۶]

مُجرائی/ مُجرَئی: حاضر ہو کر سامنے ناچنے اور گانے والا / والی۔

باری باری سے، جو پری ہے
راجا اِندر کی مُجرئی ہے
[گلزار، ۱۰۹۵]

(۲) سلام کرنے والا، آداب بجالانے والا، دربار یا مجلس میں حاضر ہونے والا۔

یہ بات اپنے دل میں ٹھہرا کر، پائیں باغ میں جا کر، سب مُجرائیوں کو جواب دے کر فرمایا [باغ، ۱۱]۔

مدح غیروں کی کروں، شہ کا ثناخواں ہو کر
مُجرئی! اپنی ہوا کھوؤں سلیماں ہو کر
[انیس: نور]

جس مُجرئی کو عشقِ امام مجاز ہے
اُس کے لیے ازل سے درِ خلد باز ہے
[انیس: نور]

مُجرے گاہ: شاہی دربار میں وہ جگہ جہاں مجرا کرنے والے (حاضر ہو کر آداب بجا لانے والے) جھک کر بادشاہ کی خدمت میں آداب بجالاتے تھے۔

سبھوں نے نذریں مبارک باد کی گزرانیں اور مجرے گاہ میں تسلیمات و کورنشات بجالائے [باغ، ۱۶]۔

مُجرے میں حاضر ہوا: سلام کرنے کے لیے دربار میں حاضری دی۔

صبح کو غُسل کر کے بادشاہ کے مجرے میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت دامادی کی عنایت کی [باغ، ۱۸۵]۔

مِجْمَر: وہ ظرف جس میں خوش بو پھیلانے والی چیزیں [اگر، لوبان وغیرہ) جلاتے ہیں: عوددان، عودسوز۔

(۲) جس میں کوئلے دہکاتے ہیں، آگ جلاتے ہیں: انگیٹھی، مَنقل۔

(۳) آتش دان۔

مجموع: جمع، تمام، سب۔

مجموع ہوتے ہی: جمع ہوتے ہی۔

ہوتے ہی حواسِ خمسہ مجموع
آمد ہوئی اَقربا کی مسموع
[گلزار، ۱۴۳۴]

مُجَوِّز ہونا: اصرار کرنا۔

یہ سُن کے وہ اَور مجوِّز ہوئی۔ مثل مشہور ہے: راج ہٹ، تریا ہٹ، بالک ہٹ۔
[فسانہ، ۴۲]

ہر چند جوان ہم پیالہ، ہم نوالہ ہونے کو مُجوِّز ہوتا تھا، پَر میں...... رجوع نہ کرتا تھا (باغ، ۳۸)۔

سوداگر بچّے نے اپنے دل میں غور کی

کہ ...... کیا ضرور ہے جو ناحق میں مُجوِز ہوں[//،۱۳۶]۔

مُجہول: بے کار، نِکما، جس سے کوئی کام نہ ہو سکے۔

باپ اِس کا ہے اندھے پن سے مجہول
مطلوب بکاولی کا ہے پھول
[گلزار،۱۹۹]

(۲) سست، کاہل۔ (۳) وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو، جیسے: کھانا کھایا گیا۔ کتاب پڑھی گئی۔

مَجہول النَّسَب: وہ شخص جس کے حسب نسب اور اصل و نسل میں کچھ شبہ ہو، جس کا حسب نسب معلوم نہ ہو۔

آن میں اَوجِ حسب کو پہنچے مجہول النّسب
خاک ذلّت پر گرے پَل میں فلاں اِبنِ فلاں
[سودا،۱۶۱]

مَجھیلا / مَجھَلا: جھگڑا، قضیہ، جھمیلا۔

مُجیبُ الدَّعوات: دُعائیں قبول کرنے والا، یعنی خُدا۔

مَجیرا: دیکھیے: مَنجیرا۔

مُچَلکا دیا تھا: ضمانت دی تھی، وعدہ کیا تھا۔

مُچلکا دیا تھا نا تو نے یہی!
بھلا اِس کا بدلا نہ لوں تو سہی
[بیان،۱۱۷۵]

مُچلکا دے: وعدہ کر۔

یہ گھوڑا تو دیتی ہوں کل کا تجھے
ولیکن یہ دے تو مُچلکا مجھے
[بیان،۷۴۴]

مُچّھیاں لینا: بوسے لینا۔

لب وہ نازک کہ جان دے دیجے
دہن ایسا کہ مُچّھیاں لیجے
[مثنویات،۴۰۷]

مُچّے: گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے۔

بلکہ جانوروں کی دعوتوں کو گوشت کے مُچّے قیمہ کیے اُٹھا رکھتے [فسانہ، ۲۶۳]۔

مُحاذی: مقابل، برابر، رو بہ رو۔

مُحاسِب: علمِ حساب سے واقف، حساب کرنے والا۔

آمد و خرچ کے حساب کی جانچ پڑتال کرنے والا (آڈیٹر)۔

مُحاسَبہ: شمار، جانچ پڑتال، باز پُرس۔ حساب آمد و خرچ سے متعلق پوچھ گچھ۔

مُحاصَرَہ: چاروں طرف سے گھیر لینا۔

مَحاصِل: پیداوار کا محصول، خراج۔ آمدنی۔

مُحافہ: بڑی ڈولی کو "میانہ" اور "محافہ" کہتے ہیں۔ مُحافہ، ڈولی سے بڑا اور کسی قدر عمدہ اور آرام دہ ہوتا ہے۔

مُحالات: مَحال کی جمع۔ مَحال: جاگیر۔ پرگنہ، ضلع۔ غیر منقولہ جائداد۔

مُحالات: مُحال کی جمع۔ مُحال: ناممکن، دشوار۔

مُحاورہ: بول چال کے معنی میں بھی آتا ہے اور بول چال کا مطلب ہے: "ایک خاص قسم کی ترتیبِ الفاظ جو اہلِ زبان کی زبان پر ہو اور جس کے خلاف بولنا فصاحت کے خلاف ہو" (نور)۔

میں نے بھی اُسی محاورے سے لکھنا شروع کیا جیسے کوئی باتیں کرتا ہے۔
[باغ، ٦]

مُحِب: دوست۔

مَحْبَس: قید خانہ: بندی خانہ، زنداں، پنڈت شالا، محبوس خانہ۔

مَحْبُوس: قیدی۔

مَحبوس خانہ: قید خانہ۔ اتفاقاً جس دن وزیر کو محبوس خانے میں بھیجا [باغ، ۱۱۹]۔

مُحْتَسِب: جو باتیں شریعت کے خلاف ہوں، اُن کی ممانعت کرنے والا حاکم شرع۔

مُحتَسِب رادرونِ خانہ چہ کار: گھر کے اندر محتسب کا کیا کام۔ کسی کو کسی کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا حق حاصل نہیں۔

مُحْتَشِم: جاہ و جلال والا، بہت سے نوکروں چاکروں والا۔ امیر، دولت مند۔

مَحجُوب: شرمندہ۔ چھپا ہوا۔

مُحَرَّف: ٹیڑھا، ترچھا۔

مُحَرَّف صورت: جن الفاظ کے آخر کا الف یا ہائے مختفی ے سے بدل جائے، جیسے: لڑکا، لڑکے۔ مرثیہ، مرثیے۔ پردے میں، وعدے پر۔

مَحْرَم: سینہ بند، انگیا۔

محرم کے کسے گئے اُدھر بند
ہمت کا بندھا اِدھر کمر بند
(گلزار، ۱۰۱۰)

کسی کی محرمِ آبِ رَوان کی یاد آئی
حَباب کے جو برابر کبھی حَباب آیا
[آتش]

مَحْرَم: واقف۔ رازدار۔ شریعت کی اصطلاح میں وہ رشتے دار جن سے نکاح کرنا جائز نہ ہو۔

مَحرمِ اَسرار: بھید جاننے والا، راز سے واقف، محرمِ راز۔

مَحرمِ کُنہ: اصل حقیقت کو جاننے والا۔

محرم نہ ہوگا: واقف نہ ہوگا، نہیں جان پائے گا۔

جنگل میں لے جا کر...... گاڑ داب کر چلا آؤں۔ ہرگز کوئی محرم نہ ہوگا کہ کیا ہوا۔
[باغ، ۲۲۳]

مَحرَم ہونا: واقف ہونا۔

مقامِ افسوس ہے یہ ہمدم، سفر سے اپنے ہوئے نہ محرم
کہاں سے آئے، کہاں چلے ہم، کھلا نہ احوال کچھ کہیں کا
[رند: نور]

گل چیں تو نہیں فقط چمن کا
محرم ہے سارے تن بدن کا
[گلزار، ۱۷۷]

مَحزُوں: غم گین۔

مُحسَنات: نیکیاں، خوبیاں۔

مَحسُود: جس پر حسد کیا جائے۔

مَحشُور: قیامت کے میدان میں اٹھایا گیا۔

مُحصِّل: محصول وصول کرنے والے۔ تحصیل کے سپاہی۔

مُحصلوں کو ایک مٹھی اشرفیاں دیں اور کہا کہ ایک ساعت توقف کرو۔
[باغ، ۱۵۳]

مَحضَر: وہ کاغذ جس پر قاضی کی مہر لگی ہوئی ہو۔ وہ کاغذ جس پر کسی دعوے کو ثابت کرنے کے لیے لوگ اپنی مُہریں لگائیں۔

انگشتری پری دکھاکر
کھلوائی سُرین کی مُہر محضر
(گلزار، ۵۵۸)

[مُہر محضر: محضر پر لگی ہوئی مُہر]۔

سُرین (چوتڑ) کو اُس کاغذ سے تعبیر کیا ہے جس پر ثبوت کے لیے مُہر لگی ہوئی ہے۔

ہوا یہ تھا کہ بھائیوں کو بیسوا کی قید سے آزاد کرتے وقت تاج الملوک نے اُن چاروں بھائیوں کے سُرین پر غلامی کی مُہر لگوادی تھی]۔

محظوظ ہونا: خوش ہونا، لطف اُٹھانا۔

مَحَك / مِحَك: کسوٹی، وہ سیاہ پتھر جس پر سونے، چاندی کا کس دیکھ کر کھوٹا، کھرا معلوم کیا جاتا ہے۔

مُحکَم: مضبوط، پایدار، مستقل۔

مَحَل: موقع، جگہ۔

سلطاں کا جو عہد بے خلل تھا
گھر والوں کو خوف کا محل تھا
[گلزار]

(۲) امرا، نوابوں، راجاؤں، بادشاہوں کے عالی شان مکانات: قصر۔

مَحلّات / مَحلات: محل (بہ معنیِ قصر) کی جمع۔

مَحلی: خواجہ سرا۔ [دیکھیے: خواجہ سرا]۔

محلی باہر گیا، ایک صراحی اُسی شربت کی...... لڑکے کے ہاتھ لواکر آیا...... اِس خدمت کے انعام میں ایک بھاری خلعت خوجے کو عنایت کی۔ [باغ، ۴۹]

اُسی محلی کو بُلا کر کہا [باغ، ۵۱]۔

مَخمِل: کجاوے کی ایک مختصر اور آرام دہ صورت، جو سواری کے بیٹھنے کے لیے کاٹھی کی طرح اونٹ کی کمر پر کس دیا جاتا ہے، جس کے اوپر دھوپ سے حفاظت کے لیے چھتری بھی ہوتی ہے۔ کجاوے کی نسبت زیادہ شان دار اور آرام دہ ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے: ہودج۔

محمودی: سوتی یا ریشم اور سوت کا مِلواں بُنا ہوا ایک رنگ سادہ کپڑا "بافتا" کہلاتا تھا اور عمدہ قسم کے باریک بُنے ہوئے کپڑے کو محمودی کہا جاتا تھا۔

انجامِ شاہ و گدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہیں۔ کسی نے اُدھر سا، یا محمودی کا دیا، یا تحریر کربلا [فسانہ، ۲۲۸]۔

مِحَن: بلائیں، تکلیفیں ["محنت" کی جمع]۔
(۲) غم۔

کون سا پڑ گیا ہے رنج و محن
جان کیوں دیں گے آپ کے دشمن
[مثنویات، ۱۶۴۶]

ہم غریبُ الوطن، گرفتار رنج، مبتلائے محن...... ہیں [فسانہ، ۲۰۶]۔

محنت: تکلیف، مصیبت، پریشانی، سختی۔

پاپیادہ، خالی ہاتھ، گرتا پڑتا، ہزار محنت سے وہ کئی منزلیں کاٹ کر...... اُس کے مکان پر پہنچا [باغ، ۲۳]۔

محنت اُٹھانا: تکلیف برداشت کرنا، مصیبت جھیلنا۔

اے شہ زادے! تو نے واقعی عشق کی بڑی محنت اُٹھائی [باغ، ۱۱۳]۔

مَحو: (۱) زائل، مٹا ہوا۔
(۲) کسی خیال میں ڈوبا ہوا، کھویا ہوا۔

مَحو تھا: کھویا ہوا تھا۔ اس طرح دیکھ رہا تھا یا سن رہا تھا کہ اور ہر چیز کو بھول گیا تھا۔

کس قدر محوِ روے قاتل تھا
بات کرنا زباں سے مشکل تھا
[مثنویات، ۲۸۸]

مَحو ہو جائیں: مٹ جائیں، ختم ہو جائیں۔ [دلوں سے محو ہو جائیں: لوگ بھول جائیں]۔

محو ہو چکی تھی: مٹ چکی تھی، لوگ بھول چکے تھے۔

اور نیچہ تو خدا کی پناہ! اُس کے تیار ہونے کی تاریخ لوگوں کے دلوں سے مدّت کی محو ہو چکی تھی [کہانی، ۳۴]۔

مُحیط: احاطہ کرنے والا، گھیرنے والا۔ گھیرا، احاطہ۔
(۲) پھیلاو۔

پیٹ کے مُحیط نے سانس کے لیے گنجایش بڑھا دی تھی، اِس لیے نہایت

اونچی آواز میں بغیر سانس کھینچے بہت کچھ کہہ جاتے تھے [کہانی، ۳۱]۔

(۳) دریا، سمندر

مُخبرِ صادق: مراد ہے رسول اللہؐ سے۔

مختار کار: (اضافت کے بغیر): مہتمم، انتظامی معاملات کا ذمّے دار، مدار المہام۔

ایک بوڑھی سی عورت، صاحبِ لیاقت سنہری کرسی پر بیٹھی ہے۔ میں اُسے مختار کار جان کر...... دست بہ سر ہوا۔ [باغ، ۸۲]

مُختَرِع: ایجاد کرنے والا، نئی بات یا نئی چیز نکالنے والا؛ موجد۔

مُختَرَعات: (نئی) ایجاد کی گئی چیزیں۔

مُختَل: بگڑا ہوا، درہم برہم۔ (عموماً حواس کے ساتھ آتا ہے)۔

مختل حواس: بدحواس، بے اوسان۔ وہ شخص جس کے حواس میں فتور آگیا ہو، حواس باختہ۔

مختلف فیہ: جس بات میں اختلاف ہو، جیسے: بلبل کی تذکیر و تانیث مختلف فیہ ہے [یعنی مذکر بھی کہا گیا ہے اور مونث بھی]۔

مُخَدَّرات: مُخَدَّرہ کی جمع؛ پردہ نشیں عورتیں۔

مِخلَب: شکاری پرندوں کا اور شیر کا پنجہ۔

باز آہنی چنگال، شاہینِ فولاد مخلب، عقاب فلک سیر [فسانہ، ۱۸۱]۔

مُخلِصی: نجات، رہائی۔

اِس ظالم کے ہاتھ سے، سوائے اِس تدبیر کے، اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہیں آتی [باغ، ۲۲۳]۔

مخملِ فرنگ: فرنگستان (انگلستان) کی بنی ہوئی مخمل۔ [کاشان (ایران) اور ولایت (انگلستان) کی بنی ہوئی مخمل مشہور تھی]۔

مَدّاح: تعریف کرنے والا۔

مِداد: دوات کی سیاہی، روشنائی۔

مَدارُالمَہام: لفظی معنی: جس پر بڑے کاموں کا دار و مدار ہو۔ وہ سب سے بڑا سردار جو سلطنت کے کاموں میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو؛ مختار کار، مختارِ کُل۔

وزیرِ باتدبیر کو بلا کر مختار اور وکیلِ مطلق اپنا کیا اور سلطنت کا مدارُالمہام بنایا (باغ، ۶۷)۔

[اصلاً "مَہام" ہے (جو "مہم" کی جمع ہے)۔ زبانوں پر "مدارُالمہام" ہے، باغ و بہار میں بھی اِسی طرح ہے۔ اِس مرکب میں "مہام" کو دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے: مدارُالمہام۔ مدارالمہام]۔

مَداریا: ایک طرح کا چھوٹا حقّہ۔ چندے میں گٹّے کے پاس دو سیدھے نرکل جوڑ

دیے جاتے تھے؛ جس پر چلم رکھی جاتی تھی، وہ بالکل سیدھا ہوتا تھا اور دوسرا ترچھا لگایا جاتا تھا۔ پیندا عموماً مٹی کا ہوتا تھا۔ خاص لکھنؤ کی ایجاد۔ اُس زمانے میں ایک پیسے، دو پیسے کو مل جاتا تھا۔

مدار یے بھی وہ ایجاد ہوئے، کسگرایسے اُستاد ہوئے کہ جب تڑاقا اُن کا سُنا، پیچوان کا دم بند ہوا...... پیسے کا مداریا کہیں دنیا میں مدِ نظر نہ ہو، دو روپے کو میسّر نہ ہو [فسانہ، ۸]۔

مُدام: ہمیشہ۔ شراب۔

مُداوا: علاج۔ تدبیر۔

مِدحت: تعریف۔

ع: حمدِ حق و مِدحتِ پیمبر [گلزار، ۲]

مَدِ سُرمہ: وہ خط جو سرمے سے آنکھوں میں بناتے ہیں۔

مَدَّظِلُّهُ الْعَالی: خدا اُس کا سایہ دراز کرے، یعنی وہ بہت دن تک زندہ رہے، اُس کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رہے۔ کلمۂ تعظیم ہے جسے زندہ بزرگوں کے لیے لکھتے ہیں۔

مُدّعی: دشمن، رقیب، مخالف۔

جو مُدّعیوں کا مُدّعا تھا
موقع وہ ملا، تو کیا بُرا تھا
[گلزار، ۱۲۹۲]

ایک دن پھولوں سے ہنس کر ہم بلا میں پڑ گئے
کیا خبر تھی مدّعی سارا چمن ہو جائے گا
[جلیل: نور]

ہم ترے گھر بسر یہ رات کریں
مدّعی میرے ایسی بات کریں
[مثنویات، ۳۸۶]

[ایسا کام میرے دشمن کریں؛ یعنی میں نہیں کروں گی]۔

(۲) دعوا کرنے والا۔

مُدّعی ہونا: دشمن ہونا، مخالفت کرنا۔

حاتم سے شخص سے...... دشمنی رکھنی اور اُس کا مدّعی ہونا مردِ آدمیت اور جواں مردی سے بعید ہے (باغ، ۴۳)۔

مَدِ فاضل: فضول، بے کار چیز۔

چھانٹ دو تیغِ نگہ سے عاشقانِ زلف کو
کیوں بڑھے یہ مدِ فاضل، ایسی کیا گوں، کیا غرض
[راسخ: نور]

مدد مَعاش (اضافت کے بغیر): وہ جاگیر جو عُلما و فُضلا اور فُقرا کے لیے وقف کر دی جائے۔

مَشائخ اور اکابر کو مدد معاش اور آلتمغا عنایت ہوا (باغ، ۲۴۱)۔

مُدرِکہ: وہ قوت جس سے انسان چیزوں کی حقیقت دریافت کر سکے۔

مَدقوق: وہ شخص جس کو دق کی بیماری ہو گئی

ہو۔

مُدَمِّغ: مغرور، گھمنڈی۔

مَدِ نظر: وہ چیز جو نگاہوں کے سامنے ہو۔ اِس بات کو دیکھتے ہوئے۔[سہولت کے مدِ نظر: سہولت کی خاطر، سہولت کو دیکھتے ہوئے]۔

مَدید: طویل، دراز۔[مدّت مدید: طویل مدّت، ایک زمانے کے بعد]۔

مَذاق: دل چسپی، سلیقہ، رغبت۔

دل میں لوگوں کے جو بھرا تھا مذاق
رہتے تھے ایسی بزم کے مشتاق
[مثنویات، ۴۵]

مذکور کیا: ذکر کیا، بیان کیا۔

مذکور نکلنا: بات چلنا، بات نکلنا۔

مُذنِب: گناہ گار۔

مُذَہَّب: سونے کا ملمع کی ہوئی چیز، جس پر سونے کا پانی، یا سونا چڑھا ہوا ہو۔

مِرآت(مِرآۃ): آئینہ۔

مِرآۃ العَروس: دُلھنوں کا آئینہ؛ مولوی نذیر احمد صاحب کی مشہور کتاب کا نام [مِرآۃ: آئینہ۔ عَروس: دُلھن]۔

مُرادِف: دیکھیے: مُترادف۔

مُراسلہ: خط۔

مُرافعہ: حاکم کے سامنے اپنا دعوا پیش کرنا۔

اپیل۔

مُراقبہ: گردن جھکا کر حضورِ دل سے خدا کا دھیان کرنا۔

مُراقبے کا حلقہ: مُریدوں کو دائرے کی صورت میں بٹھا کر، مراقبے کے ذریعے توجہ دینا۔

ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا، توجہ پڑ رہی[فسانہ، ۲۷۴]۔

مُرَبَّع: وہ سطح جس کے چاروں ضلعے برابر اور چاروں زاویے قائم ہوں۔ ہر چوکور چیز، جس کی لمبائی چوڑائی برابر ہو۔

(۲) سولہ خانوں کا تعویذ۔

مُرَبَّع بیٹھنا: چار زانو بیٹھنا۔ پالتی مار کے بیٹھنا۔

مُرتاض: ریاضت کرنے والا۔ جس نے دنیا کو ترک کر کے عبادت میں بہت سختیاں برداشت کی ہوں۔ ہر طرح کی خواہشات کو مارا ہو۔

مرتا کیا نہ کرتا: جس کی جان پر آبنی ہے، وہ سب کچھ کر گزرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مجبوری میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

مُرتَفِع: بلند ہونے والا۔

مُرتَفَع: بلند، اونچا۔ دور کیا گیا[جیسے: یہ قضیہ اب مرتفع ہو گیا، یعنی ختم ہو گیا،

دور ہو گیا]۔

مَرجان: مونگا۔ ایک قسم کا سوراخ دار دریائی درخت جسے سمندری کیڑے بناتے ہیں۔ جب اُسے پانی سے باہر لاتے ہیں، تو پتھر ہو جاتا ہے۔

مَرجع: ٹھکانا۔ پناہ کی جگہ۔

وہ لفظ جس کی جگہ ضمیر لائی جائے۔

مَرجعِ خلائق / مرجعِ عام: وہ شخص (یا جگہ) جس کی طرف سب رجوع کریں، جہاں (عقیدت کی وجہ سے) بہت سے لوگ جائیں۔

مُرجھا گیا: غش آ گیا۔

اُس نازنیں کا حُسن و جمال دیکھ کر مُرجھا گیا اور مُردے کی طرح بے جان ہو کر گر پڑا [باغ، ۱۹۷]۔

مُرچنگ: سہ شاخہ برچھے کی شکل کا تار والا چھوٹا سا ایک سُرا باجا۔ اِس کی آواز بہت سُریلی ہوتی ہے۔

(فرہنگِ اصطلاحات)

مرد آدمی: مہذّب، شریف، بھلا مانس، جواں مرد۔

مرد آدمیّت: بہادری۔ انسانیت۔

دشمنی رکھنی اور اُس کا مدّعی ہونا، مرد آدمیت اور جواں مردی سے بعید ہے۔ [باغ، ۷۳]۔

مردانِ کار: کام کے لوگ۔ بڑے کام کرنے والے۔ جو لوگ بڑے بڑے کام انجام دیتے ہیں۔

سخن کی کریں قدر مردانِ کار
سخن نام اُن کا رکھے برقرار

[بیان، ۱۰۶]

مَردَک: حقیر آدمی، ٹھِنگنا، بونا۔ کلمہ حقارت جو گالی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

مَردُم: لوگ، انسان۔ (۲) آنکھ کی پتلی۔

انسان کی عقل اگر نہ ہو گُم
ہے چشم پری میں جائے مردم

[گلزار، ۱۳۲]

[اِس شعر میں لفظِ "مردم" میں اِس کے دونوں معنوں (انسان۔ آنکھ کی پتلی) کی رعایت شامل ہے]۔

مَردُمِ دیدہ: آنکھ کی پتلی۔

مَردُمِ دیدۂ طِلسمات: طلسمات کی آنکھ کی پتلی، مراد ہے کالا بھجنگ آدمی۔

تھا مردمِ دیدۂ طلسمات
خالِ رخ و رنگِ رُو مساوات

[گلزار، ۸۰۹]

آنکھ کی پُتلی کالی ہوتی ہے، تِل (خالِ رُخ) بھی کالا ہوتا ہے۔ اِس نسبت سے کہا ہے کہ جادو کے اثر سے اُس کا

رنگ کالا ہو گیا تھا، وہ گویا طلسمات کی آنکھ کی پتلی بن گیا تھا اور اُس کے چہرے کا رنگ خالِ رخ کی طرح کالا ہو گیا تھا۔

مَرْدُمِ دیدۂ قِیامت: قیامت کی آنکھ کی پتلی، یعنی مصیبت سے بھری ہوئی کالی رات۔

اک شب، کہ تھی خالِ روے شامت
یا مردمِ دیدۂ قیامت
[گلزار، ۶۸۸]

مَرْدُمَک / مَرْدُمَکِ چشم: آنکھ کی پتلی۔

مَرْدُمی: انسانیت، بہادری، شجاعت، مروّت۔

مِرْدَنگ: پکھاوج کی قسم کی، مگر اُس سے زیادہ لمبی اور پتلی پُرانی وضع کی ڈھولک، جو طبلے کی طرح بجائی جاتی ہے۔

مِرْدَھا / مِرْدَہا: مُکھیا، چودھری، چوب دار۔ [فارسی میں: میر دِہ]۔

مَرْزْبوم: آباد اور قابلِ زراعت زمین۔ وہ جگہ جہاں کوئی شخص پیدا ہوا ہو، جاے پیدایش۔

مُرْسَل: بھیجا گیا۔ [نبیِ مُرسَل: وہ نبی جو صاحبِ کتاب ہو]۔

مُرْسَلین: مُرسَل کی جمع۔

مُرْسَلاں: مُرسَل کی جمع، پیغمبر۔

کروں اُس کے رُتبے کا کیا میں بیاں
کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مُرسَلاں
[بیان، ۴۷]

مُرْسوم تھے: مقرّر تھے، جو طریقے رائج تھے۔

مرسوم تھے جس طرح کے انداز
شادی کا خوشی خوشی کیا ساز
[گلزار، ۱۵۱۴]

مُرْشِد: پیر، گرو، اُستاد۔

ظلم جب سہہ چکے حسینوں کے
ہوئے مرشد تماش بینوں کے
(مثنویات، ۵۹)

مُرْشِدَ اللہ: دیکھیے: یا مرشد اللہ۔

مُرْشِدوں کے ڈِھیر: مسلمان فقرا اور اولیا کی قبریں۔

کہیں مُرشدوں کے ڈھیر، گرو کی چھتری، بزرگوں کے مزار [فسانہ، ۲۷۳]۔

مُرْشِدی: پیری، اُستادی۔

مرشدی تیری کب میں مانتی ہوں
جیسا تو ہے، میں خوب جانتی ہوں
[مثنویات، ۳۶۰]

[یعنی میں تیری چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آسکتی۔ ایسے مواقع پر اِس لفظ کا استعمال طنزیہ ہوتا ہے]۔

مُرَصَّع: جڑاؤ۔ نگینے یا جواہرات جڑا ہوا۔

مرصّع ساز: زیور میں نگینے یا جواہر جڑنے والا: مرصّع کار۔

مُرصّع نِگار: ایسے نقش، پھول، پتیاں وغیرہ، جن میں نگینے یا جواہرات جڑے ہوں۔

سرِ نہر بنگلا مرصّع نگار
سراپا بہ رنگِ گہر آب دار

[بیان، ۶۹۹]

(۲) بہت بڑا، باکمال خوش نویس (حرفوں کے موتی پرونے والا)۔

کاتب ترا نہیں ہے، مرصّع نگار ہے
حرفوں کو کیا کہوں، جو جواہر جڑے نہیں

[رشک: نور]

مُرصّع کا تخت: جڑاؤ تخت، جس میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں۔

دیکھا تو ایک مرصّع کا تخت پری زادوں کے کاندھے پر معلّق کھڑا ہے۔

[باغ، ۱۰۳]

مُرصّع کار: زیوروں میں نگینے یا جواہرات جڑنے والا: مرصّع ساز۔

مرغِ بسمل: وہ جانور جسے ذبح کیا جا رہا ہو۔ زخمی۔ جسے کچھ ذبح کر کے چھوڑ دیا ہو۔

مرغِ بسمل کی میری صورت تھی
یاں گرا واں گرا، یہ حالت تھی

[مثنویات، ۱۷۸۱]

مُرغِ زرّیں: تیتر اور مور سے ملتا ہوا مُرغی کے برابر ایک پرندہ، جس کے پَر سونے کی طرح چمکتے ہیں اور اُس کا رنگ سبز ہوتا ہے اور سر پر کلغی ہوتی ہے۔

مُرغِ زرّینِ فلک: مراد ہے: سورج۔

مُرغِ قبلہ نُما: دھات (وغیرہ) کا بنا ہوا وہ پرندہ جسے قبلہ نما (پچھّم کی سمت بتانے والے آلے) کے اندر، قبلے کی سمت ظاہر کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ اِس کو "طائرِ قبلہ نما" بھی کہا جاتا ہے۔ اِس کا رُخ قبلے (پچھّم) کی طرف ہوتا ہے اور جب ٹھہرتا ہے، تو اُدھر ہی کو منہ رہتا ہے۔

ناوک ترے نے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپھے ہے مرغ قبلہ نما اپنے خانے میں

[سودا، ۳۶۶]

مَرغول: پیچ دار، بل کھایا ہوا۔ محراب کی ترشی ہوئی پیشانی یا رو کار۔ مرغول کئی طرح کا ہوتا ہے۔ دہلی کی جامع مسجد میں اور تاج محل میں اِن کے نادر نمونے ملتے ہیں۔

بجائے گُل چمنوں میں کمر کمر ہے گھاس
کہیں ستون پڑا ہے، کہیں ڈھے مرغول

[سودا، ۲۷۰]

مَرغزار: سبزہ زار، چراگاہ۔ چمن۔

مَرغولہ: بل دار، گھنگرالا، پیچ در پیچ۔

کنگرے دار محراب۔ دیکھیے: مرغول۔

مَرفوعُ القلم: وہ شخص جس کا جُرم قابلِ گرفت یا قابلِ تحریر نہ ہو۔

معذور، دیوانے آدمی جیسی حرکتیں کرنے والا۔

مُرَفَّہ: خوش حال۔

مُرَفَّہُ الحال: دولت مند، خوش حال۔

مَرقَد: قبر۔

مُرقَّع: تصویروں کی کتاب، البم۔

مُرقَّع اُتروانا: تصویر کھنچوانا۔

مُرَکَّب: دوات کی سیاہی، روشنائی۔

(۲) ایک سے زیادہ اجزا سے مل کر بنا ہوا۔ دو یا زیادہ لفظوں سے مل کر بنا ہوا کلمہ۔

مَرکَب: سواری کی چیز، اکثر گھوڑے کے لیے آتا ہے۔

مُرکی: کان کا نیچے کی طرف لٹکا ہوا کنارہ، جس میں سوراخ کر کے بُندا پہننے کا رواج ہے: لَو۔

بعض بُندے سہیلی دار ہوتے ہیں اور بعض سادہ۔ سہیلی دار بُندے وہ کہلاتے ہیں جن میں آویزے کے اوپر دو پتیاں دونوں طرف ہوں، اِن پتیوں کو سہیلی کہتے ہیں۔ دونوں سہیلیوں کے جوڑ پر پھول کی وضع کی بنی ہوئی شکل کو مُرکی کہتے ہیں۔

صبح کا تارا خجل ہے دیکھ بُندے کی لٹک
دیکھ سورج یہ جڑاؤ مُرکیاں تھرّائے ہے

[جرات: فرہنگِ اصطلاحات، چہارم، ص۱۹]۔ (دیکھیے: آویزہ)۔

مِرگ چھالا: ہرن کی بالوں سمیت کھال؛ اکثر جوگی، یا عبادت کرنے والے پوجا کے وقت اُس سے آسن کا کام لیتے ہیں۔

(مسلمان بھی اِس کی جانماز بناتے ہیں، مگر اُسے "مرگ چھالا" نہیں کہتے)۔

مرنے جوگا: مٹ جانے، مر جانے کے لائق۔

عورتیں جب آزردہ ہوتی ہیں، اُس وقت کوسنے کے طور پر یہ کلمہ زبان پر لاتی ہیں۔

کس پہ افیون اُس نے کھائی ہے؟
مرنے جوگے کی شامت آئی ہے

[مثنویات، ۷۴۸]

مروارید: موتی۔

مِرّیخ: ایک ستارے کا نام جس کو "جلادِ فلک" بھی کہتے ہیں۔

مِرّیخ بنی: بہت غصّے میں آئی، غصّے میں لال بھبھوکا ہو گئی۔

آنکھ اُس کی یہ سُن کے خوں میں ڈوبی
مرّیخ بنی وہ ماہِ خوبی
[گلزار، ۱۳۵۹]

مُڑچِراپَن: ضد، ہٹیلاپن، سینہ زوری۔

جان دیتے ہیں، زہر کھاتے ہیں
مُڑچِراپن مجھے دکھاتے ہیں
[مثنویات، ۷۴۶]

[نور: منڈچرا، منڈچڑھا، منڈچڑا، مُڑچرا]۔

مُزاحم نہ ہو: اِن سے کچھ نہ کہو، اُن کے معاملات میں دخل نہ دو۔

مُزاحم محصول کا نہ ہو: محصول نہ لیا جائے۔

اور سند راہ داری کی لکھ دی کہ اُس سے ہماری تمام قلمرو میں کوئی مزاحم محصول کا نہ ہو [باغ، ۱۱۶]۔

مزاخ: مذاق (مذاق کی عوامی شکل)۔

مَزاخیں: مزاخ کی جمع۔

اُس لڑکے سے ٹھٹھا، مزاخ کر کر دل بہلاتی تھی (باغ، ۴۹)۔ مبارک کو پہچان کر ہر ایک آشنائی کی راہ سے گلے ملتا اور مزاخیں کرتا (باغ، ۲۲۴)۔

دیکھو پکوان والی کی مزاخیں
محصم کے روبہ رو دیتی ہے شاخیں
(کمترین: تذکرۂ میر حسن]

مُزد: مزدوری، اُجرت۔

مَزرَع: کھیتی۔ کھیت۔

مُزوِّر: مکّار۔

یہ تو سادے غریب کیا جانیں
اُس مُزوِّر کو کیونکے پہچانیں
[سودا، ۲۸۱]

مَزید کرو: بڑھاؤ، یعنی دستر خوان بڑھاؤ۔

میں نے کہا...... جو کچھ میرے پیٹ میں سمایا، سو میں نے کھایا...... لو اب مزید کرو (باغ، ۷۸)۔

["دستر خوان اٹھاؤ" جیسے فقروں میں تہذیبی اعتبار سے بُرائی کا ذرا سا پہلو نکلتا ہے، اِس لیے بڑھاؤ، یا مزید کرو جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں]۔

مِژگاں: پلکیں (مژہ کی جمع)۔

مِژگاں دراز: لمبی پلکوں والا۔ کنایہ ہے سورج سے، اُس کی شعاعوں کی نسبت سے۔

ہُوا چشم وا جب وہ مژگاں دراز
سفید و سیہ میں ہوا اِمتیاز
[بیان، ۱۹۱۹]

مِژگانی: حفاظت، دیکھ بھال۔ [اِس نسبت سے کہ مژگاں (پلکیں) آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں]۔

جنوں کے ہاتھ سے سر تا قدم کا ہیدہ اِتنا ہوں
کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہیں مژگانی
[سودا، ۴۸]

مِژہ: پلک۔ (مژگاں جمع ہے)۔

مِس: تانبا۔

مَس کرنا: کسی چیز کو چھونا، ہاتھ لگانا۔

لگے کہنے کہ میرے دامن کو
نہیں اب تک کیا کسی نے مَس
[انشا۔ کلامِ انشا]

مَس ہونا: رغبت ہونا، رجحان ہونا، تعلق ہونا۔

آدمیت سے نہیں آپ کو مَس، دیکھ لیا
پیار کرکے تمھیں دس بیس برس دیکھ لیا
[سحر: نور]

مَسا: شام۔ [صُبح و مَسا: صبح شام]۔

مسالا: مختلف چیزوں کی تیاری میں کام آنے والی چیزیں، جیسے: ہانڈی کے لیے نمک، مرچ وغیرہ؛ عمارت کے لیے چونا، گارا وغیرہ؛ وہ کتابیں، یادداشتیں۔ جن سے کسی کتاب، تحریر کی تکمیل میں مدد مل سکے (وغیرہ)۔ [مزید دیکھیے: مصالح]۔

مُساوات: برابر، حالت کا یکساں ہونا۔

مُسَبِّب: سبب پیدا کرنے والا، مراد ہے: خُدا، جسے "مُسَبِّبُ الاَسباب" کہا جاتا ہے۔

ع: مُسَبِّب کے اَسباب دیکھو ذرا
(بیان، ۱۵۴۲)

مُسَبِّبُ الاَسباب: سبب پیدا کرنے والا۔ [کاموں کے بننے کے سبب پیدا کرنے والا؛ مراد ہوتی ہے خدا سے]۔

مُستاصَل: تباہ، برباد، جڑ سے اُکھڑا ہوا۔

اُٹھ گیا بہمن و دَے کا چمنستاں سے عمل
تیغِ اُردی نے کیا ملکِ خزاں مستاصَل
[سودا، ۷۶]

مُستَبعَد: دور، قیاس سے باہر، دُشوار۔

یہ بات اُس کی ذاتِ ستودہ صفات سے
بہت مستبعد معلوم ہوتی ہے۔
[توبۃ النصوح: نور]

مُستَجاب: قبول۔

مُستَجابُ الدَّعوات: جس کی دُعائیں قبول ہو جاتی ہوں۔

مُستَجمَع جمیع صفات: جس میں ساری خوبیاں اکٹھا ہو گئی ہوں۔

ہے وہ مُستجمِع جمیع صفات
لائقِ سجدہ ہے اُسی کی ذات
[مثنویات، ۱۲۴۸]

مُستَحسَن: پسندیدہ، اچھا، خوب، بہتر۔

مُستَحضَر: یاد رکھا ہوا، وہ بات جو

یاد ہو۔

مُسْتَدعی: خواہش مند، درخواست کرنے والا، استدعا کرنے والا۔

مُسْتَزاد: بڑھایا گیا، زیادہ کیا گیا۔ [جیسے: مصیبت تو تھی ہی، اُس پر مستزاد یہ کہ طعنے بھی سننا پڑے]۔

سرگیں آنکھ کی تعریف میں مصرع لکھ کر
مستزاد اور بڑھا دیتے ہیں دُنبالے کا
[اسیر: نور]

(۲) وہ شعر یا وہ اشعار جن کے ہر مصرعے کے بعد ایک ٹکڑا بڑھا دیا جائے۔ جیسے:

میں ہوں عاشق، مجھے غم کھانے سے انکار نہیں
کہ ہے غم میری غذا
تو ہے معشوق، تجھے غم سے سروکار نہیں
کھائے غم تیری بلا

مستزاد کی متعدد صورتیں ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (۱) اصنافِ سخن اور شعری ہیئتیں (شمیم احمد)۔ (۲) بحرالفصاحت (نجم الغنی خاں)۔

مُسْتَسْقی: جس کو استسقا کی بیماری ہو۔

[اِستِسقا: جلندھر کی بیماری، جس میں پیاس بہت ہوتی ہے، پیٹ بڑھتا جاتا ہے اور تمام بدن ڈھیلا اور سُست ہو کر پھول جاتا ہے]۔

مُسْتَعار: مانگا ہوا، اُدھار لیا ہوا۔

مُسْتَعجِل: جلدی کرنے والا۔

[دولتِ مستعجِل: جلد چلی جانے والی دولت۔ شعلۂ مستعجِل: جلد بجھ جانے والا شعلہ]۔

مُستَغنی: بے پروا، بے نیاز، آسودہ حال۔

مُستَغنیُ الاَحوال: جنھیں معاش (وغیرہ) کی کوئی پریشانی، فکر نہ ہو۔ آسودہ حال۔

شاعر جو سُنے جاتے ہیں مستغنیُ الاحوال
دیکھے جو کوئی فکر و تردّد کو تو ہاں ہے
[سودا، ۲۵۹]

مُسْتَغنیِ ذاتی: جو اپنے ذاتی کمالات کی وجہ سے دُنیا والوں سے بے نیاز ہو جائے۔

مستغنیِ ذاتی نہ مُہوّس کے ہوں تسخیر
معدن ہے جہاں سُونے کا، واں خاک ہے اکسیر
[سودا، ۱۲۲]

مُستَفاد: حاصل، فائدہ۔ جو چیز فائدے میں حاصل ہو۔

مُستَفید: فائدہ اُٹھانے والا۔ فائدہ چاہنے والا۔

مُستَفیض: فیض کا خواہاں، فیض اُٹھانے والا۔

مَستک: ہاتھی کا ماتھا۔

مُسْتَمَنْد: ضرورت مند۔ غم گین۔

مُستوجِب: لائق، سزاوار، قابل۔

مَستور: چُھپا ہوا۔

مُستَوفی: محاسبِ اعلا جو اپنے ماتحتوں کے کام، حساب کتاب کی جانچ کرے: اکاؤنٹنٹ جنرل۔

مُستَولی: غالب۔ قابض (قبضہ کر لینے والا)، زور آور۔

مُستہام: حیران، پریشان، سرگشتہ، عاجز۔

مُسَخَّر: تابع کیا گیا۔ فتح کیا گیا۔ مغلوب۔ مطیع۔

مَسطور: تحریر کیا گیا، لکھا گیا۔ [مادّہ: سطر۔ مسطور: سطر کیا گیا، یعنی لکھا گیا]۔

مُسکّا: وہ چھینکا جو چوپایوں (بھینس، بیل وغیرہ) کے مُنہ پر اس لیے باندھ دیتے ہیں کہ وہ کسی (کھانے والی) چیز پر مُنہ نہ ڈالیں۔ [اِسی نسبت سے ایسے شخص کی نسبت جو کسی بات کے سلسلے میں خاموش رہے، کہا جاتا ہے کہ اُنھوں نے تو منہ پر مُسکّا چڑھالیا ہے]۔

مُسکِت: چُپ کرا دینے والا۔ [جیسے: اُنھوں نے مُسکِت جواب دیا]۔

مِسک: مُشک۔

مَسکَن: مکان، جاے سکونت، رہنے کی جگہ۔

مُسکِّن: تسکین دینے والا، سکون بخشنے والا۔

مَسکَن و ماوا: مسکن: رہنے کی جگہ، گھر۔

ماوا: جاے پناہ، ٹھکانا۔ مسکن و ماوا: جہاں آدمی امن اور سکون کے ساتھ رہ سکے۔

مِسمار: تباہ، منہدم۔

ایک توجی سے تھا میں عاشقِ زار
اور اِن باتوں نے کیا مسمار
[مثنویات، ۱۰۰۱]

[یعنی میرے ضبط و تحمل کو تباہ کر دیا، ختم کر دیا، ضبط کی تاب نہ رہی]۔

مُسمُسے: دیکھنے میں سیدھے سادھے، مسکین صورت۔

مجھے مُقطّع اور مُسمُسے شاگردوں سے نفرت ہے [کہانی، ۳۰]۔

مَسموع ہونا: سُنا جانا، سننے میں آنا۔

ع: آمد ہوئی اَقربا کی مسموع
[گلزار، ۱۴۳۴]

مُسِن: عُمر رسیدہ، بوڑھا۔

مَسِیر: سیر کی جگہ۔ جانا، چلنا۔

وہ کُنہ کون سی ہے پردۂ عدم کے بیچ
کہ تیرا مدرکہ اُس کا ہوا نہ ہوئے مَسیر
[سودا، ص ۱۷۰]

[یعنی ایسی کوئی پنہاں حقیقت نہیں جہاں تیری قوتِ ادراک پہنچی نہ ہو، جس کا تجھے علم نہ ہو]۔

مَسیں: موچھوں کے روئیں جو شروع میں نکلتے ہیں۔ مسیں بھیگنے لگیں: موچھوں

کاڑواں نکلنے لگا، یعنی جوانی کا آغاز ہو گیا۔
بعد کئی برس کے وہ بالغ ہوا، مسیں بھیگنے لگیں، عجب تختی درست ہوئی۔
[باغ، ۵۱]

مَشاطہ: وہ عورت جو عورتوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی۔
(۲) وہ عورت جو نسبت تلاش کرے اور شادی کرائے۔

مَشاغِل: شغل، کام، مصروفیتیں۔

مَشام: دماغ۔

مَشائخ: بزرگ لوگ، صوفی پیر، خدا رسیدہ۔

مَشاہیر: نامور اور مشہور لوگ۔

مُشَبَّک: جس میں باریک باریک سوراخ ہوں۔

مُطلا، مُنقش، مُشبک تمام
یہ کیا ہو جو ہو دھوپ کا اُس میں نام
[بیان، ۶۸۲]

مُشت: مُٹھی [جیسے: ایک مُٹھی آٹا] مُکّا، گھونسا۔

مُشتِ اُستخواں: مٹھی بھر ہڈیاں، یعنی چند ہڈیاں۔

ہنس کو مُوتی چُگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھینچ ہے ہُما کا دے کے مُشتِ اُستخواں
[سودا، ۶۰]

[ہُما کے لیے یہ مشہور ہو گیا ہے کہ اُس کا سایہ جس کے سر پر پڑ جائے، وہ بادشاہ ہو جاتا ہے، اور یہ کہ وہ ہڈیاں کھاتا ہے]۔

مُشتِ پَر: لفظی معنی: مٹھی بھر پَر، تھوڑے سے پَر؛ مجازاً: ذرا سا۔

بچا، تو نکّے کا جانور ہوں
گر ذبح کیا، تو مُشت پر ہوں
[گلزار، ۴۵۵]

یعنی ذرا سا گوشت کا ٹکڑا ہوں۔

مُشتِ جَو: مٹھی بھر جَو، مراد ہے معمولی اور کم درجہ چیز سے۔

مُشتِ خاک: کنایتاً: انسان۔

مُشتَری: خریدار۔ ایک ستارے کا نام جو چھٹے آسمان پر ہے۔ نجومی اِس کو سَعدِ اکبر (بہت نیک) کہتے ہیں۔ اِس کو "قاضیِ فلک" بھی کہتے ہیں۔

مُشتَق: وہ لفظ، جو کسی دوسرے لفظ سے نکلا ہو، بنایا گیا ہو۔ [قواعد میں لفظ کی تین قسمیں کی گئی ہیں: مصدر، مشتق، جامد]۔

وہ ہے باعِث امنِ خُرد و کلاں
کہ ہے نام سے اُس کے مشتق اَماں
[بیان، ۱۳۳]

[نوّاب آصف الدّولہ کی عرفیت "مرزا اَمانی" تھی؛ اِس نسبت سے کہا ہے کہ

"اَمان" "اُن کے نام "اَمانی" ہی سے مشتق ہے (بنا ہے) اِسی لیے اُن کے زمانے میں سب کو امان (پناہ، حفاظت) ملتی ہے اور امن رہتا ہے]۔

مُشتِ گِل: کنایتاً: انسان [کہ وہ مٹی سے بنا ہے۔ گِل: مٹی]: مشتِ خاک۔

مُشت مال: (۱) مالش جو پہلوان اپنے جسم کو سخت بنانے کے لیے کرتے ہیں (کراتے ہیں)۔ (۲) اُس مالش کو بھی کہتے ہیں جو حماموں میں حمامی تمام بدن کا مَیل چھڑوانے کے لیے کرتے تھے۔

(۳) گھوڑے کی جسم کی مَلائی، جو تکان اُتارنے کے لیے ہاتھوں سے کھسّے لگا کر کی جائے۔

مُشتے اَز خروار: دیکھیے: مشتے نمونہ......

مُشتے بعد اَز جنگ: موقع نکل جانے کے بعد پچھتانا۔ [فارسی کی مثل ہے: مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید، بر کلّۂ خود باید زد]۔

مُشتے نمونہ اَز خروارے: ذرا سے نمونے ہی سے کُل چیز کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ ڈھیر میں سے مٹھی بھر نمونہ کافی ہے۔

اگر سب سامان بیان کروں، کہانی ناتمام رہ جائے؛ مگر وہی مشتے نمونہ از خروارے [فسانہ، ۱۳۹]۔

مُشَخَّص ہوا: تجویز ہوا، طے ہوا۔

جب مُول مشخّص ہوا مرضی کے مطابق
پھر پیسوں کا جاگیر کے عامل پہ نشاں ہے
[سودا، ۲۵۷]

مُشرِف: ناظر۔ محکمۂ خزانہ کا افسر جو حساب کتاب کا نگراں ہوتا ہے (پلیس)۔

تکیے مشرف کے گھر لگاؤں گا
اور پلیتھن ترا نکالوں گا
[سودا، ۲۸۲]

مُشَرَّف: عزّت دیا گیا، معزز۔

مُشَرَّف ہوا۔ عزّت حاصل کی۔

اپنی خوش نصیبی سے تمھاری خدمت میں مشرّف ہوا [باغ، ٦٧]۔

مُشَجَّر: پھول دار اطلس [دیکھیے: اطلس]۔

مَشعَل فَروز: مشعل جلانے والا۔

ع: تجلّیِ طور، اُس کی مشعل فروز
[بیان، ۴۸]

[طور پر جو روشنی پھیلی تھی، وہی اُس کی مشعل کو جلاتی ہے۔ طور پر خدا کی تجلّی ظاہر ہوئی تھی]۔

مُشقاب: بڑی قاب۔ وہ طباق نُما بڑی پلیٹ جس میں چاول رکھے جاتے ہیں۔

مُشکِ اَذفَر: تیز خوش بو والا مُشک۔

مُشک بو: جس میں مشک کی خوش بو ہو۔

خوش بودار، معطّر۔

مُشکِ خُتَن: خُتَن کے علاقے میں پائے جانے والے ہرن کے نافے سے نکلا ہوا مشک۔ مشک کے لیے کہا گیا ہے کہ تاتار اور خُتَن کے ہرنوں کے پیٹ میں اِس کا نافہ ہوتا ہے۔

مشکل کُشا: حضرت علیؓ کا لقب۔

مشکل کُشا کا کھڑا دَونا: حضرت علیؓ کی نیاز، جو مراد پوری ہونے پر فوراً دی جاتی ہے: کھڑی نیاز۔

ہمارا لشکر اِس بلا سے جو نکلے گا، تو مُشکل کُشا کا کھڑا دونا دوں گی [فسانہ، ۲۴۸]۔

مَشکیزہ: چھوٹی مَشک۔

مَشروع / مَشرو: ریشم اور سوت کا مِلواں بنا ہوا اطلس کی قسم کا بیل بوٹے دار کپڑا۔ گجرات کا بنا ہوا مشروع مشہور تھا۔

کمخواب کے مرزائی، انگرکھے، گجراتی مشروع کے کھٹنے [فسانہ، ۱۸۲]۔

[مولفِ آصفیہ نے "مشروع" کے تحت لکھا ہے: "جو شرعاً مرد کو بھی پہننا جائز ہے"۔ غالباً اِسی نسبت سے اِس کا نام "مشروع" رکھا گیا۔ مشروع: جائز، شرع کے موافق۔ "مشروع" عام استعمال میں "مشرو" بن گیا۔ صاحبِ نور نے لکھا ہے کہ عورتیں اِس کے پاجامے پہنتی ہیں]۔

مُشکیں: سیاہ۔ خوش بودار۔

ع: مُشکیں زلفوں سے مُشکیں کسواؤ
[گلزار، ۶۷۳]

(زلفوں میں سیاہی اور خوش بو، دونوں کی نسبت شامل ہے)۔

مُشکیں کَسنا: دونوں بازوؤں کو اُلٹا کر کے، یعنی پیچھے کی طرف موڑ کر، رسّی (یا کسی اور چیز) سے کمر پر باندھ دینا۔ مجازاً: گرفتار کرنا۔

[مُشکیں: دونوں بازو۔ دونوں شانے]۔

اُو خار! پڑا نہ تیرا چنگل
مُشکیں کس لیں نہ تو نے سُنبل
[گلزار، ۲۵۸]

مَشوَرت ٹھہرائی: آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا۔

تھے جو اَشراف، کچھ نہ بن آئی
مَشوَرت اِس طرح سے ٹھہرائی
[مثنویات، ۱۲۳۱]

مَشہَدی: دیکھیے: بلبل چشم۔

مَشِیَّت: خُدا کی مرضی، جو ہوتا ہے۔

پھر خدا جانے کیا مشیت ہے
اِتنی صُحبت بہت غنیمت ہے
[مثنویات، ۱۵۵۲]

مَشیخَت: بزرگی۔ شیخی، گھمنڈ، غرور۔

مَشیخَت پناہ: شیخی خورا۔ غرور و

تکبر سے بھرا ہوا۔

مَشیخَت مَآب: مشیخت پناہ۔

مُشیر: مشورہ دینے والا۔

مُشَمَّین: شان دار، رُعب دار۔

مِصباح: چراغ۔ [جمع: مصابیح]۔

مُصاحِبت: ساتھ رہنا، پاس اُٹھنا بیٹھنا، ہم نشینی، ساتھ رہنا۔

مَصاف: لڑائی، لڑائی کا میدان۔

رُوزِ مَصاف: لڑائی کا دن۔

چلے تیغ گر اُس کی روز مصاف
نظر آوے دشمن کا میدان صاف
[بیان، ۱۵۵]

مَصالح: مصلحت کی جمع، مصلحتیں۔ مسالا۔
[دہلی میں "مسالا" کے معنی میں "مصالح" مستعمل رہا ہے۔ وہاں کی پرانی کتابوں میں یہی املا ملتا ہے، البتہ لکھنؤ میں "مسالا" مستعمل رہا ہے۔ اب اُردو میں عام طور پر "مسالا" لکھا جاتا ہے]۔

مُصحَف: قرآن۔

مَصرَف: خرچ۔

مَصرف کو: خرچ کے لیے۔

مِصری کے کوزے: مصری (نبات) کا بنا ہوا، گول یا عمودی شکل کا ڈلا۔ پرانے زمانے میں ساچق کے سامان کے ساتھ مصری کے کوزے بھی ہوتے تھے۔

مَصلَحت: بھلائی۔

اب تک ہیں وہ خارجی کے جی میں
جلد آ کہ ہے مصلحت اِسی میں
[گلزار، ۵۹۷]

مَصلحت سَنج: بھلائی سوچنے والا۔ مناسب اور معقول بات سوچنے والا۔

کب چاہے گی عقلِ مصلحت سَنج
تم تو کرو شادی، ہم کریں رنج
[گلزار، ۱۳۳۲]

مُصَمَّم: مضبوط، پکا۔

مصنوع: بنایا گیا، مخلوق۔

جن کو شیطان نے وَرغلاتا ہے، وے
مصنوع کو صانع جانتے ہیں
[باغ، ۱۶۲]

مَصُئون: محفوظ۔

مصئوں وہ قضا سے اِس قدر ہے
اُس بستی کا نام امر نگر ہے
[گلزار، ۱۰۸۹]

مُضاعَف: دُگنا۔

مضائقہ نہیں: شرمندگی یا پشیمانی کی کوئی بات نہیں، کچھ ہرج نہیں۔

میں نے تیری تشفی کے لیے فرمایا: کچھ مضائقہ نہیں۔ جب اُس نے رَضا دی،

تب تو آیا[باغ، ٦٠]۔

مُضحِك: ہنسانے والا۔

مُضمَحِل: بدحال، اُداس، سُست۔

مُطالعہ کرنا: کسی کتاب یا تحریر کو غور سے پڑھنا۔ اُستاد سے سبق پڑھنے سے پہلے اُس سبق کے معنی مطلب پر غور کرنا۔

اُن بھلے آدمیوں نے قاموس دیکھ کر مطالعہ کیا تھا، اُس میں "اِناء" کے معنی مٹکے کے بھی ہیں[کہانی، ٥٦]۔

مَطبَخ: باورچی خانہ۔

مَطبُوخ: آگ پر پکائی ہوئی چیز، یعنی کھانا، کھانے کی چیز۔

مُطرِب: گانے والا، مُغنّی، نغمہ سَرا۔

مُطرِبہ: مطرب کی تانیث۔

مُطرِبہ فلک: آسمان کی مغنیہ۔ ستارۂ زُہرہ کے لیے آتا ہے۔[مزید دیکھیے: زُہرہ]۔

مطلب ملے: مراد حاصل ہوئی۔ جو چاہتا تھا، وہ ملا۔

جس طرح جانِ عالَم کے مطلب ملے، اِسی طرح کُل عالَم کی مراد اور تمنائے دلی اللہ دے[فسانہ، ٣٤٣]۔

مُطلّا: سنہرا، سونے کا ملمّع کیا ہوا۔ سونے کا پانی چڑھا ہوا: مُذہّب۔

مَطلَع: (سورج، چاند کے) طلوع ہونے کی جگہ۔ آسمان کا وہ حصّہ جہاں سے سورج یا چاند طلوع ہوتا ہے۔

مَطلَع: غزل، قصیدے کا پہلا شعر، یا درمیان کا وہ شعر[مطلعِ ثانی، مطلعِ ثالث] جس کے دونوں مصرعوں میں قافیے ہوں۔

مَطلَع صاف ہے: مطلعے کی سمت بادل نہیں، آسمان کھلا ہوا ہے۔

مَطلَع صاف ہوا: مجازاً: میدان صاف ہو گیا، لوگ سب چلے گئے۔ میدان سے فوج بھاگ گئی۔

جب بہزاد خاں نے دیکھا کہ مطلع صاف ہوا! اب کون باقی رہا ہے جو ہمارا پیچھا کرے گا[باغ، ٢١٥]۔

مَطلَعِ آفتاب: افق، جہاں سے صبح کو سورج نکلتا ہے۔

ع: وہ صبح گلو مطلعِ آفتاب
[بیان، ١٠٦٩]

(یعنی گلا صبح کی طرح خوب صورت اور روشن تھا، جیسے وہ مطلعِ آفتاب ہو، جس سے چہرے کا سورج طلوع ہوا ہے]۔

مَطلَعِ اَنوار: روشنیوں کے طلوع ہونے کی جگہ۔

مُطلَقُ العِنان: لفظی معنی: جس کی باگ چھوٹی ہوئی ہو: آزاد، خود مختار، خود سر۔

مُطلَقُ العِنانی: بالکل آزاد ہونا، کسی طرح

کی پابندی نہ ہونا۔

دیوانے کی مطلقُ العنانی
ہے باعثِ مرگِ ناگہانی
[گلزار، ۷۳۲]

مَطِیر: برسنے والا۔ برسنے والا بادل۔

ع: چوئے ہے مستی میں اِس طرح،
جوں سحابِ مطیر [سودا، ۱۶۸]۔

مَظْلِمَہ / مَظْلَمہ : وبال۔

مَظْہرُ العَجائب: عجیب و غریب باتوں کا جائے ظہور۔ یہ حضرت علی کے لیے آتا ہے۔ مراد ہوتی ہے کہ آپ سے عجیب و غریب کمالات ظاہر ہوتے تھے۔ آپ کی ذاتِ پاک عجیب و غریب باتوں کا مظہر (جائے ظہور) تھی۔
[مَظہر: ظاہر ہونے کی جگہ]۔

خاتمُ الانبیا کا نائب ہے
بہ خدا مظہرِ العجائب ہے
[مثنویات، ۴۲۴]

مُعاتَب: جس پر عتاب، غصّہ کیا جائے، جس کی سرزنش، تنبیہ کی گئی ہو۔

مَعاد: لوٹ کر جانے کی جگہ، مجازاً: آخرت۔

مَعاذَ اللہ: خدا کی پناہ، توبہ توبہ۔ تعجب، نفرت، بُرائی، کسی چیز کی شدّت ظاہر کرنے کے لیے یہ کلمہ مستعمل ہے۔

بل بے فقرہ ترا، مَعاذَ اللہ!
میرے تو ہوش اُڑ گئے واللہ
[مثنویات، ۸۲۶]

اِس کے پیچھے پڑی پھر اُس پہ نگاہ
کہ نہ دیکھے بشر، مَعاذَ اللہ!
شامیانہ نیا زَری کا ہے
نیچے تابوت اُس پری کا ہے
[مثنویات، ۱۷۴۲]

مَعاش: زندگی گزارنے کے لیے آمدنی کا کوئی وسیلہ، ذریعہ۔

مُعانَقہ: گلے سے لگانا، بغل گیر ہونا۔ گلے مِلنا۔

مَعانی: ایک علم کا نام جس سے الفاظ کا صحیح محلِ استعمال اور معانی کا درست یا نادرست ہونا معلوم ہوتا ہے۔ عبارت میں بداسلوبی اور معائب سے بچنے کا شعور پیدا ہوتا ہے۔
[بلاغت کے تین حصّے ہیں: علمِ معانی، علمِ بیان، علمِ بدیع]۔

مَعبودَ اللہ: دیکھیے: یا معبود اللہ۔

مُعْتَمَد: جس پر بھروسا کیا جائے، اعتماد کیا جائے۔

نوّاب وزیر عاقل اور دانا ہے اور بادشاہ کا مُقرّب اور مُعتَمَد ہے [باغ، ۱۲]۔

مَعجون: وہ قوام جو شکر اور بھنگ سے بناتے

ہیں۔

ہوکیں لگانے میں ہمارے ماں، باپ بھنگ پلاتے تھے، معجون کھلاتے تھے۔
[فسانہ، ۲۵۹]

معجونِ مُبہی: قوتِ باہ (مردانہ طاقت) بڑھانے والی معجون۔

یادو معجونِ مُبہی کی ہیں ڈبیاں ایسی
آوے ہیجان میں، چھیڑے سے جنھیں روحِ ملک
[سودا، ۱۵۶۔ چھاتیوں کے بیان میں]

مَعْدِلَت / مَعْدَلت: عدل، انصاف۔

مَعْدِلَت کیش: انصاف کرنا جس کا شیوہ ہو، انصاف کرنے والا۔

مَعْدَن: کان (سونے، چاندی وغیرہ کی)۔

ع: ہے معدنِ لعل و کانِ یاقوت
[گلزار، ۳۹۲]

مَعروض: عرض کیا گیا، پیش کیا گیا۔ عرض، التماس، درخواست۔

مَعروض کیا: عرض کیا۔

ع: معروض کیا کہ یا شہنشاہ!
[گلزار، ۴۰۷]

مُعَقّد: پیچیدہ۔ گرہ لگی ہوئی۔

نُصوص میں، کہ معقد ہے یہ مری خاطر
کہ ہر گرہ میں ہزاروں ہیں جوں انار گرہ
[سودا، ۵۸]

مَعقول: منطق، فلسفہ اور حکمت کے علوم [منقول کا مقابل]۔

مولوی: فاضل، عدیم المثال..... منقول و معقول میں دقیقہ باقی نہ رہا [فسانہ، ۱۴]۔

ع: پڑھے اُس نے منقول و معقول سب
[بیان، ۴۳۹]

مُعَلَّقات: قدیم عربی (دورۂ جاہلیت) کے قصیدوں کا نہایت مشہور مجموعہ، جس میں سات شاعروں کے سات قصیدے ہیں۔

پوچھا: میاں صاحب زادے! کیا پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: معلقات [کہانی، ۴۴]۔

معلّم: سمندری جہاز کا ناخدا۔ ملاح۔

پتوار جہاز کی ٹوٹ گئی۔ مُعلّم، ناخُدا سر پیٹنے لگے [باغ، ۱۷۹]۔

(۲) اُستاد، اتالیق۔

مُعلّمُ المَلکوت: فرشتوں کا اُستاد، یعنی شیطان۔

غرور جس نے کیا مَوردِ عتاب رہا
معلّمُ الملکوت آج تک خراب رہا
[سحر: نور]

مُعلّمِ اوّل: یونان کے نامور فلسفی افلاطون کے شاگردِ رشید ارسطو کا لقب ہے، جس نے علومِ حکمت (منطق و فلسفہ) کو تحریری صورت میں مرتب کیا اور اُن کی تعلیم دی۔ عوام ''شیطان'' کو معلّمِ اوّل کہتے ہیں [نور]۔

مُعلّمِ ثانی: معروف عالم اور مقتدر فلسفی

ابو نصر محمد بن محمد فارابی کا لقب (متوفی ۳۳۹ھ/۹۵۰ء)۔
[ابو نصر فارابی نے ارسطو کی کتابوں کی عربی میں شرحیں لکھیں، جن کی بدولت یونانی منطق اور فلسفے کے علوم سے لوگ واقف ہوئے۔ یہ اُس کا بڑا کارنامہ ہے، اِسی نسبت سے اُسے "ارسطوے ثانی" اور "معلمِ ثانی" کہا جاتا ہے]۔

مُعَمّا: [لفظی معنی: چھپا ہوا، مخفی، اندھا کیا ہوا]۔ وہ بات جو رمز کے طور پر بیان کی جائے۔ کسی لفظ کے اشارے یا کسی حرف کے واسطے سے کسی لفظ یا کسی نام کو معلوم کرنا جس کو عبارت میں اِس طرح لکھا گیا ہے جیسے اُسے عبارت میں چھپا دیا گیا ہو۔ اِس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ انشا کا کہا ہوا ایک سادہ سا معمّا یہ ہے: "سر مونڈی نگوڑی گجراتن" (آبِ حیات) یہ معروف شاعر جرأت سے متعلق ہے۔ سر اور پیر (نگوڑی) سے "گجراتن" کے پہلے حرف اور آخری حرف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ "گجراتن" کا سر مونڈ دو، تو "جراتن" بچے گا اور اُسے نگوڑا (بغیر پیروں کا) بنا دو۔ یعنی آخری حرف ن نکال دو تو "جرات" بن جائے گا اور یہی مقصود ہے۔ مجازاً: پوشیدہ، تہ کی بات۔

اک معمّا ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے، خواب ہے دیوانے کا
(فانی)

بستگی دل کو ہے کیوں اُس گرہِ زلف کے ساتھ
کیا سبب، کچھ نہیں کھلتا یہ معمّا ہم کو
[ذوق۔ کلیات (لاہور)، ص ۲۷۶]۔

معمور: بھرا ہوا، پُر رونق، آباد۔

ع: سب کوچے داد خواہوں سے معمور ہو گئے [معنی: نور۔ یعنی بھر گئے]۔

ع: کیا عیش سے معمور تھی وہ انجمنِ ناز
[داغ: آصفیہ]

(۲) بند، مقفل۔

بکتی پھرے ہے کب سے خدایا مری دُعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا
[سودا، ۳۵۱]
(یعنی بند ہو گیا)۔

معمورہ: بستی، آبادی۔

ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسد
ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا
[غالب، دیوان نسخۂ عرشی، ص ۱۵۵]

معمول: عادت۔ مقررہ طریقہ۔ مقررہ آداب۔ رواج، دستور، قاعدہ۔

اُسی اپنے معمول و دستور سے
ادب سے، تفاوت سے اور دور سے
(بیان، ۵۳۱)

بادشاہوں کا یہ معمول ہے کہ آٹھ مہینے
...... باہر رہتے ہیں [باغ، ۶۰]۔

مُعَنْبَر: خوش بودار۔

معنیِ ربانی: خدائی حقیقت۔

مُغ: آتش پرست، مجوسی۔ آتش پرستوں کا پیشوا۔

مُغاں: مُغ کی جمع۔ عموماً "پیرِ مغاں" مستعمل رہا ہے: ساقی، شراب فروش، مے خانے کا مالک۔ پیر و مرشد۔

مُغ بچہ (مُغبچہ): خوب صورت لڑکا جو شراب خانے میں شراب پلاتا ہے۔

مُغَرَّق: سونے چاندی میں لپا ہوا، جگمگاتا ہوا۔ جس پر سونے چاندی کا بہت کام ہو، یا جواہرات لگے ہوئے ہوں۔

زربفت کے لہنگے قیمت کے مٹھکلے۔ شبنم کے نفیس دوپٹے مُغرق [فسانہ، ۱۴۹]۔

ع: مغرق جواہر سے اک جفت کفش
[بیان، ۸۷۶]

مُغَرَّق زَری کا: جس میں زَری کا کام بہت ہو (دیکھیے: زَری)۔

شیشے کا حقہ، مرصّع کا کام
مغرق زری کا وہ نیچہ تمام
[بیان، ۱۲۷۲]

مُغَرَّق مسند: ایسی مسند جس میں سونے یا چاندی کے تاروں کی کثرت ہو اور وہ جگمگار ہی ہو۔

مَغْزی: (حلوائے مغزی) ایک قسم کا نہایت سفید حلوا، جس میں پستے، بادام کے مغز ڈال کر قُرص بناتے ہیں (نور)۔

مَغْزی: دُہرے کپڑے یا دُلائی کے کناروں کے جوڑ میں دی ہوئی دَھجی یا گوٹ۔

مَغْفُور: لفظی معنی: بخشا گیا۔ جو شخص مر گیا ہو، اُس کے نام کے ساتھ، یا اُس کے لیے بہ طور کلمۂ احترام آتا ہے: مرحوم، مرحوم و مغفور۔

اُس جگہ جہاں بادشاہ مغفور، یعنی والد اِس فقیر کے سوتے بیٹھتے تھے، گیا۔
[باغ، ۲۲۱]

مُغْلانی: بادشاہوں، امیروں، رئیسوں کے گھر کی وہ خاص ملازمہ، خواتین کے کپڑے سینے کی اور گوٹا لچکا وغیرہ لگانے کی خدمت جس کے سپرد ہوتی تھی۔

یہ نام بہ طور خطاب ہے، جو شریف الخاندان ملازمہ کی دل جوئی کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ اُمرا کے یہاں اِن کے ذمے گھر کی عام نگرانی بھی ہوتی تھی۔

مُغْلَق: وہ کلام جس کے معنی مطلب مشکل سے سمجھ میں آئیں، پیچیدہ بات، مشکل کلام۔

مُغیلاں: کیکر، ببول۔

مُفارَقت: جدائی۔

مِفتاح: کنجی۔

مُفت بَر: لٹیرا [لفظی معنی: مفت لے جانے والا]۔

یہ کہہ کے جو جیب سے نکالا
اُن مفت بَرُوں نے ہاتھ ڈالا
[گلزار، ۳۳۵]

مُفتَری: الزام لگانے والا۔ شریر، مفسد، فریبی۔

مفتوح ہو: کھل جائے۔

ع: کہ مفتوح ہو جس سے بابِ سخن
[بیان، ۱۰۳]

مفتون: عاشق، شیدا، شیفتہ۔

مُفتی میں: مُفت میں۔

جون پور کے قاضی ہونے کو مفتی میں راضی ہو گئے ہیں [فسانہ، ۹]۔

مُفرّس: فارسی میں مستعمل کسی غیر زبان کا لفظ جسے فارسی زبان کے انداز کے مطابق بنا لیا گیا ہو۔

[عربی میں شامل ایسے لفظوں کو "معرّب" کہتے ہیں]۔

مَفسَدے: مَفسَدہ کی جمع، وہ باتیں جو خلافِ مصلحت ہوں، جھگڑے فساد۔

ہر دم مثالِ تارِ نفس در پیش سفر ہے،
تا زیست ہزاروں مفسدے ہیں۔
[فسانہ، ۲۳۱]

مَفقود: غائب، کھویا ہوا۔

مُفیدِ تام: مکمل فائدہ دینے والا۔

مُقابا: وہ صندوقچہ یا پٹاری جس میں عورتوں کے سنگار کا سامان رہتا تھا۔ اِس کو سنگار دان، اور حُسن دان بھی کہتے تھے۔

مقابا کوئی کھول مِسّی لگائے
لبوں پر دھڑی کوئی بیٹھی جمائے
[بیان، ۴۳۱]

مُقابِل: برابر کا، حریف۔

جس کا ثانی اور مقابل ہے، نہ ہووے گا کبھو
ایسے یکتا کو خدائی سب طرح شایاں ہے
[باغ، ۴]

(۲) سامنے۔

مَقال: گفتگو۔

مَقام پا کے: موقع دیکھ کر۔

سنگت کا پکھاوجی بتا کے
گائی یہ غزل، مقام پا کے
[گلزار، ۱۲۰۱]

مَقام دے: جگہ دے۔

ع: جسے چاہے جنت میں دیوے مقام
[بیان، ۱۹]

مُقام کرنا: قیام کرنا، رُک جانا۔

فرماؤ توکل کے دن مُقام کریں اور وہاں
چل کر سیر کرتے پھریں[باغ، ۱۵۵]۔

مَقامِ ہُو: جہاں سناٹا ہو، وحشت ناک جگہ۔

بولا وہ کہ اک مقامِ ہُو تھا
گلزار خلیل رو بہ رو تھا
[گلزار، ۱۱۸۴]

مُقام ہے: رُکنا ہے، (قافلہ) قیام کرے گا۔
میں نے حکم کیا کہ سارے قافلے میں
پکار دو کہ کل مُقام ہے[باغ، ۱۵۵]۔

مُقتضا: تقاضا۔

لیکن بھید چھپانا عقل کا مقتضا ہے۔
[باغ، ۲۱۳

مُقتضائے داب: آداب کے موافق، آداب
کی رُو سے۔ رعب و دبدبے کے مناسب۔

مُقتضا سِن کا: عمر کا تقاضا۔

ناک میں نیم کا فقط تنکا
شوخی، چالاکی مقتضا سن کا
(مثنویات، ۱۷۴)

مُقتضائے عادت: عادت کے مطابق،
عادت کا تقاضا۔

آخِرُالاَمر بہ مقتضائے عادت، تلاشِ
مَعاش کے حیلے میں فلکِ تفرقہ پرداز
...... نے صورتِ مُفارقت کی دکھائی۔
[فسانہ، ۲۸]

مُقتضائے غَیرتِ عشق: عشق کی غیرت
کا تقاضا۔

کہتی ہے بار بار ہمتِ عشق
ہے یہی مقتضائے غیرتِ عشق
[مثنویات، ۱۵۶۸]

مُقَدَّم: سب سے پہلے، سب سے بڑھ کر۔

مُقَدَّمہ: مسئلہ، واقعہ۔ فریاد، دعوا۔

مُقَدَّماتِ جہانِ گُذَراں: اِس فانی دُنیا
کے معاملات و مسائل۔

مُقَدَّمہ تحریر ہے: (یہ تو) لکھنے کی بات ہے۔

یہ تو مقدمہ تحریر ہے؛ اگر سر سرکار کے
کام آئے، جاے تقریر نہیں۔
[فسانہ، ۲۸]

مَقدُور: طاقت، قدرت۔ حیثیت۔ حوصلہ،
گنجایش۔

بندے کو مطلع فرمایئے، تو بہ مقدور
اپنے پہلے تمھارے واسطے سَعی کروں۔
[باغ، ۱۰۱]

[یعنی اپنے مقدور بھر، اپنی طاقت بھر]۔

حضور کی توجہ سے...... اِس مقدور کو پہنچا
، بہت آرام سے زندگی کٹتی ہے۔
[باغ، ۵۴]
[یعنی یہ حیثیت حاصل ہوئی، اِتنی
دولت ملی]۔

ع: مقدور نہیں اُس کی تجلی کے بیاں کا
[سودا، ۳۴۷]

مَقَر: جاے قرار، ٹھہرنے کی جگہ۔

قسمت سے مَقَر ہے اب یہ مامَن
پتھر کے تلے دبا ہے دامن
[گلزار، ۱۳۳۱]

مُقِر: اقرار کرنے والا۔ تسلیم کرنے والا۔

مُقَرّب: وہ شخص جو بہت قریب ہو۔ مصاحب، ہم راز۔

مُقرّر: ضرور، یقیناً، لازماً۔

ملکہ کبھی، یہ مقرّر شاہ زادہ عالی تبار ہے۔
[فسانہ، ۸۴]

مقرّر ترے چاہیے ہو پسر
کہ دیتی ہے یوں اپنی پوتھی خبر
[بیان، ۲۷۶]

میں اپنے دل میں مقرّر یہ سمجھا کہ میرے ذبح کرنے کو اور گاڑ دینے کو یہ گڑھا اِس نے کھودا ہے [باغ، ۲۲۱]۔

مُقرّر کرنا: انتظام کرنا، منتخب کرنا، اختیار کرنا۔

ایک حویلی خرید کر کے بود باش مقرّر کی [باغ، ۱۵۲]۔ میں نے اِسی پہاڑ پر اپنا رہنا مقرّر کیا (باغ، ۲۰۵]۔

ایک مکان اپنے پاس بہت اچھا، تکلّف کا میرے رہنے کو مقرّر کیا (باغ، ۲۳]۔

مُقرّض: قینچی سے کترا ہوا۔

مقرّض پڑا اُس میں مقیش جو
گرا ماہ وھاں رشک سے پُرزے ہو
[بیان، ۷۹۳]

مُقرّر ہوئی: منتخب کی گئی۔

بہ تلاشِ بے شمار و تجسّسِ بسیار ایک شہ زادی پری پیکر وذ دمانِ والا سے مقرّر ہوئی [فسانہ، ۳۷]۔

مَقْسُوم: قسمت۔

خیر، جو کچھ کیا، خوب کیا
یہ بھی مقسوم کا مرے لکھا
[مثنویات، ۱۱۰۹]

مُقَطّع: بہت سنجیدہ، بہت متین۔ [دیکھیے: مُسمُسے]

(۲) بہت سلیقے کے ساتھ سجا ہوا۔

ایک مُقطّع، خوش نقشہ خلوت خانے میں مجھے فرمایا کہ یہاں تم رہا کرو۔
[باغ، ۱۰۸]

مُقَلِّبُ الْقُلُوب: دلوں کو پھیر دینے والا۔ عموماً خدا کے لیے بہ طورِ کلمۂ صفت آتا ہے۔

مُقَنّع: ایک باریک چادر جو عورتیں مُنہ چھپانے کے لیے چہرے پر ڈالتی ہیں۔ وہ باریک کپڑا جو دُلھن کے سہرے کے نیچے باندھا جاتا تھا۔ مجازاً: نقاب، گھونگھٹ۔

مُقَیِّش: چاندی، سونے یا گندلے کا چپٹا کیا ہوا باریک تار۔ سونے، چاندی کے تاروں سے بُنا ہوا کپڑا۔

مُقَیَّشی: سونے چاندی کے تاروں کا بُنا ہوا کپڑا۔

مَکاتب: مکتب کی جمع۔

مُکاتَبات: مکاتبت کی جمع: خط، مراسلے۔

مُکاتَبَت: باہم خط و کتابت کرنا۔ خط۔

مَکاتیب: مکتوب کی جمع: خط، مراسلے۔

مَکتوب: لکھا گیا، لکھا ہوا۔ خط۔

مَکتوب اِلیہ: جس کو خط لکھا گیا ہے۔

مُکافات: بدلہ۔ سزا۔ تاوان۔

مکان: جگہ۔

میدان میں خود رُو کوسوں تلک لالہ و نافرمان اور نرگس و گلاب پھولا ہے۔ واقعی عجب مکان سیر کا ہے۔
[باغ، ۱۵۵]

میں رات کو آؤں گا، فُلانے مکان پر کھڑا رہوں گا[باغ، ۱۶۵]۔

اِس مکان پر ایک عمارتِ بادشاہانہ ...... جلد تیار کریں [باغ، ۹۳]۔

(۲) گھر: ع: مکاں بھر گیا میہماں آتے آتے۔

مکتب کی شادی: بچوں کو مکتب میں بٹھانے کی تقریب۔

[اِسے بسم اللہ کی تقریب بھی کہا جاتا ہے]۔

ہوئی اُس کی مکتب کی شادی عیاں
ہوا پھر اُنھیں شادیوں کا سماں
[بیان، ۴۳۵]

مُکحل: سرمے دانی۔

چشمِ نرگس کی بصارت کے زِبس ہے دَر پے
غنچۂ لالہ نے سُرمے سے بھری ہے مُکحل
[سودا، ۷۸]۔

مکڑی کی طرح جھاڑ ڈالنا: عیب گنانا، بُرا بھلا کہنا۔

موئے، جیتے اُکھاڑ ڈالوں گی
مکڑی کی طرح جھاڑ ڈالوں گی
[مثنویات، ۹۱۰]

مُکَلَّف: شان دار، آراستہ، پُر تکلّف۔

اُس پری کو مُکلّف فرش بچھا کر مسند پر بٹھایا[باغ، ۲۹]۔

فرش مکلّف لائق ہر مکان کے جابہ جا بچھا ہے[باغ، ۳۶]۔

مُکَلِّف ہوا: اِصرار کیا۔

وہ بھی اِس کی صورت پر غش ہو گیا، بہ صد تکرار شہر کا مُکلّف ہوا۔ جلد جلد عمارتِ شاہی...... خالی ہوئی۔
[فسانہ، ۲۰۲]

مگر: شاید۔

اُٹھی سوتے اک دن وہ رشکِ پری
کہا: جا کے دیکھوں چمن کو ذری

مگر غنچہ ساں کچھ کِھلے میرا دل
کہ غم نے کیا ہے نپٹ مضمحل
[بیان، ۵۸-۱۲۵۷]

مَگَس رانی: مکھیاں اُڑانے کی خدمت۔ چنور برداری۔

ع: فلک بالِ ہُما کو پل میں سونپے ہے
مگس رانی[سودا، ۴۷]۔

مُل: شراب۔

مَلا: خَلا کی ضد: بھرا ہوا۔

مَلارِیں: "مَلار" کی جمع۔ مَلار: برسات کے موسم کا گیت۔

ملاریں گانا: خوشی منانا۔

ملازمت حاصل کرنا: بادشاہ یا کسی امیر کی خدمت میں حاضر ہونا۔

ہر ایک ملک کے تحفے تحائف ......
جہاں پناہ کے حضور میں لایا، ملازمت حاصل کی[باغ، ۱۰۶]۔

ملازمت حاصل ہوئی: خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ حاضری دی گئی۔

بادشاہِ ظِلِّ اللہ کی بھی ملازمت حاصل ہوئی[باغ، ۲۳۹]۔

ملازمت کے اشتیاق نے: خدمت میں حاضر ہونے کے شوقِ بے حد نے۔

اپنے گھر گیا تھا۔ آخر ملازمت کے اشتیاق نے وہاں رہنے نہ دیا، آکر حاضر ہوا[باغ، ۱۳۱]۔

مُلاقی: ملاقات کرنے والا۔

مَلائِک: فرشتے("مَلَک" کی جمع)۔

مُلائم لوگ: نازک بدن لوگ۔

ملائم لوگوں کے حواس جم گئے تھے، جگنو کو چنگاری کے دھوکے میں اُٹھانے کو تھم گئے تھے۔
[فسانہ، ۳۲۸۔ سردی کی شدّت کے بیان میں]

مُلَبَّب: لبالب بھرا ہوا۔

مُلَبَّس: لباس پہنے ہوئے۔

ع: لباسِ زَری میں مُلَبَّس تمام
[بیان، ۵۲۴]

ملبوسِ قیصری: شاہی لباس۔

مِلّت: مذہب، دین، فرقہ۔

کس کی ملّت میں گنوں آپ کو، بتلا اے شیخ
تو مجھے گبر کہے، گبر مسلماں مجھ کو
[سودا، ۳۰۷]

مِلَت: میل جول، ملاپ۔

وہ بدکیش مانعِ ملّتِ صنم، لطفِ زیست، حظِّ نفس کا دشمن تھا[فسانہ، ۲۳۰]۔

مُلتَجی: التجا کرنے والا، مِنّت سماجت کرنے والا۔

مَلجا: وہ جگہ جہاں پناہ ملے۔

مَلْجا وماوا: پناہ ملنے کی جگہ۔ مجازاً: مرکز، مستقر۔

مَلْجَاِ اَنام: مخلوق کی پناہ گاہ۔

مَلَخ: ٹڈی۔

مُلَخَّص: خُلاصہ۔

مَلْغُوبا: جسم کے اندر کی آلایش، جیسے: اوجھ، اوجھڑی وغیرہ۔

وہ چیز جو مختلف چیزوں سے مل کر گاڑھی ہو گئی ہو۔ تلچھٹ۔

مَلْغُوبہ: اِس کے اصل معنی ہیں: اچار بنانے کے لائق چیزوں کو کچل کر اور مسل کر چٹ پٹا تازہ بہ تازہ تیار کیا ہوا اچار، جو اُسی وقت کھانے کے لائق ہو جائے (اصطلاحات)۔ میر امن، باغ و بہار میں اِس لفظ کو مختلف کھانوں کے ساتھ اِس طرح لائے ہیں کہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کھانے کا نام ہے۔ اِس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ مختلف چیزوں کو ملا جلا کر پکایا جانے والا یہ کوئی کھانا ہوگا [جیسی "دیوانی ہانڈی" ہوتی ہے]۔

خاگینہ، ملغوبہ، شب دیگ، دم پخت، حلیم، ہریسا...... [باغ، ۷۷]۔

مَلْفُوظ: جو پڑھنے میں آئے، جو تلفظ میں شامل ہو، جیسے: "ہم" اور "فِقْہ" میں ہائے ملفوظ ہے، "نامہ" میں ہائے مختفی ہے اور "تھا" میں ہائے مخلوط ہے۔

(۲) بزرگوں کے اقوال۔ وہ کتاب جس میں کسی بزرگ کے اقوال، اُن کی بیان کی ہوئی باتیں جمع کی گئی ہوں۔

مَلفوظات: ملفوظ کی جمع۔

مَلَک: فرشتہ [جمع: مَلائک]۔

مَلِک: بادشاہ [جمع: مُلوک]۔

مِلْک: ملکیت، وہ چیز جو کسی کے قبضے اور تصرف میں ہو: مال و دولت، جائداد، مکان وغیرہ۔ [جمع: اَملاک، اِملاک]۔

مَلِکُ التُّجّار: تاجروں کا بادشاہ، یعنی سب سے بڑا سوداگر [مَلِک: بادشاہ۔ تُجّار: تاجر کی جمع]۔

والد اِس عاجز کا ملکُ التّجار خواجہ احمد نام بڑا سوداگر تھا۔ اُس وقت میں کوئی مہاجن یا بیپاری اُن کے برابر نہ تھا۔
[باغ، ۲۰]

مَلَکُ الْمَوت: موت کا فرشتہ۔

مَلَک خُو: فرشتوں کی عادت رکھنے والا، بہت نیک۔

ع: ملک خو ملک شاہ رکھتا تھا نام
[بیان، ۲۰۲]

مَلِک زادہ: بادشاہ کا بیٹا، شاہ زادہ۔

مَلَک درگاہ: جس کی بارگاہ (دربار) میں فرشتے حاضری دیں۔ مراداً: بڑی بارگاہ۔

فلک بارگاہا! ملک در گہا!
جدا میں جو قدموں سے تیرے رہا
[بیان، ۱۹۲]

[ملک در گہااور فلک بارگاہا میں الف ندائیہ ہے، یعنی اے ملک درگاہ! اور اے فلک بارگاہ!]۔

مُلک گیری: مُلک کا انتظام، ملک کی دیکھ بھال۔

بادشاہوں کا یہ معمول ہے کہ آٹھ مہینے کاروبار ملکی اور مالی کے واسطے ملک گیری میں باہر رہتے ہیں[باغ، ۶۰]۔

بادشاہ...... بندوبست کی خاطر ملک گیری کو تشریف لے گئے تھے[، ۶۱]۔

مَنجِیرا/ مَجیرا: پھیلے ہوئے مُنہ کی پیتل کی کٹوریوں کا جوڑا، جن کو باہم ٹکرا کر ساز کے ساتھ بجایا جاتا ہے۔

مِلَل: مِلّت کی جمع: دین، مذاہب۔

ع: نہ رہیں دینِ محمدؐ کے سوا اَور مِلَل
[سودا، ۸۲]

مِلنا: ہم بستر ہونا، جنسی عمل کرنا۔

بُولی کہ مجھے چچا کے بیٹے سے منسوب کیا ہے اور وہ بُت پرست ہے؛ کل کو خدانخواستہ بیاہ ہو اور وہ کافر مجھ سے ملے اور اُس کا نطفہ میرے پیٹ میں ٹھہر جاوے، تو بڑی قباحت ہے۔
[باغ، ۱۶۲]

مُلَوّث: آلودہ، لتھڑا ہوا۔

مُلہِم: کوئی بات دل میں ڈالنے والا، دل میں کسی خیال کو پیدا کرنے والا۔

مُلہِم غَیب: غیبی فرشتہ جس کی آواز کانوں میں آئے، یا دل میں خیال بن کر آئے:

تھا مُلہم غیب مُرغ گویا
سُنتے ہی، اُدھر چلا وہ بویا
[گلزار، ۷۸۸]

مُلّھو/ مُلّو/ مُلّا: وہ پرندہ جس کے پانو باندھ کر جال میں چھوڑ دیتے ہیں، تاکہ اور پرندے بھی اُسے دیکھ کر آ پھنسیں۔

مَلین: اُداس، غم زدہ، سُست۔

نہایت متفکر تھا۔ میرا چہرہ مَلین دیکھ کر بہزاد خاں رو بہ رو ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوا[باغ، ۲۱۳]۔

میرے پاس بیٹھا تھا، تب بھی اُس کا چہرہ مَلین اور اُداس تھا[، ۵۴]۔

مُماثِل: مانند؛ مشابہ، نظیر، ہم شکل، اُس جیسا۔

مَمالِک: مُلک، مقامات۔

مُمِد: مدد کرنے والا۔

مَملُکَت/ مَملِکَت: سلطنت،

حکومت، مُلک۔

مملو: بھرا ہوا، لب ریز۔

یہ سقف و بام تماشائیوں سے تھے مملو
نظر کو بھی کہیں ملتی نہ تھی جگہ سرِ مو
[اوجؔ: نور]

مَن: وہ روایتی مُہرہ جو سانپ کے پیٹ میں رہتا ہے اور جس کے متعلق یہ خیال ہے کہ جب سانپ اُسے اندھیری رات میں اُگلتا ہے تو وہ شعلے کی طرح چمکنے لگتا ہے: کالے کا من، سانپ کا مُہرہ۔

مُنہ کھول کے سانپ اک نکالا
اُس کالے نے من زمیں پہ ڈالا
[گلزار، ۷۵۹]

مُنادا (مُنادیٰ): بلایا گیا، پکارا گیا، جس کو پکاریں، جیسے: اے خدا! یا رب! اے آسمان!۔

مُنادی: ندا کرنے والا، اعلان کرنے والا، ڈھنڈورا پیٹنے والا۔

مُنادی نے ندا دی، دُہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہوگا، وہ کٹورا گردن مارا جائے گا [فسانہ، ۲۱۳]۔

مَنادی: ممانعت۔

گلی میں اپنی قدغن کر رکھو، آنے نہ پاؤں میں
کہیں کیا اور بھی دل کے لگانے کی مَنادی ہے
[میرؔ، کلیات مرتبہ آسی، ص ۳۶۱]

(۲) ڈھنڈورا۔ (۳) کسی کام کی ممانعت کا سرکاری اعلان۔

مَنادی پھرنا: اعلان ہونا، ڈھنڈورا پِٹنا۔

شہر میں غُل مچا کہ شہزادی غائب ہوئی۔ محلہ محلہ، کوچہ کوچہ مَنادی پھرنے لگی [باغ، ۲۱۱]۔

مَنال: جاگیر، جائداد، دولت [عموماً "مال و منال" آتا ہے]۔

مَناہی: وہ کام جن سے منع کیا گیا ہو۔ ("منہی" کی جمع)۔ شریعت کے خلاف کام۔

مَنبَع: پانی نکلنے کی جگہ، چشمے کا سُوتا۔

مِنبَر: لکڑی یا لوہے سے بنی ہوئی وہ چیز جو زینے دار ہوتی ہے اور جس پر دکان دار اپنا سامان رکھتے اور سجاتے ہیں۔

نان بائی کی دکان میں منبر پر گردے چُنے ہوئے دھرے تھے؛ جست مار کر ایک گلچہ منہ میں لیا اور بھاگا [باغ، ۱۴۶]۔

(۲) مسجد کا منبر۔

مَنّت: کسی مراد کے لیے کوئی مانی ہوئی بات، نذر نیاز۔

مِنّت: خوشامد، التجا۔ احسان۔

مِنّت اُٹھانا: احسان اُٹھانا۔

چھوٹے بھائی کی مِنّت اُٹھانے سے بڑی

شرمندگی حاصل ہوئی[باغ، ۱۳۱]۔

مَنّت بڑھانا: مراد پوری ہونے پر نذر نیاز کرنا۔ مَنّت پوری ہونے پر تعویذ، گنڈا وغیرہ اُتارنا۔

مِنّت دار: احسان مند۔

مِنّت دار ہونا: احسان مند ہونا، دوسرے کا احسان ماننا۔

جب بیٹی گھر میں پیدا ہوئی...... پس اِس سے کیا بہتر ہے کہ بادشاہ زادے سے منسوب کردوں۔ اِس میں بادشاہ بھی مِنّت دار ہوتا ہے[باغ، ۲۳۰]۔

بہت منّت دار ہوئے کہ بہ موجب حکم بڑے بُت کے اِسے تمھاری خدمت میں دیا ہے[باغ، ۱۸۵]۔

مُنتشر: پریشان، بکھرا ہوا۔

خیل و خدم اُس کے منتظر تھے
مانندِ حواس منتشر تھے
[گلزار، ۱۰۷۳]

مُنتظرِ ظہورِ نیرنگ: دیکھیے: نیرنگ۔

مَنّت کا طوق: کچے سوت کا وہ گنڈا جو کسی پیر وغیرہ کے نام کا مقررہ وقت تک کے لیے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔ چاندی کا بنا ہوا طوق بھی ڈالتے ہیں۔ اُس مدّت کے گزرنے پر اُس طوق کو اُتار دیا جاتا ہے اور مَنّت کے مطابق نذر نیاز کی جاتی ہے۔

مِنّت کش: احسان اُٹھانے والا۔

کلّے تو کبھی قینچی کے منّت کش نہیں ہوئے، البتّہ ٹھوڑی پر کا حصّہ کبھی کبھی ہموار کرا لیا جاتا تھا[کہانی، ۳۱]۔

[قینچی کے منّت کش نہیں ہوئے: قینچی کا احسان نہیں اُٹھایا، یعنی قینچی سے کاٹنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی]۔

مَنّت کی بیڑی: وہ حلقہ (عموماً چاندی کا) بچّے کے پانْو میں کسی بزرگ کے نام کا مقرّر میعاد تک کے لیے ڈال دیتے ہیں۔ دیکھیے: منّت کی ہنسلی۔

مَنّت کی ہنسلی: عورتیں کسی پیر، بزرگ کے نام کی چاندی کی ہنسلی بچّوں کے گلے میں ڈالتی ہیں۔ بچّوں کے جوان ہونے پر اُس زیور کو اُتار کر (ہنسلی ہو یا طوق یا بیڑی) بیچ کر اُس رقم سے نذر نیاز کرتی ہیں۔

مَنجَنیق: بھاری پتھر کو دور تک پھینکنے والی کل، جسے "ڈھیکلی" بھی کہا جاتا تھا۔ اِس سے عموماً لڑائی کے موقعے پر قلعے کی دیواروں کو گرانے کا کام لیا جاتا تھا۔

ع: پھینکے ہے منجنیقِ چرخ تاک کے سنگِ تفرقہ [سودا، ۵۱]

مَنجھولی: رتھ سے چھوٹی اور تانگے

سے بڑی ہلکی پُھلکی چھتری دار دو پہیا بَیل گاڑی، جس میں ۳، ۴ سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ اِسے "بَہلی" بھی کہتے ہیں۔

مُنّجے گئے: داﺅں خالی گئے۔[قمار بازی کی اصطلاح]۔

سیکڑوں داﺅں مُنّجے گئے مُنہ سے نہ پنجے گئے[فسانہ، ۱۶]

مِنۡخَرَین: دونوں نتھنے۔

نظر آیا نہ دہن بس کو تنگی کے سبب
منخرین اپنے سے گو اُن نے تراشی عینک
[سودا، ۱۵۵]

مُنّدَرِس: پُرانا، گھِسا ہوا (خصوصاً کپڑا)۔

مُنّدَرِے: کانچ کے حلقے (مُنڈل) جو اکثر جوگی کانوں میں پہنتے ہیں۔

مَنّدَل / مَنّڈَل: ڈھول۔ پکھاوج۔

رقص بے دخل کچھ اب روے زمیں پر ہی نہیں
پیچھے لولیِ فلک کے بھی نہ باجے مَندل
(سودا، ص ۸۵]۔

مَنّدَل: وہ دائرہ جو عامل (عمل پڑھنے والے) عمل پڑھنے کے لیے اپنے گرد بناتے ہیں۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اُس دائرے کے اندر کوئی بلا نہیں آسکتی: حِصار عزیمت خوانی۔

مَنّدیل: ایک طرح کی گول ٹوپی، جس کا رواج غازی الدین حیدر یا نصیر الدین حیدر کے زمانے سے لکھنؤ میں ہوا۔ اِس کی قطع ڈفلی کی سی ہوتی اور اکثر کار چوب کے کام کی پسند کی جاتی۔ اِسے یہ خصوصیت دی گئی کہ بادشاہ اور شاہ زادوں کے سامنے کوئی شخص بغیر پگڑی باندھے یا کارچوب کی مندیل پہنے نہ جاسکتا تھا [شرر: گذشتہ لکھنؤ]۔

مُنّڈا تخت: کھلا ہوا تخت، جس پر دہ چتر نہ ہو، جو شاہی تخت پر عام طور پر ہوا کرتا تھا۔ پالکی کی طرح کا کھلا ہوا تخت۔

جب شام ہوئی، بادشاہ مُنڈے تخت پر سوار ہو کر.... تشریف لائے [باغ، ۹۵]۔

مُنّڈکری مارنا: غمگین حالت میں لیٹ رہنا، سُو جانا۔ اَٹوائی کھٹوائی لے کر پڑ رہنا۔

گئی مُنّڈ کری مار آخر کو لیٹ
چھپرکھٹ کے کونے میں سر مُنہ لپیٹ
[بیان، ۱۴۱۹]

مَنّڈَل: گھیرا۔ عمارت کا احاطہ۔ بت خانے کی عمارت کا احاطہ۔

دونوں طفل اُٹھ کر منڈل سے باہر آئے۔ سب پنڈے سنکھ بجاتے اور آرتی گاتے ساتھ ہوئے [باغ، ۱۷۲]۔

مَنّڈَپ / مَنّڈَھپ: چھوٹا گول مندر یا مٹھ؛ اُس جگہ کو کہتے ہیں جہاں ہوَن کیا

جاتا ہے، یا ایسی ہی کوئی اور مذہبی تقریب ہوتی ہے۔ یوں منڈپ ہر اُس جگہ کو کہا جاتا ہے جس کی عمارت اِس طرح بنائی گئی ہو، یا اُسے عارضی طور پر چھایا گیا ہو، سایہ دار بنایا گیا ہو کہ وہاں ایسی کوئی تقریب ہو سکے۔ باغ و بہار میں یہ لفظ بالعموم مندر کے مفہوم میں آیا ہے۔

ایک گوسائیں جٹادھاری نے بڑا منڈھپ مہادیو کا اور سنگت اور باغ بڑی بہار کا بنایا ہے، اُس میں رہتا ہے۔
[باغ، ۱۰۶]

مَنڈھا: کپڑے کا وہ سائبان یا شامیانہ جو عموماً ہندوؤں میں شادی کے رُوز بہ طور رسم گھر کے اندر لگایا جاتا ہے۔
ایک طرح کے گیت جو دلھن کی رُخصتی کے وقت گائے جاتے ہیں۔ ایسے ایک گیت کے شروع کے بول:

ہرے ہرے بانس کٹا مورے بابل
نیکا منڈھا چھواؤ رے
پربت بانس منگا مرے بابل
پاتوں منڈھا چھواؤ رے
[رسوم دہلی]

مَنڈھی / مَڑھی: چھوٹا سا سایبان یا گنبد نما کوٹھری جس میں فقیر رہتے ہیں، کُٹی۔
(۲) جھونپڑی۔

پھر بعد چند روز کے میں دیکھتا ہوں کیا
ڈاڑھی منڈھی کے نیچے رنگاتے ہیں شیخ جی
[سودا، ۲۸۶]

منزل گاہ: ٹھہرنے کی جگہ، جہاں قیام کیا جائے۔

منزل گہِ رَہ رَواں: مسافروں کے ٹھہرنے کی جگہ، وہ عمارت جس میں مسافروں کے ٹھہرنے کا انتظام ہو۔

منزل گہِ رہ رواں بنا کے
شام و سحر اُس میں آپ آ کے
[گلزار، ۳۷۱]

مُنَزّہ: عیبوں سے پاک۔

منسوب کیا: شادی کی۔

ملکِ فارس کے شہزادے کا نکاح بصرے کی شہزادی سے کر دیا اور عجم کے بادشاہ زادے کو فرنگ کی ملکہ سے منسوب کیا [باغ، ۲۴۸]۔

مَنسُوخ: رد، متروک، جو چلن میں نہ رہے۔

شیخ امام بخش ناسخ نے روزمرّے کو ایسا فصیح و بلیغ کیا کہ کلامِ سابقین منسوخ ہوا [فسانہ، ۱۳]۔

مُنشی: فنِ انشا کا جاننے والا۔ شاہی درباروں میں اور اُمرا کے یہاں خط و کتابت کی ساری ذمّے داری منشیوں ہی سے

متعلق ہوتی تھی۔

[انشا: عبارت کا عمدگی کے ساتھ لکھا جانا۔ خطوط نگاری۔]۔

مُنشیِ ازل: خدا۔

جوہرِ جُود و کرم تھا، سُو بہ روزِ تقسیم
لکھ گیا ہوئے ترے نام ہی منشیِ ازل
[سودا، ۸۹]

مُنشیِ فلک: ستارۂ عُطارد۔

مَنصَب: وہ مرتبہ یا عہدہ جو بادشاہ کی طرف سے خاص خاص افراد، ملازمین یا اُمرا کو عطا کیا جاتا تھا۔

منصور حَلّاج: حُسین نام تھا، منصور باپ کا نام تھا۔ مشہور شخص جس نے "اَنَاالحق" (میں خدا ہوں) کہا تھا، جس کی سزا میں اُسے سُولی دے دی گئی تھی۔

مُنعَدِم: ناپید، نیست نابود۔

آسماں پر بھی منعدم ہے خواب
کھلا رہتا ہے دیدۂ مہتاب
[سودا، ۲۷۸]

مُنَغَّص: افسردہ، ملول، مکدّر، ناخوش۔

[منغّص ہونا: ناگواری کی کیفیت طاری ہونا، طبیعت کا بدمزہ ہو جانا]۔

مَنفَذ: گزرنے کی جگہ، جاری ہونے کی جگہ، راستہ، گذرگاہ، مجازاً: مسام، سوراخ۔

مُنفَعِل: شرمندہ۔

مُنفَک: جدا، الگ۔

بے سبب کیونکے میں اندوہ کی اُلفت چھوڑوں
کس طرح دوستیِ غم کروں دل سے مُنفک
[سودا، ۱۶۰]

مِنقار: پرندے کی چونچ۔

مِنقار بَستہ: خاموش۔

طُوطا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے دل خستہ ہیں، پھر رونے لگا۔
[فسانہ، ۳۱۲]

مِنقارِ ہزار داستاں: بلبل کی منقار (مراد ہے زبان)۔

یارب! مرے خامے کو زباں دے
منقار ہزار داستاں دے
[گلزار، ۵]

[میرے قلم کی زبان سے ایسے شعر نکلیں جیسے بلبل کے مُنہ سے دل کش نغمے نکلتے ہیں۔ ہزار داستاں: بلبل]۔

مَنقَبَت: تعریف۔ شاعروں کی اصطلاح میں اُس تعریف سے مراد ہوتی ہے جو صحابہ، ائمہ اور بزرگوں کی شان میں ہو۔ [حمد: خدا کی تعریف۔ نعت: رسول اللہ کی تعریف۔ منقبت: بزرگانِ دین کی تعریف]۔

مَنقَل: انگیٹھی۔

متعدد غلام...... منقل، انگیٹھیاں سونے
چاندی کی لیے، عنبر وعود جھونکتے نکلے۔
[فسانہ، ۱۸۱]

مُنْقَلِب: بدلنے والا۔

ہر گھڑی مُنقلب زمانہ ہے
یہی دُنیا کا کارخانہ ہے
[مثنویات، ۱۴۹۴]

مَنقول: وہ علم جس میں اُن باتوں سے بحث ہو جن کو دوسروں نے بیان کیا ہے، جیسے: حدیث، تفسیر، فقہ وغیرہ۔ "معقول" کا متضاد۔ دیکھیے: معقول۔

مَنکا: تسبیح یا مالا کا دانہ۔ کانچ، عقیق، یا کسی پتھر کا دانہ۔ وہ مُہرے جن کو فقیر گلے میں ڈالے رہتے ہیں۔

مُنکر نکیر: دیکھیے: نکیر منکر۔

مُنکشِف: ظاہر۔

منکشف اِس کی کیا حقیقت ہو
وہی دیکھے جسے بصیرت ہو
[مثنویات، ۱۲۵۹]

منکوب: تباہ، بدحال، مجازاً: بدنصیب۔

اے یوسفِ چشم زخم یعقوب
وے رشکِ برادرانِ منکوب
[گلزار، ۵۸۰]

منکے: مَنکا کی جمع۔ پتھر کے گول گول یا لمبے دانے جو اکثر فقیر جوگی گردن میں ڈالے رہتے ہیں۔ [دیکھیے: مَنکا]۔

جو منکے تھے مَن کے، اُنھیں کر درست
پہن اپنے موقعے سے، چالاک وچُست
چلی بن کے جوگن وہ باہَر کے تئیں
دکھاتی ہوئی حال ہر ہر کے تئیں
[بیان، ۱۴۷۹-۸۰]

مَنگل کوٹی: ایک طرح کا قالین جو منگل کوٹ میں بنایا جاتا تھا (پلیٹس)۔

مُنہ بنواؤ: پہلے اِس قابل تو بنو۔ حقارت ظاہر کرنے کے لیے کہتے ہیں۔

اک ذرا ہٹ کے بیٹھو، مُنہ بنواؤ
کہے چٹنی بھی مجھ کو گھی سے کھاؤ!
[مثنویات، ۳۳۳]

ارے چل بیٹھ، اپنا مُنہ بنوا
ہوش کی لے خبر، حواس میں آ
[مثنویات، ۲۳۳]

مُنہ پر شفق پھولنا: خوشی کے مارے مُنہ سُرخ ہو جانا۔

مُنہ پر ہَوائی چھُٹنا: دہشت، صدمے، خوف یا کم زوری کے سبب چہرے کا رنگ اُڑ جانا، مُنہ سفید پڑ جانا، چہرے پر پریشانی برسنے لگنا۔

مُنہ پر ہَوائی چھُٹنے لگی: گھبرا گیا، چہرے کا رنگ اُڑ گیا، حواس جاتے رہے۔

غم نے کی دل سے کج ادائی سی
مُنہ پہ چھُٹنے لگی ہوائی سی
[مثنویات، ۴۸۹]

مُنہ چنگ، مُر چنگ: سہ شاخہ برچھے کی شکل کا، تار والا، چھوٹا سا ایک سُرا باجا۔ اِس کی آواز بہت سُریلی ہوتی ہے۔

ایک باجے کا نام، جسے مُنہ میں پکڑ کر انگلیوں سے بجاتے ہیں۔ فارسی میں "بَلَبان" یا "چنگِ دہن" کہتے ہیں۔

مُنہ چومتے ہی گال کاٹا: شروع ہی میں نقصان پہنچایا، فریب کیا۔

کھُل گیا مجھ پہ تیرا سارا حال
پہلے مُنہ چومتے ہی کاٹا گال
[مثنویات، ۹۸۳]

مِنّہدی: ساچق کے دوسرے دن [دیکھیے: ساچق] دُلھن کے گھر سے بڑے جلوس اور روشنی کے ساتھ منّہدی جاتی تھی۔ اِس میں دراصل دولھا کا وہ جوڑا ہوتا تھا، جس کو پہن کر وہ بیاہنے آئے گا۔ اُس جوڑے میں قدیم مغلیہ عہد کا درباری وضع کا خلعت مع شملہ، جیغہ، سَرپیچ، مرصّع کلغی کے ہوتا تھا۔ ساتھ میں دولھا کے لگانے کے لیے پسی ہوئی منّہدی بھی بھیجی جاتی تھی، جس کو بہت سے طباقوں میں پھیلا کر رکھتے تھے اور اُن میں سبز و سُرخ شمعوں کو نصب کر کے روشن کر دیتے تھے۔ اُن طباقوں کے ساتھ بہت سے طباقوں میں ملیدہ بھی ہوتا تھا، جو خرموں کو کاٹ کر بنایا جاتا تھا۔ جوڑے کے ساتھ دولھا کے لیے سُنہرا یا سونے کا سہرا بھی بھیجا جاتا تھا۔ منّہدی کے دوسرے دن برات جاتی ہے۔

متوسط درجے کے لوگوں میں ملیدہ خوان میں بھرا ہوا، منّہدی سینی میں لگی ہوئی اور منّہدی میں چار شمعیں کھڑی ہوئی۔ چاندی کی چَوکی، اُس پر سُوزنی بچھی ہوئی۔ دولھا کے یہاں مہمانوں کو شربت پلایا جاتا تھا۔ بَن سُپاری کی تشتریاں، گلوریاں دی جاتی تھیں اور گوٹے، پھولوں کے ہار پہنائے جاتے تھے۔ دولھا کی ہونے والی سالیاں چاندی کی چوکی بچھا کر اُس پر دولھا کو بٹھا کر، اُس کے ہاتھ پر ایک اشرفی رکھتی تھیں، پھر منّہدی لگاتی تھیں اور اپنا نیگ مانگتی تھیں۔ اُس وقت اُدھر کی ڈومنیاں مبارک باد گاتی تھیں۔
[گذشتہ لکھنؤ۔ رسومِ دہلی]

مُنّہ زُور: شریر گھوڑا، جو لگام کے اشارے کو نہ مانے۔

مُنّہ سے کچھ نہ پھوٹنا: کچھ نہ کہنا، چُپ رہنا۔

گُل چیں کا جو ہاتھ ہائے ٹوٹا
غنچے کے بھی مُنہ سے کچھ نہ پھوٹا
[گلزار، ۲۵۷]

مُنّہ کا نوالہ: وہ کام جو بہت آسان ہو۔

سب سے عشق آپ کا نرالا ہے
ایسا کچھ مُنہ کا یہ نوالا ہے
[مثنویات، ۶۰۳]

[کنایہ یہ کام اِتنی آسانی سے ہو جائے گا]۔

مُنہ کی کھانا: ہار جانے کی شرمندگی اُٹھانا، ہار جانا، سزا پانا۔

مُنہ میں کے دانت ہیں: مطلب یہ کہ ذرا بھی روک ٹوک نہیں تھی۔ کوئی شخص کتنا ہی مال دار ہو، اُس سے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

راہی، مسافر، جنگل، میدان میں سونا اُچھالتے چلے جاتے، کوئی نہ پوچھتا کہ تمھارے مُنہ میں کے دانت ہیں۔
[باغ، ۱۰]

مُنہ میں گھُنگنیاں بھر کر آنا: چُپ بیٹھے رہنا، خاموش رہنا۔

جب اِس خاموشی نے طول کھینچا تو مولوی صاحب نے کہا: کیا مُنہ میں گھنگنیاں بھر کر آئے ہو [کہانی، ۴۸]۔

مُنہنال: تانبے، پیتل یا چاندی کی بنی ہوئی وہ نلی، جو حقے کی نَے کے مُنہ پر لگاتے ہیں۔

مَنہیات: وہ (بُرے) کام جن کا کرنا شریعت کے حکم کے خلاف ہے۔

شکرِ ہر نعمت، سپاسِ خدمت کرکے، مَنہیات کا مانع ہو [فسانہ، ۲۳۱]۔

مُنیر: روشنی دینے والا، چمکتا ہوا۔ روشن۔

مُو: بال۔

مُو پریشاں: بال بکھیرے ہوئے۔

پیچھے پیچھے تھا سب کے سوداگر
مُو پریشاں، اُداس، خاک بہ سر
[مثنویات، ۱۷۵۰]

مُوا: مر گیا۔

ع: لوگ کہتے ہیں مُوا مظہرِ بے کس، افسوس!
[آبِ حیات، ص ۱۳۴]۔

مُووں کو: مرے ہووں کو۔

ع: کیا قیامت ہے، مُووں کو بھی ستاتی ہے بہار (آبِ حیات، ص ۱۳۴)

مُوا: عورتیں جب کسی شخص یا چیز سے آزردہ یا بیزار ہوتی ہیں تو "موا" اور "موئی" استعمال کرتی ہیں، کم بخت، بدنصیب جیسے معانی میں۔

["موا" کے لفظی معنی ہیں: مر گیا، مرا ہوا۔ اِس کی جمع "مووں" آتی ہے]۔

کہاں لائی ہے، واہ ری تقدیر!
مُوا باڑے کا جس طرح سے فقیر
[مثنویات، ۹۵۷]

مُوالات: آپس کا اتحاد، باہمی دوستی۔

مَوالی: نوکر چاکر، غلام۔

ہر ایک اپنے مَوالی کی، کیونکے خاطر سے
نہ کھولے روز نبرد، اُس کی ذوالفقار، گرہ

[سودا، ۵۸]

(۲) دوست، مددگار۔

مَوالید: مولود کی جمع، بچے۔

مَوالیدِ ثلاثہ: تین قسم کی مخلوق: حیوانات، نباتات، جمادات۔

مَوانِع: رکاوٹ پیدا کرنے والی چیزیں، رکاوٹیں۔

مَوانِعات: موانع۔

مؤباف: دیکھیے: مُباف۔

مؤ بہ مؤ: بال بال، مراد ہے مکمل طور پر، پوری طرح۔

مو بہ مو زلف یار کا تھا اسیر
ناتوانی تھی پاؤں کی زنجیر

[مثنویات، ۱۱۴۶]

مؤ بہ مؤ حقیقت کہی: پوری حقیقت بیان کردی، سارا حال بیان کیا۔

کھلا بند جس دم در گفتگو
جواں نے حقیقت کہی مؤ بہ مؤ

[بیان، ۱۰۰۹]

مؤ بہ مؤ عَیاں: پوری طرح ظاہر۔

وہ باریک کرتی مثالِ ہوا
عَیاں مؤ بہ مؤ جس سے تن کی صفا

[بیان، ۱۰۵۷]

مُوتْرا: گھوڑے کی پچھلی ٹانگوں کی ایک بیماری کا نام، جس میں گھٹنوں کی رگیں پھول جاتی ہیں، بڑھ جاتی ہیں اور گھوڑے کو چلنے پھرنے سے معذور کردیتی ہیں۔

ع: نہ ہڈوں کا، نے موتروں کا خلل

[بیان، ۷۵۵]

مَوتیٰ: مُردے۔

ع: اِحیا ہو جو مَوتیٰ کا زمانے میں نئے سر

[سودا، ۶۰]

مُوتی چُور: چمک دار، چمکیلا [یہ لفظ چمکیلی خوش نما آنکھ کے لیے بہ طور صفت آتا ہے]۔

جلوۂ حسن رشکِ شعلۂ طور
چشم بد دور آنکھیں موتی چور

[مثنویات، ۴۶۷]

مَوجودات: وہ کُل چیزیں جو خدا نے پیدا کی ہیں۔ (۲) گنتی، حاضری، فوج کی حاضری۔

مَوجہ: پانی کی لہر۔

مَوجۂ نور خیز: نور پھیلانے والی لہریں۔

ع: زمیں پر تھا اک مَوجۂ نور خیز

[بیان، ۴۹۱]

موچھوں (مونچھوں) کا کونڈا: جب لڑکے کی مَسیں بھیگنے لگتی تھیں (یعنی

چہرے پر بالوں کا رُواں نمودار ہونے لگتا تھا) عموماً ۱۷، ۱۸ سال کی عمر میں، تو موچھوں کا کونڈا کیا جاتا تھا، یعنی پیغمبر صاحب کی نیاز دلوائی جاتی تھی کہ لڑکا سلامتی کے ساتھ بالغ ہو گیا۔ یہ نیاز سوتوں پر ہوتی تھی۔ [اِس خیال سے کہ جس طرح سوتوں کی بیل بڑھتی ہے، ویسے ہی موچھوں کی بیل بڑھے]۔ اِس نیاز کو عورتیں مرد سب کھاتے ہیں؛ مگر بیوی (حضرت فاطمہؓ) کی نیاز صرف عورتیں کھا سکتی ہیں۔ یہ نیاز جلیبیوں کے کونڈے پر دلوائی جاتی تھی۔ اِسے "بیوی کا کونڈا" کہتے تھے۔ اِس رسم میں بھی قریبی رشتے کے مرد اور عورتیں جمع ہوتی تھیں۔

[رسومِ دہلی]

مَوَدّت: محبّت، دوستی۔

مُودی: اناج کا سوداگر، بنیا، بقّال۔ وہ بنیا جس کی دکان سے اُدھار لین دین ہو۔

بیگم صاحب کہاں سے دیں گی، بال بال تو قرض دار ہو رہی ہیں۔ مودی الگ جان کھاتا ہے[مرآۃ العروس: نور]۔

مُور: چیونٹی۔

مُورِ بے پر: مجازاً: کم زور، بے سہارا، بے مددگار۔

ع: تو جوششِ یَم، میں مُورِ بے پر
[گلزار، ۶۳۲]

مُورچہ: چھوٹی چیونٹی۔

مُور پنکھی: ایک طرح کی خوب صورت، سیر تفریح کی کشتی، جو مور کی شکل کی سی بنی ہوتی ہے (۲) سرو (معروف درخت) کی ایک قسم۔

مَورِد: اُترنے کی جگہ، ٹھہرنے کی جگہ۔

[موردِ مرگ نوجوانی ہے: جوانی پر موت آنا ہے]۔

جائے عبرت سرائے فانی ہے
موردِ مرگ نوجوانی ہے
[مثنویات، ۱۴۷۷]

مَورِدِ تحسین: جس کی تعریف کی جائے۔

ع: جب کہے موردِ تحسین مَیں اکثر اشعار
[سودا، ۲۴۴]

مَورِدِ سنگ: جس پر پتھر گرے۔

موسمِ دَے: سردی کا موسم۔

مُوش: چوہا۔

مُوش دَوانیاں: مجازاً: فتنہ انگیزی، فساد پھیلانے کی تدبیریں کرنا۔

تجویز کے وہ سُرنگ کی راہ
اور موش دوانیاں وہ دل خواہ
[گلزار، ۵۵۲]

[یعنی بکاولی کے باغ میں سرنگ لگا کر پھول وہاں سے لانے کی تدبیر کرنا]۔

مُوشگافی: چھان بین، کسی بات کی تہ تک

پہنچنے کی کوشش کرنا، باریک بینی۔

موضوع ہیں:(اِسی کام کے لیے) بنے ہیں۔

آغانوازش حسین خاں صاحب...... شعر اُن کے واسطے، وہ شعر کی خاطر موضوع ہیں[فسانہ، ۲۵]۔

مُوَقّر: عزّت دار، معزز۔

موَقّر جان اربابِ ہُنر کو بے لباسی میں
کہ ہو جو تیغ باجوہر، اُسے عزّت ہے عُریانی
[سودا، ۴۷]

مَوکِب: فوج، لشکر، پیادے سوار (شاہی سواری کے ساتھ)۔

ناگاہ ایک رُوز گذرِ موکب باحشمت و جلال...... دشتِ لالہ زارِ بے ملال میں ہوا[فسانہ، ۳۲۵]۔

مُوَکِّل: دعوے دار۔ لین دار۔

لاوے جو کچہری سے وہ داموں کا سیاہا
للچاوے موکّل کو یہ کیا خوب مکاں ہے
[سودا، ۲۵۸]

مُوَکِّل: وہ فرشتہ جو کسی ذمّے داری، کسی کام پر مقرّر ہو۔

وہ پوشیدہ طاقتیں جن کو عمل پڑھنے والے (عامل) اپنے تابع کر لیتے ہیں۔

غافل جو مُوکّلوں نے پایا
اُس نقشِ مراد کو جگایا
[گلزار، ۱۰۷]

[یہاں موکّلوں سے وہ پریاں مراد لی گئی ہیں جنھیں راجا اندر نے بکاولی کو ساتھ لانے کے لیے بھیجا تھا]۔

مُوَکِّل: وکیل کرنے والا۔ وہ شخص جس نے وکیل کیا ہو، مقدمہ وکیل کے سپرد کرنے والا۔

مَولا مشکل کُشا: حضرت علیؓ، کالقب ہے۔

اِس فقیر نے اپنے مولا مشکل کُشا کی بشارت سے خاطر جمع کر، قصد قسطنطنیہ کا کیا[باغ، ۶۷]۔

مَولِد: پیدا ہونے کی جگہ، وطن جہاں پیدا ہوا ہو۔

مُؤلِّف: مختلف کتابوں، تحریروں کی مدد سے ایک کتاب بنانے والا۔ متفرّق مضامین کو جمع کرنے والا۔ صاحبِ آصفیہ نے لکھا ہے: "لیکن فی زمانا مصنّف کو بھی موَلف بول دیتے ہیں"۔ فسانہ میں سُرور نے اِسی معنی میں اِس لفظ کو لکھا ہے:

بہ نسبت موَلفِ اوّل عطا حسین خاں کے سو جگہ منہ کی کھائی ہے۔ لکھا تو ہے کہ ہم دِلّی کے روڑے ہیں، پر محاوروں کے ہاتھ پانْو توڑے ہیں[فسانہ، ۳۰]۔

موم کی ناک: غیر مستقل مزاج شخص۔ وہ شخص جسے جس طرف چاہو کرلو۔

رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے؛جب پھر گئی، جدھر پھیرا، پھر گئی[فسانہ، ۲۰۸]۔

مونڈنا: کسی کو مرید بنانا، چیلا بنانا۔

عجب وہ گرو، مرشد؛ غریب یہ مرید،
چیلے۔ روز ایک دو کو مونڈنا۔
[فسانہ، ۲۷۴]

مونڈی کاٹا: عورتیں جب کسی سے بیزاری ظاہر کرتی ہیں تو یہ کلمہ اُس کے لیے زبان پر لاتی ہیں[مونڈی کاٹا۔ مونڈی کاٹی]۔

کیا موؤں پر قیامت آئی ہے
مونڈی کاٹوں کی شامت آئی ہے
[مثنویات، ۱۲۳]

مونگے کے درخت: "عجب طرح کا تماشا ہو رہا ہے کہ دریائی آدمی موتی کی سیپیاں اور مونگے کے درخت ہاتھ میں لیے ناچتے ہیں" [باغ، ۱۴۱]۔

موتی کی طرح مونگا بھی سمندر سے نکالا جاتا ہے۔ یہ ایک بغیر پتوں کے شاخ در شاخ درخت کی طرح مغربی سمندروں میں ہوتا ہے، جس کو ایک کیڑا دیمک کی طرح سمندر کے اندر اپنے پیٹ کے لعاب دار مادّے سے بناتا ہے۔ یہ مادّہ سرخ، سفید، زرد اور سیاہ رنگ کا بنسلوچن یا رومی مصطگی کے مادّے سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔ سرخ رنگ کا مونگا بہت پسند کیا جاتا ہے۔ نگ بھی بنائے جاتے ہیں(اصطلاحات)۔

مونس: دلی دوست، اُنسیت رکھنے والا۔

موہن بھوگ: آم کی ایک قسم۔ حلوا۔ ایک قسم کی مٹھائی۔

موئی مٹی کی نشانی: مرے ہوئے آدمی کی نشانی۔

اے پیرن! تو میری آنکھوں کی پتلی اور ما باپ کی موئی مٹی کی نشانی ہے۔
[باغ، ۲۴]

موئے جیتے اُکھاڑ ڈالوں گی: زندہ اور مرے ہوئے سارے خاندان والوں کے عیب گنادوں گی، بُرائیاں کھول کے رکھ دوں گی۔

موئے جیتے اُکھاڑ ڈالوں گی
مکڑی کی طرح جھاڑ ڈالوں گی
[مثنویات، ۹۱۰]

مِہ: بڑا۔

مِہتر: بہت بڑا۔

مہِ انجمن: محفل کا چاند، یعنی رونقِ محفل؛ جس سے محفل کی رونق ہو۔

مہِ صبح: سحر کے وقت کا چاند، جس کا رنگ اُڑا ہوا نظر آتا ہے۔

کہا تو کسی سے نہ اُس نے یہ بھید
و لے جوں مہِ صبح چہرہ سفید
[بیان، ۱۴۴۱]

مَہ لِقا: چاند سی صورت والا، بہت خوب صورت۔

مَہ وَش:(ماہ وَش): چاند کی طرح، یعنی خوب صورت۔ جمع: مہ وَشاں۔

مہادیو: شیو جی کا ایک نام۔

بڑا منڈھپ مہادیو کا اور سنگت اور باغ
بڑی بہار کا بنایا ہے[باغ، ۱۰۶]۔

مُہاوَٹ: وہ بارش جو ماگھ کے مہینے میں ہوتی ہے۔ وہ بارش جو جاڑوں کے موسم میں ہو۔

مُہتاب: ایک قسم کی آتش بازی جس کے روشن کرنے سے چاندنی سی پھیل جاتی ہے: مہتابی۔ دیکھیے: چہرے پر مہتاب چھوٹنے لگی۔
(۲) چاند، چاندنی۔

مہتابی: ایک مختصر سی عمارت حوض کے کنارے چاندنی کی سیر کرنے کے واسطے بنائی جاتی تھی۔

اونچا، بڑا، کھلا کٹہرے دار چبوترا، جو اکثر محل کے سامنے یا باغ کے صحن میں چاندنی کی بہار دیکھنے کے واسطے بنایا جاتا تھا۔ وہ مختصر سی عمارت جو کوٹھے کے اوپر بنائی جاتی ہے۔

پریاں اُڑیں، اوپر اوپر آئیں
مہتابی پہ مثل ابر چھائیں
[گلزار، ۱۱۰۴]

مِہتَر: بہت بڑا۔[مِہ: بڑا۔ "تر" کلمہ تفضیل۔ "کہتر" کا متضاد۔ کِہ: چھوٹا]۔

یہ زندان مہتر سلیماں کا ہے اور ہم
قیدی ہیں[باغ، ۱۴۶]۔

["مہتر" یہاں کلمہ تعظیم کے طور پر آیا ہے۔ ریاستِ چترال کے فرماں روا کو "مہتر چترال" کہا جاتا تھا۔ یہ علاقہ اب پاکستان میں ہے]۔

مَہجُور: بچھڑا ہوا۔

مہِ چاردہ: چودھویں کا چاند، چاند کی طرح حسین۔

سرہانے جو دیکھی مہ چاردہ
کہ ہے اجنبی سی وہ اک رشکِ مہ
[بیان، ۷۰۵]

مَہدِ زرّیں: سنہرا پالنا[مَہد: پالنا، گہوارہ]۔

افشانی کاغذ پر ایک رقعہ اِسی عبارت کا ترقیم کیا اور مہدِ زرّیں میں رکھ دیا۔
[باغ، ۲۴۳]

مَہدِ عُلیا: تعظیماً بادشاہوں (یا اُمرا) کی بیگمات کے نام کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، خاص اُس بیگم کے لیے جو ولی عہد کی ماں ہو[آصفیہ۔نور]۔

مہ دو ہفتہ: چودھویں کا چاند۔

مہدی: ہدایت دینے والا، رہ نما۔ مزید دیکھیے: اثنا عشر۔[اصلاً "مَہدی" ہے، مگر

استعمالِ عام میں "مِہدی" ہے]۔

مِہْر: سورج۔ محبّت۔

مُہْر: چھاپ، انگوٹھی۔

مُہْر دار: وہ شاہی ملازم جس کے پاس خاص شاہی مُہر رہتی تھی۔

مُہْر: اشرفی۔

جیب میں سے ایک اشرفی نکال کر اُس کے ہاتھ میں دی...... خدا نے ایک جوان مسافر کو میرے اَحوال پر مہربان کیا، اُس نے ایک مُہر مجھ کو دی۔
[باغ، ۲۲۷]

خدا نے شاید ہمارے ہی واسطے تجھے بھیجا ہے، جو تو نے رحم کھا کر ایک مُہر دی (باغ، ۲۳۲]۔

مِہْرِ اُلوہیّت: خدائی سورج، وہ سورج جس پر خدائی شان کا ظہور ہو، مراد ہے رسول اللہ سے۔

ع: کہ وہ مہرِ الوہیّت ہے، یہ ہے ماہِ کنعانی
[سودا، ۵۰]

مُہْرِ خاموشی لگ گئی: لبوں پر خاموشی کی مُہر لگ گئی، یعنی چُپ ہو گیا۔ منہ سے بات نہیں نکلتی تھی۔

دل کو تھی غم سے خود فراموشی
لگ گئی لب پہ مُہرِ خاموشی
[مثنویات، ۱۳۲۸]

مِہر فلک لبِ بام گیا: سورج چھپ گیا (یعنی دن ڈوب گیا)۔

جب مہر فلک گیا لبِ بام
مہتابی پہ آئے وہ سرِ شام
[گلزار، ۱۱۳۹]

مِہْر گیا: ایک گھاس کا نام۔ اِس کی جڑ آدمی کے چہرے کی طرح ہوتی ہے۔ پُرانے خیال کے مطابق جس شخص کے پاس یہ جڑ ہو، لوگ اُس کی بات مانیں گے اور اُس پر مہربان ہو جائیں گے [مِہر: محبّت۔ گِیا: گِیاہ کا مخفف، گھاس۔ مِہر گیا: محبّت کی گھاس]۔ "مِہر" کے معنی محبت بھی ہیں اور سورج کو بھی کہتے ہیں۔ نسیم نے دوسرے معنی کی نسبت سے "مہر گیا" سورج کی گھاس، روشنی کی گھاس کے معنی میں استعمال کیا ہے:

خورشید میں یہ ضیا کرن کی
ہے مہر گیا اُسی چمن کی
[گلزار، ۴۳]

مُہْرِ مَحْضَر: دیکھیے: مَحضر۔

مِہْر وَش: سورج کی طرح (وَش: طرح)۔ یعنی بہت خوب صورت، روشن چہرے والا۔

ع: چہرۂ مہر وَش ہے ایک، سُنبل مشک فام دو [سودا، ۵۱]

مُہرہ: شطرنج اور چوسر کی گوٹ۔ سانپ

کامَن [دیکھیے: مَن]۔

مُہرہ بازی: شعبدہ بازی، عیاری۔

نقطوں سے قلم کی مُہرہ بازی
یوں لاتی ہے رنگِ بدطرازی

[گلزار، ۵۵]

[یہاں مُہرے میں پانسے سے جُوا کھیلنے کی رعایت شامل ہے۔ نقطوں کو پانسے مانا ہے، جن سے قلم کھیل رہا ہے یعنی آنے والی مصیبت کا احوال لکھ رہا ہے]۔

مُہرہ مارنا: شطرنج وغیرہ کے کھیل میں حریف کی گوٹ کو مار لینا۔

مَن لے کے جو اُس نے مُہرہ مارا
شب کاٹ کے صبح دم سدھارا

[گلزار، ۷۶۹]

[شاعر نے سانپ کے مَن کو حریف کی گوٹ مانا ہے، یعنی مَن قبضے میں کر لیا]۔

مُہرے آئی: آگے آئی ["مہرہ" کے ایک معنی سامنا، آگا بھی ہیں (نور)]۔

بُنیاد جو کچھ تھی، جب گنوائی
تب خود وہ کھلاڑ، مُہرے آئی

[گلزار، ۱۱۸]

[یعنی جب سب کچھ ہار چکی تو آخر میں اُس نے اپنے آپ کو داؤ پر لگا دیا۔ کھلاڑ اور مُہرے میں مناسبت ہے]۔

مَہک پَری: ایک طرح کا عطر۔

مُہمَل: بے معنی۔ بیہودہ۔ بہ طور صفت: بے کار، نکما، زائد۔

مَہمیز: لوہے کا آنکڑا، جو سوار کے جوتے کی ایڑی پر لگا ہوتا ہے۔ گھوڑے کے پیٹ کو گُدگُدانے یا چبھونے کے لیے۔ یہ عمل گھوڑے کو تیز رفتار کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

مَہَنت: جوگی، فقیروں کا سردار، بیراگیوں کا پردھان۔ بہت موٹا آدمی، بہت طاقتور۔

تیرے سایے تلے، ہے تو وہ مہنت
پشہ کر جائے دیو وَدَد سے لڑنت

[سودا، ۲۰۸]

مُہَندِس: وہ شخص جو علمِ ہندسہ (جامیٹری) اچھی طرح جانتا ہو۔

(۲) نُجومی، جوتشی۔

مُہَوِّس: کیمیا بنانے والا۔

مُہیب: ہیبت ناک۔

ایک آوازِ مُہیب بادشاہ نے محل میں اپنے کانوں سُنی (باغ، ۲۳۱)۔

ایک نعرۂ مہیب مارا [باغ، ۹۹]۔

میانا: ڈولا؛ ڈولی کی ذرا بڑی اور اُس سے

بہتر اور آرام دہ شکل۔

مِیاں اَللہ: فقیروں کا کلمۂ خطاب (یا معبوداللہ، یامرشداللہ کی طرح)۔

اُس نے کہا: میاں اَللہ! مضائقہ نہیں؛ اگر چلو تو اچھا ہے [باغ، ۱۱۴]۔

مِیاں تِیاں: تو تو مَیں مَیں، زبانی جھگڑا۔

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ وہ جنس
ہر اک مُصدّی سے میاں اور تیاں ہے
[سودا، ۲۵۸]

مِیانہ: (۱) چھوٹے قد کا گھوڑا یا ٹٹو (۲) لڑی یا مالا کے بیچ کا سب سے بڑا دانہ۔

(۳) درِ میانہ، متوسط درجے کا، نہ چھوٹا نہ بڑا، منجھولا۔

مِیانہ رَوی: اعتدال، اوسط درجے کی روش، زیادتی اور کمی سے بچنا۔

میتا: فقیروں کا پیالہ۔

بے نواؤں کے میتے اور ٹکڑ گداؤں کے چُبلے اشرفی اور روپوں کی کھچڑی سے بھر دیے [باغ، ۲۴۱]۔

مِیخچوؔ: میخ ٹھونکنے کی موگری۔
(۲) کلمۂ حقارت۔

مانند میخچو کے لَکَدزَن ہے تھان پر
لا جُنبش وہ زمیں سے ہے جوں میخ اُستوار
[سودا، ۲۷۳]

میخ مارنا: گالی کا کلمہ [مقعد مارنا]۔

نہ ریاضت کو جاگتا ہے شیخ
ڈرے ہے چور آنہ ماریں میخ
[سودا، ۲۷۹]

میرِ آتش: داروغۂ توپ خانہ۔

میرِ آخُور: داروغۂ اصطبل، شاہی گھوڑوں کا نگرانِ اعلا۔

میرِ بحر: امیرالبحر، سمندری فوج کا سالارِ اعلا [باغ، ۲۱۵]۔

لبِ دریا آکر کھڑے ہوئے اور نواڑوں کے واسطے میرِ بحر کو حکم ہوا۔
[باغ، ۲۱۵]

میر بخشی: سلطنت کا ایک اعلا عہدے دار۔ فوج کی تنخواہ کی تقسیم کا محکمہ بھی اِسی سے متعلق ہوتا تھا۔

میر شکار (اضافت کے بغیر): شکاری پرندوں، جانوروں کی دیکھ بھال اور تربیت کرنے والے ملازموں کا افسرِ اعلا۔ شکار کھیلنے کا انتظام کرنا بھی اِس سے متعلق ہوتا تھا۔

میر علی: مشہور خطّاط کا نام، جو خطِ نستعلیق کے معروف اُستاد تھے۔

دمڑی کو کتابت لکھیں، دھیلے کو قبالہ
بیٹھے ہوئے وہاں میر علی، چوک جہاں ہے
[سودا، ۲۶۱]

میرِ عمارت (معِ اضافت): داروغۂ تعمیرات۔

وہ شخص جس کے سپرد شاہی عمارتوں سے متعلق ذمے داری ہوتی تھی؛ نئی عمارتیں بنوانا، بنی ہوئی عمارتوں کی دیکھ بھال۔

میر عمارت کو بلواکر حکم کیا کہ ایک مکانِ عالی شان...... جلد بنواؤ۔
[باغ، ٧۴۳]

میر فرش: چاندنی، جازم (جاجم) یا دیگر فرش کے کونوں کو دبانے کے لیے (کہ فرش ہوا سے نہ اڑے) مختلف قسم کے بُرجی نمایا گمٹی نمایا گول، اعلا درجے کے یا معمولی قسم کے پتھر کے بنے ہوئے ٹھپے۔

میرِ مُثَلّث: "مُثلّث" ایسا لفظ جو کبھی سعادت (نیک بختی، اچھائی) اور کبھی نحوست پر دلالت کرے۔ "میرِ مثلث" ایسا شخص ہے جس کو اچھا بھی کہا جا سکے اور منحوس بھی۔

سیّد، اے میرِ مثلث! آپ کو
کہہ نہ، اِتنا ہو کے بے خوف و خطر
[سودا، ص ۳۱۴، در ہجوِ ضاحک]

[شاعر نے مخاطب (ضاحک) کو سیّد ہونے کے لحاظ سے سعد، اور بد اخلاق ہونے کے لحاظ سے نحس ٹھہرایا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اِس کا سیّد ہونا، سعادت کی اور اِس کا کردار نحوست کی علامت ہے؛ اِس لحاظ سے اسے "میرِ مثلث" کہا ہے۔

یہ بات تو سامنے کی ہے۔ "میر" تین حرفی لفظ ہے اور تین حرفی کلمے کو بھی مثلث کہہ سکتے ہیں]۔

میری: سرداری، امیری۔

میری بَتّو کا یہی لیکھا ہے: اِن کا تو یہی طریقہ ہے، یہی ڈھنگ ہیں (طنز کے طور پر)۔

پس گئے، مرگئے، جسے دیکھا
میری بتو کا ہے یہی لیکھا
[مثنویات، ۳۴۳]

میری پاپوش بھی نہ آئے گی: میں تو کیا، میری جوتی بھی نہ آئے گی، یعنی میں نہیں آؤں گی۔ نفرت اور حقارت ظاہر کرنے کے لیے عورتیں اِس طرح کہتی ہیں۔

جان جائے گی، اُن کی جائے گی
میری پاپوش بھی نہ آئے گی
[مثنویات، ٧۴۴]

میرے تئیں: مجھے۔

میری صورت: میری طرح۔

یوں تسلّی تری کرے گا کون
میری صورت بھلا مرے گا کون
[مثنویات، ١٦٠٢]

میرے ناخونوں میں یہ باتیں ہیں:
ایسی سب باتیں مجھے معلوم ہیں۔
ساری دیکھی ہوئی یہ گھاتیں ہیں
میرے ناخونوں میں یہ باتیں ہیں
[مثنویات، ۲۲۸]

میزاب: کوٹھے کا پرنالہ۔

میزان: ترازو۔

مَیسَرَہ: وہ فوج جو لڑائی کے میدان میں بادشاہ یا سپہ سالار کے بائیں طرف ہو۔ بائیں طرف۔

میغ: بادل۔

میکھ: آسمان کے پہلے بُرج کا نام جو مینڈھے کی صورت سے مشابہ ہے۔

میگ ڈَمبَر: ہاتھی کی کمر پر باندھنے کا چھتری دار ہَودا، جس کی چھتری بُرجی نما ہوتی ہے۔ رتھ نما شاہانہ عماری، جو ہاتھی کے اوپر رکھی جاتی تھی اور اُس کی دو بُرجیاں آگے پیچھے ہوتی تھیں، اِس میں بادشاہ یا راجا بیٹھتا تھا۔

مَیل: رغبت، خواہش، توجہ۔

میل: سلائی، جس سے سُرمہ لگاتے ہیں۔

میل کھینچے دیدۂ بینا میں یہ، تاریک عقل
پُر کرے، کُحلُ الجواہر لے کے، چشمِ سُرمہ داں
[سودا، ۶۰]

میلِ قلم: قلم کو سلائی سے تعبیر کیا ہے، اِس نسبت سے کہ جس طرح سلائی سے سرمہ لگاتے ہیں (اور سرمہ سیاہ ہوتا ہے) اُسی طرح قلم سے، سیاہی کی مدد سے لکھتے ہیں اور سفید کاغذ پر سیاہ سطریں بنتی ہیں۔

پایا جو سفید چشم صفحا
یوں میلِ قلم نے سرمہ کھینچا
[گلزار، ۳۹]

مَیل کرنا: رغبت کرنا، خواہش کرنا۔

پیسہ روپیہ ہاتھ کا مَیل ہے؛ اِس پر جو مَیل کرتی ہو، کتنے دن کھاؤگی۔
[فسانہ، ۲۰۷]

باہم زن و مرد نے کیا مَیل
دریا سے ملا وہ قطرہ زن سَیل
[گلزار، ۸۰۲]

مَےِ لعل گوں: سرخ رنگ شراب۔

مَیمَنہ: دائیں بازو کی فوج۔

مَیموں: بندر

مینا: شراب کی بوتل، شیشے کی بنی ہوئی نازک سی شراب رکھنے کی صراحی۔

آنکھیں تو ملاتے ہو، مگر دل نہیں ملتا
ساغر تو بہت خوب ہے، مینا نہیں اچھا
[آصفیہ]

مینا: (۱) وہ سبز کام جو شیشے اور چاندی سونے کے برتنوں پر بنایا جاتا ہے:

میناکاری۔

روش کی پٹریاں قرینے کی، منہدی کی
ٹٹیوں میں رنگت مینے کی [فسانہ، ۸۷]۔

رنگ پاں سے سبز سونا بن گئے کُندن سے گال
مُبتذل تشبیہ ہے، سونے پہ مینا ہو گیا
[آصفیہ]

(۲) زری کے بیل بوٹوں میں سلمے کی بنی ہوئی بُندکیاں، جو خالی جگہ کو بھرنے کے لیے ٹانکی جاتی ہیں۔

مینارنگ: کنایتاً: سبز رنگ۔

ہے تری بزمِ طرب میں پئے رسمِ نوروز
صورتِ بیضۂ رنگیں فلکِ مینا رنگ
[ذوق: نور]

مینائے لاجوَرد: کنایتاً: آسمان۔

بے نور ہیں کواکبِ مینائے لاجورد
مرجھا گئے ہیں سب صفتِ غنچہ ہائے زرد
[اوج: نور]

مئے ناب: خالص شراب۔

مینابازار: زنانہ بازار، جہاں عورتیں ہر طرح کی چیزیں بیچتی ہیں: جوہری بازار، وہ بازار جو خاص کر بادشاہوں کے لیے سجایا جاتا تھا۔

مینڈکی بھی چلی مداروں کو: نکمے آدمی نے بھی بڑا حوصلہ پیدا کیا۔

[مینڈکی بھی شاہ مدار کے عُرس میں شامل ہونے چلی ہے]۔

ساتھ لے دے کے اپنے یاروں کو
مینڈکی بھی چلی مداروں کو
[مثنویات، ۳۲۴]

مینڈکی کو بھی زُکام ہوا: ادنا شخص بھی اپنے کو بڑے مرتبے والا سمجھنے لگا [اپنی حد سے بڑھ کر شیخی مارنے والے کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے]۔

اور باتوں کا اب پیام ہوا
مینڈکی کو بھی لو زکام ہوا
[مثنویات، ۹۱۶]

مینو: بہشت۔

مینواَساس: خوب صورت، زیبا، بہشت جیسی۔

ع: گلشن تجمّل تھے وادیِ مینواساس سے
[انیس: نور]

مینو سَواد: بہشت کی طرح خوب صورت، آراستہ: مینو آئین، مینو سرشت، مینو اَساس۔

مینے کے جھاڑ: وہ شیشے کے جھاڑ جن پر مینا کیا ہوا ہو۔ دیکھیے: مینا، اور جھاڑ۔

مینے کے چھلّے: وہ چھلّے جن پر مینا کیا ہوا ہو۔

مینے کی ہَیکل: ہیکل جس پر مینا کیا ہوا ہو۔

دیکھیے: ہیکل۔

رمیوڑا: ملازم، چوکیدار۔ میوات کے علاقے کا رہنے والا۔

[میو (میواتی) بہادری کے لیے مشہور تھے]۔

میوڑے، باری دار اور یساول، چوبدار اُس کو محل کے اندر آنے جانے سے منع کرنے لگے [باغ، ۵۰]۔

ن

نا آشنا: جس سے جان پہچان نہ ہو، اَن جان۔

نا آشنائے مَحض: بالکل ناواقف۔

ناب: خالص۔

نابَلد: ناواقف، نا آشنا۔

ناپَدید: جو ظاہر نہ ہو، دکھلائی نہ دے، چھپا ہوا۔

ناتراشیدہ: غیر مہذب، بے ادب، بے تمیز۔
اَن گھڑ [ہیرے کو جب تک تراشا نہ جائے، اُس کی خوبی نمایاں نہیں ہوتی۔ غیر تربیت یافتہ انسان کا بھی گویا یہی احوال ہوتا ہے]۔

ناجِنس: جو غیر جنس کا ہو، جیسے: انسان اور جن۔

ہے ہے! اتری عقل کس نے کھوئی
ناجنس کو چاہتا ہے کوئی
[گلزار، ص ۱۰۷]

(۲) بے ادب، ناشایستہ، کم اصل۔

ناچنی: ناچنے والی۔

خوش لہجہ بہت بکاولی تھی
گانی اور ناچنی بڑی تھی
[گلزار، ص ۱۲۰۸]

ناحق شَناس / شِناس: مجازاً: بے وفا، بے انصاف۔

ناحق شناسی: بے انصافی، ظلم، بے وفائی۔

اِس کی بے کسی کی حالت پر رحم کیجیے۔ ناحق شناسی خوب نہیں [باغ، ص ۴۴]۔

ناخُدا: کشتی چلانے والا، مَلّاح، جہاز کا معلم
[اصلاً ''ناوخُدا'' تھا، مخفف ہو کر ناخدا رہ گیا]۔

ایسا جہاز کہ جس کا ناخُدا بادشاہ تھا، غارت ہوا [باغ، ص ۶]۔

ناخَلف: نالائق بیٹا (۲) ناشایستہ، نااہل۔

اُس یادگار سَلف کا اُن ناخَلفوں کے ہاتھوں خاتمہ بالخیر ہو گیا [کہانی، ص ۵۴]۔

ناخنِ شمشیر: تلوار کی دھار۔

زخمِ بدن نے، شکر ہے، اِتنا تو خوں دیا
رنگیں حنا سے ناخنِ شمشیر ہو گیا
[اسیر: آصفیہ]

ناخُن گِیر / ناخون گِیر : نہرنی (جس سے ناخن کاٹتے ہیں)۔

ناخُن / ناخون لینا: ناخن تراشنا، ناخن کاٹنا۔

قینچی سے میرے سر کے بال کترے،
ناخن لیے [باغ، ص ۱۵۱]۔

ناخُنَہ: ستار بجانے کا مُڑا ہوا تار: مِضراب۔

ناخُنے کا گُلبدن: معروف کپڑے گلبدن کی ایک قسم۔

ناخُنے کے گلبدن کا پاپجامہ قہر ہے
نیل چٹکی کا صنم اب تک مرے زانو میں ہے
[عاشق:نور]

دیکھیے: گلبدن۔

نادِیدَنی: وہ چیز جو دیکھنے کے قابل نہ ہو، دیکھنے کے قابل نہ رہے۔

نادِیدَہ: بے دیکھا۔

ع: وصل کیسا، تیرے نادیدہ خریداروں میں ہوں

[نادیدہ خریدار: وہ خریدار جس نے اُس چیز کو دیکھا نہ ہو جس کا وہ خریدار ہے]۔

نار: آگ۔ (۲) اَنار:

نامِ تلخی نہیں مجھ نُطق میں، بجز شیرینی
یک طرف نار گلستاں میں ہے، یک سو حنظل
[سودا، ص ۸۰]

نارَسِیدَہ: نابالغ۔ [نیز دیکھیے: میوۂ نارسیدہ]۔

نار نَول: "نارنول قدیم قصبہ ہے، دہلی سے پچاس کوس کے فاصلے پر ...... مہندی وہاں کی نپٹ رنگین۔ کھیت اِس کے بستی کے قریب" [میر شیر علی افسوس: آرائشِ محفل]۔

مہندی کی شب ہوئی ...... نارنول کی مہندی ہزار ہا مَن، بو باس میں دُلھن پن [فسانہ، ص ۱۴۰]۔

ناز بالِش: نرم تکیہ، پہلو کا تکیہ۔

ناز پَروَر / پروردہ: ناز کا پلا ہوا، بہت لاڈ پیار کا پالا ہوا۔

نازبو: ایک خوش بودار پودا، جس کے بیج، جو بھیگ کر لعاب دار ہو جاتے ہیں، شربت اور دواؤں میں کام آتے ہیں: رَیحان۔

ع: ہوئے مست اُس ناز بو سے وہ گل
[بیان، ص ۱۷۵۵]

ناز و نِعَم / ناز و نعمت: لاڈ پیار، آرام و آسایش۔

کرے یاد جب اپنے ناز و نعم [بیان، ص ۷۲۳]

پلا جب وہ اس ناز و نعمت کے ساتھ [،، ۴۳۴]

ناسِپاس: ناشکرا، وہ شخص جو کسی کا احسان نہ مانے: کور نمک، کافرِ نعمت۔

ناسِخ: لکھنے والا، کاتب۔

(۲) رد کرنے والا، منسوخ کرنے والا۔

[پہلے والے احکام کا، اصولوں،

قاعدوں کا چلن ختم کرنے والا، اُن کی حیثیت کو ختم کرنے والا]۔

ناشُدنی / ناشُدَنی: نالائق، بدنصیب، کم بخت۔

اے کم بخت ناشدنی! تو نے جان بوجھ کر نام و نشان بادشاہت کا سارا کھویا [باغ، ص ۶۱]۔

دل پہ گزرا ہے کیا ملال تو کہہ
مُنہ سے ناشُدَنی اپنا حال تو کہہ
[مثنویات، ص ۱۳۶۰]۔

ناشُدَنی: وہ کام جو نہ ہو سکے، ایسا کام جو نہ ہونے کے لائق ہو۔ ناممکن۔

ناشِکیب، ناشِکیبا: بے صبر، بے قرار، مضطرب۔ [شکیب، شِکیب؛ دونوں طرح درست ہے، مگر اردو میں عموماً شکیب مستعمل ہے بہ فتح شین۔ شکیب: صبر]۔

ناصِیَہ: پیشانی، ماتھا۔

ناصِیَہ فرسا: پیشانی رگڑنے والا، مراد: سجدہ کرنے والا۔

مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا
ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور
[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۵۸]۔

ناصیہ فَرسائی: سجدہ کرنا؛ جبہہ سائی۔ مجازاً: دروازوں پر حاضری دینا، خوشامد کرنا۔

ع: در بہ در ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے

نافرجام: بُرے انجام والا، بدانجام۔ انجام کی فکر نہ کرنے والا، ناعاقبت اندیش۔ [فرجام: انجام]۔

نافرمان: اودے رنگ کا ایک پھول۔ اِسے لالہ کی ایک قسم کہا گیا ہے۔
(۲) حکم نہ ماننے والا، سرکش۔

نافرمانی: اودے رنگ کا، سرخی مائل نیلے رنگ کا۔

اِس عرصے میں چاند نکل آیا، بعینہٖ جیسے نافرمانی جوڑا پہنے کوئی معشوق نظر آجاتا ہے [باغ، ص ۵۶]۔

نافِ شہر: شہر کے بیچوں بیچ۔

نافہ: مُشک کی تھیلی۔ علاقہ ختن کے (نر) ہرن کے پیٹ میں، اُس کے عضو تناسل کے پاس نارنگی کے برابر ایک تھیلی سی ہوتی ہے، اُس میں مشک ہوتا ہے۔

یہ ضبطِ بلا ہے، نافہ کہاں، تیرے عشق کا
آہو چھپائے پھرتے ہیں دشتِ ختن میں داغ
[زکی: آصفیہ]

ناقباحت فَہم: بُرائی، خرابی کو نہ سمجھنے والا، نہ سمجھ پانے والا۔

سمجھ اے ناقباحت فہم! کب تک یہ بیاں ہوگا
اوائے چینِ پیشانیؔ و لطفِ زلفِ طولانی
[سودا، ص ۴۸]

ناقوس: سنکھ جو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں۔

اذاں دی کعبے میں، ناقوس دَیر میں پھونکا
کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا
[برق: نور]

ناقہ: اونٹنی۔

ناقہ سوار: سانڈنی سوار، مجازاً: قاصد۔ [سانڈنی: سواری کی اونٹنی، خصوصاً لمبے سفر کرنے والی۔ اِسی نسبت سے "ناقہ سوار" کے ایک معنی "قاصد" بھی ہیں]۔

ناکا: کسی شہر یا ملک کی سرحدی چنگی کی چوکی، جہاں محصول لیا جاتا ہے۔ شہر کا دروازہ۔ شہر میں داخل ہونے کا راستہ۔

دانت اُس کے: گورگن قضا کے
دو نتھنے: رہِ عدم کے ناکے
[گلزار ص ۱۴۴]

یعنی اُس کے دونوں نتھنے شہر عدم (شہر فنا، وہ شہر جس میں داخل ہوتے ہی زندگی ختم ہو جاتی ہے) کے دو ناکے تھے (جہاں سے شہر فنا شروع ہوتا تھا)۔ ناک اور ناکے میں لفظی مناسبت ہے]۔

ناکتخدا: جس کی شادی نہ ہوئی ہو۔

ناکردہ کار: [کام نہ کیے ہوئے] ناتجربے کار؛ نوآموز، ناآزمودہ کار۔

ناکُند: گھوڑے کا دو سال سے کم عمر کا بچّہ، جس کے دودھ کے دانت نہ ٹوٹے ہوں [گھوڑا ہر دوسرے سال دودھ کے دانت توڑتا ہے اور اُن کی جگہ دو بڑے دانت نکلتے ہیں، اُنھی سے اُس کی عُمر کا اندازہ کیا جاتا ہے [اصطلاحات]۔

ناگاہ: اچانک۔

ناگر بیل: پان کا پودا، پان کی بیل۔

ناگر پان: عمدہ اور بڑا پان۔

[مَثَل: بھلے پاس بیٹھے، کھائے ناگر پان؛ بُرے پاس بیٹھے، کٹائے ناک اور کان (آصفیہ)]۔

ناگر دان: اگلے دنوں پان کی قطع کا ایک ڈھکنے دار ظرف ہوتا تھا، جس میں سادے پان رکھے جاتے تھے۔ اُس کا رواج جلد ہی ختم ہوگیا، یوں کہ اُس میں بند کر دینے سے ہوا نہیں لگ پاتی تھی اور پان خراب ہو جاتے تھے۔ اُس کی جگہ پورے پاندان بھر کی بڑی تھالی ہی مروّج ہوئی، جس میں پان کپڑے میں لپیٹ کر رکھ دیے جاتے تھے [عام طور پر یہ کپڑا سرخ رنگ کے موٹے گاڑھے کا ٹکڑا ہوتا تھا]۔ اب بھی جن گھروں میں پان دان باقی ہے، اُن میں سے بہتوں کے یہاں اِسی طرح پان رکھے

جاتے ہیں۔ پان دان کے اندر کپڑے میں لپیٹ کر سادے پان رکھنے کی اِس تھالی کو ناگردان کہا جاتا تھا [ماخوذ از گذشتہ لکھنؤ]۔

ناگزیر: ضرور، لازم، ناچار۔

انسان کا اِس دنیا سے جانا ایک امرِ ناگزیر ہے۔

ناگُفتَنی: وہ بات جو کہنے کے قابل نہ ہو۔

ناگفتنی ہے عشقِ بُتاں کا معاملہ
ہر حال میں ہے شکرِ خدا، کچھ نہ پوچھیے
[آتش: نور]

ناگفتہ بہ: جس [بات وغیرہ] کا نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ شرمناک۔

ناگَن / ناگِن: گھوڑے کی گردن کے بالوں کی بھونری جو منحوس خیال کی جاتی ہے۔ دیکھیے: بھونری۔

وہ وہ گھوڑا جو ابلقِ لیل و نہار کی نظر سے نہیں گزرا...... ساپنی نہ ناگن، عقرب نہ اَرجل [فسانہ، ص ۱۸۰]۔

(۲) سانپ کی مادہ۔

ناگوری بَیل: ناگور (مارواڑ) کے علاقے کا بیل، جو خوب صورتی، مضبوطی اور قدو قامت میں دوسرے بیلوں سے اچھا اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ کنایتاً: شخص جو لمبا اور بے وقوف ہو۔

نال: وہ لمبی سی آنت جیسی چیز جو نومولود [وہ بچہ جو ابھی پیدا ہوا ہو، نوزائیدہ] بچّے کی ناف سے لٹکتی ہوئی ہوتی ہے۔ دائی اُسے کاٹ دیتی ہے: آنول نال۔ [دیکھیے: آنول نال]۔ (۲) نَے، جو اندر سے خالی ہو: نلی۔ (۳) جوے کی اصطلاح: جس شخص کے گھر پر جُوا کھیلا جاتا ہو، یا کھیلا گیا ہو، اُس کے حق کی رقم۔

نالِش: فریاد، گریہ و زاری۔ (۲) شکایت، دعوا، استغاثہ۔

نال کٹنا: دیکھیے: آنول نال۔

نالکی: لمبی آرام کرسی کی طرز کی، تام جھام کی قسم کی سواری، جسے کہار کندھے پر اُٹھاتے تھے۔ اِس میں ایک آدمی پھیل کر لیٹ سکتا تھا۔

نالۂ شب گیر: وہ آہ وزاری جو رات کے پچھلے پہر (صبح ہونے سے پہلے) کی جائے۔

نام آور: مشہور و معروف، جن کا بڑا نام ہو؛ نامور۔

یہی شوق تھا کہ ...... احوال اولوالعزم بادشاہوں اور نام آوروں کا سنا کروں [باغ، ص ۶۸]۔

نام آوری: شہرت، ناموری۔

نامَحرَم: ناآشنا، ناواقف، غیر، اجنبی۔

جامۂ اِحرامِ زاہد پر نہ جا
تھا حرم میں، لیک نامحرم رہا
[میرؔ، کلیات مرتبہ آسی، ص ۴۰]

(نامحرم رہا: یعنی اصل حقیقت، اصل کیفیت سے نا آشنا، ناواقف رہا)۔

(۲) وہ لوگ جن سے نکاح کرنا جائز ہو [اور اُن سے عورت کے لیے پردہ کرنا واجب ہو]۔

دُختِ رَز بے پردہ ہے، زاہد کو دور! ندو! نکال
مے کدے میں کس طرح داخل یہ نامحرم ہوا
[صابر: آصفیہ]

نامِ خُدا: یہ کلمہ کئی جگہ استعمال میں آتا ہے۔ (۱) برکت کے لیے، بُری نظر کے اثر سے محفوظ رہنے کی دُعا کے لیے۔

اب جو نامِ خدا جوان ہوئے
ایسے مختار میری جان! ہوئے
[مثنویات، ص ۱۳۴۷]

(یعنی خدا نظرِ بد سے محفوظ رکھے اب تم جوان ہوئے)۔

(۲) تعریف، تحسین و آفریں کے لیے۔

تم تو نامِ خدا سے، ہو دانا
اِس پہ رُتبہ نہ اِن کا پہچانا
[مثنویات، ص ۱۶۳۳]

جب نامِ خدا، جواں ہوا وہ
مانندِ نظر رواں ہوا وہ
[گلزار، ص ۲۹]

(۳) ماشاء اللہ کے مفہوم میں طنز کے طور پر:

اچھے آتے ہی اختلاط بڑھائے
خوب نامِ خدا، مزے میں آئے
[// // ص ۸۲۴]

ہو گے، نامِ خدا، جوانِ جہان
ابھی کس کس جگہ نہ جائے گی جان
[// // ص ۳۷۰]

نامِ نِکُویاں: اچھے لوگوں کا نام [عام طور پر وہ اچھے لوگ مراد لیے جاتے ہیں جو اب اِس دُنیا میں نہیں؛ وہ لوگ جنھوں نے اچھے کاموں کے سبب سے، کسی کمال کے سبب سے شہرت پائی تھی]۔

سخن کے طلب گار ہیں عقل مند
سخن سے ہے نامِ نکویاں بلند
[بیان، ص ۱۰۵]

نامِ نیکِ رَفتگاں: جو لوگ مر چکے ہیں، اُن کی نیک نامی، شہرت۔

ناموس: عزّت، آبرو [اِس معنی میں مونث ہے]۔

نسبت تو دیتے ہیں ترے لب سے، پر ایک دن
ناموس یوں ہی جائے گی آبِ حیات کی
[امیر: نور]

(۲) خواتین، بیگمات۔ [اِن معنوں میں یہ لفظ مذکر ہے]۔

گھروں سے یوں نُجبا کے نکل گئے ناموس
ملی نہ ڈولی اُنھیں، جو تھے صاحبِ چونڈول
[سودا، ص ۱۷۲]

ناموسِ نبی شام کے بازار میں آیا
سر حضرتِ شبیر کا دربار میں آیا
[دبیر: نور]

ناموسِ اکبر: جبریل۔

ناموسِ سلطاں: بیگمات۔

دو محل سرا برابر خالی ہوئے، اُس میں وہ ناموسِ سلطاں ...... داخل بہ صد خستہ حالی ہوئے [فسانہ، ص ۲۰۲]۔

نامۂ اَعمال: وہ کاغذ (رجسٹر) جس میں فرشتے ہر ایک کے اعمال (اچھے بُرے کام) لکھتے ہیں: نامۂ عمل۔

دیوان ہی میرا تھا مرا نامۂ اعمال
کاہے کو فرشتوں نے لکھا نامۂ اعمال
[مصحفی: آصفیہ]

پردہ رہے نامۂ عمل کا
کھل جائے نہ قبر میں لفافہ
[محسن کاکوروی: نور]

نامِیہ: دیکھیے: قوتِ نامیہ۔

نانِ آبی: دیکھیے: آبی۔

نان با: روٹی سالن بیچنے والا، روٹی پکانے کا پیشہ کرنے والا؛ نان بائی۔

نان با کو جو دیکھوں بھر کے نظر
مجھ سے کہتا ہے یوں وہ گیدی خر
[سودا، ص ۲۸۲]

نانِ جو ہس: جَو کی روٹی۔ مراداً: غریبانہ کھانا، روکھی سوکھی۔

نان خُورِش / نانخُورِش: وہ چیز جس کے ساتھ روٹی کھاتے ہیں، سالن یا سالن جیسی کوئی چیز۔ [خورش میں واو معدولہ ہے۔ تلفظ: خُرِش]۔

نانگھنا: پھاندنا، اُس چیز پر سے گزرنا جو راستے میں ہو۔

فیل کیوں کر رہا ہے، چل ہٹ بھی
اب تو نانگھوں نہ تیری چوکھٹ بھی
[مثنویات، ص ۱۱۰۵]

نانِ نعمت: اعلا درجے کی رُوٹی کی ایک قسم۔ کنایتاً: بڑی لذیذ نعمت۔

ہمیں داغ جگر ہے نانِ نعمت
کریں منعم تکلف کی غذا نوش
[نور]

اور روٹیاں کئی قسم کی: باقر خانی، تنکی گاوزباں، گاودیدہ، نانِ نعمت، پراٹھے [باغ، ص ۷۷]۔

ناںو: نام۔

مثل: ہاتھی پھرے گاںو گاںو، جس کا ہاتھی، اُس کا ناںو۔

ناؤدان: پرنالا۔

ناوَک: تیر۔

ناوک ترے نے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما اپنے خانے میں
[سودا، ص ۳۶۶]

ناوَک اَنداز: تیر چلانے والا۔

ع: ناوک انداز جدھر دیدۂ جاناں ہوں گے
[مومن]

ناوک فِگَن: ناوک انداز۔

ناوَکِ دل دُوز: دل میں بیٹھ جانے، دل میں اُتر جانے والا تیر۔

ع: عشوہ وہ ناوک دل دُوز، نہیں جس سے اماں
[داغ: نور]

ناوَکِ مِژگاں: پلکوں کو تیر سے تعبیر کرتے ہیں، پلکوں کے تیر۔

ناہَنجار: بد چلن، بداطوار۔ مجازاً: بدذات، بداصل، نالائق، کمینہ۔ [ہَنجار: طور، طریقہ، انداز]۔

ناہید: وہ ستارہ جسے زہرہ بھی کہتے ہیں۔ پُرانے خیال کے مطابق یہ ستارہ تیسرے آسمان پر ہے۔ اِسے "رقاصۂ فلک" اور "مطربۂ فلک" بھی کہتے ہیں۔ [مُطربہ: گانے والی، مغنّیہ]۔

نائرہ: شعلہ، لپٹ، لو۔

نائِک/نایک: وہ گائک جو علم موسیقی میں جس قدر کہ قواعد اور مدارج ہیں، اُن سب پر حاوی ہو۔ ترتیب یہ ہے: پنڈت، گنی، گندھرپ، گائن، نائک [معدن الموسیقی]۔

نائے و نُوش: نغمہ اور شراب۔ نغمہ سننا اور شراب پینا، عیش و نشاط۔ [نائے: بانسری؛ مراد ہے نغمہ۔ نُوش: پینا، مراد ہے شراب]۔

اے تازہ واردانِ بساط ہوائے دل
زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے
[غالب۔ دیوان نسخہ عرشی، ص ۲۳۰]

نائکا: طوائفوں میں وہ عورت جس کے تحت چند نُوچیاں (نئی عمر کی لڑکیاں) ہوں، جو طوائف کے طور پر اُن کی تربیت کرے، رقص و موسیقی سیکھنے میں اُن کی نگراں ہو۔

ع: اُدھر اُوٹ میں نائکا کا بناو
[بیان، ص ۲۰۵۰]

نَبات چُننا/ نُوبات چُننا: مصری کی ٹوڈلیاں ہوتی ہیں، جو دُلھن کے مختلف اعضائے جسم پر رکھ کر ہاتھ لگائے بغیر ڈھکا ڈھکا کر دولھا کے منہ سے چُنوائی جاتی ہیں [یا یوں کہیے کہ چُنوائی جاتی تھیں]۔ ڈومنی پہلے دلھن کے سر پر مصری کی ڈلی رکھتی ہے اور کہتی ہے: دولھا میاں! اِس کو مُنہ سے اُٹھا کر کھالو۔ جب دولھا سر کے پاس مُنہ لے جاتا ہے تو اُس جگہ سے ذرا ہٹا کر رکھ دی جاتی ہے ڈومنی کہتی ہے کہ ایسا بھوکا دولھا بھی نہیں

دیکھا کہ ایک ڈلی کے پیچھے کہاں کہاں مُنہ دوڑاتا ہے۔ جب سر کی ڈلی دولھا بہ مشکل کھالیتا ہے تو اُسی طرح دو ڈلیاں دونوں مونڈھوں پر، پھر پیٹھ پر، دونوں کُہنیوں اور دونوں گھٹنوں پر رکھ کر اُس کے مُنہ سے اُٹھواتی ہیں۔ عورتیں جُملے چُست کرتی جاتی ہیں۔ ساتھ ساتھ ڈومنیاں یہ فقرے گاتی جاتی ہیں:

شربت سے میٹھا ری بنا
ہریالا ری بنا، میٹھا ری بنا
[رسومِ دہلی]

وہ شیریں جو بیٹھی تھی شیریں بنی
نبات اُس کی چٹنی بنے کو بنی

چٹائی نبات اُس کو اِس گھات سے
کہ ڈھکا دیا ہر گھڑی بات سے
[بیان، ص ۲۰۸۶]

دیکھیے: نَو باتیں چکھوانا۔

نِبَختا: مُوا، نگوڑا۔

رع: ایسا دیکھا نہیں کم بخت نبختا مقسوم
[جانصاحب: نور]

نِبَختی: بدنصیب، کم بخت۔ موئی، نگوڑی۔ [مذکر: نبختا]۔

اے جان! لکھنؤ سے نکل جاؤں گی میں اب
اوقات مجھ نبختی کی ہوتی بسر نہیں
[جانصاحب: آصفیہ]

نَبَرْد: لڑائی۔

نبض ساقط ہے: نبض رُک گئی ہے۔

رع: نبض ساقط ہے، دم نکلتا ہے
[مثنویات، ص ۷۱۳]

نبضِ عَلیل: بیمار کی نبض۔

نِپَٹ: محض، بالکل، نِرا، تمام، بہت، پوری طرح سے۔

مگر غنچہ ساں کچھ کِھلے میرا دل
کہ غم نے کیا ہے نپٹ مضمحل
[بیان، ص ۱۲۵۸]

نِت: ہمیشہ۔

یاں جو جو دل کی خواہش کی کچھ بات کر دے کہتے ہیں
وہ اپنے لطف و شفقت سے نت ہاتھ اُنھوں کے گہتے ہیں
[نظیر، ص ۲۴]

نَٹ کھَٹ: شریر، شوخ، فتنہ پھیلانے والا۔ فریبی، دغاباز۔

سب ترا کھیل ہے، بناوٹ ہے
موذی ہے، بے حیا ہے، نٹ کھٹ ہے
[مثنویات، ص ۳۹۵]

نُج: "نُوج" کی مخفف صورت۔ دیکھیے: نَوج۔

نَوج اِس طَرح بھی کوئی گھبرائے
نُج کوئی اِتنی ہَول ہَول مچائے
[مثنویات، ص ۸۶۹]

نَجابَت: شرافت، اَصالت۔

نَجّار: بڑھئی۔

نُجبا: نجیب کی جمع، شریف لوگ، خاندانی لوگ۔

گھروں سے یوں نُجبا کے نکل گئے ناموس
ملی نہ ڈُولی اُنھیں، جو تھے صاحبِ چونڈُول
[سودا، ص ۲۷۱]

(چونڈول: چَنڈول، چوڈُول۔ناموس: بیگمات۔اِس معنی میں یہ لفظ مذکر ہے)۔

نَجِس العَین: جو کبھی پاک نہ ہو سکے۔ وہ چیز جس کا ہر حصّہ ناپاک ہو۔ چھونا، لگانا سب ناجائز ہو۔

انسان اشرفُ المخلوقات ہے اور کتا نجس العین ہے[باغ، ص ۱۲۵]۔

نَجم: ستارہ[جمع: اَنجم، نُجوم]۔

نَجمِ سعادت: خوش نصیبی کا ستارہ۔

ع: اور اُس کا یہ نجمِ سعادت وزیر
[بیان، ص ۱۵۷]

نُجوم: دیکھیے: علمِ نجوم۔

نِجھا کر: غور کر کے، نظر جما کر۔

میں نے خوب نجھا کر جو دیکھا، تو یہی میرے دونوں بھائی ہیں[باغ، ص ۱۷۶]۔

نِجُھول: ہاتھی کی وہ چال جس میں سوار کو دھچکا محسوس نہ ہو۔ تیز رفتار ہاتھی۔

نہ ٹھور چارے کا، راتب کا نے ٹھکانا ہے
ہر ایک بھوک سے سوے عدم روانہ ہے
اب اِس کو خواہ تو پائل سمجھ لے خواہ نجھول
[سودا، ص ۲۶۷]

نَجیب: شریف، حسب نسب کے لحاظ سے اچھے خاندان کا شریف آدمی۔ [جمع: نُجبا]۔

نجیبوں کے قدر دانوں کو خدا سلامت رکھے[باغ، ص ۲]۔

نَجیبُ الطَّرفین: ماں اور باپ دونوں کی طرف سے شریف اور صحیح النّسب ہو۔

نِچَنت: بے پروا، مطمئن، بے فکر۔

نَحل: شہد کی مکھی۔

نَحو: طریقہ، انداز۔

کیے علم نوکِ زباں حرف حرف
اِسی نحو سے عُمر کی اُس نے صرف
[بیان، ص ۴۴۲]

مزید دیکھیے: علمِ نحو۔

نَحیف: کم زور، دبلا پتلا۔

نَخّاس / نَخاس: پرانے زمانے کا بازار جہاں کنیزوں، غلاموں کو فروخت کیا جاتا تھا۔

چارپایوں کی خرید و فروخت کا بازار۔ گھوڑوں کا بازار [مثل ہے: گھر گھوڑا، نخّاس مُول]۔

نخّاس کی گھوڑی: رنڈی، کسبی، چھنال، فاحشہ۔

نخاس والی: بازاری عورت، بیسوا، کسبی۔
[نخاس کی ذرا سی بدلی ہوئی شکل "نخاسا" ہے۔ دیہی علاقوں میں چوپایوں کا بازار]۔

نخچیر: شکار۔

نخچیر گاہ: شکار گاہ۔

بنائی جہاں اُس نے نخچیر گاہ
رہے صید وھاں آکے شام و پگاہ
[بیان، ص ۱۷۷]

نخرا تِلّا: ناز و کرشمہ، چاو چو چلا۔ ناز نخرے۔

جیتے رہیے کہ اِس میں مریے آپ
نخرا تِلّا ذرا نہ کریے آپ
[مثنویات، ص ۹۴۵]

وہ مُجمّل پائی بھی اُس حالت میں نیچے پڑی ہوئی نخرے تلّے کرنے لگی۔
[باغ، ص ۵۸]

نخشب: علاقہ ماوراء النہر کے ایک شہر کا نام، جو بخارا سے چار دن کی مسافت پر تھا۔ مزید دیکھیے: ماہِ نخشب۔

نخل: کھجور کا درخت: نخیل۔ بہ طور مجاز: ہر ایک درخت۔

ہر اک جوان کا پیری میں سر جھکا آخر
یہ نخل پست ہوا، جس قدر بلند ہوا
[آصفیہ]

نخلِ اُمّید سے نہال ہوئے: دل کا مطلب حاصل ہو گیا، کام یابی حاصل ہونے سے خوش ہو گئے۔

لگے پینے باہم شرابِ وصال
ہوئے نخلِ امّید سے وہ نہال
[بیان، ص ۱۱۳۶]

(نہال کے ایک معنی ہیں: درخت اور ایک معنی ہیں: خوش۔ نخل اور نہال میں اِس طرح معنوی مناسبت پائی جاتی ہے)۔

نخلِ تابوت: ایک طرح کی آرایش جو مُردوں کے تابوت پر کی جاتی تھی، پھولوں کی ٹہنیاں وغیرہ لگانا (یہ ایران کا پُرانا طریقہ ہے۔ ہندستان میں ہندوؤں میں بوڑھے آدمی کی ارتھی کو اِس طرح سجاتے ہیں)۔

اک دیونی مُردہ دل سی، مبہوت
پستاں سے قد اُس کا نخلِ تابوت
[گلزار، ص ۸۱۰]

(اُس دیونی کے قد کو "نخلِ تابوت" اور اُس کے پستانوں کو سامانِ آرایش کہا ہے)۔

[ایران میں ایک بڑے تابوت کو قیمتی کپڑوں سے آراستہ کیا جاتا تھا اور اُس پر آئینے، خنجر اور تلواریں لگائی جاتی تھیں اور محرّم میں عاشورا کے دن "تابوتِ حسین ابنِ علی" کے نام سے جلوس کے

ساتھ نکالا جاتا تھا۔ اُسے بھی "نخلِ تابوت" کہتے تھے۔ محمد معین: فرہنگِ فارسی]۔

نَخلِستان: کھجور کے درختوں کا بَن، جہاں کھجور کے بہت سے درخت ہوں۔ مجازاً: وہ میدان جس میں بہت سے سرسبز درخت ہوں۔

نَخْلِ شمع دان: رنگین موم کا بنا ہوا درخت جو شمع دان میں ہو، اُس کے کئی حصّوں کو روشن کیا جاتا ہے: نخلِ مومی۔ دیکھیے: نخلِ مومی۔

نَخْلِ طوٗر: وادیِ ایمن میں کوہِ طور کے قریب وہ درخت جس پر خدائے تعالا کی تجلّی ظاہر ہوئی تھی: نخلِ ایمن۔

نَخْلِ کُہن: پُرانا درخت۔

ڈر جانوروں کا دل میں پَیٹھا
اک نخلِ کہن پہ چڑھ کے بَیٹھا
[گلزار، ص ۷۵۶]

نَخْلِ گُلِ جوانی سبز تھا: جوانی کا پھول جس درخت میں لگا تھا وہ خوب سرسبز تھا؛ مطلب یہ ہے کہ دل کش جوانی تھی۔

سبز نخلِ گلِ جوانی تھا
حُسنِ یوسف فقط کہانی تھا
[مثنویات، ص ۱۲۸۹]

نَخْلِ ماتم: ایک طرح کی آرائش جو مُردوں کے تابوت پر کی جاتی ہے، جیسے: پھولوں کی ٹہنیاں لگانا (وغیرہ) اِسی نسبت سے اِسے "نخلِ تابوت" بھی کہا گیا ہے۔ ہندوؤں میں بوڑھے آدمی کی ارتھی کو اس طرح سجایا جاتا ہے۔ دیکھیے: نخلِ تابوت۔

نَخْلِ مُراد: مراد کا درخت؛ تصوّر، تخیّل کی بہترین شکل۔

وہ چھب تختی اُس کی نزاکت نِہاد
چمن زارِ قدرت کا نخلِ مُراد
(یعنی جسم کی عمدہ بناوٹ کے لحاظ سے اُس کا قد قدرت کی بہترین تخلیق تھی، قدرت کا نخلِ مراد تھا)۔

نَخْلِ مریم: کھجور کا وہ سوکھا درخت جو حضرت مریم کی برکت سے سرسبز ہو گیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جب حضرت مریم دردِ زِہ سے بے قرار ہو کر جانبِ صحرا نکلیں تو اُس درخت کے نیچے آکر ٹھہریں، جس کے سبب وہ ہرا بھرا ہو گیا [آصفیہ]۔

نخلِ موم / نخلِ مومی: دیکھیے: نخلِ شمع دان۔

ہے یہی آتشِ گل تیز، تو اک دن سُنتا
نخلِ مومی کی طرح جائے گا ہر نخل پگھل
[قدر: نور]

نَخیل: کھجور کا درخت۔

نَدّاف: روئی دُھنکنے والا، دُھنا۔

نِدان: آخر کار۔

نِدان صلاح کی خاطر اُسی محلی کو بُلایا [باغ، ص ۵۲]۔

نِدھڑک: بے دھڑک، بے خوفی کے ساتھ۔

ع: مُغ بچہ آئے چلا قاضی کے آگے ندھڑک [سودا، ص ۱۵۹]۔ میں اپنے جی سے اکتا رہا تھا، نِدھڑک بول اُٹھا [باغ، ص ۴۴]۔

نَدیم: ساتھی، دوست۔

بچھی ہے سوزنی، نُو جا کھڑا اجھلے ہے رُمال
حضور بیٹھے ہیں اک دو ندیم اہلِ کمال
[سودا، ص ۲۶۴]

نَذْر دکھانا: نَذْر دکھلانا / نَذْر دینا / نَذْر گزرانا / نذر پیش کرنا: بادشاہ یا امیر کے سامنے حاضر ہونے کے وقت نقد رقم ہاتھ پر رکھ کر [اِس طرح کہ بائیں ہاتھ کا پنجہ سیدھے ہاتھ کے پنجے کے نیچے ہوتا تھا] یا رومال پر رکھ کر بہ طورِ نذرانہ پیش کرنا۔ بہ طورِ نذر اور قیمتی چیزیں بھی پیش کی جاسکتی تھیں، جو عموماً بادشاہ کے سامنے خوان میں یا خوانوں میں سجا کر پیش کی جاتی تھیں۔ نذر پیش کرنا آدابِ دربار میں شامل تھا۔ بادشاہ یا امیر کی بالادستی کا اور اپنے محکوم اور فرماں بردار ہونے کا یہ اعتراف اور اظہار ہوتا تھا۔

وہ نذریں کہ جس جس نے تھیں ٹھانیاں
شہ و شاہ زادے کو گزرانیاں
[بیان، ص ۵۲۲]

نَذْر ماننا: مَنّت ماننا۔

نِرباہ: نباہ۔

واہی نہ بجھ سوزؔ کے پیماں کو تو اے یار
جو تجھ سے کیا عہد، سو نِرباہ کرے گا
[سوز: آصفیہ]

نِرَت: ناچ، بھاو، انداز۔

نِرَت کار: ناچنے والے۔ ناچنے میں بھاو بتانے والے، انداز دکھانے والے۔

نَرْد: چوسر اور پچیسی کی گوٹ۔ چوسر اور پچیسی میں سولہ مُہرے ہوتے ہیں چھالیا کی شکل کے چار رنگ کے؛ اِنھیں نَرد یا گوٹ کہتے ہیں۔ چوسر، پانسے سے کھیلی جاتی ہے اور پچیسی، کوڑیوں سے۔

چَوسَر ہی کے سیکھنے کو یکسر
گھوما وہ بہ رنگِ نَردِ گھر گھر
[گلزار، ص ۱۰۴]

نَردُبان: سیڑھی، زینہ۔

نِردھاری: جس کا کوئی روپ نہ ہو۔ جو اپنے روپ کو ظاہر کرنے کے لیے کسی مقام کا محتاج نہ ہو۔

ع: کوئی الکھ روپ، کرتار کہے، نِرکال،

نر نجن، نردھاری [نظیر، ص ۱۸]۔

نَرسِنگا: ایک طرح کا بجانے کا سینگ، سینگ کی طرح کا بنا ہوا بگل۔

کوتوال کو حکم ہوا، اُس نے آکر...... میری حویلی کو گھیر لیا اور نرسنگا دروازے پر بجایا اور چاہا کہ اندر گھُسیں [باغ، ص ۲۳۱]۔

نَرسِنگِیا: نرسنگا (بگل) بجانے والا۔

نِرکال: چھپا ہوا۔

ع: کوئی الکھ روپ، کرتار کہے؛ نرکال، نرنجن، نردھاری [نظیر، ص ۱۸]۔

نَرگاو: بیل۔

نرگسِ بیمار: شاعروں نے بیمار، رنجور، طناز، فتّاں، جادو، نیم خواب، نیم باز (وغیرہ) بہ طور صفت استعمال کیے ہیں اور مراد ہوتی ہیں معشوق کی مست آنکھیں، نشیلی آنکھ، معشوقانہ انداز سے جھکی ہوئی آنکھ۔

نرگس دان: وہ گُل دان جس میں نرگس کے پھول لگائے جائیں۔

نرگسِستان: وہ مقام جہاں نرگس کے بہت سے پودے ہوں۔ نرگس کے پھولوں کی جگہ۔

نرگسِ شہلا: وہ نرگس جس کا کٹورا سیاہ ہو۔ نرگس کا وہ پھول جس میں زردی کے بجائے سیاہی ہو اور انسانی آنکھ سے بہت مشابہ ہو۔

نرمہ: کان کی لو۔

نرما: ریشم اور سوت کا مِلوان بنا ہوا پھول دار چکنی سطح کا کپڑا۔

(۲) ململ کے مانند باریک، چکنی سطح کا، سادہ اور رنگین تیار کیا ہوا پشمینہ۔ زنانہ کرتے بنانے کے کام آتا ہے۔

نِرَنُجَن: خواہش اور غضب سے پاک۔ بے عیب۔

ع: کوئی الکھ روپ، کرتار کہے، نرکال، نرنجن، نردھاری [نظیر، ص ۱۸]۔

نری: بکری یا بھیڑ کا رنگا ہوا چمڑا۔

لال نری کا سلیم شاہی جو تا زیادہ استعمال کرتے تھے [کہانی، ص ۳۲]۔

نزاکت نژاد: جس میں پیدائشی نزاکت ہو۔

وہ چھب تختی اُس کی نزاکت نژاد
[بیان، ص ۱۰۶۴]

نزد: نزدیک۔

نزع: جان کا نکلنا، دم ٹوٹنا؛ مرنے سے ذرا پہلے کا عالم۔

نزہت: پاکیزگی، تازگی۔

نزہتِ خاطر: خوش دلی، دل کا شگفتہ ہونا۔

نِژاد : اصل، نسل، خاندان۔

نِژَند/ نژَند: غم گین، افسردہ، پژمردہ، عاجز، حیران پریشان۔

دل سخت نژند ہو گیا ہے گویا
اُس سے گلہ مند ہو گیا ہے گویا
[غالب، دیوان نسخۂ عرشی، ص ۲۵۳]

(۲) پست، خوار، بُرا۔

سارے عالم سے کرے ہے کج روی چرخ نژند
قافیہ ہے تنگ از بس امن کی راہیں ہیں بند
[میر، کلیات مرتبہ آسی، ص ۷۳۷]

نَساخ : پچھلے احکام اور چلن کو ختم کر دینے والا، رد کرنے والا۔ یہ مبالغے کا صیغہ ہے، مراد ہو گی: بہت بڑا منسوخ کرنے والا۔

نستعلیق : مہذب، متین، شایستہ، قاعدے قرینے کا آدمی۔

اِس سن و سال پر کمال خلیق
چال ڈھال انتہا کی نستعلیق
[مثنویات، ص ۱۲۹۰]

(۲) ایک خط کا نام، جو خطِ نسخ اور خطِ تعلیق کی مشترک روشوں کی ترقی یافتہ صورت ہے، اِسے "عَروسُ الخطوط" بھی کہا گیا ہے۔

نَسخ :ایک خط کا نام۔[عربی عام طور اِسی خط میں لکھی جاتی ہے۔اِس کی جلی تحریر کو "ثلث" کہتے ہیں]۔

نُسَخ : نسخہ [بہ معنیِ کتاب] کی جمع۔

نَسرِین : سفید جنگلی گلاب۔

نَسرِین بدن : محبوب کی صفت کے طور پر آتا ہے، پھول جیسا نازک بدن۔

نَسَق : انتظام، بندوبست، قاعدہ قانون۔

نَسَقچی: چوب دار، وہ سپاہی جن کے ذمے شہر کے انتظام کی دیکھ بھال ہو۔

نسقچیوں کو حکم کیا کہ جلد جاؤ، اُس بے دین کا سر کاٹ لاؤ[باغ، ص ۱۳۲]۔

نَس کٹا: ہیجڑا، خواجہ سرا۔

کئی سے سواری کا دوڑنے والا خواجہ سرا، عجیب عجیب طرح کا نس کٹا۔
[فسانہ، ص ۱۸۳]۔

نِشان : منظوری کا نشان، رقم کی ادائگی کا حکم نامہ۔

جب مول مشخص ہوا مرضی کے موافق
پھر پیسوں کا جاگیر کے عامل پہ نشاں ہے
پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جس وقت
کہتا ہے وہ پیسا ابھی مجھ پاس کہاں ہے
[سودا، ص ۲۵۷]

پوماہہ یہ بیٹھے ہے، ولے پانسو ہے خرچ
اور زر کے اجارے کا بھی اردو میں نشاں ہے
دُھتے دے غرض پیسے اُڑا کر ہوئے روپوش
گھر جا کے پکارے جو کوئی لالہ، کہاں ہے
[سودا، ص ۲۵۹]

(۲) سُراغ، علامت، پتا، یادگار، نشانی۔

(۳) علم، لشکر کا جھنڈا۔

حواسِ خمسہ عاشق کے نالے سے ہے جمعیت
پریشاں فوج ہو، جس دم نشاں گر جائے لشکر کا
[اسیر: آصفیہ]

نشان اُٹھنا: جھنڈا بلند ہونا۔

قیامت آئی، ہوا آفتابِ حشر بلند
گناہ گاروں کے لشکر کا وہ نشان اُٹھا
[شرف: نور]

نشان بَردار: جھنڈا لے کر چلنے والا، علم بردار۔

نُشور: مُردے کا قیامت کے دن زندہ ہونا۔ قیامت۔

نَشو ونَما / نُما: بڑھنا، بالیدگی، پرورش پانا۔ ظہور، ترقّی۔ [مذکر – مونث]۔

ع: خط کو روئے یار پر نشو ونما ہوتا نہیں
[ناسخ: نور]

ع: چشمِ پُر آب سے ہے نشو ونما ساون کی
[صبا: نور]

نَصیب: حصہ، قسمت۔

نصیبِ اَعدا: لفظی معنی: دشمنوں کا حصہ۔ یہ دعائیہ کلمہ ہے۔ جب کسی عزیز وغیرہ کی بیماری کا یا کسی بُری خبر کا ذکر کرتے ہیں، تو پہلے یہ کلمہ زبان پر لاتے ہیں، [جیسے: میں نے سنا ہے، نصیبِ اَعدا آپ کا مزاج ناساز ہے۔ یعنی خدا کرے یہ بیماری دشمنوں کا حصہ ہو]۔

نَشید: نغمہ، لے۔

نُصَیری: وہ لوگ جو حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں۔

نُطق: گویائی، بولنے کی طاقت۔ بات، گفتگو۔

نَظّار گی: دیکھنے والا۔

تکلّف برطرف، نظّارگی میں بھی سہی، لیکن
وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے
[غالب، دیوان نسخہ عرشی، ص ۲۲۵]

نظر اَنداز: جس پر نظر پڑ چکی ہو، جو نظر میں آچکا ہو۔

نہ بچے طائرِ مضموں نظرانداز مرا
فکرِ عالی کی، ہے شاہین مری، راہ نوال
[سودا، ص ۱۷۵]

(یعنی جو خیال میرے ذہن میں آچکا ہو، وہ ضرور نظم ہوگا، ضرور شعر میں بندھے گا)۔

نظر اَنداز کرنا: ناپسند کرنا، نامنظور کرنا، نظر سے گرانا۔

نَظْم و نَسَق: بندوبست، ترتیب اور انتظام۔ حکومت، حکومت کرنے کا انداز، قاعدہ۔

گردوں پہ رنگِ چہرۂ مہتاب فق ہوا
سلطانِ غربِ وشرق کا نظم و نسق ہوا
[سلطانِ غرب وشرق: سورج]

نَعْل: جوتا، جوتی۔ (۲) وہ لوہا جو جوتے کے تلے کی مضبوطی کے لیے، اُس کے تلے میں لگاتے ہیں۔ (۳) گھوڑے یا بیل کے پانو میں (کھری میں) لگانے کا لوہے کا حلقہ (جو گویا بیل یا گھوڑے کے لیے جوتے کا کام دیتا ہے)۔

فلک نے سر پہ اپنے رکھ کے ماہِ نو بنایا ہے
گرا تھا جوز میں پر ٹوٹ کر نعل اُس کے توسن کا
[اسیر: نور]

نَعْل بَندی: وہ مقررہ رقم جو نذرانے کے طور پر بادشاہ کی خدمت میں پیش کی جاتی تھی۔ خراج۔

اُس بادشاہ کے عمل میں ہزاروں شہر تھے اور کئی سلطان نعل بندی دیتے [باغ، ص ۱۰]۔

نقشِ سُم جس دشت پر ہو اُس کی بسط و حیز کا
دیں غزالانِ حرم تک نعل بندی آ کے وھاں
[سودا، ص ۶۸]

(حضرت علی کے گھوڑے کی تعریف میں)۔

نَعْل بَہا: بادشاہ جب کسی علاقے سے گزرتا تھا، تو وہاں کے حاکم کو کچھ رقم بہ طور نذرانہ پیش کرنا ہوتی تھی، اِسے "نعل بہا" کہتے تھے۔ [یہ اصلاً ایرانی بادشاہوں کا طریق کار تھا]۔

سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجیے
تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہے
[غالب، دیوان نسخۂ عرشی، ص ۲۴۱]

نَعْل در آتش: بے قرار، مضطرب۔

عاملوں کا ایک طریقہ یہ بھی رہا ہے کہ گھوڑے کے نعل پر محبوب کا نام، کچھ دعاؤں کے ساتھ لکھ کر اُسے آگ میں ڈال دیتے تھے۔ یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جب تک وہ نعل آگ میں رہے گا، اُس وقت تک محبوب اپنے عاشق کی محبت میں بے قرار رہے گا۔ اِس سے رہائی کا طریقہ یہ تھا کہ اُس نعل کو آگ سے نکال لیا جائے اور اُس میں سوراخ کر دیا جائے، اِس طرح وہ اثر ختم ہو جائے گا۔

ہے مہِ نو بھی نَعل در آتش
دیکھ کر اُس کی گرم رفتاری
[منیر: نور]

نَعْلَین: دونوں جوتیاں، جوتی کا جوڑا۔

نَعَم: قبولیت کا کلمہ "ہاں" کے معنی میں۔
[لا و نعم: نہیں اور ہاں]۔

نِعَم: نعمتیں (نعمت کی جمع)۔

نِعْمَ الْبَدَل: اچھا عوض، اچھا بدل۔

دیا تھا سب کو آرام، اُس کا اب نعم البدل پایا
نہیں ہیں گور میں، سوتے ہیں ہم آغوشِ مادر میں
[رشک: نور]

نعمتِ غیر مُترقّبہ: وہ نعمت جس کے ملنے کا سان گمان نہ ہو، اچانک مل جائے۔ وہ نعمت جو محنت کے بغیر مل جائے۔

نعوذ باللہ: خدا کی پناہ، خدا بچائے۔ (عموماً اظہارِ نفرت کے لیے)۔

نَغز: عمدہ، اعلا، عجیب۔

نغمۂ تہنیت: خوشی، مبارک بادی کے گیت، نغمے۔

کروں نغمۂ تہنیت کو شروع
کہ اک نیک اختر کرے ہے طلوع
[بیان، ص ۲۹۵]

نَفائس: نفیس، عمدہ چیزیں۔

نَفَحات: خوش بوئیں۔

نَفخ: اَپھار، پیٹ کا پھولنا۔

نَفَر: نوکر، ادنا درجے کا ملازم۔

کہتا ہے نفر غرّے کو صرّاف سے جاکر
بیوی نے تو کچھ کھایا ہے، فاقے سے میاں ہے
[سودا ص ۲۵۵]

(۲) ایک آدمی، شخصِ واحد۔
(۳) سائیس۔

نفروں کو کہہ دو گھوڑے ڈریا کرلے
آویں [باغ، ص ۱۵۵]۔

نَفَرے: نفر کی جمع۔

مع: وہ لڑچکے، جنھیں کہیں نفرے بڑے بڑے
[سودا، ص ۳۴۵]

نَفرِیں: کوسنا، بددُعا، لعنت ملامت، پھٹکار۔ [تحسین کا مقابل]۔

نَفَس: سانس۔ دم۔ مجازاً: لحہ۔

نَفَسِ باز پسیں / نفسِ واپسیں: نزع کے عالم میں آخری سانس جو جاکر پھر نہ آئے۔

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لیے، لیکن
ہونٹوں پہ مرے جب نفسِ بازپسیں تھا
[میر، کلیات مرتبہ آسی، ص ۲]

ہر دم کو آدمی نفسِ واپسیں گِنے
[رشک: نور]

نَفْس: جان، روح۔ ذات، وجود، ہستی۔ [جمع: نُفوس]۔ (۲) عورت کا جسم۔ (۳) حقیقت، اصلیت۔ (۴) [مرد کا] عضوِ تناسُل (ذَکر)۔

نَفسُ الْاَمر: اصل مدّعا، اصل بات، واقعی بات، در حقیقت۔

نَفسِ اَمّارہ: انسان کی وہ خواہش جو بُرے کاموں کی طرف اُس کو متوجہ کرتی ہے، رغبت دلاتی ہے۔

نَفس پَرَست: شہوت پرست، عیاش۔

نَفس کُش: اپنی خواہشات کو مارنے والا، عابد و زاہد، پرہیزگار۔ پارسا، پاک دامن۔

نَفسِ لوّامہ: گناہ ہو جانے پر اپنے آپ کو لعنت ملامت کرنے والا نفس۔

نَفسِ مطلب: اصل مطلب، مدعا، مفہوم۔

نَفسِ مُطمئِنّہ: وہ نفس جو بُری عادتوں سے پاک صاف ہو کر اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ خدا کو تلاش کرے، دنیا میں سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرے۔

نَفسِ معاملہ: اصل بات۔

نَفسِ ناطِقہ: انسانی روح، جان۔ مجازاً: وہ شخص جو کسی کے بہت اعتماد اور بھروسے کا ہو اور جس کی بات وہ شخص بہت مانتا ہو۔

نُفُور: نفرت کرنے والا۔ بھاگنے والا، کراہت کرنے والا۔

نُفوس: نَفس (بہ معنی روح، وجود) کی جمع۔

نُفوسِ قُدسیہ: پاک روحیں، بزرگانِ دین، پیغمبر، فرشتے، نیک لوگ۔

نَفی / نَفی: اثبات کی ضد: انکار، کسی چیز کے وجود سے انکار کرنا۔

ع: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا

[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۸۴]

آرزو اک بے بضاعت آدمی
جس کا کل سرمایہ اک لائے نفی

[آرزو لکھنوی: جہانِ آرزو، ص ک]

نَفیر: شہنائی کی آواز کی طرح تیز آواز۔

نَفیرِ خواب: آواز جو سونے کے عالم میں سونے والے کے منہ سے نکلتی ہے: خراٹے۔

نَفیری: بانسری کی قسم کا اصلاح شدہ ہندستان کا پرانا سُریلا ساز۔ نفیری کے پیپے کو "چکاری" کہتے ہیں [اصطلاحات]۔

نَقاب اُڑھا کر: نقاب پہنا کر۔

کہے کے بہ موجب اُڑھا کر نقاب
چھپا اُس کو لا کر بٹھایا شتاب

[بیان، ص ۱۱۱۹]

نَقارچی: نقارہ بجانے والا۔

نَقّاشِ ازل: خدا۔

نِقاط: نقطے (نقطہ کی جمع)۔

نَقائص: نقص کی جمع: عیب، برائیاں۔

نَقاہت: وہ کم زوری جو بیماری سے صحت پانے کے بعد ہوتی ہے۔ کم زوری، ناتوانی۔

نَقب دَواں: نقب دوڑانے والا، یعنی نقب لگانے والا۔

ع: وَے نقب دَوانِ باغِ گل رنگ

[گلزار، ص ۵۸۲]

یعنی اے باغِ گل رنگ (بکاولی کے باغ) میں نقب لگانے والے!

نِقرِس: ایک طرح کا شدید درد جو عموماً پیر کی انگلیوں اور ٹخنوں میں ہوتا ہے۔

نُقرہ: چاندی۔ (۲) سفید رنگ کا گھوڑا۔

نُقرئی: چاندی کا۔
نُقرۂ خام: کچی چاندی، یعنی خالص چاندی۔

دیکھا تو وزیر زادہ بہرام
بلتے میں تھا شکلِ نقرۂ خام
[گلزار، ص۱۵۰۵]

نَقش: قول اور قلبانہ کی طرح اِس بندش کے لیے بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ چار مصرعوں کا مجموعہ ہوتا ہے جسے ایک راگ اور ایک تال میں گایا جاتا ہے۔
نَقش: (۱) تصویر۔

ع: نقش، فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
(غالب)

(۲) پھول پتی کا کام۔ مُثبت کاری۔ نشان جو اُبھرا ہوا ہو۔
(۳) تعویذ جس میں خانے کھینچ کر ہندسے [جو الفاظ کی قائم مقامی کرتے ہیں کہ وہ حرفوں، لفظوں کے عدد ہوتے ہیں بہ حسابِ ابجد] یا خدا کے نام (وغیرہ) لکھتے ہیں۔

دکھلایا بے نقاب جسے، بندہ ہو گیا
وہ روئے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا
[آتش: نور]

(۴) نشان، علامت، لکھا ہوا۔
نقشِ آب: پانی پر بننے والا نقش، مجازاً: بے ثبات، جلد مٹ جانے والا۔

عجب طرح کے حوادث ہیں بحرِ ہستی میں
ہر اک کا حال یہاں مثلِ نقشِ آب رہا
[صبا: نور]

نقش بر آب: جو نقش پانی پر بنا ہو، یعنی بہت جلد مٹ جانے والا، فانی؛ نقشِ آب۔

نقش بر آب ہیں سب تاج و نگیں شاہوں کے
کس کا دنیا میں سدا نام و نشاں رہتا ہے
[صبا: نور]

نقشِ پا: پیروں کے نشانات۔
نقش بیٹھنا: اثر ہو جانا، کسی بات کا دل میں بیٹھ جانا۔

اُس کی بزم آرائیاں سن کر، دلِ رنجور یاں
مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے
[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۱۲۳]

نقشِ پائے خامہ: قلم کے پیروں کے نقش۔ مراد ہے اُس کے لکھے ہوئے لفظوں سے۔ گویا قلم ایک راہ رَو ہے جو چل رہا ہے اور اُس کے پیروں کے نقش کاغذ پر بنتے جاتے ہیں۔

کرتا ہے جو طے سوادِ نامہ
یوں حرف، ہیں نقشِ پائے خامہ
[گلزار، ص ۱۳۷]

نقشِ دیبا: دیبا [ایک خاص طرح کے قیمتی

ریشمی کپڑے] پر بنے ہوئے نقش و نگار، گل بوٹے۔

آیا، تو وہ ٹو عروسِ زیبا
بستر پہ تھی شکلِ نقشِ دیبا
[گلزار، ص ۱۳۳۵]

یعنی بستر پر سو رہی تھی۔

نقشِ دیوار ہونا: حیران رہ جانا، سکتے کے عالم میں آجانا، انتہائے حیرت سے بے حِس و حرکت ہو جانا۔

نقشِ دیوار ہو رہے ہیں: حیران اور چپ چاپ ہیں۔

کوئی مسافر...... بے کسی اور مفلسی کے رنج و غم میں گرفتار ہو کر حیران رہ جاتا ہے، اُسی طرح سے یہ چاروں نقشِ دیوار ہو رہے ہیں [باغ، ص ۱۸]۔

نقشِ عملِ نگار: محبوب کے ہاتھ کی تحریر۔

مضموں جو پڑھا، پری تھی دانا
نقشِ عملِ نگار جانا
[گلزار، ص ۱۴۷۷]

نقشٌ کَالحَجَر: پتھر کی لکیر۔

تیری خدمتوں کا حق ہمارے جی میں نقش کالحجر ہے [باغ، ص ۳۰]۔

نقشِ مُراد: جو مقصود ہو، جس کی تلاش ہو۔ [وہ تعویذی نقش جو مراد حاصل کرنے کے لیے کسی عامل نے لکھ کر دیا ہو]۔

غافل جو مُوکّلوں نے پایا
اُس نقشِ مراد کو جگایا
[گلزار، ص ۱۱۰۷]

نقش ہُوا: یقین ہو گیا۔

نقش اِس کو ہوا کہ بس وہی ہے
اِن سادوں سے کندہ کب ہوئی ہے
[گلزار، ص ۳۶۹]

نَقْص: کمی، خرابی۔

نَقضِ عہد: عہد توڑ دینا، وعدہ خلافی۔

نُقَط: "نقطہ" کی جمع۔

نُقْل: ایک قسم کی شیرینی، جس کے اندر پستے یا چنے یا بادام رکھ کر گول گول لڈو سے بنا دیتے ہیں۔ یہ شیرینی ساچق کے سامان کے ساتھ (دولھا کے گھر سے دُلھن کے گھر) بھیجی جاتی ہے۔

خوان پر اِس روسیہ کے مت سمجھ تاروں کو نُقل
چمکے ہیں تودے میں خاکستر کے یہ چنگاریاں
[سودا، ص ۵۹]

نُقل: وہ چیزیں (گزک، بادام، کباب وغیرہ) جن کو شراب پینے یا افیون کھانے کے ساتھ (یا اُس کے بعد) تبدیلِ ذائقہ کے لیے کھاتے ہیں۔

نَقلِ خواب: خواب کی باتیں۔ پُرانی کہانیاں، قصے [جو اب گویا خواب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں]۔

کہاں رُستم و گیو و افراسیاب
سخن سے رہی یاد یہ نقلِ خواب
[بیان، ص ۱۰۹]

نُقلِ محفل: مسخرا، جس کی باتوں سے اہلِ محفل محظوظ ہوتے ہیں: نُقلِ مجلس۔

(۲) وہ چیزیں (شیرینی) جو یارانِ محفل محفل میں کھائیں۔

باتیں ہنس ہنس کے تو ہر شخص سے اے یار نہ کر
نُقلِ مجلس تو یہ شیرینیِ گفتار نہ کر
[شعور: نور]

ترالب گالیوں کے بعد بوسہ دے کے کہتا ہے
ابھی میں سَمِّ قاتل تھا، ابھی میں نُقلِ محفل ہوں
[راسخ: نور]

نَقیب (۱) وہ شخص جو حلقہ لوگوں کے خاندانی حالات، حسب نسب سے واقف ہو، اُنھیں بیان کرتا ہو: بھاٹ۔

(۲) وہ لوگ جو شاہی سواری کے آگے آگے ہوشیار، خبردار، نگاہ دار جیسے کلمات کے ساتھ آواز لگاتے جاتے تھے، یا دربار میں کسی کی باریابی (حاضری) کے موقعے پر یا عطائے خطاب کے موقعے پر بہ آوازِ بلند پکارتے تھے۔

(۳) میدانِ جنگ میں کڑکا کہنے والا، رَجَز پڑھنے والا۔

نِکات: نکتہ کی جمع: باریکیاں۔ وہ بلیغ بات یا کلام جس کی خوبیاں ہر ایک کی سمجھ میں نہ آپائیں۔ وہ خاص خوبیاں، اہم لطافتیں (محاسنِ کلام) اور معنوی گہرائیاں جن کو ہر شخص نہیں سمجھ پاتا۔

نَکبت: مفلسی، خواری، بدحالی۔

نَکتوڑے: نخرے، غمزے، غرور، گھمنڈ۔ (نکتوڑا کی جمع)۔

آبرو کو نہیں کم ظرف کی صحبت کا دماغ
کس کو برداشت ہے ہر وقت کے نکتوڑوں کی
[آصفیہ]

نُکتہ: (۱) نازک بات، باریک بات، وہ گہری اور بلیغ بات جس تک ہر شخص کا ذہن نہ پہنچ سکے۔

(۲) نُقطہ۔

بیاض اپنی دیکھی جو اِس رل کی
تو ایک ایک نکتہ، ہے فردوشی
[بیان، ص ۲۶۳]

نکتہ چیں: عیب نکالنے والا، آسانی سے تعریف نہ کرنے والا، اعتراض کرنے والا۔

بجی پہلی صحبت میں وحاں ایسی بین
کہ غش کر گئے دے جو تھے نکتہ چین
[بیان، ص ۱۶۳۰]

نکتہ چینی: اصل معنی ہیں: عیب نکالنا۔ سُرُور نے عبارت میں مشکل الفاظ کے استعمال کرنے اور عبارت کو مشکل بنانے کے

مفہوم میں استعمال کیا ہے۔

ایسا نہ ہو کہ آپ رنگینیِ عبارت کے واسطے دقّت طلبی اور نکتہ چینی کریں اور ہم ہر فقرے کے معنی فرنگی محل کی گلیوں میں پوچھتے پھریں[فسانہ، ص ۲۸]۔

نکتہ داں: ذہین، تیز فہم، کلام کی باریکیوں کو، محاسن کو جاننے والا، کلام کی باریکیوں کو سمجھ لینے والا۔

ثواب خدا نے بعد مدت کے جان گلکرست صاحب سا دانا، نکتہ رس پیدا کیا[باغ، ص ۸]۔

نکتہ سنج: فصیح، خوش گفتار، سخن فہم۔ مجازاً: شاعر۔

نکٹی: بے غیرت عورت۔ (۲) جس کی ناک کٹی ہوئی ہو۔ (۳) بلّی (عورتوں کی زبان میں)۔

نک گھِسنی: ناک گھِسنا، یعنی سجدے کرنا، دُعا مانگنا، روناگڑگڑانا۔

میرا دل اُمنڈ آیا۔ بے اختیار رونے لگا اور خدا کی درگاہ میں نَک گھِسنی کرنے [باغ، ص ۱۴۸]۔

نِکوہش / نکوہش: ملامت، جھڑکی، سرزنش۔

نکوہش ہے سزا، فریادیِ بیداد دلبر کی
مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبح محشر کی

(غالب، دیوان، نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۱۳۱)۔

نِکوئی: بھلائی، نیکی، اچھا سلوک، عمدگی۔

نِکویاں: اچھے لوگ۔

سخن کے طلب گار ہیں عقل مند
سخن سے ہے نام نکویاں بلند
[بیان، ص ۱۰۵]

نَکہت: خوش بو (موٴنث)۔

(۲) ہر مہینے کے پندرہ دن جن سے حساب بارش کا کرتے ہیں (مذکر)۔

رونے سے چوبیس گھڑیاں دو دو ہفتے کی لگیں
آیا جو نکہت، رُلایا مجھ کو ساون کی طرح
[رشک: نور]

(ہندی کا لفظ "نکھت" ہے، جو "نکشتر" سے بنا ہے[پلیٹس] اُس کے معنی ہیں: ستارہ۔ ۱۴ دن کے بعد نکشتر لگتا ہے، اِس نسبت سے اُس کے معنی پندرہ دن بھی ہو سکتے ہیں۔ رشک کو غالباً تشابہ لگا "نکہت" سے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اُس زمانے میں لکھنؤ میں "نکھت" کو "نکہت" کہتے ہوں)۔

نِکَھٹّو: ناقص، بدمزہ، بُرا۔

میں کسی دوسرے کو کیا الزام دوں، آپ ہی سب سے بدتر اور نکھٹّو ہیں[توبۃ النصوح، نور]۔

نکھ سِکھ سے درست / نِک سُک سے درست: پاٹو کے ناخن سے سر کی چوٹی تک، ایڑی سے چوٹی تک، سب طرح سے بے عیب۔

فی الواقع اُس کا عالم پری کا سا تھا، نکھ سِکھ سے درست [باغ، ص ۱۸۵]۔

جو کچھ چاہیے ٹھیک نکھ سِکھ سے انگ
نزاکت بھرا سیوتی کا سا رنگ
[بیان، ص ۸۵۴]

[نکھ: ناخن۔ سِکھ: سر۔ آصفیہ میں "نکھ سِکھ" ہی ہے، مگر قوسین میں یہ لکھا گیا ہے: "مسلمان عورتیں "نِک سُک سے" کہتی ہیں۔ فرہنگِ اثر میں بھی "نک سک" ہے۔ یہ ہر طور قدیم صورت "نکھ سِکھ" ہی ہے، میر امن نے بھی اِسی طرح لکھا ہے اور سحر البیان میں بھی اِسی طرح ہے]۔

نکیر، مُنکَر: وہ دو فرشتے جو دفن کے بعد آکر قبر میں مُردے سے سوالات کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے (وغیرہ)۔ اِنھیں "نکیرَین" بھی کہتے ہیں اور "منکر نکیر" بھی۔

میں نے اپنے تئیں مُردہ خیال کیا اور اُس مکان کو گور سمجھا۔ اِس میں دو شخصوں کی آواز کان میں پڑی...... یہی معلوم کیا کہ نکیر منکر ہیں، تجھ سے سوال کرنے آئے ہیں [باغ، ص ۱۴۵]۔

نکیرَین: دیکھیے: نکیر منکر۔

نِگار: نقش، بیل بوٹے۔ معشوق۔ وہ نقش جو عورتیں مہندی سے اپنے ہاتھوں پر بنالیتی ہیں۔

نِگار خانہ: تصویر خانہ، وہ گھریا کمرا جہاں بہت سی تصویریں لگی ہوئی ہوں۔ ■ گھر یا کمرا جس میں دیواروں پر اور چھت میں زیادہ نقش و نگار بنے ہوئے ہوں: نگارستان۔

نِگارِیں: مُنقّش، نقش و نگار سے آراستہ۔

نِگاہِ وَحدت بیں: وہ نگاہ جو خدا کی وحدت، یکتائی کو دیکھ سکے۔ کثرت میں وحدت دیکھ لینے والی نگاہ۔

کون سی جا ہے، جس جگہ وہ نہیں
چاہیے ہے نگاہِ وحدت بیں
[مثنویات، ص ۱۲۵۰]

نِگُراں / نِگَراں: دیکھنے والا۔ [ہر سو نگراں ہوئی: چاروں طرف دیکھنے لگی]۔

رہ گئی جب اکیلی وہ گل رو
نگراں سیر کو ہوئی ہر سو
[مثنویات، ص ۱۳۰۷]

(۲) پاسبان، محافظ۔

نِگرانی: دیکھ بھال، نگہ بانی، حفاظت، خبر گیری، اہتمام، انتظام۔

نِگوڑا: لولا، جس کے گھٹنے یا پاٹو نہ ہوں،

اپاہج۔ کم بخت، نکما، ناکارہ۔ بے وارثا، جس کے آگے پیچھے کوئی نہ ہو۔

یہ کلمہ عورتیں کسی ایسے شخص کے لیے استعمال کرتی ہیں جسے وہ پسند نہ کرتی ہوں۔ مصیبت کے مارے ہوئے شخص کے لیے بھی کہتی ہیں۔ بعض وقت بہت بے تکلفی اور اخلاص کے موقعے پر بھی زبان پر لاتی ہیں، جیسے: اے ہے، خدا کرے یہ نگوڑا جیتا رہے۔ اِس نگوڑے نے کسی کا کیا بگاڑا تھا جو لوگ اِس کے دشمن ہو گئے [بنات النعش: نور]۔

مونث کے لیے: نگوڑی۔ آبِ حیات میں آزاد نے لکھا ہے کہ انشا نے جُرات کا یہ معما کہا تھا: "سر مونڈی نگوڑی گجراتن"۔ اِس میں "نگوڑی" پیر کٹی (لاِلی) کے معنی میں آیا ہے۔ ["گجراتن" کا سر مونڈ دو، یعنی گ کو الگ کر دو اور پانْو کاٹ دو، یعنی ن کو کاٹ دو، تو "جُرات" بنے گا]۔

نِگوں: اوندھا، اُلٹا ہوا، سر جھکائے ہوئے۔

نِگوں بخت: بد نصیب۔

یہ آوازِ کرخت وہ نگوں بخت پکاری
[فسانہ، ص ۲۵۱]۔

نِگوں سار: اوندھا، اُلٹا، سر جھائے ہوئے۔

نَل: ایک راجا کا نام، جس کے لیے کہا جاتا ہے کہ اُس نے چوسر کا کھیل ایجاد کیا تھا اور یہ بھی کہ جُوے میں اپنی پوری سلطنت ہار گیا تھا اور یہ بھی کہ اُس کی محبوبہ کا نام دَمَن تھا۔

نَل دَمَن کی مثنوی: فارسی کے مشہور ہندستانی شاعر فیضی کی لکھی ہوئی مثنوی، جس میں راجا نَل اور اُس کی معشوقہ دَمَن کا قصہ لکھا گیا ہے۔

نَل دمن کی مثنوی سے ربط ہے، لیلیٰ مجنوں کا قصہ پڑھتی ہوں [فسانہ، ص ۱۰۲]۔

نَم: تری۔

چھوڑا نہ دل میں کچھ بھی تپِ ہجر نے، کہ رات
روتے تھے زار زار اور آنکھوں میں نم نہ تھا
[مومن: آصفیہ]

(۲) تر، گیلا۔

ناگفتنی ہے حال بہار و خزانِ باغ
اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا
[آتش: آصفیہ]۔

نمازِ خُسوف: وہ نماز جو چاند گرہن کے وقت پڑھتے ہیں۔

نمازِ کُسوف: وہ نماز جو سورج گرہن کے وقت پڑھی جاتی ہے۔

نماز کرنا: نماز پڑھنا۔

آخر جہاں میں نماز کر رہا تھا، وہاں آ نکلی
[باغ، ص ۱۵۹]۔

نمّام: چُغل خور، لُترا، سخن چیں۔

نَمدا: بغیر بُناوٹ کا اونی کپڑا، جو اون کے روؤں کو جما کر، کاغذ سازی کے طریقے پر بنایا جاتا ہے۔ اُسے "بانات" کہتے ہیں۔ یہ پتلا، موٹا، ادنا، اعلا، ہر طرح کا ہوتا ہے۔ (۲): بانات کی وضع پر تیار کیا ہوا موٹا اور گھٹیا قسم کا پارچہ، جو فرش پر بچھانے یا گھوڑوں کے ساز میں لگانے کے کام آتا ہے [بعض اعلا صنعتوں میں چمڑے اور کاغذ کے بجائے استعمال کیا جاتا ہے۔

نمدا بندھ جانا: دیوالا نکل جانا۔ مفلس ہو جانا۔

نمدا بندھوا دینا: کسی کو مفلس کر دینا۔

نَمدِ زِین: وہ نمدا جو زین کے نیچے گھوڑے کی پیٹھ پر ڈالتے ہیں: خوگیر، عرق گیر۔

نَم دیدہ گُل: جس پھول پر پانی یا اوس کے قطرے پڑے ہوں۔

جواہر سجا اپنے موقعے سے گُل
ترشح میں ہو جیسے نم دیدہ گُل

[بیان، ص ۱۹۳۸]

نَمِش: دودھ کا مصنوعی جھاگ۔ سردی کے موسم میں دودھ کو تھوڑی سی مصری کے ساتھ گاڑھا پکا کر اور رات میں اوس میں رکھ کر، صبح تڑکے اُچھال کر اسے بنایا جاتا ہے۔ صبح کے وقت پھیری والے اسے بیچتے پھرتے تھے۔ دہلی میں اِس کا عوامی نام "دولت کی چاٹ" تھا اور پھیری والے اِسی نام سے اِسے بیچتے تھے۔ لکھنؤ میں اب پھیری والے عموماً "مکھن ملائی" کہتے ہیں۔ دہلی میں اب "نمش" کو کوئی نہیں جانتا، ہاں کچھ پرانے لوگ (خاص کر خواتین) "دولت کی چاٹ" سے نام کی حد تک ضرور واقف نکلے۔ مجھے بتایا گیا کہ لکھنؤ میں ابھی "مکھن ملائی" کے نام سے نمش بکتی ہے، کم سہی۔ فارسی میں "نَمشک" ہے (فرہنگِ فارسی)۔ فارسی میں اِس کا ایک تلفظ "نِمشک" بھی ہے [ایضاً]۔

نَمَط: طرح، مانند۔

نکالو امانت اِسے اِس نمط
کہ لیتے ہیں بو مشک سے جس نمط

[بیان، ص ۱۷۴۶]

نَم گیرا، نَم گیرہ: وہ کپڑا جو اُوس کی نمی سے محفوظ رہنے کے لیے پلنگ پر چھت گیری کی طرح لگا دیتے ہیں۔ مجازاً: شامیانہ، سایباں۔

نم گیرۂ زر نگار: سنہرے نقش و نگار سے آراستہ شامیانہ۔

کھڑا ایک نم گیرۂ زر نگار
کہ تھے جس کی جھالر پہ موتی نثار

[بیان، ص ۸۰۱]

نَمَن : طرح، مانند۔

نُمُوْ / نَمُوْ : بڑھنا، بالیدگی، افزائش۔

حسن کو اُس کے نمو ہے، بڑھے قد سے گیسو
سایہ، جب مہر نکلتا ہے، سوا ہوتا ہے
[زکی: آصفیہ]

نُمُوْد / نَمُوْد : ظاہر ہونا، صورت شکل، ہیئت۔ ظاہری خوبی، رونق۔ مجازاً: سہارا، آرام و چین۔

سدا بے نمودوں کی اُس سے نمود
دلِ بستگاں کی ہے اُس سے کشود
[بیان، ص ۲۱]

(یعنی بے سہارا، بے سروساماں لوگوں کو اُسی سے سہارا ملتا ہے، آرام و چین اُسی کی مہربانی سے ملتا ہے)۔

نُمُوْدِ بے بُوْد : وہ نمایش جس کی کچھ اصلیت نہ ہو۔ جیسے: دنیا نمودِ بے بود ہے؛ یعنی دنیا کی اصلیت کچھ نہیں، قائم رہنے والی چیز نہیں، محض اوپر کا دکھاوا ہے۔

نُمُوْدِ خطِ گُل رُخاں : خوب صورت لڑکوں کے رُخساروں پر سبزہ نکلنا، یعنی داڑھی موچھوں کے بالوں کا رُواں نمودار ہونا۔

نَمُوْد ہونا : ظاہر ہونا۔ مشہور ہونا۔

ایک دم کے بعد غنیم فوج کا نمود ہوا
[باغ، ص ۲۱۴]۔

تھوڑے دنوں میں اُس کی دُکان ایسی چمکی اور نمود ہوئی کہ ...... [باغ، ص ۵۱]۔

نَموہی : بے زبان، کم سخن۔

کچھ نموہی نہ مجھ کو جانیے گا
دیکھیے پھر بُرا نہ مانیے گا
میں اگر بولنے پہ آؤں گی
لاکھوں دُھرّے ترے اُڑاؤں گی
[مثنویات، ص ۹۱۱-۹۰۹]

نَمیقہ : خط، نوشتہ۔

ننّاواں، ننّانْواں : [عورتوں کی زبان] جس کا نام لینا اچھا نہ ہو۔ وہ چیز جس کا نام نہ لینا چاہیے۔ ایسا شخص جس کا نام لینا بُرا سمجھیں اُس کی بُرائی یا کنجوسی کے سبب۔

(۲) چڑیل، چُھتنی [جمع: ننّاویاں]۔

(۳) بیگماتِ قلعہ کی بول چال میں: سورۂ یٰسین، جو مرنے والے کے سرھانے پڑھی جاتی ہے۔

(۴) ہیضہ (بیماری)۔

ننگ و ناموس : لحاظ و شرم، غیرت وحیا، عزّت وحُرمت؛ ننگ و نام۔

ملا کر تو اب دستِ افسوس کو
پڑا رہ لیے ننگ و ناموس کو
[مثنویات، ص ۱۶۶۷]

اگر یہ جانتی کہ عشق اور چاہ...... آخر کو بدنام اور رسوا کرے گی اور ننگ و ناموس سب ٹھکانے لگے گا [باغ، ص ۵۳]۔

ننگیا لینا / ننگیا لینا: سب کچھ چھین لینا، کپڑے تک اُتار لینا۔

حرامیوں نے اُس میدان میں ہمارے بھائی کو شہید کیا۔ جلدی کوچ کرو، نہیں تو اب کارواں پر گر کر سب کو ننگیا لیں گے [باغ، ص ۱۵۶]۔

ننگے مادر زاد: سر سے پیر تک بالکل ننگے، جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں: جُم ننگے۔

نوا: آواز۔ نغمہ، سُر۔

نوا پرداز: گانے والا، مغنّی۔ خوش آواز: نوازن، نواساز، نوا سنج۔

نو آموز: جس نے ابھی سیکھنا شروع کیا ہو، مبتدی۔ اناڑی، نوسکھیا۔

ہم سے نو آموز سے صیاد راضی ہو چکا
نغمہ سنجی اک طرف، آتی نہیں فریاد بھی
[جلیل: نور]

کیسا ہی آسان کام ہو، مبتدی اور نو آموز کو مشکل معلوم ہوتا ہے [بنات النعش: نور]۔

نو آئین: نیا انداز، نئی بات۔ زیبا، آراستہ۔

▪ شخص جو نئی بات نکالے۔

نوّاب ناظرِ سراپردۂ شاہی: وہ خواجہ سرا جو زنانی ڈیوڑھی، شاہی محل کا مہتمم اعلا ہو۔

نواح: کسی ملک یا شہر کے حدود کے قریبی مقامات، اطراف، علاقے، مضافات، قُرب و جوار۔

نواحی: نواح۔

نِواڑا: مور کی شکل کی بنائی ہوئی سیر و تفریح کی کشتی۔ اِسے "مور پنکھی" بھی کہتے ہیں [اصطلاحات]۔

نوا سنج: گانے والا، اچھی آواز والا۔

تقدیر سے ہیں جو شادی و رنج
اب یوں نَےِ خامہ ہے نوا سنج
[گلزار، ص ۱۰۸۳]۔

نوال: بخشش، عطا، مہربانی، احسان۔

نوالہ / نِوالہ: لُقمہ۔ ذرا سی چیز، لقمے کے برابر۔

نواہی: ناجائز کام، جن کاموں کو شریعت میں منع کیا گیا ہے۔

[اوامر و نواہی: اوامر: ایسے کام جن کے کرنے کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ نواہی: ایسے کام جن سے منع کیا گیا ہے]۔

نو باتیں چکھوانا: دیکھیے: نبات چکھنا۔

اصل لفظ "نبات" ہے (مصری)۔ برات سے متعلق اِس خاص رسم کے

فیض سے عورتوں کی زبان میں یہ "نوبات" بن گیا، اور اُس سے "نوباتیں" [نوباتیں پکھوانا]۔ یہ عورتوں کی زبان کا کمال ہے۔

نَو بادَہ: نیاپودا۔ نیادرخت۔ نیا میوہ، تازہ پھل۔

اے نَوبادۂ چمنِ سلطنت واے گرفتار محنتِ محبّت[فسانہ، ص۵۵]۔

(نوبادۂ چمنِ سلطنت: سلطنت کے چمن کا نیادرخت، یعنی نوجوان شاہزادہ)۔

نَوبہار: بسنت رُت کی شروعات۔ بہار کے موسم کا آغاز، موسمِ بہار۔

اے ابرِ نوبہار! نہ دے دُکھ برس برس
میں آپ مر رہی ہوں پیا بن ترس ترس
[آصفیہ]

نَوبت: بادشاہوں اور امیروں کی ڈیوڑھی پر مقرّرہ اوقات پر بجانے کے لیے باجوں کا مجموعی نام۔

"اِس میں دو تین شہنائی نواز ہوتے ہیں۔ ایک نقارہ بجانے والا ہوتا ہے، جو دو بہت بڑے بڑے عظیم الشان نقاروں کو اپنے آگے خمیدہ رکھ کے، دونوں کو ایک ساتھ چوبوں سے بجاتا ہے۔ اِن نقاروں کی آواز بہت بڑی ہوتی ہے اور گرد کی فضا میں بہت دور تک گونجتی ہے اور ساتھ ہی ایک جھانجھ بجانے والا بھی رہتا ہے۔ بادشاہوں اور عالی مرتبہ امیروں کے جلوس اور لشکر کے ساتھ نوبت، بہت لازمی شے تھی۔

یہی نوبت اگلے دنوں، خصوصاً لکھنؤ کے دربار میں وقت پہچاننے کا ذریعہ قرار پائی۔ اُن دنوں وقت کی تقسیم کا یہ حساب تھا کہ دن اور رات کے آٹھ پہر ہوتے ہیں۔ چار پہر دن کے اور چار پہر رات کے، ہر پہر کی آٹھ گھڑیاں ہوتی تھیں۔ ہر نوبت خانے میں ایک تپلے یا ناندے میں پانی بھرا رہتا؛ اُس میں کٹورا، جس کے پیندے میں ایک باریک سوراخ ہوتا تھا، خالی کر کے ڈال دیا جاتا۔ وہ پانی پر تیرتا رہتا تھا۔ اُس سوراخ سے آہستہ آہستہ اُس میں پانی آتا رہتا تھا۔ اور وہ سوراخ ایسا اندازہ کر کے بنایا جاتا تھا کہ ایک گھڑی بھر میں پانی سے بھرتے بھرتے ڈوب جائے۔

پہر شروع ہونے کے بعد جب پہلی مرتبہ کٹورا ڈوبتا، تو ایک گھڑی بجائی جاتی۔ جب دوبارہ ڈوبتا، دو گھڑیاں بجائی جاتیں۔ اِسی طرح مسلسل آٹھ گھڑیاں بجائی جاتیں۔ آٹھویں گھڑی کے ساتھ گجر بجایا جاتا۔ یعنی پہلے ممتاز طور پر آٹھ ضربیں بجا کے، گھڑیاں پر

ایک ساتھ بہت سی بے شمار ضربیں جلدی جلدی لگادی جاتیں، جس میں یہ اشارہ تھا کہ پہر پورا ہو گیا اور گھڑیوں کا سلسلہ پھر ایک سے شروع ہو جاتا۔

جن ڈیوڑھیوں پر نوبت ہوتی، وہاں ہر پہر کے خاتمے پر تقریباً ایک گھڑی تک نوبت بجتی رہتی۔ اِس طریقے سے رات دن کے آٹھ پہر کی آٹھ نوبتیں ہوئیں، مگر معمول یہ تھا کہ صرف سات ہی نوبتیں بجا کر تین۔ پہلی نوبت تڑکے نماز کے وقت، یعنی پہلے پہر کے آغاز پر بجتی اور صبح کی نوبت کہلاتی۔ دوسری اُس وقت جب ایک پہر دن چڑھ جاتا۔ یہ پہر دن چڑھے کی نوبت کہلاتی۔ تیسری جب آفتاب نصفُ النّہار پر ہوتا۔ یہ دوپہر کی نوبت کہلاتی۔ اُس کے بعد جب آٹھ گھڑیاں پوری ہو جاتیں تو تیسری نوبت بجتی اور یہ تیسرے پہر کی نوبت کہلاتی۔ اُس کے بعد چوتھا پہر ختم ہونے پر مغرب کے وقت کی نوبت بجتی اور یہ شام کی نوبت کہلاتی۔ اُس کے بعد جب پانچواں پہر پورا ہو جاتا تو پانچویں نوبت بجتی، جو پہر رات گئے کی نوبت کہلاتی۔ پھر جب چھٹا پہر گزرتا تو چھٹی نوبت بجتی جو آدھی رات یا دوپہر رات کی نوبت کہلاتی۔ اُس کے بعد جب ساتواں پہر پورا ہوتا اور رات کے تین پہر گزر جاتے تو اُس وقت لوگوں کے آرام میں خلل نہ پڑنے کے خیال سے نوبت نہ بجائی جاتی، صرف گجر بجادیا جاتا۔ پھر اُس کے بعد آٹھویں پہر کے خاتمے پر صبح کی نوبت بجتی" [عبدالحلیم شرر: گذشتہ لکھنؤ]۔

"صبح کی نوبت کو "صبح کی وَردی" بھی کہتے ہیں۔ رشید مرحوم فرماتے ہیں:
غنچے چٹکے کہ بجی صبح کی گویا وردی" [سید آغا مہدی: تاریخِ لکھنؤ، ص۱۹۹]۔

نوبتیں جھڑنے لگیں: نوبتیں بجنے لگیں۔

بادشاہ نے جشن کی تیاری کی، دوہری نوبتیں جھڑنے لگیں [باغ، ص۲۴۰]۔

نَوج: یہ "نعوذ باللہ" کی بگڑی ہوئی، یا یوں کہیے کہ بدلی ہوئی صورت ہے۔ عورتوں کی گفتگو میں یہ کلمہ کئی معنوں میں آتا ہے۔ خدا نہ کرے، نفرت یا غصّے کے عالم میں انکار کے لیے، مطلق انکار کے لیے، خدا نہ کرے جو ایسا ہو۔ ["نُج" اِسی کی مخفف صورت ہے۔ دیکھیے: نُج]۔

نَوج اِس طرح بھی کوئی گھبرائے
نُج کوئی اِتنی ہَول ہَول مچائے
[مثنویات، ص۸۶۹]

نَوچَنْدی جُمیرات (جمعرات): ہر چاند کے مہینے کی پہلی جمعرات۔ [مزید دیکھیے: رجب کی نوچندی]۔

ہر مہینے کی نوچندی جُمیرات کو میں اِس تابوت کو اِسی طرح شہر میں لیے پھرتا ہوں [باغ، ص ۲۰۸]۔

ہر چاند کی نوچندی جمیرات کو وہی پارۂ ابر آتا [باغ، ص ۲۴۲]۔ (میر امّن نے جمعرات کو "جمیرات" لکھا ہے)۔

نوچَنْدا اِتوار: چاند کے مہینے کا پہلا اتوار۔

کہتا تھا کوئی مجھ سے کہ تو مجھ کو بھی چڑھا
دوں گا تجھے ٹکا مَیں، ہے نوچندا اتوار
[سودا، ص ۲۷۵]

نَوخاستہ: نیا اُٹھا ہوا۔ مجازاً: نئی عمر کا، نوجوان۔ کنایتاً: معشوق۔

غرض ہو کے اِس طَرْح آراستہ
خراماں ہوا سروِ نوخاستہ

[بیان، ص ۵۰۷۔ سروِ نوخاستہ سے نوجوان شاہزادہ بے نظیر مراد ہے]۔

نَوخَرید: نیا خریدا ہوا۔

جب دو تین پیالوں کی نوبت پہنچی، دو نہیں خیال اُس باغ نوخرید کا گزرا [باغ، ص ۵۵]۔

نوخَط: خط (روشِ تحریر) کی نو قسمیں۔

غرض کہ اِس شفافی سے اکبر علی خاں نے لکھا کہ نو خط سات ہیں، مگر اِس کا حُسنِ خط نو خطوں سے گوے سبقت لے گیا [فسانہ، ص ۳۵۳]۔

نَوخَط ہوا: سبزہ آغاز ہوا، داڑھی موچھوں کے بالوں کا رُواں ظاہر ہوا۔

ہوا جب کہ نوخط وہ شیریں رقم
بڑھا کر لکھے سات سے نو قلم
[بیان، ص ۴۴۴]

(خط کے معنی روشِ تحریر بھی ہیں اور داڑھی موچھوں کے بال بھی۔ یہاں "نوخط" میں دونوں معنوی رعایتیں شامل ہیں۔ یعنی ابھی وہ سبزہ آغاز تھا، نوخط تھا کہ اُس نے سات خطوں کے بجاے نوخط سیکھ لیے)۔

نَوخیز: نوجوان، نوعمر؛ نوخاستہ۔

نَود سالہ: نوّے برس کا۔ بہت بوڑھا۔

تو پیر نود سالہ ہو رہا ہے، بے مارے مر رہا ہے [فسانہ، ص ۲۵۱]۔

نورِ آگیں: نور سے بھری ہوئی، یعنی بہت خوب صورت، نور کی مورت۔

واں جا کے ہوئی وہ نور آگیں
پروانے کی اپنے شمعِ بالیں
[گلزار، ص ۱۴۱۹]

نورِ بَصَر: آنکھ کی روشنی، کنایتاً: بیٹا۔

مُہرِ لبِ شہ ہوئی خموشی
کی نُورِ بصر سے چشم پوشی
[گلزار، ص ۳۲]

نَورَتن: نوطرح کے جواہرات۔

گلے میں ہیکل نورتن کی پڑی ہے[باغ، ص ۲۴۲]۔

(۲)نوترکاریاں ملا کے پکاتے ہیں اور اُس سالن کو نورتن کہتے ہیں[آصفیہ]۔

(۳)ایک قسم کی عمدہ چٹنی۔

(۴)بازو کا ایک جڑاؤ زیور، جسے "نَوگا" بھی کہتے ہیں۔ اِس میں نونگ ہوتے ہیں۔ یہ مردانہ زیور بھی ہے اور زنانہ زیور بھی۔ بادشاہ، اُمرا اور بیگمات؛ سب باندھتے تھے۔

مجازاً نو اعلا مرتبہ مصاحبوں کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: اکبر کے نورتن۔

نورِ دیدہ: آنکھ کی روشنی؛ بیٹا یا بیٹی مراد لیتے ہیں۔

گُل لائے جو نورِ دیدہ دل خواہ
آنکھوں کی طرح پھڑک گیا شاہ
[گلزار، ص ۴۰]

نورِ دیدۂ کور: اندھے کی آنکھ کی روشنی، مراد ہے بیٹا۔

گھر گھر یہی ذکر تھا، یہی شور
خارج ہوا نورِ دیدۂ کور
[گلزار، ص ۳۵]

مراد ہے تاج الملوک، جس کو شاہی حکم سے ملک سے نکال دیا گیا تھا، یوں کہ اُس کو دیکھنے سے باپ (بادشاہ) اندھا ہو گیا تھا۔

نَورَس: تازہ پھل، نیا میوہ۔ نوجوان، نوخیز۔

نَو رُستہ: نیا اُگا ہوا؛ مراد ہے: نوعمر، نوجوان۔

نورِ کبریا: خدا کا نور۔

بعد حیدر کے اور ہیں جو امام
یہ خدا نورِ کبریا ہیں تمام
[مثنویات، ص ۴۲۵]

نور کے وقت: صبح تڑکے۔

صبح کو نور کے وقت پھر جا کر موجود ہوا [باغ، ص ۲۳۵]۔

نَو رُوز: ایرانی سال کا پہلا دن جو ۲۱ یا ۲۲ مارچ کو واقع ہوتا ہے۔ یہ موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے۔ ایران میں کئی دن تک یہ جشن منایا جاتا تھا۔ اُس دن آفتاب برجِ حمل میں آتا ہے۔ نوروز کی تفصیل کے لیے دیکھیے برہانِ قاطع مرتبہ ڈاکٹر معین کا طویل حاشیہ۔

روزِ پنجشنبہ روزِ مبارک ہے اور میرے نزدیک بہتر نوروز سے ہے اور آپ کی ذات مشابہ آفتاب کے ہے[باغ، ۹۵]۔ اِس میں آپ کی "ذات مشابہ آفتاب کے" نوروز کی مناسبت سے آیا ہے۔

نَوشاہِ رُوز: سورج۔

نُوِشت خوانِد: لکھنا پڑھنا۔ لکھا پڑھی۔

ایک بیٹی تھی...... نہایت خوب صورت اور قابل، نوشت خواند میں درست [باغ، ص۱۱۹]۔

اسباب سوداگری کا خرید کر ایک بڑے سوداگر کے سپرد کیا، نوشت خواند سے خاطر جمع کرلی [باغ، ص ۲۴]۔

نُوشِ جاں فرمانا / کرنا: پینا، کھانا۔

اگر بادشاہ زادی تھوڑا سا شربت ورق الخیال کا نوشِ جاں فرماویں [باغ، ص۴۹]۔

ایک قلفی چینی کی معجون بھری ہوئی دی کہ اِس میں سے چھے ماشے نہار نوشِ جاں فرمایا کرو [باغ، ص۱۰۸]۔

(بول چال میں زبانوں پر اکثر "نوش جاں" اضافت کے بغیر ہی آتا ہے)۔

نَوع: قِسم، جنس، وضع، طور طریق۔

نَوعِ دِگر: دوسری طرح کا، یعنی: خراب، بگڑا ہوا۔

کہہ کے یہ وہ سدھاری اپنے گھر
یاں ہوا حال دل کا نوعِ دگر
یاد آنے لگا وہ جانِ جہاں
گھڑیوں بڑھنے لگا مرا خفقاں
[مثنویات، ص ۳۵-۱۱۳۴]

نَوعَروس: نئی دُلھن۔

نَوعَروسانِ چمن: کنایتاً: تازہ کلیاں اور تازے پھول۔

نُوک پلوک: شوخی، شرارت، آن و ادا۔

نوک چوک اک جمال سے پیدا
بانکپن چال ڈھال سے پیدا
[مثنویات، ص۸۰۱]

نوکِ زباں کیے: زبانی یاد کرلیے۔

ع: کیے علم نوکِ زباں حرف حرف
[بیان، ص ۴۴۲]

نُوک رکھ لینا: عزّت و آبرو رکھ لینا۔

طعنے سے زبانِ نکتہ چیں رُوک
رکھ لے مری اہلِ خامہ میں نُوک
[گلزار، ص ۱۲]

نُوک کی لینا: ڈینگیں مارنا، فخریہ دعوا کرنا۔

نشہ بہادری سے سُرور میں...... موچھوں کو تاو دیتے، ہر بار نوک کی لیتے [فسانہ، ص۱۷۹]۔

نَول: کرایہ۔

سوداگروں نے ایک کوٹھری میرے تحت میں کردی۔ میں نے اُس کے نَول کا روپیہ بھر دیا [باغ، ص ۱۶۴]۔

نَولکھا ہار: نولاکھ روپے کی لاگت کا ہار، کہانیوں میں اکثر اِس کا ذکر آتا ہے۔

محظوظ کیا جو سب کو اک بار
بخشا راجا نے نولکھا ہار
[گلزار، ص۱۱۶۹]

نَونہال: کم عُمر بچّہ، نئی عمر کا۔ درخت کا نیا پودا[نَو: نیا۔ نہال: درخت]۔

نَہار: دن[لیل و نَہار: رات دن]۔

نَہار: نہار مُنہ، صبح سے کچھ نہ کھائے ہوئے۔
ع: پادے سزا، جو اُن کا کوئی نام لے نَہار
[سودا، ص ۲۷۲]۔
(یعنی صبح ہی صبح اگر اُن کا نام لے)۔
اور ایک قلفی چینی کی معجون بھری ہوئی دی کہ اِس میں سے چھے ماشے نہار نوشِ جاں فرمایا کرو[باغ، ص ۱۰۸]۔

نِہال: درخت۔ (۲) خوش و خرم، سرسبز۔

نِہال ہونا: طنزاً: ناخوش ہونا، رنجیدہ ہونا۔
تازہ گل پھولا، خوش کمال ہوئی
باغ میں آکے میں نہال ہوئی
[مثنویات، ص۳۱۸]
(تازہ، گل، پھولا، باغ، نہال میں ضلع کی نسبت ہے)۔

نِہالی: روئی دار بستر، توشک۔

نِہاں: غائب، چھپا ہوا("عیاں" کی ضد)۔

نِہانی: چھپا ہوا، چھپے ہوئے۔
جو جو اَسرار تھے نِہانی
سب تجھ سے سُنے تری زبانی
[گلزار، ص ۵۹۳]

نہایت کو: آخرکار۔

نَہُٹّا: ناخن سے نوچنے کا نشان۔ جانور کے پنجے کا نشان جو پنجہ مارنے سے پڑ جاتا ہے۔ وہ نشان جو ناخن سے کھُجلانے سے پڑ جاتا ہے۔

نِہُڑانا: جُھکانا۔
میں نے ادب سے سر نِہُڑایا اور سلام کیا[باغ، ص ۲۰۲]۔

نِہُڑنا: جھکنا۔
چُھری کے لگتے ہی نہُڑا اور جھومّا
[باغ، ص ۲۳۸]۔
میں نے نہایت ادب سے نہُڑ کر سلام کیا[باغ، ص۹۸]۔

نِہُفتہ / نُہُفتہ: چھپا ہوا۔ سب سے چھپ کر، سب سے الگ، دل ہی دل میں۔
نہفتہ اُسی سے سوال و جواب
سدا رو بہ رو اُس کے غم کی کتاب
[بیان، ص ۱۲۴۳]

نِہُورے / نِہُوڑے: منّت سماجت، خوشامد۔

نِہُورے سے: احسان رکھ کر، منّت سماجت سے۔ کہنے سننے سے۔
کہا شاہ زادے نے ہنس کر کے یوں
پیوں میں کسی کے نہورے سے کیوں
[بیان، ص ۱۰۰۴]

نَہی: ممانعت، منع کرنا، روک۔ وہ حکم جو

کسی کو کسی کام کے نہ کرنے کے لیے دیا
جائے۔

نہیب: خوف، ڈر، دہشت۔

ثبات چرخ یہ اُس کے نہیب کے آگے
کہ جوں دُعویٰ کی نہیں رکھتی اعتبار گرہ
[سودا، ص ۵۸]

صدمۂ دمامۂ بغدر نہیب، آوازِ دُہُلِ
گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا
[فسانہ، ص ۲۵۷]۔

نہیب دی: پُر زور، کڑک دار اور دل دہلا
دینے والی آوازوں میں نقیبوں نے کہنا
شروع کیا۔

کڑکیتوں نے کڑکا شروع کیا، نقیبوں
نے نہیب دی [فسانہ، ص ۲۵۷]۔

نہیب کرنا: کڑک دار آواز بلند کرنا۔

کھینچ اُسے، گر تو عدو پر کرے میداں میں نہیب
استقامت کا زمانے کی قدم جائے نکل
[سودا، ص ۸۲]

نَے: بانسری۔

سیر کی یوں کوچہ ہستی کی ہم
نے میں سے جوں نالہ گزر کر گیا
[سودا، ص ۳۵۱]

(۲) حقّے کی نالی جسے منہ سے لگا کر حقّہ
پیتے ہیں۔

(۳) نرکل۔

نیاریا: خاک دھول میں سے چاندی، سونا
نکال کر الگ کرنے والا۔ مٹی کو دھو کر
سونے چاندی کے ذرّے نکالنے والا۔

نیام: تلوار (وغیرہ) کا میان (جس میں
تلوار رکھتے ہیں)۔

نَے خامہ: قلم کی بانسری، یعنی قلم۔ قلم کو
بانسری اِس نسبت سے کہا ہے کہ جس
طرح بانسری سے نغمے نکلتے ہیں، اُسی
طرح قلم (اِس موقعے پر) خوشی کے
الفاظ لکھ رہا ہے۔

تقدیر سے ہیں جو شادی و رنج
اب یوں نَے خامہ ہے نوا سنج
[گلزار، ص ۱۰۸۳]

(نَے خامہ نوا سنج ہے: قلم کی بانسری نغمے
گا رہی ہے، یعنی قلم اُس خوشی کا بیان
لکھ رہا ہے)۔

نَیّر/نَیِّر: بہت نور دینے والا، بہت
روشن۔

پایا ہے اَمرِ مطلعِ نیّر نے اشتہار [سودا،
ص ۲۱۷]۔ مجازاً: سورج۔

نیّرِ اعظم: سورج کو کہتے ہیں، اِس بنا پر
کہ ستاروں میں سب سے زیادہ
روشن ہے۔

نیرنگ: جادو، شعبدہ، کرشمہ۔

نیڑے: پاس، نزدیک۔

میں رانی کے ہنڑے، جو میری ماتا
تھیں، اٹاری پر اوجھل میں بیٹھی تھی
[باغ، ص ۱۵۰]۔

نیساں: رومیوں کے ساتویں مہینے، نیز اُس مہینے کی بارش کا نام۔ ہندی مہینے بیساکھ اور انگریزی مہینے اپریل سے ملتا جلتا ہے۔ پرانے لوگوں کا یہ خیال بھی تھا کہ اِس مہینے میں مینہ کی بوندوں سے سیپ میں موتی پیدا ہوتے ہیں۔ سیپیاں سطحِ سمندر پر آکر اپنے مُنہ کھول دیتی ہیں اور پانی کے قطرے اُن کے پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں۔

نَیستاں: وہ جنگل جہاں نرکل کے درخت بہت ہوں۔ عموماً شیر ایسے ہی مقامات پر آرام کرتا ہے۔

نَے سوار: وہ کم سن بچہ جو (بانس کی) لکڑی کو گھوڑا بنا کر اُس پر چڑھے۔

جاتا تھا جب میں اُس کو ڈپٹ کر حریف پر
دوڑوں تھا اپنے پانو سے جوں طفلِ نَے سوار
[سودا، ص ۲۷۵]

نیشاپور: ایران کا مشہور شہر۔ فرید الدین عطّار اور عمر خیّام کے مقبرے اِسی شہر کے اطراف میں ہیں۔

نیک اَختر: خوش نصیب۔ [لفظی معنی: اچھے ستارے والا، یعنی جس کی قسمت کا ستارہ سعد (مبارک، نیک) ہو]۔

نیک اختر طلوع کرے ہے: اچھے نصیبوں والا پیدا ہوا ہے۔

کروں نغمۂ تہنیت کو شروع
کہ اک نیک اختر کرے ہے طلوع
[بیان، ص ۲۹۵]

نیک اَندیش: بھلائی سوچنے والا [بداندیش کا مقابل]۔

نیگ: شادی کے موقعے پر رشتے داروں اور خدمت کرنے والوں کو جو انعام دیا جاتا ہے، اُن کے حق کے طور پر۔

جو گائنیں تھیں، شہانے گائیں
لیتے ہوئے نیگ راگ لائیں
[گلزار، ص ۱۰۳۴]

نیل جلانا: بارش روکنے کا ٹوٹکا۔ عوام الناس کا دستور تھا کہ جب بارش بہت ہوتی تھی تو مینہ رُکنے کے واسطے تلوار پر رکھ کر، یا یوں ہی نیل جلاتے تھے۔

کبھو کہتا تھا: یارو! نیل جلاؤ
کبھو کہتا تھا: شیخ ڈونڈو بناؤ
[سودا، ص ۲۸۱۔ ہجوِ بخیل]

نیل ڈھلنا: دیکھیے: آنکھوں سے نیل ڈھلنا۔

نیل کا ٹیکا: کنایتاً: بدنامی کا داغ، روسیاہی۔

کہے کون اُس کو بچہ فیل کا ہے
دَغا کے روز ٹیکا نیل کا ہے
[سودا، ص ۲۹۵]

نیم بسمل: آدھا ذبح کیا ہوا، گھائل، اَدھ مُوا۔

نیمچہ: چھوٹی تلوار، پیش قبض۔

نیم رُوز: برہانِ قاطع میں لکھا ہے کہ نیم روز، سیستان کو کہتے ہیں۔ ڈاکٹر معین نے برہانِ قاطع (طبع تہران) کے حاشیے میں اِس لفظ کے تحت لکھا ہے کہ ساسانیوں کے زمانے میں ایران کو چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا تھا: علاقہ خراسان (مشرقی حصّہ)، علاقہ آذربایجان (شمالی حصّہ)، علاقہ خور بران (مغربی حصّہ)، علاقہ نیمروچ (نیمروز) جنوبی حصّہ۔ کابل اِسی حصّے میں شامل تھا۔

میں بادشاہ زادۂ جگر سوز اِس اقلیم نیم روز
کا ہوں [باغ، ص ۱۰۲]۔

نیم وا: اَدھ کھلا۔

نیمہ: مرزئی سے کسی قدر بڑا، آدھی آستینوں اور چھوٹے یا آدھے دامنوں کا صدری نما شلوکا۔

"دہلی میں دربار مغلیہ کا آخری لباس ...... یہ تھا کہ سر پر پگڑی، بدن میں نیمہ، جامہ ...... اِس لباس میں نیمہ سے مراد کہنیوں تک کی آدھی آستینوں کا شلوکا تھا۔ سینے پر سامنے اُس میں گھنڈیاں لگائی جاتیں۔ اُس کو نیچے پہن کے، اُس کے اوپر جامہ پہنا جاتا" [شرر: گذشتہ لکھنؤ، ص ۲۹۹]۔

(۲) آدھا۔

و

وا: (۱) "واے" کا مخفف۔

واحسرتا! کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو حریصِ لذّتِ آزار دیکھ کر
[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۵۴]

(۲) کھلا ہوا۔

اے زکی! کس بلا کا ہے انداز
آج زلف اُس کی وا ہے شانے پر
[زکی: آصفیہ]

وا کرنا: کھولنا۔

وا ہونا: کھلنا۔

تھا در یار، میرا عقدۂ دل
لاکھ تدبیر کی، پہ وا نہ ہوا
[مجروح: آصفیہ]

وابستہ: بندھا ہوا، مقفّل۔

تھا دلِ وابستہ، قفلِ بے کلید
کس نے کھولا، کب کھلا، کیونکر کھلا
[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۱۹۵]

(۲) متعلق [جیسے: میں اُسی شعبے سے وابستہ رہا ہوں]۔

وابستگان: متعلق لوگ، متعلقین، جو کسی شخص سے خاص تعلق رکھتے ہوں۔

وابستگانِ دولت: بادشاہ، حکومت سے خاص تعلق رکھنے والے اُمرا، سردار۔ حکومت کے بڑے اہل کار، دربار کے حاضر باش لوگ۔

وابستگی: تعلق، سروکار۔

واپسیں: آخری [جیسے: دمِ واپسیں: آخری سانس]۔

واثق: مضبوط، پکّا۔

واجبُ الاذعان: جس کی تعمیل ضروری ہو، لازم ہو، جیسے: فرمانِ واجبُ الاذعان۔

واجبُ التّعزیر: لازماً سزا پانے کے قابل۔

واجبُ الوجود: جس کی ذات اپنی ہستی کے لیے، اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہ ہو، یعنی خدا۔

واچھڑے: کیا کہنا! واہ واہ! کیا خوب! بہت عمدہ۔

مسالے کی کُرتی، انگیا۔ جھڑے پانو میں طلائی، واچھڑے [فسانہ، ص ۱۴۹]۔

تو ہے وہ اے صنم کہ ترا حسن دیکھ کر
کہتا ہے واچھڑے کوئی، نام خدا کوئی
[آصفیہ]

واحدُ العین: ایک آنکھ کا، کانا۔

واحسرتا: کلمۂ افسوس: ہائے ہائے، افسوس۔
[یہ مرکب کلمہ ہے: وا + حسرت + ا۔ "وا" مخفف ہے "وائے" کا اور الف ندبے کا ہے، جیسے: "دریغا" میں الفِ ندبہ ہے]۔

وادیِ اَیمَن: ملکِ شام کی وادی، جس میں کوہِ طور واقع ہے، جہاں حضرت موسیٰؑ نے خداے تعالا سے اُس کے دیدار پر اصرار کیا تھا، جس کے بعد نورِ الٰہی کی بجلی سی چمکی تھی اور موسیٰؑ بے ہوش ہو گئے تھے۔

وادید: بازدید [کوئی خاص شخص ملنے کے لیے آئے تو بازدید کے طور پر اُس سے ملنے کے لیے جانا۔ ہمارے یہاں بازدید کی روایت تہذیبی اہمیت رکھتی ہے]۔

وادیِ مجنوں: وہ بیابان (صحرا) جہاں مجنوں عالمِ وحشتِ عشق میں رہتا تھا [یہ شاعرانہ خیال ہے۔ ایسی کوئی حقیقی وادی مراد نہیں]۔

وار: طرح، مثل [جیسے دیوانہ وار: دیوانے کی طرح]۔

وارا: نفع، فائدہ۔

جان اپنا جو ہم نے مارا تھا
کچھ ہمارا اِسی میں وارا تھا
[میر، کلیات مرتبہ آسی، ص ۲۶۵]

وفاداری نے جی مارا ہمارا
اِسی میں ہو گا کچھ وارا ہمارا
[میر، کلیات، مرتبہ آسی، ص ۲۶۹]

وارِدو صادِر: مہمان، مسافر۔

وارَستگی: آزادی، بے تعلقی۔

کارخانۂ دنیاے دوُں ہیچ و پوُچ جان کے، عزمِ وارَستگی ٹھان کے...... حکومت کا بکھیڑا چھوڑا [فسانہ، ص ۹۳]۔

وارستگی، بہانۂ بے گانگی نہیں
اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو
[غالب، دیوانِ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۹۹]

وارَستہ مزاج: آزاد طبع، بے پروا، قلندر صفت، جسے کسی امر کی پابندی نہ ہو۔

ہوں نہ پابندِ تعلق، ہیں جو وارستہ مزاج
نام میں بھی ہے جدا ایک ایک حرف آزاد کا
[صابر: آصفیہ]

وارَفتہ: شیفتہ، وہ شخص جو شیفتگی اور چاہت میں اپنے آپ میں نہ رہے، بے خود۔

کون وارفتہ نہیں تیری طرح داری کا
حوصلہ سب کو ہے یوسف کی خریداری کا
[آتش: آصفیہ]

وارنا: کسی چیز کو کسی شخص کے سر کے ارد گرد بہ طور صدقے کے پھراتا، گھمانا۔

وار وار کے پانی پیا: بار بار اُس کے سر پر سے پانی صدقے کے طور پر اُتار کے پیا۔

وارَہی: آزادی، مُہلت۔

واری: ایک کلمہ ہے کہ عورتیں قربان جاؤں کی جگہ بولتی ہیں۔ نثار، صدقے۔ یہ کلمہ عورتیں کلمۂ خطاب کے طور پر زبان پر لاتی ہیں، اِس طرح مخاطب کرنے میں دلی تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔

بول اُٹھی بکاولی کہ واری!
محرم کا ہے کام پردہ داری
[گلزار، ص ۹۳۸]

واژوں: اَوندھا۔ اُلٹا۔ منحوس۔

واژگوں: واژوں۔ (عموماً آسمان کی صفت کے طور پر آتا ہے)۔

واسُوخت: نظم کی ایک صنف، جس میں معشوق کے جور و ستم اپنے رنج و غم کا بیان کرکے، عشق اور معشوق سے بیزاری کا اظہار کیا جاتا ہے اور کبھی کسی اور معشوق سے دل لگانے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ یہ عموماً مسدس کی ہیئت میں لکھا جاتا تھا۔

واشُد: شگفتگی، کشادگی، کھلنا۔

واشد ہے جیسے غنچۂ دل گیر میں چھپی
ہے مغفرت ہماری بھی تقصیر میں چھپی
[سوز: آصفیہ]

نعرۂ رنگ سے ہے واشدِ گُل
رند کب بندِ قبا باندھتے ہیں
[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۸۸]

واشُدَگی: بے تکلفی ہو جانا، اختلاط ہونا۔

اُن میں اور جتلا میں کئی سبب سے

اختلاط اور واشدگی کا ہونا ناممکن تھا [محصنات: نور]۔

واشُد ہوئی: ظاہر ہوئی۔

جب چمن سے کر چکے گرد سو
کھیتی کی ہوئی زمیں پہ واشُد
[گلزار، ص ۱۳۸۳]

وافی: پورا، کامل، تمام وکمال۔

والاتبار: عالی خاندان۔

وَاِلّا نہ: ورنہ۔

اِس سے زیادہ غور پرداخت کی جائے گی۔ وَاِلّانہ، جیسا کرے گا، ویسا پاوے گا [باغ، ص ۲۲۶۔ نیز ص ۱۱۷، ۲۴۰]

والہِ: عاشق، شیدا، فریفتہ۔

واللہ اَعلم: خدا جانے (یعنی معلوم نہیں)۔

واللہ اعلم یہ کون ہے، اور تو کس کا ذکر کرتا ہے [باغ، ص ۴۴]۔

[انکار یا شک کے اظہار کے موقعے پر اِس کلمے کو استعمال کیا جاتا ہے]۔

وام: اُدھار، قرض۔

واماندگی: تھکن، عاجزی، نارسائی۔

اہلِ تدبیر کی واماندگیاں
آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں
[غالب، دیوان نسخہ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، ص ۸۸]

وامانده: عاجز، تھکا ہوا، پس مانده۔

وامِق: عرب کے ایک مشہور عاشق کا نام۔

واوَیلا: گریہ وزاری، آہ وفغاں، شور فریاد۔

واہی: بیہودہ، آوارہ، نامعقول۔

واہی ہے: بیہودہ ہے؛ آوارہ، ناکارہ ہے۔

واہی تباہی بکنا: بیہودہ باتیں بکنا۔

واہی تباہی پھرنا: آوارہ، سرگرداں، خراب وخستہ در بہ در پھرنا۔

وَبالِ دُوش: جان کا عذاب، جو طبیعت کو ناگوار ہو، دوبھر ہو، مصیبت معلوم ہو۔

وَتیرہ: طریقہ، عادت۔

وِثاق: معاہدہ کرنا، عہد باندھنا۔

[محبوبِ وثاقی: وہ محبوب جس نے وفاداری کا عہد باندھا ہو]۔

وُثوق: مضبوطی، بھروسا، اعتماد۔ [جیسے: کیا آپ وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں]۔

وَجاہَت: عزّت، بڑائی۔

[خاندانی وَجاہت: وہ عزت اور بڑائی جو کسی شخص کو اُس کے اعلا خاندان سے ہونے کی بنا پر ملی ہو]۔

وَحدَہٗ لاشریک: خدا ایک ہے، کوئی اُس کا شریک نہیں۔

نہیں کوئی تیرا، نہ ہوگا شریک
تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
[بیان، ص ۴]

وَحش: جنگلی چوپایے [جمع: وحوش]۔

یہ کیا انصاف ہے یارب کہ طیر و وَحش تک جگ میں
اِس امن و عیش سے اپنی بسر اوقات لے جانی
[سودا، ص ۴۹]

وَحَل: کیچڑ، دَل دَل۔

وحوشوں: وحوش کی جمع الجمع۔

وحوشوں، طیوروں تلک بے خلل
پڑے آشیانوں سے اپنے نکل
[بیان، ص ۵۴۳]

وَحید: اکیلا، یکتا۔

وَحیدِ زَماں: یکتائے زمانہ۔ اُس کے زمانے میں اُس جیسا کوئی نہیں

وَحیدِ عَصر: وحیدِ زماں۔

وِداد: دوستی، محبت، اُنس۔

وَداع / وِداع: رُخصت، روانگی۔

وَدائع: ودیعت کی جمع: امانتیں۔

وَدُود: بہت مہربان، بہت دوست رکھنے والا [یعنی نیک بندوں کو دوست رکھنے والا (نور)]۔

یہ خدا کا صفاتی نام بھی ہے۔

وَدیعت: امانت۔

وَر: غالب۔

وَر آنا: غالب ہونا۔

ور آسکتا ہے: جیت سکتا ہے۔

ہم رہنے والے ٹھہرے جامع مسجد کے نیچے کے، بھلا ایسی باتوں میں ہم سے کون وَر آسکتا ہے [کہانی، ص ۲۷]۔

وَرائے: سِوا۔

ورائے اِن باتوں کے، ایک شخص نے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا [فسانہ، ص ۱۳۲]۔

وَرَثہ: وارث کی جمع: میراث پانے والے، وارث۔

مار کر جب کوئی گراوے اُسے
وَرَثہ کو تھ اُس کی کھاٹ پہ دھر
چلیں کاندھے پہ رکھ، تو پیٹیں گے
یہی کہہ کہہ کے، اپنا سینہ و سر
[سودا، ص ۳۲۷]

وَرثہ: ترکہ، مُردے کا مال، جائداد جو حق دار (وارث) کو پہنچے۔

وَرثہ دار: وارث۔

ع: چلا ہے خوں میں نہانے کو ورثہ دارِ حسین
[اوج: نور]

وَرخرچی: فضول خرچی۔ بے تحاشا خرچ کرنا۔

اِس وَرخرچی کے آگے اگر گنجِ قاروں

کا ہوتا، تو بھی وفا نہ کرتا [باغ، ص۲۲]۔

وَردی: دیکھیے: صبح کی وردی۔

وَرطہ: ہلاکت کا مقام۔ مجازاً: بھنور۔

وَرَع: پرہیزگاری، پارسائی۔

وَرغَلانا: ورغلایا۔ ("ورغلانا" مصدر کا فعلِ ماضی مطلق)۔

اتفاقاً ایک روز رات کو شیطان نے ورغلانا [باغ، ص ۱۱۲]۔

جن کو شیطان نے ورغلانا ہے، وے مصنوع کو صانع جانتے ہیں [باغ، ص ۱۶۲]۔

شیطان علیہ اللعن نے ورغلانا، قاضی کی آنکھ پڑی، فریفتہ ہوا [فسانہ، ص ۳۳۱]۔

وَرَق الخیال: بھنگ۔

وَرَق الخیال کا شربت: گھٹی ہوئی بھنگ، اِسے "ٹھنڈائی" بھی کہتے ہیں۔

تھوڑا سا شربت ورق الخیال کا نوشِ جاں فرماویں [باغ، ص ۴۹]۔

وَرے: پاس، نزدیک، ادھر۔

وَزَغ: مینڈک۔

وَسواس: خوف، وہم، بُرا خیال۔

وَش: طرح، مانند۔

نیمچہ سلیمانی اُس بلقیس وَش کے ہاتھ میں، سیماب وَشی بات بات میں [فسانہ، ص ۵۷]۔

[ماہ وَش: چاند کی طرح]۔

وِصالِ غریباں: بچھڑے ہوؤں کا ملنا۔

ہر اک بُرج رشکِ گلستاں ہے آج
بہار وصالِ غریباں ہے آج
[بیان، ص ۱۹۹]

(غریب: مسافر، پردیسی: غریباں جمع ہے)۔

وَصلَت: وصل۔

وَصلی: دو کاغذوں کو جوڑ کر دبیز بنایا ہوا کاغذ، جس کو لیئی لگا کر خشک کر لیا جاتا تھا؛ اُس پر خوش نویس عموماً قطعے یا رباعیاں لکھتے تھے۔

ایّامِ وصل میں ہم لپٹے ہیں جیسے اُس سے
یوں وصلی کے بھی کاغذ چسپاں بہم نہ ہوں گے
[فسانہ، ص ۱۴۷]

وَصی: وہ شخص جس کو وصیّت کی گئی ہو۔ وصیّت پر عمل کرنے والا۔ کنایہ ہے حضرت علیؓ سے [شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے بعد حضرت علیؓ کو اپنا جانشیں بنانے کی وصیّت کی تھی]۔

شیرِ یزداں، شہِ مرداں، علیِ عالی قدر
وصیِ ختمِ رُسُل اور امامِ اوّل
[سودا، ص ۸۱]

وَضع : انداز، طور طریق، روش۔

وَضع دار: طرح دار، خوب صورت، حسین۔

شہر میں وضع دار ہیں وہ بھی
آفتِ روزگار ہیں وہ بھی
حسن میں رشکِ حور جانتی ہیں
بہت اپنے کو دور جانتی ہیں
[مثنویات، ص ۸۵-۸۴]

وَضعی : مصنوعی، دکھاوے کا۔

جانِ عالم اِس وضعی حرکت سے بہت رضامند ہوا کہ یہ بڑا نیک طینت، صاف باطن ہے[فسانہ، ص ۱۹۵]۔

وَضیع و شریف: اچھے بُرے، اعلا ادنا، شریف اور کمینے لوگ۔ یعنی ہر طرح کے لوگ، سب لوگ۔

وَغا: لڑائی۔

ع: وغا کے رُوز ٹیکا نیل کا ہے
[سودا، ص ۲۹۵]

وُفور: کثرت، بہتات، زیادتی۔

وقتِ زَوال: وقت جب سورج خطِ نصفُ النّہار سے ہٹے؛ مراد ہے دوپہر کے بعد کا وقت۔

وہ سُہانا سہانا وقتِ زوال
لطفِ گلشن سے ہر شجر ہے نہال
[مثنویات، ص ۱۱۲]

وَقر: عظمت، بڑائی۔ عزّت، آبرو۔

ع: ہم وزن ترے حِلم کا، ہے وَقر ہی تیرا
[سودا، ص ۱۸۴]

وُقوف: شعور، سمجھ، آگاہی، ہوشیاری۔

میری اِس رمز کو وہ پری وقوف سے دریافت کرکر کہنے لگی[باغ، ص ۴۷]۔

وکیلِ مُطلق: مختارِ کل، مدارُ المہام، وہ امیر جسے حکومت کے کاموں میں مکمل طور پر اختیارات حاصل ہوں۔

اُس نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کے وکیلِ مطلق کی بیٹی ہوں[باغ، ص ۱۷۸۹]۔

وِلا: محبّت، دوستی، اتحاد۔

بسانِ رشتہ کہ دانوں میں سُبحہ کے ہووے
تری وِلا کو رہے اِس طرح دِلوں میں راہ
[سودا، ص ۱۴۸]

وِلایت: ایران۔

پھر ہمایوں بادشاہ پٹھانوں کے ہاتھ سے حیران ہو کر ولایت گئے[باغ، ص ۷]۔

وِلایت: ولی ہونا۔[حضرت علی کو "ولایت مآب" بھی کہا جاتا ہے(نور)]۔

دیارِ امامت کے گلشن کا گُل
بہارِ ولایت کا باغِ سُنبل
[بیان، ص ۷۰]

ولایت کے میوے: ایران اور افغانستان کے میوے۔[پہلے "ولایت" سے یہی ملک مراد لیے جاتے تھے]۔

ولایت کے میوے دھرے ہر طرف
کہ لے جاوے بو اُن کی گُل پر شرف
[بیان، ص ۱۰۸۵]

وَلَدُ الزِّنا: لفظی معنی: زنا کا بیٹا؛ یعنی بے نکاحی عورت کی اولاد۔ حرامی۔ بہ طور گالی کے بھی مستعمل ہے: حرام زادہ۔

یہ بے چارے اللہ کے ولی، وہ ولد الزنا شقی [فسانہ، ص ۲۱۰]۔

وَلے: لیکن، مگر۔

وَلیِ نعمت / وَلیِّ نعمت: آقا، مُربّی۔

وونہیں: اُسی وقت، فوراً۔

وُہیں: فوراً، اُسی وقت۔

وَے: "وَاَے" کا مخفف۔ وَ-اَے: اور اے۔

اے دل برِ دلبرِ دغل باز
وَے دیو سوارِ عرش پرواز
[گلزار، ص ۵۸۱]

وَیا: حرفِ عطف واو (بہ معنی اور) اور یا سے مرکب کلمہ۔

کسی نے ترا دل ستایا کہیں
ویا جی کو تیرے لبھایا کہیں
[بیان، ص ۱۶۷۵]

ویرانی: آبادی کو چھوڑ کر جنگل میں رہنے والا شخص۔

جنگل میں ایک ویرانی رہتا تھا، مردِ خدا پرست [فسانہ، ص ۳۳۲]۔

ہ

ہابیل: حضرت آدمؑ کے بیٹے کا نام، جس کو اُس کے بھائی قابیل نے مار ڈالا تھا۔

ہاتِف: غیب سے آواز دینے والا، فرشتہ، سروش۔

ہاتِفِ غَیب: غیب سے آواز دینے والا فرشتہ۔

ہاتھ اُٹھانا: چھوڑنا، باز آنا، تعلق نہ رکھنا۔

میرے مرقد پہ روز آنا تم
فاتحہ سے نہ ہاتھ اُٹھانا تم
(مثنویات، ۱۵۳۴)

[یعنی فاتحہ پڑھنا نہ چھوڑنا، فاتحہ پڑھنے آتے رہنا۔ فاتحہ پڑھنے کے لیے ہاتھ اُٹھائے جاتے ہیں، یہاں "اٹھانا" میں اُس کی نسبت بھی شامل ہے]۔

ہاتھ اُوٹنا: ہاتھ پھیلانا۔

جو کوئی چیز دیوے، رت ہاتھ اُوٹتے ہیں
گُڑ، بیر، مولی، گاجر لے مُنہ میں گھوٹتے ہیں
[نظیر، ص ۵۹۔ نظم: طفلی]

ہاتھ پانْو دُھننا: ہاتھوں پیروں میں سنسناہٹ ہونا۔

جان و دل سُوزِ غم سے پُھکتے تھے
سر بہ سر ہاتھ پانْو دُھنتے تھے
[مثنویات، ۱۱۷۲]

گوش فریادِ قلب سُننے لگے
خود بہ خود ہاتھ پانو دُھننے لگے
[مثنویات، ۲، ۱۳۷]

ہاتھ ٹوٹا: کسی چیز کے چوری ہو جانے پر عورتوں کا کوسنا۔

گل چیں کا جو ہاے ہاتھ ٹوٹا
غنچے کے بھی مُنہ سے کچھ نہ پھوٹا
[گلزار، ۲۵۷]

[گل چیں کا جو ہاتھ ٹوٹا: گل چیں نے جو پھول چُرایا، پھول توڑا]۔

ہاتھ ڈالنا: لوٹنا، چھین لینا۔

یہ کہہ کے جو جیب سے نکالا
اُن مُفت بَرُوں نے ہاتھ ڈالا
[گلزار، ۳۳۵]

ہاتھ مَلنا: افسوس کرنا۔

ہاتھوں کے تُوتے اُڑ جانا: کوئی چیز دیکھ کر یا کچھ سُن کر حیرت زدہ، بے حواس، بے خود ہو جانا، حواس باختہ ہو جانا۔

ہاٹ: دُکان۔ بازار، پینٹھ، منڈی۔

ہاجی: ہجو کرنے والا۔

ہادِم: گرانے والا۔ عمارت کا ڈھانے والا۔

ہادی: (لفظی معنی: ہدایت دینے والا) مرشد، پیر۔

یافُقَرا! بہ موجب حکم اپنے ہادی کے میں بھی خدمتِ شریف میں آ کر حاضر ہوا ہوں [باغ، ۲۱۷]۔

ہارُوت مارُوت: دو فرشتوں کے نام، جن کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ وہ قدیم شہر بابِل کے ایک کنویں میں بہ طور سزا اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں، خدا کے قہر میں گرفتار ہیں۔ خواہش مند لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے ہیں۔

ہاروت فن: کنایتاً: جادوگر۔

ہالہ: حلقہ، گھیرا، دائرہ۔

(۲) چاند کا کُنڈل۔ وہ حلقہ جو زمینی بخارات کے اثر سے چاند کے چاروں طرف بن جاتا ہے۔ لوگ اُسے بارش کی علامت سمجھتے ہیں۔

ہامُوں: بیابان، جنگل۔

ہامُوں نَوَرد: بیابانوں، جنگلوں میں پھرنے والا۔ مسافر

ہامی بھرنا: اقرار کرنا، زبان دینا، وعدہ کرنا، ذمّہ لینا۔

ہانڈا: اِدھر اُدھر پھرنے والا، بہت سفر کرنے والا۔

جب نایک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہے
پھر ہانڈا ہے نہ بھانڈا ہے، نہ حلوا ہے نہ مانڈا ہے
[نظیر، ۱۰۷]

ہانکے پُکارے: سب کے سامنے، اعلان کے ساتھ، ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے۔

جا کر کہو کہ بہزاد خاں ملکہ مہر نگار اور

شہزادۂ کامگار کو ہانکے پکارے لیے جاتا ہے[باغ، ۲۱۴]۔

ہاوِیَہ: دوزخ کا ساتواں طبقہ، جو سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔

ہائل: ہیبت ناک، ڈراونا، بھیانک۔ سخت۔

ہُبَل: عرب کے ایک مشہور بُت کا نام۔

فکر رہتی ہے مجھے یہ کہ زباں سے اپنی
کہیں دعوائے خُدائی نہ کریں لات و ہُبل

[سودا، ۷۷]

ہبہ نامہ: وہ کاغذ یا دستاویز جس میں قانونی طور پر کسی چیز (مکان، جائداد وغیرہ) کو کسی کو بخش دیے جانے [بلا قیمت لیے دے دیے جانے] کا اقرار نامہ لکھا جائے۔

ہتکھنڈا: چالاکی، فریب، ہاتھ کا کرتب۔ چالاکی، فریب کو سمجھ نہ پانا۔

جیت اُس کی تھی جو کچھ ہاتھ آتا
اُس کا کوئی ہتکھنڈا نہ پاتا

[گلزار، ۶۷]

ہتکھنڈے چھوڑ: بے ایمانی اور فریب کے کھیل کو ختم کر۔

بولا وہ کہ سُن، یہ ہتکھنڈے چھوڑ
نقارۂ در کو چوب سے توڑ

[گلزار، ۱۲۶]

ہتھ پھول: پُھل جھڑی یا اُسی کی طرح کی کوئی بھی آتش بازی، جسے ہاتھ میں لے کر چُھڑوایا جائے۔

مہتابی، ہوائی، چرخی، ہتھ پھول...... چُھٹتے تھے [باغ، ۵۶]۔

ہَتھیائی / ہَتّھیائی: ہاتھی کا شرارت کرنا، بگڑ کر توڑ پھوڑ کرنا۔

جو ہتھیائی پہ آجاوے وہ خوں خوار
ہزاروں نیزے ماریں بھالے بردار
چھٹیں گر لاکھ اُس پر چرخی و بان
نہ چھوٹے وہ جو اُس کا فرکی ہے بان

[سودا، ۲۹۶]

ہتیلی پر سرسوں جمانا: کوئی کام آناً فاناً، بہت جلد اِس طرح کر لینا کہ عقل حیران رہ جائے۔ مشکل کام کو بہت جلد کر لینا۔

کھاتے ہی، حمل کا ڈھنگ پایا
سرسوں سا ہتیلی پر جمایا

[گلزار، ۱۳۸۵]

کیا ساغر زرّیں کو کیا جلد مہیا
ساقی نے تو سرسوں ہی ہتیلی پہ جمائی

[ذوق: آصفیہ]

ہَٹّا: دُکان۔

ہیں ہزاروں ہی جنس کے ہٹّے
موتی، مونگا، اور آرسی، پٹّے

[نظیر، ۲۷]

ہٹّنا: ہٹ کرنا، ضد کرنا، جھگڑنا۔

زلفیں یوں چہرے پہ بکھری ہوئی مانگے تھیں دل
جس طرح ایک کھلونے پہ ہٹیں دو بالک

[سودا، ۱۵۴]

ہَجو: بُرائی کرنا، کسی کو بُرا کہنا، کسی کی حقیقی یا خیالی برائیوں کو بیان کرنا۔

ہَجو کہنا: کسی کی مذمت میں شعر کہنا۔

اب شاعری اِسی کا نام ہے کہ کسی کی ہجو کہیے یا مدح بے جا لکھیے۔
[توبۃ النصوح: آصفیہ]

ہجو مَلیح: ایسی ہجو جس میں بہ ظاہر یہ معلوم ہو کہ کسی کی تعریف کی گئی ہے۔

ہَدَف: نشانہ (جس پر تیر لگایا جاتا تھا)۔

ہَدایا: ہدیہ کی جمع؛ تحفے، پیش کش، نذر کرنے کے سامان۔

اور تحفہ، ہدایا جہاں تہاں کا، جو وہاں کے لائق تھا، لیا [باغ، ۱۹۸]۔

ہُدہُد: ایک معروف خوب صورت پرندے کا نام، جس کے سر پر تاج ہوتا ہے: مرغِ سلیمان، کھٹ بڑھئی، کٹھ پھوڑا۔

[یہ جانور اکثر درختوں کے تنے، ڈالیوں کو کھود کر اپنا گھر بناتا ہے۔ اِسی نسبت سے اِسے کھٹ بڑھئی اور کٹھ پھوڑا کہتے ہیں۔ اِس کی چونچ لمبی ہوتی ہے]۔

ہَدِیَہ: تحفہ، نذرانہ۔ قرآنِ پاک کی قیمت۔

[چوں کہ قرآنِ پاک کو بیچنا بہ اعتبار تعظیم اچھا نہیں، یوں اُس کی قیمت کو ہدیہ کہا جاتا ہے]۔ مجازاً: قرآنِ پاک ختم کرنے کی تقریب۔ وہ زر و لباس جو اُستاد کو بہ طریقِ نذر ختمِ قرآن پر دیا جائے۔

اِس تقریب میں بچّے کو اچھے کپڑے پہنا کر مسند پر صدر میں بٹھاتے ہیں۔ اُستاد کو بچّے کے برابر بٹھایا جاتا ہے۔ اُس کے بعد ایک کشتی میں اُستاد کا جوڑا اور ایک کشتی میں نذر یعنی نقد رقم (جیسا جس کا مقدور ہو) رکھ کر لاتے ہیں۔ اُستاد ایک دعا پڑھتا ہے (جو عموماً نظم میں ہوتی ہے) مکتب کے دوسرے بچّے آمین کہتے جاتے ہیں۔ اِس دُعا کا نام بھی "آمین" ہے۔

آمین کے بعد لڑکا کھڑے ہو کر ادب کے ساتھ اُستاد کو اور حاضرین کو سلام کرتا ہے اور ادب کے ساتھ وہ نذرانہ اُستاد کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ اُس وقت تمام حاضرین لڑکے کے بزرگوں کو مبارک باد دیتے ہیں۔ رشتے دار لڑکے کو کچھ نقدی دیتے ہیں۔ آخر میں شیرینی تقسیم ہوتی ہے (آصفیہ)۔

ہَذَیان: بیماری کی بے ہوشی میں بے جوڑ باتیں کرنا: بیماری کے عالم میں بہکنا، بڑبڑانا، بیہودہ باتیں بکنا۔ [اصلاً "ہَذَیان" ہے۔ بعض شعرا نے اِس طرح نظم بھی

کیا ہے؛ مگر عام استعمال میں "ہذیان"
ہی ہے]۔

ہَر / ہَڑ: ڈورے میں زیور کے حصّے سے ملی ہوئی گاجر کی شکل کی بندش، جس کا چوڑا رُخ زیور سے ملا ہوا بنایا جاتا ہے، جو ڈھلواں ہوتا ہوا زیور کی سطح سے آملتا ہے۔ اُس کے مُنہ پر کلابتون لپیٹ کر اُسے خوش نما اور چمک دار بناتے ہیں۔ جتنا قیمتی زیور ہوتا ہے، اُتنی ہی خوب صورت ہر بنائی جاتی ہے۔

ہر آئینہ: یقیناً، ضرور۔

ہرا باغ دکھانا / ہرے ہرے باغ دکھانا: جھوٹے وعدے سے بہلانا، پھسلانا، دھوکے میں ڈالنا: سبز باغ دکھانا۔

دکھلانہ مجھے ہرے ہرے باغ
غنچے کی گرہ میں کیا ہے مجز داغ
[گلزار، ۱۲۸۴]

[سبز باغ: وہ ہرے بھرے پیڑ جو بازی گر اپنی بازی گری سے آن کی آن میں دکھاتا ہے۔ مجازاً: بے حقیقت چیز، خیالی چیز، فریب]۔

ہراس: خوف، ڈر۔

ہراساں: ڈرا ہوا، خوف زدہ۔ (۲) نا امّید، مایوس۔

دن بُرے ہیں تو بھلے بھی کبھی آویں گے مشیر
دل کو قابو ہی میں رکھنا، نہ ہراساں ہونا
(آصفیہ)

ہراوُل / ہَراوَل: وہ تھوڑی سی فوج جو لشکر کے آگے چلتی تھی۔

ہَربابی: ہر ایک علم و ہنر سے واقف، ہر کام میں دخل رکھنے والا۔ ہوشیار۔ (۲) ہرجائی۔

خاک در در کی بس اب چھانتے پھریے ہر وقت
قدر کیوں آنکھ لڑاؤ کسی ہربابی سے
[قدر: نور]

(۳) ہر در پر جانے والا۔

در بہ در رسوا، عاشق، شاعر، شاغل، کامل میر
گہ کعبے میں، دیر میں گاہے، کیا کافر ہربابی ہے
[میر: کلیاتِ مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، جلدِ سوم، ص ۳۵۶]۔

ہَر بول ہَر: خدا کا نام لے، خدا خدا کر۔ [ہَر: مہادیو، شِو، بھگوان]۔

ع: کہا ہنس کے جوگن نے: ہَر بول ہَر
(بیان، ۷، ۱۵۷)

ہَرَج: خلل، نقصان، خسارہ۔

کچھ ہَرَج نہ ہوئے گا کسی کا
نقصان ہے اِس میں آپ ہی کا
[واجد علی شاہ اختر: نور]

ہَرَج: وقفہ، دیر، ڈھیل۔

اتنی ہَرَج میں اور بدن سرد ہو گیا
پھر آنکھیں بند ہو گئیں، مُنہ زرد ہو گیا
[عشق: نور]

ہَرَج مَرَج / ہَرْج مَرْج: مصیبتیں،

پریشانیاں۔

برس دن کے عرصے میں ہَرج مَرج
کھینچتا ہوا شہرِ ہم روز میں جا پہنچا۔
[باغ، ص۹۷]

ہَرج کیا ہے: کیا نقصان ہے، کیا خرابی ہے، کیا مضائقہ ہے۔

جو حُسن اُس میں ہے بے وفائی سے بڑھ کر
تو پھر ہَرج کیا ہے اگر بے وفا ہے
[شوق قدوائی:نور]

ہر چہ بادا باد: اب جو ہونا ہے ہو، جو ہو سو ہو۔

ہَرِ دِیگی چمچہ: ہرجائی، ہر ایک کے پاس آنے جانے والا، ایسا عیاش شخص جو کسی ایک کا وفادار نہ ہو، مختلف عورتوں سے تعلقات رکھتا ہو۔

دور بھی ہو نگوڑے سودائی
مُوا ہر دیگی چمچہ، ہرجائی
[مثنویات، ۳۳۰]

ہر زَماں: ہر وقت، دن رات، ہر گھڑی۔

ع: رہے روبہ ردِ دشیان میں ہر زَماں
(بیان، ۷۲۰)

ہَرزَہ: بیہودہ، لغو، نامعقول۔

ہَرزَہ سَرا: بیہودہ باتیں بکنے والا، نامعقول گفتگو کرنے والا۔

ہر زَہ کار: جو نامعقولیت، بیہودگی کا عادی ہو۔

دشمن کا وار روک کے چمکی جو ذوالفقار
دہشت سے بند ہو گئیں چشمانِ ہرزہ کار
[اوج:نور]

ہَرزَہ گَرد: بیہودہ مارا مارا پھرنے والا۔

ہرزہ گَردی: آوارہ پھرنا، مارا مارا پھرنا۔

مر کر بھی اپنے ساتھ رہیں ہرزہ گردیاں
ہے مُشتِ خاک صورتِ ریگِ رواں خراب
[سحر:نور]

ہَرزَہ گو: بیہودہ باتیں بکنے والا، فضول باتیں کرنے والا۔

نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سُنو تو، کہہ رہا ہے یہ کہاں کی
[داغ،نور]

ہر طریق: ہر طرح۔

ع: بہت ہم نے تکرار کی ہر طریق
(بیان، ۷۶۲)

ہر کس و ناکس: عام لوگ، لائق نالائق، ہر طرح کے لوگ، ادنا اعلا۔

نہیں ہے ہر کس و ناکس خطاب کے قابل
ہماری بزم میں ہے صاحبِ ہنر کی تلاش
[سحر:نور]

ہرگز: ذرا بھی، کچھ بھی، قطعاً۔

اور مجھے بھی ہرگز اطلاع نہیں
(باغ، ۲۳۲)

(یعنی کچھ بھی معلوم نہیں)

ہَرنا: پکڑنا، چھین لینا۔

آنند، عنایت کرتے ہیں، سب من کی چِنتا ہَرتے ہیں
اِس بخشش کے، اِس عظمت کے ہیں بابا نانک شاہ گرو
(نظیر، ۲۴)

[مَن کی چِنتا ہَرتے ہیں: دل کی پریشانیاں دور کرتے ہیں]۔

ہَرنا: گھوڑے کی کاٹھی کا اگلا اُبھرا ہوا حصہ جس میں سوار بعض چیزوں کو لٹکا لیا کرتا ہے۔

ہَر ہَفت: آرایش۔ عورتوں کے سات سنگار۔

سمجھے ہفتے کی میہمانی
ہر ہفتِ عروسِ شادمانی
[گلزار، ۹۴۲]

ہرے باغ دکھانا / ہرے ہرے باغ دکھانا: دیکھیے: سبز باغ دکھانا۔

ع: دکھلا نہ مجھے ہرے ہرے باغ
[گلزار، ۱۲۸۴]

ہَری چُگ: مجازاً: خود غرض، مطلبی، بے وفا۔ دولت کا ساتھی۔

ہَریسہ / ہَریسا: ایک طرح کا حلیم، جو گیہوں کے آٹے، گوشت کی یخنی اور دودھ سے پکایا جاتا ہے۔

[مَثَل: گھول کپسہ، کھا ہریسہ]۔ مجازاً: بہت گلا ہوا [جیسے: گوشت تو ہریسہ ہو گیا]۔

ہَزار: بلبل۔

ہزار جی سے بلبل ہوئے: مراد یہ ہے کہ بہت تلاش کیا۔

بلبل ہوئے سب ہزار جی سے
گُل کا نہ پتا لگا کسی سے
[گلزار، ۵۷]

ہزار داستاں: بلبل کی ایک قسم۔ مجازاً: ایسا شخص جو خوش گفتار اور خوش بیان ہو، طرح طرح کی دل چسپ باتیں کرنے والا۔

یا رب! مرے خامے کو زباں دے
منقار ہزار داستاں دے
[گلزار، ۵]

ہَزارہ: ایک قسم کا بڑا گیندا۔ لالے کی ایک قسم، جس کا پھول بہت بڑا ہوتا ہے۔

ترکش لگا کے، دینے کو تصحیحۂ بہار
گُلگوں پہ اپنے تُرک ہزارہ ہوا سوار
[سودا، ۲۱۸]

[پھول کو تُرک کہا ہے (سپاہی) اور شاخ کو اُس کا گھوڑا (گُلگوں)]۔

ہَزاری بَزاری: خاص اور عام لوگ، بڑے چھوٹے، مال دار اور غریب۔

جتنے وہاں کے آدمی ہزاری اور بزاری

نظر پڑے، سیاہ پوش تھے (باغ، ۹۷)۔
تمام شہر میں، ہزاری بزاری کے گھروں
میں، جہاں دیکھو وہاں تھئی تھئی ناچ ہو رہا
ہے [باغ، ۲۴۱]۔

(۲) کنایتاً: سفلہ، کمینہ، نا قابلِ اعتبار۔

ہَزیمَت: شکست، ہار۔

ہِزَبْر: شیر۔

ہیژْدَہ ہزار: اٹھارہ ہزار۔

جس نے ہیژدہ ہزار عالم کو ایک حکم
میں پیدا کیا [باغ، ۱۴]۔ ہیژدہ ہزار عالم
سے مراد ہے پوری دنیا]۔

ہَفْت اِقْلیم: سات ولایتیں۔ پُرانی تقسیم
کے مطابق دنیا کا (خشکی کا حصہ) سات
حصّوں میں تقسیم کیا گیا تھا، ہر حصہ اقلیم
تھا۔ ہفت اقلیم سے مراد ہوتی ہے
ساری دُنیا۔ [بادشاہِ ہفت اقلیم: پوری
دنیا کا بادشاہ]۔

ہَفْتِ قلم: سات مختلف قسم کے خط،: ثُلث،
محقّق، توقیع، رقاع، ریحان، نسخ، نستعلیق۔

ایک اُستادِ دانا، کار آزمودہ واسطے میری
تربیت کے متعیّن کیا، تو تعلیم ہر علم اور
ہر ہنر کی اور مشق ہفت قلم لکھنے کی
کرے [باغ، ۱۰۳]۔

ہَفْت ہزاری: مُغل دربار کا اعلا ترین
منصب (اُمَرا کے لیے)۔

ہَفْجُوش: ہفت جوش کا مخفف، سات
دھاتیں (سونا، چاندی، تانبا، جست، لوہا،
سیسا، رانگ) ملا کر جو چیز بنائی جائے۔
وہ بہت مضبوط ہوتی ہے۔

ہفجوش کا ہو دل، تو رہے دہر سے بہ تنگ
بادر نہیں، تو دیکھ کہ نالاں سدا ہے زنگ
[سودا، ۲۲۷]

ہَفْوات: بیہودہ باتیں۔

ہَک نہ دَھک: بے سان گمان، اچانک۔

ہَلاک: تھکا ہوا، مضمحل، نڈھال۔

دل جب اُس کا بہت ہلاک ہوا
تب گریبانِ صبح چاک ہوا
[مثنویات، ۱۱۷۴]

[دل جب بہت ہلاک ہوا، یعنی ساری
رات سوچتے رہنے اور اضطراب سے
جب وہ بہت نڈھال ہو گئی]۔

ہِلال: پہلی تاریخ کا چاند۔

ہَلاہِل: قاتل زہر، جس کا علاج ہی نہ
ہو سکے۔

ہَلو کنا: قے کرنا۔

ہَم: بھی، نیز۔

"باغ و بہار" اچھا نام ہے، کہ ہم نام و ہم
تاریخ اِس میں نکلتی ہے [باغ، ۲۴۹]
لیعنی یہ نام بھی ہے اور اِس سے تاریخ

تصنیف بھی نکلتی ہے۔

ہماری بھتّی کھائے: ہماری موت چاہے، ہمیں مرا ہوا دیکھے۔

کسی کام کو روکنے کے لیے عورتیں اِس طرح کی قسم دیتی ہیں، اُس کام سے منع کرتی ہیں۔ دیکھیے: بَھتّی۔

ہم کو پیٹے، ہماری بَھتّی کھائے
دل میں گر کچھ ملال اِس کا لائے
[مثنویات، ۲۸۹]

کبھی کہنا: ہماری بھتّی کھائے
گر ہمیں بے طریق ہاتھ لگائے
[مثنویات، ۸۷۰]

ہَماہَمیں: زبردستی۔

کہتا تھا میں: نہیں نہیں نہ کرو
کہتی تھی وہ: ہَما ہَمیں نہ کرو
[مثنویات، ۱۰۱۹]

ہَم بِستَری اختیار کرو: پاس آکر (زمین پر) بیٹھو۔

سواری مانگنے کی نہیں، خواصیں بھی تمھاری ہیں جو ہمراہِ سواری ہیں۔ خاک نشینوں کی ہم بستری اختیار کرو، تکلف تہ کر رکھو۔ طبیعت حاضر ہوگی تو تمھارے بیٹھنے سے کچھ کہ اُٹھیں گے۔
[فسانہ، ۸۲]

ہم بھی پانچوں سواروں میں مِل گئے:

شریک ہوگئے۔

جاؤ تم بھی اُن ترجمہ کرنے والوں میں شریک ہو جاؤ۔ اُس دن سے ہم بھی پانچوں سواروں میں مل گئے۔
(کہانی، ۶۱)

ہَمتا: برابر، مثل، نظیر۔ [بے ہمتا: جس کا نظیر نہ ہو، جس کے برابر کوئی نہ ہو، ویسا کوئی نہ ہو]۔

ہَمتائے فلک: آسمان کے برابر۔

ع: ہمتائے فلک نہ ہوگا بادل
[گلزار، ۱۴۶۳]

ہَم چشم: برابر والا، ہم رُتبہ، دوست، ساتھی۔

ہَم خانہ: ایک گھر میں رہنے والے۔

درجے درجے رہیں وہ ذی ہوش
ہم خانہ و ہمدم و ہم آغوش
[گلزار، ۱۰۸۲]

ہَم خُرما ہَم ثواب: چھوارے بھی اور ثواب بھی۔ ایسا کام جس میں لطف و لذّت بھی ہو اور وہ کارِ خیر بھی ہو۔

ہَم خواب: ساتھ سونے والا۔

بے تاب آرام گہ تک آئی
ہم خواب کی آنکھ بند پائی
[گلزار، ۱۱۲۷]

ہَم خوابہ: ساتھ سونے والی۔

ہمرؤ/اِمرؤ: ادنا قسم کا ریشمی، یا ریشم اور سوت کا ملواں پھول دار بُناوٹ کا کپڑا۔ خالص اونی اور خالص سوتی بھی ہوتا ہے، لیکن پھول ریشم کے ڈالے جاتے ہیں۔ سوتی نہایت عمدہ ریشم کے مانند صاف بنائے ہوئے تانے بانے سے بُنا جاتا ہے جو دیکھنے میں ریشمی معلوم ہو۔ (دیکھیے: تافتا)۔

ہَم زَمزمہ: ایک سا راگ گانے والا۔ کنایتاً: برابر کا۔

ع: ہم زمزمہ کب مرغِ چمن ہوسکے مجھ سے
(سودا)

ہَمسَر: برابر کا، مرتبے میں برابر کا۔

نہیں ہمسر اُس کا کوئی، بجز علی
کہ بھائی کا بھائی، وصی کا وصی

[بیان، ٦٦]

ہَم سَنگ: ہم وزن، وزن میں برابر۔

ہَم وزن ترے حِلم کا، ہے وقر ہی تیرا
کہسار تو دونوں میں نہیں ایک کے ہم سنگ

[سودا، ۱۸۴]

ہَم صُحبَتی: دوستی، جنسی عمل کا تعلق۔

اگر میری ہم صُحبتی کر یہ جانتا ہے، تیری اُمید بھی قطع کر دیتی ہوں [فسانہ، ٦٣]

ہم صورت: ہم عُمر، ساتھ والے، گھر کے لوگ۔

میری رخصت میں اب نہ کر تاخیر
ورنہ ہم صورتوں میں ہوں گی حقیر

[مثنویات، ۱۱۱۱]

ڈر ہے ہم صورتوں کی چشمک سے
ارے اُٹھ جاؤں گی میں صحنک سے

[" " نمبر ۱۰۱۸]

ہَم عِناں: ہمراہ، برابر، ساتھی۔

ہَم قدم: ساتھ چلنے والا، رفیق، ساتھی۔

ہَم قِراں کیا: دونوں کو یک جا کر دیا، مراد یہ ہے کہ شادی کر دی۔

اُس اخترِ تابندۂ فلکِ شاہی کو ہم قِراں کیا، نکاح پڑھوا دیا۔

[فسانہ، ۳۷]

ہم قَرینِ غم: مصیبت میں مبتلا، غم میں گرفتار۔

ہَم قَسَم ہوئی: ساتھ دینے کا عہد کیا۔

ہوئی ہَم قَسَم اُس سے تیغِ اَجَل
نکل آئے یہ، گر پڑے وہ نکل

[بیان، ۱٦۰]

ہم کو پیٹے: دیکھیے: پیٹنا۔

ہَمَم: ہمّت کی جمع۔

ہَم نشیں: ساتھ اُٹھنے بیٹھنے والے، احباب۔

ہَم نظر: دیکھیے: خورشید کے ہم نظر۔

ہَم نَفَس: رفیق، ساتھی، ہم کلام۔

ہَم نَوا: ہم آواز، بات کی تائید کرنے والے: ہم صفیر۔

ہَم وَقار: برابر والے۔

خواہاں ہوئے ہَم وَقار، اُس کے
دِہقاں ہوئے خواستگار اُس کے
[گلزار، ۱۴۰۲]

ہمیانی: رقم (روپے، اشرفی وغیرہ) رکھنے کی وہ پتلی تھیلی جسے کمر سے باندھ لیتے تھے۔

ہَمیش: ہمیشہ۔

ڈرے سب ہیں اُس سے، وہی سب سے پیش
ہمیشہ سے ہے اور رہے گا ہمیش
[بیان، ۱۶]

ہُنڈی کی چِنڈی کرنا: خوب سمجھانا، آسان بات کو اور آسان کر کے سمجھانا، بیان کرنا۔

شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہنڈی کی چنڈی کی اور رُوزمرّے کو ایسا فصیح و بلیغ کیا کہ کلامِ سابقین منسوخ ہوا [فسانہ، ۱۳۰]۔

ہُنڈی وال: ساہوکار۔

ہَنگام: وقت، موقع۔

ہم جو رخصت ہوئے اُس بُت سے تو ہنگامِ وداع
ہنس کے بولا وہ صنم، جاؤ خدا کو سونپا
(نور)

ہنگامہ آرا: لڑائی جھگڑا برپا کرنے والا، فتنہ و فساد اُٹھانے والا۔ شور و غل مچانے والا۔

اپنی، رُسوائی میں کیا چلتی ہے سعی
یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے
[غالب، دیوان نسخہ عرشی، ص ۳۲۳]

ہنگامہ پَرداز: ہنگامہ آرا۔

ہنگامہ گرم کرنا: ہجوم کر کے آنا، شور و شر کرنا، اُدھم مچانا۔

ہنگامۂ محشر: قیامت کے دن کا ہجوم اور شور و شغب۔

ہنوز: اب تک، ابھی تک۔

ہَنوُمَت: ہنومان کی طرح مثالی جسمانی طاقت رکھنے والا۔

تک تکِ پا اگر سُنے تیری
داب کرِدُم کھسک چلے ہَنومت
[سودا، ۲۰۸]

ہَوا: خواہش، لالچ، تمنّا، شوق۔

ہَوا بتانا: ٹالنا، کسی بہانے سے چلتا کر دینا۔

سو اب ایک کو تو لے آتی ہوں میں
ہَوا دوسرے کو بتاتی ہوں میں
[بیان، ۱۸۳۹]

او بادِ صبا! ہَوا نہ بتلا
خوش بو ہی سنگھا، پتا نہ بتلا
[گلزار، ۲۵۹]

ہَوا بتائی: فضا میں پھینک دیا۔ ہوا میں اُچھال دیا۔

تاری تھی پری، ہَوا بتائی
خاکی تھا بشر، زمیں تھکائی
[گلزار، ۱۲۲۲]

ہَوا بہنا: ہوا چلنا۔

ہَوا نرم نرم بہتی تھی: ہَوا ہلکی ہلکی آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

بدلی گھمنڈ رہی تھی، پھوئیاں پڑ رہیں
تھیں، اور ہَوا نرم نرم بہتی تھی۔
[باغ، ۵۵]

ہَوا خواہ: دوست، طرف دار، خیر خواہ۔

ہَوا خواہی: خیر خواہی، وفاداری۔

ہَوادار: پالکی کی قسم کی سواری، جو اوپر سے کھلی ہوئی، یعنی چھت کے بغیر ہوتی تھی۔ اُس میں ڈنڈے لگے ہوتے تھے اور کہار اُس کو کاندھے پر اُٹھاتے تھے۔ کسی زمانے میں اُمرا شام کے وقت ہَوا خوری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ اِسی کو تام جھام بھی کہتے تھے۔
[اصطلاحات]

ہَوادار: خیر خواہ، بھلائی چاہنے والا۔

ہواداروں کی مٹی کو نہ یوں برباد ہونا تھا
بگولا بن کے رستے میں نثار یاد ہونا تھا
[بحر: نور]

ہَوادارِ خلق: لوگوں کی بھلائی چاہنے والا۔ لوگوں کو دوست رکھنے والا۔

ترو تازہ ہے اُس سے گلزارِ خلق
وہ ابرِ کرم، ہے ہوادارِ خلق
[بیان، ۹۰]

ہَواداری: خیر خواہی، دوست داری۔
(۲) خواہش۔

میرا یہ حال ہے دُنیا کی ہَواداری میں
جس طرح ذرّہ بگولے میں پریشان رہے
[بحر: نور]

ہَوا رہتی ہے: خواہش رہتی ہے، ارمان رہتا ہے۔

پرندوں کا دل اُس طرف ہے لگا
پرندوں کو رہتی ہے اُس کی ہَوا
[بیان، ۱۸۱]

ہَوا سمانا: دُھن سمانا، کسی خیال کا دل میں بیٹھ جانا۔

گل کی جو خبر سنائی اُس کو
گلشن کی ہَوا سمائی اُس کو
[گلزار، ۵۳]

ہَوا سے ہم عِناں تھا: ہَوا کے ساتھ چل رہا تھا، یعنی ہَوا کی طرح تیز رفتار تھا، بہت تیز جا رہا تھا۔

گل کے جو اثر سے شادماں تھا
گل چیں وہ ہَوا سے ہم عِناں تھا
[گلزار، ۳۱۶]

ہَوا کا ہم قَدَم تھا: ہَوا کا ہم سفر تھا یعنی بہت تیزی کے ساتھ اُڑ رہا تھا (اور لٹھ چلا رہا تھا)۔

شہ زادہ کہ لٹھ سے برق دَم تھا
بادل سا ہَوا کا ہم قدم تھا
[گلزار، ۸۶۲]

ہَوا لگی تھی: خواہش تھی۔

صدقے ہو کر کہا: خوش آئے
جس گُل کی ہَوا لگی تھی، لائے؟

[یعنی جسے حاصل کرنے کی دُھن سمائی تھی] [گلزار، ۲۹۴]۔

ہَوا نہ دینا: خبر نہ کرنا، پتا نہ دینا۔

نام اُس کا صبا! نہ لیتی تھی مَیں
اُس گُل کو ہَوا نہ دیتی تھی مَیں
[گلزار، ۲۵۶]

ہواو: ہمّت، حوصلہ۔

عالم سکوت کا ہو گیا۔ یہ ہواو نہ پڑا کہ کچھ کہوں [باغ، ۲۰۹]۔

یہ پہلا ہی سفر در پیش ہوا۔ دریا کی راہ ہواو نہ پڑا، خشکی کی طرف سے قصد کیا [باغ، ۱۲۳]۔

ہَوا ہو: دیر نہ کرو، جلدی جاؤ، چلتے بنو۔

راضی ہیں، خُدا کی جو رضا ہو
ہوتی ہے سحر، چلو ہَوا ہو
[گلزار، ۱۳۳۳]

ہَوا ہوا ہے: غائب ہو گیا ہے۔

دیکھا تو وہ گُل ہَوا ہوا ہے
کچھ اور ہی گُل کھلا ہوا ہے
[گلزار، ۲۴۲]

ہَوا ہوں: فوراً چل دوں، ابھی روانہ ہو جاؤں۔

بولا وہ، یہی تو چاہتا ہوں
گُل پاؤں، تو میں ابھی ہَوا ہوں
[گلزار، ۱۸۸]

ہَوا ہونا: ہَوا کی طرح تیز رفتار ہو جانا، اچانک نظر سے غائب ہو جانا۔

ہَوا ہونا: خواہش ہونا، جی چاہنا۔

زبس گُل سے آتی ہے بو یار کی
ہَوا پھر ہوئی اُس کو گلزار کی
[بیان، ۱۲۵۹]
(یعنی باغ میں جانے کو جی چاہا)

ہَوا ہوئی: تیزی کے ساتھ روانہ ہو گئی۔

تھی بس کہ غُبار سے بھری وہ
آندھی سی اُٹھی، ہَوا ہوئی وہ
[گلزار، ۲۷۳]

ہَوا ہوئے: غائب ہوئے، جاتے رہے۔

ساتھ اُس کے رواں ہوئی وہ گُل رو
ہوش اِس کے ہَوا ہوئے، کہے تو
[گلزار، ۹۴۴]

ہَوائی: ایک قسم کی آتش بازی، جسے ٹھنگایا

خدنگا اور اَگنی بان یا اَگن بان بھی کہتے ہیں۔ اِس کے فتیلے میں آگ لگا کر آسمان کی طرف رُخ کر کے چھوڑ دیتے ہیں اور وہ سیدھا یا ترچھا [جیسا بھی ہاتھ کا رُخ ہو] آسمان کی طرف چلا جاتا ہے اور فضا میں چھوٹتا ہے۔

ہَوائی: پستے اور بادام کے پتلے پتلے ورق، جو عموماً فیرنی پر جمائے جاتے ہیں۔ بعض مٹھائیوں پر بھی جمائے جاتے تھے۔

پیڑی لذیذ، دبیز، بسی بسائی، پستہ و بادام کی ہَوائی؛ ہونٹ سے چبائیے، دانت کا اُس پر دانت رہے، لگانے کی نوبت نہ آئے [فسانہ، ۲]۔

ہَوائی: بہت تیز رفتار، ہَوا پر چلنے والا۔

ملتی اُسے خاک وہ ہَوائی
انساں کو پری نہ ہاتھ آئی
[گلزار، ۱۴۵۷]

خط، خاتم لے کے وہ ہَوائی
پتّا ہوئی اور پتے پر آئی
[گلزار، ۲۰۶]

مجرم جو وہ ہے، تو لو مَیں لائی
یہ کہہ کے اُٹھی، چلی ہَوائی
[گلزار، ۶۴۹]

ہَوائی تیر: وہ تیر جو ہوا کے رُخ چلایا جائے اور جس کا کوئی نشانہ نہ ہو۔

ہَوائی چُھٹنا: دیکھیے: چہرے پر......

ہَوائی سی چُھٹنا: دیکھیے: مُنہ پر ہوائی چھٹنا۔

زبس آہِ پنہاں سے گھٹنے لگی
تو مُنہ پر ہوائی سی چُھٹنے لگی
[بیان، ۱۲۴۴]

ہَوائے بہاری: موسمِ بہار کی ہَوا۔

ع: ہوائے بہاری سے گُل لہلہے
[بیان، ۳۸۷]

ہُوتیاں: ہوتی (ہیں)۔

اور وہ ہُوتیاں ہیں البیلی
میں نہیں کچی گولیاں کھیلی
[مثنویات، ۹۲۴]

ہُوتے سُوتے: عزیز اَقارب، رشتے دار۔ رشتے ناطے کے زندہ اور مرے ہوئے لوگ۔

ہُوتے سُوتوں کو: اپنے گھر والوں کو، اپنے خاندان والوں کو۔

ہوتے سوتوں کو اپنے کیجیے پیار
چل چخے، ہو تجھے خدا کی مار
[مثنویات، ۸۱۹]

ہوتے سوتوں کو اپنے وہ بُلوائے
خوب گرمی کی، کیا مزے میں آئے
[مثنویات، ۷۲۸]

ہُوٹ: ایک طرح کی چوڑے مُنہ کی توپ۔

ہَودَج: "ہَودا" کا اسم مصغر۔

[ہَودا: عربی لفظ "حوضہ" بہ معنی حوض کا

اُردو تلفظ۔ پلنگ نما چوکھٹا، جو سواریوں کے لیے ہاتھی کی کمر پر باندھ دیا جائے۔ یہ عموماً گہوارے (پالنے) کی شکل کا ہوتا ہے۔ اِس پر چھتری یا سایے کو کوئی آڑ نہیں ہوتی، کھلی ہوئی بغیر چھتری کی عماری]۔

[عماری: ہاتھی کی کمر پر باندھنے کا چھتری دار ہودا، جس کی چھتری بُرجی نُما ہوتی ہے۔ "ہودج" اونٹ کے کجاوے کے لیے بھی آتا ہے۔

[کجاوہ: سواریوں کے بیٹھنے کے لیے اونٹ کی کمر کے دونوں طرف لٹکی ہوئی ہَودے کی وضع کی نشستیں، جن میں ایک ایک، دو دو سواریاں بیٹھ سکیں]۔

[محمل: کجاوے کی ایک مختصر اور آرام دہ صورت کا نام "محمل" ہے۔ اِس کو سواری کے بیٹھنے کے لیے (گھوڑے کی) کاٹھی کی طرح اونٹ کی کمر پر کس دیا جاتا ہے، جس کے اوپر دھوپ سے حفاظت کے لیے چھتری بھی ہوتی ہے۔ کجاوے کی نسبت محمل زیادہ شان دار اور آرام دہ ہوتا ہے]۔

ہُوڑ: شرط، بازی، داؤں۔

ہُوڑ بدنا: شرط لگانا۔

کھڑے اَڑنے ہوتے ہیں سر ہُوڑ ہُوڑ
کہ جی کون دیتا ہے بدبد کے ہُوڑ
[بیان، ۱۸۳]

ہَوکا: بہت سا کھانے کی ہوس۔ کسی چیز کی بے انتہا خواہش۔

ہَوکا ہو جانا: لالچ پڑ جانا، حرص غالب آجانا۔

ہو گئے: ختم ہو گئے، مٹ گئے۔

ہو گئے حُسن و عشق کے جھگڑے
گال سے گال، لب سے لب رگڑے
[مثنویات، ۱۰۳۹]

ہَول: گھبراہٹ، اضطراب، خوف، دہشت۔

ہَول آنا: ڈرنا، دہشت سما جانا۔

اپنا تو جی بھی تھر تھراتا ہے
تیرے دیدے سے ہول آتا ہے
[مثنویات، ۹۹۷]

ہَول جَول: گھبراہٹ، جلدی۔

ہَول جَول مچانا: جلدی کرنا، اِس طرح جلدی مچانا کہ دوسرا گھبرا جائے۔

نُوج اِس طرح بھی کوئی گھبرائے
نُج کوئی اِتنی ہَول جَول مچائے
[مثنویات، ۸۶۹]

ہَول کھاتی ہوئی: گھبرائی ہوئی، کسی اندیشے کے سبب آپ ہی آپ ڈرتی ہوئی، دہشت زدہ۔

گھر تلک پہنچی ہَول کھاتی ہوئی
دل میں سَو فطرتیں بناتی ہوئی
[مثنویات، ۱۱۵۴]

نوج نوچندی کو میں جاتی آج
آئی ہوں کیسی ہَولیں کھاتی آج
[مثنویات، ۱۱۵۸]

ہُوبہُو: سارا حال، جو کچھ گزرا تھا سب۔

میاں مٹھو نے ہوبہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سُنادیا[فسانہ، ۲۳۹]۔

ہُوئے رے: واہ رے، واہ واہ!

ع: کہیں ہوئے رے اور کہیں واجھڑوے
[بیان، ۴۲۴]

ہُویدا: ظاہر، آشکارا۔ روشن۔

ہَیجا: لڑائی۔

ہَیجان: جوش، اُبال۔ شہوت کا جوش۔

یادُو معجونِ مُبہی کی ہیں ڈبیاں ایسی
آوے ہَیجان میں، چھیڑے سے جنھیں روحِ ملک
[سودا، ۱۵۶]

ہَیجان میں تپ کے: بُخار کی تیزی، شدّت میں۔

کچھ بول کے زیرِ لب وہ دل زار
ہَیجان میں تپ کے جیسے بیمار
[گلزار، ۶۵۳]

ہِیچ: معدوم، جس کا وجود نہ ہو۔

کمر کو کہوں کیونکے میں اُس کی ہیچ
نہ آوے نظر، تو ہے قسمت کا پیچ
[بیان، ۸۶۸]

ہِیچ: نفی کے لیے۔

ع: کشاکش میں تھا اور نہ جینا تو ہیچ
[بیان، ۹۵۰]

(یعنی جینے کی کوئی امید نہیں تھی)۔

ہیچ مَداں: کچھ نہ جاننے والا۔ بات کرنے والا بہ طورِ عاجزی و انکساری اپنے لیے یہ کلمہ استعمال کرتا ہے۔

ہیچ میرز: کسی قیمت کا نہیں، کسی قابل نہیں، ناچیز[بہ طورِ انکسار عموماً اپنے لیے استعمال کرتے ہیں]۔

اگرچہ اِس ہیچ مَیرز کو یہ یارا نہیں کہ دعویٰ اُردو زبان پر لائے، یا اِس فسانے کو بہ نظرِ نگاری کسی کو سُنائے[فسانہ، ۳۰]۔

ہیچ و پُوچ: بے مغز، بیہودہ، فضول۔

کارخانۂ دُنیائے دُوں ہیچ و پوچ جان کے، عزم وارستگی ٹھان کے...... حکومت کا بکھیڑا چھوڑا[فسانہ، ۹۳]۔

ہیرا کھانا: جان دے دینا، مر جانا۔

مرزائی صاحب کی مشق کا کوئی پرچہ اگر نظر پڑ جاتا...... یاقوت رقم ہیرا کھاتا۔
[فسانہ، ۱۲]

یعنی رشک سے مر جاتا۔

ہیرا کھانا: دن رات جان کھپاتا، ہر وقت تلاش اور فکر میں مبتلا رہنا۔

روپے کا جمع ہونا، جواہر کی تلاش میں ہیرا کھانا، دن کا جاگنا، چاندی سونے کی امید میں رات کا نہ سونا[فسانہ، ۲۳۲]۔

ہیز: مخنّث، ہجڑا، نامرد۔ مجازاً: بُزدل، کم ہمّت۔

ہیزم/ہیزُم: جلانے کی لکڑی، سوکھی لکڑی۔

ہیژدَہ ہزار: اٹھارہ ہزار۔

جس نے ہیژدہ ہزار عالم کو ایک حکم میں پیدا کیا[باغ، ۱۴]۔

ہَیکَل: وہ بُت جو کسی سیارے کے نام پر بنایا جائے، جیسے ہیکلِ شمس۔ بُت خانہ۔ بڑا جثہ، جیسے: مردِ قوی ہیکل۔

ہَیکَل: روپے یا اشرفیوں کا ہار، جسے عورتیں گلے میں پہنتی تھیں۔ گلے میں پہننے کا ایک زیور جس میں تعویذ کی طرح گھر بنے ہوتے ہیں۔

ہَیکَل نَورتن کی: ایسی ہیکل جس میں نو جواہرات جڑے ہوئے ہوں۔
[باغ، ۲۴۲]

ہاتھ پانْو میں کھڑوے مرصّع کے اور گلے میں ہیکل نورتن کی پڑی ہے[باغ، ۲۴۲]۔

ہَیکَلِ اَطفال: بچّوں کے گلے میں ڈالنے والا تعویذ۔

ہیلہ مار کر: تیزی کے ساتھ گھوڑا بڑھا کر یا للکار کر۔

قدم بوسی کی آرزو میں گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ ہیلہ مار کر حضور میں حاضر ہوا[باغ، ۲۱۶]۔

ہیمہ: خشک لکڑی، ایندھن۔

ہین: بے عزّتی، توہین۔

ہَیُولا (ہیولیٰ): ہر چیز کا مادّہ، اصل، ماہیت۔ ڈول، ڈھانچا، خاکہ، شبیہ۔

ہَیُولا: وہ شخص جس میں آدمیت نہ ہو، غیر مہذّب، بے ڈول شخص۔

صاف صورت سے تیری پیدا ہے
آدمی کا ہے کو، ہیولا ہے
[مثنویات، ۸۷۷]

ہَیہات: ہے ہے! افسوس! (کلمۂ تاسف)۔

ہَیئت: ایک علم جس میں آسمان کی گردش، ستاروں وغیرہ کا بیان ہوتا ہے: علم فلکیات۔

ہَیئت: صورت شکل، چہرہ مُہرہ، ساخت، ڈول۔

ہَیئت بدلنا: شکل بدلنا۔

ٹکڑے تھے مُنہ، سزا تھی یہ اعمالِ زشت کی
ہیئت بدل گئی تھی ہر اک بدسرشت کی
[انیس: نور]

ہَیئتِ کَذائی: موجودہ حالت، جیسی کہ حالت ہو۔

اُنھوں نے میری ہیئتِ کذائی دیکھ کر تعجب کیا(نور)۔

ی

یابندہ: پانے والا۔

یابس: خشک، خشکی کرنے والا۔

یابو: ٹٹو۔ چھوٹے قد کا گھوڑا۔

پستہ قد غیر نظر آیا، تو بولا وہ شوخ
دیکھیے دیکھیے وہ سامنے یابو آیا
[تسلیم:نور]

یاجوج ماجوج: دوخوں خوار اور لڑاکا قبیلوں کے عربی نام ہیں۔ اِن سے متعلق بہت سی روایتیں ملتی ہیں جن میں باہم اختلاف ہے۔ضروری تفصیلات کے لیے دیکھیے: دائرۂ معارف اسلامیہ[لاہور، جلد۲۳]

بہ طورِ کنایہ فسادی، فتنی لوگوں کو کہتے ہیں۔ میں نے یہ گفتگو سن کر دونوں یاجوج ماجوج سے کہا کہ واسطے خدا کے مجھ پر رحم کرو[باغ، ص۲۰۳]۔

یادش بہ خیر: کسی شخص کو عموماً(اور کبھی کسی خاص چیز کو، واقعے کو، محفل کو) اچھے لفظوں میں یاد کرنے کا ایک انداز۔ جب ایسے کسی شخص کا نام لیتے ہیں، جو سامنے نہ ہو، اُسے یاد کرتے ہیں، تو بہ طورِ دُعا یہ کلمہ زبان پر لاتے ہیں، یعنی وہ ہر بلا سے محفوظ رہے۔

اگر کسی دوست کا ذکر ہو رہا ہو اور وہ اتفاق سے آنکلے تب بھی یہ کہتے ہیں [جیسے:یادش بہ خیر!لو وہ آہی گئے]۔

لگی کہنے: ہے ہے! یہ دیکھوں میں سیر
نہ ہو پاس میرے وہ، یادش بہ خیر!
[بیان، ص۱۳۴۹]

نہیں معلوم اک مدّت سے قاصد حال کچھ واں کا
مزاج اچھا تو ہے،یادش بہ خیر!اُس آفتِ جاں کا
[داغ: آصفیہ]

شوخ ہر ایک کی طبیعت تھی
طرفہ،یادش بہ خیر، صحبت تھی
[مثنویات، ص۲۸]

یاد فراموش: ایک قسم کی شرط اور بازی ہے جو ہم عمر لڑکوں میں کچھ دن کے لیے بدی جاتی ہے، جس کا دستور یہ ہے کہ آپس میں عہد کر لیتے ہیں کہ اگر ہم تم کو کوئی چیز (جس کو اُس وقت طے کرلیں کہ فلاں چیز) اِس وقت کا عہد بھلا کر دے دیں اور ساتھ ہی "فراموش" بھی کہہ دیں، تو تم کو اُس کے عوض اِس قدر فلاں چیز دینی ہوگی۔اور جو تم نے کہہ دیا: یاد ہے، تو تم جیتو گے [آصفیہ]۔

یاد آتی ہے ہم کو وہ تری یاد فراموش
سب تو نے کیا اے ستم ایجاد فراموش
[رشک: آصفیہ]

یادگارِ سَلَف: پُرانے بزرگوں (پچھلے بزرگوں) کی یادگار۔

اُس یادگار سلف کا اُن ناخَلفوں کے ہاتھوں خاتمہ بالخیر ہو گیا [کہانی، ص ۵۴]۔

یادگاری: یاد۔ یادگار۔

ہے بُتوں کی یادگاری بھی، خدا کی یاد بھی
اے تصور اب ہمارا دھیان پورا ہو گیا
[رشک: نور]۔

[یہ عورتوں کی زبان کا لفظ ہے]۔

یارا: طاقت، جرات، مجال، قدرت۔

ع: نہ اب ہے صبر کا یارا، نہ ضبط کی ہے تاب
[اوج: نور]

علاجِ دردِ دل ممکن ہے لیکن
زباں کو بھی جو یارا ے بیاں ہو
[مجروح: آصفیہ]

یارِ شاطر نہ بارِ خاطر: ایسا دوست جو دوسرے دوستوں کے لیے پریشانی کا سبب نہ بنے، بوجھ نہ بنے۔

وہ تو یارِ شاطر، نہ بارِ خاطر تھے؛ قبول کیا [فسانہ، ص ۲۸]۔

یارِ غار: سچا دوست، مصیبت کے وقت کا ساتھی، رفیق و ہمدم۔

جب رسول اللہؐ مکّے کے کفار کے ستانے پر ہجرت کے ارادے سے نکلے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں جبلُ الثور کے ایک غار میں تین دن تک آپ چھپے رہے، کفارِ مکّہ نے تعاقب کیا تھا۔ حضرت ابو بکر آپ کے ساتھ رہے اور دل و جان سے آپ کی خدمت میں مشغول رہے۔ اِس وجہ سے "یارِ غار" سچّے دوست کے معنی میں مستعمل ہو گیا [آصفیہ، نور]۔

اے شادؔ! مر گئے تو کسی نے دیا نہ ساتھ
جو حد کا یارِ غار ہوا، گور تک گیا
[نور]

یار فروشی: بے جا تعریف، دوستوں کی خوبیوں کو بڑھا چڑھا کے پیش کرنا۔

یاس: نااُمیدی۔

یاسِ کُلّی: کامل مایوسی۔

یاسَمَن: چمیلی، چمیلی کا پھول۔ یہ سفید اور ہلکا زرد، دو طرح کا ہوتا ہے۔ سفید پھول زیادہ خوش بودار ہوتا ہے۔

یاسمن رنگ جو رکھتی ہے خزاں سے ماتا
چاہتی ہے بہ سماجت کرے سبزے سے بدل
[سودا، ص ۷۸]

(خزاں سے ماتا [مشابہ] رنگ یعنی زرد رنگ)۔

یاسَمن بَر: دیکھیے: سَمن بَر۔

یاسمین: چنبیلی۔

یاقسمت: یا نصیب! یا بخت! حسرت اور افسوس ظاہر کرنے کے موقعے پر قسمت کی شکایت کرنے کے لیے یاقسمت، یا نصیب، یا بخت کہا جاتا ہے۔ رضا اور تسلیم کے موقعے پر بھی کہتے ہیں، یعنی جیسی خدا کی مرضی، تقدیر کے حوالے، اب جو ہونا ہے وہ ہو۔

ع: ہماری آہ تیرا دل نہ نرماوے تو یاقسمت
[سودا، ص ۷۴]

عازم ہوا شب کو، آتے ہی تخت
یا قسمت! یانصیب! یا بخت!
[گلزار، ص ۱۱۹۹]

یاسین/یٰسٓ/یٰسین: قرآنِ پاک کی ۳۶ویں سورۃ کا نام ہے، جسے عالمِ نزع میں میت کے سرہانے پڑھا جاتا ہے۔ ایک حدیث کے مطابق اِس سے جان نکلنے کی مشکل آسان ہوتی ہے۔ چوں کہ نزع کے عالم میں اِس کے پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے، اِس وجہ سے عورتوں نے وہم میں آکر اِس کا نام ہی "بِتانوہِس" رکھ لیا ہے۔ بِتانوہِس: نام نہ لیے جانے کے قابل [آصفیہ]۔ قرآن میں اِس کا املا "یٰسٓ" ہے۔

یاسین کا وقت آنا: نزع کا عالم طاری ہونا، اخیر وقت ہونا۔

یاقوت کی تحریر: یاقوت (معروف جواہر) کو دیوار میں اِس طرح جڑنا کہ پٹّی سی بن جائے۔

دیوار و در جگمگاتا۔ بلور کی اینٹیں، یاقوت کی تحریر [فسانہ، ص ۱۰۶]۔

(مراد یہ ہے کہ دیواروں میں یاقوت کی پتلی سی پٹّی لگی ہوئی تھی۔ "یاقوت رقم" ایک معروف خطّاط کا خطابی نام تھا اور تحریر لکھاوٹ کو بھی کہتے ہیں اور لکیر کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اِس طرح اِن دونوں لفظوں میں کئی نسبتیں شامل ہو گئی ہیں)۔

یاقوتی: ایک مقوّی معجون، جس میں یاقوت خاص طور پر ڈالا جاتا تھا۔ ایک طرح کی مٹھائی جو نشاستے میں قند اور زعفران ملا کر کھیر کی طرح پکاتے تھے اور جما کر اوپر سے چاندی کے ورق لگا دیتے تھے۔

امرتیِ مسلسل کا ہر پیچ ذائقے کو پیچ و تاب دیتا، یاقوتیِ مفرّح کا جواب دیتا [فسانہ، ص ۷]۔

یال: گھوڑے کی گردن کے بڑے بڑے بال۔

یامُرشدَاللہ: فقیروں کا ایک کلمۂ خطاب۔
یامُرشدَاللہ! ذرا متوجہ ہو [باغ، ص ۲۱۸]۔

یامعبودَاللہ: فقیروں کا ایک کلمۂ خطاب۔
یا معبودَاللہ! شہ زادی اِتنا فرما کر چپ

رہی[باغ، ص ۶۳]۔

یاوَر: مددگار۔

یاوَرِ زِیرِ دَستاں: کم زوروں کی مدد کرنے والا۔

یاوَری: مدد۔

یاوہ گوئی: فضول، واہیات باتیں کرنا، لغویات، بکواس، نامعقول باتیں کرنا۔

یاے مَعکوس: آخر لفظ میں واقع یاے مجہول کی شکل: ے۔

یُبُوسَت: خشکی، سوکھاپن، رُکھائی، روکھاپن۔

یتیم: غلام۔

ایک گل اندام، پری چہرہ اُس کے ہمراہ تھا۔ وہ یتیم لے کر ایک سرے سے ہر ایک کو دکھاتا جاتا تھا[باغ، ص ۸۵]۔ خواجہ نے ایک غلامِ کافری کو کہا کہ جاکر بازدار سے کہہ کہ ہم مسافر ہیں ...... جب میر شکار نے نام سوداگر کا سنا ...... یتیم کے ساتھ خواجہ کی مجلس میں آیا[باغ، ص ۱۳۱]۔

یتیم: (۱) نہایت قیمتی مُوتی؛ بڑا آب دار موتی جو سیپی میں اکیلا ہوتا ہے۔

(۲) جس کا باپ زندہ نہ ہو۔

یتیمُ الطرفَین: بن ماں باپ کا، جس کے ماں اور باپ، دونوں مر گئے ہوں۔

یَخ: برف کی ایک قسم۔ برف اور یخ میں فرق یہ ہے کہ برف، غُبار کی طرح گرتی ہے اور یخ، پگھلے ہوئے موم کی طرح قطرہ قطرہ ٹپکتی ہے، اور سپید پتھر کی طرح جم جاتی ہے[نور]۔ کنایتاً: بہت سرد۔ جیسے: ہاتھ پاؤں یخ ہو گئے ہیں۔

یَخنی پُلاو: سادہ پلاو، جس میں خوش بو کے لیے معمولی گرم مسالا ڈالا جاتا ہے۔

یَد: ہاتھ۔

یَدُاللہ: خدا کا ہاتھ، مراد ہوتی ہے حضرت علیؑ سے۔

یَدِ بَیضا: بچپنے میں حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ آگ کے انگارے پر ڈالنے سے جل گیا اور اُس کا نشان پڑ گیا تھا۔ خداے تعالا نے آپ کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ جب آپ اُس ہاتھ کو بغل میں لے جاکر باہر نکالتے تھے، تو وہ نشان (داغ) سورج کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ کنایتاً: کرامتیں۔

یَدِ قُدرت: قدرت کا ہاتھ، یعنی خدا کی قدرت، خدائی کام۔

یَدِ طولیٰ (طولا): لفظی معنی: لمبا ہاتھ۔ کنایتاً: کامل مہارت، بڑا کمال۔ جیسے: آپ عبارت میں ترمیم اور تحریف کرنے میں یدِ طولا رکھتے ہیں۔

یَراق: ہتھیار، لڑائی کا سامان۔

یَرغمال: ضمانت کے طور پر کسی شخص یا اشخاص کو اپنے پاس رکھ لینا۔ دو بادشاہوں کی جب صلح صفائی ہو جاتی تھی، تو طاقتور بادشاہ دوسرے کے قریبی رشتے دار یا رشتے داروں کو ضمانت کے طور پر اپنے پاس رکھ لیتا تھا کہ وہ بادشاہ دغا نہ کرے۔

یَرْغہ (یرغا): پُرانے چابک سوار دُلکی چال کے لیے بولتے ہیں۔ [دُلکی: گھوڑے کی ایک دوڑ کا نام، جس میں وہ قدم پر قدم ڈالتا ہوا چلتا ہے، اِس طرح کہ سامنے کے سیدھے پیر کی جگہ پچھلا اُلٹا پیر ڈالتا ہوا لمبا اور تیز قدم چلے۔ اِس چال میں سوار کو بہت تکلیف ہوتی ہے لیکن گاڑی میں چلنے کے لیے آرام دہ رہتی ہے [اصطلاحات]۔

یرغہ و گام سے باہر ہے کچھ اُس کی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال میں اُس کی چھل بل
[سودا، ص ۸۳]

یَزداں: خدا۔ "اہر مَن" کا مقابل۔ پارسیوں کے عقیدے کے مطابق یَزداں، بھلائیوں کا کرنے والا ہے اور اہر من برائیوں کا۔

یَزدانی: خدا پرست، خدا کو ماننے والا۔ آتش پرستوں کے عابد اور زاہد لوگ۔

ع: یَزدانیوں کا ہے مسکن اُس میں
[گلزار، ص ۱۰۹۰]

نہ بھگوان کا گیان تھا گیانیوں میں
نہ یزداں پرستی تھی یزدانیوں میں
[حالی: مسدس]

یَسار: بائیں جانب، بایاں ہاتھ۔

یَساوُل / یَساوَل: چوب دار، نقیب۔ میر امن نے اسے پہرے دار (سپاہی) کے معنی میں لکھا ہے۔

باری دار اور یساول، چوب دار اُس کو محل کے اندر آنے جانے سے منع کرنے لگے [باغ، ص ۵۱]۔

یَسیر: آسان، سہل۔ وہ بچہ جس کی ماں مرگئی ہو۔ [یتیم: جس کا باپ مر گیا ہو۔ یسیر: جس کی ماں مرگئی ہو]۔

یَغْما: لوٹ کا مال، مالِ غنیمت، رہ زنی یا ڈاکے کا مال۔

یَغْمائی: لٹیرا، قزاق، غارت گر۔

یَک چَنْد: کچھ دنوں تک، کچھ مدت تک۔ ذرا سی دیر، کھڑے کھڑے۔

یَک دَست: ایک ساتھ۔

بَلائیں لگے لینے سب ایک بار
کیا جی کو یک دست سب نے نثار
[بیان، ص ۵۵۵]

یک دست ہیں: متفق ہیں، ایک رائے ہیں۔

سُو وہ تو اِطاعت میں یک دست ہیں

نشے میں محبت کے سب مست ہیں
[بیان، ص ۱۸۷]

یکسَر: تمام، بالکل، سراسر۔

یک قلم: بالکل، تمام۔ ایک بار گی۔

ایک پُرزے سے بھی اب تک نہ کبھی یاد کیا
یک قلم یوں وہ ہمیں دل سے بھلائے، افسوس!
[غافل: آصفیہ]۔

یک لخت: تمام، بالکل، سراسر، مکمل طور پر۔

در و بام یک لخت سارے سفید
ہر اک طاق، محرابِ صبحِ امید
[بیان، ص ۷۸۱]

(۲) فوراً، بلا تاخیر۔

یک مُشت: ایک ہی دفعہ، اکھٹا۔ جیسے: کُل رقم یک مُشت ادا کر دی گئی۔

یک نہ شُد دو شُد: ایک بلا تو تھی ہی دوسری اور پیچھے لگی۔

یکتہ: بے مثل، بے نظیر۔

ایک حجام جرّاحی کے کسب اور حکیمی کے فن میں یکتہ ہے [باغ، ص ۲۷]۔

(۲) اکیلا، تنِ تنہا۔

اُن کی بھی لڑائی اُس یکتہ جوان نے مار دی
[باغ، ص ۲۱۵]

یکتہ تاز: جو تنہا حریف پر حملہ کرے۔

مجازاً: بہت بہادر۔

یکتہ تازِ میدانِ لافتیٰ: حضرت علیؓ مراد ہیں۔

یَگانہ: اپنا (بیگانہ کی ضد)، رشتے دار، ایک خاندان کا، ایک گھر کا۔

(۲) یکتا، اکیلا، بے نظیر، بے مثل۔

وہ نازنیں یہ نزاکت میں کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولوں کی بدّھی، تو درد شانہ ہوا
[آتش: نور]

یَگانگی: رشتے داری۔

جانا تھا یگانگی میں لازم
ملنے کو ہوئی جمیلہ عازم
[گلزار، ص ۸۹۷]

یَل: پہلوان۔

یَلو: اے پہلوانو! بہادرو!

یَلدا: لمبی اندھیری رات۔

یَلَہ: چھوڑا گیا، بے قید۔ [گھوڑے کے لیے آتا ہے، اگر اُس کی لگام چھوڑ دی جائے]۔

یلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاوے
پڑ سکے پیچھے نہ اُس کے کوئی، بجز اُس کے کَفَل
[سودا، ص ۸۳]

یَم: دریا۔

یُمن: برکت۔

یَمین: دائیں جانب، سیدھا ہاتھ۔ قَسَم، حلف۔

یَمین و یَسار: دائیں بائیں۔ فوج کا داہنا اور بایاں بازو۔

یُورِش: [واو غیر ملفوظ۔ تلفظ: یُرِش]: حملہ، دھاوا، چڑھائی، یلغار۔

جانبِ قبلہ ہوئی ہے یُورِشِ ابرِ سیاہ
کہیں پھر کعبے میں قبضہ نہ کریں لات و ہُبَل
[محسن کاکوروی: نور]

یُوز: وہ سبزہ گھوڑا جس پر سیاہ گُل (چِتیاں) ہوں، یعنی چیتے کی رنگت سے مشابہ کہیں کہیں سیاہ یا بھورے رنگ کے دھبے ہوں؛ گُلدار سبزہ۔ (۲) چیتا (معروف درندہ)۔

یوسف لِقا: یوسف کی طرح شکل صورت والا، مراد ہے بہت خوب صورت۔

دل کو چاہِ ذَقن کی چاہ نہ تھی
کسی یوسف لقا سے راہ نہ تھی
[مثنویات، ص ۴۴۲]

یُوف ہے: افسوس ہے، حیف ہے، تُف ہے۔

سمجھے نالے کو نئے کے بے اثر
یوف ہے صد یوف ایسی عقل پر
[سودا، ص ۳۳۵]

یَوم: دن۔

یومُ الحساب: قیامت کا دن (جس دن انسانوں کے اعمال کا حساب لیا جائے گا)۔

یَوماً فَیَوماً: روز بہ روز۔

یُوہا: ایک قسم کا سانپ جس کے لیے مشہور ہے کہ وہ ہزار برس کا یا اِس سے زیادہ کا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہو گیا ہے کہ اُسے اتنی عمر پانے کے بعد یہ قدرت حاصل ہو جاتی ہے کہ روپ بدل سکتا ہے، یعنی انسان یا حیوان بن جاتا ہے۔

موذی کو چاہتا ہے قوی آسمان دُوں
یوہا بنایا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ
[آتش: آصفیہ]۔

یہاں دَم نہ چلے گا: دیکھیے: دم نہ چلے گا۔

یہ گو یہ میدان ہے: آؤ ابھی مقابلہ ہو جائے۔ [گو: گیند]۔

آج ہی تو آن بان ہے؛ یہ گو، یہ میدان ہے
[فسانہ، ص ۲۵۸]۔

یہ نوبت ہوئی: یہ حالت ہو گئی، یہ عالم ہو گیا، اب ہم کو اِتنا حقیر سمجھ لیا گیا ہے۔

سُن کے یہ پھبتی، میں نے اُس سے کہا
اب یہ نوبت ہوئی ہماری، بجا
[مثنویات، ص ۳۳۶]

یَیلاق: گرمی کا موسم گزارنے کی جگہ۔ وہ سرد اور ہوادار مقام جہاں گرمی کے موسم میں جا کر رہیں۔

***

ISBN: 81-7160-115-4